مباحث

برائے

کتب احادیث واصول الحدیث

از

ابو شہریار

۲۰۱۸،۲۰۱۹

www.islamic-belief.net

فہرست

مقدمہ 10

علم حدیث و اصول حدیث 34

حدیث متواتر 34

سجدے میں قربت الہی 34

احسان یہ ہے کہ تو سمجھے کہ اللہ دیکھ رہا ہے 35

حدیث رجم ماعز والغامدیة رضي الله عنهما 35

حدیث برکت 35

سعد کی موت پر عرش رحمان ڈگمگا گیا 35

گرمی کو نماز سے ٹھنڈہ کرو 36

حدیث حنین الجذع 36

حدیث غدیر خم 36

خروج مہدی کی روایات 41

جس نے مجھ پر جھوٹ بولا وہ جہنمی ہے 42

تواتر معنوی 43

اخبار احاد 45

خبر واحد کی عقائد میں حجیت 54

حدیث کی اقسام ۱ 65

حدیث صحیح 65

حدیث ضعیف 71

حسن حدیث 73

حدیث کی اقسام ۲ 75

حدیث مرفوع 75
حدیث موقوف 75
عرش کے گرد سانپ کی کنڈلی 77
جادہ شیر آسمان کی مقعد 83
حدیث مقطوع 84
شہرت کی بنیاد پر احادیث کی اقسام 85
حدیث مشہور 85
حدیث غریب 85
متن کی بنیاد پر ضعیف احادیث 86
حدیث شاذ 86
حدیث منکر 90
اتصال سند کی بنیاد پر احادیث کی تقسیم 96
حدیث مرسل 96
حدیث منقطع 96
مزید في متصل ألأسناد 98
راوی کا ادراج 99
راوی کا اختلاط 102
محدثین کا روایت کو بلا تصدیق سماع نقل کرنا 106
حدیث المُعَنْعَن 106
صحیحین میں مدلس کی روایات 110
قتادہ کی روایات 111
طاؤس کی روایات ابن عباس سے 112
الاعمش کی روایات 112
حدیث موضوع 113
محدث کا قیل (کہا جاتا ہے) کہنا 114

جزم یا تمریض 114
بعض اشکالات و سوالات 125
وہ راوی جس پر جرح نہ ہو کیا ثقہ ہے ؟ 125
موطا میں بعض اہل مدینہ سے امام مالک نے روایت نہیں لی؟ 127
لیکن صحیحین میں روایت لی گئی ہے ؟ 127
کیا شیعہ کا مطلب ہے علی کا ساتھی؟ 127
اگر کسی راوی کو فیہ شیعیۃ کہا جائے تو اس سے کیا مراد ہے ؟ 136
محدث کا کسی راوی کو غمزہ کہنے سے کیا مراد ہے ؟ 137
امام بخاری نے الصحیح میں ضعیف رآویوں سے روایت لکھی ہے 139
جو خود ان کے نزدیک ضعیف ہیں ؟ 139
امام بخاری نے خارجی تک کی روایت صحیح میں لکھی ہے 143
امام الذھلی اور امام بخاری کا مناقشہ کب اور کس بات پر ہوا؟ 144
صحیح بخاری میں کیا رافضیوں سے روایت لی گئی ہے ؟ 146
محدثین ناصبی راویوں سے بھی روایت کرتے ہیں ؟ مثلا امام بخاری وغیرہ 149
معلمی کے مطابق امام بخاری نے اپنی تاریخ کی کتاب میں غلطیاں کی ہیں؟ 154
قاتلین حسین سے روایت لی گئی ہے ؟ 155
امام جعفر کی علم حدیث میں کیا حیثیت ہے ؟ 157
عبد الرزاق مختلط اور شیعہ تھے ؟ 159
عکرمہ مولی ابن عباس پر یہ تبصرہ کیا یہ صحیح ہے ؟ 162
بدعتی کی روایت پر محدثین کا کیا نقطۂ نظر تھا؟ 163
کیا صحیح بخاری میں حدیث گھڑنے والوں سے روایت لی گئی ہے 166
وہ محدثین جو احادیث بیچتے تھے ان کی احادیث کیا رد کی جائیں 167
امام بخاری اپنی کتاب میں اپنی تاریخ وفات لکھ کر فوت ہوئے ؟ 168
امام الذھبی نے اپنی کتاب میں اپنی تاریخ وفات بیان کی ہے ؟ 168
مُحَمَّد بن یُونُس الْجمال کون ہے؟ 170

170 ..... لا یحمدونه کا کیا مطلب ہے ؟
171 ..... امام بخاری کا فیہ نظر کہنا
172 ..... کیا امام شافعی محدثین کے نزدیک ثقہ تھے؟
174 ..... امام ابن حزم کے نزدیک امام ترمذی مجھول تھے؟
175 ..... الْمُرْجِئَةِ کی حدیث لی جائے گی ؟
181 ..... اگر روایت میں صحابی کا نام نہیں لیا گیا ہو؟
182 ..... مقرونا روایت لینے سے کیا مراد ہے ؟
184 ..... صحیح بخاری اور ائمہ اربعہ سے روایت
195 ..... **علل الحدیث**
205 ..... **مشکل الحدیث**
209 ..... **کتب احادیث اور محدثین**
209 ..... امام مالک کی بلاغات کا کیا حکم ہے
210 ..... موطا کی مرسلات کا کیا حکم ہے ؟
212 ..... مسند امام احمد
212 ..... کیا مسند احمد، امام احمد بن حنبل کی کتاب نہیں ہے ؟
214 ..... سنن ابودادو
214 ..... کیا سند دے کر محدثین بری الزمہ ہوئے؟
217 ..... محدثین روایات میں علمی خیانت کرتے تھے
219 ..... محدثین کا نام کو فلاں سے بدلنے کی دوسری مثال پر سوال ہے ؟
222 ..... سنن ابو داود میں کن روایات کو ابو داود نے منکر کہا ہے
226 ..... جامع الصحیح البخاری
226 ..... کیا صحیح بخاری مرتب کرنے کا مشورہ امام إسحاق بن راهویه نے دیا ؟
226 ..... کیا صحیح بخاری کو مرتب کرنے کی وجہ کوئی خواب تھا جس کا ذکر امام ابن حجر نے کیا ہے ؟
227 .کیا صحیح بخاری مکمل کرنے کے بعد امام بخاری نے اس کو امام احمد پر پیش کیا ؟

235 ..... کیا امام بخاری نے کتاب الصحیح کو مشہور محدثین پر پیش کیا ؟
238 .....کیا صحیح بخاری امام فربری کی کتاب ہے یا امام بخاری کی ہے کیونکہ
241 ..... فربری نے صحیح بخاری کس سے لی؟
243 .....صحیح بخاری میں ابراہیم علیہ السلام کے لئے کذب کا کہا گیا ہے ؟
246 ..... صحیح البخاری میں بندروں کے رجم کا واقعہ نقل ہوا ہے ؟
250 .....شیعہ کہتے ہیں امام بخاری نے آیات تراشیں
252 ..... صحیح بخاری کے کون کون سے نسخے ہیں اور کون سا پرنٹ ہوتا ہے؟
253 ..... صحیح بخاری کو کیا اصح الکتاب بعد کتاب اللہ کہا جا سکتا ہے ؟
262 .....امام البخاری نے صحیح میں چار فقہاء میں سے کس کس سے روایت لی ہے ؟
263 .....کیا محدث البانی کے نزدیک صحیح بخاری کی بعض روایات ضعیف ہیں ؟
267 ..... امام بخاری نے روایت میں نام کو فلاں سے بدلا؟
268 ..... جامع الصحیح میں صیغہ تمریض سے صحیح روایات کو بیان کیا گیا ہے؟
271 ..... امام بخاری روایت میں نام غائب کر دیتے ہیں ؟
278 ..... علی رضی اللہ عنہ کے وضو سے متعلق روایت کو امام بخاری نے بدلا؟
280 ..... البانی اور صحیح بخاری کی روایت کا ایک رد پر سوال ہے
282 ..... صحیح المسلم
282 ..... صحیح مسلم پر کیا اعتراضات ہوئے ہیں؟
288 .....امام ابوزرعہ نے صحیح مسلم کی اعترضات کیے اس پر تحقیق پر سوال ہے
297 .....صحیح مسلم کی تخلیق کائنات سے متعلق روایت پر سوال ہے
301 .....کیا محدث البانی کے نزدیک صحیح مسلم کی بعض روایات ضعیف ہیں ؟
304 .....صحیح مسلم میں ابی الزبیر المکی کی وہ روایات کا کیا حکم ہے؟
305 .....صحیح مسلم میں حدثني غير واحد من اصحابنا ہے ان کا کیا کریں؟
307 ..... صحیحین کے رواۃ
308 ..... **ابواب صحیحین**
310 .....صحیح بخاری کے ابواب

312 صحیح مسلم کے ابواب
313 روایت کے الفاظ کی تبدیلی
313 روایت میں عربی کی غلطیاں
316 نسخوں میں اختلاف الفاظ
318 متن میں الفاظ کا اختلاف
319 کاتبین کا اضافہ
321 صحیحین کی کچھ مشہور احادیث
321 کیا چوہے مسخ شدہ یہودی ہیں ؟
325 احادیث میں ذکر ہے کہ اونٹ کا پیشاب پینے کا حکم دیا گیا ؟
330 لوگ حشر پر جانوروں پر سوار ہوں گے ؟
335 موسی علیہ السلام نے ملک الموت کی آنکھ پھوڑ دی تھی ؟
343 توریت میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی صفت کا بیان پر مبنی حدیث ہے
347 پل صراط والی روایت
356 ابرا ہیم علیہ السلام نے تیشے سے ختنہ کیا؟
357 کیا چوپائے عذاب قبر سنتے ہیں ؟
360 أُمِّ حَبِيبَةَ رضی اللہ عنہا سے نکاح کب ہوا؟
363 بعثت کے بعد رسول اللہ نے سات سال تک مکہ میں کوئی فرشتہ نہ دیکھا؟
364 ابلیس کا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر حملہ ہوا؟
367 **صحیحین کے ناقدین**
369 **سنن الترمذی**
370 **مستدرک الحاکم**
374 امام حاکم اور تواتر
376 **کتاب نہج البلاغہ**
378 خواب کے ذریعہ احادیث کی تصحیح
384 اختلاف محققین

384 ..... البانی صاحب کا حسن روایت کو صحیح کہنا؟
384 ..... اگر دو محققین حدیث پر اختلاف کریں تو کیا کیا جائے
385 ..... اگر محدث روایت یا راوی پر سکوت کرے
387 ..... **کتب الزھد**
389 ..... **امام الزہری کی مرویات**
392 ..... آغاز الوحی کی روایت
395 ..... واقعہ افک
405 ..... اصحاب امام زہری
409 ..... اللہ تعالی کا دیوتا کی صورت اختیار کرنا
413 ..... مدینہ کا ویران ہونا
415 ..... دجال مردے کو زندہ کرے گا
416 ..... المعوذات ؟
419 ..... اصحاب زہری پر محدثین کے مختلف اقوال
421 ..... **واقدی کی مرویات**
429 ..... **اسرائیلیات اور احادیث**
431 ..... کعب کی روایات کا انداز
439 ..... ابن سبا کا یہودی تصوف اور روایات میں ذکر
448 ..... علی کے حوالے سے مزید غلو
451 ..... حدیث منزلت کی سبائی شرح
458 ..... گرہن اور خروج مہدی
459 ..... اسرائیلیات کا دفاع
462 ..... ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی اسرائیلیات
466 ..... ہاروت و ماروت کی خبریں
479 ..... رائے اور محدثین کا اختلاف رائے
479 ..... رائے کو پسند کرنے والے محدثین

484 ..... رائے مخالف محدثین
485 ..... رائے کا لفظ احادیث میں
491 ..... امام ابو حنیفہ اہل رائے اور اہل حدیث
492 ..... الجہمیہ کا مذھب
495 ..... المرجئہ الفقہاء
502 ..... امام ابو حنیفہ تابعی ہیں
503 ..... اہل قبلہ پر تلوار دراز کرنا
505 ..... ابو حنیفہ مخالف مزید روایات
518 ..... اصحاب امام
519 ..... ائمہ اربعہ سے منسوب کتب
519 ..... کیا کتاب الحیل کی نسبت امام ابو حنیفہ کی طرف درست ہے؟
522 ..... کیا کتاب فقہ الاکبر کی نسبت امام ابو حنیفہ کی طرف درست ہے ؟
523 ..... الرد علی الجھمیۃ کیا امام احمد کی کتاب تھی؟
524 ..... کیا کتاب الصلوۃ امام احمد کی نہیں ہے ؟
525 ..... المدونہ کیا امام مالک کی کتاب ہے ؟

بسم اللہ الرحمان الرحیم

مقدمہ

احادیث رسول کو بیان کرنا اور قلم بند کرنا ایک اہم دینی فریضہ ہے - احادیث سے سنت نبوی اورعمل اصحاب رسول کا علم ہوتا ہے - دین میں قرآن کے بعد اسی کی اہمیت ہے - اس مصدر پر بہت کام ہوا ہے اور احادیث کی کتب بھی ہیں - صحیح کے مجموعہ بھی ہیں اور ہر طرح کی روایات کے مجموعے بھی ہیں - راویوں کی چھان پھٹک پر کتب بھی ہیں اور معلول احادیث پر کتب بھی ہیں - مختلف احادیث کی وجہ سے مشکل الاحادیث پر بھی کتب میں جن میں اختلافات کو حل کرنے کی کوشش کی جاتی ہے - البتہ اس کے باوجود فقہی اختلافات اس امت میں ختم نہیں ہو سکے -

حدیث رسول کس قدر احتیاط کی متقاضی ہے اس کا بیان اس حدیث میں ہے

صحیح حدیث میں ہے کہ ابو موسیٰ (رض) ، عمر فاروق (رض) کے پاس گئے ۔ تین دفعہ اجازت مانگی ، جب کوئی نہ بولا تو آپ واپس لوٹ گئے ۔ تھوڑی دیر میں عمر نے لوگوں سے کہا ! دیکھو عبداللہ بن قیس (رض) آنا چاہتے ہیں ، انہیں بلا لو لوگ گئے ، دیکھا تو وہ چلے گئے ہیں ۔ واپس آکر عمر (رض) کو خبر دی ۔ دوبارہ جب ابو موسیٰ (رض) اور عمر (رض) کی ملاقات ہوئی تو عمر (رض) نے پوچھا آپ واپس کیوں چلے گئے تھے ؟ جواب دیا کہ نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) کا حکم ہے کہ تین دفعہ اجازت چاہنے کے بعد بھی اگر اجازت نہ ملے تو واپس لوٹ جاؤ ۔ میں نے تین بار اجازت چاہی جب جواب نہ آیا تو میں اس حدیث پر عمل کر کے واپس لوٹ گیا۔ عمر (رض) نے فرمایا اس پر کسی گواہ کو پیش کرو ورنہ میں تمہیں سزا دوں گا ۔ آپ وہاں سے اٹھ کر انصار کے ایک مجمع میں پہنچے اور سارا واقعہ ان سے بیان کیا اور فرمایا کہ تم میں سے کسی نے اگر نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) کا یہ حکم سنا ہو تو میرے ساتھ چل کر عمر (رض) سے کہہ دے ۔ انصار نے کہا یہ مسئلہ تو عام ہے بیشک نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا ہے ہم سب نے سنا ہے ہم اپنے سب سے نو عمر لڑکے کو تیرے ساتھ کر دیتے ہیں ، یہی گواہی دے آئیں گے۔ چنانچہ ابو سعید خدری (رض) گئے اور عمر (رض) سے جاکر

کہا کہ میں نے بھی نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) سے یہی سنا ہے ۔ عمر (رض) اس وقت افسوس کرنے لگے کہ بازاروں کے لین دین نے مجھے اس مسئلہ سے غافل رکھا

صحیح بخاری کی حدیث ہے

حکم بن نافع ، شعیب، زہری ،حمید بن عبدالرحمن بن عوف، عبداللہ بن عتبہ ، عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں لوگوں کا مواخذہ وحی کے ذریعہ ہوتا تھا اور اب وحی موقوف ہوگئی اس لیے اب ہم تمہارے صرف تمہارے ظاہری اعمال پر مواخذہ کریں گے جو شخص اچھا عمل ظاہر کرے گا تو ہم اسے امن دیں گے اور مقرب بنائیں گے ہمیں اس کے باطن سے کوئی غرض نہیں اس کے باطن کا محاسبہ اللہ تعالیٰ کرے گا اور جس نے برے اعمال ظاہر کیے ہم اسے امن نہیں دیں گے اور نہ اس کی تصدیق کیں گے اگرچہ وہ کہتا ہو کہ اس کا باطن اچھا ہے۔

امام ذھبی اپنی کتاب تذکرہ الحفاظ میں لکھتے ہیں کہ

أن عُمَرَ حَبَسَ ثَلَاثَةَ: إِبْنَ مَسْعُوْدٍ وَأَبَا الدَرْدَاءِ وَأَبَا مَسْعُوْدَ الأَنْصَارِی فَقَالَ: قَدْ أَكْثَرْتُمُ الْحَدِيْثَ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم

عمر نے تین کو قید کر دیا : ابن مسعود کو ابو الدرداء کو اور ابو مسعود انصاری کو کہا تم بہت احادیث روایت کرتے ہو

اس کی سند میں سَعْدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ ہے جو صحیح بخاری کا راوی ہے لیکن امام یحیی القطان کے نزدیک ضعیف ہے - یہ قول إبراهيم بن عبدالرحمن نے بیان کیا ہے - الهيثمي نے مجمع الزوائد ج:1 ص:149 میں لکھا ہے

رواه الطبراني في الأوسط – قلت : هذا أثر منقطع وإبراهيم ولد سنة عشرين ولم يدرك من حياة عمر إلا ثلاث سنين وابن مسعود كان بالكوفة ولا يصح هذا عن عمر (قلت : ويأتي باب التثبت عن بعض الحديث.)انتهى

طبرانی نے اس کو اوسط میں روایت کیا ہے میں کہتا ہوں یہ اثر منقطع ہے إبراهيم بن عبدالرحمن سن ۲۰ میں پیدا ہوا اور ان نے عمر کو نہیں پایا سوائے زندگی کے تین سال اور ابن مسعود تو کوفہ میں تھے اور یہ إبراهيم بن عبدالرحمن کا قول صحیح نہیں ہے

بہر حال اہل سنت نے اور اہل تشیع نے اپنے اپنے مجموعہ جمع کیے- بعض محدثین شیعہ تھے مثلا علی بن جعد، عباد بن یعقوب، عدی بن ثابت لیکن ان کی کتب کو اہل تشیع میں رواج نہ ملا - اس دور تک اہل تشیع کے ہاں اصول حدیث نام کی کوئی چیز نہیں ملتی بلکہ جرح و تعدیل بھی ان کے ہاں بہت بعد میں شروع ہوئی جس کا آغاز ان کے مطابق شیعہ عالم نجاشی نے کیا – اس کی وجہ یہ تھی کہ اہل تشیع اپنا عقیدہ و مسلک ائمہ اہل بیت سے لیتے تھے اور دور بخاری و مسلم تک امام حسن عسکری زندہ تھے لہذا اس صنف میں روایات جمع نہ ہوئیں – لوگ جاتے اور ائمہ اہل بیت سے علم لیتے –

دوسری طرف اہل سنت میں یا تو ان ائمہ کو ضعیف کہا جاتا اور اگر ثقہ بھی کہہ دیا تو روایت کو بعد میں مضطرب قرار دے کر رد کیا جاتا تھا – یہی وجہ ہے کہ جامع الصحیح از امام بخاری میں امام بخاری کے ہم عصر ائمہ اثنا عشری سے کوئی روایت نہیں لی گئی-

امام جعفر تک کے لئے تو اہل سنت کہتے ہیں کہ ان سے جھوٹی روایات منسوب کی گئی ہیں- کچھ محدثین لکھ بھی لیتے ہیں لیکن بعد کے ائمہ کی یا تو روایت ہی نہیں لیتے یا کوئی تبصرہ بھی نہیں کرتے یہاں تک کہ امام حسن عکسری کو ضعیف تک کہا- امام موسی کاظم یا امام جعفر کو اہل سنت حدیث میں ضعیف قرار دیتے ہیں-

نویں امام مُحَمَّدِ بْنِ عَلِيّ بن مُوسَى بْنُ جَعْفَر بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِيّ بْنِ الْحُسَيْن ابن علي بن أبي طالب، أبو جعفر بن الرضا ہیں- ان کا مشہور نام محمد بن علی الجواد المتوفی ۲۲۰ ھ ہے- یہ امام احمد ، بخاری و مسلم کے ہم عصر ہیں- ان سے کوئی بھی روایت صحیحین میں نہیں ہے جبکہ یہ محدث ہیں

دسویں امام علي بْن محمد بْن علي بْن مُوسَى بن جعفر بن محمد ابن زین العابدین ہیں سن ٢٥٤ ھ میں وفات ہوئی - اہل سنت میں ان سے بھی کوئی روایت نہیں ملتی

گیاررھوین امام إمام حسن عسكري المتوفي ٢٦٠ ھ امام احمد اور امام بخاری و مسلم کے ہم عصر ہیں
محدثین ان کا ذکر نہیں کرتے - لسان المیزان میں ابن حجر کہتے ہیں
الحسن بن علي بن محمد بن علي الرضا بن موسى الكاظم الهاشمي ... ضعفه ابن الجوزي في الموضوعات.
یہ ایک ہیں جن پر امامیہ، امامت کا عقیدہ رکھتے تھے .....الموضوعات میں ابن جوزی نے ان کو ضعیف قرار دیا ہے

صحیح بخاری و مسلم کو اہل تشیع نے صحیح نہیں سمجھا اور سو سال بعد محمد بن یعقوب بن إسحاق الكليني الرازي المتوفى ٣٢٩ ھ نے اہل تشیع کی صحیح سمجھی جانے والی روایت جمع کیں اور اسی دور میں القمی نے تفسیری روایات جمع کیں-

اہل سنت میں علم حدیث اور علم اسماء و الرجال اور جرح و تعدیل کو بطور علم ابن سرین کے دور سے مرتب کیا گیا-

احادیث کے ابتدائی مجموعے

دور نبوی میں احادیث کے کوئی مجموعے نہیں تھے -کچھ احکام تھے جو اصحاب رسول نے لکھے مثلا حجه الوداع پر ابی شاہ رضی الله عنہ نے لکھوایا - علی رضی الله عنہ نے نیام میں صدقات کی تقسیم کے احکام اڑس کے رکھے ہوئے تھے- باقاعدہ کوئی کتاب نہیں تھی چند کلمات و تحریریں تھیں

شروع میں حدیث لکھنے کی ممانعت تھی- صحیح مسلم میں ہے

ابی سعید خدری سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم نے فرمایا۔ قرآن کے بغیر میرا کوئی اور قول قلمبند نہ کرو۔ اور اگر کوئی شخص ایسا قول لکھ چکا ہو تو اسے مٹا دے

اس پر شارحین کا ایک قول ہے کہ یہ منسوخ حکم ہے- اس کی دلیل ہے کہ حجه الوداع پر اپ نے ابو شاہ رضی الله عنہ کے لئے لکھنے کا حکم دیا

وعن أبو هريرة قال: "لما فتحت مكة قام النبي -صلى اللَّه عليه وسلم- فذكر الخطبة خطبة النبي -صلى اللَّه عليه وسلم- قال: فقام رجل من أهل اليمن يقال له: أبو شاه، فقال: يا رسول اللَّه! اكْتبوا لي، فقال: اكتبوا لأبي شاه

الأوزاعي کا قول ہے کہ ابو شاہ کے لئے یہ خطبہ لکھا گیا

وعن الوليد قال: "قلت لأبي عمرو -يعني الأوزاعي- يحيى -ما يكتبوه؟ قال: الخطبة التي سمعها -يعني أبا شاة- يومئذ منه

شارحین کا دوسرا قول ہے

النهي محمول على أن يكتب الحديث مع القرآن في صحيفة واحدة، لئلا يختلّط به، فيشتبه على القارئ

یہ قرآن کے ساتھ ہی حدیث لکھنے سے منع کا قول ہے کہ قاری کو اشتباہ ہو گا قرآن کیا ہے حدیث کیا ہے

علی رضی اللہ عنہ نے بھی احکام سے متلعق اقوال نبوی اپنی نیام میں رکھے ہوئے تھے- یعنی یہ شروع کا حکم تھا پھر منسوخ ہو گیا-

صحیح مسلم کے مقدمے میں ہے

لم يكونوا يسألون عن الإسناد فلما وقعت الفتنة قالوا : سموا لنا رجالكم ، فيُنْظَرُ إلى أهل السنة " فيُؤْخذ حديثُهم ، ويُنْظَر إلى أهل البدعة فلا يؤخذ حديثهم

ابن سیرین نے کہا ہم اسناد نہیں پوچھتے تھے یہاں تک کہ فتنہ ہوا تو کہا اپنے رجال کے نام لو پس دیکھو اہل السنہ کو ان کی حدیث لو اور دیکھو اہل بدعت کو ان کی حدیث مت لو

معلوم ہوا کہ سند لکھنے کا ان نسخوں میں اہتمام نہ تھا - ابن سیرین المتوفی ۱۱۰ ہجری ہیں یعنی ان سے پہلے سند نہیں لکھی جاتی تھی - بعض نے ابن سیرین کے قول کا مطلب لیا کہ ابن سیرین نے کہا ہم اسناد نہیں پوچھتے تھے تو اس سے مراد یہاں اصحاب رسول ہیں جبکہ یہ نرا دعوی ہے- ابن سیرین کی مراد اگر اصحاب رسول ہوتے تو وہ ذکر کرتے

صحیح مسلم کے مقدمہ میں ہی لکھا ہے کہ اصحاب رسول منع کرتے کہ غیر معروف اصحاب رسول سے حدیث مت لو

وحدثني أبو أيوب سليمان بن عبيد الله الغيلاني، حدثنا أبو عامر يعني العقدي، حدثنا رباح، عن قيس بن سعد، عن مجاهد، قال: جاء بشير العدوي إلى ابن عباس، فجعل يحدث، ويقول: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم، قال رسول الله صلى الله عليه وسلم، فجعل ابن عباس لا يأذن لحديثه، ولا ينظر إليه، فقال: يا ابن عباس، مالي لا أراك تسمع لحديثي، أحدثك عن رسول الله صلى الله عليه وسلم، ولا تسمع، فقال ابن عباس: " إنا كنا مرة إذا سمعنا رجلا يقول: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم، ابتدرته أبصارنا، وأصغينا إليه بآذاننا، فلما ركب الناس الصعب، والذلول، لم نأخذ من الناس إلا ما نعرف

بشیر العدوی، ابن عباس کے پاس آیا اور روایت کرنے لگا اور بولا رسول اللہ نے کہا ،رسول اللہ نے کہا ،پس ابن عباس نے اس کی حدیث کی اجازت نہیں دی اور نہ اس کی طرف دیکھا. اس پر وہ ابن عبّاس سے مخاطب ہوا کیا وجہ ہے کہ اپ میری حدیث نہیں سنتے جبکہ میں رسول اللہ کی حدیث سنا رہا ہوں؟ پس ابن عباس نے کہا ایک وقت تھا جب ہم سنتے کسی نے کہا قال رسول اللہ ہم نگاہ رکھتے اور اپنے کان اس (حدیث) پر لگاتے . لیکن جب سے لوگوں نے الصعب اور الذلول کی سواری کی تو ہم روایات نہیں لیتے مگر صرف اس سے جس کو جانتے ہوں

یعنی لوگ احادیث بیان کر رہے تھے جو صحابی نہیں تھے لیکن صحابی بنتے اور اصحاب رسول نے ان لوگوں کو چھوڑ دیا کہ جھوٹ بولیں جہنم سمیٹن نہ ان کی پٹائی کی نہ قتل

بعض لوگوں نے صحائف لکھے جن میں ابو ہریرہ کے شاگرد ہمام بن منبہ مشہور ہیں- محدثین نے ان کو ہاتھوں ہاتھ لیا ہے لیکن جب ان پر معلومات دیکھیں تو عجیب معلوم ہوتا ہے

ہمام بن منبہ یمن سے مدینہ پہنچے اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ۱۴۰ روایات لیں ان میں اپنی باتیں بھی شامل کر دیں اور ان کا نسخہ بقول امام احمد اسی وجہ سے معدوم ہوا کہ لوگ یہ تمیز ہی نہیں کر پائے کیا قول نبی اور کیا ان کا اپنا قول ہے – ہمام سوڈان گئے وہاں معمر بن راشد ملے اور ان کو روایت سنائیں اس کے بعد حجاز میں ابن زبیر رضی اللہ عنہ کی فوج نے ہمام کو پکڑا اور یہ عباسیوں کے خروج تک زندہ تھے سن ۱۳۲ ہجري میں فوت ہوئے – الذھبی کے مطابق ممکن ہے سو سال انکی زندگی ہو لیکن اس دوران انہوں نے بہت کم لوگوں کو روایات سنائی ہیں ان سے صرف ان کے بھائی وھب بن منبہ صَاحِبُ القَصَصِ ، ان کے بھتیجے عَقِيْلُ بنُ مَعْقِلٍ اور معمر بن راشد اور ایک یمنی عَلِيُّ بنُ الحَسَنِ بنِ أَنَسٍ الصَّنْعَانِيُّ روایت کرتے ہیں – الذھبی سیر الآعلام النبلاء میں کہتے ہیں وَمَا رَأَينَا مَنْ رَوَى الصَّحِيْفَةَ عَنْ هَمَّامٍ إِلاَّ مَعْمَرٌ اور ہم نہیں دیکھتے کہ اس الصَّحِيْفَةَ کو ہمام سے کوئی روایت کرتا ہو سوائے معمر کے- امام احمد کے مطابق معمر نے یہ صحیفہ سوڈان میں سنا- معمر خود کوفی ہیں وہاں سے یمن گئے اور پھر سوڈان – سوڈان علم حدیث کے لئے کوئی مشہور مقام نہ تھا

كتاب التَّكْميل في الجَرْح والتَّعْدِيل ومَعْرِفة الثِّقَات والضُّعفاء والمجَاهِيل از ابن کثیر کے مطابق

قال أحمد أيضاً: روى عنه أخوه وَهْب، وكان رجلاً يغزو، وكان يشتري الكتب لأخيه وهب، فجالس أبا هريرة بالمدينة فسمع منه أحاديث، وكان قد أدرك المُسَوِّدة وسقط حاجباه، وهي نحو أربعين ومائة .حديث بإسناد واحدٍ، ولكنَّها مُقَطَّعة في الكُتُب ففيها أشياء ليست في الأحاديث

اور احمد نے یہ بھی کہا : ان (ہمام) سے انکے بھائی وھب بن منبہ نے روایت لی اور یہ جہاد کرتے تھے اور یہ کتابیں خریدتے اپنے بھائی وھب کے لئے پس مدینہ میں ابو ہریرہ کے پاس بیٹھے ان سے احادیث سنیں اور انہوں نے المسودہ (بنو ہاشم کے ہمددر جنہوں نے بنو امیہ کا تختہ الٹا) کو پایا اور ان (کی آنکھ پر) حجاب آیا (بینائی جاتی رہی) اور یہ ۱۴۰ احادیث ایک سی سند سے روایت کرتے لیکن ان کی کتب کٹ گئیں (معدوم ہوئیں) کیونکہ ان میں ایسی چیزیں تھیں جو احادیث نہیں تھیں

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی وفات معاویہ رضی اللہ عنہ کے دور میں ہوئی ہمام نہ صرف اتنے بڑے تھے کہ یمن سے سفر کر کے مدینہ پہنچے بلکہ ابو ہریرہ المتوفي ۵۷ هجري سے ۱۴۰ حدیثیں سنیں اور لکھیں پھر سوڈان گئے وہاں معمر بن راشد کو روایات سنائیں پھر زندہ رہے اور ابن زبیر کا دور بھی دیکھا یہاں تک کہ بنو امیہ کا دور دیکھا عباسیوں کا خروج دیکھا- اتنے طویل عرصے تک یہ زندہ رہے جو خود کسی معجزے سے کم نہیں إمام بخاري کہتے ہیں علی

المدینی کہتے کہ ہمام ۱۳۲ ہجری میں فوت ہوئے یعنی ابو ہریرہ کی بھی وفات کے بعد ۷۵ سال زندہ رہے لیکن ہمام کی کتابیں باقی نہیں رہیں کیونکہ انہوں نے ان میں احادیث کے ساتھ اور باتیں بھی شامل کر دیں

یاد رہے کہ عصر حاضر میں انڈیا کے ڈاکٹر حمید اللہ کی تحقیق کے بعد دعوی کیا گیا ہے کہ صحیفہ ہمام بن منبہ مل گیا ہے جو مسند احمد میں ہے- ہمام بن منبہ یمنی کی روایات کا ذکر نہ ہی کریں تو اچھا ہے کیونکہ امام احمد کا کہنا ہے یہ صحیفہ معدوم ہوا کیونکہ ہمام نے اس میں اپنی باتیں شامل کیں

امام بخاری و مسلم نے ان صحائف سے نقل نہیں کیا انہوں نے لوگوں سے ملاقات کی اور ان سے سماع حدیث کیا اپنے استادوں کی سند سے لکھا یعنی زبانی سن کر لکھا

الغرض سند سے مورخین نے بھی لکھا جس میں ابن اسحٰق وغیرہ ہیں انہی کے ہم عصر امام مالک ہیں جن کی موطا ہے اور ابن سیرین بھی ان کے ہم عصر ہیں

یعنی سند سے روایت لکھنے کا دور سن ۱۰۰ کے آس پاس کا ہے آخری صحابی جابر بن عبد اللہ سن ۷٤ میں فوت ہوئے- اصحاب رسول نے احکام نبوی درج کیے نہ کہ تمام اقوال النبی-

عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ کا صحیفہ :

اس کی خبر طبقات ابن سعد میں ہے

قَالَ: أَخْبَرَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي أُوَيْسٍ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ بِلالٍ عَنْ صَفْوَانَ بْنِ سُلَيْمٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ: اسْتَأْذَنْتُ النَّبِيَّ – صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ – فِي كِتَابَةِ مَا سَمِعْتُهُ مِنْهُ. قَالَ فَأَذِنَ لِي فَكَتَبْتُهُ. فَكَانَ عَبْدُ اللَّهِ يُسَمِّي صَحِيفَتَهُ تِلْكَ الصَّادِقَةَ.

واقدی نے کہا أَبُو بَكْرِ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي أُوَيْسٍ نے خبر دی اس نے سلیمان بن بلال سے اس نے صفوان سے اس نے روایت کیا

عبد اللہ بن عمرو سے کہ انہوں نے کہا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اجازت لی کہ جو ان سے سنا اس کو لکھوں کہا پس اپ نے اجازت دی تو میں نے لکھ لیا پس عبد اللہ اس صحیفہ کو نام دیتے الصَّادِقَةَ

سند مین أَبُو بَكْرِ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي أُوَيْسٍ مجہول ہے – اصل میں یہ واقدی کا قول ہے جو ابن سعد نے لکھا- واقدی کو محدثین خود کذاب کہتے ہیں

اس طرح کا قول مجاہد سے بھی ہے

:قَالَ: أَخْبَرَنَا مَعْنُ بْنُ عِيسَى قَالَ: حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ يَحْيَى عَنْ مُجَاهِدٍ قَالَ

رَأَيْتُ عِنْدَ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو صَحِيفَةً فَسَأَلْتُهُ عَنْهَا فَقَالَ: هَذِهِ الصَّادِقَةُ. فِيهَا مَا سَمِعْتُ مِنَ رَسُولِ اللَّهِ – صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ – لَيْسَ بَيْنِي وَبَيْنَهُ فِيهَا أُحُدٌ.

لیکن مجاہد کا سماع عبد اللہ بن عمرو سے قابل بحث ہے بعض محدثین نے اس کا انکار کیا ہے

دوسری طرف محدثین متاخرین کا یہ بھی کہنا ہے کہ عبد اللہ بن عمرو بن العآص رضی اللہ عنہ إسرائیلیات بیان کرتے تھے -

علی رضی اللہ عنہ کا صحیفہ :

یہ چند احکام تھے جو نیام میں رکھے تھے

مصنف عبد الرزاق میں الفاظ ہیں

عَنِ ابْنِ عُيَيْنَةَ قَالَ: أَخْبَرَنِي مُحَمَّدُ بْنُ سُوقَةَ قَالَ: أَخْبَرَنِي أَبُو يَعْلَى مِنْذِرٌ الثَّوْرِيُّ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْحَنَفِيَّةِ قَالَ: جَاءَ نَاسٌ مِنَ النَّاسِ إِلَى أَبِي فَشَكَوْا سُعَاةَ عُثْمَانَ فَقَالَ أَبِي: " خُذْ هَذَا الْكِتَابَ فَاذْهَبْ إِلَى عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ فَقُلْ لَهُ: قَالَ أَبِي: أَنَّ نَاسًا مِنَ النَّاسِ قَدْ جَاءُوا شَكَوْا سُعَاتَكَ وَهَذَا أَمْرُ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْفَرَائِضِ فَلْيَأْخُذُوا بِهِ "، فَانْطَلَقْتُ بِالْكِتَابِ حَتَّى دَخَلْتُ عَلَى عُثْمَانَ، فَقُلْتُ لَهُ: أَنَّ أَبِي أَرْسَلَنِي إِلَيْكَ، وَذَكَرَ أَنَّ نَاسًا مِنَ النَّاسِ شَكَوْا سُعَاتَكَ، وَهَذَا أَمْرُ [ص:7] رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْفَرَائِضِ فَمُرْهُمْ فَلْيَأْخُذُوا بِهِ، فَقَالَ: لَا حَاجَةَ لَنَا فِي كِتَابِكَ قَالَ: فَرَجَعْتُ إِلَى أَبِي فَأَخْبَرْتُهُ، فَقَالَ أَبِي: «لَا عَلَيْكَ ارْدُدِ الْكِتَابَ مِنْ حَيْثُ أَخَذْتَهُ» قَالَ: «فَلَوْ كَانَ ذَاكِرًا عُثْمَانَ بِشَيْءٍ لَذَكَرَهُ – يَعْنِي بِسُوءٍ -» قَالَ: «وَإِنَّمَا كَانَ فِي الْكِتَابِ مَا فِي حَدِيثِ عَلِيٍّ

صحیح بخاری میں ہے ابو جحیفہ روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ کیا تمہارے پاس کوئی (اور بھی) کتاب ہے؟

انہوں (رضی اللہ عنہ) نے فرمایا کہ : نہیں ! مگر اللہ کی کتاب قرآن ہے یا پھر فہم ہے جو وہ ایک مسلمان کو عطا کرتا ہے یا پھر جو کچھ اس صحیفے میں ہے۔

میں نے پوچھا : اس صحیفے میں کیا ہے؟

انہوں (رضی اللہ عنہ) نے فرمایا : دیت اور قیدیوں کی رہائی کا بیان ہے اور یہ حکم کہ مسلمان ، کافر کے بدلے قتل نہ کیا جائے۔

صحیح بخاری ، کتاب العلم ، باب : کتابۃ العلم ، حدیث : 111

باقی اصحاب رسول نے احادیث تحریر کیں جن میں اکثر میں احکام درج تھے مثلا مناسک حج یا صدقات و دیت اور قیدیوں کی رہائی کے احکام لکھے – اصحاب رسول نے ایک ایک قول النبی کو نہیں لکھا تھا اگرچہ یہ اصحاب رسول نے بیان کیے لوگوں نے سن کر ان سے لکھا

بدعتی کی روایت:

قرن اول میں روایت سازی کا آغاز ہو چکا تھا اور اصحاب رسول صرف معروف لوگوں سے روایت لیتے - صحیح مسلم میں ہے

وحدثني أبو أيوب سليمان بن عبيد الله الغيلاني، حدثنا أبو عامر يعني العقدي، حدثنا رباح، عن قيس بن سعد، عن مجاهد، قال: جاء بشير العدوي إلى ابن عباس، فجعل يحدث، ويقول: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم، قال رسول الله صلى الله عليه وسلم، فجعل ابن عباس لا يأذن لحديثه، ولا ينظر إليه، فقال: يا ابن عباس، مالي لا أراك تسمع لحديثي، أحدثك عن رسول الله صلى الله عليه وسلم، ولا تسمع، فقال ابن عباس: " إنا كنا مرة إذا سمعنا رجلا يقول: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم، ابتدرته أبصارنا، وأصغينا إليه بآذاننا، فلما ركب الناس الصعب، والذلول، لم نأخذ من الناس إلا ما نعرف

بشیر العدوی، ابن عباس کے پاس آیا اور روایت کرنے لگا اور بولا رسول اللہ نے کہا ،رسول اللہ نے کہا ،پس ابن عباس نے اس کی حدیث کی اجازت نہیں دی اور نہ اس کی طرف دیکھا. اس پر وہ ابن عبّاس سے مخاطب ہوا کیا وجہ ہے کہ اپ میری حدیث نہیں سنتے جبکہ میں رسول اللہ کی حدیث سنا رہاہوں؟ پس ابن عباس نے کہا ایک وقت تھا جب ہم سنتے کسی نے کہا قال رسول اللہ ہم نگاہ رکھتے اور اپنے کان اس (حدیث) پر لگاتے . لیکن جب سے لوگوں نے الصعب اور الذلول کی سواری کی تو ہم روایات نہیں لیتے مگر صرف اس سے جس کو جانتے ہوں

امام مسلم صحیح مسلم کے مقدمے میں لکھتے ہیں

وحَدَّثَنِي سَلَمَةُ بْنُ شَبِيبٍ، حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، قَالَ: سَمِعْتُ رَجُلًا سَأَلَ جَابِرًا عَنْ قَوْلِهِ عَزَّ وَجَلَّ [ص:21]: {فَلَنْ أَبْرَحَ الْأَرْضَ حَتَّى يَأْذَنَ لِي أَبِي أَوْ يَحْكُمَ اللهُ لِي وَهُوَ خَيْرُ الْحَاكِمِينَ} [يوسف: 80]، فَقَالَ جَابِرٌ: «لَمْ يَجِئْ تَأْوِيلُ هَذِهِ»، قَالَ سُفْيَانُ: وَكَذَبَ، فَقُلْنَا لِسُفْيَانَ: وَمَا أَرَادَ بِهَذَا؟ فَقَالَ: إِنَّ الرَّافِضَةَ تَقُولُ: إِنَّ عَلِيًّا فِي السَّحَابِ، فَلَا نَخْرُجُ مَعَ مَنْ خَرَجَ مِنْ وَلَدِهِ حَتَّى يُنَادِيَ مُنَادٍ مِنَ السَّمَاءِ يُرِيدُ عَلِيًّا أَنَّهُ يُنَادِي اخْرُجُوا مَعَ فُلَانٍ، يَقُولُ جَابِرٌ: «فَذَا تَأْوِيلُ هَذِهِ الْآيَةِ، وَكَذَبَ، كَانَتْ فِي إِخْوَةِ «يُوسُفَ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

روافض سورہ یوسف کی آیت فَلَنْ أَبْرَحَ الْأَرْضَ حَتَّى يَأْذَنَ لِي أَبِي أَوْ يَحْكُمَ اللهُ لِي وَهُوَ خَيْرُ الْحَاكِمِينَ کی تشریح اس سے کرتے کہ علی بادلوں میں ہیں اور وہ ان سے نہیں نکلیں گے یہاں تک کہ ان کی اولاد میں سے ایک شخص آئے جس کے لئے آسمان سے علی منادی کریں گے کہ فلاں کے ساتھ خروج کرو اور یہ تاویل جابر الجعفی کیا کرتا تھا

کتاب تهذيب التهذيب از ابن حجر میں سنن ابن ماجہ کے راوی عمرو بن جابر الحضرمي جو امام مہدی کی روایت کے راوی ہیں ،ان کے لئے بتاتے ہیں

عمرو بن جابر الحضرمي کے لئے أبو زرعة المصري کہتے تھے

قال بن أبي مريم قلت لابن لهيعة من عمرو بن جابر هذا قال شيخ منا أحمق كان يقول أن عليا في السحاب

ابن ابی مریم کہتے ہیں میں نے ابن لھیعة سے پوچھا کہ عمرو بن جابر کون ہے بولے ایک بوڑھا احمق کہتا تھا علی بادلوں میں ہیں

سن ۲۰۰ ہجری تک اس قسم کے بہت سے راوی تھے جو رافضی تھے اور ائمہ یعنی امام بخاری و مسلم کے استاد بھی تھے – لہذا اہل سنت کا اصول یہ بنا کہ بدعتی یعنی غیر اہل سنت کی وہ روایت رد کر دو جو اس کے فرقے کے حق میں ہو - بدعتی کی روایت محدثین رد کرتے تھے یہاں تک کہ بعض محدثین نے دوسرے محدثین کی کتب جلا بھی دیں- کوفہ میں اعمش بعض روایات بیان کرتا تھا جن کو محدثین رد کر چکے تھے ان میں سے ایک تھی

حَدِيثُ عَلِيٍّ: أَنَا قَسِيمُ النَّارِ

علی نے کہا میں جہنم کی اگ کی تقسیم کرنے والا ہوں

ان روایات کو ابو عوانہ نے ایک جگہ جمع کیا

أَخْبَرَنَا أَبُو بَكْرٍ الْمَرُّوذِيُّ، قَالَ: قُلْتُ لِأَبِي عَبْدِ اللَّهِ: اسْتَعَرْتُ مِنْ صَاحِبٍ حَدِيثٍ كِتَابًا، يَعْنِي فِيهِ الْأَحَادِيثَ الرَّدِيئَةَ، تَرَى أَنْ أُخَرِّقَهُ، أَوْ أُخَرِّقُهُ؟ قَالَ: نَعَمْ، لَقَدِ اسْتَعَارَ سَلَّامُ بْنُ أَبِي مُطِيعٍ مِنْ أَبِي عَوَانَةَ كِتَابًا، فِيهِ هَذِهِ الْأَحَادِيثُ، فَأَحْرَقَ سَلَّامٌ الْكِتَابَ، قُلْتُ: " فَأَحْرِقُهُ؟ قَالَ: نَعَمْ
مروزی نے خبر دی کہ کہ محدثین نے دھوکہ سے ابو عوانہ کی کتب کو حاصل کیا اور جلا دیا

اس پر محدثین نے اعتراض کیا کہ اس قسم کی بے سروپا روایات کیوں اکٹھی کی ہیں لہذا اس کتاب میں اعمش کی روایات ایک محدث کی طرف سے جلا دی گئیں اور بعض نے اس کتاب کو دیکھ کر صرف أستغفر الله کہا
معلوم ہوا کہ یہ روایت کرنا ہی معیوب تھا اس بنا پر محدثین نے دوسروں کی احادیث کی کتب کو جلا دیا

بہر حال اس قسم کی بدعتی روایات محدثین نے لکھی ہیں لیکن وہ ان کو ایک جگہ جمع نہیں کرتے تھے – کیونکہ اس سے مسلک اہل سنت کی قدر دیگر مسالک سے کم ہونے کا خدشہ تھا- غور طلب ہے کہ اعمش کوفہ کے مشہور شیعہ ہیں اور متاخرین میں الذھبی اور ابن حجر کا دعوی ہے کہ یہ شیعی تھے باقاعدہ اہل تشیع میں سے نہیں تھے- راقم کہتا ہے تحقیق سے اس سے الگ ثابت ہوتا ہے اور ظاہر ہے ان کی روایات کو محدثین جلا بھی رہے تھے تو اس کی وجہ ان روایات کا متن ہی تھا-

بعض محدثین نے یہ بھی روایت کیا کہ مستقبل میں حدیث کے انکاری پیدا ہوں گے – یہ روایت مسند احمد میں بیان ہوئی ہے
حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ، قَالَ: أَخْبَرَنَا حَرِيزٌ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي عَوْفٍ الْجُرَشِيِّ، عَنِ الْمِقْدَامِ بْنِ مَعْدِي كَرِبَ الْكِنْدِيِّ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ الله صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: " أَلَا إِنِّي أُوتِيتُ الْكِتَابَ وَمِثْلَهُ مَعَهُ، أَلَا إِنِّي أُوتِيتُ الْقُرْآنَ وَمِثْلَهُ مَعَهُ، أَلَا يُوشِكُ رَجُلٌ يَنْثَنِي شَبْعَانًا عَلَى أَرِيكَتِهِ يَقُولُ: عَلَيْكُمْ بِالْقُرْآنِ، فَمَا وَجَدْتُمْ فِيهِ مِنْ حَلَالٍ فَأَحِلُّوهُ، وَمَا وَجَدْتُمْ فِيهِ مِنْ حَرَامٍ فَحَرِّمُوهُ، أَلَا لَا يَحِلُّ لَكُمْ لَحْمُ الْحِمَارِ الْأَهْلِيِّ، وَلَا كُلُّ ذِي نَابٍ مِنَ السِّبَاعِ، أَلَا وَلَا لُقَطَةٌ مِنْ مَالِ مُعَاهَدٍ إِلَّا أَنْ يَسْتَغْنِيَ عَنْهَا صَاحِبُهَا، وَمَنْ نَزَلَ بِقَوْمٍ، فَعَلَيْهِمْ أَنْ يَقْرُوهُمْ ، فَإِنْ لَمْ يَقْرُوهُمْ، فَلَهُمْ أَنْ يُعْقِبُوهُمْ بِمِثْلِ قِرَاهُمْ

الْمِقْدَامِ بْنِ مَعْدِي كَرِبَ الْكِنْدِيِّ رضی الله عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول الله صلی الله علیہ وسلم نے فرمایا

خبردار مجھ کو کتاب اور اس کے مثل دیا گیا ہے خبردار مجھ کو کتاب اور اس کے مثل دیا گیا ہے

ممکن ہے کہ کوئی مال و دولت کے نشہ سے سرشار اپنے تخت پر بیٹھ کر یہ کہے کہ تمہارے پاس قرآن ہے اس میں تم جو چیز حلال پاؤ اسے حلال سمجھو اور جو حرام پاؤ اسے حرام قرار دو۔ سُن لو! پالتو گدھے تمہارے لئے حلال نہیں (اسی طرح) درندوں میں سے کچلی والے بھی (حلال نہیں) اور معاہد (ذمی) کی گری پڑی چیز بھی حلال نہیں الا یہ کہ اس کا یہ مالک اس سے بے نیاز ہوجائے اور جو شخص کسی قوم کے ہاں مہمان ٹھہرے تو اس کی ضیافت و اکرام ان

پر فرض ہے اگر وہ اس کی مہمان نوازی نہ کریں تو وہ اپنی مہمان نوازی کے بقدر ان سے لے سکتا ہے[1]۔

---

[1] المقدام بن معدي كرب سے روایت ہے کہ رسول الله صلی الله علیہ وسلم نے فرمایا خبردار ہو سکتا ہے کہ ایک شخص ٹیک لگائے بیٹھا ہو اور میری حدیث سنے تو کہے الله کی کتاب ہمارے تمھارے درمیان ہے اس میں ہم حلال کو حلال مانیں گے اور جو اس میں حرام ہو گا اس کو حرام مانیں گے اور جو چیز رسول الله نے حرام کی وہ ایسی ہی ہے جسے الله نے حرام کی

اس روایت کو، حاکم ، ابن ماجہ اور ترمذی نے اپنی کتابوں میں بیان کیا ہے – ان سب کی اسناد میں ان راویوں کا تفرد ہے

معاوية بن صالح عن الحسن بن جابر اللخمي عن المقدام بن معدي كرب

اس کی سند میں راوی الْحَسَن بْن جَابِر أَبُو عَبْد الرَّحْمَن الكندي الشامي ہے جو مجھول ہے ابن حبان نے حسب روایت ثقات میں ذکر کیا ہے لیکن ان پر نہ جرح ہے نہ متقدمین کی تعدیل ہے ایسے راوی کو مجھول کہا جاتآ ہے

تہذیب الکمال کے محقق دکتور بشار عواد معروف اس راوی پر تعلیق میں لکھتے ہیں

وَقَال الذهبي في "المجرد": حمصي مستور

الذہبی نے المجرد في أسماء رجال سنن ابن ماجه میں کہا ہے یہ حمص کا مستور ہے - یعنی مجھول راوی ہے

اس کی سند میں مُعَاوِيَةَ بنِ صَالِحٍ بھی ہیں سیر الآعلام النبلاء از الذہبی ج ۷ ص ۱٦۰ کے مطابق امام علی المدینی کہتے ہیں

.قَالَ عَلِيُّ بنُ المَدِيْنِيِّ: سَأَلْتُ يَحْيَى بنَ سَعِيْدٍ عَنْ مُعَاوِيَةَ بنِ صَالِحٍ، فَقَالَ: مَا كُنَّا نَأْخُذُ عَنْهُ ذَلِكَ الزَّمَانَ وَلاَ حَرفاً

اس پر دکتور شعیب الأرنؤوط اس روایت کے تحت کہتے ہیں

قلت: كأنه أراد به العرض لقصد رد الحديث بمجرد أنه ذُكر فيه ما ليس في الكتاب، وإلا فالعرض لقصد الفهم والجمع والتثبت لازم
میں کہتا ہوں کہ گویا اس (حدیث) کو (قرآن پر) پیش کرنے کا مقصد مجرد حدیث کو رد کرنا ہے کہ اس میں اس چیز کا ذکر ہے جو کتاب اللہ میں نہیں (تو یہ صحیح نہیں) لیکن اگر پیش کرنا فہم اور جمع اور اثبات کے لئے ہو تو یہ لازم ہے

میں نے يَحْيَى بنَ سَعِيْدٍ سے مُعَاوِيَةَ بنِ صَالِحٍ پر سوال کیا انہوں نے کہا ہم اس سے روایت نہیں لیتے اس دور میں ایک حرف بھی نہیں

میزان الآعتدال از الذھبی کے مطابق

قال الليث بن عبدة، قال يحيى بن معين: كان ابن مهدي إذا حدث بحديث معاوية بن صالح زجره يحيى بن سعيد.

اللیث بن عبدۃ کہتے ہیں یحیی بن معین کہتے ہیں جیسے ہی ابن مہدی، معاویۃ بن صالح کی حدیث روایت کرتے ، یحیی بن سعید ان کو ڈانٹتے

تاریخ الاسلام از الذھبی میں ہے قَالَ ابْن أَبِي حاتم: قَالَ أَبُو زرعة: ثقة محدّث.
وقال لِي أَبِي: حسن الحديث غير حُجَّة

ابن ابی حاتم نے کہا أَبُو زرعة نے اس کو ثقہ محدث کہا لیکن میرے باپ نے کہا حسن الحدیث ہے حجت نہیں ہے

یعنی دلیل نہیں لی جا سکتی

ان علتوں کی بنا پر روایت اس طرق سے ضعیف ہے اور متقدمین محدثین ان راویوں کی روایت نا قابل استدلال سمجھتے تھے

عصر حاضر میں البانی، بن باز اور اہل حدیث علماء نے اس طرق کو بہت پسند کیا ہے

حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا قول و فعل ہے- اس میں احکام نبوی، وحی کی نوع - کے ہیں کیونکہ قرآن کی تعبیر و تشریح کرنا اللہ کا کام ہے- رسول شریعت نہیں بناتے وہ اللہ کی جانب سے انے والے احکام کی تشریح کرتے ہیں جو اللہ کی طرف سے رسول اللہ کو سمجھائی گئی

راقم کہتا ہے جب ایک بات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہو تو اس کا انکار بھی کفر ہے مثل معہ والی روایت میں قابل اثر لوگوں کا حلال و حرام میں دخل بتایا گیا ہے جو قابل اعتراض ہے

انکار حدیث

قرن دوم میں سب سے پہلے خوارج یا فرقہ حروریہ یا اباضیہ نے حدیث رسول کو رد کیا - خوارج نے بھی روایات بنائیں - ابن عبدالبر نے [جامع بیان العلم،۳۳/۲] میں اس حدیث کو روایت کیا ہے اور جرح کی ہے

قَالَ عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ مَهْدِيٍّ: " الزَّنَادِقَةُ وَالْخَوَارِجُ وَضَعُوا ذَلِكَ الْحَدِيثَ، يَعْنِي مَا رُوِيَ عَنْهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ: «مَا أَتَاكُمْ عَنِّي فَاعْرِضُوهُ عَلَى كِتَابِ اللَّهِ فَإِنْ وَافَقَ كِتَابَ اللَّهِ فَأَنَا قُلْتُهُ وَإِنْ خَالَفَ كِتَابَ اللَّهِ فَلَمْ أَقُلْهُ أَنَا، وَكَيْفَ أُخَالِفُ كِتَابَ اللَّهِ، وَبِهِ هَدَانِي اللَّهُ» وَهَذِهِ الْأَلْفَاظُ لَا تَصِحُّ عَنْهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عِنْدَ أَهْلِ الْعِلْمِ

عبد الرحمان بن مہدی نے کہا کہ زنادقہ اور خوارج نے اس روایت کو گھڑا یعنی جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی گئی ہے کہ جو میں دوں اس کو کتاب اللہ پر پیش کرو اگر اس کے موافق ہو تو میں نے اس کو کہا ہے اور میں کیسے کتاب اللہ کی مخالفت کر سکتا ہوں اور اللہ نے اس سے ہدایت دی ہے .. اور یہ الفاظ اہل علم کے نزدیک نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے صحیح نہیں ہیں

امام الشافعی نے اپنی کتاب الام میں تنقید کی ہے

قَالَ فَإِنَّهُ بَلَغَنِي أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ - صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ - قَالَ «مَا جَاءَكُمْ عَنِّي فَاعْرِضُوهُ عَلَى الْقُرْآنِ فَإِنْ وَافَقَهُ، فَأَنَا قُلْته وَإِنْ خَالَفَهُ فَلَمْ أَقُلْهُ» فَقُلْت لَهُ فَهَذَا غَيْرُ مَعْرُوفٍ عِنْدَنَا عَنْ رَسُولِ اللَّهِ - صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ - وَالْمَعْرُوفُ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ - صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ - عِنْدَنَا خِلَافُ هَذَا وَلَيْسَ يُعْرَفُ مَا أَرَادَ خَاصًّا وَعَامًّا وَفَرْضًا وَأَدَبًا وَنَاسِخًا وَمَنْسُوخًا إلَّا بِسُنَّتِهِ - صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

کہتے ہیں پہنچا ہے کہ رسول اللہ نے فرمایا میری طرف سے تم تک جو پہنچے اس کو قرآن پر پیش کرو اگر موافق ہو تو میں نے کہا ہے اگر اگر مخالف تو میں نے نہیں کہا لیکن یہ قول نبوی غیر معروف ہے ہمارے نزدیک اور جو معروف ہے رسول اللہ کی طرف سے وہ اس کے خلاف ہے اور خاص و عام اور فرض اور نسخ و منسوخ کا پتا نہیں چلتا سوائے سنت رسول سے

علی بن محمد بن عبد الکریم بن موسی البزدوی المتوفی ٤٨٢ ھ نے اس حدیث کو اصول الفقہ مشہور اصول البزدوی میں لکھا ہے لیکن یہ ان کی غلطی ہے کیونکہ یہ روایت محدثین کے نزدیک اور امام شافعی کے نزدیک صحیح نہیں ہے

خوارج قرآن میں ناسخ و منسوخ کو نہیں مانتے لہذا ان کی کتاب مسند الربیع بن حبیب بن عمر الأزدي البصري (المتوفى حوالي سنة: 170هـ) میں اس کی سند ہے
أَبُو عُبَيْدَةَ عَنْ جَابِرِ بْنِ زَيْدٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيءِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: «إِنَّكُمْ سَتَخْتَلِفُونَ مِنْ بَعْدِي فَمَا جَاءَكُمْ عَنِّي فَاعْرِضُوهُ عَلَى كِتَابِ اللَّهِ فَمَا وَافَقَهُ فَعَنِّي وَمَا خَالَفَهُ فَلَيْسَ عَنِّي
اہل سنت کے نزدیک جابر بن زید کا نام لے کر خوارج نے روایات گھڑی ہیں

قال السّخاوي: وقد سئل شيخنا عن هذا الحديث فقال: إنّه جاء من طرق لا تخلو من مقال
سخاوی نے کہا میں نے ابن حجر سے اس روایت کے بارے میں پوچھا تو کہا اس کے تمام طرق میں کلام ہے

کتاب المدخل میں بیہقی نے اس کے طرق جمع کیے ہیں اور ان کو رد کیا ہے

سن ۱۳۰ ہجری کے اس پاس مسلمانوں میں فلسفہ پڑھا جانے لگا اور انکار حدیث کا رجحان پیدا ہوا- اس کا آغاز بصرہ میں ہوا وہاں عمرو بن عبید بن کیسان بن باب نام کا ایک محدث تھا جس سے معمر بن راشد نے بھی روایت کیا ہے – سب سے پہلے اس نے محدثین سے الگ ہونے اور حدیث کا انکار کرنے کا آغاز کیا - ان کو اعتزال کرنے والے کہا گیا – اس کے ساتھ اس کا ایک رشتہ دار بھی مل گیا جس کا نام واصل بن عطاء تھا- یہ دونوں محدث تھے یہاں تک کہ امام ابن معین نے کہا اس کی حدیث مت لکھو یعنی یہ دونوں احادیث کی روایت کرتے رہے تھے

قال أحمد بن محمد الحضرمي سألت ابن معين، عن عمرو بن عبيد فقال: "لا يكتب حديثه. فقلت له: كان يكذب. فقال: كان داعية إلى دينه. فقلت له: فلم وثقت قتادة وابن أبي عروبة وسلام بن مسكين؟ فقال: كانوا يصدقون في حديثهم، ولم يكونوا يدعون إلى بدعة

انظر: ترجمته في ميزان الاعتدال ج3/273-280؛ تاريخ بغداد ج12/166-188.

أحمد بن محمد الحضرمي نے کہا میں ابن معین سے عمرو بن عبید پر سوال کیا – ابن معین نے کہا اس کی حدیث مت لکھ- میں نے کہا : یہ جھوٹ بولتا ہے؟ ابن معین نے کہا : یہ اپنے مذھب کی طرف بلاتا ہے – میں نے کہا: تو اس کو قتادہ اور ابن ابی عروبہ اور سلام بن مسکین نے ثقہ کیوں کر دیا ہے ؟ ابن معین نے کہا : یہ محدثین تو صرف عمرو بن عبید کی حدیث کی تصدیق کرتے ہیں لیکن یہ اس کی بدعت کی طرف نہیں بلاتے

یعنی معتزلہ کے رؤس بھی محدث تھے جن سے محدثین روایات لیتے ان کو شیخ بناتے تھے – بعد میں آہستہ آہستہ یہ محدثین سے الگ ہوتے گئے یہاں تک کہ المعتزلہ ان کا نام پڑ گیا-

یعنی ۲۰۰ ہجری میں ہی باقاعدہ روایات رسول اللہ سے منسوب کی جا رہی تھیں جن میں احادیث رسول کو رد کرنے کا حکم نقل کیا جاتا تھا-

راقم کہتا ہے معتزلہ عقل نہیں فلسفہ کو مقدم رکھتے تھے – عقل الگ چیز ہے ہر انسان میں ہے فلسفہ ہر انسان کو نہیں اتا- اس کی شقیں ہیں- افسوس کی بات یہ ہے کہ مسلمانوں نے معتزلہ کی کتب کی تاریخی دستاویز کے طور پر حفاظت نہیں کی- لہذا ان کے دلائل ان کی کتب سے معلوم نہیں ہیں بلکہ مخالفین کی کتب میں سرسری تبصروں سے ان کے بارے میں پتا چلا ہے- بہر حال اس میں شک نہیں لوگ احادیث گھڑ رہے تھے – بدعتی اپنے عقائد کو احادیث کے پردے میں بیان کرتے تھے – مزید یہ کہ زمینی مسائل بھی زمانے کے ساتھ بدل رہے تھے اسی وجہ سے جب لوگوں کو حدیث میں جواب نہ ملتا وہ دیگر علوم پڑھ رہے تھے

دوسری طرف محدثین کا ایک طبقہ مرض کے علاج میں میں بھی اس قدر آگے جا چکا تھا کہ ان کے نزدیک ہر چیز کا علاج قرآن و حدیث میں موجود تھا یہاں تک کہ وہ آیات دھو کر پیتے اس کا دھون جسم پر ڈالتے – آیات کو برتوں میں لکھ کر ان کا دھون پینے والوں میں امام احمد شامل تھے –

عقل و رائے اور حدیث کا مفہوم

ایک روایت بیان کی جاتی ہے کہ رافع بن خدیج فرماتے ہیں کہ

قال قدم نبي الله صلى الله عليه و سلم المدينة وهم يأبرون النخل يقولون يلقحون النخل فقال ما تصنعون ؟ قالوا كنا نصنعه قال لعلكم لو لم تفعلوا كان خيرا فتركوه فنفضت أو فنقصت قال فذكروا ذلك له فقال إنما أنا بشر إذا أمرتكم بشيء من دينكم فخذوا به وإذا أمرتكم بشيء من رأي فإنما أن بشر قال عكرمة أو نحو هذا قال المعقري فنفضت ولم يشك — مسلم

رافع بن خدیج رضی اللہ تعالی عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ تشریف لائے .اور لوگ کھجوروں کا قلم لگارہے تھے یعنی گابہ کررہے تھے آپ نے فرمایا تم کیا کرتے ہو. انھوں نے کہا ہم ایسا ہی کرتے چلے آئے ہیں، آپ نے فرمایا اگر تم ایسا نہ کرو تو شاید اچھا ہو گا. لوگو نے پیوند کاری کرنا ترک کردیا.تو کھجوریں گھٹ گئیں.تو صحابہ کرم نے آپ سے اس بات کا تذکرہ کیا.آپ نے فرمایا میں تو بشر ہوں جب میں تمہیں دین کی بات بتاؤں تو اس پر کاربند ہو

جاؤ.اور جب کوئی بات میں اپنی رائے سے بتاؤں تو میں بھی تو انسان ہوں.عکرمہ بیان کرتے ہیں، یا اس کے مثل اور کچھ فرمایا اور معقری نے فنفضت بغیر شک کے کہا ہے[2]

زمینی مسائل بدلتے رہتے ہیں اوررہیں گے اس کا حل قیاس و رائے کی طرف جانا ہے جس کے سلف میں امام الشافعی قائل تھے اور امام ابو حنیفہ بھی کرتے تھے باقی جن مسلکوں میں قیاس ممنوع ہے ان کے پاس ضعیف روایات بھی نہیں ہیں کہ وہ ان سے جدید مسائل پر استنباط کر سکیں اور روایات گھڑنے کا دور بھی گزر چکا لہذا انہیں اپنے موقف سے رجوع کرنا چاہئے

محدثین نے عقل پر روایات جو جانچنے کے اصول مقرر کیے مثلا علوم الحدیث ومصطلحه عرضٌ ودراسة از د. صبحي إبراهيم الصالح (المتوفى: 1407هـ) میں ہے

أن يكون المروي مخالفًا للعقل أو الحس والمشاهدة، غير قابل للتأويل (2). قِيلَ لِعَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ زَيْدٍ: حَدَّثَكَ أَبُوكَ عَنْ جَدِّكَ أَن رَسُول الله صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: إِنَّ سَفِينَةَ نُوحٍ طَافَتْ بِالْبَيْتِ سَبْعًا وَصَلَّتْ خَلْفَ المَقَامِ رَكْعَتَيْنِ؟ قَالَ: نَعَمْ. (3). وواضع هذا الخبر، عبد الرحمن بن زيد بن أسلم، مشهور بكذبه وافترائه، ففي " التهذيب " نقلاً عن الإمام الشافعي: «ذَكَرَ رَجُلٌ لِمَالِكٍ حَدِيثًا، !مُنْقَطِعًا، فَقَالَ: اذْهَبْ إِلَى عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ زَيْدٍ يُحَدِّثْكَ عَنْ أَبِيهِ، عَنْ نُوحٍ

---

[2]

یہ روایت مرسل صحیح ہے- علل دارقطنی میں ہے
وَسُئِلَ عَنْ حَدِيثِ عُرْوَةَ , عَنْ عَائِشَةَ , عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّهُ سَمِعَ تَأَبُّرَ النَّخْلِ , فَقَالَ : " لَوْ لَمْ تَفْعَلُوا لَصَلُحَ " . فَلَمْ يُوبِّرُوا , فَصَارَ شِيْصًا , فَقِيلَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ , فَقَالَ : " إِذَا كَانَ شَيْءٌ مِنْ أَمْرِ دُنْيَاكُمْ فَشَأْنَكُمْ بِهِ " . فَقَالَ : رَوَاهُ حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ , عَنْ هِشَامٍ , عَنْ أَبِيهِ , عَنْ عَائِشَةَ . وَخَالَفَهُ خَالِدُ بْنُ الْحَارِثِ , وَمُحَاضِرٌ , وَغَيْرُهُمَا , رَوَوْهُ عَنْ هِشَامٍ , عَنْ أَبِيهِ , مُرْسَلا , وَهُوَ الصَّوَابُ

دارقطنی کے بقول اس کو عروہ نے مرسل روایت کیا ہے جو ٹھیک ہے-

اس روایت کو طلحة بن عبيد الله رضی الله عنہ سے بھی روایت کیا گیا ہے
سماك بن حرب عن موسى بن طلحة عن أبيه طلحة بن عبيد الله رضي الله عنه
سند میں سماک ضعیف ہے
جابر بن عبد الله رضی الله عنہ کی سند سے مسند البزار میں ہے
عياش بن أبان ، حَدَّثَنا محمد بن فُضَيل ، عَن مجالد عن الشعبي عن جابر

اس میں مجالد ضعیف ہے

اگر حدیث خلاف عقل ہو تو رد ہو گی اس کی مثال ہے کہ عبد الرحمان بن زید نے اپنے باپ سے پھر دادا سے روایت کیا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نوح کی کشتی نے کعبہ کا طواف کیا

کتاب الموضوعات کے مقدمہ میں ابن جوزی نے کہا

أَلا ترى أَنه لَو اجْتمع خلق من الثُّقَات فَأَخْبرُوا أَن الْجمل قد دخل فِي سم الْخياط لما نفعننا ثقتهم وَلَا أثرت فِي خبرهم، لأَنهم أخبروا بمستحيل، فَكل حَدِيث رَأَيْته يُخَالف الْمَعْقُول، أَو يُنَاقض الْأُصُول، فَاعْلَم أَنه مَوْضُوع فَلَا تتكلف اعْتِبَاره.

کیا تم دیکھتے نہیں کہ اگر مخلوق کے تمام ثقات جمع ہوں اور خبر دیں کہ اونٹ سوئی کے ناکے سے گزر گیا تو ان کی ثقاہت کا کوئی فائدہ ہم کو اس خبر سے نہیں کیونکہ انہوں نے وہ خبر دی جو ممکن نہیں - پس ہر وہ حدیث جو عقل والے کی مخالفت کرے اور اصول (عقائد) سے متصادم ہو تو جان لو وہ گھڑی ہوئی ہے پس اس کے اعتبار کی تکلیف نہ کرو

ابن جوزی نے مزید کہا

وَاعْلَم أَنه قد يجئ فِي كتَابنَا هَذَا من الْأَحَادِيث مَا لَا يشك فِي وَضعه، غير أَنه لَا يتَعَيَّن لنا الْوَاضِع من الروَاة، وَقد يتَّفق رجال الحَدِيث كلهم ثقاة والْحَدِيث مَوْضُوع أَو مقلوب أَو مُدَلّس، وَهَذَا أشكل الْأُمُور، وَقد تكلمنا فِي هَذَا فِي الْبَاب الْمُتَقَدّم.

اور جان لو کہ اس کتاب میں آئیں گی روایات جن پر کوئی شک نہیں کہ وہ گھڑی ہوئی ہیں لیکن اس میں یہ تعین نہیں کیا جا سکتا کہ کس راوی نے گھڑی ہے اور اس میں اتفاق بھی ہو گا کہ تمام رجال ثقہ ہیں جبکہ یہ حدیث یا تو گھڑی ہوئی ہے یا مقلوب ہے یا تدلیس ہے اور یہ مشکل کاموں میں ہے

اسی کتاب میں ابن جوزی نے کہا

وَاعْلَم أَن حَدِيث الْمُنكر يقشعر لَهُ جلد طَالب الْعلم مِنْهُ

اور جان لو کہ حدیث منکر سنتے ہی طالب علم کے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں

گویا علم حدیث کا دارومدار صرف سند اور رجال ہی نہیں اس کا متن بھی ہے- غیر مقلدین اور وہابی علماء کا ایک گروپ کہتے ہیں کہ اگر راوی ثقہ ہوں تو روایت آٹومیٹک صحیح ہوتی ہے اس طرح یہ سلف کے منہج پر نہیں اپنے ہی کسی خود ساختہ منہج پر ہیں - اصل میں ابن جوزی کا یہ ذکر نہیں کرتے کیونکہ ابن جوزی اسماء و صفات میں وہابیوں سے الگ عقیدہ رکھتے ہیں اور علم حدیث میں بھی ابن جوزی کی آراء کو نہیں لیتے

راقم کہتا ہے اس کی مثال واقعہ غرانیق کی روایات ہیں جو ثقات نے روایت کی ہیں اور مرسل ہیں - اس کی دو سندیں ہیں

أَبِي بِشْرٍ بصری (جعفر بن إياس، وهو ابن أَبِي وَحْشِيَّة المتوفى ١٢٤ ھ)، عَن سَعِيد بْنِ جُبَيْر، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ

المعجم الكبير از طبرانی اور مسند البزار

اور

عُثْمَانُ بْنُ الأَسْوَدِ المكی المتوفى ١٤٧ ھ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ

یعنی ایک بصری اور ایک مکی نے اس روایت کو سعید بن جبیر سے منسوب کیا ہے اس میں جعفر بن ایاس کو محدثین ثقہ کہتے ہیں اور عُثْمَانُ بْنُ الأَسْوَدِ کو بھی ثقہ کہتے ہیں

یعنی محدثین کے مطابق اس روایت کا بار سعید بن جبیر نے اٹھا لیا کیونکہ اس کی سند میں ثقات ہیں ابن عباس رضی الله عنہ کے شاگردوں میں اس کو صرف سعید بن جبیر ہی روایت کرتے ہیں

حجاج بن یوسف نے سعید بن جبیر کو قتل کیوں کیا؟ اس سوال کا جواب شاید یہ روایت ہے

روایت پسندی صحیح نہیں ہے سنن دارمی کی روایت ہے

أَخْبَرَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ، حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ، عَنْ يَعْلَى بْنِ حَكِيمٍ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ أَنَّهُ حَدَّثَ يَوْمًا بِحَدِيثٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ رَجُلٌ: فِي كِتَابِ اللَّهِ مَا يُخَالِفُ هَذَا، قَالَ: «لَا أُرَانِي أُحَدِّثُكَ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَتُعَرِّضُ فِيهِ بِكِتَابِ اللَّهِ، كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَعْلَمَ بِكِتَابِ اللَّهِ تَعَالَى مِنْكَ»

سعید بن جبیر نے ایک دن نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک حدیث بیان کی تو ایک شخص نے کہہ دیا : قرآن میں اس کےخلاف بات موجود ہے۔ اس پر انہوں نے فرمایا : میں تجھے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث بیان کر رہا ہوں اور تو اس کے خلاف اللہ کی کتاب پیش کر رہا ہے ! اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کی کتاب کے مندرجات کو تجھ سے بڑھ کر جانتے تھے۔

آج علماء یہی کہہ رہے ہیں کہ غرانیق والی روایت باوجود یہ کہ سعید بن جبیر سے ثقات نے روایت کی ہے یہ صحیح نہیں ہے کیونکہ قرآن میں اس کے خلاف موجود ہے کہ رسول اللہ سے غلطی نہیں ہو سکتی لہٰذا راقم کہتا ہے اس قسم کی روایات کا بار راویوں پر ہے

دور فرنگ میں انکار حدیث کا اجراء

بہر حال عصر حاضر میں معتزلہ جدید پیدا ہوئے جن کا یہ قول ہے کہ قران کے علاوہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم پر کوئی دوسری چھپی ہوئی چیز نازل نہی ہوئی- ان کا کہنا ہے کہ قران کے علاوہ پیغمبر پر کوئی دوسری چھپی ہوئی چیز نازل نہی ہوئی محمد صلی اللہ علیہ و سلم پر اللہ کے طرف سے صرف قران نازل ہوا تھا اور قران کے علاوہ کوئی اور چیز نازل نہی ہوئی تھی لہازا قران کے علاوہ کسی اور کتاب کو حجت ماننا شرک ہے

راقم کہتا ہے یہ قول جاہلانہ ہے - آیات سے مطلب کشید کیا گیا ہے اور ایسا کرنے والے کو عذاب ہو گا کیونکہ اس نے کلام اللہ کو بدلنے کی کوشش کی ہے

انبیاء کو حکم کس طرح ہوتا ہے ؟ کیا صرف قرآن سے ہوتا ہے کوئی اور القا یا الوحی نہیں ہوتی؟

جنگ بدر میں تین ہزار فرشتے نازل ہوئے یہ بعد میں سورہ الانفعال میں تبصرے میں خبر دی گئی جبکہ واقعہ پہلے ہوا تھا- نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو حج کا حکم ہوا - اپ مدینہ سے نکلے لیکن اپ کو مشرکین نے حدیبیہ میں روک لیا- خواب الوحی ہے - ابراہیم علیہ السلام کو خواب میں اسمعیل علیہ السلام کی قربانی کا حکم ہوا جو الوحی یا من جانب اللہ سمجھا گیا- بنو قریظہ کے محاصرے کے وقت درخت کاٹ دیے گئے بعد میں سورہ الحشر میں اس پر تبصرہ ہوا کہا گیا یہ اللہ کا حکم تھا- قرآن میں خود موجود ہے کہ انبیاء پر تحریری الوحی کے علاوہ بھی الوحی ہوئی ہے- قرآن میں بے شمار مثالیں ہیں مثلا موسی علیہ السلام کو توریت طور پر خروج مصر کے بعد ملی لیکن اللہ کا حکم تو مصر میں بھی آ رہا تھا وہ کیا الوحی نہیں تھا- اگر اصول بنے گا تو تمام انبیاء پر لاگو کرنا ہو گا-

علم درایت یا علم حدیث

بہر حال محدثین نے حدیث کو پرکھنے کے اصول مقرر کیے ہیں جن کو علم درایت یا علم حدیث بھی کہا جاتا ہے- اس میں سند و متن دونوں شامل ہیں- اور یہ الگ الگ نہیں ہوتے

کتاب العقد التليد في اختصار الدر النضيد از عبد الباسط بن موسى بن محمد بن إسماعيل العلموي ثم الموقت الدمشقي الشافعيّ (المتوفى: 981هـ) کے مطابق

عِلْمُ الحديث ضربان: أحدهما: علم رواية، وحدُّه بأنه علم مشتمل على نقل ما ذكر، وموضوعه ذات النبي -صلى الله عليه وسلم- من حيث أنه نبي، وغايته الفوز بسعادة الدارين. الثاني: علم دراية، وهو المراد عند الإطلاق والذي كلامنا هنا فيه، ويحد أنه علم تعرف به معاني ما ذكر ومتنه، ورجاله، وطرقه، وصحيحه، وسقيمه، وعلله، وما يحتاج إليه فيه ليعرف المقبول منه والمردود، وموضوعه الراوي والمروي من حيث ذلك، وغايته: معرفة ما يقبل من ذلك ليعمل به، وما يرد منه .ليجتنب، ومسائله ما ذكر في كتبه من المقاصد

علم حدیث دو قسموں کا ہے ایک علم روایت ہے یہ جو نقل کیا گیا ہے اس پر مشتمل ہے اور موضوع ذات نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہے ... دوسرا علم درایت ہے جو ... علم معنی اور متن اور رجال اورطرق اور صحت اور سقم اور علت اور ہر وہ بات جو قبول و رد کو بیان کرتی ہے اور اس کا موضوع راوی اور مروی ہے اور اس کا مقصد معرفت ہے کہ کس کو قبول کیا جائے اور عمل کیا جائے

کتاب شرح علل الترمذي ا بن رجب الحنبلي (المتوفى: 795هـ) کے مطابق

أن علم العلل قسم من أقسام علم الحديث دراية

بے شک علم علل ،علم حدیث درایت کی قسموں میں سے ایک ہے

کتاب السنة المفترى عليها کے مؤلف سالم البهنساوي (المتوفى: 1427هـ) لکھتے ہیں

وعلم الحديث دراية وهو يبحث في حقيقة الرواية وشروطها وأحوال الرُواة وشروط قبولهم وأنواع الأحاديث ودرجتها. وهذا العلم يُسَمَّى علم أصول الحديث

اور علم حدیث درایت اور یہ بحث ہے روایت کی حقیقت اس کی شروط اور راوی کا احوال اور قبولیت کی شروط اور حدیث کی انواع اور درجے اور اس علم کا نام اصول حدیث ہے

کتاب علوم الحديث ومصطلحه – عرضٌ ودراسة از صبحي إبراهيم الصالح المتوفى 1407هـ

کے مطابق

علم الحديث دراية، مجموعة من المباحث والمسائل يعرف بها حال الراوي والمروي من حيث القبول والرد

علم حدیث درایت، یہ مباحث اور مسائل کا مجموعہ ہے جس سے راوی اور جو روایت کیا ہے اس کا حال پتا چلتا ہے کہ قبول کیا جائے یا رد

عبد الله بن عبد الرحمن الخطيب كتاب الرد على مزاعم المستشرقَين إجناتس جولدتسيهر ويوسف شاخت ومن أيدهما من المستغربين میں مستشرقین کا رد کرتے ہوئے لکھتے ہیں

علم الحديث دراية أو علم مصطلح الحديث فهو كما يقول ابن جماعة: «معرفة القواعد التي يعرف بها أحوال السند والمتن

علم حدیث درایت یا علم مصطلح حدیث وہ، وہ ہے جیسا ابن جماعۃ نے کہا قواعد کی معرفت ہے جس سے سند اور متن کا احوال پتا چلتا ہے

کتاب منهج النقد في علوم الحديث میں نور الدين محمد عتر الحلبي لکھتے ہیں

هو علم يشتمل على أقوال النبي صلى الله عليه وسلم وأفعاله وتقريراته وصفاته وروايتها وضبطها وتحرير ألفاظها". ونزيد في التعريف أو الصحابي أو التابعي

علم روایت نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اقوال اور افعال اور تقریر اور صفات اور روایت اور ضبط اور تحریر الفاظ پر مشتمل ہے اور اس تعریف میں ہم صحابی یا التابعي کا بھی اضافہ کریں گے

کتاب منهج النقد في علوم الحديث میں نور الدين محمد عتر الحلبي لکھتے ہیں

علم حدیث درایت کی بہترین تعریف عز الدین بن جماعة نے کی ہے کہ

علم بقوانين يعرف بها أحوال السند والمتن

ان قوانین کا علم جن سے سند اور متن کے احوال کا علم ہو

صحاح ستہ کا اجراء

ان اصولوں کی بنیاد پر جو محدثین نے مرتب کیے اور سمجھے آج ہمارے پاس چھ کتب احادیث ہیں جن کو باقی کتب احادیث سے اصح سمجھا جاتا ہے اور ان کو ۲۰۰ ہجری کے بعد مرتب کیا گیا ہے – ان کتب کو اب صحاح ستہ کہا جاتا ہے – ان کے نام ہیں صحیح بخاری، صحیح مسلم ، سنن ابو داود، سنن ابن ماجہ، سنن نسائی اور جامع الترمذی –

شروع یعنی ٤٠٠ ہجری تک میں صحاح ستہ کے بجائے ان کو الکتب الستة کہا جاتا تھا – میں ایک دور میں بحث ہوئی کون سی کتابیں اصح ہیں

جامع الترمذی

سنن النسائی

سنن ابو داود

کو تو لوگوں نے قبول کر لیا لیکن اب چوتھی کتاب پر اختلاف ہوا- متقدمین مو طا کی طرف گئے اور متاخرین ابن ماجہ کی طرف- زرین بن معاویہ المتوفی ٥٣٥ ھ کے مطابق اس میں ابن ماجہ کی بجائے موطا ہے- ابن اثیر کے مطابق چھٹی کتاب موطا ہے- ابن صلاح النکت میں لکھتے ہیں کہ کافی عرصہ مغرب میں یعنی اندلس اور شمالی افریقہ میں موطا چھٹی کتاب رہی حتی کہ وہ ابن ماجہ پر متفق ہوئے

وعند المغاربة موطأ مالك عوضا عن سنن ابن ماجه قبل أن يقفوا عليه

النکت کے مطابق العلائی دمشقی کے مطابق چھٹی کتاب سنن دارمی ہونی چاہیے- ابن حجر کے مطابق متاخرین میں أبو الفضل ابن طاهر المتوفی ٥٠٧ھ وہ پہلے شخص ہیں جنہوں نے ابن ماجہ کو شامل کیا

وحكى ابن عساكر أن أول من أضاف كتاب ابن ماجه إلى الأصول أبو الفضل ابن طاهر وهو كما قال

زیر نظر کتاب میں مختصرا احادیث کی اقسام بیان کی گئی ہیں اور کتب احادیث اور ان کے منہج پر تبصرے کیے گئے ہیں-

یہ اصلا سوالات پر جوابات ہیں جو اسلامک بلیف ویب سائٹ پر قارئین نے کیے تھے- ان کو کتابی شکل دی گئی ہے

ابو شہریار

۲۰۱۸

علم حدیث واصول حدیث

حدیث متواتر

تواتر سے مراد وہ احادیث ہیں جو متعدد راوی بیان کریں جو ایک ہی طبقہ کے نہ ہوں اور ہر دور میں کم از کم پچاس لوگ اس کو روایت کریں- جیسے کہ اللہ تعالی کا فرمان ہے

ثُمَّ أَرْسَلْنَا رُسُلَنَا تتْرَى

پھر ہم نے پے در پے رسول بھیجے [المؤمنون :44]

تحقیق سے بعض روایات کا متواتر ہونا معلوم ہوتا ہے مثلا

مجھے حکم ہے قتال کروں

حدیث ہے

أُمِرْتُ أَنْ أُقَاتِلَ النَّاسَ حتى يقولوا لا إله إلا الله

مجھے حکم ہے قتال کروں یہاں تک کہ لوگ کہہ دیں اللہ کے سوا کوئی الہ نہیں

المنيحة بسلسلة الأحاديث الصحيحة میں أبو إسحاق الحويني کا کہنا ہے کہ یہ حدیث متواتر ہے

الجامع الصغير میں السيوطي کا قول ہے کہ یہ حدیث متواتر ہے

سجدے میں قربت الہی

أقربُ ما يكون العبدُ مِنْ ربّه عزَّ وجلَّ وهو ساجدٌ، فأَكثِروا الدُّعاءَ

حدیث بندہ اپنے رب کے سب سے قریب سجدے میں ہوتا ہے -پس کثرت سے دعا کرو

البانی کتاب صَحِيحُ التَّرْغِيب وَالتَّرْهِيب میں کہتے ہیں یہ حدیث متواتر ہے

احسان یہ ہے کہ تو سمجھے کہ اللہ دیکھ رہا ہے

الإحسان: أن تعبد الله كأنك تراه

سید قطب کا تخریج أحاديث وآثار کتاب في ظلال القرآن میں کہنا ہے کہ یہ حدیث متواتر ہے

حدیث رجم ماعز والغامدية رضي الله عنهما

سید قطب کا تخریج أحاديث وآثار کتاب في ظلال القرآن میں کہنا ہے کہ یہ حدیث متواتر ہے

حدیث برکت

اللهم بارك لأمتي في بكورها

اے اللہ! میری امت کے لیے دن کے ابتدائی حصہ میں برکت دے

سعد بن ناصر بن عبد العزيز الشَّثري کا المطَالبُ العَاليَةُ بِزَوَائِدِ المسَانيد الثَّمَانِيَةِ از ابن حجر پر تحقیق میں قول ہے کہ یہ حدیث متواتر ہے

سعد کی موت پر عرش رحمان ڈگمگا گیا

اهتزّ العرش لموت سعد

ابن عبد البر اور السيوطي اور دوسروں کا قول ہے کہ یہ حدیث متواتر ہے
(فيض القدير 3/ 64، ونظم المتناثر للكتاني 198: 238).

امام مالک نے اس روایت کا انکار کیا ہے - فقہ مالکیہ کی معتمد کتاب المدخل از ابن الحاج (المتوفى: 737هـ) کے مطابق

وَمِنْ الْعُتْبِيَّةِ سُئِلَ مَالِكٌ – رَحِمَهُ اللَّهُ – عَنْ الْحَدِيثِ فِي جِنَازَةِ سَعْدِ بْنِ مُعَاذٍ فِي اهْتِزَازِ الْعَرْشِ، وَعَنْ حَدِيثِ «إنَّ اللَّهَ خَلَقَ آدَمَ عَلَى صُورَتِهِ» ، وَعَنْ الْحَدِيثِ فِي السَّاقِ فَقَالَ – رَحِمَهُ اللَّهُ -: لَا يُتَحَدَّثُ بِهِ، وَمَا يَدْعُو الْإِنْسَانَ أَنْ يَتَحَدَّثَ بِهِ

اور الْعُتْبِيَّةِ میں ہے کہ امام مالک سے سوال ہوا حدیث کہ اللہ کا عرش معآذ کے لئے ڈگمگا گیا اور حدیث اللہ نے آدم کو اپنی صورت پر خلق کیا اور حدیث پنڈلی والی – تو امام مالک رحمہ اللہ نے کہا یہ روایت نہ کرو اور نہ انسان کو اس کو روایت کرنے پر بلاو

گرمی کو نماز سے ٹھنڈہ کرو

إذا اشتد الحر فابردوا بالصلاة

فیض القدیر میں السیوطي کا قول ہے کہ یہ متواتر ہے

حدیث حنین الجذع

حدیث میں آتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک درخت کے پاس خطبہ دیتے تھے پھر جب منبر بنا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس منبر پر خطبہ دینے گئے – اس وجہ سے درخت بچے کی رونے لگا

تحفة الطالب بمعرفة أحاديث مختصر ابن الحاجب میں ابن کثیر کا قول ہے کہ یہ حدیث متواتر ہے

حدیث غدیر خم

صحیح سند سے آیا ہے کہ غدیر خم پر رسول اللہ نے علی کا خاص ذکر کیا تھا

سن ۱۰ ہجری میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے علی رضی اللہ عنہ کو یمن بھیجا کہ وہاں جائیں اور خمس وصول کریں – علی رضی اللہ عنہ نے وہاں ایک لونڈی حاصل کی اس سے فائدہ اٹھایا أور لوگوں نے علی کو غسل کرتے دیکھا یعنی علی نے خمس میں سے مال خود لے لیا اور دیگر اصحاب رسول کے نزدیک اس کی تقسیم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کرتے اور علی کو صبر کرنا چاہیے تھا[3] – علی اس وفد کے امیر تھے باقی اصحاب نے اس پر علی سے اختلاف کیا یہاں تک کہ

[3] حجہ الوداع سے چند سال پہلے فتح مکہ ہوا اس میں ابو جھل کی بیٹی سے علی رضی اللہ عنہ نے شادی کی خواہش کا اظہار اپنی بیوی فاطمہ رضی اللہ عنہا سے کیا اس پر فاطمہ ناراض ہوئیں اور نبی صلی اللّہ علیہ وسلم سے اس کا ذکر کیا – رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس بات پسند نہیں آئی یہاں تک کہ اپ منبر پر تشریف لے گئے اور خطبہ دیا کہ اللہ کے رسول اور اس کے دشمن کی بیٹی جمع نہ ہوں گی اور میرے داماد ابو العاص نے جو وعدہ کیا اس کو پورا کیا
اس طرح اپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بتایا کہ دامادوں میں اپ کو سب سے زیادہ پسند ابو العاص رضی

واپسی پر ایک صحابی نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو تمام صورت حال بتا دی جس پر اپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تبین کی- یہ واقعہ غدیر خم پر ہوا جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم حج سے واپسی پر مدینہ جا رہے تھے اور علی اپنے وفد کے ساتھ اسی مقام پر نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے ملے

اس میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ
میں جس کا دوست اس کا علی دوست[4]

اللہ عنہ ہیں- یہ بات صحابہ نے بھی سنی اور بعض اغلبا یہ سمجھے کہ جب تک فاطمہ زندہ ہیں علی کوئی لونڈی بھی نہیں رکھ سکتے

[4]

امام عقیلی نے اس کا ایک طرق نقل کیا جو مجہول سے تھا پھر کہا
وَقَدْ رُوِيَ هَذَا بِإِسْنَادٍ أَصْلَحَ مِنْ هَذَا الْإِسْنَادِ
اس کو اس سے اصلح اسناد سے بھی روایت کیا گیا ہے
یعنی عقیلی نے اس روایت کو تسلیم کیا ہے کہ صحیح ہے

راقم کہتا ہے

جو بہتر اسناد ہیں ان میں ایک مدلس أبو إسحاق السبيعي ہے جس نے اس کو روایت کیا ہے
اس کو سُلَيْمَان بن قرم الضَّبِّيّ نے روایت کیا ہے جو متروک ہے
اس کو مُحَمَّد بن سَلمَة بن کھیل نے روایت کیا ہے جو واہی الحدیث ہے
اس کو دَاوُد الأودي نے روایت کیا ہے جو ضعیف ہے
اس کو عَمْرو بن ثَابت نے روایت کیا ہے جو متروک ہے
اس کو مَيْمُون أبي عبد الله نے روایت کیا ہے جو ضعیف ہے
اس کو عمر بن شبيب الْمسلي نے روایت کیا ہے جو متروک ہے
اس کو مالك بن الحسن بن مالك بن الحويرث نے روایت کیا ہے جو منکر الحدیث ہے
اس کو الحسين بن الحسن الأشقر، نے روایت کیا ہے جو منکر الحدیث ہے
اس کو علي بن سعيد بن قتيبة الرّملي نے روایت کیا ہے جو ضعیف ہے
اس کو حميد بن أَبِي غنية الأصبهاني نے روایت کیا ہے جو مجہول ہے

اس کو بہت سی اسناد سے زید بن ارقم سے بھی روایت کیا گیا ہے جو معرفہ صحابہ میں ہے لیکن راوی بہت مضبوط نہیں ہیں-اس کی اسناد بہت ہیں اور کہا جاتا ہے یہ متواتر ہے الذہبی تذکرہ الحفاظ میں کہتے ہیں اس کے کثرت طرق نے مجھے حیران کر دیا ہے

وقد حكم عليه غير واحد بالتواتر، منهم الذهبي في "النبلاء" (8/ 335)، والسيوطي في "قطوف الأزهار المتناثرة في الأخبار المتواترة" ص (277)، والكتاني في "نظم المتناثر" برقم (232)، والعجلوني في "كشف الخفاء" (2/ 261)، والألباني في "الصحيحة" (4/ 343).
ان سب نے اس کو متواتر کہا ہے

ابن حجر نے "الفتح" (7/ 74) میں کہا : هو كثير الطرق جدًا، وقد استوعبها ابن عقدة في كتاب مفرد، وكثير من أسانيدها صحاح وحسان اهـ.
اس کے طرق بہت ہیں ... اور سندیں صحیح یا حسن ہیں

الزيلعي (المتوفى: 762هـ) نے نصب الراية میں کہا
وَحَدِيثِ: مَنْ كُنْت مَوْلَاهُ، فَعَلِيٌّ مَوْلَاهُ ، بَلْ قَدْ لَا يُزِيدُ الْحَدِيثَ كَثْرَةُ الطُّرُقِ إلَّا ضَعْفًا،
حدیث من کنت مولاہ کا حال یہ ہے کہ اس کے جتنے طرق ہوں اس کا ضعف بڑھتا ہے

مناقب امام الشافعی میں اس کی تاویل ہے
أخبرنا أبو عبد الرحمن السلمي، قال: أخبرنا محمد بن محمد بن يعقوب؛ قال: حدثنا العباس بن يوسف الشُّكْلِي (2)، قال: سمعت الربيع بن سليمان، يقول سمعت الشافعي، يقول في معنى قول النبي، صلى الله عليه وسلم، لعلي بن أبي طالب، رضي الله عنه: «من كنت مولاه فعلى مولاه (3)» يعني بذلك وَلَاءَ الإِسلام وذلك قول الله تعالى: {ذَلِكَ بِأَنَّ اللَّهَ مَوْلَى الَّذِينَ آمَنُوا وَأَنَّ الْكَافِرِينَ لَا مَوْلَى لَهُمْ

امام شافعی نے کہا مولا سے مراد ہے کہ ایسا اسلام میں لگاؤ (اطاعت) ہے اور اللہ کا قول ہے سورہ محمد
یہ اس لئے کہ اللہ مولی ہے ایمان والوں کا اور کافروں کا کوئی مولی نہیں ہے

قاسم بن سلام غريب الحديث میں کہتے ہیں مولی کا مطلب الْعصبَة (خون کے تعلق سے رشتہ دار) ہے
فَكل وليّ للْإِنْسَان هُوَ مَوْلَاهُ مثل الْأَب وَالْأَخ وَابْن الْأَخ والعَم وَابْن الْعم وَمَا وَرَاء ذَلِك من الْعصبَة كلّهم وَمِنْه قَوْله تَعَالَى: {وَإِنِّي خِفْتُ المَوَالِيَ من ورائي}
ہر انسان کا جو ولیّ ہے وہ مولاہ ہے جیسے اس کا باپ یا بھائی یا بھتیجا یا چچا یا کزن اور اسی طرح خونی رشتہ والے جیسے اللہ کا قول ہے کہ زکریا نے کہا اور میں اپنے بعد اپنے بھائی بندوں سے ڈرتا ہوں
یعنی مولاہ مطلب بھائی بند

یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا علی میرا کزن میرا بھائی بند ہے اور جس طرح یہ میرا جگری خاندان کا ہے

سادہ الفاظ میں میں جن رشتہ میں جڑا ہوں اس میں علی بھی جڑا ہے

كتاب المجموع المغيث في غريبي القرآن والحديث از محمد بن عمر بن أحمد بن عمر بن محمد الأصبهاني المديني، أبو موسى (المتوفى: 581هـ) کے مطابق
(3) .”قوله عليه الصلاة والسلام: “مَن كنتُ مَولَاه فَعَلِيٌّ مَوْلاهُ
.قيل: أي مَن كنتُ أتولّاه فعَلِيٌّ يتولّاه 2)

یعنی ایک طرح علی رضی اللہ عنہ کی تعریف کی تاکہ جن اصحاب کو شکایات ہیں وہ جان لیں کہ یمن پر امیر وفد کی حثیت سے اور اہل بیت میں ہونے کی وجہ سے لونڈی لینا علی کے لئے

والمَولَى على وُجُوهٍ: منها ابنُ العَمّ، قال الله تعالى في قصّةِ زكَرِيّاء عليه الصّلاة والسّلام: {وَإِنِّي خِفْتُ الْمَوَالِيَ مِنْ ،(1) وَرَائِي}
وأنشَدَ: مَوَالِينا إذا افتَقَرُوا إلينا
(2) فإن أثْرَوْا فَليسَ لنا مَوالِ
.(3) الثاني: المعتِق؛ ومَصْدَرُه الوَلَايَةُ
.والثالث: المُعتَقُ؛ ومَصْدَرُه الوَلَاءُ
.والرابع: المُحِبُ
"كقوله عليه الصّلاة والسّلام (4): "مُزينَةُ وأسْلَمُ وَجُهَيْنَةُ وغِفَار مَوَالى الله تعالَى ورَسُولِه
:والخَامسُ: الجَارُ، كَما أنشدَ
هُمُ خلطُونا بالنفوس وألْجَئُوا
إلى نَصْرِ مولاهُم مُسَوَّمَةً جُرْدَا
.السّادِسُ: الناصِرُ، قال الله تعالى: {ذَلِكَ بِأَنَّ اللَّهَ مَوْلَى الَّذِينَ آمَنُوا ...} (5) الآية
السَّابع: المأوى، قال الله تعالى: {مَأْوَاكُمُ النَّارُ هِيَ مَوْلَاكُمْ}
وقيل: أي مَن كان يتولاَّى تولاَّه
کہا جاتا ہے کہ میں نے جس سے دوستی کی اس سے علی نے کی
اور جس نے مجھ سے دوستی کی اس سے علی کی ہوئی
اور مولی کے کئی رخ ہیں یعنی چچا زاد قرآن میں زکریا کے قصہ میں ہے
اس سے مراد آقا ہے جو آزاد کرے
اس سے مراد محبت کرنے والا ہے
اس سے مراد پڑوسی ہے
اس سے مراد مددگار ہے
اس کے مراد ماوی و ملجا ہے

اس کے اور بھی مفہوم ہیں یہ آقا کے لئے بھی استعمال ہوتا ہے قرآن میں سورہ النحل ٧٦ میں ہے

وَضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا رَّجُلَيْنِ اَحَدُهُمَآ اَبْكَمُ لَا يَقْدِرُ عَلٰى شَيْءٍ وَّهُوَ كَلٌّ عَلٰى مَوْلٰىهُ ۙ اَيْنَمَا يُوَجِّهْهُّ لَا يَاْتِ بِخَيْرٍ ۗ
(76) هَلْ يَسْتَوِيْ هُوَ وَمَنْ يَّاْمُرُ بِالْعَدْلِ ۙ وَهُوَ عَلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ
اور اللہ ایک اور مثال دو آدمیوں کی بیان فرماتا ہے کہ ایک ان میں سے گونگا ہے کچھ بھی نہیں کر سکتا اور اپنے آقا پر ایک بوجھ ہے، جہاں کہیں اسے بھیجے اس سے کوئی خوبی کی بات بن نہ آئے، کیا یہ اور وہ برابر ہے جو لوگوں کو انصاف کا حکم دیتا ہے، اور وہ خود بھی سیدھے راستے پر قائم ہے۔

الفاظ ہیں مولاہ کا ترجمہ آقا کیا ہے

یہ تمام مفہوم مولاہ میں ہیں

جائز تھا- بریدہ رضی اللہ عنہ سے رسول اللہ نے فرمایا کہ تو علی سے بغض نہ رکھ کیونکہ خمس میں اس کا اس سے زیادہ بھی حصہ ہے ! (بخاری)

حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ، حَدَّثَنَا رَوْحُ بْنُ عُبَادَةَ، حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ سُوَيْدِ بْنِ مَنْجُوفٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ بُرَيْدَةَ، عَنْ أَبِيهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: بَعَثَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلِيًّا إِلَى خَالِدٍ لِيَقْبِضَ الخُمُسَ، وَكُنْتُ أُبْغِضُ عَلِيًّا وَقَدِ اغْتَسَلَ، فَقُلْتُ لِخَالِدٍ: أَلاَ تَرَى إِلَى هَذَا، فَلَمَّا قَدِمْنَا عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَكَرْتُ ذَلِكَ لَهُ، فَقَالَ: «يَا بُرَيْدَةُ أَتُبْغِضُ عَلِيًّا؟» فَقُلْتُ: نَعَمْ، قَالَ: «لاَ تُبْغِضْهُ فَإِنَّ لَهُ فِي الخُمُسِ «أَكْثَرَ مِنْ ذَلِكَ

مجھ سے احمد بن عثمان بن حکیم نے بیان کیا، کہا ہم سے شریح بن مسلمہ نے بیان کیا، کہا ہم سے ابراہیم بن یوسف بن اسحاق بن ابی اسحاق نے بیان کیا، کہا مجھ سے میرے والد نے بیان کیا، ان سے ابواسحاق نے کہا کہ میں نے براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے سنا کہرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کے ساتھ یمن بھیجا، بیان کیا کہ پھر اس کے بعد ان کی جگہ علی رضی اللہ عنہ کو بھیجا اور آپ نے انہیں ہدایت کی کہ خالد کے ساتھیوں سے کہو کہ جو ان میں سے تمہارے ساتھ یمن میں رہنا چاہے وہ تمہارے ساتھ پھر یمن کو لوٹ جائے اور جو وہاں سے واپس آنا چاہے وہ چلا آئے۔ براء رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں ان لوگوں میں سے تھا جو یمن کو لوٹ گئے۔ انہوں نے بیان کیا کہ مجھے غنیمت میں کئی اوقیہ چاندی کے ملے تھے۔

حدیث نمبر: 4350
حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ، حَدَّثَنَا رَوْحُ بْنُ عُبَادَةَ، حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ سُوَيْدِ بْنِ مَنْجُوفٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ بُرَيْدَةَ، عَنْ أَبِيهِرَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: بَعَثَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلِيًّا إِلَى خَالِدٍ لِيَقْبِضَ الْخُمُسَ، وَكُنْتُ أُبْغِضُ عَلِيًّا وَقَدِ اغْتَسَلَ، فَقُلْتُ لِخَالِدٍ: أَلَا تَرَى إِلَى هَذَا ؟ فَلَمَّا قَدِمْنَا عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ لَا تُبْغِضْهُ، فَإِنَّ لَهُ فِي " وَسَلَّمَ ذَكَرْتُ ذَلِكَ لَهُ، فَقَالَ: "يَا بُرَيْدَةُ، أَتُبْغِضُ عَلِيًّا ؟"فَقُلْتُ: نَعَمْ، قَالَ: ".الْخُمُسِ أَكْثَرَ مِنْ ذَلِكَ
مجھ سے محمد بن بشار نے بیان کیا، کہا ہم سے روح بن عبادہ نے بیان کیا، کہا ہم سے علی بن سوید بن منجوف نے بیان کیا، ان سے عبداللہ بن بریدہ نے اور ان سے ان کے والد (بریدہ بن حصیب) نے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کی جگہ علی رضی اللہ عنہ کو (یمن) بھیجا تاکہ غنیمت کے خمس (پانچواں حصہ) کو ان سے لے آئیں۔ مجھے علی رضی اللہ عنہ سے بہت بغض تھا اور میں نے انہیں غسل کرتے دیکھا تھا۔ میں نے خالد رضی اللہ عنہ سے کہا تم دیکھتے ہو علی رضی اللہ عنہ نے کیا کیا (اور ایک لونڈی سے صحبت کی) پھر جب ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے تو میں نے آپ سے بھی اس کا ذکر کیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت فرمایا (بریدہ) کیا تمہیں علی رضی اللہ عنہ کی طرف سے بغض ہے؟ میں نے عرض کیا کہ جی ہاں، فرمایا علی سے دشمنی نہ رکھنا کیونکہ خمس (غنیمت کے پانچویں حصے) میں اس سے بھی زیادہ حق ہے۔

المناوي نے الجامع الصغير میں الحدیث 9000 کے تحت السیوطي کا قول نقل کیا ہے کہ یہ حدیث متواتر ہے

خروج مہدی کی روایات

امام مہدی سے متعلق روایات پر تواتر کا دعوی کیا جاتا ہے - جبکہ یہ اس درجہ پر نہیں پہنچتیں-

امام السجزی المتوفی ٣٦٣ ہجری نے کتاب مناقب الشافعی میں مہدی کی روایات کو صحیح قرار دیا ہے ان سے پہلے کسی نے ان روایات کو صحیح نہیں کہا-

قد تواترت الأخبار واستفاضت [بكثرة رواتها عن المصطفى صلى الله عليه وسلم -يعني] في المهدي- وأنه من أهل بيت النبي صلى الله عليه وسلم , وأنه يملك سبع سنين, ويملأ الأرض عدلاً وأنه يخرج مع عيسى بن مريم, ويساعده في قتل الدجال بباب لد بأرض فلسطين, وأنه يؤم هذه الأمة, وعيسى - صلى الله عليه- يصلي خلفه

بلاشبہ متواتر روایات و بکثرت آیا ہے مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت ہے کہ المہدی کے بارے میں کہ وہ اہل بیت النبی میں ہے اور یہ کہ وہ سات سال رہے گا اور زمین کو عدل سے بھرے گا اور وہ عیسیٰ ابن مریم کے ساتھ نکلے گا اور ان کی قتل دجال میں مدد کرے گا باب لد پر فلسطین میں اور وہ اس روز امام ہو گا اور عیسیٰ صلی اللہ علیہ اس کے پیچھے نماز پڑھیں گے

راقم کہتا ہے السجزی کا قول ایک زبر دستی ہے کیونکہ جن روایات میں ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام ایک مسلمان شخص کے پیچھے نماز پڑھیں گے اس میں کہیں بھی نہیں کہ وہ شخص المہدی ہے جیسا کہ کوئی بھی شخص صحیح بخاری و مسلم میں دیکھ سکتا' ہے

سجزی کے علاوہ ان لوگوں نے بھی روایات مہدی کو متواتر کہا ہے

عقد الدرر في أخبار المنتظر تالیف یوسف بن یحیی بن علي بن عبد العزیز المقدسي السلمي الشافعي (المتوفى: بعد ٦٥٨ هـ)

العرف الوردی فی اخبار المهدی تالیف جلال الدین عبدالحمن ابن ابی بکر السیوطی (المتوفی ٩١١ هـ)

القول المختصر في علامات المهدي المنتظر تاليف أبي العباس أحمد بن محمد بن حجر المكي الهيتمي (المتوفى ٩٠٩ ھ)

المہدی کی روایات میں متروکین (ابو ہارون العبدی)، مجھولین (علاء بن بشیر، ابی رومان ، ہلال بن عمرو)، عدم سماع والے (ابو اسحاق السبیعی کوفی)، کذاب و وضاع (مقاتل بن حیان البلخی ، عمرو بن جابر المصری)، مختلطین (عاصم بن بھدلہ) اور ضعیف رویوں کا ایک جم غفیر شامل ہے- کیا ان کی بنیاد پر تواتر کا دعوی کوئی معنی رکھتا ہے؟

راقم کی مہدی پر ایک مکمل تصنیف موجود ہے

جس نے مجھ پر جھوٹ بولا وہ جہنمی ہے

نووی نے شرح مسلم میں ذکر کیا کہ حدیث متواتر ہے

من كذب عليّ متعمّدا فليتبوّأ مقعده من النّار

وحكى الإمام أبوبكر الصيرفي في شرحه لرسالة الشافعي- رحمهما الله- أنه روي عن أكثر من ستين صحابيًا مرفوعا وذكر أبو القاسم عبد الرحمن بن منده عدد من رواه فبلغ بهم سبعة وثمانين ثم قال وغيرهم، وذكر بعض الحفاظ أنه روى عن اثن

ين وستين صحابيًا وفيهم العشرة المشهود لهم بالجنة، قال: ولا يعرف حديث اجتمع على روايته العشرة إلا هذا ولا حديث يروى عن أكثر من ستين صحابيًا إلا هذا، وقال بعضهم: رواه مائتان من الصحابة

تواتر معنوی

بعض روایات تواتر سے ہیں لیکن ان میں الفاظ ایک جیسے نہیں ہیں- ان کو متواتر معنوی کہا گیا ہے مثلا حدیث حوض جس میں ہے کہ امت کے بعض افراد یا اصحاب رسول کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے سے جہنم کی طرف لے جایا جائے گا- حدیث حوض پچپن اصحاب رسول سے مروی ہے[5] اسی طرح حدیث شفاعت ہے جس میں الفاظ بدل رہے ہیں

---

[5]

صحیح بخاری میں ہے

وحَدَّثَنِي عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ الْمُغِيرَةِ، قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا وَائِلٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: "«أَنَا فَرَطُكُمْ عَلَى الْحَوْضِ وَلَيُرْفَعَنَّ مَعِي رِجَالٌ مِنْكُمْ، ثُمَّ لَيُخْتَلَجُنَّ دُونِي، فَأَقُولُ يَا رَبِّ: أَصْحَابِي، فَيُقَالُ: إِنَّكَ لَا تَدْرِي مَا أَحْدَثُوا بَعْدَكَ»"، تَابَعَهُ عَاصِمٌ، عَنْ أَبِي وَائِلٍ، وَقَالَ حُصَيْنٌ، عَنْ أَبِي وَائِلٍ، عَنْ حُذَيْفَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں اپنے حوض پر تم سے پہلے ہی موجود رہوں گا اور تم میں سے کچھ لوگ میرے سامنے لائے جائیں گے پھر انہیں میرے سامنے سے ہٹا دیا جائے گا تو میں کہوں گا کہ اے میرے رب! یہ میرے ساتھی ہیں لیکن مجھ سے کہا جائے گا کہ آپ نہیں جانتے کہ انہوں نے آپ کے بعد دین میں کیا کیا نئی چیزیں ایجاد کر لی تھیں۔ اس روایت کی متابعت عاصم نے ابووائل سے کی، ان سے حذیفہ رضی اللہ عنہ نے اور ان سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان فرمایا۔

راقم کہتا ہے اصحابی سے مراد منافق ہو سکتے ہیں کیونکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو مدینہ کے تمام منافقین کا علم نہیں تھا
سورہ توبہ میں ہے کہ مدینہ اور اس کے قرب و جوار میں منافق ہیں جن کو تم نہیں جانتے ہم جانتے ہیں

امتی جنہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے ملاقات نہیں کی وہ اصحاب رسول نہیں لہذا پہلا قول بھی ممکن ہے کہ حدیث میں اصحابی سے مراد غیر معروف اصحاب رسول ہیں

صحیح بخاری میں ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کہیں گے
سُحْقًا سُحْقًا لِمَنْ بَدَّلَ بَعْدِي
دور دور ہو جس نے میرے بعد بدلا

صحیح بخاری میں ہے
إِنَّهُمْ لَمْ يَزَالُوا مُرْتَدِّينَ عَلَى أَعْقَابِهِمْ مُنْذُ فَارَقْتَهُمْ
یہ اس سے نہیں ہٹے کہ مرتد ہوئے جب اپ نے ان کو چھوڑا

بغوی نے شرح السنہ میں کہا
.وَلَمْ يرْتَد أحد بِحَمْد اللَّه من أَصْحَاب النَّبِيّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، إِنَّمَا ارْتَدَّ قوم من جُفَاة الْعَرَب
اور الحمد للہ اصحاب میں سے کوئی مرتد نہ ہوا سوائے عربوں کی ایک قوم کے

بخاری کے شاگرد فربری کا کہنا ہے
قال محمدُ بنُ يوسفَ الفِرَبرِيُّ: ذُكِرَ عن أبي عبدِ اللهِ عن قَبيصة قالَ: هُمُ المُرْتَدُّونَ الذين ارتدُّوا على عَهْدِ أبي بكرٍ، فقاتَلهُم أبو بكرٍ رضي الله عنه
میں نے عبد اللہ سے اس روایت کا ذکر کیا کہا یہ وہ مرتد ہیں جنہوں نے ابو بکر کے دور میں ارتاد کیا تو ابو بکر نے ان سے قتال کیا

مسند البزار میں ہے کہ أَبِي الدَّرْدَاءِ رضی اللہ عنہ نے اس کو روایت کیا پھر کہا
قَالَ أَبُو الدَّرْدَاءِ: ادْعُ اللَّهَ أَلَّا يَجْعَلَنِي مِنْهُمْ
اللہ سے دعا کرو کہ مجھے ان میں سے نہ کرے

مسند الشامیین از طبرانی میں ہے
فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ ادْعُ اللَّهَ أَنْ لَا يَجْعَلَنِي مِنْهُمْ , قَالَ: «لَسْتَ مِنْهُمْ» , فَمَاتَ قَبْلَ عُثْمَانَ بِسَنَتَيْنِ
ابو درداء نے کہا دعا کرو اللہ ان میں سے نہ کرے – لوگوں نے کہا اپ ان میں سے نہیں پس ان کی وفات قتل عثمان سے دو سال پہلے ہوئی

اس روایت پر ایک تابعی نے کہا
قَالَ: فَكَانَ ابْنُ أَبِي مُلَيْكَةَ يَقُولُ: اللَّهُمَّ إِنَّا نَعُوذُ بِكَ أَنْ نَرْجِعَ عَلَى أَعْقَابِنَا أَوْ نُفْتَتَنَ عَنْ دِينِنَا
اے اللہ ہم پناہ مانگتے ہیں کہ اپنی گردنوں پر پلٹ جائیں اور دین میں فتنہ کا شکار ہوں

كتاب الشريعة از الآجُرِّيُّ البغدادي (المتوفى: 360هـ) میں ہے
قَالَ أَبُو بَكْرٍ النَّيْسَابُورِيُّ: ذَكَرْتُ هَذَا الْحَدِيثَ لِإِبْرَاهِيمَ الْأَصْبَهَانِيِّ فَقَالَ: هَذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ , كَتَبَ بِهِ إِلَيْنَا يُونُسُ
قَالَ أَبُو بَكْرٍ النَّيْسَابُورِيُّ: وَسَمِعْتُ أَبَا إِبْرَاهِيمَ الزُّهْرِيَّ وَذَكَرَ هَذَا الْحَدِيثَ فَقَالَ: هَذَا فِي أَهْلِ الرِّدَّةِ
ابو بکر نیشاپوری نے کہا ہم نے اس حدیث کا ابراہیم سے ذکر کیا تو کہا عجیب روایت ہے اور انہوں نے یہ یونس کو لکھ بھیجی اور ابو ابراہیم الزہری نے کہا یہ اہل الردہ یعنی مرتدوں کے حوالے سے ہے

مصنف ابن ابی شیبہ میں ہے
حَدَّثَنَا عَفَّانُ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ عَنْ عَلِيِّ بْنِ زَيْدٍ عَنِ الْحَسَنِ عَنْ أَبِي بَكْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: " لَيَرِدَنَّ عَلَى الْحَوْضِ رِجَالٌ مِمَّنْ صَحِبَنِي وَرَآنِي حَتَّى إِذَا رُفِعُوا إِلَيَّ اخْتُلِجُوا دُونِي فَلَأَقُولَنَّ: رَبِّ , " أَصْحَابِي , فَلَيُقَالَنَّ: إِنَّكَ لَا تَدْرِي مَا أَحْدَثُوا بَعْدَكَ
میرے اصحاب میں سے مرد جنہوں نے مجھے دیکھا اور صحبت اختیار کی ہو گی میرے حوض پر لائے جائیں گے
راقم کے نزدیک سند منقطع ہے حسن نے ابی بکرہ سے سماع نہیں کیا

البتہ امام بخاری کے مطابق حسن بصری کا ابی بکرہ سے سماع ہے

بخاری و مسلم میں اسی حدیث میں الفاظ یہ بھی ہیں

اخبار احاد

وہ احادیث جو متواتر نہ ہوں ان کو اخبار احاد یا خبر واحد کہا جاتا ہے - اس طرح ۹۹% احادیث خبر واحد کے درجے میں ہیں - خبر واحد سے سنت النبی اور سنت اصحاب رسول کو جانا جاتا ہے اور اصلا یہی واحد مصدر ہے – البتہ اس کو عقیدہ لیا جا سکتا ہے یا نہیں اس پر اختلاف چلا آ رہا ہے- احناف اشاعرہ کے نزدیک خبر واحد سے مسئلہ صفات ذات و افعال کو ثابت نہیں کیا جا سکتا البتہ حنابلہ اور غیر مقلدین میں ان کا اثبات ہوتا ہے -

اسلام سے پہلے اور بعد میں بھی جب تک نشر و اشاعت کے ادارے نہیں تھے ایک سچے شخص کی بات قبول کی جاتی تھی مثلا قیصر نے ابو سفیان کو طلب کیا ان سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صفات پوچھی اور ہم تک پہنچا وہ متاثر ہوا- قیصر نصرانی تھا اور ابو سفیان رضی اللہ عنہ اس وقت مشرک تھے- اسی طرح نجاشی جو نصرانی تھا اس نے بھی اصحاب رسول اور قریش مکہ کا مقدمہ سنا- اسی طرح سفیروں کو بھیجا جاتا تھا وہ حکمرانوں کو بات ایک دوسرے کو بتاتے تھے یہ مسلم و مشرک و اہل کتاب بھی کرتے تھے - رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا کسی مشرک یا اہل کتاب کو خط لکھنا خبر واحد کی دلیل نہیں کیونکہ یہ تو دنیا کا رواج ہے- خیال رہے کہ ان خطوط کی بنا پر کوئی ایمان بھی نہیں لایا تو اس کو بطور دلیل پیش کرنا ہی صحیح نہیں

یوسف علیہ السلام نے جو مصر میں ملازم تھے انہوں نے ایک مصری کو بھیجا کہ قمیص جا کر یعقوب علیہ السلام پر ڈالو

فَلَمَّا أَن جاءَ البَشيرُ أَلقىٰهُ عَلىٰ وَجهِهِ فَارتَدَّ بَصيرًا ﴿ [9]

إِنَّهُمْ مِنِّي یہ مجھ سے ہیں یعنی میرے رشتہ دار ہیں - جن احادیث میں بھی منکم مجھ میں سے ہیں اتا ہے اس میں مراد خاندان نبوی کے افراد لئے جاتے ہیں

یعنی اصحاب رسول اس روایت سے خوف کھاتے
محدثین کہتے یہ مرتدوں کے لئے ہے
روایت میں الفاظ امتی بھی ہیں یعنی تمام امت میں کوئی بھی ہو سکتا ہے
مراد منافقین بھی ہو سکتے ہوں
خاندان نبوی کے افراد بھی لئے جا سکتے ہیں
یہ تمام احتمالات ممکن ہیں

جب خوشخبری دینے والے نے پہنچ کر ان کے منہ پر کرتہ ڈالا اسی وقت وہ پھر بینا ہو گئے۔

یہ خوشخبری دینے والا مومن تھا یا نہیں اس کا کوئی ذکر نہیں لیکن چونکہ بینائی آنے سے اس کی خبر کا سچ ظاہر ہوا اس بات کی اہمیت ختم ہوئی کہ یہ کون تھا- اس آیت کو خبر واحد کی حجیت کی دلیل پر پیش نہیں کیا جا سکتا

قرآن میں ہے کہ سلیمان علیہ السلام کو ہدہد کی خبر واحد کا یقین نہیں تھا کہا جا کر خط ملکہ کو دو تاکہ یہ اگر سچ ہے تو سامنے آئے

قرآن میں ہے

فَلَولا نَفَرَ مِن كُلِّ فِرقَةٍ مِنهُم طائِفَةٌ لِيَتَفَقَّهوا فِي الدّينِ وَلِيُنذِروا قَومَهُم إِذا رَجَعوا إِلَيهِم لَعَلَّهُم يَحذَرونَ ﴿١٢٢﴾

سو ایسا کیوں نہ کیا جائے کہ ان کی ہر بڑی جماعت میں سے ایک چھوٹی جماعت جایا کرے تاکہ وہ دین کی سمجھ بوجھ حاصل کریں اور تاکہ یہ لوگ اپنی قوم کو جب کہ وہ ان کے پاس آئیں، ڈرائیں تاکہ وہ ڈر جائیں۔

یہ خبر واحد کی دلیل نہیں کیونکہ طائِفَةٌ کا مقصد یہاں تبلیغ دین ہے جو صرف قرآن سے بھی ممکن ہے اللہ کا قول ہے

فذكر بالقرآن من يخاف وعيد

قرآن سے اس کو نصحت کرو جو وعید سے ڈر جائے

یعنی خبر واحد اگر ثقہ بیان کرے تو "مخبر کے مقام و مرتبہ کی وجہ سے" اس کو سب قبول کرتے ہیں اس میں اسلام کا کوئی کمال نہیں ہے- رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی سے متعلق بہت سی خبریں امہات المومنین کی دی ہوئی ہیں جو ظاہر ہے یہ خبر واحد کی دلیل نہیں ہے یہ تو میاں بیوی کی خبر ہے

کہا جاتا ہے راغب ا الصفھانی کا کہنا ہے (طائفة)ایک اور زیادہ پر اطلاق ہوسکتا ہے

یہ آیت خبر واحد کی حجیت پر قطعی دلیل نہیں ہے

طائفة والی آیت کا حکم تبلیغ کے لئے ہے کہ ایک یا زیادہ کر سکتا ہے
حدیث رسول کے قبول و رد کا حکم نہیں ہے کیونکہ تبلیغ صرف قرآن سے ممکن ہے

فذکر بالقرآن من یخاف وعید

اسی طرح بعض نے کہا قرآن میں ہے

یاایھاالذین آمنو جاءکم فاسق بنبأ فتبینو....الایة

آیت کا مفھوم ان کے نزدیک یہ ہے کہ اگر عادل شخص خبر دے تو تحقیق کے ضرورت پھر نہیں ہے

راقم کہتا ہے آیات میں تلقین ہے کہ خبر کی تحقیق کرو - فسق والے کی اس لئے کہ کہیں اس سے جنگ ہی نہ شروع ہو جائے پھر شرمندہ ہونا پڑے
یہ انسان کے معاملات کے حوالے سے حکم ہے حدیث نبوی کے قبول و رد پر حکم نہیں ہے کیونکہ اگر رسول الله صلی الله علیہ وسلم سے منسوب موضوع روایت لے لی تو اس پر آخرت میں ہی شرمندگی ہو گی دنیا میں اس سے کوئی فرق نہیں پڑے گا

عمر رضی الله عنہ نے خبر واحد کو مطلقا قبول نہیں کیا مثلا

سعید بن عبد العزیز عن إسماعیل بن عبید الله عن السائب بن یزید قال سمعت عمر بن الخطاب یقول لأبي هریرة لتترکن الحدیث عن رسول الله (صلی الله علیه وسلم) أو لألحقنك بأرض دوس وانقطع من کتاب أبي بکر کلمة معناها دوس وقال لکعب لتترکن الحدیث أو لألحقنك بأرض القردة

سعید بن عبد العزیز کہتے ہیں اسمعیل نے السائب بن یزید رضی الله عنہ سے کہ انہوں نے عمررضی الله عنہ کو ابو بریرہ رضی الله عنہ سے کہتے سنا کہ رسول الله سے حدیث روایت کرنا

چھوڑو ورنہ تم کو ارض دوس اور کعب الاحبار کو کہا کہ تم کو بندروں کی زمین میں بدر کروں گا

الذھبی نے خود تبصرہ کیا

قُلْتُ: هَكَذَا هُوَ كَانَ عُمَرُ -رَضِيَ اللهُ عَنْهُ- يَقُوْلُ: أَقِلُّوا الحَدِيْثَ عَنْ رَسُوْلِ اللهِ -صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ- . وَزَجَرَ غَيْرَ وَاحِدٍ مِنَ الصَّحَابَةِ عَنْ بَثِّ الحَدِيْثِ، وَهَذَا مَذْهَبٌ لِعُمَرَ وَلِغَيْرِهِ
میں کہتا ہوں یہ عمر ایسے ہی تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کم روایت کرو- انہوں نے ایک سےزیادہ اصحاب رسول کو ڈانٹا حدیث بیان کرنے پر اور یہ ان کا مذھب ہے اور دوسروں کا

اسی طرح عمر رضی اللہ عنہ نے فاطمہ بیت قیس کی حدیث کو رد کر دیا کہ ایک عورت کے قول پر ہم بھروسہ نہیں کر سکتے جس کا معلوم نہیں کہ بھول گئی ہو

عمر رضی اللہ عنہ نے اس بات کو تسلیم کرنے سے انکار کر دیا اور فرمایا

ما کنا لندع کتاب ربنا وسنة نبینا لقول امراة لا ندری احفظت ام لا ۔(سنن ابی داؤد:کتاب الطلاق، حدیث ۲۲۹۱)
ہم کتاب اللہ اور رسول اللہ کی سنت کو ایک عورت کی بات پر نہیں چھوڑ سکتے جس کو پتہ نہیں بات یاد بھی رہی یا نہیں۔

یعنی خبر واحد کو عمر رضی اللہ عنہ نے تسلیم نہیں کیا اگر کتاب اللہ کی مخالف ہو یہی عمر دور نبوی میں اس کے قائل تھے

عمرؓ فرماتے ہیں میں نے اپنے ایک انصاری پڑوسی سے باری مقرر کررکھی تھی جو مدینہ کے بالائی علاقہ میں بنو اُمیہ میں رہتا تھا، او رہم باری باری نبی اکرم ﷺ کے پاس حاضر ہوا کرتے تھے۔ ایک دن میں آتا (وہ اپنا کام کاج کرتا) او رایک دن وہ آپ کے پاس حاضر ہوتا اور میں اپنے گھریلو کام کاج کرتا رہتا۔ اور ہم میں ہر ایک، نبی اکرم ﷺ پر جو وحی نازل ہوتی یا کوئی دیگر مسئلہ ہوتا تو ،اپنے ساتھی کو آکرہتا دیتے تھے۔ ” اس طرح گویا دونوں علم نبوت حاصل کیا کرتے تھے۔

یہاں ایک آدمی کی خبر یہ قبول کر لیتے ہیں کیونکہ جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے ملتے تو تصدیق کر لیتے یا دیگر اصحاب سے پوچھ لیتے ہوں گے - وفات النبی کے بعد عمر کا رویہ بدل گیا ابو ہریرہ کی احادیث کو نہیں لیا اسی طرح فاطمہ بنت قیس کی حدیث کو قبول نہیں کیا

ابن عمر رضی اللہ عنہ کی روایت ہے
بينما الناس بقباء في صلوٰة الصبح إذ جاءهم آتٍ فقال إن رسول الله ﷺ قد أنزل عليه الليلة قرآن وقد أمر أن يستقبل الكعبة فاستقبلوها وكانت وجوههم إلى الشام فاستداروا إلى الكعبة»
قبا والے فجر کی نماز بیتُ المقدس کی طرف متوجہ ہوکر پڑھ رہے تھے کہ ایک آنے والے نے آکر اُنہیں بتایا کہ نبی اکرم ﷺ پر قرآن نازل ہوچکا ہے اور آپ کو خانہ کعبہ کی طرف متوجہ ہوکر نماز پڑھنے کا حکم دے دیا گیا ہے لہٰذا تم بھی کعبہ کی طرف منہ کرلو، جبکہ ان کے چہرے سے شام (یعنی بیت المقدس) کی طرف تھے تو (وہ ایک آدمی کے خبر دینے سے بیت المقدس سے) بیت اللہ (خانہ کعبہ) کی طرف متوجہ ہوگئے۔

یہاں نماز میں لوگوں نے ایک آواز سنی اس کو قبول کیا اور عمل کیا لیکن ظاہر ہے جو آواز سنی وہ ان کے نزدیک ثقہ شخص کی تھی انہوں نے اس خبر کو لیا کیونکہ اس دور میں یہ سمجھا جا رہا تھا کہ عنقریب تحویل قبلہ کا حکم آ جائے گا لوگ اس کے منتظر تھے

عمر رضی اللہ عنہ نے ایک شخص کو قرآن پڑھتے سنا جو اس قرات پر تھا جس کا ان کو علم نہیں تھا اس شخص نے کہا میں نے رسول اللہ سے اس کو سیکھا ہے - عمر نے اس خبر واحد کو رد کر دیا اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لائے کہ تصدیق ہو یعنی کتاب اللہ کے خلاف جو بھی روایت پہنچی اس کو عمر رضی اللہ عنہ نے قبول نہیں کیا یہاں تک کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دھن مبارک سے اس کی تصدیق ہوئی

اشاعرہ میں میں خبر واحد مسئلہ صفات ذات و افعال حجت نہیں ہے البتہ دیگر عقائد و عمل میں ان لیا جا سکتا ہے- احناف کا ایک اصول خبر مشہور کا ہے کہ اس کو لیا جائے گا منفرد روایت کو نہیں - اگر خبر مشہور ہو مثلا استسقاء کی نماز کی نماز کا ایک راوی ہے احناف نے اس کو قبول نہیں کیا ہے
السنَّة" أي العمل بهذا الحديث في الحجاز
سنت کا مفہوم امام محمد کے نزدیک یہ ہے کہ حجاز میں اس پر عمل ہو اور اصحاب رسول سے ثابت ہو اس کے مقابلے پر اگر کوئی خبر واحد یا حدیث واحد آئے گی تو رد ہو گی

الأَصْلُ از أبو عبد الله محمد بن الحسن بن فرقد الشيباني (المتوفى: 189 هـ) میں اس کی امثال ہیں

فقہ میں بھی عمل مشہور کو خبر واحد سے رد نہیں کیا جائے گا- شوال کے روزے خبر واحد سے معلوم ہیں

وقال مَالِك: فِي صِيَامِ سِتَّةِ أَيَّامٍ بَعْدَ الْفِطْرِ مِنْ رَمَضَانَ: إِنَّهُ لَمْ يَرَ أَحَدًا مِنْ أَهْلِ الْعِلْمِ وَالْفِقْهِ يَصُومُهَا، وَلَمْ يَبْلُغْه ذَلِكَ عَنْ أَحَدٍ مِنَ السَّلَفِ، وَإِنَّ أَهْلَ الْعِلْمِ يَكْرَهُونَ ذَلِكَ، وَيَخَافُونَ بِدْعَتَهُ، وَأَنْ يُلْحِقَ بِرَمَضَانَ أهل الْجَفَاءِ وَأَهْلُ الْجَهَالَةِ، مَا لَيْسَ فيهُ لَوْ رَأَوْا فِي ذَلِكَ رُخْصَةً من أَهْلِ الْعِلْمِ، وَرَأَوْهُمْ يَعْمَلُونَ ذَلِكَ.

امام مالک بن انس رمضان کے بعد شوال کے چھ روزوں کے بارے میں فرماتے ہیں میں نے کسی اہل علم یا فقیہ کو نہیں دیکھا جو یہ روزے رکھتا ہو اور نہ سلف (صحابہ و تابعین) سے مجھے یہ پہنچا، بلکہ اہل علم اسے مکروہ سمجھتے ہیں

امام مالک اور مدینہ کے اہل علم ان روایات پر عمل نہیں کرتے تھے - بہر حال لوگوں میں اس پر اختلاف ہوا اور امام ابو حنیفہ نے خبر واحد کی بنیاد پر نماز استسقاء کو نہیں لیا - امام مالک نے تعامل کی بنیاد پر شوال کے روزوں کو نہیں لیا- امام احمد اور شافعی نے خبر واحد کو لیا یہاں تک کہ احمد نے ضعیف تک کو حجت قرار دیا

عبد اللہ بن احمد اپنے باپ احمد سے کتاب السنہ میں نقل کرتے ہیں

سَأَلْتُ أَبِي رَحِمَهُ الله عَنِ الرَّجُلِ، يُرِيدُ أَنْ يَسْأَلَ، عَنِ الشَّيْءِ، مِنْ أَمْرِ دِينِهِ مَا يُبْتَلَى بِهِ مِنَ الْأَيْمَانِ فِي الطَّلَاقِ وَغَيْرِهِ فِي حَضْرَةِ قَوْمٍ مِنْ أَصْحَابِ الرَّأْيِ وَمِنْ أَصْحَابِ الْحَدِيثِ لَا يَحْفَظُونَ وَلَا يَعْرِفُونَ الْحَدِيثَ الضَّعِيفَ الْإِسْنَادِ وَالْقَوِيَّ الْإِسْنَادِ فَلِمَنْ يَسْأَلُ، أَصْحَابَ الرَّأْيِ أَوْ أَصْحَابَ الْحَدِيثِ عَلَى مَا كَانَ مِنْ قِلَّةِ مَعْرِفَتِهِمْ؟ [ص:181] قَالَ: يَسْأَلُ أَصْحَابَ الْحَدِيثِ وَلَا يَسْأَلُ أَصْحَابَ الرَّأْيِ، الضَّعِيفُ الْحَدِيثِ خَيْرٌ مِنْ رَأْيِ أَبِي حَنِيفَةَ

میں نے اپنے باپ سے اس آدمی کے بارے میں پوچھا جو دین کے کسی کام پر جس سے ایمان برباد نہ ہو جسے طلاق یا دیگر پر اصحاب رائے کے پاس جائے یا ان اصحاب حدیث کے پاس جائے جو حدیث کو صحیح طرح یاد نہیں رکھتے اور قوی الاسناد کو ضعیف الاسناد سے جدا نہیں کر پاتے تو ان دونوں میں سے کس سے سوال کرے اصحاب رائے سے یا قلت معرفت والے اصحاب حدیث سے امام احمد نے کہا اصحاب حدیث سے سوال کرے اور اصحاب رائے سے نہیں ایک ضعیف حدیث ابو حنیفہ کی رائے سے بہتر ہے

ترمذی کہتے ہیں کان میں اذان دینے پر عمل چلا آ رہا ہے – ہم کو معلوم ہے اس کی روایت کی سند ضعیف ہے جس سے دلیل لی گئی اس کو حسن کہہ کر قبول کیا گیا

معلوم ہوا کہ فقہاء میں امام احمد کے نزدیک خبر واحد تو رہنے دیں ضعیف حدیث بھی حجت بن گئی تھی اور دوسری طرف محتاط فقہاء تھے جو تعامل اہل حجاز یا خبر مشھور لیتے خبر واحد کو عمل میں رد کر دیتے تھے - یہ اختلاف تو عمل میں تھا، عقیدہ تو مزید احتیاط کا متقاضی ہے لہذا خبر واحد کی بنیاد پر عقیدہ نہیں لیا جائے گا الا یہ کہ قرآن سے اس کی تائید ہو یا کہہ لیں قرآن میں اس کے شواہد ہوں

اصحاب رسول میں ابن عباس خبر واحد کو بعض اوقات رد کرتے تھے اگر غیر معروف صحابی ہو - صحیح مسلم میں ہے

وحدثني أبو أيوب سليمان بن عبيد الله الغيلاني، حدثنا أبو عامر يعني العقدي، حدثنا رباح، عن قيس بن سعد، عن مجاهد، قال: جاء بشير العدوي إلى ابن عباس، فجعل يحدث، ويقول: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم، قال رسول الله صلى الله عليه وسلم، فجعل ابن عباس لا يأذن لحديثه، ولا ينظر إليه، فقال: يا ابن عباس، مالي لا أراك تسمع لحديثي، أحدثك عن رسول الله صلى الله عليه وسلم، ولا تسمع، فقال ابن عباس: " إنا كنا مرة إذا سمعنا رجلا يقول: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم، ابتدرته أبصارنا، وأصغينا إليه بآذاننا، فلما ركب الناس الصعب، والذلول، لم نأخذ من الناس إلا ما نعرف

بشیر العدوی، ابن عباس کے پاس آیا اور روایت کرنے لگا اور بولا رسول اللہ نے کہا ،رسول اللہ نے کہا ،پس ابن عباس نے اس کی حدیث کی اجازت نہیں دی اور نہ اس کی طرف دیکھا. اس پر وہ ابن عبّاس سے مخاطب ہوا کیا وجہ ہے کہ اپ میری حدیث نہیں سنتے جبکہ میں رسول اللہ کی حدیث سنا رہا ہوں؟ پس ابن عباس نے کہا ایک وقت تھا جب ہم سنتے کسی نے کہا قال رسول اللہ ہم نگاہ رکھتے اور اپنے کان اس (حدیث) پر لگاتے . لیکن جب سے لوگوں نے الصعب اور الذلول کی سواری کی تو ہم روایات نہیں لیتے مگر صرف اس سے جس کو جانتے ہوں

كتاب السنة از أبو بكر بن أبي عاصم وهو أحمد بن عمرو بن الضحاك بن مخلد الشيباني (المتوفى: 287هـ) کے مطابق

ثنا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الأَعْلَى ثنا ابْنُ ثَوْرٍ عَنْ مَعْمَرٍ عن ابن طاووس عَنْ أَبِيهِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: حَدَّثَ رَجُلٌ بِحَدِيثِ أَبِي هُرَيْرَةَ فَانْتَفَضَ: قال ابن عباس ما بال هؤلاء يجدّون (يحيدون) عند محكمه ويهلكون عند متشابهه.

البانی کے مطابق اغلبا الفاظ یحیدون ہیں اور یجدّون غیر محفوظ ہیں

ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا یحیدون جھٹک دو (رد کرو) جب کوئی شخص ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث روایت کرے – ابن عباس نے کہا ان جیسوں کو کیا ہوا ہے کہ محکمات سے ہٹ گئے اور متشابہات سے ہلاک ہوئے

البانی کتاب ظِلال الجنة في تخريج السنة میں کہتے ہیں

يعني استنكارا لما سمع من حديث أبي هريرة, ولم أقف على من نبه على المراد بهذا الحديث, ويغلب على الظن أنه حديث "إِن اللَّهَ خَلَقَ آدَمَ عَلَى صُورَتِهِ" وهو حديث صحيح, مخرج في "سلسلة الأحاديث الصحيحة" 860.

یعنی انکار کیا جب ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث سنی اور میں نہیں جان سکا کہ کون سی حدیث مراد تھی جس کی خبر دی اور جو گمان غالب ہے وہ یہ کہ یہ حدیث ہے کہ اللہ نے آدم کو اپنی صورت پر پیدا کیا اور یہ حدیث صحیح ہے اس کی تخریج الصحیحہ ۸٦۰ میں کی ہے

محدثین میں امام مالک مسئلہ صفات میں بعض اخبار احاد کو نہیں لیا جن کو امام بخاری نے صحیح میں درج کیا ہے - کتاب الضعفاء الكبير از امام العقيلي المكي (المتوفى: 322هـ) کے مطابق

حَدَّثَنَا أَبُو زَيْدٍ أَحْمَدُ بْنُ أَبِي الْغِمْرِ، وَالْحَارِثُ بْنُ مِسْكِينٍ قَالَا: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ الْقَاسِمِ قَالَ: سَأَلْتُ مَالِكًا عَمَّنْ يُحَدِّثُ بِالْحَدِيثِ الَّذِي قَالُوا: إِنَّ اللَّهَ خَلَقَ آدَمَ عَلَى صُورَتِهِ، فَأَنْكَرَ ذَلِكَ مَالِكٌ إِنْكَارًا شَدِيدًا، وَنَهَى أَنْ يَتَحَدَّثَ بِهِ أَحَدٌ، فَقِيلَ لَهُ: إِنَّ نَاسًا مِنْ أَهْلِ الْعِلْمِ يَتَحَدَّثُونَ بِهِ؟ فَقَالَ: مَنْ هُمْ، فَقِيلَ: مُحَمَّدُ بْنُ عَجْلَانَ، عَنْ أَبِي الزِّنَادِ، فَقَالَ: لَمْ يَكُنْ يَعْرِفُ ابْنُ عَجْلَانَ هَذِهِ الْأَشْيَاءَ، وَلَمْ يَكُنْ عَالِمًا، وَذُكِرَ أَبُو الزِّنَادِ فَقَالَ: إِنَّهُ لَمْ يَزَلْ عَامِلًا لِهَؤُلَاءِ حَتَّى مَاتَ، وَكَانَ صَاحِبَ عُمَّالٍ يَتَّبِعُهُمْ

عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ الْقَاسِمِ کہتے ہیں میں نے امام مالک سے حدیث کے متعلق پوچھا کہ کس نے اس کو روایت کیا ہے جس میں ہے کہ اللہ نے آدم کو اپنی صورت پر خلق کیا ؟ پس امام مالک نے اس حدیث کا شدت سے انکار کیا اور منع کیا کہ کوئی اس کو روایت کرے تو میں نے ان سے کہا کہ یہ اہل علم میں سے لوگ اس کو روایت کر رہے ہیں – امام مالک نے کہا کون ہیں وہ ؟ میں نے کہا مُحَمَّدُ بْنُ عَجْلَانَ، عَنْ أَبِي الزِّنَادِ اس پر امام مالک نے کہا مُحَمَّدُ بْنُ عَجْلَانَ کو ان چیزوں کا اتا پتا نہیں ہے اور نہ ہی کوئی عالم ہے اور أَبُو الزِّنَاد کا ذکر کیا کہ یہ تو ان کا (حکومت کا) عامل تھا – یہاں تک کہ مرا اور عمال کے لوگ اسکی اتباع کرتے ہیں

اس میں ابہام آج کل لوگ پیدا کرتے ہیں کہ امام مالک راوی پر طعن کر رہے ہیں جبکہ امام مالک راوی سے زیادہ اس کا متن بھی دیکھ رہے ہیں-اصحاب رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے خبر واحد مطلقا قبول نہیں کیا ہے تحقیق کی ہے پھر قبول یا رد کیا ہے مثلا بشیر عدوی یا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایات کو ابن عباس رضی اللہ عنہ نے رد کیا ہے-محدثین اولین مثلا امام مالک نے خبر واحد کو مسئلہ صفات عقیدہ میں نہیں لیا ہے-محدثین متاخرین جن میں صحاح ستہ کے مولفین ہیں انہوں نے خبر واحد کو عمل و عقیدہ دونوں میں لیا ہے

خبر واحد کی عقائد میں حجیت

راقم کی خبر واحد کی وضاحت پر بعض کو اشتباہ ہوا کہ راقم خبر واحد کو مطلق رد کرتا ہے جبکہ یہ مدعا نہیں تھا لہذا اس حوالے سے تحریر رقم کی

اصول کی کتب میں دلالة قطعية یا قطعية الثبوت کی اصطلاحات استعمال ہوتی ہیں جن سے مراد دین کی یقینی دلیلں ہیں اور ان میں ظاہر ہے قرآن سب سے اول ہے پھر حدیث متواتر پھربعض کے نزدیک اخبار احاد- جہاں تک متواتر احادیث ہیں تو ذخیرہ احادیث میں ان کا شمار بہت کم ہے اندازا صرف ایک فی صد ہیں - باقی ۹۹ فی صد اخبار احاد ہیں

دکتور عثمانی نے اپنی ایک کتاب میں لکھا ایمان خالص ص ۲٤ پر لکھا ہے

اصحاب حدیث کا اتفاق ہے کہ خبر واحد صحیح تک سے عمل تو ثابت ہوتا ہے عقیدہ نہیں

راقم اس قول کو رد کرتا ہے - یہ قول لکھنا مسعود الدین عثمانی کی خطا ہے کیونکہ اصحاب حدیث کا اس پر اتفاق ثابت نہیں بلکہ یہ قول احناف متاخرین، بعض شوافع (ابن حجر و النووی وغیرہم) اور متکلمین کا ہے - امام ابو حنیفہ سے منسوب چند اقوال ہیں کہ چند اصحاب رسول غیر فقیہ ہیں ان کی روایات یا اخبار احاد کو نہیں لیا جائے گا - یہ قول تمام اصحاب رسول کے لئے نہ تھا - فقہ حنفی کی بنیاد فقہائے عراق کا مذہب ہے جو علقمہ سے ابراہیم النخعی سے اور ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے آیا ہے- کیا فقہ میں احکام نہیں ہیں ؟ احکام تو کتاب اللہ سے خبر واحد سے لئے جاتے ہیں - چور کا ہاتھ کاٹ دو قرآن میں ہے لیکن کتنا یہ خبر واحد سے ہے - اللہ کے حکم پر عمل انسان کے عقیدے کا حصہ ہے کیونکہ اللہ نے فرمایا جو میرا حکم نافذ نہ کرے کافر ہے- اگر ہم ہاتھ کاٹنے کی مقدار میں اضافہ کریں تو یہ ظلم ہوا اگر کم کریں تو -حکم مکمل نافذ نہ ہوا -دونوں صورتوں ہم نے ظلم کیا

اصحاب حدیث میں امام مالک کی موطا میں خبر واحد جمع کی گئی ہیں جو حدیث کی کتاب ہے اور ان احادیث میں عقائد بھی بیان ہوئے ہیں جن میں خروج دجال کی بھی خبر ہے - احناف میں امام طحاوی نے عقیدہ طحاویہ میں ان مسائل کا ذکر کیا ہے جن کی بنیاد ہی خبر واحد ہے -- یعنی مطلقا خبر واحد کو عقیدہ میں نہ احناف نے رد کیا ہے نہ ڈاکٹر عثمانی نے

یہ اصول کہ خبر واحد سے عقیدہ ثابت نہیں ہوتا اصل میں مکمل بات نہیں ہے - فقہ حنفی میں جو بات کہی گئی تھی وہ یہ تھی کہ امام ابوحنیفہ کا کہنا تھا کہ غیر فقیہ اصحاب رسول کی حدیث سے دلیل نہ لی جائے - ایک ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی دوسری انس بن مالک رضی اللہ عنہ کی اور تیسری جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ کی - اس کی انہوں نے الگ الگ وجوہات گنوائیں

قال أبو حنيفة اترك قولي بقول الصحابة الّا بقول ثلثة منهم أبو هريرة وانس بن مالك وسمرة بن جندب رضى الله عنهم

روضة العلماء ونزهة الفضلاء (المخطوطة) - علي بن يحيى بن محمد، أبو الحسن الزندويستي الحنفي (المتوفى: 382هـ)

امام ابو حنیفہ نے کہا میرا قول صحابہ کے قول کے مقابل ہو تو اس کو ترک کر دو سوائے تین اصحاب کے ایک ابو ہریرہ دوسرے انس بن مالک اور تیسرے سمرہ بن جندب

اس کی وجہ ابو حنیفہ بتاتے ہیں

:فقيل له في ذلك، فقال

أما انس: فقد بلغني أنه اختلط عقله في آخر عمره، فكان يستفى من علقمة، وأنا لا أقلد علقمة، .فكيف اقلد من يستفى من علقمة

واما أبو هريرة فكان يروي كل ما بلغه وسمعه من غير أن يتأمل في المعنى ومن غير أن يعرف الناسخ .والمنسوخ

واما سمرة بن جندب، فقد بلغني عنه أمر ساءني، والذي بلغه عنه أنه كان يتوسع في الاشربة المسكرة .سوى الخمر فلم يقلدهم في فتواهم

اما في ما رووا عن رسول الله صلى الله عليه وسلم، فياخذ برواتهم؛ لأن كل واحد منهم موثوق به في .ما يروي

https://archive.org/stream/hanafi_04_201507/01#page/n181/mode/2up

صفحه 183 – 186 جلد 01 شرح أدب القاضي للخصاف الحنفي (المتوفى: 261هـ) عمر بن عبد العزيز ابن مازة الحنفي المعروف بالصدر الشهيد (المتوفى: 536هـ)- وزارة الأوقاف العراقية – مطبعة الإرشاد، بغداد

ان سے اس پر پوچھا گیا تو ابو حنیفہ نے کہا : جہاں تک انس ہیں تو مجھ تک پہنچا ہے کہ آخری عمر میں وہ اختلاط کا شکار تھے پس علقمہ سے پوچھتے اور میں علقمہ کی تقلید نہیں کرتا تو پھر اس کی کیوں کروں جو علقمہ سے پوچھے اور جہاں تک ابو ہریرہ ہیں تو یہ ہر چیز بیان کر دیتے ہیں جو پہنچی اور سنی ہو اس کے معنی پر غور کیے بغیر اور نہ ناسخ و منسوخ کو سمجھتے ہوئے

یہی انداز ابراهيم النخعي کا تھا احمد العلل میں کہتے ہیں

وقال عبد الله: حدثني أبي. قال: حدثنا أبو أسامة، عن الأعمش. قال: كان إبراهيم صيرفيا في الحديث، أجيئه بالحديث. قال: فكتب مما أخذته عن أبي صالح، عن أبي هريرة. قال: كانوا يتركون أشياء من أحاديث أبي هريرة. «العلل» (946).

احمد نے کہا ابو اسامہ نے کہا اعمش نے کہا کہ ابراهيم النخعي حدیث کے بدلے حدیث لیتے – وہ حدیث لاتے – اعمش نے کہا : پس انہوں نے لکھا جو میں نے ابو صالح عن ابو ہریرہ سے روایت کیا – اعمش نے کہا : ابراهيم النخعي، ابوہریرہ کی احادیث میں چیزوں کو ترک کر دیتے

ابن عساکر نے تاریخ الدمشق میں روایت دی کہ

الثوري، عن منصور، عن إبراهيم، قال: ما كانوا يأخذون من حديث أبي هريرة إلا ما كان حديث جنة أو نار

ابراهيم النخعي نے کہا ہم ابو ہریرہ کی احادیث کو نہیں لیتے سوائے اس کے جس میں جنت جہنم کا ذکر ہو

بہر حال ان احتیاطوں کا مقصد مطلق خبر واحد کا انکار نہیں تھا بلکہ صرف چند اصحاب رسول تک اس کو محدود رکھا گیا تھا اس کی دلیل یہ ہے کہ امام محمد اور امام ابو یوسف نے فقہ میں اخبار احاد کو لیا ہے اور بعض اوقات کہتے ہیں یہ ہمارا موقف ہے یا یہ امام ابو حنیفہ کا موقف ہے – جب وہ موقف کہتے ہیں اور حدیث میں عقیدہ کا بیان بھی ہو تو یہی سمجھا جائے گا کہ وہ اس حدیث کو صحیح سمجھ کر اس میں بیان کردہ عقیدہ کو بھی قبول کر رہے ہیں

لیکن بعض متاخرین احناف نے بیان کیا کہ خبر واحد کو عقیدے میں نہ لیا جائے جو اصلا غلطی ہے کیونکہ یہ امام ابو حنیفہ کا مقصد نہیں تھا – بعد میں احناف نے اس کو خود محسوس کیا کیونکہ مسئلہ یہ آتا کہ متواتر احادیث کی تعداد تو اٹے میں نمک کے برابر ہے تو انہوں نے امتداد زما نہ کے ساتھ اس اصول کو خود عملا خیر باد کہہ دیا – لہذا یہ اصول صرف اس وقت بیان ہوتا ہے جب کسی عقیدے کو رد کرنا ہو اور سرسری انداز میں لکھ دیا جاتا ہے – ڈاکٹر عثمانی کا لکھنا بھی ایسا ہی ہے

احناف میں بہت سے گروہ ہیں – کوئی ایک قسم کے احناف نہیں ہیں – تصوف کے دلداہ احناف بھی ہیں – اس کو ناپسند کرنے والے بھی ہیں – ان سب میں فقہ کے اصول بھی بدل رہے ہیں اور خبر احاد پر موقف بھی بدل جاتا ہے – ہند و پاک کے حنفی تو اصلا صوفی ہیںجو کشف تک سے خبریں ثابت کرتے ہیں

اپنی کتب میں جا بجا اخبار احاد کو ڈاکٹر عثمانی نے عقیدہ پر پیش کیا ہے مثلا تعویذ پر کتاب میں صرف حسن روایات سے تعویذ کو رد کیا ہے اور راقم کہتا ہے کہ ڈاکٹر عثمانی کی کتب میں جو احادیث متواتر بیان ہوئیں ہیں وہ جو چاہے جمع کر کے دیکھ لے بمشکل تمام پانچ چھ ہوں گی –

فرقہ اہل حدیث اور حنابلہ میں خبر واحد سے عقیدہ ثابت ہوتا ہے نہ صرف صحیح سے بلکہ البانی کہتے ہیں حسن تک سے

نزهة النظر في توضيح نخبة الفكر في مصطلح أهل الأثر میں أبو الفضل أحمد بن علي بن محمد بن أحمد بن حجر العسقلاني (المتوفى: 852هـ) نے کہا

فِي أَخْبارِ الآحادِ الْمُنْقَسِمَة إِلى مَشْهورٍ وعَزيزٍ وغَريبٍ؛ مَا يُفيدُ العِلْمَ النَّظريَّ بالقَرائِنِ؛ عَلى الْمُختارِ؛ خِلافاً لِمَنْ أَبى ذلك.والخِلافُ فِي التَّحْقيقِ لَفْظِيٌّ؛ لأَنَّ مَنْ جَوَّزَ إِطلاقَ العِلْمِ قَيَّدَهُ بِكونِهِ نَظَرِيّاً، وهُو الحاصِلُ عن الاسْتِدلالِ، ومَنْ أَبى الإِطلاقَ؛ خَصَّ لَفْظ العِلْمِ بالْمُتواتِرِ، وما عَداهُ عِنْدَهُ [كُلُّهُ] ظَنِّيٌّ، لكنَّهُ .لا يَنْفِي أَنَّ ما احْتفَّ «منه» بالقرائِنِ أَرْجَحُ ممَّا خَلا عَنها

ابن حجر نے اصل میں یہ کہا ہے

اخبار احاد کی تقسیم مشہور اور عزیز اور غریب میں کی گئی ہے جس سے (مذہب) مختار (اختیار کردہ) کو علم نظری میں قرائن کے ساتھ فائدہ ہوتا ہے بر خلاف اس کے جو اس کا انکار کرے اور یہ اختلاف لفظی ہے کیونکہ جس نے خبر واحد پر علم کے جواز کا اطلاق کیا اس نے خبر واحد کو مقید کیا کہ یہ (علم) نظری ہے اور یہ (ان کے) استدلال کا حاصل ہے اور وہ جو خبر واحد (پر لفظ علم کے) اطلاق کا انکار کرے (یعنی خبر واحد کا علم میں مفید ہونے کا) تو وہ علم کے لئے لفظ متواتر کو خاص کرتے ہیں اور اس کے سوا سب روایات کو ظنی کے طور پر شمار کرتے ہیں لیکن وہ بھی کہتے ہیں کہ جو خبر قرائن پر اتر رہی ہو وہ راجح ہے

یہاں عربی لفظ نَظَرِيّاً کا مطلب اردو کا نظریہ نہیں ہے بلکہ علم نظری مراد ہے یعنی خبر واحد اعتبار کرنے کے لئے ظنیة الثُّبُوت کے درجے پر ہیں یعنی پہلا قرآن پھر متواتر پھر اخبار احاد

تأويل مختلف الحديث میں أبو محمد عبد الله بن مسلم بن قتيبة الدينوري (المتوفى: 276هـ) لکھتے ہیں

وانقسمت الأحاديث بِاعْتِبَار رواتها إِلَى قَطْعِيَّة الثُّبُوت وظنية الثُّبُوت

اور اعتبار کرنے کے لئے احادیث کو قَطْعِيَّة الثُّبُوت اور ظنی ثبوت میں تقسیم کیا گیا ہے

عقائد میں اپنے اپنے نظریات یا تھیوری پیش نہیں کی جاتیں جو خبروں میں آیا ہے ان کو سامنے رکھ کر کچھ ثابت کیا جاتا ہے

خبر واحد کے حوالے سے نخبة الفكر في مصطلح أهل الأثر (مطبوع ملحقا بكتاب سبل السلام) میں أبو الفضل أحمد بن علي بن محمد بن أحمد بن حجر العسقلاني (المتوفى: 852هـ) کی وضاحت موجود ہے

.الخبر إما أن يكون له: * طرق بلا عدد معين. * أو مع حصر بما فوق الاثنتين. * أو بهما. * أو بواحد

فالأول: المتواتر المفيد للعلم اليقيني بشروطه [وهي عدد كثير أحالت العادة تواطؤهم على الكذاب رووا ذلك عن مثلهم من الابتداء إلى الانتهاء وكان مستند انتهائم الحسن وانضاف إلى ذلك أن يصحب خبرهم إفادة العلم لسامعه] .والثاني: المشهور وهو المستفيض على رأي. [ويطلق المشهور على ما اشتهر على الألسنة]

.والثالث: العزيز، وليس شرطاً للصحيح خلافاً لمن زعمه

.والرابع: الغريب

.وكلها – سوى الأول – آحاد

وفيها المقبول [وهو ما يجب العمل به عند الجمهور] والمردود لتوقف الاستدلال بها على البحث عن أحوال رواتها دون الأول، وقد يقع فيها ما يفيد العلم النظري بالقرائن على المختار [كأن يخرج الخبر الشيخان في صحيحهما أو يكون مشهورا وله طرق متباينة سالمة من ضعف الرواة والعلل أو يكون . مسلسلا بالأئمة الحفاظ المتقنين حيث لا يكون غريبا]

خبر ہو سکتی ہے ایک طرق سے جس میں عدد معین نہ ہو (یعنی راوی کثیر تعداد ہو) یا دو سے زائد راوی ہوں یا ایک ہو – پس پہلی ہے متواتر ... دوسری المشہور ... تیسری العزیز ... چو تھی الغریب اور سوائے متواتر کے یہ سب خبر واحد ہیں- اور ان میں مقبول بھی ہے جس پر جمہور کے نزدیک عمل واجب ہے اور مردود وہ ہے جس پر راویوں کے احوال کی وجہ سے استدلال لینے میں توقف کیا جاتا ہے – اور خبر واحد میں واقع ہوئی ہیں وہ احادیث جو علم نظری میں مفید ہیں قرائن (مذہب) مختار کو دیکھتے ہوئے (مثلا) وہ جن کی شیخین (بخاری و مسلم) نے اپنی صحیح میں تخریج کی ہے یا وہ مشہور ہیں اور ان کے طرق ضعیف راویوں ، علل سے الگ ہیں اور یہ تسلسل کے ساتھ احتیاط کرنے والے حفاظ نے روایت کی ہیں اور غریب نہیں ہیں

مزید یہ کہ علم حدیث کی کتب کی شرح اور لوگوں نے بھی کی ہے – النكت على مقدمة ابن الصلاح میں الزركشي (المتوفى: 794هـ) کا کہنا ہے

وَذَلِكَ يُفِيد الْعلم النظري َهُوَ فِي إِفَادَة الْعلم كالمتواتر إِلَّا أَن الْمُتَوَاتر يُفِيد الْعلم الضَّرُورِيّ وتلقي الْأمة بِالْقبُولِ يُفِيد الْعلم النظري

اخبار احاد مفید علم نظری میں فائدہ کرتی ہے اور یہ افادہ علم میں متواتر ہی کی طرح ہے سوائے اس کے کہ متواتر سے مفید علم ضروری حاصل ہوتا ہے اور امت نے مفید علم نظری کو تلقیہا بالقبول کا درجہ دیا ہے

مزید لکھا ہے

وَنَقله بَعضهم عَن السَّرخسِيّ من الْحَنَفِيَّة وَجَمَاعَة من الْحَنَابِلَة كَأبي يعلى وَأبي الْخطاب وَابْن حَامِد وَابْن الزَّاغُونِيّ وَأكْثر أهل الْكَلَام من الأشعرية وَغَيرهم وَأهل الحَدِيث قاطبة وَمذهب السّلف عَامَّة وَقد تبين مُوَافقَة ابْن الصّلاح لِلْجُمْهُورِ وَهُوَ لَازم للمتأخرين فَإِنَّهُم صححوا أَن خبر الْوَاحِد إِذا احتفت بِهِ الْقَرَائِن أَفَادَ الْقطع

اور بعض احناف نے السَّرخسِيّ سے نقل کیا ہے اور حنابلہ کی ایک جماعت جسے ابو یعلی اور ابو الخطاب اور ابن حامد اور ابْن الزَّاغُونِيّ اور اہل کلام میں الأشعرية اور دوسروں نے اور اہل حدیث قاطبة نے اور مذہب سلف عام نے اور اس پر ابن صلاح نے جمہور کی موافقت واضح کی ہے اور یہ متاخرین کے لئے لازم کیا ہے کہ اگر خبر واحد پر قرائن ہوں تو یہ قطعی (علم) میں فائدہ مند ہیں

البحر المحيط في أصول الفقه میں الزركشي (المتوفى: 794هـ) لکھتے ہیں

سَبَقَ مَنْعُ بَعْضِ الْمُتَكَلِّمِينَ مِنْ التَّمَسُّكِ بِأَخْبَارِ الْآحَادِ فِيمَا طَرِيقُهُ الْقَطْعُ مِنْ الْعَقَائِدِ؛ لِأَنَّهُ لَا يُفِيدُ إلَّا الظَّنَّ، وَالْعَقِيدَةُ قَطْعِيَّةٌ، وَالْحَقُّ الْجَوَازُ، وَالِاحْتِجَاجُ إنَّمَا هُوَ بِالْمَجْمُوعِ مِنْهَا وربما بلغ مبلغ القطع، ولهذا أثبتنا المعجزات المروية بالآحاد

یہ گزرا ہے کہ بعض متکلمین نے عقائد میں اخبار احاد سے قطعی (علم) کے طور پر تمسک کرنے سے روکا ہے کہ ان سے ظن میں فائدہ ہوتا ہے اور عقیدہ قطعی ہوتا ہے اور حق ہے جواز پر اور ان دونوں کے مجموع سے دلیل لینے پر اور بعض اوقات (خبر) پہنچانے والا قطعی خبر لاتا ہے اور اس بنا پر ہم ان معجزات کا اثبات کرتے ہیں جو اخبار احاد میں آئے ہیں

ابن حزم کتاب الإحكام في أصول الأحكام میں کہتے ہیں

قال أبو سليمان والحسين عن أبي علي الكرابيسي والحارث بن أسد المحاسبي وغيرهم أن خبر الواحد العدل عن مثله إلى رسول الله صلى الله عليه وسلم يوجب العلم والعمل معا وبهذا نقول وقد ذكر هذا القول أحمد بن إسحاق المعروف بابن خويز منداد عن مالك بن أنس وقال الحنفيون والشافعيون وجمهور المالكيين وجميع المعتزلة والخوارج إن خبر الواحد لا يوجب العلم

ابن حزم نے کہا ابو سلیمان اور حسین نے امام کرابیسی سے روایت کیا اور حارث محاسبی اور دیگر سے کہ خبر واحد جو رسول اللہ سے ملے تو یہ علم اور عمل میں واجب ہے اور یہی ہمارا قول ہے اور اس قول کا ذکر أحمد بن إسحاق المعروف ابن خويز منداد نے امام مالک کے لئے کیا ہے – اور احناف اور شوافع اور جمہور مالکیہ اور تمام المعتزلة والخوارج کہتے ہیں کہ خبر واحد سے علم واجب نہیں ہے

فتح الباری میں ابن رجب نے کہا

أن خبر الواحد يفيد العلم إذا احتفت به القرائن

بے شک خبر واحد علم میں فائدہ دیتی ہے جب قرائن سے مل جائے

متکلمین میں اشاعرہ اس کے قائل ہیں کہ خبر واحد سے مسئلہ صفات ذات کی بعض روایات ثابت نہیں ہوتیں لہذا عثمانی صاحب کو لکھنا چاہیے تھا

اشاعرہ کا اتفاق ہے کہ خبر واحد صحیح تک سے عمل تو ثابت ہوتا ہے عقیدہ نہیں

اس طرح یہ جملہ صرف دیو بندی اور بریلوی فرقے سے کہا گیا ہے - اہل حدیث فرقہ اور حنبلی وہابی خبر واحد پر عقیدہ لینے کے قائل ہیں- راقم کہتا ہے کہ یہ جملہ بھی صرف ان مسائل میں چلتا ہے جن کا تعلق اسماء و صفات سے ہے- عثمانی نے اصحاب حدیث کا جو اتفاق نقل کیا ہے یہ صرف ان محدثین کا اتفاق ہے جو مذہب میں اشاعرہ کے منہج پر ہیں یعنی ابن حجر یا النووی وغیرہ - اغلبا ان کو یہ مغالطہ اسی بنا پر ہوا کہ انہوں نے ابن حجر کا حوالہ دیا ہے جو عقیدے میں اشاعرہ کے منہج پر ہیں لیکن محدث بھی مشہور ہیں - اس کے بر خلاف حنابلہ محدثین خبر واحد کو عقیدے میں لیتے ہیں

وہابی مفتی عبد العزيز بن عبد الله بن باز (المتوفى: 1420هـ) فتوی میں کہتا ہے

وأن خبر الآحاد إذا استقام سنده حجة يجب العمل به عند جميع أهل العلم في العقائد وغيرها

اور خبر واحد اگر اس کی سند قائم ہو - حجت ہے - اس پر تمام اہل علم کے ہاں اس پر عمل واجب ہے عقائد میں اور دوسرں میں

وہابی دائمی کمیٹی کا فتوی ہے

والآحاد يحتج به في الفروع بإجماع، ويحتج به في العقائد على الصحيح من قولي العلماء الإمام ابن عبد البر والخطيب البغدادي إجماعا في العقيدة والفروع، ومن رأى أن لا يحتج به في العقائد قد .خالف فعله رأيه فاحتج به في العقائد والأصول، بل احتج بالضعيف منه في ذلك

فروع میں اخبار احاد سے دلیل لینے پر اجماع ہے اور ان میں جو صحیح ہوں ان سے عقائد میں بقول علماء کےدلیل لی جائے جن میں ہیں امام ابن عبد البر اور خطیب بغدادی کہ اجماع ہے اخبار احاد سے عقائد اور فروع میں دلیل لینے پر اور جس نے یہ رائے رکھی کہ ان سے عقیدہ میں دلیل نہیں لی جائے گی اس نے مخالفت کی اپنی ہی رائے کی کہ اس نے رائے سے عقائد میں اور اصول میں دلیل لی بلکہ اس سے جو اس سے بھی ضعیف ہے

ابن عبد البر نے کہا

كلهم يدين بخبر الواحد العدل في الاعتقادات، ويعادي ويوالي عليها، ويجعلها شرعاً وديناً في معتقده، .(على ذلك جميع أهل السنة). (التمهيد لابن عبد البر8/1

یہ فتوی سلفی عقائد رکھنے والے حنابلہ کے منہج کے عین مطابق ہے

شرح صحیح مسلم میں نووی نے لکھا ہے

وَلِلْأُصُولِيِّينَ الْمُتَأَخِّرِينَ خِلَافٌ فِي تَسْمِيَةِ اللَّهِ تَعَالَى بِمَا ثَبَتَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِخَبَرِ الْآحَادِ فَقَالَ بَعْضُ حُذَّاقِ الْأَشْعَرِيَّةِ يَجُوزُ لِأَنَّ خَبَرَ الْوَاحِدِ عِنْدَهُ يَقْتَضِي الْعَمَلَ وَهَذَا عِنْدَهُ مِنْ بَابِ الْعَمَلِيَّاتِ لَكِنَّهُ يَمْنَعُ إِثْبَاتَ أَسْمَائِهِ تَعَالَى بِالْأَقْيِسَةِ الشَّرْعِيَّةِ

اصولیین متاخرین اس کے خلاف ہیں کہ اللہ کو وہ نام دیا جائے جو خبر واحد سے ملا ہو پس بعض ماہرین الْأَشْعَرِيَّةِ نے کہا خبر واحد سے عمل کا فیصلہ تو ہو گا ... لیکن اسماء الحسنی کے اثبات سے منع کیا جائے گا

التقريب والتيسير لمعرفة سنن البشير النذير في أصول الحديث میں نووي نے کہا ہے کہ صحیحین کي احادیث پر

المحققون والأكثرون، فقالوا: يفيد الظن ما لم يتواتر

اکثر محققین کا کہنا ہے ان سے ظن میں فائدہ ہے جو متواتر نہیں ہیں

البانی ایک سوال کے جواب میں مفوضہ پر کہتے ہیں

وكما جاء في بعض كتب الأشاعرة كالحافظ ابن حجر العسقلاني، وهو من حيث الأصول والعقيدة أشعري

اور ایسا بعض الأشاعرة کی کتب میں ہے جیسے ابن حجر عسقلانی کی کتب اور وہ اصول (یعنی عقائد) میں أشعري عقیدہ پر ہیں

نووی بھی عقیدے میں اشاعرہ والا عقیدہ رکھتے ہیں لھذا وہابی عالم مشھور حسن سلمان نے کتاب لکھی جس کا نام ہے

الردود والتعقبات على ما وقع للإمام النووي في شرح صحيح مسلم من التأويل في الصفات وغيرها من المسائل المهمات

جس میں ان کے مطابق امام نووی بھی صفات میں صحیح عقیدہ نہیں رکھتے تھے - اسی طرح ان کے مطابق ابن حجر بھی کان متذبذباً في عقيدته صفات پر عقیدے میں متذبذب تھے

ایک حدیث ہے
انما الاعمال بالنیات بہت سنی جاتی ہے لیکن نیت کا تعلق عقیدے سے ہے اور اس کی بنیاد پر عمل ہوتا ہے
لیکن یہ حدیث غریب ہے اس کو صرف ایک صحابی نے روایت کیا ہے اور خبر واحد ہے
اس کو سب فرقے دلیل میں پیش کرتے ہیں

شرح العقيدة الطحاوية
المؤلف: صدر الدين محمد بن علاء الدين عليّ بن محمد ابن أبي العز الحنفي، الأذرعي الصالحي الدمشقي (المتوفى: 792هـ)

وَخَبَرُ الْوَاحِدِ إِذَا تَلَقَّتْهُ الْأُمَّةُ بِالْقَبُولِ، عَمَلًا بِهِ وَتَصْدِيقًا لَهُ: يُفِيدُ الْعِلْمَ [الْيَقِينِيَّ] عِنْدَ جَمَاهِيرِ الْأُمَّةِ، وَهُوَ أَحَدُ قِسْمَيِ الْمُتَوَاتِرِ, وَلَمْ يَكُنْ بَيْنَ سَلَفِ الْأُمَّةِ فِي ذَلِكَ نِزَاعٌ، كَخَبَرِ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ: "إِنَّمَا الْأَعْمَالُ بِالنِّيَّاتِ

ابن أبي العز الحنفي، کہتے ہیں خبر واحد سے علم یقینی حاصل ہوتا ہے

یعنی خود اشاعرہ کے علماء بھی خبر واحد کو لے لیتے ہیں اگرچہ ان کی جانب سے لکھی گئی اصول حدیث کی کتب میں خبر واحد پر علم یقینی نہ لینے کا ذکر ہے

مزید وضاحت کر دوں اشاعرہ خبر واحد کو صرف اسماء و صفات میں رد کرتے ہیں

دیگر مسائل مثلا عذاب قبر، سماع الموتی وغیرہ میں وہ بھی خبر واحد کو قبول کر رہے ہیں

راقم وضاحتا کہتا ہے کہ قرآن میں دلائل موجود ہیں کہ خبر واحد علم یقینی کا درجہ رکھتی ہے اگر قرائن موجود ہوں

نبا الیقین
خبر واحد کو قرآن میں نبا الیقین یعنی یقینی خبر کہا گیا ہے- مثلا ہدہد نے سلیمان علیہ السلام کو آ کر مملکت سبا پر خبر واحد دی - سلیمان نے خط لکھ کر اس کی تصدیق کی یعنی قرائن دیکھ کر اس خبر کو قبول کیا- ہدہد نے خبر کو یقینی خبر کہا اور قرآن میں اس کا رد نہیں بلکہ اثبات ہے وہ خبر واحد سچی تھی اور تمام مومن بنی اسرائیل نے اس خبر واحد کو قبول کیا - اس وقت قرآن اور انجیل نازل نہیں ہوئے تھے اور توریت زبور نازل ہو چکی تھیں - قرآن میں ہے کہ

ملکہ سبا کی خبر کی صداقت کو راوی یعنی ہدہد کی عدالت کے علاوہ زمینی قرائن سے جانچا گیا نہ کہ وحی الہی کا انتظار کیا گیا- اس طرح ہمیں علم دیا گیا کہ اگر قرائن و شواھد مل جائیں تو خبر واحد سے علم ظنی نہیں خبر یقین مل جاتی ہے اور ظاہر ہے خبر یقینی ، عقائد میں لی جائے گی

-

اہل ذکر سے دلیل لینا

حنبلی عالم ابن عقیل خبر واحد پر کتاب الفنون ص ٦٦٣ اور ٦٣٨ میں کہتے ہیں

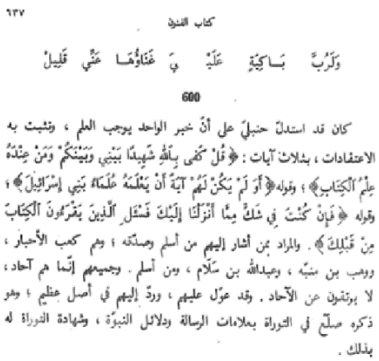

٦٣٧ كتاب الفنون

وَرُبَّ بَاكِيَةٍ عَلَيَّ فَنَاؤُهَا عَنِّي قَلِيلُ

600

كان قد استدلّ حنبلٌ على أنّ خبر الواحد يوجب العلم ، وتثبت به الاعتقادات ، بثلاث آيات : ﴿قُلْ كَفَى بِاللَّهِ شَهِيدًا بَيْنِي وَبَيْنَكُمْ وَمَنْ عِنْدَهُ عِلْمُ الْكِتَابِ﴾ ، وقوله ﴿أَوَ لَمْ يَكُنْ لَهُمْ آيَةً أَنْ يَعْلَمَهُ عُلَمَاءُ بَنِي إِسْرَائِيلَ﴾ ، وقوله ﴿فَإِنْ كُنْتَ فِي شَكٍّ مِمَّا أَنْزَلْنَا إِلَيْكَ فَسْئَلِ الَّذِينَ يَقْرَءُونَ الْكِتَابَ مِنْ قَبْلِكَ﴾ . والمراد بمن أشار إليهم من أسلم وصدّقه ؛ وهم كعب الأحبار ، ووهب بن منبّه ، وعبدالله بن سَلَام ، ومن أسلم . وجميعهم إنّما هم آحاد ؛ لا يتواترون عن الآحاد . وقد عوّل عليهم ، وردّ إليهم في أصل عظيم ؛ وهو ذكره صلّح في التوراة بعلامات الرسالة ودلائل النبوّة ، وشهادة التوراة له بذلك .

حنبلی (یعنی ابن عقیل) نے استدلال کیا کہ خبر واحد سے علم واجب ہے اور اعتقادات کا اثبات ہوتا ہے اس پر تین آیات ہیں

قُلْ كَفَىٰ بِاللَّهِ شَهِيدًا بَيْنِي وَبَيْنَكُمْ وَمَنْ عِندَهُ عِلْمُ الْكِتَابِ سورہ ألرعد

کہو میرے اور تمہارے درمیان اللہ کی شہادت کافی ہے اور وہ جس کے پاس کتاب کا علم ہے

اور اللہ کا قول ہے

سورہ الشعراء أَوَلَمْ يَكُن لَّهُمْ آيَةً أَن يَعْلَمَهُ عُلَمَاءُ بَنِي إِسْرَائِيلَ

کیا ان کے لئے نشانی نہیں ہے کہ اسے بنی اسرائیل کے علماء بھی جانتے ہیں

فَإِن كُنتَ فِي شَكٍّ مِّمَّا أَنزَلْنَا إِلَيْكَ فَاسْأَلِ الَّذِينَ يَقْرَءُونَ الْكِتَابَ مِن قَبْلِكَ سورہ یونس

تو اگر ان کو شک ہے جو نازل ہوا ہے تمہاری طرف تو ان سے سوال کرو جن پر تم سے پہلے کتاب نازل ہوئی

اور مراد ہے اور اشارہ ہے ان کی طرف جو اسلام لائے اور تصدیق کی اور ان میں ہیں کعب احبار اور وھب بن منبہ اور عبد اللہ بن سلام اور جو اسلام لائے اور یہ تمام احاد ہیں احاد سے اوپر نہیں جا سکتے

رجم کا حکم

قرآن میں ہے جو ایسا حکم کرے جو اللہ نے نہ دیا ہو تو کافر ہے ۔ رجم کرنا یا تو اللہ کا حکم ہے یا نہیں ہے - امت نے اس کو خبر واحد کی بنیاد پر لیا ہے اور کسی سے منقول نہیں کہ امام -ابو حنیفہ نے اس کا انکار کیا ہو

ابن عقیل نے مزید وضاحت کی

وجاء الشيخ الإمام أسعد ، فذب على السائل نصرة لمذهب أبي حنيفة ، على ما جرت به العادة ، فقال : هذا أصل كبير وخطب جسيم ، وهو الرجم لا يثبت بخبر واحد . ولم يرو هذا إلّا عبدالله بن عمر ؛ وغاية ما يوجب الظنّ . نعم ؛ ومن أصل أبي حنيفة أنّه لا يقبل إلّا رواية فقيه ؛ وابن عمر وأبو هريرة لم يكونا من فقهاء الصحابة . نعم ؛ وليس بأمر عملت به الصحابة ، وكثر عملها به ، فتأكّد بفقه الراوي وعمل الصحابة به .

فأجاب الحنبليّ المستدلّ بأنّ خبر الواحد يوجب العلم . وهي رواية ظاهر كلام أحمد ، حيث أثبت بأخبار الآحاد الصفات ، إذا تلقّتها الأمّة بالقبول . وأنا إذا منعت فولك بأنّه يوجب الظنّ بقبولي ، بل عندي يوجب العلم ، كفاني عن أنّي لا أقنع بذلك ، حتّى أدلّ على ذلك بقوله تع : ﴿فَإِنْ كُنْتَ فِي شَكٍّ مِمَّا أَنْزَلْنَا إِلَيْكَ فَاسْأَلِ الَّذِينَ يَقْرَأُونَ الْكِتَابَ﴾ ، ﴿أَوَلَمْ يَكُنْ لَهُمْ آيَةً أَنْ يَعْلَمَهُ عُلَمَاءُ بَنِي إِسْرَائِيلَ﴾ ، ﴿فَاسْأَلُوا أَهْلَ الذِّكْرِ إِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُونَ﴾ . وإنّما أحال على آحاد أخبروا بمثله في التوراة ، وذكر الله له فيها بما استدلّ به الأصوليّون من المسلمين ؛ وهم من بين

أسلم وصدّقه ، كوجب بن منبّه ، وكعب ، وعبدالله بن سلام ؛ وتصديقه صلح على ما ادّعاه بأنّه مذكور في التوراة بقوله : ﴿الَّذِينَ يَتَّبِعُونَ الرَّسُولَ النَّبِيَّ الْأُمِّيَّ الَّذِي يَجِدُونَهُ مَكْتُوبًا عِنْدَهُمْ فِي التَّوْرَاةِ وَالْإِنْجِيلِ﴾ . وهذا أصل لا يُقنع فيه بالظنّ ؛ بل لا يكفي فيه إلّا القطع . ولمّا أحال عليهم ، دلّ على أنّ خبرهم أوجب القطع . وكان صلعم يدعو الى الإسلام كسرى وقيصر والنجاشيّ وملوك الحبشان بالكتاب على يدَيْ آحادٍ . ولو لم يكن ذلك موجبًا للعلم ، لَما دعاهم بما لا يثبت به الدين الى الدين . فهذا وجه . ثمّ لو كان موجبًا للظنّ ، فما زالت نترك ما كان قطعًا بأخبار الآحاد . فإنّ براءة الذمّة وخلوّ الساحة من إراقة الدماء وإباحة الفروج ، كلّ ذلك قطعنا به بالدليل [...]

اور شیخ امام اسعد مذہب امام ابو حنیفہ کی نصرت پر بحث کرنے لگے جیسی ان کی عادت ہے پس انہوں نے کہا

یہ بہت بڑی بات ہے اور امر جسیم ہے کہ رجم ثابت نہیں ہوتا سوائے خبر واحد کے اور اسکو صرف عبداللہ بن عمر نے روایت کیا ہے اور یہ ظن کو واجب کرتا ہے

۔

جی ہاں (شیخ امام اسعد نے بجا فرمایا) —اور اصل میں ابو حنیفہ نے خبر واحد میں صرف فقیہ کی روایت کو قبول کیا ہے اور (ان کے نزدیک) ابن عمر اور ابو ہریرہ فقہاء صحابہ میں سے نہیں ہیں

بالکل (شیخ امام اسعد نے درست فرمایا) —اس (طرح خبر واحد کو رد کرنے) پر صحابہ کا عمل بھی نہیں ہے بلکہ اکثر عمل اسی پر ہے پس اس سے راوی (ابن عمر) کی فقاہت پر بھی تاکید ہوئی

اس پر حنبلی (ابن عقیل) نے (مزید) استدلال کرتے ہوئے کہا خبر واحد سے علم واجب ہوتا ہے

اور ایک روایت میں امام احمد کا ظاہر کلام اس پر ہے جب انہوں نے صفات الہی میں اخبار احاد کا اثبات کیا اور امت نے اس کو تلقیما بالقبول کا درجہ دیا

اور ... میرے ہاں خبر واحد سے علم واجب ہے اس پر میرے لئے کافی ہے جو قول باری تعالی ہے

فَإِن كُنتَ فِي شَكٍّ مِّمَّا أَنزَلْنَا إِلَيْكَ فَاسْأَلِ الَّذِينَ يَقْرَءُونَ الْكِتَابَ مِن قَبْلِكَ سورہ یونس تو اگر ان کو شک ہے جو نازل ہوا ہے تمہاری طرف تو ان سے سوال کرو جن پر تم سے پہلے کتاب نازل ہوئی

اور اللہ کا قول ہے

أَوَلَمْ يَكُن لَّهُمْ آيَةً أَن يَعْلَمَهُ عُلَمَاءُ بَنِي إِسْرَائِيلَ

ان دلائل کی روشنی میں واضح ہے کہ خبر واحد (صحیح المتن و سند جو نکارت و شذوذ سے پاک ہو، چاہے بنی اسرائیل کی روایت ہو) اس سے مفید علم یقینی حاصل ہو سکتا ہے-واضح رہے کہ جب قرائن ساتھ نہ دیں تو خبر واحد کو رد بھی کیا جاتا ہے جس کی تفصیل گذر چکی ہے

حدیث کی اقسام ا

حدیث صحیح

حدیث صحیح سے مراد حدیث ہے جس کی سند جڑی ہو یعنی راویوں کا اپس میں سماع ہو یا سماع ممکن ہو – اس کے علاوہ اس کا راوی کذاب نہیں ہونا چاہیے – اس کا راوی مختلط نہیں ہونا چاہیے- اس کا راوی بدعتی ممکن ہے لیکن روایت کا متن بدعت کا موید نہیں ہونا چاہیے مختصرا کہا جاتا ہے کہ

متصل سند کے ساتھ حفظ ا اتقان والے راوی روایت کریں تو حدیث صحیح ہے

لیکن جب غور سے دیکھیں تو معلوم ہو گا کہ صحیح کی تعریف ہر محدث کے ہاں الگ الگ ہے مثلا

امام بخاری کے نزدیک صحیح روایت کی شرط

وہ روایت جس کے راوی متصل سند سے روایت کریں اور حافظ و ضابط ہوں- اس کو محدثین صحیح علی شرط البخاری کہتے ہیں

جب روایت امام بخاری کی شرط پر نہیں ہوتی تو امام بخاری اس کو قال لنا کہہ کر ذکر کرتے ہیں - محدثین کا کہنا یہ اس وجہ سے ہے جب ان کو سند پر کچھ احتمال ہو تو ایسا کرتے ہیں – راقم کے نزدیک یہ عموما مذاکرے کی بات ہوتی ہے اس لئے قال لنا ہے اور ممکن ہے امام بخاری نے شاگرد کو سنائی ہو اور یہ روایت صحیح الجامع کے متن میں سے ہے یہ امام کی مراد نہ ہو –

صحیح میں ایک روایت پر امام بخاری نے کہا وقال لي علي بن عبد اللَّه – جب امام بخاری و قال لنا یا قال لی کہتے ہیں تو اس کی یہ وجہ پر منذری کا کہنا ہے
فقال: وقال لي علي بن عبد اللَّه -يعني ابن المديني- فذكره- وهذه عادته فيما لم يكن على شرطه،

امام بخاری نے کہا ہے : مجھ سے کہا امام علی یعنی ابن المدینی نے اور ذکر کیا اور یہ ان کی عادت ہے کہ جب روایت ان کی شرط پر نہیں ہوتی

امام مسلم کے نزدیک صحیح روایت کی شرط

وہ راوی جو ایک دور کے ہوں اور ان کی ملاقات ممکن ہو ، ان کا اپس میں روایت کرنا متصل سمجھا جائے گا- اس کو محدثین صحیح علی شرط مسلم کہتے ہیں

مثال

صحیح مسلم میں ابی قتادہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ یوم عرفہ کا روزہ اگلے اور پچھلے سال کا کفارہ ہے

وَسُئِلَ عَنْ صَوْمِ يَوْمِ عَرَفَةَ؟ فَقَالَ: «يُكَفِّرُ السَّنَةَ الْمَاضِيَةَ وَالْبَاقِيَةَ

اس کو عبد اللہ بن معبد الزمانی ابی قتادہ سے روایت کرتے ہیں

کتاب ذکر أسماء من تکلم فیه وهو موثق از الذهبی کے مطابق

عن أبي قتادة ثقة قال البخاري لا يعرف له سماع منه

امام بخاری کہتے ہیں عبد اللہ بن معبد الزمانی کا سماع ابی قتادہ سے نہیں

لہذا صحیح مسلم کی یہ روایت ضعیف عند البخاری ہے

ابن عدی اسی روایت کا الکامل میں ذکر کرتے ہیں پھر کہتے ہیں

وهذا الحديث هو الحديث الذي أراده البُخارِيّ أن عَبد الله بن معبد لا يعرف له سماع من أبي قتادة.

اور یہ وہ حدیث ہے جس پر بخاری کا ارادہ ہے کہ عبد اللہ بن معبد نے ابی قتادہ سے نہیں سنا

امام مسلم کی جوابی موقف:

امام مسلم مقدمہ صحیح مسلم میں امام بخاری کا نام لئے بغیر ان پر جرح کرتے ہیں

امام مسلم فرماتے ہیں کہ ہمارے بعض ہمعصر محدثین نے سند حدیث کی صحت اور سقم کے بارے میں ایک ایسی غلط شرط عائد کی ہے جس کا اگر ہم ذکر نہ کرتے اور اس کا ابطال نہ کرتے تو یہی زیادہ مناسب اور عمدہ تجویز ہوتی اس لئے کہ قول باطل ومردود کی طرف التفات نہ کرنا ہی اس کو ختم کرنے اور اس کے کہنے والے کا نام کھو دینے کے لئے بہتر اور موزوں ومناسب ہوتا ہے تاکہ کوئی جاہل اور ناواقف اس قول باطل کو قول صواب وصحیح نہ سمجھ لے مگر ہم انجام کی برائی سے ڈرتے ہیں اور دیکھتے ہیں کہ جاہل نئی نئی باتوں کے زیادہ دلدادہ اور عجیب وغریب شرائط کے شیدا ہوتے ہیں اور غلط بات پر جلد اعتقاد کرلیتے ہیں حالانکہ وہ بات علماء راسخین کے نزدیک ساقط الاعتبار ہوتی ہے لہذا اس نظریہ کے پیش نظر ہم نے معاصرین کے قول باطل کی غلطی بیان کرنا اور اس کو رد کرنا اس کا فساد وبطلان اور خرابیاں ذکر کرنا لوگوں کے لئے بہتر اور فائدہ مند خیال کیا تاکہ عام لوگ غلط فہمی سے محفوظ رہیں اور ان کا انجام بھی نیک ہو اور اس شخص نے جس کے قول سے ہم نے بات مذکور شروع کی ہے

اور جس کے فکر وخیال کو ہم نے باطل قرار دیا ہے یوں گمان اور خیال کیا ہے کہ جس حدیث کی سند میں فلاں عن فلاں ہو اور ہم کو یہ بھی معلوم ہو کہ وہ دونوں معاصر ہیں اس لئے کہ ان دونوں کی ملاقات ممکن ہے اور حدیث کا سماع بھی البتہ ہمارے پاس کوئی دلیل یا روایت ایسی موجود نہ ہو جس سے قطعی طور پر یہ بات ثابت ہو سکے کہ ان دونوں کی ایک دوسرے سے ملاقات ہو اور ایک نے دوسرے سے بالمشافہ اور بلاواسطہ حدیث سنی تو ایسی اسناد سے جو حدیث روایت کی جائے وہ حدیث ان لوگوں کے ہاں اس وقت تک قابل اعتبار اور حجت نہ ہوگی جب تک انہیں اس بات کا یقین نہ ہوجائے کہ وہ دونوں اپنی عمر اور زندگی میں کم از کم ایک بار ملے تھے یا ان میں سے ایک شخص نے دوسرے سے بالمشافہ حدیث سنی تھی یا کوئی ایسی روایت ہو جس سے یہ ثابت ہو کہ ان دونوں کی زندگی میں کم از کم ایک بار ملاقات ہوئی اور اگر نہیں تو کسی دلیل سے ان کی ملاقات کا یقین ہو سکے نہ کسی روایت سے ان کی ملاقات اور سماع ثابت ہو تو ان کے نزدیک اس روایت کا قبول کرنا اس وقت تک موقوف رہے گا جب تک کہ کسی روایت آخر سے ان کی ملاقات اور سماع ثابت نہ ہوجائے خواہ ایسی روایات قلیل ہوں یا کثیر۔ اللہ تجھ پر رحم کرے تو نے یہ قول اسناد کے باب میں ایک نیا ایجاد کیا ہے جو پیشرو محدثین میں سے کسی نے نہیں کہا اور نہ علماء حدیث نے اس کی موافقت کی ہے کیونکہ موجودہ اور سابقین تمام علماء حدیث وارباب فن حدیث اور اہل علم کا اس بات پر اتفاق ہے کہ جب کوئی ثقہ اور عادل راوی اپنے ایسے ہم عصر ثقہ اور عادل راوی سے کوئی حدیث روایت کرے جس سے اس کی ملاقات اور سماع باعتبار سن اور عمر کے اس وجہ سے ممکن ہو کہ وہ دونوں ایک زمانہ میں موجود تھے تو اس کی روایت قابل قبول اور لائق حجت ہے
یہ پوری بات امام بخاری اور بہت سے ائمہ پر صادق اتی ہے

امام مسلم نے صحیح میں بعض ابواب میں ہر قسم کی روایات لکھ دی ہیں جن میں اضطراب بھی ہے مثلا نماز کسوف کا باب اس کی ایک مثال ہے جس میں طرح طرح سے نماز کسوف ادا کرنے کا ذکر ہے جبکہ نماز کسوف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے زندگی میں صرف ایک بار پڑھی ہے-

ابن حبان کے نزدیک صحیح روایت کی شرط

وہ روایت جس میں راوی مجہول ہوں یا کثرت سے غلطی کرتے ہوں ان سے اگر کوئی ثقہ روایت کرے تو اس سند کو صحیح سمجھا جائے گا- ابن حبان نے لا تعداد مجہولین کو کتاب الثقات میں شامل کیا ہے اور ان سے صحیح ابن حبان میں روایت بھی لی ہے

مزید براں ان کے نزدیک حفظ و ضبط میں خطا ہونے کے باوجود حدیث صحیح ہی ہوتی ہے مثلا وہ ایک راوی زاذان پر اپنی کتاب مشاهير علماء الأمصار وأعلام فقهاء الأقطار میں کہتے ہیں

زاذان مولى كندة أبو عمر مات بعد الجماجم وكان يهم في الشئ بعد الشئ

زاذان .... اس کو بات بات پر وہم ہوتا ہے

لیکن یہ صحیح ابن حبان کا راوی بھی ہے

ابن خزیمہ کے نزدیک صحیح روایت کی شرط

ابن خزیمہ نے اپنی صحیح میں روایات کو لکھا ہے اور عجیب بات ہے ان پر اسی مقام پر جرح بھی کی ہے مثلا

صحیح ابن خزیمہ میں ہے حسن بن علی نے کہا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو دعا سکھائی جس کو أَبِي إِسْحَاقَ نے روایت کیا ہے

حَدَّثَنَاهُ مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ، نَا يَحْيَى -يَعْنِي ابْنَ آدَمَ- نَا إِسْرَائِيلُ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنْ بُرَيْدِ بْنِ أَبِي مَرْيَمَ، عَنْ أَبِي الْحَوْرَاءِ، عَنِ الْحَسَنِ بْنِ عَلِيٍّ قَالَ حَفِظْتُ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَلِمَاتٍ عَلَّمَنِيهِنَّ أَقُولُهُنَّ عِنْدَ الْقُنُوتِ ثَنَاهُ يُوسُفُ بْنُ مُوسَى وَزِيَادُ بْنُ أَيُّوبَ قَالَا: ثَنَا وَكِيعٌ، ثَنَا يُونُسُ بْنُ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنْ بُرَيْدِ بْنِ أَبِي مَرْيَمَ، عَنْ أَبِي الْحَوْرَاءِ، عَنِ الْحَسَنِ بْنِ عَلِيٍّ قَالَ عَلَّمَنِي رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَلِمَاتٍ أَقُولُهُنَّ فِي قُنُوتِ الْوِتْرِ:

"اللَّهُمَّ اهْدِنِي فِيمَنْ هَدَيْتَ

، وَعَافِنِي فِيمَنْ عَافَيْتَ، وَتَوَلَّنِي فِيمَنْ تَوَلَّيْتَ

، وَبَارِكْ لِي فِيمَا أَعْطَيْتَ،

وَقِنِي شَرَّ مَا قَضَيْتَ،

فَإِنَّكَ تَقْضِي وَلَا يُقْضَى عَلَيْكَ،

".وَإِنَّهُ لَا يَذِلُّ مَنْ وَالَيْتَ، تَبَارَكْتَ رَبَّنَا وَتَعَالَيْتَ

ابن خزیمہ نے کہا

وَهَذَا الْخَبَرُ رَوَاهُ شُعْبَةُ بْنُ الْحَجَّاجِ، عَنْ بُرَيْدِ بْنِ أَبِي مَرْيَمَ فِي قِصَّةِ الدُّعَاءِ، وَلَمْ يَذْكُرِ الْقُنُوتَ وَلَا الْوِتْرَ..... وَشُعْبَةُ أَحْفَظُ مِنْ عَدَدٍ مِثْلَ يُونُسَ بْنِ أَبِي إِسْحَاقَ. وَأَبُو إِسْحَاقَ لَا يَعْلَمُ أَسَمِعَ هَذَا الْخَبَرَ مِنْ بُرَيْدٍ أَوْ دَلَّسَهُ عَنْهُ، اللَّهُمَّ إِلَّا أَنْ يَكُونَ كَمَا يَدَّعِي بَعْضُ عُلَمَائِنَا أَنَّ كُلَّ مَا رَوَاهُ يُونُسُ عَنْ مَنْ رَوَاه عَنْهُ أَبُوهُ أَبُو إِسْحَاقَ هُوَ مِمَّا سَمِعَهُ يُونُسُ مَعَ أَبِيهِ مِمَّنْ رَوَى عَنْهُ. وَلَوْ ثَبَتَ الْخَبَرُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ أَمَرَ بِالْقُنُوتِ فِي الْوِتْرِ، أَوْ قَنَتَ فِي الْوِتْرِ لَمْ يَجُزْ عِنْدِي مُخَالَفَةُ خَبَرِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، [121 – أ] وَلَسْتُ أَعْلَمُهُ ثَابِتًا.

اس حدیث کو شعبہ نے بھی روایت کیا ہے اس میں یہ ذکر نہیں ہے کہ یہ دعا قنوت کے لئے

تھی ... اور شعبہ تو یونس جیسوں سے تو بہت بہتر ہیں – اور ابو اسحاق کا معلوم بھی نہیں ہے کہ اس نے اس خبر کو سنا بھی ہے یا نہیں یا تدلیس کی ہے

اسی طرح نماز تسبیح کی روایت صحیح میں لکھی اور ابن خزیمہ نے صحیح میں اس پر باب قائم کیا ہے

بَابُ صَلَاةِ التَّسْبِيحِ إِنْ صَحَّ الْخَبَرُ فَإِنَّ فِي الْقَلْبِ مِنْ هَذَا الْإِسْنَادِ شَيْئًا

صَلَاةِ التَّسْبِيحِ کا باب اگر خبر صحیح ہو(تو بھی) دل میں اس کی اسناد پر کوئی چیز (کھٹکتی) ہے

ابن خزیمہ کے مطابق دال میں کچھ کالا ہے تو حدیث صحیح کیسے ہوئی ؟

عورتیں مسجد نہ جائیں اس پر چند روایات ہیں مثلا صحیح ابن خزیمہ میں ہے

عن قتادة، عن مُورِّق، عن أبي الأحوص عن عبد الله، عن النبيّ – صلى الله عليه وسلم – قال: "صلاةُ المرأةِ في بيتها أفضلُ من صلاتها في حُجُرَتِها، وصلاتُها في مخدَعِها أفضلُ من صلاتها في بيتها

نبي اكرم صلي اللہ عليہ وسلم نے فرمايا كہ عورت كي نماز اپني كوٹھڑي ميں افضل ہے اس كے گھر سے اور اندر كي چور كوٹھري ميں پڑھني بہتر ہے، اس كے گھر سے

ابن خزیمہ صحیح میں کہتے ہیں

وَلَا أَقِفُ ..... وَلَا هَلْ سَمِعَ قَتَادَةُ خَبَرَهُ مِنْ مُوَرِّقٍ، عَنْ أَبِي الْأَحْوَصِ أَمْ لَا. بَلْ كَأَنِّي لَا أَشُكُّ أَنَّ قَتَادَةَ لَمْ يَسْمَعْ مِنْ أَبِي الْأَحْوَصِ، لِأَنَّهُ أَدْخَلَ فِي

بَعْضِ أَخْبَارِ أَبِي الْأَحْوَصِ بَيْنَهُ وَبَيْنَ أَبِي الْأَحْوَصِ مُوَرِّقًا، وَهَذَا الْخَبَرُ نَفْسُهُ أَدْخَلَ هَمَّامٌ وَسَعِيدُ بْنُ بَشِيرٍ بَيْنَهُمَا مُوَرِّقًا

میں نہیں جانتا کہ کیا قتادہ نے مورق سے سنا بھي اور اس نے ابي الاحوص سے ؟ بلکہ شک ہے کہ قتادہ نے نہیں سنا

اسي سند سے دوسري روايت صحيح ابن خزيمہ ميں ہے

أَخْبَرَنَا أَبُو طَاهِرٍ، نَا أَبُو بَكْرٍ، نَا أَبُو مُوسَى، نَا عَمْرُو بْنُ عَاصِمٍ، ثَنَا هَمَّامٌ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ مُوَرِّقٍ، عَنْ أَبِي الْأَحْوَصِ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ، عَنِ النَّبِيِّ – صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ – قَالَ: إِنَّ الْمَرْأَةَ عَوْرَةٌ، فَإِذَا خَرَجَتِ اسْتَشْرَفَهَا الشَّيْطَانُ، وَأَقْرَبُ مَا تَكُونُ مِنْ وَجْهِ رَبِّهَا وَهِيَ فِي قَعْرِ بَيْتِهَا ".

رسول الله صلي الله عليہ وسلم نے فرمايا عورت ايک چھپانے والي ہے پس جب نكلتي ہے شيطان اس كو تاڑتا ہے

اسي طرح كي عجيب و غريب روايات ابن خزيمه صحيح ميں پيش كر كے اقرار كرتے ہيں

.وَإِنَّمَا شَكَكْتُ أَيْضًا فِي صِحَّتِهِ، لِأَنِّي لَا أَقِفُ عَلَى سَمَاعِ قَتَادَةَ هَذَا الْخَبَرَ مِنْ مُوَرِّقٍ

ميں بے شک خود شک ميں مبتلا ہوں ان كي صحت پر كيونكہ ميں نہيں جان سكا كہ آيا قتادہ نے اس كو مورق سے سنا تھا يا نہيں ؟

ان مثالوں سے معلوم ہوا كہ صحيح ابن خزيمہ ميں وہ روايات ہيں جن پر خود مولف كو جزم نہيں كہ آيا صحيح بھی ہيں يا نہيں

حدیث ضعیف

حدیث ضعیف سے مراد وہ تمام باتیں ہیں جو صحیح کی شرط ہوں لیکن اس روایت میں موجود نہ ہوں مثلا

راوی کثرت سے غلطی کرتا ہو یعنی حافظ نہیں ہو

راوی کو منکر الحدیث کہا گیا ہو یعنی منکرات نقل کرتا ہو یا سخت جرح ہو

راوی بدعتی ہو اور اس سے متعلق روایات لاتا ہو

راوی کو احادیث کا صحیح علم نہ ہو لیکن بیان کرنے لگ جائے

راوی کا سماع نہ ہو یا سند منقطع ہو یا راوی غائب ہو

اور اسی طرح کی دیگر خامیاں

مثال

کتاب أصول السنة، ومعه رياض الجنة بتخريج أصول السنة از ابن أبي زَمَنِين المالكي (المتوفى: 399هـ) کے مطابق

وَقَدْ حَدَّثَنِي إِسْحَاقُ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عُمَرَ بْنِ لُبَابَةَ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ أَحْمَد اَلْعتْبِي، عَنْ عِيسَى بْنِ دِينَارٍ، عَنْ عبد الرحمن بْنِ اَلْقَاسِمِ أَنَّهُ قَالَ: لَا يَنْبَغِي لِأَحَدٍ أَنْ يَصِفَ اَللَّهَ إِلَّا بِمَا وَصَفَ بِهِ نَفْسَهُ فِي اَلْقُرْآنِ، وَلَا يُشَبِّهُ يَدَيْهِ بِشَيْءٍ، وَلَا وَجْهَهُ بِشَيْءٍ، وَلَكِنْ يَقُولُ: لَهُ يَدَانِ كَمَا وَصَفَ نَفْسَهُ فِي اَلْقُرْآنِ، وَلَهُ وَجْهٌ كَمَا وَصَفَ نَفْسَهُ، يَقِفُ عِنْدَمَا وَصَفَ بِهِ نَفْسَهُ فِي اَلْكِتَابِ، فَإِنَّهُ تَبَارَكَ وَتَعَالَى لَا مِثْلَ لَهُ وَلَا شَبِيهَ وَلَكِنْ هُوَ اَللَّهُ لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ كَمَا وَصَفَ نَفْسَهُ، وَيَدَاهُ مَبْسُوطَتَانِ كَمَا وَصَفَهَا: وَالْأَرْضُ جَمِيعًا قَبْضَتُهُ يَوْمَ اَلْقِيَامَةِ وَالسَّمَاوَاتُ مَطْوِيَّاتٌ بِيَمِينِهِكَمَا وَصَفَ نَفْسَهُ قَالَ: وَكَانَ مَالِكٌ يُعَظِّمُ أَنْ يُحَدِّثَ أَحَدٌ بِهَذِهِ اَلْأَحَادِيثِ اَلَّتِي فِيهَا: أَنَّ اَللَّهَ خَلَقَ آدَمَ عَلَى صُورَتِهِ وَضَعَّفَهَا.

عبد الرحمن بن القاسم رحمہ اللہ (191 ھ) فرماتے ہیں کہ "کسی کے لئے جائز نہیں کہ اللہ نے جو صفات قرآن میں بیان کئے ہیں ان کے علاوہ کسی صفت سے اللہ کو متصف کرے ،اللہ کے ہاتھ سے کسی کے ہاتھ کی مشابہت نہیں ہے،اور نا ہی اللہ کا چہرہ کسی سے مشابہت رکھتا ہے ،بلکہ کہا ہے :اس کے ہاتھ جیسا اس نے قرآن میں وصف کیا ہے اور اس کا چہرہ جیسا اس نے اپنے آپ کو وصف کیا ہے — کیونکہ اللہ کا ہاتھ اور اللہ کا چہرہ ویسے ہی ہے جیسا کہ اللہ نے قرآن میں بیان کیا ہے ،نہ تو کوئی اللہ کا مثل ہے اور نہ ہی کوئی اللہ کی شبیہ ہے بلکہ وہ اللہ ہے جس کے سوا کوئی الہ نہیں ہے جیسا کہ اس نے بیان کیا ہے اور اللہ کے ہاتھ کھلے ہیں جیسا کہ اس نے کتاب اللہ میں بیان کیا ہے .... اور امام مالک اس کو بہت بڑی بات جانتے تھے کہ

جب کوئی وہ حدیثیں بیان کرتا جن میں ہے کہ أَنَّ اَللَّهَ خَلَقَ آدَمَ عَلَى صُورَتِهِ اللہ نے آدم کو اپنی صورت پر خلق کیا اور اس کی تضعیف کرتے

کتاب الضعفاء الکبیر از امام العقيلي المكي (المتوفى: 322هـ) کے مطابق

حَدَّثَنَا أَبُو زَيْدٍ أَحْمَدُ بْنُ أَبِي الْغِمْرِ، وَالْحَارِثُ بْنُ مِسْكِينٍ قَالَا: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ الْقَاسِمِ قَالَ: سَأَلْتُ مَالِكًا عَمَّنْ يُحَدِّثُ بِالْحَدِيثِ الَّذِي قَالُوا: إِنَّ اللَّهَ خَلَقَ آدَمَ عَلَى صُورَتِهِ، فَأَنْكَرَ ذَلِكَ مَالِكٌ إِنْكَارًا شَدِيدًا، وَنَهَى أَنْ يَتَحَدَّثَ بِهِ أَحَدٌ، فَقِيلَ لَهُ: إِنَّ نَاسًا مِنْ أَهْلِ الْعِلْمِ يَتَحَدَّثُونَ بِهِ؟ فَقَالَ: مَنْ هُمْ، فَقِيلَ: مُحَمَّدُ بْنُ عَجْلَانَ، عَنْ أَبِي الزِّنَادِ، فَقَالَ: لَمْ يَكُنْ يَعْرِفُ ابْنُ عَجْلَانَ هَذِهِ الْأَشْيَاءَ، وَلَمْ يَكُنْ عَالِمًا، وَذُكِرَ أَبُو الزِّنَادِ فَقَالَ: إِنَّهُ لَمْ يَزَلْ عَامِلًا لِهَؤُلَاءِ حَتَّى مَاتَ، وَكَانَ صَاحِبَ عُمَّالٍ يَتَّبِعُهُمْ

عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ الْقَاسِمِ کہتے ہیں میں نے امام مالک سے حدیث کے متعلق پوچھا کہ کس نے اس کو روایت کیا ہے جس میں ہے کہ اللہ نے آدم کو اپنی صورت پر خلق کیا ؟ پس امام مالک نے اس حدیث کا شدت سے انکار کیا اور منع کیا کہ کوئی اس کو روایت کرے تو میں نے ان سے کہا کہ یہ اہل علم میں سے لوگ اس کو روایت کر رہے ہیں – امام مالک نے کہا کون ہیں وہ ؟ میں نے کہا مُحَمَّدُ بْنُ عَجْلَانَ، عَنْ أَبِي الزِّنَادِ اس پر امام مالک نے کہا مُحَمَّدُ بْنُ عَجْلَانَ کو ان چیزوں کا اتا پتا نہیں ہے اور نہ ہی کوئی عالم ہے اور أَبُو الزِّنَاد کا ذکر کیا کہ یہ تو ان کا (حکومت کا) عامل تھا – یہاں تک کہ مرا اور عمال کے لوگ اسکی اتباع کرتے ہیں

البتہ محدثین میں بخاری نے اس روایت کو صحیح قرار دیا ہے اور جامع الصحیح میں لکھا ہے- راقم اس حدیث پر امام مالک کی رائے کو فوقیت دیتا ہے

حسن حدیث

حسن روایت ضعیف کی صنف سے ہے- کہا جاتا ہے کہ امام علی المدینی نے کتاب العلل میں حسن الاسناد کا لفظ بولا ہے جس کی سند میں مجہول راوی تھا
قَالَ عَلِيٌّ فِي حَدِيثِ عُمَرَ أَنّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنِّي مُمْسِكٌ بِحُجَزِكُمْ عَن النَّار قَالَ هَذَا حَدِيثٌ حَسَنُ الْإِسْنَادِ وَحَفْصُ بْنُ حُمَيْدٍ مَجْهُولٌ لَا أَعْلَمُ أَحَدًا رَوَى عَنْهُ إِلَّا يَعْقُوبُ

اس بنا پر کہا جاتا ہے کہ یہ امام علی کی ایجاد ہے اور ان سے امام بخاری نے یہ اصطلاح لی اور پھر امام ترمذی نے اس کو استعمال کثرت سے کیا- بہر حال اس ایک مثال کے سوا کوئی اور مثال نہیں ملی کہ امام ترمذی اور امام علی المدینی سے قبل کسی نے ضعیف حدیث کو حسن کہا ہو -

کثرت سے اس لفظ کا استعمال امام ترمذی نے کیا ہے - ان سے قبل محدثین روایت کو صحیح یا ضعیف کہتے تھے -

بحر الحال امام ترمذی کے کام کو دیکھتے ہوئے علماء نے حسن میں دو قسمیں بیان کی ہیں :

١ حسن لذاتہ یعنی وہ روایت جس کی سند میں ضعیف ہو لیکن اس کا متن کسی اور صحیح السند روایت سے معلوم ہو

٢ دوسری قسم حسن لغیرہ ہے یعنی ایک متن کو بہت سے ضعیف روایت کریں تو وہ ضعیف روایت بلند ہو کر حسن لغیرہ کے مرتبہ پر ا جائے گی

حسن روایت چونکہ ضعیف کی مد سے ہے اس پر عقیدہ نہیں بنایا جا سکتا لیکن اس بات کو متاخرین نے بدل دیا ہے- ابتداء میں محدثین کہتے تھے کہ حلال و حرام اور اصول و عقائد میں صحیح سے کام لیا جائے گا لیکن اگر ڈرانا ہو یا فضائل ہوں تو ضعیف کو لیا جا سکتا ہے
امام احمد نے کہا کہ رائے کے مقابلے میں ایک ضعیف روایت کو ترجیح حاصل ہے اس بنیاد پر محدثین نے ملغوبہ کتب لکھیں جن میں صحیح و ضعیف دونوں تھیں ان کے ابواب قائم کیے کہ کسی مسئلہ میں کوئی صحیح روایت نہ ملے تو ضعیف کو رائے پر ترجیح دیں گے

اس طرح فقہ میں ضعیف کا دخول ہو گیا اور صرف فضائل تک بات محدود نہیں رہی آہستہ آہستہ ضعیف روایت حسن بن کر فقہ میں اور پھر عقیدہ میں بھی اب پیش ہو رہی ہیں

اس پر متاخرین نے مزید اصطلاحات ایجاد کیں مثلا حدیث کو جید کہنا بھی حسن نما بات ہے ابن کثیر اور ابن حجر جید کا لفظ بہت بولتے ہیں ان سے قبل اس کا اتنا استعمال نہیں ملتا

راقم کی رائے میں ضعیف ضعیف ہے حسن کوئی چیز نہیں ہے یا تو روایت ضعیف ہے یا صحیح حسن پر عقیدہ نہیں بنایا جا سکتا ہاں فقہ میں دلیل لی جا سکتی ہے اگر صحیح روایت نہ ہو وہ بھی اس طرح کہ کوئی صحیح عقیدہ خراب نہ ہو جائے

حدیث کی اقسام ۲

حدیث مرفوع

وہ حدیث جس کی سند رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تک جا رہی ہو یعنی اس کو قول نبوی قرار دیا جا رہا ہو اس کو مرفوع کہتے ہیں - کتب احادیث میں بعض اوقات راوی روایت کو رفع کرتا ہے اور بعض اوقات غیر مرفوع بیان کر دیتا ہے

رفع کرنا یعنی مرفوع قرار دینا

حدیث موقوف

موقوف حدیث کا مطلب ہے کہ یہ صحابی کا قول فعل یا عمل ہے چونکہ اس میں یہ گمان آ سکتا ہے کہ ہو سکتا ہے یہ صحابی کی اپنی رائے ہو اس وجہ سے اس کا درجہ مرفوع سے کم ہے

اگر سند متصل ہو اور راوی ہم عصر اور ثقہ ہوں اور کوئی اور علت نہ ہو تو اس کی سند صحیح ہے- عموما کسی نہ کسی معاملہ میں کوئی نہ کوئی مرفوع حدیث بھی ہوتی ہے اور موقوف کی اہمیت ختم ہو جاتی ہے-

ایک روایت ہے

احلت لنا میتتان ودمان:الجراد وایحستان والکبیروالطحال۔ (البیھقی ، رقم ۱۱۲۸)

ہمارے لیے دو مری ہوئی چیزیں اور دو خون حلال ہیں: مری ہوئی چیزیں مچھلی اور ٹڈی ہیں اور دو خون جگر اور تلی ہیں

کہا جاتا ہے یہ روایت موقوف صحیح ہے

معرفہ سنن ح ۱۸۸۵٦ میں بیہقی کہتے ہیں

«وَرَوَاهُ سُلَيْمَانُ بْنُ بِلَالٍ، عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ، أَنَّهُ قَالَ: «أُحِلَّتْ لَنَا مَيْتَتَانِ

وَهَذَا أَصَحُّ، وَهُوَ فِي مَعْنَى الْمَرْفُوعِ

اس کو سلیمان بن بلال نے بھی روایت کیا ہے جو اصح ہے اور مرفوع کے معنوں میں ہے

سنن الکبری میں بیہقی کہتے ہیں

هَذَا إِسْنَادٌ صَحِيحٌ وَهُوَ فِي مَعْنَى الْمُسْنَدِ وَقَدْ رَفَعَهُ أَوْلَادُ زَيْدٍ عَنْ أَبِيهِمْ

اگرچہ یہ صحابی کا موقوف قول ہے لیکن ان کو حلال و حرام کا نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے ہی پتا چلا ہو گا لہذا یہ مرفوع سمجھ لی گئی

مشکل آثار میں طحاوی نے اس کی اسناد جمع کی ہیں پھر کہا

وَكَانَ هَذَا الْحَدِيثُ مِمَّا قَدِ اضْطَرَبَ عَلَيْنَا إِسْنَادُهُ الِاضْطِرَابَ الَّذِي لَا يَصْلُحُ مَعَهُ الِاحْتِجَاجُ بِمِثْلِهِ

اور اس حدیث میں اسناد میں اضطراب ہے جس سے دلیل نہیں لی جا سکتی

طحاوی ایک روایت پیش کرتے ہیں

حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ شَيْبَةَ، قَالَ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ، قَالَ: أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ الثَّوْرِيُّ، عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ أَبِي بَشِيرٍ، عَنْ عِكْرِمَةَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: أَشْهَدُ عَلَى أَبِي بَكْرٍ الصِّدِّيقِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّهُ قَالَ: " إِنَّ السَّمَكَةَ الطَّافِيَةَ حَلَالٌ لِمَنْ أَرَادَ أَكْلَهَا

ابن عباس نے کہا میں گواہی دیتا ہوں کہ ابو بکر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ تازہ مچھلی حلال ہے جو کھانا چاہے

اور روایت دی

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ خُزَيْمَةَ، قَالَ: حَدَّثَنَا حَجَّاجُ بْنُ مِنْهَالٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا حَمَّادٌ، عَنْ عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ، قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا عَبْدِ الرَّحْمَنِ يَقُولُ: سَمِعْتُ أَبَا بَكْرٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ يَقُولُ: " لَيْسَ فِي الْبَحْرِ شَيْءٌ إِلَّا قَدْ ذَبَحَهُ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ لَكُمْ "

ابن عمر نے کہا میں نے ابو بکر سے سنا کہ سمندر میں کوئی چیز ایسی نہیں جس کو اللہ تمہارے لئے ذبح نہ کرے

فقہ میں اس قسم کی روایات کو لیا گیا ہے – البتہ عقائد میں احتیاط کی ضرورت ہے مثلا

عرش کے گرد سانپ کی کنڈلی

طبرانی کتاب المُعْجَمُ الكَبِير میں روایت کرتے ہیں

حدثنا محمَّد بن إسحاق بن راهُوْيَه، ثنا أبي ، أبنا معاذ ابن هشام، حدثني أبي (هشام الدستوائي) عن قَتادة، عن كَثير بن أبي كَثير البصرى ، عن أبي عِياض (عمرو بن الأسود العنسي) ، عن عبد الله بن عَمرو، قال: إن العَرْشَ لَيُطَوَّق بحَيَّةٍ، وإن الوَحْيَ لَيُنَزَّلُ في السَّلاسِل

أبي عِياض نے کہا کہ عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ نے کہا: عرش کے گرد ایک سانپ کنڈلی مارے ہوئے ہے اور الوحی زنجیروں سے نازل ہوتی ہے

کتاب السنہ میں ہے

حَدَّثَنِي أَبِي، نا مُعَاذُ بْنُ هِشَامٍ، بِمَكَّةَ، حَدَّثَنِي أَبِي، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ كَثِيرِ بْنِ أَبِي كَثِيرٍ، عَنْ أَبِي عِيَاضٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: «إِنَّ الْعَرْشَ لَمُطَوَّقٌ بِحَيَّةٍ، وَإِنَّ الْوَحْيَ لَيَنْزِلُ فِي السَّلَاسِلِ

کتاب العظمة از أبو محمد عبد الله بن محمد بن جعفر بن حيان الأنصاري المعروف بأبي الشيخ الأصبهاني (المتوفى: 369هـ) میں ہے

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَبَّاسِ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى، حَدَّثَنَا مُعَاذُ بْنُ هِشَامٍ، قَالَ: حَدَّثَنِي أَبِي، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ كَثِيرِ بْنِ أَبِي كَثِيرٍ، عَنْ أَبِي عِيَاضٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا، قَالَ: ««إِنَّ الْعَرْشَ مُطَوَّقٌ بِحَيَّةٍ، وَالْوَحْيُ يَنْزِلُ فِي السَّلَاسِلِ

کتاب مختصر العلو میں البانی کہتے ہیں

قلت: إسناده صحيح، أخرجه أبو الشيخ في "العظمة" "33/ 1-2" حدثنا محمد ابن العباس حدثنا محمد بن المثنى حدثنا معاذ بن هشام قال: حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ قَتَادَةَ عَنْ كثير بن أبي كثير عن أبي عياض عن عبد الله بن عمرو بن العاص. وأبو عياض اسم عمرو بن الأسود ثم رأيته في السنة" "ص150": .حدثني أبي حدثنا أبي حدثنا معاذ بن هشام به

میں البانی کہتا ہوں اس کی اسناد صحیح ہیں اس کی تخریج ابو شیخ نے کتاب العظمة" "33/ 1-2" حدثنا محمد ابن العباس حدثنا محمد بن المثنى حدثنا معاذ بن هشام قال: حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ قَتَادَةَ عَنْ كثير بن أبي كثير عن أبي عياض عن عبد الله بن عمرو بن العاص. وأبو عياض اسم عمرو بن الأسود میں کی ہے پھر میں نے اس کو دیکھا السنہ میں ص ۱۵۰ پر بھی کہ حدثني أبي حدثنا أبي حدثنا معاذ بن هشام به.

مجمع الزوائد (135/8) میں الهيثمی اس روایت پر کہتے ہیں

رواه الطبراني ورجاله رجال الصحيح غير كثير بن أبي كثير ، وهو ثقة

اس کو طبرانی نے روایت کیا ہے اس کے رجال صحیح کے ہیں سوائے کثیر بن ابی کثیر کے جو ثقہ ہیں

بعض علماء نے غلو میں یہ موقف اختیار کیا ہوا ہے کہ صحیح بخاری و مسلم کے تمام راوی ثقہ ہیں ان پر جرح مردود ہے – الهيثمی اسی گروہ کے ہیں جو روایت پر کہہ دیتے ہیں کہ راوی صحیح والے ہیں- اس طرح یہ غلو چلا آ رہا ہے

أبو الشيخ العظمة (1298/4) میں روایت کرتے ہیں

حدثنا محمد بن أبي زرعة ثنا هشام بن عمار ثنا عبد الله بن يزيد ثنا شعيب بن أبي حمزة عن عبد الأعلى بن أبي عمرة عن عبادة بن نسي عن عبد الرحمن بن غنم عن معاذ بن جبل عن النبي صلى الله عليه وسلم قال : المجرة التي في السماء عرق الحية التي تحت العرش .

معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا کہ کہکشاں آسمان میں ایک سانپ کی رال ہے جو عرش کے نیچے ہے

الهيثمی مجمع الزوائد (135/8) میں کہتے ہیں

وفيه عبد الأعلى بن أبي عمرة ولم أعرفه ، وبقية رجاله ثقات

اس میں عبد الأعلى بن أبي عمرة ہے جس کو میں نہیں جانتا اور باقی تمام ثقہ ہیں

امام العقیلی کتاب الضعفاء الکبیر (60/3) میں اس روایت کو بیان کرتے ہیں کہ یمن بھیجتے وقت رسول اللہ نے معاذ بن جبل کو کہا کہ اہل کتاب سانپ پر سوال کریں تو یہ کہنا سند ہے

حدثنا حجاج بن عمران ثنا سليمان بن داود الشاذكوني ثنا هشام بن يوسف ثنا أبو بكر بن عبد الله بن أبي سبرة عن عمرو بن أبي عمرو عن الوليد بن أبي الوليد عن عبد الأعلى بن حكيم عن معاذ بن جبل قال : لما بعثني النبي صلى الله عليه وسلم إلى اليمن فذكره مثله .

اس روایت کو امام عقیلی نے غیر محفوظ قرار دیا ہے

کتاب المنار المنیف میں ابن قیم کہتے ہیں

أَنْ يَكُونَ الْحَدِيثُ بَاطِلا فِي نَفْسِهِ فَيَدُلُّ بُطْلانِهِ عَلَى أَنَّهُ لَيْسَ مِنْ كَلامِ الرَّسُولِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. كَحَدِيثِ "الْمَجَرَّةُ الَّتِي فِي السَّمَاءِ مِنْ عِرْقِ الأَفْعَى الَّتِي تَحْتَ العرش

اور بعض احادیث ایسی باطل ہوتی ہیں کہ ان کا بطلان دلیل ہوتا ہے کہ کلام نبوی ہو ہی نہیں سکتا جیسے حدیث کہ کہکشاں آسمان میں ایک سانپ کی رال ہے جو عرش کے نیچے ہے

صرف روایت کو رد کرنے سے مسئلہ حل نہیں ہوتا وقتی دب جاتا ہے لیکن کچھ عرصے بعد یہ بات عوام پھر بیان کرنے لگ جاتے ہیں – اس روایت کو تو رد کر دیا گیا کہ کہکشاں کسی سانپ کی رال ہے لیکن یہ قول کہ عرش کے گرد سانپ لپٹا ہے آج تک علماء مانتے چلے ا رہے ہیں اور اسقول کو موقوف صحابی پر صحیح مانتے ہیں اور چونکہ اصحاب رسول عدول ہیں اس روایت کی اس غیبی خبر کی کوئی اور تاویل نہیں رہتی، سوائے اس کے کہ اس کو قول نبوی قرار دیا جائے

راقم البتہ اس کا سرے سے ہی انکار کرتا ہے کہ عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ نے ایسا کوئی کلام کیا ہو گا

عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے منسوب اس قول کی سند میں كَثِير بن أَبِي كَثِير البَصْرِيّ مولى عَبْد الرَّحْمَنِ بْن سَمُرَة الْقُرَشِيّ ہے- اس راوی پر امام عقیلی نے کلام کیا ہے اور نسائی نے سنن النسائي 147/6 اس کی ایک روایت کو منکر قرار دیا ہے اور بیہقی نے السنن الکبری 349/7 میں کہا ہے

وكثير هذا لم يثبت من معرفته ما يوجب قبول روايته

اور یہ کثیر معرفت حدیث میں مظبوط نہیں کہ اس کی روایت کو قبول کیا جائے

یہاں تک کہ ابن حزم نے اس کو مجھول قرار دیا ہے

غیر مقلد عالم البانی اس موقوف قول کو صحیح السند کہتے ہیں اور عبد اللہ بن عمرو پر الإسرائیلیات روایت کرنے کا الزام لگاتے ہیں

کتاب موسوعة العلامة الإمام مجدد العصر محمد ناصر الدين الألباني میں البانی کے سوالات پر جوابات کا مجموعہ ہے

السائل: السؤال قد سألتك إياه في التلفون، الذي هو قلت لك حديث: (العرش مطوق بحية، والوحي ينزل بالسلاسل) ذكرت لي أني أرجع أرى هل

هو حديث .... في «مختصر العلو» أنت قلت: حديث عبد الله بن عمرو أو قال حديث عبد الله بن عمر، وعلقت عليه فقلت: وإسناده صحيح عن عبد الله بن عمرو، وقلت: إسناده صحيح، فهل هو في حكم المرفوع إلى رسول الله – صلى الله عليه وآله وسلم بهذا الإسناد؟

الشيخ: ما عندي جواب غير ما سمعته، إن كان مصرحاً برفعه فهو كذلك، وإن كان غير مصرح فهو موقوف.

مداخلة: لا ما هو مصرح فهل يعني إذا كان موقوفاً كيف النظر إلى الحديث، هل نقول: أن العرش مطوق بحية؟

الشيخ: لا، ما نقول، وأظن أجبتكم يوم كان الجواب، يعني: لك، هو كان جواباً متكرراً لغيرك؛ أقوال الصحابة إذا صحت عنهم لِتكون في منزلة الأحاديث المرفوعة إلى الرسول عليه السلام يجب أن تكون أولاً: مما لا يقال بالرأي وبالاجتهاد، هذه النقطة بالذات هناك مجال للاختلاف بين العلماء والفقهاء في بعض ما يتفرع من هذا الشرط، وهو أن يكون قول الصحابي أو الحديث الموقوف على الصحابي مما لا يقال بالرأي، ممكن يصير فيه اختلاف، مثلاً: إذا جاء حديثٌ ما فيه النهي عن شيء، هل هذا في حكم المرفوع أم لا، فمن يظن أن النهي عن الشيء لا يمكن أن يكون بالاجتهاد يقول: حكمه حكم المرفوع، ومن يظن مثلي أنا أنه يمكن للصحابي ولمن جاء من بعدهم من الأئمة أن يجتهد وينهى عن شيء ويكون في اجتهاده مخطئاً فيجب إذاً: أن يكون الحديث الموقوف على الصحابي الذي يراد أن نقول: إنه في حكم المرفوع يجب أنه لا يحيط به أي شك في أنه في حكم المرفوع، ومتى يكون ذلك؟ حين لا مجال أن يقال بمجرد الرأي والاجتهاد، هذا الشرط الأول.

والشرط الثاني، أو قبل ما أقول الشرط الثاني: الشرط الأول يعود في الحقيقة إلى أمر غيبي، وهو من معانيه التحريم والتحليل، لكن هذا الأمر الغيبي ينقسم قسمين: قسم يتعلق بالشريعة الإسلامية، وقسم يتعلق بما قبل الشريعة من الشرائع المنسوخة، فلكي يكون الحديث الموقوف في حكم المرفوع ينبغي أن يكون متعلقاً بالشريعة الإسلامية وليس متعلقاً بما قبلها، لماذا؟

هنا بيت القصيد، لأنه يمكن أن يكون من الإسرائيليات، والتاريخ الذي يتعلق بما قبل الرسول عليه السلام ... معناه من بدء الخلق إلى ما قبل الرسول عليه السلام وبعثته هو من هذا القبيل.

فإذا جاءنا حديث يتحدث عما في السماوات من عجائب ومخلوقات، وهو لا يمكن أن يقال جزماً بالرأي والاجتهاد فيتبادر إلى الذهن إذاً هذا في حكم المرفوع، لكن لا، ممكن أن يكون هذا من الإسرائيليات التي تلقاها هذا الصحابي من بعض الذين أسلموا من اليهود والنصارى، ولذلك فينبغي أن يكون الحديث الموقوف والذي يراد أن نجعله في حكم المرفوع ما يوحي بأنه ليس له علاقة بالشرائع السابقة.

فهذا الحديث عن عبد الله بن عمرو يمكن أن يكون من الأمور الإسرائيلية التي تتحدث عما في السماء من العجائب، ومن خلق الملائكة، لكن الذي ثابت ... الآن عكس ذاك تماماً، يشعر الإنسان فوراً أن هذا لا يمكن أن يكون من الإسرائيليات، فهو إذاً موقوف في حكم المرفوع ولا مناص، ما هو؟

الحديث المعروف والمروي عن ابن عباس بالسند الصحيح، قال رضي الله عنه: نزل القرآن إلى بيت العزة في السماء الدنيا جملة واحدة، ثم نزل أنجماً حسب الحوادث، فهو إذاً: يتحدث عن القرآن وليس عن التوراة والإنجيل، فلو كان حديثه هذا الموقوف عن التوراة والإنجيل ورد الاحتمال السابق، فيقال: لا نستطيع أن نقول هو في حكم المرفوع، لكن ما دام يتعلق بالقرآن وأحكام القرآن وكل ما يتعلق به لا يمكن أن يتحدث عنه بشيء غيبي إلا ويكون الراوي قد تلقاه من الرسول عليه السلام، لأنه كون القرآن نزل جملة هذا غيب من أين يعرف ابن عباس تلقاه من بعض الإسرائيليات هذا مستحيل، ونزل إلى بيت العزة في السماء الدنيا تفصيل دقيق [لا يمكن] للعقل البشري أن يصل إليه، لذلك هذا الحديث يتعامل العلماء معه كما لو كان قد صرح ابن عباس فيه برفعه إلى النبي – صلى الله عليه وآله وسلم -.

باختصار: إن الأحاديث الموقوفة ليس من السهل أبداً أن يحكم عليها بحكم المرفوع إلا بدراسة دقيقة ودقيقة جداً، وذلك لا يستطيعه إلا كبار أهل العلم.

سؤال: جزاك الله خير يا شيخنا.

الشيخ: وإياك بارك الله فيك.

مداخلة: هذه فائدة فريدة عضوا عليها بالنواجذ والأضراس والثنايا.

الشيخ: جزاك الله خيراً.

"الهدى والنور" (255/ 56: 07: 00).

سائل : یہ سوال ہے جو ٹیلی فون پر اپ سے کیا تھا حدیث جو میں نے اپ سے ذکر تھا کہ عرش پر سانپ لپٹا ہے اور الوحی زنجیروں سے نازل ہوتی ہے اپ نے ذکر کیا کہ میں پھر سوال کروں تو کیا یہ حدیث صحیح ہے جو مختصر العلو میں ہے حدیث عبداللہ بن عمرو جس پر تعلیق میں کہا اس کی اسناد صحیح ہیں اور (وہاں اپ نے کہا) میں (البانی) کہتا ہوں اسناد صحیح ہیں – تو کیا یہ مرفوع قول نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم میں اتا ہے اس اسناد سے ؟

البانی : میرا جواب اس سے الگ ہے جو اپ نے سنا اگر رفع کی صراحت ہے تو ایسا ہے ورنہ یہ موقوف ہے

مداخلۃ: نہیں یہ صراحت نہیں ہے تو اگر یہ موقوف ہے تو ہم حدیث کو کیسا دیکھیں؟ کیا ہم کہیں کہ عرش کے گرد سانپ لپٹا ہے؟

البانی : نہیں ، ہم یہ نہیں بول سکتے اور میرا گمان ہے کہ اس روز جو میں نے جواب دیا تھا وہ اپ کے لئے تھا ، یہ جواب مکرر ہے دوسروں کے لئے – ایسے اقوال جو اصحاب رسول کے ہوں اور ان کی صحت معلوم ہو تو ان کا مقام حدیث مرفوع جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم تک جاتی ہو جیسا ہے اگر اول: جو انہوں نے کہا وہ رائے نہ ہو اجتہاد نہ ہو – اس بات پر علماء و فقہاء کا اختلاف ہوتا ہے کہ اس کے مشتقات میں یہ شرط ہے اور وہ یہ کہ ہو سکتا ہے قول صحابی یا حدیث موقوف ، رائے سے نہ کہی گئی بات ہو – اس امکان کی بنا پر اس میں اختلاف ہوتا ہے مثلا جب حدیث میں کسی چیز کی ممانعت کا ذکر ہو ، تو کیا یہ حکم مرفوع ہے یا نہیں ؟ پس جو (علماء) گمان کرتے ہیں کہ یہ نہی ہے وہ اس کو اجتہاد نہیں لیتے اور کہتے ہیں یہ حکم مرفوع حکم ہے اور بعض میرے جیسے (علماء) یہ گمان کرتے ہیں کہ یہ ممکن ہے کہ یہ صحابی کا قول ہو اور جو ان کا جو کے بعد ائمہ آئے ہیں کہ وہ اجتہاد کریں کسی چیز سے منع کریں یا اجتہاد میں غلطی کریں ..... پس یہ پہلی شرط ہے – اور شرط اول (کے تحت حدیث) حقیقت سے امر غیبی تک جاتی ہے اور اپنے معنی میں حلال و حرام پر ہو گی – لیکن اس امر غیبی میں دو قسمیں ہیں- ایک کا تعلق شریعت سے ہے اور ایک کا منسوخ شریعتوں سے- پس میرے نزدیک حدیث موقوف جو ہے وہ حدیث مرفوع کے حکم پر ہے تو اس میں شریعت اسلامی کا ذکر ہونا چاہیے اور اس سے قبل کی باتوں (اہل کتاب کی شریعت) پر نہیں – کیوں ؟ کیونکہ یہ نکتہ ہے کہ ہو سکتا ہے یہ الإسرائیلیات میں سے ہو اور اس تاریخ سے متعلق جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے گذری .. اس معنوں میں ہے مخلوق کا شروع ہونا سے لے کر بعثت نبوی تک کا دور- پس جب کوئی حدیث ہو جس میں آسمانوں کے عجائب و مخلوقات کا ذکر ہو اور یہ امکان نہ رہے کہ یہ بات اجتہاد یا رائے کی ہے تو ذہن اس طرف جاتا ہے کہ یہ حکم مرفوع میں سے ہے لیکن نہیں ممکن ہے یہ الإسرائیلیات میں سے ہو جو ان اصحاب رسول نے بیان کیے جو یہود و نصاری میں سے ایمان لائے اس وجہ سے یہ حدیث موقوف ہونی چاہیے اور اس کا تعلق سابقہ شریعت سے نہیں ہونا چاہیے

پس یہ حدیث جو عبد اللہ بن عمرو سے ہے ممکن ہے یہ الإسرائیلیات میں سے ہو جس میں آسمان کے عجائبات کا ذکر ہے اور ملائکہ کی تخلیق لیکن جو ثابت ہے ... ابھی وہ اس سے

مکمل الٹ ہے - انسان فورا جان جاتا ہے کہ یہ الإسرائیلیات میں سے نہیں ہو سکتی- پس حدیث موقوف، مرفوع کے حکم میں ہو اور قابل رد نہ ہو ، تو پھر کیا ہے ؟

ایک معروف حدیث ابن عباس سے صحیح سند سے ہے اپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا قرآن بیت العزہ سے آسمان دنیا پر ایک بار نازل ہوا پھر حسب حوادث تھوڑا تھوڑا نازل ہوا پس جب یہ قرآن کے بارے میں ہے التوراۃ والإنجیل کے بارے میں نہیں ہے تو یہ حدیث موقوف ہے التوراۃ والإنجیل کے لئے اور اس پر وہی احتمال اتا ہے پس کہا جاتا ہے ہم اس کو حکم مرفوع نہیں کہیں گے لیکن جب تک یہ قرآن سے متعلق ہو اور احکام قرآن سے متعلق ہو اس وقت تک ... قصہ مختصر احادیث موقوف میں یہ کبھی بھی آسان نہ ہو گا کہ ان پر حکم مرفوع لگایا جائے سوائے ان کی تحقیق دقیق کے اور بہت دقیق تحقیق کے اور اس پر سوائے کبار علماء کے کوئی قادر نہیں ہیں

اس تمام بحث کے چیدہ نکات ہیں کہ البانی کے نزدیک عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ کی حدیث موقوف صحیح ہے - اپ غور کریں یہ روایت عرش کی خبر ہے اوراس کا سابقہ شریعت سے کوئی تعلق نہیں ہے - یہ غیبی خبر ہے جس میں رائے کا دخل نہیں ہے لیکن البانی کے گلے میں اٹک گئی ہے کیونکہ وہ اس کو صحیح کہہ چکے تھے اب یہ بھی نہیں کہتے کہ لوگ بولیں کہ عرش پر سانپ لپٹا ہے کیونکہ ممکن ہے یہ الإسرائیلیات میں سے ہو

جادہ شیر آسمان کی مقعد

کتاب ادب المفرد از امام بخاری کی روایات ہیں
عن أبي الطفيل سأل ابن الكواء عليا رضي الله عنه عَنِ الْمَجَرَّةِ قَالَ: هُوَ شَرَجُ السَّمَاءِ، وَمِنْهَا فتحت السماء بماء منهمر.
صحيح الإسناد.
البانی نے صحیح قرار دیا ہے

الأدب المفرد پر تحقیق میں البائی کہتے ہیں یہ صحیح ہے
حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنِ ابْنِ أَبِي حُسَيْنٍ وَغَيْرِهِ، عَنْ أَبِي الطُّفَيْلِ سَأَلَ ابْنُ الْكَوَّا عَلِيًّا عَنِ الْمَجَرَّةِ، قَالَ: هُوَ شَرَجُ السَّمَاءِ، وَمِنْهَا فُتِحَتِ السَّمَاءُ بِمَاءٍ مُنْهَمِرٍ
[قال الألباني] : صحيح

أبي الطفيل نے ابن الکواء سے روایت کیا کہ اس نے علی رضی اللہ عنہ سے کہکشاں ملکی وے (جادہ شیر) پر سوال کیا - علی نے کہا یہ آسمان کی مقعد ہے اور اس میں نہر کی طرح پانی برسا

راقم کہتا ہے یہ روایت محل نظر ہے

حدیث مقطوع

وہ حدیث جس کی سند تابعی پر جا کر رک جاتی ہو اس کو حدیث **مقطوع** کہتے ہیں

شہرت کی بنیاد پر احادیث کی اقسام

حدیث مشہور

حدیث مشہور وہ ہے جو بیشتر محدثین کو معلوم ہو -

حدیث غریب

وہ حدیث جو مشہور نہ ہو وہ حدیث غریب کہلاتی ہے - اس میں سندا حدیث صحیح اور غیر صحیح دونوں ہو سکتی ہیں- فقہ میں وہ عمل جو مجمع میں کیا جاتا ہو لیکن اس میں راوی کا انفراد ہو تو اس کو قبول نہیں کیا جاتا مثلا قربانی کا ذکر یا نماز کا جماعت سے ذکر- اس کی مثال ہے کہ ایک حدیث ہے کہ خلفاء ابوبکر اور عمر رضی اللہ عنہما قربانی نہیں کرتے تھے - یہ حدیث غریب ہے کیونکہ قربانی نماز کے بعد ہوتی ہے اور ایک مجمع دیکھتا ہے تو ممکن نہیں کہ اس بات کو ایک دو راوی بیان کریں بلکہ اس کو روایت کرنے والے بہت سے افراد ہونے چاہئے ہیں

سند میں بھی روایت غریب ہو سکتی ہے اور متن میں بھی غریب ہو سکتی ہے

الموقظة في علم مصطلح الحديث از الذهبي (المتوفى: 748هـ) میں ہے

.الغريب: ضِدُّ المشهور. فتارةً ترجعُ غرابتُه إلى المتن، وتارةً إلى السَّنَد

متن کی بنیاد پر ضعیف احادیث

حدیث شاذ

ایسی احادیث جو ثقہ راوی روایت کرے لیکن اس روایت کا متن اس سے زیادہ معتبر ثقہ راوی کی روایت کی مخالفت میں ہو تو اس روایت کو شاذ کہا جاتا ہے

الإمام صالح (جزرة) بن محمد بن عمرو الأسدي البغدادي (ت294هـ) کہتے ہیں

الحديث الشاذ: الحديث المنكر الذي لا يعرف

حدیث شاذ حدیث منکر ہوتی ہے جو نہیں جانی جاتی

الذهبی الموقظة في علم مصطلح الحديث میں کہتے ہیں

هو ما خالفَ راوِيهِ الثقاتِ، أو ما انْفَرَد به مَن لا يَحتمِلُ حالُه قبولَ تفرُّدِه.

حدیث شاذ وہ ہے جس میں ثقات کی روایت کی مخالفت ہوتی ہے یا اس میں منفرد راوی ہوتا ہے کہ تفرد کو قبول نہیں کیا جا سکتا

متعدد روایات سے معلوم ہے کہ دور نبوی میں دس محرم کا روزہ رکھا گیا-

مسلم نے ایک روایت صحیح میں دی ہے کہ ابن عباس نے نو تاریخ کا روزہ رکھا اور اس کو یوم عاشورا قرار دیا

وحَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، حَدَّثَنَا وَكِيعُ بْنُ الْجَرَّاحِ، عَنْ حَاجِبِ بْنِ عُمَرَ، عَنِ الْحَكَمِ بْنِ الْأَعْرَجِ، قَالَ: انْتَهَيْتُ إِلَى ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا، وَهُوَ مُتَوَسِّدٌ رِدَاءَهُ فِي زَمْزَمَ، فَقُلْتُ لَهُ: أَخْبِرْنِي عَنْ صَوْمِ

عَاشُورَاءَ، فَقَالَ: «إِذَا رَأَيْتَ هِلَالَ الْمُحَرَّمِ فَاعْدُدْ، وَأَصْبِحْ يَوْمَ التَّاسِعِ صَائِمًا»، قُلْتُ: هَكَذَا كَانَ رَسُولُ «اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَصُومُهُ قَالَ: «نَعَمْ

الْحَكَمِ بْنِ الْأَعْرَجِ نے کہا ہم ابن عباس کے پاس رکے .. وہ زمزم کے پاس تھے ان سے میں نے کہا مجھ کو یوم عَاشُورَاءَ کے روزے کی خبر دیں – کہا جب محرم کا چاند دیکھو گننا شروع کرو اور نو کی صبح ہو تو تم روزے سے ہو – میں نے پوچھا کیا اسی طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رورہ رکھتے تھے ؟ ابن عباس نے کہا ہاں

اس کی سند میں حاجب بن عمر بن عبد اللہ بن إسحاق ہے اور الحكم بن عَبد اللَّهِ بن إسحاق الأعرج البَصْرِيّ ہے دونوں بہت مضبوط نہیں - یہ روایت شاذ ہے – اس کے مطابق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تو رکھتے ہی نو تاریخ کا روزہ تھے - ابن عباس سے ہی مروی دوسری روایت میں ہے کہ دس محرم کا دن عَاشُورَاءَ کا دن تھا

ایک اور مثال ہے مسند حمیدی میں ہے

حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ، قَالَ: ثنا عَمْرُو بْنُ دِينَارٍ، قَالَ: أَخْبَرَنِي مُحَمَّدُ بْنُ عَلِيٍّ، قَالَ: سَمِعْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللَّهِ، يَقُولُ: قَالَ لِي رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «يَا جَابِرُ لَوْ قَدْ جَاءَ مَالُ الْبَحْرَيْنِ لَأَعْطَيْتُكَ هَكَذَا، وَهَكَذَا، وَهَكَذَا» ، فَقُبِضَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَمْ يَأْتِ مَالُ الْبَحْرَيْنِ، وَأَتَى فِي خِلَافَةِ أَبِي بَكْرٍ، فَأَمَرَ أَبُو بَكْرٍ مُنَادِيًا فَنَادَى مَنْ كَانَ لَهُ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَيْنٌ أَوْ عِدَةٌ فَلْيَأْتِ، قَالَ جَابِرٌ: فَأَتَيْتُ أَبَا بَكْرٍ، فَقُلْتُ لَهُ: إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: «لَوْ قَدْ جَاءَ مَالُ الْبَحْرَيْنِ لَأَعْطَيْتُكَ هَكَذَا، وَهَكَذَا، وَهَكَذَا» فَحَثَى لِي أَبُو بَكْرٍ مَرَّةً، ثُمَّ قَالَ لِي: عُدَّهَا، فَعَدَدْتُهَا فَوَجَدْتُهَا خَمْسَمِائَةٍ، فَقَالَ خُذْ مِثْلَهَا مَرَّتَيْنِ

ابن حنفیہ نے کہا جابر نے کہا رسول اللہ کی روح قبض ہوئی بحرین سے مال نہیں آیا ابو بکر کے دور میں آیا انہوں نے منادی کرائی کہ کسی کے اوپر قرض ہو یا رسول اللہ کا وعدہ ہو تو لے جابر گئے تو ابو بکر نے دے دیا

پھر اسی حدیث میں ہے سفیان نے کہا میں نے سنا ابن منکدر روایت کرتا ہے فورا نہیں دیا

قَالَ سُفْيَانُ: ثُمَّ سَمِعْتُ ابْنَ الْمُنْكَدِرِ يُحَدِّثُ، أَنَّهُ سَمِعَ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللَّهِ، يَقُولُ مِثْلَهُ، إِلَّا أَنَّهُ قَالَ: فَحَثَى لِي ثَلَاثًا، وَزَادَ ابْنُ الْمُنْكَدِرِ، قَالَ جَابِرٌ: ثُمَّ أَتَيْتُ أَبَا بَكْرٍ بَعْدُ، فَقُلْتُ لَهُ: أَعْطِنِي فَلَمْ يُعْطِنِي، ثُمَّ أَتَيْتُهُ، فَقُلْتُ: أَعْطِنِي، فَلَمْ يُعْطِنِي، ثُمَّ أَتَيْتُهُ، فَقُلْتُ: أَعْطِنِي، فَلَمْ يُعْطِنِي، فَقُلْتُ: يَا أَبَا بَكْرٍ إِنِّي سَأَلْتُكَ أَنْ تُعْطِيَنِي فَلَمْ تُعْطِنِي، ثُمَّ سَأَلْتُكَ أَنْ تُعْطِيَنِي، فَلَمْ تُعْطِنِي، فَإِمَّا أَنْ تُعْطِيَنِي، وَإِمَّا أَنْ تَبْخَلَ عَنِّي، «فَقَالَ: «قُلْتُ تَبْخَلُ عَنِّي، وَأَيُّ الدَّاءِ أَدْوَأُ مِنَ الْبُخْلِ؟ فَمَا مَنَعْتُكَ مِنْ مَرَّةٍ إِلَّا وَأَنَا أُرِيدُ أَنْ أُعْطِيَكَ

اس طرح سفیان نے دونوں قول بیان کیے ایک جو ابن منکدر کا تھا دوسرا جو ابن حنفیہ کا تھا

اسی روایت کو البزار نے بیان کیا زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ، عَنْ أَبِيهِ، وَعَنْ عُمَرَ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ مَوْلَى غُفْرَةَ کی سند سے اس میں ہے مال فورا دیا گیا

ابن المنکدر کی روایت شاذ ہے دیگر ثقہ سے مخالفت کی وجہ سے

البزار جو امام بخاری و مسلم نے ہم عصر ہیں اس کو بیان کرتے ہیں تعلقیا مسند البزار میں کہتے ہیں

وَكَانَتْ فَضِيلَةً لِأَبِي بَكْرٍ لِإِنْجَازِ مَا ذَكَرَ جَابِرٌ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعَدَهُ فَلَمْ أَرَ هَذَا الْحَدِيثَ مَعَ كَثْرَةِ طُرُقِهِ يَدْخُلُ فِي مُسْنَدِ أَبِي بَكْرٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمْ أُدْخِلْهُ

ابو بکر کی فضیلت پوری ہوتی ہے اس جابر کے وعدہ نبوی کے ذکر سے پس اس (ابن منکدر والی) حدیث کو ہم (صحیح) نہیں دیکھتے اور اس کے کثرت طرق کے ہونے کے باوجود اس کو مسند ابو بکر میں داخل نہیں کریں گے

نماز استسقاء کی روایت کوشاذ کہا گیا ہے - البحر الرائق شرح كنز الدقائق از زين الدين بن إبراهيم بن محمد، المعروف بابن نجيم المصري (المتوفى: 970هـ) کے مطابق

وَلَمْ يَبْلُغْنَا عَنْ النَّبِيِّ - صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ - فِي ذَلِكَ صَلَاةٌ إلَّا حَدِيثٌ وَاحِدٌ شَاذٌّ

اور ہم تک نہیں پہنچا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس میں نماز پڑھی سوائے ایک شاذ روایت کے

یہی بات النهر الفائق شرح كنز الدقائق از سراج الدين عمر بن إبراهيم بن نجيم الحنفي (ت 1005هـ) میں ہے

يستعمل في الأصل تراكيب "الأثر المعروف، الآثار المعروفة، الحديث المعروف" بمعنى الحديث الصحيح المشهور، ويستعمل في ضد هذا المعنى "الحديث الشاذ" (5). وحول صلاة الاستسقاء يذكر الإمام أبو حنيفة أنه لم يبلغه في ذلك صلاة "إلا حديثاً واحداً شاذاً لا يؤخذ به

اثر معروف اور اثار معروفہ اور حدیث معروف کی ترکیب کا استعمال ہوتا ہے حدیث صحیح مشہور کے لئے اور اس کے خلاف ہو حدیث ہو وہ شاذ ہوتی ہے اور نماز استسقاء کے لئے ذکر کیا گیا ہے کہ امام ابو حنیفہ نے کہا اس نماز پر کچھ نہیں آیا سوائے ایک شاذ روایت کے جس کو نہیں لیا جائے گا

بدائع الصنائع في ترتيب الشرائع از علاء الدين، أبو بكر بن مسعود بن أحمد الكاساني الحنفي (المتوفى: 587هـ) کے مطابق

وَمَا رُوِيَ أَنَّهُ - صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ - صَلَّى بِجَمَاعَةٍ حَدِيثٌ شَاذٌّ وَرَدَ فِي مَحِلِّ الشُّهْرَةِ؛ لِأَنَّ الِاسْتِسْقَاءَ يَكُونُ بِمَلَإٍ مِنْ النَّاسِ، وَمِثْلُ هَذَا الْحَدِيثِ يُرَجَّحُ كَذِبُهُ عَلَى صِدْقِهِ، أَوْ وَهْمُهُ عَلَى ضَبْطِهِ فَلَا يَكُونُ مَقْبُولًا مَعَ أَنَّ هَذَا مِمَّا تَعُمُّ بِهِ الْبَلْوَى فِي دِيَارِهِمْ، وَمَا تَعُمُّ بِهِ الْبَلْوَى، وَيَحْتَاجُ الْخَاصُّ وَالْعَامُّ إلَى مَعْرِفَتِهِ لَا يُقْبَلُ فِيهِ الشَّاذُّ وَاَللَّهُ أَعْلَمُ.

اور یہ جو روایت کیا جاتا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے جماعت سے نماز پڑھی یہ حدیث شاذ ہے جو شہرت کے مقام پر رد ہوتی ہے کیونکہ استسقاء کی نماز ہوئی ہو گی جب لوگ بھرے ہوں اور اس مثل کی حدیث سے جھوٹ کو سچ پر راجح ہو جاتا ہے یا وہم ضبط پر ... اور شاذ کو قبول نہیں کیا جائے گا و اللہ اعلم

حدیث منکر

ایسی حدیث جو کسی صحیح حدیث سے متصادم ہو اور اس کا راوی صدوق یا اس سے کم درجہ کا ہو تو اس حدیث کو منکر کہا جاتا ہے - ائمہ متقدمین ثقہ راوی کی منکرات کا بھی ذکر کرتے رہے ہیں البتہ متاخرین میں حدیث منکر اکثر وہ روایت کہی جاتی ہے جو ضعیف راوی نقل کرے اور اس کا متن صحیح روایت سے متصادم ہو - **الموقظة في علم مصطلح الحديث** میں الذھبی کہتے ہیں

المُنْكَر: وهو ما انفرد الراوي الضعيفُ به. وقد يُعَدُّ مُفْرَدُ الصَّدُوقِ منكَراً.

منکر روایت وہ ہے جس میں ضعیف راوی کا تفرد ہو اور صدوق راوی کی منفرد روایت کو بھی منکر میں شمار کیا جاتا ہے

سنن ابو داود کی روایت ہے

حدَّثنا أحمدُ بنُ عُبيد الله الغُدَانيُّ، حدَّثنا الوليدُ بن مسلم، حدَّثنا سعيد بن عبد العزيز، عن سليمان بن موسى عن نافع، قال: سمع ابن عُمرَ مِزْماراً، قال: فوَضَع إصْبَعيه على أُذُنَيْه، ونأى عن الطريق، وقال لي: يا نافعُ هَلْ تَسمعُ شيئاً؟ قال: فقلت: لا، قال: فرَفعَ إصبَعيْه من أُذُنَيه، وقال: كنتُ مع النبي -صلى الله عليه وسلم- فسَمِعَ مثلَ هذا، فصنع مثل هذا

قال أبو علي اللؤلؤيُّ: سمعتُ أبا داود يقول: هذا حديث منكر

نافع مولیٰ ابن عمر فرماتے ہیں کہ

عبداللہ بن عمر نے ساز بانسری کی آواز سنی تو انہوں نے اپنے کانوں میں اُنگلیاں دے دیں اور راستہ بدل لیا، دور جاکر پوچھا: نافع کیا آواز آرہی ہے؟ تو میں نے کہا: نہیں، تب انہوں نے انگلیاں نکال کر فرمایا کہ ایک دفعہ میں رسول اللہ کے ساتھ تھا، آپ نے ایسی ہی آواز سنی تھی "اور آواز سن کر میری طرح آپ نے اپنے کانوں میں انگلیاں دے لیں تھیں

أبو علي اللؤلؤيُّ نے کہا میں نے ابو داود کو کہتے سنا یہ حدیث منکر ہے

شمس الحق عظیم آبادی کتاب عون المعبود میں کہتے ہیں

قال أبو داود وهذا الحديث (أنكرها) أي أنكر الرواية

قلت ولا يعلم وجه النكارة بل إسناده قوي وليس بمخالف لرواية الثقاة

امام ابوداود اس کو منکر کہتے ہیں میں کہتا ہوں : منکر کہنے کا سبب اور وجہ نامعلوم ہے ، حبکہ اس روایت کی سند بھی قوی ہے ، اور ثقہ رواۃ کی روایت کے خلاف بھی نہیں

راقم کہتا ہے اس کی سند میں سلیمان بن موسی الأشدق ہے کتاب دیوان الضعفاء والمتروکین وخلق من المجھولین وثقات فیھم لین میں الذھبی نے اس کا ترجمہ قائم کیا ہے

قال النسائي ليس بالقوي وقال البخاري عنده مناكير

اور کتاب ضعفاء العقیلي میں امام علی المدینی کا قول ہے سلیمان بن موسی مطعون علیہ اس پر طعن کیا جاتا ہے- ابو داود اس کی ایک اور سند دیتے ہیں

حدَّثنا أحمدُ بنُ إبراهيم، قال: حدَّثنا عبدُ الله بنُ جعفر الرَّقِّيّ، قال: حدَّثني أبو المَلَيح، عن ميمونٍ، (1) عن نافعٍ، قال كنا مع ابن عمر، فسَمعَ صوتَ مزمارِ رَاعٍ، فذكرَ نحوَه.

قال أبو داود: هذا أنكَرُها.

پھر کہتے ہیں اس کا انکار کیا ہے یعنی یہ بھی منکر ہے

عظیم آبادی کا قول صحیح نہیں کیونکہ اس حدیث کی مخفی علت سے متقدمین محدثین لا علم نہیں تھے جس سے متاخرین لا علم ہیں- راوی ثقہ یا صدوق بھی ہو تو منکر روایت کر دیتا ہے

ذھبی کتاب سیر لاعلام النبلاء میں منہال کے لئے لکھتے ہیں

حَدِيْثُهُ فِي شَأْنِ القَبْرِ بِطُوْلِهِ فِيْهِ نَكَارَةٌ وَغَرَابَةٌ

المنہال بن عمرو کی قبر کے بارے میں طویل روایت میں نکارت اور غرابت ہے

تفرد کا مطلب ہے کہ راوی ، اس مخصوص روایت کو بیان کرنے میں منفرد ہے اور اس روایت کو اسی متن سے کسی نے نقل نہیں کیا - غریب کا مطلب ہے کہ روایت انوکھی ہے یعنی اس متن کو کوئی اور بیان نہیں کرتا- نکارت کا لفظ ظاہر کرتا ہے کہ یہ روایت اب دلیل نہیں ہے چاہے راوی ثقہ ہی کیوں نہ ہو- الذهبی محمّد بن اسحاق کے لئے المیزان الاعتدال میں کہتے ہیں

فالذي يظهر لي أن ابن إسحاق حسنُ الحديث، صالح الحال صدوق، وما انفرد به ففيه نكارة فإن في حفظه شيئا

پس جو چیز مجھ پر واضح ہوئی وہ یہ ہے کہ ابن اسحاق حسن الحدیث ہے ،صالح الحال ،صدوق ہے اور جس میں منفرد ہو اس میں نکارت ہے کیونکہ ان کے حافظے میں کچھ تھا

الذهبی، کتاب سیر الاعلام النبلاء ج ٣ ص ١٤١ میں مُحَمَّدُ بنُ عَمْرٍو، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ کی سند سے ایک روایت نقل کرتے ہیں اور لکھتے ہیں

فِي إِسْنَادِهِ مُحَمَّدٌ لاَ يُحْتَجُّ بِهِ وَفِي بَعْضِهِ نَكَارَةٌ بَيِّنَةٌ

اس کی سند میں محمد ہے جو نہ قابل دلیل ہے اور اس متن میں بعض جگہ واضح نکارت ہے

کتاب الوافي بالوفيات از صلاح الدين خليل بن أيبك بن عبد الله الصفدي (المتوفى: 764هـ)
میں راوی جرير بن حَازِم بن زيد الْأَزْدِيّ الْعَتَكِي الْبَصْرِيّ کے لئے لکھتے ہیں وَله أَحَادِيث ينْفَرد بهَا فِيهَا نَكَارَة وغرابة وَلِهَذَا يَقُول البُخَارِيّ رُبمَا يهم وَقَالَ ابْن معِين هُوَ فِي قَتَادَة ضَعِيف،

ان کی احادیث جس میں منفرد ہوں ان میں نکارت اور غرابت ہے اور اسی وجہ سے امام بخاری کہتے ہیں ان کو وہم ہوتا ہے اور ابن معین کہتے ہیں قتادہ سے روایت کرنے میں ضعیف ہیں

سوال ہو سکتا ہے کہ ثقہ اگر ہے تو باطل کس طرح روایت کر دیتا ہے؟ اس کا جواب میزان الاعتدال في نقد الرجال از الذهبی میں ہے

.قال محمد بن علي بن حمزة المروزي: سألت يحيى بن معين عن هذا فقال: ليس له أصل

قلت فنعيم؟ قال: ثقة قلت: كيف يحدث ثقة بباطل؟ قال: شبه له

محمد بن علي بن حمزة المروزي نے امام ابن معین سے ایک روایت کا پوچھا – کہا بے اصل ہے – میں نے کہا نعیم بن حماد ؟ کہا یہ ثقہ ہے – میں نے کہا ثقہ باطل کیسے روایت کر دیتا ہے ؟ فرمایا اس کو شبہ ہو جاتا ہے

حدیث کساء

صحیح مسلم میں عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی حدیث ہے

خرج النبيُّ صلَّى اللهُ عليهِ وسلَّمَ غداةً وعليه مِرْطٌ مُرحَّلٌ ، من شعرِ أسودٍ . فجاء الحسنُ بنُ عليٍّ فأدخلَه . ثم جاء الحسينُ فدخل معه . ثم جاءت فاطمةُ فأدخلها . ثم جاء عليٌّ فأدخلَه . ثم قال " . إِنَّمَا يُرِيدُ اللهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ أَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيرًا " [33 / الأحزاب / 33]
عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم صبح کے وقت ایک اونی منقش چادر اوڑھے ہوئے باہر تشریف لائے تو آپ کے پاس حسن بن علی رضی اللہ عنہما آئے تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اُنہیں اُس چادر میں داخل کر لیا، پھر حسین رضی اللہ عنہ آئے اور وہ بھی ان کے ہمراہ چادر میں داخل ہو گئے، پھر فاطمہ رضی اللہ عنہا آئیں اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انھیں بھی اس چادر میں داخل کر لیا، پھر علی رضی اللہ عنہ آئے تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اُنہیں بھی چادر میں لے لیا۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ آیت مبارکہ پڑھی : بے شک اللہ چاہتا ھے کہ وہ تم اہل بیت سے رجس کو دُور کر دے اور تمہیں (کامل) طہارت سے نواز کر بالکل پاک صاف کر دے۔

امام مسلم اس کی سند دیتے ہیں

وحَدَّثَنِي سُرَيْجُ بْنُ يُونُسَ، حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ زَكَرِيَّا بْنِ أَبِي زَائِدَةَ، عَنْ أَبِيهِ، ح وحَدَّثَنِي إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُوسَى، حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي زَائِدَةَ، ح وحَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ، حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ زَكَرِيَّا، أَخْبَرَنِي أَبِي، عَنْ مُصْعَبِ بْنِ شَيْبَةَ، عَنْ صَفِيَّةَ بِنْتِ شَيْبَةَ، عَنْ عَائِشَةَ،

اس کی سند میں مصعب بن شیبة بن جبیر بن شیبة کا تفرد ہے – امام احمد اس روایت کو پسند نہیں کرتے

قال أحمد بن محمد بن هانىء: ذكرت لأبي عبد الله الوضوء من الحجامة، فقال: ذاك حديث منكر، رواه مصعب بن شيبة، أحاديثه مناكير، منها هذا الحديث، وعشيرة من الفطرة، **وخرج رسول الله – صلى الله عليه وسلم – وعليه مرط مرجل** .(1775) «ضعفاء العقيلي»
احمد بن محمد بن ہانی کہتے ہیں میں نے ابی عبد اللہ سے حدیث ذکر کی کہ حجامہ میں وضو پس کہا یہ حدیث منکر ہے اس کو مُصْعَبِ بْنِ شيبة روایت کرتا ہے اس کی حدیثیں منکر ہیں جن میں یہ حدیث ہے اور ... اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم ایک اونی منقش چادر اوڑھے ہوئے باہر تشریف لائے والی

وقال أبو بكر الأثرم: سمعت أبا عبد الله أحمد بن حنبل يقول: مصعب بن شيبة روى أحاديث . (1409) /مناكير. «الجرح والتعديل» 8
کتاب ضعفاء العقیلي میں امام احمد اس کی خاص اس ایک اونی منقش چادر والی روایت کو رد کرتے ہیں

اہل سنت کے جن علماء نے اس کو لکھا ہے ان کے نزدیک یہ حدیث امہات المومنین کو اہل بیت میں سے خارج نہیں کرتی لہذا یہ متنا صحیح ہے کیونکہ اس میں ہے کہ تم خیر میں ہو[6]

[6] ترمذی میں بھی یہ موجود ہے جہاں اس کی سند ہے

حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سُلَيْمَانَ بْنِ الْأَصْبَهَانِيِّ، عَنْ يَحْيَى بْنِ عُبَيْدٍ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ أَبِي رَبَاحٍ، عَنْ عُمَرَ بْنِ أَبِي سَلَمَةَ، رَبِيبِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: نَزَلَتْ هَذِهِ الْآيَةُ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ {إِنَّمَا يُرِيدُ اللَّهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ أَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيرًا} [الأحزاب: 33] فِي بَيْتِ أُمِّ سَلَمَةَ، فَدَعَا النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاطِمَةَ وَحَسَنًا وَحُسَيْنًا فَجَلَّلَهُمْ بِكِسَاءٍ وَعَلِيٌّ خَلْفَ ظَهْرِهِ فَجَلَّلَهُ بِكِسَاءٍ ثُمَّ قَالَ: «اللَّهُمَّ هَؤُلَاءِ أَهْلُ بَيْتِي فَأَذْهِبْ عَنْهُمُ الرِّجْسَ وَطَهِّرْهُمْ تَطْهِيرًا» قَالَتْ أُمُّ سَلَمَةَ: وَأَنَا مَعَهُمْ يَا رَسُولَ اللَّهِ؟ قَالَ: «أَنْتِ عَلَى مَكَانِكِ وَأَنْتِ إِلَى خَيْرٍ

نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پرورده عمر بن ابی سلمہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب اُم المؤمنین اُم سلمہ رضی االله عنہا کے گھر نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر یہ آیت "اہلِ بیت! اللہ چاہتا ھے کہ وہ تم سے رجس دُور کر دے اور تمہیں طہارت سے نواز کر بالکل پاک صاف کر دے۔" نازل ہوئی تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فاطمہ اور حسنین سلام االله علیہم کو بلایا اور انہیں ایک کملی میں ڈھانپ لیا۔ علی رضی اللہ عنہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پیچھے تھے، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انہیں بھی کملی میں ڈھانپ لیا، پھر فرمایا : اے االله! یہ میرے اہل بیت ہیں، پس ان سے ہر قسم کی

راقم کہتا ہے حق یہاں امام احمد کے ساتھ ہے امام مسلم سے اس کی تصحیح میں غلطی ہوئی ہے

آلودگی دور فرما اور انہیں خوب پاک و صاف کر دے۔ اُم سلمہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا : اے اللہ کے نبی! میں (بھی) ان کے ساتھ ہوں، فرمایا : تم اپنی جگہ رہو اور تم تو بہتر مقام پر فائز ہو۔"

امام ترمذی اس کو حسن بھی نہیں کہتے بلکہ لکھتے ہیں وهَذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ مِنْ هَذَا الوَجْهِ یہ حدیث انوکھی ہے اس طرق سے

دونوں احادیث میں ایک ہی واقعہ ہے- ایک دفعہ اس میں عائشہ رضی اللہ عنہا کو دکھایا گیا اور دوسری دفعہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا کو - ظاہر ہے یہ ایک دفعہ ہی ہوا ہو گیا اگر ہوا بھی - مسلم کی حدیث امام احمد کے نزدیک ضعیف ہے

اتصال سند کی بنیاد پر احادیث کی تقسیم

حدیث مرسل

حدیث مرسل سے مراد وہ حدیث ہے جس میں صحابی رسول کا نام نہ موجود ہو اور اس میں تابعی براہ راست اس کو قول النبی قرار دے-

بعض محدثین و فقہاء حدیث مرسل کو عمل میں لیتے ہیں اور اس کو حدیث منقطع بھی کہتے ہیں مثلا خطیب بغدادی اور ابن حزم وغیرہ

حدیث منقطع

وہ حدیث جس میں بیچ میں راوی کا سماع ثابت نہ ہو وہ حدیث منقطع ہوتی ہے

افسوس کہ بعض لوگوں نے منقطع احادیث کو بھی عقائد میں صحیح کہہ دیا ہے مثلا البانی نے صححه الألباني في تَخْرِيجِ الطَّحَاوِيَّة اور الصحيحہ ۱۰۹ میں اس قسم کی روایات کو صحیح قرار دے دیا ہے- البانی نے تفسیر طبری کی ایک سند کو کہا ہے کہ اس میں ثقات ہیں

حدثني يونس، قال: أخبرنا ابن وهب، قال: قال ابن زيد في قوله:"وسع كرسيه السموات والأرض" قال ابن زيد: فحدثني أبي قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم:"ما السموات السبع في الكرسي إلا كدراهم سبعة ألقيت في ترس قال: وقال أبو ذر: سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول: ما الكرسي في العرش إلا كحلقة من حديد ألقيت بين ظهري فلاة من الأرض

سات آسمان کرسی کے ساتھ ایک حلقہ کی طرح ہے جو صحراء میں ہو

البانی صحیحہ میں کہتے ہیں

قلت وهذا إسناد رجاله كلهم ثقات. لكني أظن أنه منقطع، فإن ابن زيد هو عمر ابن محمد بن زيد بن عبد الله بن عمر بن الخطاب وهو ثقة من رجال الشيخين يروي عنه ابن وهب وغيره. وأبوه محمد بن زيد ثقة مثله، روى عن العبادلة الأربعة جده عبد الله وابن عمرو وابن عباس وابن الزبير وسعيد بن زيد بن عمرو، فإن هؤلاء ماتوا بعد الخمسين، وأما أبو ذر ففي سنة اثنتين وثلاثين فما .أظنه سمع منه

میں کہتا ہوں اس کی سند میں ثقات ہیں لیکن میرا گمان ہے یہ منقطع ہے

راقم کہتا ہے حیرت یہ ہے کہ ایک طرف تو البانی کو کوئی صحیح سند ملی نہیں ایک جو ثقات سے ملی اس کو انہوں نے خود منقطع قرار دیا اور پھر بھی اس روایت کو صحیحہ میں شامل کیا- یہ کون سا علم حدیث کا اصول ہے کہ منقطع السند روایت کو صحیح سمجھا جائے جبکہ کسی صحیح سند سے یہ متن معلوم تک نہ ہو ؟

راقم کہتا ہے البانی کا قول بے سروپا ہے سند منقطع ہے تو روایت ثابت نہیں ہو سکتی

سنن ابن ماجہ کی روایت ہے

حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ سَوَّادٍ الْمِصْرِي، حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ وَهْبٍ، عَنْ عَمْرِو ابْنِ الْحَارِثِ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي هِلَالٍ، عَنْ زَيْدِ بْنِ أَيْمَنَ، عَنْ عُبَادَةَ بْنِ نُسَيٍ عَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ - صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ -: "أَكْثِرُوا الصَّلَاةَ عَلَيَّ يَوْمَ الْجُمُعَةِ، فَإِنَّهُ مَشْهُودٌ تَشْهَدُهُ الْمَلَائِكَةُ، وَإِنَّ أَحَدًا لَنْ يُصَلِّيَ عَلَيَّ إِلَّا عُرِضَتْ عَلَيَّ صَلَاتُهُ حَتَّى يَفْرُغَ مِنْهَا" قَالَ: قُلْتُ: وَبَعْدَ الْمَوْتِ؟ قَالَ: "وَبَعْدَ الْمَوْتِ، إِنَّ اللَّهَ حَرَّمَ عَلَى الْأَرْضِ أَنْ تَأْكُلَ أَجْسَادَ الْأَنْبِيَاءِ"، فَنَبِيُّ اللَّهِ حَيٌّ يُرْزَقُ

امام ابن ماجہ فرماتے ہیں کہ ہم سے عمروبن سواد المصری نے بیان کیا ۔ وہ فرماتے ہیں کہ ہم سے عبد االلہ بن وہب نے بیان کیا اور وہ عمر بن حارث سے اور وہ سید بن ابی ہلال سے۔ وہ یزید بن ایمن سے اور وہ عبادۃ بن نسی سے اور وہ ابوالدراد رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔ وہ فرماتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ نے ارشاد فر مایا کہ جمعہ کہ دن مجھ پر کثرت سے درود پڑھا کرو کیونکہ وہ دن حاضری کا ہے۔ اس میں فرشتے حاضر ہوتے ہیں۔ مجھ پر جو کوئی شخص دورد پڑھتا ہے اس کا ددور مجھ پر پیش کیا جاتا ہے حتی کہ وہ اس سے فارغ ہو۔ میں نے کہا یا رسول االلہ آپ کی موت کے بعد ؟ آپ نے فرمایا اللہ نے حرام کر دیا ہے کہ زمین انبیاء کے جسموں کو کھائے پس نبی اللہ کو رزق دیا جاتا ہے

البوصيري "مصباح الزجاجة" میں کہتے ہیں

هذا إسناد رجاله ثقات إلا أنه منقطع في موضعين: عبادة بن نسي روايته عن أبي الدرداء مرسلة؛

اس روایت کی اسناد میں ثقہ رجال ہیں لیکن یہ دو مقام پر منقطع ہے عبادہ بن نسی کی ابو درداء سے روایت مرسل ہے

ابن کثیر تفسیر میں سورہ الاحزاب پر بحث میں اس روایت کو بیان کرنے کے بعد لکھتے ہیں

هَذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ مِنْ هَذَا الْوَجْهِ وَفِيهِ انْقِطَاعٌ بَيْنَ عُبَادَةَ بْنِ نُسَيٍّ وَأَبِي الدَّرْدَاءِ فَإِنَّهُ لَمْ يُدْرِكْهُ، وَاللَّهُ أَعْلَمُ.

یہ حدیث غریب ہے اس سند سے اس میں انقطاع ہے عبادہ اور ابی الدرداء کے درمیان کیونکہ انکی ملاقات نہ ہوئی

مزید فی متصل الأسناد

بسا اوقات راوی سند میں کسی اور راوی کا بھی اضافہ کر دیتا ہے جس کو دیگر راوی بیان نہیں کر رہے ہوتے – اس سے اشتباہ ہوتا ہے کہ کس نے کس سے سنا- اس چیز کو مزید فی متصل الاسناد کہا جاتا ہے- یہ چیز وہم یا غلطی سے بھی ہوتی ہے

یہ مسئلہ علل حدیث کی صنف کا ہے

راوی کا ادراج

بعض اوقات راوی روایت میں اپنی طرف سے تبصرہ بھی کر دیتے ہیں جس سے لگتا ہے کہ یہ کلام نبوی ہے لیکن کلام راوی ہوتا ہے – اس کو ادراج کہتے ہیں

صحیح بخاري کی حدیث ہے

حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصٍ حَدَّثَنَا أَبِي حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ حَدَّثَنَا أَبُو صَالِحٍ قَالَ حَدَّثَنِي أَبُو هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَفْضَلُ الصَّدَقَةِ مَا تَرَكَ غِنًى وَالْيَدُ الْعُلْيَا خَيْرٌ مِنْ الْيَدِ السُّفْلَى وَابْدَأْ بِمَنْ تَعُولُ تَقُولُ الْمَرْأَةُ إِمَّا أَنْ تُطْعِمَنِي وَإِمَّا أَنْ تُطَلِّقَنِي وَيَقُولُ الْعَبْدُ أَطْعِمْنِي وَاسْتَعْمِلْنِي وَيَقُولُ الِابْنُ أَطْعِمْنِي إِلَى مَنْ تَدَعُنِي فَقَالُوا يَا أَبَا هُرَيْرَةَ سَمِعْتَ هَذَا مِنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا هَذَا مِنْ كِيسِ أَبِي هُرَيْرَةَ

عمر وبن حفص، حفص، اعمش، ابوصالح، ابوہریرہ (رض) کہتے ہیں کہ نبي (صلي اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا کہ سب سے بہتر صدقہ وہ ہے کہ صدقہ دینے والے کي مالداري قائم رہے اور اوپر والا نیچے کے ہاتھ سے بہتر ہے اور اپنے رشتہ داروں سے ابتدا کرو (اور کیا یہ اچھي بات ہے) کہ عورت کہے یا تو مجھے کھانا دو یا مجھے طلاق دے دو، غلام کہے کہ مجھے کھلاؤ اور مجھ سے کام لو اور بیٹا کہے کہ مجھ کو کھانا کھلاؤ مجھے کس پر چھوڑتے ہو، لوگوں نے پوچھا اے ابوہریرہ تم نے یہ آپ (صلي اللہ علیہ وسلم) سے سنا ہے، انہوں نے کہا نہیں، یہ ابوہریرہ (رض) کی اپني دانش ہے

ابن حزم کے نزدیک ابو ہریرہ جب کہیں کہ هَذَا مِنْ كِيسِ أَبِي هُرَيْرَةَ تو متن کلام النبي نہیں ہے-
كتاب حجة الوداع از أبو محمد علي بن أحمد بن سعيد بن حزم الأندلسي القرطبي الظاهري (المتوفى: 456هـ) میں ہے

وَقَدْ وَجَدْنَا لِلْأَفَاضِلِ كَلَامًا يَأْتُونَ بِهِ تَفْسِيرًا لِلْحَدِيثِ يَصِلُونَهُ بِهِ، لَا سِيَّمَا هَذَا الْإِسْنَادُ، فَقَدْ رَوَى أَبُو هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَدِيثَ النَّفَقَاتِ، ثُمَّ وَصَلَ بِهِ تَقُولُ امْرَأَتُكَ: أَنْفِقْ عَلَيَّ، أَوْ طَلِّقْنِي، وَيَقُولُ لَكَ غُلَامُكَ: أَنْفِقْ عَلَيَّ وَاسْتَعْمِلْنِي، وَيَقُولُ لَكَ وَلَدُكَ: إِلَى مَنْ تَكِلُنِي؟ فَقِيلَ لَهُ: يَا أَبَا هُرَيْرَةَ أَهَذَا عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ؟ فَقَالَ: لَا هَذَا مِنْ كِيسِ أَبِي هُرَيْرَةَ

ہم نے افضلوں کے کلام میں پایا کہ وہ حدیث کي تفسیر کو ملا دیتے .. پس النَّفَقَاتِ پر حدیث ابو ہریرہ ہے .. پھر کہا یہ ابو ہریرہ کي عقل سے ہے –

ابن حزم کے نزدیک یہ تفسیر ابو ہریرہ نے کي ہے – یہاں اور الفاظ اس طرح مل گئے ہیں کہ معلوم نہیں ہو رہا کہ یہ کلام نبوی ہے یا راوی یا صحابی ہے

العلل أز ابن أبي حاتم میں ہے کہ ابن ابی حاتم نے اپنے باپ سے سوال کیا

وسألتُ أَبِي عَنْ حديثٍ رَوَاهُ مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرِ بْنِ أَبِي كَثِيرٍ ، عَنْ حُمَيد ، عَنْ أَنَسٍ، عن النبيِّ (ص) قَالَ: غَدْوَةٌ فِي سَبيلِ اللهِ أَوْ رَوْحَةٌ خَيْرٌ مِنَ الدُّنْيَا وَمَا فِيها، وَلَوْ أنَّ امرَأَةً مِنْ نِساءِ أهلِ الجَنَّةِ اطَّلَعَتْ إِلَى الأَرضِ، لأَضَاءَتْ مَا بَيْنَهُمَا ... الحديثَ؟ قَالَ أَبِي: حدَّثنا الأَنْصَارِيُّ ، عَنْ حُمَيد، عَنْ أَنَسٍ، مَوْقُوفٌ قَالَ أَبِي: حديثُ حُمَيد فِيهِ مِثْلُ ذا كثيرٌ؛ واحدٌ عَنْهُ يُسنِدُ، وآخَرُ يُوقِفُ

میں نے باپ سے سوال کیا حدیث جس کو روایت کیا ہے مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرِ بْنِ أَبِي كَثِيرٍ ، عَنْ حُمَيد ، عَنْ أَنَسٍ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ اللہ کی راہ میں سفر دنیا اور جو اس میں سے ہے بہتر ہے اور اگر جنت کی کوئی عورت زمین کی طرف جھانک بھی لے تو زمین و آسمان اپنی تمام وسعتوں کے ساتھ منور ہو جائیں .... حدیث؟ میرے باپ نے کہا ... یہ انس پر موقوف ہے اور کہا حمید کی اس طرح کی (غلطیوں کی) اور مثالیں (بھی) ہیں اس (روایت) کا ایک (حصہ)مسند ہے اور دوسرا موقوف ہے

اسی طرح دوسرے مقام پر العلل میں ابن ابی حاتم کہتے ہیں

وسألتُ أَبِي عَنْ حديثٍ رَوَاهُ حُجَين اليَمَاميُّ ، عن عبد العزيز المَاجِشُون ، عَنْ حُمَيد الطَّوِيل ، عَنْ أنس ابن مَالِكٍ؛ قَالَ: قَالَ رسولُ اللَّه (ص) : والَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ ، لَوِ اطَّلَعَت امْرَأَةٌ مِنْ نِسَاءِ الجَنَّةِ عَلَى أَهْلِ الأَرْضِ، لَأَضَاءَتْ مَا بَيْنَهُمَا، ولَمَلَأَتْ مَا بَيْنَهُمَا رِيحًا، ولَنَصِيفُهَا عَلَى رَأْسِهَا خَيْرٌ مِنَ الدُّنْيَا وَمَا فِيهَا؟ قَالَ أَبِي: هَذَا خطأٌ؛ الصَّحيحُ: عَنْ أنسٍ، مَوْقُوفٌ

اور میں نے اپنے باپ سے سوال کیا حدیث حُجَين اليَمَاميُّ ، عن عبد العزيز المَاجِشُون ، عَنْ حُمَيدٍ الطَّوِيل ، عَنْ أنس ابن مَالِكٍ کی سند سے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر جنت کی کوئی عورت زمین کی طرف جھانک بھی لے تو زمین و آسمان اپنی تمام وسعتوں کے ساتھ منور ہو اور خوشبو سے معطر ہو جائیں۔ اس کے سر کا دوپٹہ بھی دنیا اور اس کی ساری چیزوں سے بڑھ کر ہے۔ میرے باپ نے کہا یہ غلطی ہے یہ انس پر موقوف ہے

امام بخاری کو معلوم نہیں تھا کہ اس میں انس رضی اللہ عنہ کا کلام شامل ہو گیا ہے انہوں نے اس کو مرفوع روایت کر دیا ہے - امام بخاری صحیح میں روایت کرتے ہیں

حدیث نمبر: 2796وَسَمِعْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ"لَرَوْحَةٌ فِي سَبِيلِ اللَّهِ، أَوْ غَدْوَةٌ خَيْرٌ مِنَ الدُّنْيَا وَمَا فِيهَا، وَلَقَابُ قَوْسِ أَحَدِكُمْ مِنَ الْجَنَّةِ، أَوْ مَوْضِعُ قِيدٍ يَعْنِي سَوْطَهُ خَيْرٌ مِنَ الدُّنْيَا وَمَا فِيهَا، وَلَوْ أَنَّ امْرَأَةً مِنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ اطَّلَعَتْ إِلَى أَهْلِ الْأَرْضِ لَأَضَاءَتْ مَا بَيْنَهُمَا، وَلَمَلَأَتْهُ رِيحًا "وَلَنَصِيفُهَا عَلَى رَأْسِهَا خَيْرٌ مِنَ الدُّنْيَا وَمَا فِيهَا

ہم سے عبداللہ بن محمد نے بیان کیا ' کہا ہم سے معاویہ بن عمرو نے بیان کیا ' کہا کہ ہم سے ابواسحاق نے بیان کیا ' ان سے حمید نے بیان کیا اور میں نے انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے سنا وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے حوالے سے بیان کرتے تھے کہ اللہ کے راستے میں ایک صبح یا ایک شام بھی گزار دینا دنیا اور جو کچھ اس میں ہے، سب سے بہتر ہے اور اگر جنت کی کوئی عورت زمین کی طرف جھانک بھی لے تو زمین و آسمان اپنی تمام وسعتوں کے ساتھ منور ہو جائیں اور خوشبو سے معطر ہو جائیں۔ اس کے سر کا دوپٹہ بھی دنیا اور اس کی ساری چیزوں سے بڑھ کر ہے

یعنی ابی حاتم کے نزدیک اس روایت میں ایک مسند اور ایک موقوف روایت مل گئی ہے ایک نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا قول ہے دوسرا انس کا

راوی کا اختلاط

بعض راویوں نے اختلاط میں روایات بیان کی ہیں جن کی بنا پر یہ ضروری ہو جاتا ہے کہ جانا جائے کہ کس نے اس راوی سے کس حالت میں سماع کیا تھا- مثلا حجر اسود کی ایک خبر سنن الترمذی میں اور مسند البزار میں جریر عن عطاء بن السائب عن سعید بن جبیر کی سند سے ہے اور اسکو البزار نے حسن بھی قرار دیا ہے

حدثنا قتيبة حدثنا جرير عن عطاء بن السائب عن سعيد بن جبير عن ابن عباس قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم نزل الحجر الأسود من الجنة وهو أشد بياضا من اللبن فسودته خطايا بني آدم قال وفي الباب عن عبد الله بن عمرو وأبي هريرة قال أبو عيسى حديث ابن عباس حديث حسن صحيح.

جریر روایت کرتے ہیں عطاء بن السائب سے وہ روایت کرتے ہیں سعید بن جبیر سے کہ ابن عباس رضي اللہ تعالی عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا حجراسود جنت سے آیا تودودھ سے بھی زیادہ سفید تھا اوراسے بنو آدم کے گناہوں نے سیاہ کردیا ہے

ترمذی نے اس کو حسن قرار دیا ہے جبکہ تحقیق سے معلوم ہوا ہے کہ اس کی سند منقطع ہے – راوی نے دور اختلاط میں اس کو روایت کیا ہے- اس روایت کو عطاء بن السائب نے روایت کیا ہے – عطاء بن السائب ثقہ ہیں لیکن آخری عمر میں اختلاط کا شکار تھے –

امام عقیلی کی رائے میں سے آخر میں بصرہ میں عطاء بن السائب المتوفی ١٣٦ ھ سے سننے والوں میں یہ لوگ ہیں

فأما جرير وخالد بن عبد الله وابن علية وعلى بن عاصم وحماد بن سلمة وبالجملة أهل البصرة فأحاديثهم عنه مما سمع منه بعد الاختلاط لانه إنما قدم عليهم في آخر عمره انتهى

پس جریر اور خالد بن عبد اللہ اور ابن علیۃ اور علی بن عاصم اور حماد بن سلمۃ اور دیگر اہل بصرہ آخر میں سننے والوں میں ہیں اختلاط کے عالم میں

کتاب الجرح والتعدیل از ابن ابی حاتم میں ہے

وقال أبو طالب: سألت أحمد، يعني ابن حنبل، عن عطاء بن السائب. قال: من سمع منه قديماً كان صحيحاً، ومن سمع منه حديثاً لم يكن بشيء، سمع منه قديماً شعبة، وسفيان، وسمع منه حديثاً جرير،

وخالد بن عبد الله، وإسماعيل، يعني ابن علية، وعلي بن عاصم، فكان يرفع عن سعيد بن جبير أشياء (1848) /لم يكن يرفعها. . «الجرح والتعديل» 6

ابو طالب کہتے ہیں میں نے امام احمد سے عطاء بن السائب پر سوال کیا انہوں نے کہا جس نے ان سے قدیم سنا ہے وہ صحیح ہے اور جس نے بعد میں اس کا سماع کوئی چیز نہیں اور ان سے قدیم سننے والوں میں شعبة، وسفیان ہیں - اور جریر اور خالد بن عبد الله اور إسماعيل ابن علية اور علي بن عاصم نے اس سے حدیث سنی جس میں انہوں نے اس کو رفع کر کے سعید بن جبیر تک ان چیزوں کو پہنچایا جو ان تک نہیں جاتی تھیں

یعنی عطاء بن السائب سے جریر نے آخر میں سنا جو عالم اختلاط تھا اور اس میں انہوں نے روایات کو سعید بن جبیر تک پہنچا دیا- اس عالم میں عطاء بن السائب روایات کو صحابہ تک لے جاتے جبکہ وہ التابعین کی بات ہوتی

الأحاديث المختارة أو المستخرج من الأحاديث المختارة مما لم يخرجه البخاري ومسلم في صحيحيهما از ضياء الدين أبو عبد الله محمد بن عبد الواحد المقدسي (المتوفى: 643هـ) ، شعب الإيمان از البیہقی ، مسند احمد کے مطابق اسکو حماد بن سلمہ نے بھی عطاء بن السائب سے روایت کیا ہے- ابن حجر نے فتح الباري (462/3) میں رائے اختیار کی ہے کہ نے حماد بن سلمة نے عطاء بن السائب سے اختلاط سے قبل یا بعد سنا ہے اس میں اختلاف ہے فتح الباری (ج ١ ص ٤٢٥) میں کہتے ہیں[7]

وَتحصل لي من مَجْمُوع كَلَام الْأَئِمَّة أَن رِوَايَة شُعْبَة وسُفْيَان الثَّوْريّ وَزُهَيْر بن مُعَاوِيَة وزائدة وَأَيوب وَحَمَّاد بن زيد عَنهُ قبل الِاخْتِلَاط وَأَن جَمِيع من روى عَنهُ غير هَؤُلَاءِ فَحَدِيثه ضَعِيف لِأَنَّهُ بعد اخْتِلَاطه إِلَّا حَمَّاد بن سَلمَة فَاخْتلف قَوْلهم فِيهِ

[7] لیکن ج 3 ص ٤٥٢ پر جا کر جب حجر اسود والی یہ روایت پر بحث آئی تو اس کے دفاع میں سب بھول بھال گئے اور کہا وَحَمَّادٌ مِمَّنْ سَمِعَ مِنْ عَطَاءٍ قَبْلَ الِاخْتِلَاطِ اور حماد بن سملہ نے عَطَاءٍ سے اختلاط سے قبل سنا ہے- یعنی ایک ہی کتاب میں موقف تبدیل کر گئے – ابن حجر کی بات کی کوئی دلیل نہیں –

اور جو اس تمام کلام سے حاصل ہوا ہوا وہ یہ کہ شعبہ اور سفیان اور زہیر اور زائدہ اور ایوب اور حماد بن زید نے عطاءِ سے اختلاط سے قبل سنا پس ان کے علاوہ کسی اور کی حدیث ضعیف ہو گی سوائے حماد بن سلمہ کی روایت کے کہ ان کے بارے میں اختلاف قول ہے

کتاب الضعفاء الکبیر از العقيلي (المتوفى: 322هـ) میں اس پر بحث ہے

قَالَ عَلِيٌّ: قُلْتُ لِيَحْيَى: وَكَانَ أَبُو عَوَانَةَ حَمَلَ عَنْ عَطَاءِ بْنِ السَّائِبِ قَبْلَ أَنْ يَخْتَلِطَ؟ فَقَالَ: كَانَ لَا يَفْصِلُ هَذَا مِنْ هَذَا، وَكَذَلِكَ حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ -وَكَانَ يَحْيَى لَا يَرْوِي حَدِيثَ عَطَاءِ بْنِ السَّائِبِ إِلَّا عَنْ شُعْبَةَ وَسُفْيَانَ.

علی المدینی نے کہا میں نے یحیی القطان سے کہا کہ أَبُو عَوَانَةَ نے عَطَاءِ بْنِ السَّائِبِ سے اختلاط سے قبل روایت لی ؟ انہوں نے کہا اس نے اس کو واضح نہیں کیا اور اسی طرح حماد بن سملہ نے بھی اور یحیی، عَطَاءِ بْنِ السَّائِبِ کی صرف شعبہ اور سفیان کی روایت لکھتے

الضعفاء الکبیر از عقیلی کے مطابق

عباس کہتے ہیں میں نے یحیی کو سنا عَطَاءُ بْنُ السَّائِبِ کے حوالے سے کہ

سَمِعْتُ يَحْيَى قَالَ: عَطَاءُ بْنُ السَّائِبِ قَالَ: مَنْ سَمِعَ مِنْهُ قَدِيمًا، وَمَنْ سَمِعَ وَقَدْ تَغَيَّرَ فَلَيْسَ هُوَ بِذَاكَ

جس نے اس سے قدیم سنا (وہ صحیح ہے) لیکن جس کسی نے بعد میں سنا اور یہ بدل گیا تھا تو وہ ایسا (صحیح) نہیں

عصر حاضر کے ایک محقق کتاب مَنْهجُ الإمَامِ الدَّارَقطنِي في نقدِ الحديث في كِتَابِ العِلَّل از أبو عبد الرحمن الداودي ایک دوسری روایت کی بحث میں کہتے ہیں

لأن جرير وحماد سمعا من عطاء بن السائب بعد الاختلاط، قال أبو سعيد العلائي: " وذكر العقيلي أن حماد بن سلمة ممن سمع منه بعد الاختلاط. قال ابن القطان: وكذلك جرير وخالد بن عبد الله وابن علية وعلي بن عاصم وبالجملة- أهل البصرة فإنَّ أحاديثهم عنه مما سمع بعد الاختلاط لأنَّه قدم عليهم في آخرة عمره

کیونکہ بے شک حماد بن سلمہ اور جریر نے عطاء بن السائب سے اختلاط کے بعد سنا ہے ایسا خلیل بن کیکلدي بن عبدالله العلائي نے کہا کہ اس کا ذکر عقیلی نے کیا کہ حماد بن سلمہ سے اختلاط کے بعد سنا ہے اور ابن القطان کہتے ہیں اور اسی طرح جریر... اھل بصرہ نے عطاء بن السائب سے آخری عمر میں عالم اختلاط میں اس سے سنا

اس بحث سے علم ہوا کہ حماد بن سلمہ اور جریر بن عبد الله نے عطاء بن السائب سے جو روایت کیا وہ متقدمین محدثین کے ہاں ضعیف سمجھا جاتا تھا - عطاء بن السائب نے سعید بن جبیر کی بات رفع کر کے ابن عباس تک پہنچا دی

اس روایت کی دو اور سندیں بھی ہیں - صحیح ابن خُزَيمة میں زِيَادُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ (امام علی المدینی کہتے ہیں اس سے روایت نہ کرو، ابو حاتم کہتے ہیں لاَ يُحْتَجُّ بِهِ ناقابل دلیل ہے، ابن حبان اس کی ایک روایت کو بَاطِلٌ کہتے ہیں - بخاری نے اگرچہ روایت لی ہے- ابن القيسراني کہتے ہیں یہ راوی کوئی چیز نہیں ہے) اور مُحَمَّدُ بْنُ مُوسَى الْحَرَشِيُّ (ابو داؤد ضعیف کہتے ہیں) نے بھی عطاء بن السائب سے روایت کیا ہے

سعید المقبری کے اختلاط کی مثال

إكمال تهذيب الكمال في أسماء الرجال کے مطابق

وفي كتاب الباجي عن ابن المديني: قال ابن عجلان: كانت عنده أحاديث سندها عن رجال عن أبي هريرة فاختلطت عليه فجعلها كلها عن أبي هريرة.

اور الباجی کی کتاب میں ابن المدینی سے روایت ہے کہ ابن عجلان نے کہا ان کے پاس احادیث تھیں جو عن رجال عن ابو ہریرہ سے تھیں ان کو جب اختلاط ہوا تو انہوں نے تمام کو ابو ہریرہ سے روایت کر دیا

قال يحيى القطان: "سمعتُ محمد بن عجلان يقولُ: كان سعيدٌ المقبري يُحَدِّث عن أبيه عن أبي هريرة، وعن رجل عن أبي هريرة، فاختلط عليَّ فجعلتها كلها عن أبي هريرة" الميزان (645/3):

یحیی القطان کہتے ہیں میں نے ابن عجلان کو سنا کہ سعید المقبری اپنے باپ سے اور وہ ابو ہریرہ سے روایت کرتے اور سعید ایک آدمی سے اور وہ ابو ہریرہ سے روایت کرتا لیکن جب سعید کو اختلاط ہوا تو سعید المقبری نے ان تمام روایات کو ابو ہریرہ سے روایت کر دیا

محدثین کا روایت کو بلا تصدیق سماع نقل کرنا

(تدلیس)

ایک دور میں روایت بیان کرنا بہت خوبی کی بات تھی خاص کر عراق میں لوگ ثقہ غیر ثقہ سب سے سن رہے تھے اور جب دوسرے سے روایت بیان کرتے تو اس کو چھپا لیتے کہ کس سے سنا ہے کیونکہ اس طرح ان کی اہمیت کم ہونے کا اندیشہ تھا

اس میں بہت سے مشہور لوگ یا راوی مبتلا تھے کوئی زیادہ کرتا تو کوئی کم

دلس کہتے ہیں دھوکہ کو کہ یہ راوی دھوکہ دیتا ہے مدلس ہے لہذا جب کہے عن اس سے تو چوکنہ ہو جاؤ یہ نام چھپا لیتا ہے- تحصیل علم کیسے ہوا اس کو اخبرنا یا اخبرنی یا حدثنی وغیرہ نہ کہا ہو تو یہ شک بڑھ جاتا ہے اس لئے اس میں اختلاف تھا کہ ان کی روایت مطلقا چھوڑ دی جائیں یا بعض لی جائیں-

حدیث المُعَنعَن

وہ حدیث جس کی سند فلانٌ عن فلان ہو - بعض کے نزدیک راوی کا سماع جب تک ثابت نہ ہو ، حدیث صحیح نہیں - اسی طرح بعض نے مجرد امکان ملاقات پر عن والی روایت کو صحیح لیا ہے

اگر مدلس راوی عن سے روایت کرے اور سماع معلوم نہ ہو تو حدیث کی صحت بعض کے نزدیک نہیں ہے -

حدیث کا حصول کس طرح ہوا یہ الفاظ سے معلوم کیا جاتا تھا مثلا

حدثنا فلاں- حدثنا مطلب جو شیخ سے سنا

اخبرنا فلاں- اخبرنا مطلب جو شیخ نے پڑھ کر سنایا

انبانا فلاں- انبانا مطلب جو شیخ نے پڑھا یا سنایا متقدمین کے مطابق - لیکن متاخرین کے نزدیک اس کا مطلب اجازہ ہے کہ انہوں نے اجازت دی کہ ان کی کتاب سے پڑھ دیا جائے

تحدیث کے الفاظ "حدَّثنا" ، "أخبرنا" ، "سَمِعتُ" امام بخاری و امام مالک کے نزدیک ایک ہیں بحوالہ الموقظة في علم مصطلح الحديث از الذهبی

فالحديثُ والخبرُ والنَّبأُ مُترادِفات. وأما المغاربة فيُطلقون: "أخبرَنا"، عَلَى ما هو إجازة، حتى إنَّ بعضهم يُطلقُ في الإجازة: "حدَّثَنا"! وهذا تدليس

الذهبی کے نزدیک اگر اجازہ پر بھی حدثنا بولا تو یہ تدلیس ہے

الموقظة في علم مصطلح الحديث میں الذهبی کہتے ہیں

ما رواه الرجلُ عن آخَر، ولم يَسمعه منه، أو لم يُدركه. فإن صَرَّح بالاتصال وقال: "حدَّثنا"، فهذا كذَّاب -

اگر ایک رجل کسی اور سے روایت کرے جس سے ملا نہ ہو یا سنا نہ ہو اور پھر حدثنا کہہ کر اتصال سند کی صراحت کر دے تو یہ کذاب ہے

موسوعة أقوال الإمام أحمد بن حنبل في رجال الحديث وعلله میں هشيم بن بشير بن القاسم کے ترجمہ میں ہے

.وقال عبد الله: سمعتُ أَبي يقول: كان هشيم يومًا يقول: حدثنا وأخبرنا، ثم ذكر أنه لم يسمع (2152)

عبد اللہ نے کہا میرے باپ نے کہا : هشيم بن بشير بن القاسم نے ایک دن روایت میں کہتے حدثنا اور أخبرنا پھر ذکر کرتے کہ انہوں نے یہ نہیں سنا

اسی طرح یہ کام سفیان ثوری کرتے تھے

قال أبي: هذين الحديثين الذي زعم يحيى أنه لم يسمع سفيان يقول فيهما: حدثنا، أو حدثني. «العلل» (1212)

احمد نے کہا یحیی القطان کا دعوی ہے کہ دو احادیث ہیں جو سفیان نے نہیں سنی ہیں لیکن ان میں حدثنا اور اخبرنا بولا ہے

محدثین متقدمین نے هشيم بن بشير بن القاسم یا سفیان ثوری پر کذاب کا حکم نہیں لگایا ہے جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ بڑے بڑے محدثین تدلیس کے مرض میں مبتلا تھے لیکن بعض کو چھوٹ دی گئی

إبراهيم بن جرير بن عبد الله البجليُّ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں

ابن عديٍّ: "يقول في بعض روايته: حدثني أبي .... وإنما قيل: إنه لم يسمع من أبيه، وأحاديثه مستقيمةٌ تُكتب عنه" فتعقبه الحافظُ بقوله: "إنما جاءت روايتُهُ عن أبيه بتصريح التحديث منه، من طريق داود بن عبد الجبار عنه. وداود ضعيفٌ، وقد نسبه بعضهم للكذب". بذل الإحسان 1/ 394

ابن عدی کہتے ہیں اس نے اپنے باپ سے روایت کیا ہے کہا ہے حدثني أبي ... اور کہا جاتا ہے کہ اس نے باپ سے نہیں سنا - ابن حجر نے کہا اس نے داود بن عبد الجبار ضعیف یا کذاب کے واسطہ سے سنا ہے

حسن بصری کثرت سے تدلیس کرتے - امام مسلم کہتے ہیں ان کا کسی بدری صحابی سے سماع نہیں ہے اور نثل النبال بمعجم الرجال میں أبي إسحاق الحويني کہتے ہیں

والصواب أن الحسن لم يسمع من أبي هريرة إلا أحرفًا يسيرة

ٹھیک یہ ہے کہ حسن کا سماع ابو ہریرہ سے بھی نہیں سوائے چند حروف کے

مدلس کے حدثنا سے کچھ ثابت نہیں ہوتا

متقدمین کے نزدیک اگر راوی سند میں حدثنی یا حدثنا کہہ رہا ہے تو گویا اس نے روایت سنی ہے - لیکن متاخرین نے علم حدیث کی کتب میں اس کا بھی انکار کر دیا ہے کہ کوئی ضروری نقطہ نہیں ہے – راوی حدثنا بول کر بھی وہ ہو سکتا ہے جس کی کبھی ملاقات ہی نہ ہوئی ہو – اس کی مثال ایک حدیث ہے جو صحیح بخاری میں ہے کہ دجال کے کیمپ میں ایک شخص کو لایا جائے گا – دجال اس کو قتل کرے گا، زندہ کرے گا – وہ مومن پلٹ کر بولے گا

أَشْهَدُ أَنَّكَ الدَّجَّالُ الَّذِي حَدَّثَنَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَدِيثَهُ،

میں گواہی دیتا ہوں کہ تو دجال ہے جس کی حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم سے بیان کی

اس متن سے معلوم ہوا کہ یہ شخص مجلس النبی میں حدیث براہ راست سن چکا تھا - امام مسلم کے ہم عصر محدثین نے اس جملہ سے یہ نتیجہ اخذ کیا یہ شخص خضر علیہ السلام ہیں جو پہلے مجلس النبوی میں آئے اور پھر کہا گیا ان کا دجال سے مقابلہ ہو گا لہذا امام مسلم کے شاگرد نے اس حدیث پر حکم دیا ہے کہ یہ خاص ہے یہ خضر ہیں

اس جملہ پر علم حدیث کی کتب میں بحث ہے کہ اس شخص نے ایسا کیوں کہا ؟ کیا اس شخص نے حدیث نبی سے سنی کہ بولا حدثنا رسول اللہ ؟ الشذا الفياح من علوم ابن الصلاح رحمه الله تعالى المؤلف: إبراهيم بن موسى بن أيوب، برهان الدين أبو إسحاق الأبناسي، ثم القاهري، الشافعي (المتوفى ٨٠٢ ھ) میں ہے

قال ابن القطان واعلم أن حدثنا ليست بنص في أن قائلها سمع1 ففي صحيح مسلم حديث الذي يقتله الدجال فيقول أنت الدجال الذي حدثنا به رسول الله صلى الله عليه وسلم - قال ومعلوم أن .ذلك الرجل متأخر الميقات. انتهى

.فيكون مراده حدث أمته وهو منها

.وقال معمر إنه الخضر وحينئذ فلا مانع من سماعه

ابن القطان نے کہا جان لو کہ حدثنا نص نہیں ہے کہ اس کے کہنے والے نے سنا بھی ہے - پس صحیح مسلم میں حدیث ہے کہ وہ جس کو دجال قتل کرے گا وہ کہے گا تو دجال ہے حدثنا به رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور معلوم ہے کہ یہ شخص رجل وقت میں بعد میں ہے انتھی ... اور معمر نے کہا یہ خضر ہے اور اس میں مانع نہیں ہے کہ سماع نہیں ہوا

شرح نخبة الفكر في مصطلحات أهل الأثر از ملا علی القاری میں ہے

ومِنَ الْمَعْلُوم أَن هَذَا الرجل لم يسمع من النَّبِي صلى الله تَعَالَى عَلَيْهِ وَسلم، وَإِنَّمَا يُرِيد ب: " حَدثنَا " جماعةَ الْمُسلمين. انْتهى

معلوم ہے کہ اس شخص نے نبی سے نہیں سنا اور اس کا ارادہ ہے حدثنا سے کہ اس نے مسلمانوں کی جماعت سے سنا

اس طرح علم حدیث کے بعض متاخر محققین کے نزدیک حدثنا کے لفظ سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ مدلس نے حدیث سنی ہے

صحیحین میں مدلس کی روایات

امام بخاری نے اپنے دو شیوخ سے تدلیس کی ہے

میزان میں ذھبی، عبداللہ بن صالح کے احوال میں بیان کرتے ہیں کہ

وقد روى عنه البخاري في الصحيح، على الصحيح، ولكنه يدلسه، يقول: حدثنا عبد الله ولا ينسبه، وهو هو

ان سے بخاری نے روایت کی اپنی صحیح میں، مگر انہوں نے تدلیس کی اور کہا کہ عبداللہ نے مجھ سے بیان کیا، مگر ان کا نسب نہیں بیان کیا کہ عبداللہ سے مراد یہ ہیں

اسی طرح الذھبی کے مطابق بخاری امام الذھلی سے بھی تدلیس کرتے تھے

ومحمد بن إسماعيل البخاري ، ويُدلِّسُهُ كثيراً لا يقول محمد بن يحيى بل يقول محمد فقط أو محمد بن خالد أو محمد بن عبدالله ، يَنسبهُ إلى الجدّ ، ويُعَمِّي اسمه ، لِمكانِ الواقع بينهما غفر الله لهما

اور محمد ابن اسماعیل بخار نے کثیر تدلیس کی۔ انہوں نے یہ نہیں کہا کہ محمد بن یحیی، بلکہ صرف محمد کہا یا محمد بن خالد یا محمد بن عبداللہ، دادا کی طرف منسوب کر دیا، اور نام چھپا دیا، جبکہ حقیقت اس کے درمیان تھی۔ اللہ ان کی مغفرت کرے

صحیحین میں مدلس سے روایت لی گئی ہے اور تحدیث کی تحقیق ہوئی یا نہیں واضح نہیں ہے

زبیر علی مقالات حدیث میں لکھتے ہیں

یاد رہے کہ صحیحین میں تدلیس مضر نہیں وہ دوسرے طرق سے سماع پر محمول ہے۔
(دیکھئے خزائن السنن ص ا حصہ اول، ازالۃ الریب ص ۲۳۷ از جناب سرفراز خان صفدر دیوبندی، حقائق السنن ص ۱۵۶، ۱۶۱، وغیرہ)

یہ دعوی بلا دلیل ہے اور صحیحین کی تمام روایات جن میں مدلس ہوں ان کی تحقیق ابھی تک نہیں کی گئی ہے کہ ان کو سماع پر محمول کیا جا سکے- بلکہ یہ بات علم حدیث میں معروف ہے کہ امام مسلم صرف امکان لقاء پر روایت لیتے ہیں نہ صرف یہ بلکہ بعض لوگوں سے امام مسلم نے روایت لے لی ہے جبکہ امام بخاری نے نزدیک ان کا سماع نہیں ہے

قتادہ کی روایات

كتاب التعديل والتجريح , لمن خرج له البخاري في الجامع الصحيح میں الباجی کہتے ہیں

وَمن ذَلِك حَدِيث قَتَادَة عَن أنس عَن النَّبِي صلى الله عَلَيْهِ وَسلم إِذا كَانَ ذَلِك من حَدِيث شُعْبَة وَسَعِيد بن أبي عرُوبَة وَهِشَام الدستوَائِي فَإِذا اتّفق الثَّلَاثَة عَن قَتَادَة فَلَا خلاف فِي صِحَة الحَدِيث وَإِذا اتّفق اثْنَان وَخَالَفَهُمَا ثَالِث فَالْقَوْل قَول الْإِثْنَيْنِ وَإِذا اخْتلفُوا نظر فِيهِ

اور اسی قسم کی روایات میں سے قتادہ کی انس سے ان کی نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت ہے اگر یہ حدیث شعبہ یا سعید بن ابی عروبہ یا هِشَام الدستوَائِي سے ہوں اور تینوں ائمہ کا اتفاق ہو قتادہ کی روایت پر تو پھر اس روایت کی صحت پر کوئی اختلاف نہیں ہے اور اگر دو کا اتفاق ہو اور تیسرا مخالفت کرے تو پھر اس میں نظر ہے

امام بخاری نے صحیح میں روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کچھ لوگوں کو اونٹ کا پیشاب پینے کا حکم کیا – لیکن دوسری اسناد سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ روایت قتادہ نے نہیں سنی- حمید نے کہا قتادہ نے بھی یہ حدیث بیان کی اور اس نے کہا ان کا پیشاب اور اس نے تو یہ حدیث انس سے اس دن سنی بھی نہیں تھی

كتاب العظمة کی روایت ہے

حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ، حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ سَعِيدٍ، حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ يَعْنِي ابْنَ رَاهَوَيْهِ، حَدَّثَنَا الْفَضْلُ بْنُ مُوسَى، عَنِ الْحُسَيْنِ بْنِ وَاقِدٍ، عَنْ مَعْمَرٍ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا فِي قَوْلِهِ: {وَجَعَلَ الْقَمَرَ فِيهِنَّ نُورًا} [نوح: 16] قَالَ: «وَجْهُهُ يُضِيءُ السَّمَاوَاتِ، وَظَهْرُهُ يُضِيءُ الْأَرْضَ

قتادہ ابن عبّاس سے روایت کرتے ہیں کہ چاند کا چہرہ آسمانوں کو روشن کرتا ہے اور اسکی پشت زمین کو روشن کرتی ہے

سند میں قتادہ مدلس ہے عن سے روایت کرتا ہے لہذا روایت ضعیف ہے

طاؤس کی روایات ابن عباس سے

طاووس بن کیسان کے لئے امام الکرابیسي (جو امام بخاری کے ہم عصر ہیں) کہتے ہیں اس نے عکرمہ سے لیا ہے اور ابن عباس سے ارسال کیا ہے- طاووس بن کیسان کا سماع ابن عباس سے نہیں جبکہ یہ مکہ کے ہیں لیکن ابو ہریرہ سے ہے جو ابن عباس سے بھی پہلے معاویہ کی خلافت میں فوت ہوئے

مسلم میں ہے کہ طاووس نے ابن عباس سے روایت کیا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور ابو بکر کے دور میں اور عمر کے دور میں شروع کے دو سال تک تین طلاق، ایک شمار کی جاتی تھی

امام مسلم نے اس کو صحیح سمجھا ہے جبکہ امام بخاری نے اس کو نقل نہیں کیا

الاعمش کی روایات

الاعمش کی تدلیس ضعیف راویوں مثلا حسن بن عمارہ وغیرہ سے ہوتی ہے

تفسیر الطبری ج ۲۳ ص ٥٢٤ میں ہے

حدثنا واصل بن عبد الأعلى، قال: ثنا محمد بن فُضَيل، عن الأعمش، عن أبي ظبيان، عن ابن عباس قال: "أوّل ما خلق الله من شيء القلم، فقال له: اكتب، فقال: وما أكتب؟ قال: اكتب القدر، قال فجرى القلم بما هو كائن من ذلك إلى قيام الساعة، ثم رفع بخار الماء ففتق منه السموات، ثم خلق النون فدُحيت الأرض على ظهره، فاضطرب النون، فمادت الأرض، فأُثبتت بالجبال فإنها لتفخر على الأرض

أبي ظبيان ، ابن عباس سے روایت کرتے ہیں سب سے پہلی چیز جو اللہ نے خلق کی وہ قلم ہے پس اس کو حکم دیا لکھ – قلم نے کہا کیا لکھوں ؟ فرمایا تقدیر لکھ پس قلم لکھنا شروع ہوا جو بھی ہو گا قیامت تک پھر اس کی سیاہی کے بخارت آڑ گئے جس سے آسمان بن گئے پھر النون کو تخلیق کیا جس پر زمین کو پھیلا دیا پھر النون پھڑکی جس سے زمین ڈگمگائی پس پہاڑ جما دیے

حصين بن جندب أبو ظبيان الجنبي کا سماع ابن عباس سے ثابت کہا جاتا ہے انہوں نے یزید بن معاویہ کے ساتھ القُسْطَنْطِيْنِيَّةَ پر حملہ میں شرکت کی - سند میں الأعمش ہے جو مدلس ہے اور اس بنیاد پر یہ روایت ضعیف ہے

الأعمش صحیحین کا بھی راوی ہے اور یہ مثال ہے کہ صحیحین کے راویوں کی تمام روایات صحیح نہیں ہیں

حدیث موضوع

حدیث موضوع یا حدیث باطل یا لا اصل کا مطلب گھڑی ہوئی ہے -

ما كان مَتْنُه مخالفاً للقواعد، وراويه كذَّاباً

وہ روایت جس کا متن قواعد کے خلاف ہو اور راوی کذاب ہو

ان روایات کی تعداد بہت ہے

محدث کا قیل (کہا جاتا ہے) کہنا

جزم یا تمریض

صیغة التمریض سے مراد (رُوِيَ) ، (يُروى) ، (ذُكِر) ، (بلغنا) ، (ورد) ،(جاء) ، (نقل) وغیرہ کے الفاظ ہیں[8]

صیغة تمریض متقدمین کے نزدیک استنباط احکام میں استعمال ہوتا ہے اور اس سے مراد صحیح حدیث بھی ہو سکتی ہے

مثلا امام الشافعی کتاب الام میں کہتے ہیں

وكل سهو في الصلاة نقصا كان، أو زيادة سهوًا واحدًا كان أم اثنين أم ثلاثة فسجدتا السهو تجزئ من ذلك كله قبل السلام وفيهما تشهد وسلام وقد روي عن رسول الله – صلى الله عليه وسلم – : ((أنه قام من اثنتين فسجد قبل السلام)) وهذا نقصان

[8] یہ تحقیق أحمد بن محمد بن خليل العماني کی ہے جو ملتقی اہل الحدیث سے لی گئی ہے

http://www.ahlalhdeeth.com/vb/showthread.php?t=336390

یہاں اس کے چیدہ نکات اور اختصار پیش خدمت ہے

اور ہر سہو نماز میں نقص پر ہے ... اور بلاشبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا گیا ہے کہ وہ دو رکعت پڑھ کر کھڑے ہوئے پس سلام سے پہلے سجدہ کیا اور یہ نماز میں نقص تھا

یہاں امام الشافعی نے قد روی کے الفاظ سے صیغۃ تمریض استعمال کیا ہے

اسی طرح کتاب الام میں امام الشافعی کہتے ہیں

قال: وإذا كان غرمه على المرتهن فهو من المرتهن لا من الراهن وهذا القول خلاف ما رُوي عن رسول الله صلى الله عليه وسلم

اس قول کے خلاف نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا جاتا ہے

یہاں بھی روی روایت کیا جاتا ہے

کتاب الام میں کہتے ہیں

وقد رُوِيَ عن رسول الله صلى الله عليه وسلم أنه قال : ((لأقضين بينكما بكتاب الله عز وجل)) ثم قضى بالنفي والجلد على البكر والنفي

اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا جاتا ہے کہ اپ نے فرمایا میں تمہارے درمیان کتاب اللہ سے فیصلہ کروں گا

یہ روایت صحیح بخاری و مسلم میں امام الشافعی کے نزدیک بھی ثابت ہیں لیکن انہوں نے صیغۃ تمریض استعمال کیا ہے

کتاب الام میں ہے

وظاهر القرآن يدل على أن كل ماء طاهر ، ماء بحر وغيره ، وقد روي فيه عن النبي صلى الله عليه وسلم حديث يوافق ظاهر القرآن في إسناده من لا أعرفه

كتاب الام " (6 / 157) :" فلما رُوي أن رسول الله – صلى الله عليه وسلم – كان يعلمهم التشهد في الصلاة ، ورُوي أن رسول الله – صلى الله عليه وسلم – علمهم كيف يصلون عليه في الصلاة لم يجز والله تعالى أعلم أن نقول: التشهد واجب والصلاة على النبي – صلى الله عليه وسلم – غير واجبة . ..." اهـ

... پس جب روایت کیا گیا ہے

اور یہ روایت صحیح بخاری کی ہے

کتاب الام میں ہے

وقد بلغنا أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال لمعاذ حين بعثه إلى اليمن مصدقًا : ((إياكم وكرائم أموالهم)) وفي كل هذا دلالة على أن لا يؤخذ خيار المال في الصدقة

اور ہم تک پہنچا ہے

یہ روایت صحیح بخاری و مسلم کی ہے

امام ترمذی کہتے ہیں

وقد رُوِيَ عن النبي صلى الله عليه وسلم أنه : « قرأ في الظهر قدر تنزيل السجدة

یہاں بھی تمریض ہے جبکہ یہ روایت صحیح مسلم ٤٥٢ رقم کی ہے

حزرنا قيامه في الركعتين الأوليين من الظهر قدر قراءة الم تنزيل السجدة

اسی طرح امام ترمذی صیغۃ تمریض میں ذکر کرتے ہیں

حديث أم الفضل في القراءة بالمرسلات في صلاة المغرب (308) : " ورُوي عن النبي صلى الله عليه وسلم أنه : ((قرأ في المغرب بالطور)) " اهـ .

جبکہ یہ حدیث صحیح ہے صحیح بخاری و مسلم کی ہے

مسند امام احمد میں امام احمد ایک روایت کو صیغۃ تمریض میں بیان کرتے ہیں پھر کہتے ہیں صحیح ہے

فقام رجل من أهل اليمن يقال له أبو شاه فقال يا رسول الله اكتبوا لي، فقال اكتبوا له .. " الحديث . قال أبو عبد الرحمن ليس يُروى في كتابة الحديث شيء أصح من هذا الحديث؛ لأن النبي صلى الله عليه وسلم أمرهم، قال : (اكتبوا لأبي شاه) ما سمع النبي صلى الله عليه وسلم خطبته

پس اہل یمن کا ایک شخص کھڑا ہوا جس کو ابو شاہ کہا جاتا تھا اس نے کہا اے رسول اللہ یہ میرے لئے لکھ دیں اپ نے حکم کیا اس کے لئے لکھ دو .. حدیث ابو عبد الرحمن نے کہا لیس یروی .... (یروی صیغۃ تمریض ہے) اس سے زیادہ صحیح حدیث کتاب میں نہیں

المسند احمد میں ہے (30 / 416) برقم (18470) : " عن البراء بن عازب : " أن نبي الله صلى الله عليه وسلم كان يقنت في صلاة الصبح والمغرب " ، قال أبو عبد الرحمن : ليس يُروى عن النبي صلى الله عليه وسلم أنه قنت في المغرب إلا في هذا الحديث

ابو عبد الرحمان نے یروی بول کر صیغۃ تمریض میں کہا مغرب کی نماز میں قنوت پر صرف یہی روایت ہے

اور یہ قنوت کی روایت صحیح مسلم کی ہے – یعنی صحیح روایت کو صیغۃ تمریض میں بیان کیا گیا ہے

کتاب اصول السنہ میں امام احمد کہتے ہیں

والإيمان بالرؤية يوم القيامة كما رُوي عن النبي صلى الله عليه وسلم من الأحاديث الصحاح

اور روز محشر رویت الباری پر ایمان لاو (صیغۃ تمریض کما روي) جیسا نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے صحیح احادیث میں آیا ہے

مسند احمد میں ایک روایت کو امام احمد رد کرتے ہیں جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی بیٹی زینب رضی اللہ عنہا کے نکاح کے حوالے سے ہے اس پر کہتے ہیں

والحديث الصحيح الذي رُوي أن النبي صلى الله عليه وسلم أقرهما على النكاح الأول

اور صحیح حدیث میں ہے (صیغة تمریض روي) روایت کیا جاتا ہے نبی سے کہ انہوں نے نکاح اول باقی رکھا

یعنی صحیح روایت کو بھی محدثین صیغة تمریض میں بیان کرتے تھے اور جب ضعیف کو بیان کرتے تو اس کی نشاندھی کر دیتے

بخاری کی معلق روایات پر ابن حجر فتح الباری میں کہتے ہیں

والحق أن هذه الصيغة لا تختص بالضعيف، بل قد تستعمل في الصحيح أيضًا ، بخلاف صيغة الجزم فإنها لا تستعمل إلا في الصحيح

اور حق یہ ہے کہ یہ صیغة ضعیف کے لئے خاص نہیں ہے بلکہ صحیح کے لئے بھی استعمال ہوتا ہے بخلاف صیغة جزم کے جو صرف صحیح کے لئے استعمال ہوتا ہے

امام بخاری صحیح میں کہتے ہیں

باب الجمع بين السورتين في الركعة .. ويُذكر عن عبد الله بن السائب : (قرأ النبي صلى الله عليه وسلم المؤمنون في الصبح، حتى إذا جاء ذكر موسى، وهارون – أو ذكر عيسى – أخذته سعلة فركع

باب ایک رکعت میں سورتیں جمع کرنا اور (صیغة تمریض یذکر) ذکر کیا جاتا ہے

اس روایت کی سند امام مسلم اور ابن خزیمہ کے نزدیک صحیح ہے اور انہوں نے اس کو صحیح میں بیان کیا ہے

امام بخاری نے اس طرح ایک دوسرے مقام پر صیغة تمریض مین کہا ویُذکر عن أبي موسى

باب ذكر العشاء والعتمة .. ويُذكر عن أبي موسى، قال: «كنا نتناوب النبي صلى الله عليه وسلم عند صلاة العشاء فأعتم بها

لیکن یہ روایت صحیح ہی میں ۸۹ ، ۲٤٦۸ رقم سے بیان بھی ہے

فتح الباری میں اس پر ابن حجر نے کہا

قوله ويذكر عن أبي موسى سيأتي موصولًا عند المصنف مطولا بعد باب واحد وكأنه لم يجزم به لأنه اختصر لفظه نبه على ذلك شيخنا الحافظ أبو الفضل .

اور ان کا قول ویذکر عن أبي موسی تو یہ موصول ہے مصنف کے نزدیک ... اور یہاں جزم سے نہیں کہا کیونکہ انہوں نے اس کو مختصر کر دیا ہے

اسی طرح باب میں امام بخاری نے کہا

باب الرقى بفاتحة الكتاب ويُذكر عن ابن عباس، عن النبي صلى الله عليه وسلم

یہاں بھی صیغة تمریض یذکر ہے

یہ روایت صحیح بخاری میں موجود ہے لیکن باب میں اختصار کی بنا پر صیغہ تمرض ہے

ان امثال سے ظاہر ہے کہ متقدمین صیغة تمریض صحیح روایات پر بھی استعمال کرتے تھے

متقدمین جب صیغة تمریض استعمال کرتے ہیں تو بعض اوقات ان کی مراد ضعیف روایت بھی ہوتی ہے لیکن وہ فورا اس کے بعد اس کے ضعف کی طرف اشارہ کرتے ہیں مثلا

ابو داود نے سنن ۱٤۸٥ میں کہا

روي هذا الحديث من غير وجه عن محمد بن كعب كلها واهية، وهذا الطريق أمثلها وهو ضعيف " أيضًا

اس طرح روایت کیا جاتا ہے محمد بن کعب سے جو تمام واہیات طرق ہیں اور یہ طرق ایسا ہی ہے اور یہ بھی ضعیف ہے

اور امام البخاري نے صحیح میں (1 / 169) کہا

ويُذكر عن أبي هريرة، رفعه « لا يتطوع الإمام في مكانه ولم يصح

اور ابو ہریرہ سے ذکر کیا جاتا ہے ... جو صحیح نہیں

صحیح میں امام بخاری نے کہا

ويُذكر عن ابن عباس: « أن جلساءه شركاء » ولم يصح

ایسا ابن عباس سے ذکر کیا جاتا ہے .. جو صحیح نہیں

یہاں محدثین نے صیغۃ تمریض استعمال کیا ہے لیکن ساتھ ہی اس کے ضعف کا حوالہ دیا ہے اور اوپر کتاب الام کے حوالہ جات ہیں جن میں امام الشافعی نے

صحیح روایت کو بھی صیغۃ تمریض میں بیان کیا ہے

النكت الوفية بما في شرح الألفية از البقاعی کے مطابق

قولهُ: (استعمالها في الضعيفِ أكثرُ) (5) وكذا تعبيرُ ابنِ الصلاحِ بقولهِ: ((لأنَّ مثلَ هذهِ العباراتِ تستعملُ في الحديثِ الضعيفِ أيضاً)) (6) يدفعُ الاعتراضَ بأنَّ البخاريَّ قد يخرجُ ما صحَّ بصيغةِ التمريضِ، كقولهِ في بابِ الرُّقَى بفاتحةِ الكتابِ: ((ويذكرُ عنِ ابنِ عباسٍ، عن النبي – صلى الله عليه وسلم -)) (7) في الرقى بفاتحةِ الكتابِ معَ أنَّهُ أسندَ

قول اس صیغہ کا استعمال اکثر ضعیف کے لئے ہوتا ہے اور یہ ابن الصلاح کی تعبیر ہے قول سے کہ اس قسم کی عبارات کا استعمال حدیث میں ضعیف پر بھی ہوتا ہے یہ اس اعتراض کو دفع کرتا ہے کہ بےشک امام بخاری نے صحیح روایت کی تخریج کی ہے صیغہ تمریض سے جیسا کہ باب فاتحہ سے دم کرنے میں ہے بذکر عن ابن عباس اور یہ ان کی کتاب میں سندا بھی ہے

كتاب النكت على مقدمة ابن الصلاح از الزركشي الشافعي (المتوفى: 794هـ) کے مطابق

كَذَلِكَ نَازع فِيهِ الشَّيْخ عَلَاء الدّين مغلطاي – رَحمَه الله تَعَالَى -[قَالَ] فَإِنَّا نجد البُخَارِيّ فِي مواضيع يَأْتِي بِصِيغَة الْجَزْم وَهِي ضَعِيفَة من خَارج وَيَأْتِي بِصِيغَة التمريض وَهِي صَحِيحَة مخرجة فِي كِتَابه

اسی طرح نزاع کیا ہے مغلطاي نے الله رحم کرے کہا ہم صحیح بخاری میں پاتے ہیں بعض مقام پر کہ صیغہ جزم ہے اور روایت صحیح سے باہر کی کتب میں ضعیف ہے اور صیغہ تمریض بخاری نے استعمال کیا ہے اور روایت صحیح ہے جو ان کی کتاب میں موجود نہیں ہے

متاخرین کے نزدیک تدریب الراوی از السیوطي کے مطابق صیغة تمریض ضعیف روایت کے صیغہ ادا کے حوالے سے استعمال ہوتا ہے
وإذا أردت رواية الضعيف بغير إسناد، فلا تقل: قال رسول الله – صلى الله عليه وسلم – كذا، وما أشبهه من صيغ الجزم) بأن رسول الله – صلى الله عليه وسلم – قاله، (بل قل: روي) عنه (كذا، أو بلغنا) عنه (كذا، أو ورد) عنه (، أو جاء) عنه كذا (، أو نقل) عنه كذا

جب کوئی ضعیف روایت بغیر اسناد نقل کرنا ہو تو بالجزم یوں نہیں کہنا چاہیئے کہ رسول اللہ ﷺ (یا فلاں نے) یوں کہا ، بلکہ یوں کہنا چاہئے کہ روایت کیا گیا یا ہمیں یہ بات پہنچی یا یوں وارد ہے یا ایسے نقل کیا جاتا ہے جیسے صیغے استعمال کرنا لازم ہیں (تدریب جلد اول ص۳۵۰)

نووی مجموع میں کہتے ہیں

قال العلماء المحققون من أهل الحديث وغيرهم : إذا كان الحديث ضعيفاً لا يقال فيه قال رسول الله صلى الله عليه وسلم أو فعل أو أمر أو نهى أو حكم ، وما أشبه ذلك من صيغ الجزم ، وكذا لا يقال فيه رَوى أبو هريرة أو قال أو ذكر أو أخبر أو حدث أو نقل أو أفتى وما أشبهه ، وكذا لا يقال ذلك في . التابعين ومن بعدهم فيما كان ضعيفاً فلا يقال في شيء من ذلك بصيغة الجزم

وإنما يقال في هذا كله رُوِيَ عنه أو نُقل عنه أو حُكِي عنه أو جاء عنه أو بلغنا عنه أو يقال أو يذكر أو يحكى أو يروى أو يرفع أو يعزى ، وما أشبه ذلك من صيغ التمريض وليست من صيغ الجزم . قالوا . فصيغ الجزم موضوعة للصحيح أو الحسن ، وصيغ التمريض لما سواهما

وذلك أن صيغة الجزم تقتضي صحته عن المضاف إليه ، فلا ينبغي أن يطلق إلا فيما صح وإلا فيكون الإنسان في معنى الكاذب عليه . وهذا الأدب أخل به المصنف ، وجماهير الفقهاء من أصحابنا وغيرهم ، بل جماهير أصحاب العلوم مطلقاً ما عدا حذاق المحدثين؛ وذلك تساهل قبيح، فإنهم يقولون كثيراً . في الصحيح : رُوِيَ عنه ، وفي الضعيف : قال وروى فلان ، وهذا حيد عن الصواب " اهـ

اہل حدیث کے علماء محققین اور دیگر کہتے ہیں کہ جب حدیث ضعیف ہو تو اس میں نہیں کہا جائے گا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا یا کیا یا امر دیا یا منع کیا یا حکم کیا اور اسی طرح کے جزم کے صیغے- اور اسی طرح نہیں کہا جائے گا کہ ابو ہریرہ نے روایت کیا یا کہا یا ذکر کیا یا خبر دی یا روایت کیا یا نقل کیا یا فتوی دیا اور اسی طرح ، اور نہیں کہا جائے گا کہ تابعین اور ان کے بعد والوں نے ایسا کہا اس میں جو ضعیف روایت ہو پس اس میں کسی چیز پر جزم کا صیغہ نہیں کہا جائے گا اور یہ صیغہ ان تمام پر کہا جائے گا جو ان سے روایت کیا گیا یا نقل کیا گیا یا حکایات کیا گیا یا ان سے آیا یا ہم تک پہنچا ان سے یا کہا جاتا ہے یا ذکر کیا جاتا ہے یا حکایت کیا جاتا ہے یا روایت کیا جاتا ہے یا رفع کیا جاتا ہے اور اسی طرح اور جو صیغہ تمریض سے ہوں نہ کہ صیغہ جزم سے- کہتے ہیں صحیح اور حسن پر صیغہ جزم لگے اور ان سے سوا جو ہوں ان پر صیغہ تمریض اور یہ اس لیے کہ صیغہ جزم تقاضی کرتا ہے مضاف الیہ کی صحت ہو پس ہونا چاہیے کہ اس کا اطلاق سوائے اس کے جو صحیح ہو

ابن المنذر کے حوالے سے النووی نے کتاب تهذيب الأسماء واللغات میں دعوی کیا کہ

وله عادات جميلة في كتابه الإشراف، أنه إن كان في المسألة حديث صحيح، قال: ثبت عن النبى - صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ - كذا، أو صح عنه كذا، وإن كان فيها حديث ضعيف قال: روينا، أو يروى عن - النبى - صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

أبو بكر محمد بن إبراهيم بن المنذر النيسابوري (المتوفى: 319هـ) کی اچھی عادتوں میں سے ہے کہ اگر کسی مسئلہ میں حدیث صحیح ہو تو کہتے ہیں یہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے اس طرح یا صحیح ہے ان سے اس طرح اور اگر حدیث ضعیف ہو تو کہتے ہیں ہم سے روایت کیا گیا ہے یا نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا گیا ہے

جبکہ النووی کی بات صحیح نہیں ہے کتاب الإشراف على مذاهب العلماء میں ابن المنذر ایک مقام پر کہتے ہیں

روينا عن النبى - صلى الله عليه وسلم - أنه نهى عن الاختصار في الصلاة. وكره ذلك ابن عباس، .وعائشة، ومجاهد، والنخعى، وأبو مجلز، ومالك، والأوزاعى، وإسحاق، وأصحاب الرأي

نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا جاتا ہے کہ انہوں نے نماز میں اختصار سے منع کیا اور اس سے کراہت کی ابن عباس، وعائشة، ومجاهد، والنخعى، وأبو مجلز، ومالك، والأوزاعى، وإسحاق، وأصحاب الرأي نے

اس طرح کتاب میں کہا

روينا عن النبي- صلى الله عليه وسلم – أنه أمر بقتل الأسودين في الصلاة الحية والعقرب

نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا جاتا ہے کہ اپ نے نماز میں بچھو اور سانپ قتل کرنے کا حکم کیا

عصر کی نماز کے لئے ابن المنذر نے کہا

وقد روينا عن النبي- صلى الله عليه وسلم – أخباراً تدل على صحة هذا القول

اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا گیا ہے خبریں جو اس قول کی صحت پر دلالت کرتی ہیں

واختلفوا فيما يقرأ به في صلاة الجمعة، فكان الشافعي، وأبو ثور، يقولان بحديث: (ح 331) أبي هريرة رضي الله عنه أنه كان يقرأ سورة الجمعة، وإذا جاءك المنافقون، ويروى ذلك عن النبي – صلى – الله عليه وسلم

نبی صلی اللہ علیہ وسلم جمعہ کی نماز میں سورہ المنافقون پڑھتے تھے ایسا ان سے روایت کیا جاتا ہے

یہ حدیث صحیح ہے

ابن المنذر نے اپنی کتاب میں کہا

روي عن ابن عباس أن رسول الله- صلى الله عليه وسلم – جمع بين الظهر والعصر وبين المغرب والعشاء في غير خوف ولا مطر، قيل لابن عباس: لم فعل ذلك، قال أراد أن لا يحرج أمته.

ابن عباس سے روایت کیا گیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ میں ظہر عصر کو جمع کیا اور مغرب و عشاء کو جمع کیا بغیر خوف اور سفر اور بارش کے

لیکن یہ بھی کہا
ثبت عن رسول الله – صلى الله عليه وسلم – أنه جمع بالمدينة بين الظهر والعصر وبين

المغرب والعشاء في غير خوف ولا سفر
اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے کہ یہ بغیر خوف اور سفر ہوا

یعنی ثابت اس وقت بولا جب تحقیق سے ایک بات صحیح ثابت ہو گئی

جبکہ صحیح مسلم میں ہے
وحَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، وَأَبُو كُرَيْبٍ، قَالَا: حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ، ح وحَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ، وَأَبُو سَعِيدٍ الْأَشَجُّ، وَاللَّفْظُ لِأَبِي كُرَيْبٍ، قَالَا: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ، كِلَاهُمَا عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ حَبِيبِ بْنِ أَبِي ثَابِتٍ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: «جَمَعَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَ الظُّهْرِ وَالْعَصْرِ، وَالْمَغْرِبِ وَالْعِشَاءِ بِالْمَدِينَةِ، فِي غَيْرِ خَوْفٍ، وَلَا مَطَرٍ
یہ کام بغیر خوف اور بارش کیا گیا

معلوم ہوا کہ ابن المنذر کے نزدیک صحیح مسلم کی یہ حدیث ثابت ہی نہیں ہے کیونکہ اس میں بارش کا لفظ ہے

امام بیہقی نے بھی صیغہ تمریض میں روایت کو صحیح کہا ہے مثلا کتاب مختصر خلافیات البیهقي
از أحمد بن فَرح کے مطابق امام بیہقی سے علی رضی اللہ عنہ نے فاتحہ خلف الامام پر کہا چپ رہو اس پر بیہقی نے کہا
وَقد روينَا عَن عَليّ رَضِي الله عَنهُ ضد هَذَا، وَأما الْمَوْقُوف الَّذِي رُوِيَ عَن عَليّ رَضِي الله عَنهُ فَإِنَّمَا رُوِيَ بأسانيد واهية لَا يَصح شَيْء من ذَلِك فقد صَحَّ عَن عَليّ رَضِي الله عَنهُ " أَنه كَانَ يَأْمر بِالْقِرَاءَةِ خلف الإِمَام
اور علی سے اس کے بر خلاف روایت کیا گیا ہے .... انہوں نے امام کے پیچھے قرات کا حکم دیا

یعنی النووی کی بات مطلقا صحیح نہیں

متاخرین کے نزدیک صیغہ تمریض صرف ضعیف پر استعمال ہونا چاہیے

جبکہ جیسا تحقیق سے ثابت ہوا تین قرون میں اس کی مثال موجود ہے کہ صحیح روایت کو بھی صیغہ تمریض میں بیان کیا جاتا تھا

بعض اشکالات و سوالات

وہ راوی جس پر جرح نہ ہو کیا ثقہ ہے ؟

جواب

جمہور محدثین کے نزدیک وہ راوی جس پر نہ جرح و نہ تعدیل وہ مجہول ہے البتہ محدثین میں امام حاکم نے اس کی روایت کی تصحیح کی ہے اور امام ابن حبان نے ان کو ثقات میں شمار کیا ہے اور امام الذہبی نے بھی ثقہ کہا ہے ، ابن حجر نے ان کو مستور یا مقبول بولا ہے

الموقظة في علم مصطلح الحديث از الذہبی میں ہے

الثقة: مَن وثَّقَه كثيرٌ، ولم يُضعَّف. ودُونَه: مَن لم يُوَثَّق ولا ضُعِّف. فإن خُرِّج (2) حديثُ هذا في "الصحيحين"، فهو مُوَثَّق بذلك. وإن صَحَّح له مثلُ الثقة فجيِّدٌ أيضاً. وإن صَحَّحَ له كالدارقطنيِّ والحاكم، فأقلُّ أحوالهِ: حُسْنُ حديثه-وقد اشتَهَر عند طوائف من المتأخرين إطلاقُ اسم "الثقة" عَلَى: مَن لم يُجْرَح، مع ارتفاع الجهالةِ عنه. وهذا يُسمَّى: "مستوراً"، ويُسمىَّ: "محلهُّ الصدق"، ويقال فيه: "شيخ".

ثقہ - اور بہت سوں کو ثقہ قرار دیا گیا ہے جن کی تضعیف نہیں کی گئی اور ان کے علاوہ وہ ہیں جن کی نہ توثیق ہے نہ تضعیف ہے پس اگر ان میں سے کسی کی حدیث صحیحین میں ہو تو وہ پھر یہ ثقاہت ہے اور اگر اس کی روایت کی تصحیح ترمذی یا ابن خزیمہ نے کی ہو تو یہ جید ہیں اور اگر دارقطنی و حاکم نے تصحیح کی ہو تو پھر یہ حسن الحدیث ہے اور متاخرین میں ثقہ وہ ہے جس پر جرح نہ ہو جہالت ختم ہو جانے کے بعد اور اسکو مستور بھی کہا جاتا ہے اور محلہ صدق بھی اور شیخ بھی

راقم کہتا ہے یہ آٹھویں صدی کی جدت پسندی ہے – اس سے قبل ثقہ کی یہ تعریف کسی نے نہیں کی - ثقہ وہ ہے جس کی تعدیل پر کلمہ موجود ہو

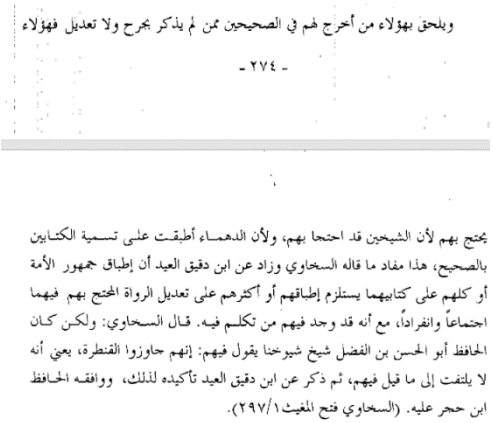

ويلحق بهؤلاء من أخرج لهم في الصحيحين ممن لم يذكر بجرح ولا تعديل فهؤلاء

- ٢٧٤ -

دراسات في منهج النقد عند المحدثين

الدكتور محمد علي قاسم العمري

يحتج بهم لأن الشيخين قد احتجا بهم، ولأن الدهماء أطبقت على تسمية الكتابين بالصحيح، هذا مفاد ما قاله السخاوي وزاد عن ابن دقيق العيد أن إطباق جمهور الأمة أو كلهم على كتابيهما يستلزم إطباقهم أو أكثرهم على تعديل الرواة المحتج بهم فيهما اجتماعاً وانفراداً، مع أنه قد وجد فيهم من تكلم فيه. قال السخاوي: ولكن كان الحافظ أبو الحسن بن الفضل شيخ شيوخنا يقول فيهم: إنهم حاوزوا القنطرة، يعني أنه لا يلتفت إلى ما قيل فيهم، ثم ذكر عن ابن دقيق العيد تأكيده لذلك، ووافقه الحافظ ابن حجر عليه. (السخاوي فتح المغيث ١/٢٩٧).

دار النفائس للنشر والتوزيع - الأردن

ابو الحسن بن الفضل جو ہمارے استادوں کے استاد ہیں انہوں نے اس رجحان کو غلط قرار دیا کہ صحیحین میں کسی سے روایت لینا جس پر جرح و تعدیل نہ ہو اس کو ثقاہت سمجھا جائے

أبوعبدالرحمن مقبل بن هادي الوادعي اس سوال کا جواب دیا

عن الرجل المحدّث المشهور بالطّلب، ولم يذكر فيه جرح ولا تعديل، ذكر صاحب "فتح المغيث" أن الرجل إذا كان مشهورًا بالطلب، ولم يأت فيه جرح ولا تعديل أنّهم يقبلونه، وهكذا الإمام الذهبي رحمه الله تعالى، لكن صاحب "فتح المغيث" مثّل بالإمام مالك رحمه الله تعالى، فالإمام مالك مشهور بالطلب وقد وثّق فإذا حصل من هذا النوع وكان مشهورًا بالطلب وتتلمذ له معاصروه مثل: يحيى بن سعيد القطان، أو يحيى بن معين، أو الأئمة من أمثالهما فيقبل، وإن لم يأت فيه جرح ولا تعديل، لأنه لو كان ضعيفًا لضعّف، والأصل في المسلمين هو العدالة، ولكنه يضاف إلى العدالة الحفظ -لا بد من معرفة الحفظ- إلا أنه لو كان مخلّطًا لصاحوا به، فهذا مستقيم إن شاء الله تعالى، ولا يقدح فيه أنّهم يشترطون العدالة ويشترطون الضبط، لو لم يكن عدلاً لما تتلمذ له، لا أقول: إنه لو لم يكن عدلاً لما تتلمذ له مثل يحيى وغيره، فإنّهم قد تتلمذوا للعدل ولغيره، فقد قال بعضهم: إننا نسمع الحديث للفائدة ونسمعه للنظر في حال صاحبه، لكن أقول: لو كان مخلطًا أو كان ليس بثقة لصاح به مثل يحيى بن معين، ومثل يحيى بن سعيد القطان، وهكذا الإمام أحمد والبخاري، والله أعلم

موطا میں بعض اہل مدینہ سے امام مالک نے روایت نہیں لی؟
لیکن صحیحین میں روایت لی گئی ہے ؟
جواب

کتاب الجامع في العلل ومعرفة الرجال لأحمد بن حنبل کے مطابق

حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ، قَالَ: حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ سُفْيَانَ الْفَارِسِيُّ، بِفَسَا، قَالَ: حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ أَبُو الْمُنْذِرِ الْحِزَامِيُّ، قَالَ: حَدَّثَنِي مَعْنُ بْنُ عِيسَى، قَالَ: كَانَ مَالِكٌ يَقُولُ: لَا يُؤْخَذُ الْعِلْمُ مِنْ أَرْبَعَةٍ، وَيُؤْخَذُ مِمَّنْ سِوى ذَلِكَ لَا يُؤْخَذُ مِنْ سَفِيهٍ مُعْلِنٍ بِالسَّفَهِ , وَإِنْ كَانَ أَرْوَى النَّاسِ، وَلَا يُؤْخَذُ مِنْ كَذَّابٍ يَكْذِبُ فِي أَحَادِيثِ النَّاسِ، إِذَا جُرِّبَ ذَلِكَ عَلَيْهِ , وَإِنْ كَانَ لَا يُتَّهَمُ أَنْ يَكْذِبَ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَلَا مِنْ صَاحِبِ هَوَى يَدْعُو النَّاسَ إِلَى هَوَاهُ، وَلَا مِنْ شَيْخٍ لَهُ فَضْلٌ وَعِبَادَةٌ إِذَا كَانَ لَا يَعْرِفُ مَا يُحَدِّثُ بِهِ.
قَالَ إِبْرَاهِيمُ: فَذَكَرْتُ هَذَا الْحَدِيثَ لِمُطَرِّفِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ الْيَسَارِيِّ، فَقَالَ: لَا أَدْرِي مَا هَذَا , وَلَكِنْ أَشْهَدُ لَسَمِعْتُ مَالِكَ بْنَ أَنَسٍ , يَقُولُ: لَقَدْ أَدْرَكْتُ بِهَذَا الْبَلَدِ , يَعْنِي الْمَدِينَةَ , مَشْيَخَةً لَهُمْ فَضْلٌ , وَصَلَاحٌ , وَعِبَادَةٌ، يُحَدِّثُونَ، مَا سَمِعْتُ مِنْ وَاحِدٍ مِنْهُمْ حَدِيثًا قَطُّ، فَقِيلَ لَهُ: وَلِمَ يَا أَبَا عَبْدِ اللَّهِ؟ قَالَ: لَمْ يَكُونُوا يَعْرِفُونَ مَا يُحَدِّثُونَ

إِبْرَاهِيمُ أَبُو الْمُنْذِرِ الْحِزَامِيُّ کہتے ہیں کہ نے بیان کیا کہ امام مالک نے کہا کرتے ان چار سے علم مت لو جو اسراف کرے چاہے لوگ اس سے روایت کریں اور نہ جھوٹے سے روایت لو ... اور خواہش کے پیچھے جانے والے سے روایت مت لو اور بڈھے سے روایت نہ لو جو حدیث کو نہیں جانتا ہو لیکن عبادت والا ہو - ابو منذر نے کہا میں نے مطرف سے اس کا ذکر کیا انہوں نے کہا میں اس کو نہیں جانتا لیکن میں نے امام مالک سے سنا میں نے اپنے اس شہر یعنی مدینہ میں بہت سارے اہل فضل،نیکوکاراورعبادت گزار بزرگوں کو پایا جو حدیث بیان کرتے ہیں لیکن میں نے ان میں سے کسی سے بھی کبھی کوئی حدیث نہیں لی (نہیں لکھی)،مطرف نے سوال کیا :اے ابو عبداللہ ایسا کیوں؟ تو امام مالک رحمہ اللہ نے فرمایا :اس لے کہ وہ یہ نہیں جانتے تھے کہ .وہ کیا بیان کر رہے ہیں

کیا شیعہ کا مطلب ہے علی کا ساتھی؟

ائمہ جرح و تعدیل جب کسی راوی کو شیعہ کہتے ہیں اس سے کیا ان کی مراد علی کا خاص ساتھی ہوتی ہے ؟

جواب یہ مفروضہ زمانہ حال کے کچھ غیر مقلدین کا ہے

ابن حجر کے حوالے سے کہا جاتا ہے کہ

محدثین کی اصطلاح میں شیعہ اسے کہتے ہیں جو علی رضی اللہ عنہ سے محبت رکھتا ہو اور (دیگر) صحابہ کرام رضی اللہ عنہ سے انہیں افضل سمجھتا ہواور جو انہیں ابو بکر رضی اللہ عنہ اور عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے بھی افضل مانتا ہو تو وہ " غالی شیعہ" ہے اور اس پر رافضی کا اطلاق ہو گا اور اگر ایسا نہ ہو تو اس پر شیعہ کا اطلاق ہو گا"(ھدی الساری مقدمۃ فتح الباری ص۴۵۹

تہذیب التہذیب از ابن حجر ترجمہ ابان بن تغلب	ھدی الساری مقدمۃ فتح الباری از ابن حجر
فالتشيع في عرف المتقدمين هو اعتقاد تفضيل علي على عثمان, وأن عليا كان مصيبا في حروبه وأن مخالفه مخطئ مع تقديم الشيخين وتفضيلهما, وربما اعتقد بعضهم أن عليا أفضل الخلق بعد رسول الله -صلى الله عليه آله وسلم-, وإذا كان معتقد ذلك ورعا دينا صادقا مجتهدا فلا ترد روايته بهذا, لا سيما إن كان غير داعية, وأما التشيع في عرف المتأخرين فهو الرفض المحض فلا تقبل رواية الرافضي الغالي ولا كرامة	والتشيع محبَّة على وتقديمه على الصحابة فَمن قدمه على أبي بكر وَعمر فَهُوَ غال فِي تشيعه وَيُطلق عَلَيْهِ رَافِضِي وَإِلَّا فشيعي فَإِن انضاف إِلَى ذَلِك السب أَو التَّصْرِيح بالبغض فغال فِي الرَّفْض وَإِن اعْتَقد الرّجْعَة إِلَى الدُّنْيَا فأشد فِي الغلو اور تشیع (شیعیت) کا مطلب ہے جو علی سے محبت کرتا ہواور ان کواور (دیگر) صحابہ کرام سے افضل سمجھتا ہواور جو انہیں ابو بکر اور عمر سے بھی افضل مانتا ہو تو وہ غالی شیعہ ہے اور اس پر رافضی کا اطلاق ہو گا اور اگر ایسا نہ ہو تو اس پر شیعہ کا اطلاق ہو گا پس جب اس پر اسکا اضافہ کیا جائے یا بعض پر اس کی تصریح کی

پس تشیع (شیعیت) کا مطلب متقدمین کے نزدیک علی کی عثمان پر فضیلت کا اعتقاد رکھنا ہے، اور یہ کہ بے شک علی اپنی جنگوں میں حق پر تھے اور انکے مخالف غلطی پر، ساتھ ہی شیخین (ابو بکر اور عمر) کی فضیلت کا اعتقاد رکھنا، اور ان میں سے بعض کا کبھی یہ اعتقاد رکھنا کہ علی، نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد افضل مخلوق ہیں اور اگر یہ عقیدہ ہو اور وہ شیعہ راوی مجتہد، دین میں صادق ہو تو اس وجہ سے اس کی روایت رد نہیں کی جائے گی، خاص طور سے اگر داعی نہ ہو، اور تشیع متاخرین کے نزدیک محض رفض ہے پس اس رافضی ، غالی کی نہ روایت لی جائے اور نہ کوئی عزت کی جائے	جائے تو رفض میں غالی ہو گا اور اگر رجعت کا عقیدہ رکھے تو یہ غلو میں تشدد ہے
شیعہ وہ ہے جو :نتیجہ عثمان پر علی کی فضلیت کا اعتقاد رکھے	نتیجہ:جو علی سے محبت کرے وہ شیعہ ہے اور**غالی شیعہ یا رافضی** وہ ہے جو ابو بکر اور عمر پر علی کی فضلیت کا اعتقاد رکھے

بعض لوگ ابن حجر کی بات سے یہ کہنا چاہتے ہیں کہ التابعین میں غالی شیعہ نہ تھے. حالانکہ خود متقدمین شیعہ کے لئے ابن حجر نے تہذیب التہذیب میں غالی کا اطلاق کیا ہے

الذہبی کے نزدیک التابعین میں بھی غالی شیعہ تھے. الذہبی سیر الاعلام النبلاء میں کہتے ہیں

ان البدعة على ضربين: فبدعة صغرى كغلو التشيع، أو كالتشيع بلا غلو ولا تحرف، فهذا كثير في التابعين وتابعيهم مع الدين والورع والصدق. فلو رد حديث هؤلاء لذهب جملة من الآثار النبوية، وهذه مفسدة بينة. ثم بدعة كبرى، كالرفض الكامل والغلو فيه، والحط على أبي بكر وعمر رضي الله .عنهما، والدعاء إلى ذلك، فهذا النوع لا يحتج بهم ولا كرامة
بدعت دو طرح کی ہیں: بدعت صغری جیسے تشیع میں غلو یا تشیع بغیر غلو اور انحراف، پس ایسے بہت سے التابعین اور تبہ التابعین ہیں اپنے صدق اور پرہیزگاری اور دینداری کے ساتھ پس ان کی روایت رد کی جائے تو بہت سا سرمایہ حدیث ضائع ہونے کا اندیشہ ہے، اوربدعت کبریٰ ہے جسے رفض کامل اور اس میں غلو، اور ابوبکر اور عمر کو (علی سے) کم کرنا اور اس کی طرف دعوت دینا پس ایسے راویوں کی روایت سے دلیل نہ لی جائےاور نہ عزت کی جائے
نتیجہ:غالی شیعہ یا رافضی وہ ہے جو ابو بکر اور عمر پر علی کی فضلیت کا اعتقاد رکھے

تاریخ ابن خلدون ج ۲ ص ۲۹۹ کے مطابق رفض کا لفظ زید بن علی (المتوفی ۱۲۲ ھ) نے سب سے پہلے شیعوں کے لئے استعمال کیا. شیعوں نے زید بن علی سے پوچھا کہ آپ کی ابو بکر اور عمر کے بارے میں کیا رائے ہے. انہوں نے کہا کہ ہم ان سے زیادہ امارت کے حقدار تھے لیکن انہوں نے یہ حق ہم سے چھین لیا لیکن یہ کام کفر تک نہیں پہنچتا. اس پر شیعوں نے ان کو برا بھلا کہا اور جانے لگے. زید نے کہا

رفضونی تم نے مجھے چھوڑ دیا

اسی وقت سے شیعہ رافضیہ کے نام سے موصوف ہوئے

زید بن علی سے پہلے شیعہ چاہے سبائی ہو یا غالی یا غیر غالی سب کو شیعہ ہی بولا جاتا رہا اور یہ انداز جرح و تعدیل کے ائمہ کا ہے اس کی متعدد مثالیں ہیں مثلا

عبد الله بن شريك العامري الكوفي کے لئے ابن حجر تہذیب التہذیب میں لکھتے ہیں
وقال ابن حبان في الضعفاء كان غاليا في التشيع: ابن حبان کہتے ہیں ضیف راویوں میں ہیں اور تشیع میں غالی تھے

وقال أبو الفتح الأزدي من أصحاب المختار: اور أبو الفتح الأزدي انکو اصحاب مختار (الثقفی) کہتے ہیں

مختار الثقفی ایک غالی شیعہ تھا اور اس کے اصحاب کو متقدمین شیعہ غالی میں شمار کیا جاتا ہے. لہذا بعض کا یہ کہنا کہ متقدمین میں غیر غالی شیعہ کوصرف شیعہ بولا جاتا تھا سراسر غلط ہے

عمرو بن ثابت کے لئے جو سنن ابی داود کے راوی ہیں ابی داود، سنن میں کہتے ہیں
قال أبو داود: كان عمرُو بن ثابث رافضياً، وذكره عن يحيى بن معين، ولكنه كان صدوقاً في الحديث

أبو داود کہتے ہیں : عمرو بن ثابت رافضی ہے اور یحیی بن معین نے اسکا ذکر کیا ہے لیکن حدیث میں صدوق ہے

سؤالات أبي عبيد الآجري أبا داود السجستاني في الجرح والتعديل میں الاجری ، ابی داود سے پوچھتے ہیں

سألت أبا دَاوُد عَن عَمرو بْن ثَابت فَقَالَ: "كَانَ رَجُلَ سَوءٍ: عمروبن ثابت برا آدمی تھا

مخول بن راشد جو سنن ابی داود کے راوی ہیں ، کے لئےالاجری کہتے ہیں کہ ابی داود نے کہا
مخول، سمعت أبا داود يقول: كان حربيا یہ حربیہ فرقے کا تھا

علامہ ابو الحسن الشعری کے مطابق یہ شیعوں کا غالی فرقہ تھا

إسماعيل بن موسى، الفزاري، ابن بنت السديکے لئےالاجری کہتے ہیں کہ ابی داود نے کہا
عن أبي داود: صدوق في الحديث، وكان يتشيع، سُمع يقول: قتل الزبير خمسين ألف مسلم

ابی داود نے کہا: حدیث میں صدوق ہیں اور شیعہ تھے سنا کہتے تھے (صحابی رسول) زبیر نے پچاس ہزار مسلموں کو قتل کیا

سنن ابی داود کے راوی ہیں

معلوم ہوا کہ غالی شیعہ راوی کو بھی صرف شیعہ بولا گیا ہے اور اس کی بدعت کا اندازہ اس کی بیان کردہ روایت دیکھ کر کیا جائے گا

زاذن کو ابن حجر نے ہی شیعہ کہا ہے اس کے علاوہ امام دولابی نے بھی شیعہ کہا ہے لہذا اسکی

شیعیت کا ذکر ہر دور میں رہا ہے

ارشد کمال المسند فی عذاب القبر ص ۱۵۷ پر لکھتے ہیں

(۲) حافظ ابن حجر رحمہ اللہ سے قبل یہ قول محمد بن عمر الواقدی کذاب سے کتاب "الکنی" للدولابی: ۲/۴۲ اور تاریخ دمشق لابن عساکر: ۲۰/ ۲۱۸ میں اس طرح مروی ہے:

أخبرني محمد بن إبراهيم بن هاشم عن أبيه عن محمد بن عمر، قال: زاذان أبو عمر الفارسي مولى كندة أدرك عمر وكان من أصحاب عبدالله وكان من شيعة علي على هلك في سلطان عبدالملك. ❶

واقدی کا یہ قول موضوع اور باطل ہے کیونکہ اس کی سند کے تمام راوی ضعیف ہیں۔ خود صاحب کتاب محمد بن احمد الدولابی بھی ضعیف ہے۔

محمد بن ابراہیم اور ان کا باپ ابراہیم بن ہاشم بھی غیر ثقہ ہیں۔ ❷

جبکہ محمد بن عمر الواقدی کے بارے میں تو اہل علم جانتے ہی ہیں کہ یہ شخص انتہائی جھوٹا کذاب تھا۔ لہٰذا کذاب اور غیر ثقہ راویوں کی بات کا کس طرح اعتبار کیا جاسکتا ہے؟

محمد بن عمر

الواقدی کا حوالہ ابن حجر نے ۲۰۰ سے اوپر دفعہ تہذیب التہذیب میں دیا ہے اس کی وجہ ہے کہ الواقدی حدیث کی روایت میں قابل اعتبار نہیں لیکن تاریخ میں ان کے اقوال کو ئمہ جرح و تعدیل نے لیا ہے

میں الواقدی کا دفاع کرتے ہوئے لکھتے ہیں ابن تیمیہ کتاب **رأس الحسين**

ومعلوم أن الواقدي نفسه خير عند الناس من مثل هشام بن الكلبي وأبيه محمد بن السائب وأمثالها، وقد علم كلام الناس فيالواقدي، فإن ما يذكره هو وأمثاله يعتضد به، ويستأنس به. وأما الاعتماد عليه بمجرده في العلم: فهذا لا يصلح.

اور معلوم ہے کہ واقدی فی نفسہ ہشام بن الکلبی اور اس کے باپ محمّد بن السا ئب اور اس کے جیسوں سے تو اچّھا ہے. اور لوگوں کے الواقدی کے بارے میں کلام کا پتا ہے پس وہ اور اس کے جیسے کوئی بات بیان کریں تو اس سے وہ بات قوی ہو گی اور ٹھہرے گی اور جہاں تک واقدی پر مجرد اعتماد کا تعلّق ہے تو وہ صحیح نہیں

ابن تیمیہ نے واقدی کا دفاع اپنی دیگر کتب میں بھی کیا ہے

واقدی کی زاذان کے بارے میں رائے کے علاوہ ابن حجر کی اپنی تحقیق بھی یہی ہے کہ وہ شیعہ ہے کیونکہ ابن حجر نے یہ بات واقدی کے حوالے سے نہیں لکھی.

الواقدی جو خود متشدد شیعہ ہے جب وہ خود شیعہ ہے تو اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ زاذان خود کتنا بڑا شیعہ ہو گا

مزید یہ کہ کیا واقدی جرح کر رہا ہے؟ نہیں بلکہ وہ تو تعریف کر رہا ہے کیونکہ اس کے نزدیک شیعہ ہونا خوبی نے نہ کہ عیب

داعی شیعہ راوی؟

بخاری کا منہج یہی ہے کہ راوی کی ایسی روایت جو بدعت کے حق میں نہ ہو وہ لی جائے گی ،القسطلاني ، إرشاد الساري لشرح صحيح البخاري میں لکھتے ہیں

عدي بن ثابت الأنصاري الكوفي التابعي، المشهور. وثقه أحمد، والنسائي، والعجلي، والدارقطني إلا أنه كان يغلو في التشيع، لكن احتج به الجماعة، ولم يخرج له في الصحيح شيئًا مما يقوي بدعته
عدي بن ثابت الأنصاري الكوفي التابعي مشهور ہیں ... بے شک یہ تشیع میں غلو کرتے ہیں لیکن ان سے ایک جماعت نے احتجاج کیا ہے اور بخاری نے صحیح میں ان سے کوئی روایت نہ لی جس سے انکی بدعت کو تقویت پہنچے

زبیر علی زئی کتاب توضیح الاحکام میں مثال دیتے ہیں کہ صحیحین میں بھی بدعتی راوی موجود ہیں

اہلِ بدعت کی روایات صحیحین میں موجود ہیں مثلاً:

(۱) خالد بن مخلد: صحیحین کا راوی خالد بن مخلد ثقہ وصدوق ہے، جمہور محدثین نے اس کی توثیق کی ہے۔ ابن سعد نے کہا: ''وکان منکر الحدیث، فی التشیع مفرطًا'' وہ تشیع میں افراط کرنے والا، منکر حدیثیں بیان کرنے والا تھا۔ (طبقات ابن سعد ۶/۴۰۶)

جوزجانی نے کہا: ''کان شتامًا معلنًا بسوء مذهبه'' وہ (صحابہ کو) گالیاں دینے والا تھا، اپنے بُرے مذہب کا اعلان کرنے والا تھا۔ (احوال الرجال: ۱۰۸)

(۲) علی بن الجعد: صحیح بخاری کا راوی اور ثقہ عند الجمہور (صحیح الحدیث) تھا۔ اس نے سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کے بارے میں کہا: '' أخذ من بيت المال مائة ألف درهم بغيرِ حق'' اس نے بیت المال سے ایک لاکھ درہم ناحق لئے۔ اس پر یہ قسم بھی کھاتا تھا۔

(تاریخ بغداد ۱۱/۳۶۴ وسندہ حسن)

(۳) عباد بن یعقوب: صحیح البخاری کا راوی اور موثق عند الجمہور (حسن الحدیث) تھا۔

امام ابن خزیمہ نے فرمایا: '' ناعباد بن يعقوب- المتهم في رأيه، الثقة في حديثه''، ہمیں عباد بن یعقوب نے حدیث سنائی، وہ اپنی رائے میں متہم تھا اور اپنی حدیث میں ثقہ تھا۔ (صحیح ابن خزیمہ: ۱۴۹۷)

یہ تشیع میں غالی تھا اور سلف (صحابہ وتابعین) کو گالیاں دیتا تھا۔

دیکھئے الکامل لابن عدی (۴/۲۵۳ [۵/۵۵۹])

حافظ ابن حبان نے کہا: '' وكان رافضيًا داعية إلى الرفض ..''

اور وہ رافضی تھا (اور) رافضیت کی طرف دعوت دیتا تھا۔ (المجروحین ۲/۱۷۲)

حافظ ابن حجر نے کہا: ''صدوق رافضي'' (تقریب التہذیب: ۳۱۵۳)

معلوم ہوا کہ راوی کی تحقیق کی جائے گی اوراس کی روایت صرف شیعہ ہونے پر رد نہیں ہوتی. لیکن اگروہ شیعہ ہے تو اس کی روایت کا متن دیکھا جائے گا کہ کہیں دعوت بدعت تو نہیں دے رہا

اسی اصول پر ہمارے نزدیک زازن ایک بدعتی شیعہ راوی ہے اور اس کی صحیح مسلم والی روایت یا منہال بن عمرو کی بخاری میں ایک روایت پر ہمیں اعتراض نہیں ہے ہم کو عود روح والی روایت پر اعتراض ہے کہ خود بخاری و مسلم نے اس کو نہیں لکھا لہذا یہ عود روح والی روایت صحیح و حسن نہیں

اہل حدیث علماء کے نزدیک راوی کی بدعت کی بحث بے کار ہے اگر وہ بدعتی بھی ہو تو بھی روایت صحیح ہے

زبیر علی زئی کتاب توضیح الاحکام میں لکھتے ہیں

فائدہ: جمہور محدثین کے نزدیک ثقہ وصدوق راوی پر اگر بدعتی ہونے کا اعتراض ہو اور اس کی روایت بظاہر اس کے مسلک کی تائید میں ہو، تب بھی صحیح یا حسن ہوتی ہے۔
تفصیل کے لئے دیکھئے "التنکیل بما فی تانیب الکوثری من الاباطیل" (۱/۴۲۔۵۲)
اور اس سلسلے میں جوز جانی (بدعتی) کا اصول صحیح نہیں ہے لہٰذا روایتِ مذکورہ کو تشیع کا الزام لگا کر رد کرنا غلط ہے۔

اسمعیل سلفی کتاب مقالات حدیث میں لکھتے ہیں

احادیث میں وضع وتخلیق کا آغاز خلافت راشدہ کے بعد چالیس ہجری کے قریب ہوا۔ سب سے پہلے شیعہ نے شخصی فضائل میں احادیث وضع کیں، بعد ازاں مختلف فرق وطوائف نے اپنے اپنے دعاوی کی تائید وتصدیق میں اس عمل کو رواج دیا، جس کے اسباب مختلف رہے۔ بعض اسباب کا مؤلف رحمہ اللہ نے ذکر کر دیا ہے۔ اہل علم نے اس کے علاوہ بھی بعض اسباب وضع کا تذکرہ اپنی مؤلفات میں کیا ہے، جن میں سیاسی اختلافات، زنادقہ کی طرف سے اسلام پر طعنہ زنی، قصہ گوئی، نیکی کی ترغیب، فقہی اور کلامی اختلاف، مذہب، قبیلہ اور کسی امام کی عصبیت اور شہرت پسندی خصوصاً قابل ذکر ہیں۔ دیکھیں: المجروحین لابن حبان (۱/ ٦٢) تدریب الراوي (۱/ ۲۸۳) توضیح الأفکار (۲/ ٦٨)

جی ہاں روایات کی وضع سازی کا اسی دور میں آغاز ہوا جب صحابہ کے مناقشات پر سب سے پہلے روایات گھڑی گئیں مختار الثقفی اور سبائی فتنوں نے شیعیاں علی بن کر اہل بیت کے فضائل گھڑے اور ان کو ایک ما فوق الفطرت مخلوق بنا دیا گیا ، پھر وہ امام اور معصوم کہلائے ، اسی دور میں زاذان اور منہال بن عمرو نے عود روح کی روایت بیان کی .اسمعیل سلفی کی بات سے ظاہر ہے یہ ابھی صحابہ کا دور ہے کہ روایات سازی شروع ہو چکی ہے

اگر کسی راوی کو فیه شیعیۃ کہا جائے تو اس سے کیا مراد ہے ؟

جواب

ابن حجر اپنی کتاب تقریب التہذیب میں ایک راوی زاذان کے لئے لکھتے ہیں فیه شیعیۃ اس میں شیعیت ہے

كتاب التَّكْميل في الجَرْح والتَّعْدِيل ومَعْرِفة الثِّقَات والضُّعفاء والمجَاهِيل کے مطابق

يونس بن خَبَّاب الأسيدي، جو عود روح والی روایت کا راوی ہے اس کے لئے امام دارقطنی کہتے ہیں

رجل سوء فيه شيعية مفرطة

برا آدمی ہے اس میں بڑھی ہوئی شیعیت ہے

البزاز ایک راوی أسيد بن زيد بن نجيح الجمال الهاشمي کے لئے کہتے ہیں

قد احتمل حديثه مع شيعية شديدة فيه

بے شک اس کی حدیثیں شدید شیعیت کے ساتھ ہوتی ہیں

لسان المیزان کے مطابق راوی إبراهيم بن محمد بن عرفة النحوي کے لئے مسلمہ کہتے ہیں

وقال مسلمة وكانت فيه شيعية اور اس میں شیعیت تھی

كتاب إكمال تهذيب الكمال في أسماء الرجال کے مطابق البزاز راوی جعفر بن زياد الأحمر أبو عبد الله الكوفي کے لئے کہتے ہیں کہ

وقال البزار في كتاب «السنن» تأليفه: فيه شيعية متجاوزة

اور البزاز اپنی تالیف السنن میں کہتے ہیں کہ اس میں متجاوز شیعیت تھی

کتاب کے مطابق راوی یونس بن أرقم الكندي البصري کے لئے البزاز کہتے ہیں

أَنَّ فيه شيعية شديدة

بے شک اس میں شدید شیعیت ہے

معلوم ہوا کہ ابن حجر کے الفاظ زاذان کے شیعہ ہونے پر ہی اشارہ کرتے ہیں

شیعہ ہونا بھی باعث ضعف نہیں، جبکہ اس میں اور کوئی سبب ضعف موجود نہ ہو، کیونکہ اہل بدعت غیر مکفرہ میں صحیح بات یہی ہے ، وہ اگر داعیہ نہ ہوں ، تو ان کی روایت بوجہ ان کی بدعت کے ضعیف نہیں بنے گی۔ مقدمہ فتح الباری ، شرح نخبہ، مقدمہ ابن صلاح ، تدریب الراوی ، ارشاد الفحول وغیرہ۔

محدث کا کسی راوی کو غمزہ کہنے سے کیا مراد ہے ؟

جواب

الذہبی کتاب المقتنى في سرد الكنى میں لکھتے ہیں

أبو طالوت، عن أبي المليح، غمزه البخاري

أبو طالوت، أبي المليح سے البخاري اس کو غمز کیا

ایک راوی الْهَيْثم بن عبد الرحمن کے لئے خطیب تاریخ بغداد میں لکھتے ہیں

وجاءوا إِلَى عَبْد الرَّحْمَن بْن مهدي بأحاديث حَدَّث بِهَا، فأنكرها عَبْد الرَّحْمَن، وتكلم فِيهِ بشيء غمزه بِهِ فسقط وذهب حديثه

اورعبدالرحمن بن مہدی کے پاس گیا اور روایات بیان کیں ، عبدرحمان نے انکار کیا اور اس سے کی بات پر کلام کیا اور اس کو غمز کیا

الذہبی کتاب دیوان الضعفاء والمتروکین وخلق من المجھولین وثقات فیھم لین میں کئی راویوں

کے لئے لکھتے ہیں

.سلیمان بن الفضل: عن عبد الله بن المبارك، غمزه ابن عدي

حریث بن أبي حریث: عن ابن عمر، غمزه الأوزاعي

ابن حجر میں راوی إبراهیم" بن مهاجر بن جابر البجلي أبو إسحاق الكوفي کے لئے لکھتے ہیں

بلی حدث بأحادیث لا یتابع علیها وقد غمزه شعبة أیضا

الذھبی تاریخ الاسلام میں راوی حَبِيبُ بْنُ أَبِي حَبِيبٍ يَزِيدُ الْجَرْمِيُّ الْبَصْرِيُّ الأَنْمَاطِيُّ کے لئے بتاتے ہیں کہ

قَدْ غَمَزَهُ أَحْمَدُ، وَقَدَحَ فِيهِ يَحْيَى الْقَطَّانُ. وَنَهَى يَحْيَى بْنُ مَعِينٍ عَنْ كِتَابَةِ حَدِيثِهِ.

لسان المیزان میں ایک راوی کے لئے لکھتے ہیں

أحمد بن حاتم السعدي. روى عنه محمود بن حكيم المستملي حديثا منكرا غمزه الإدريسي

إسحاق بن أبي يزيد. عن الثوري. لا يدرى من هو. والحديث باطل وقد غمزه أبو سعيد النقاش.

سهل بن قرين وهو بصري غمزه ابن حبان، وَابن عَدِي وكذبه الأزدي.

ان مثالوں سے واضح ہے کہ غمزہ کے الفاظ کسی کی حیثیت کم کرنے کے لئے ہی استعمال ہوتے ہیں

امام بخاری نے الصحیح میں ضعیف راویوں سے روایت لکھی ہے جو خود ان کے نزدیک ضعیف ہیں ؟

جواب

لات عزی اور منات قرآن کے مطابق دیویاں تھیں

قرآن کہتا ہے

أَفَرَأَيْتُمُ اللَّاتَ وَالْعُزَّى وَمَنَاةَ الثَّالِثَةَ الْأُخْرَى أَلَكُمُ الذَّكَرُ وَلَهُ الْأُنْثَى تِلْكَ إِذًا قِسْمَةٌ ضِيزَى إِنْ هِيَ إِلا أَسْمَاءٌ سَمَّيْتُمُوهَا أَنْتُمْ وَآبَاؤُكُمْ مَا أَنْزَلَ اللَّهُ بِهَا من سُلْطَان
کیا تم نے اللّاتَ، اَلْعُزّٰی اور ایک اور تیسری مَنَاۃَ کو دیکھا؟ کیا تمہارے لئے تو ہوں لڑکے اور اس کے لئے لڑکیاں؟ یہ تو بڑی غیر منصفانہ تقسیم ہوئی! یہ تو صرف چند نام ہیں، جو تم نے اور تمہارے اباؤ اجداد نے رکھ دیے ہیں، اللہ کی طرف سے ان پر کوئی سند نہیں اتری
اللات طائف میں، العُزّٰی مکہ میں اور مَنَاۃ مدینہ میں عربوں کی خاص دیویاں تھیں

تاریخ کی کتب کے مطابق عرب طواف میں پکارتے

وَاللاتِ وَالْعُزَّى وَمَنَاةَ الثَّالِثَةِ الأُخْرَى ... فَإِنَّهُنَّ الْغَرَانِيقُ الْعُلَى وَإِنَّ شفاعتهن لَتُرْتَجَى

اور اللاتِ اور الْعُزَّى اور ایک اور تیسری مَنَاةَ

یہ تو بلند پرند نما حسین (دیویاں) ہیں اور بے شک ان کی شفاعت گونجتی (قبول کی جاتی) ہے

صحیح بخاری کی حدیث ہے

حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، حَدَّثَنَا أَبُو الأَشْهَبِ، حَدَّثَنَا أَبُو الجَوْزَاءِ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا، فِي قَوْلِهِ: {اللَّاتَ وَالعُزَّى} [النجم: 19] «كَانَ اللَّاتُ رَجُلًا يَلُتُّ سَوِيقَ الحَاجِّ

أَبُو الجَوْزَاءِ کہتا ہے کہ ابن عباس رضی الله عنہ نے کہا {اللَّاتَ وَالعُزَّى} [النجم: 19] الله کے قول پر کہا کہ اللَّاتُ ایک شخص تھا جو حاجیوں کو ستو پلاتا تھا

اس کی سند میں أَبُو الجَوْزَاءِ ہے جس کا نام أَوْس بن عبد الله یا أَوْس بن خَالِد لیا جاتا ہے

الکامل از ابن عدی کے مطابق

سَمِعْتُ مُحَمد بْنَ أَحْمَدَ بْنِ حَمَّادٍ يَقُولُ: قَالَ البُخارِيّ أوس بْن عَبد الله الربعي أبو الجوزاء البصري فِي إسناده نظر

محمد بن احمد بن حماد کہتے ہیں بخاری نے کہا أوس بْن عَبد الله الربعي أبو الجوزاء البصري کی اسناد پر نظر ہے

بخاری تاریخ الکبیر میں کہتے ہیں

وَقَالَ لَنَا مُسَدد: عَنْ جَعفَر بْنِ سُليمان، عَنْ عَمرو بْنِ مَالِكٍ النُّكرِي، عَنْ أَبِي الْجَوْزَاءِ، قَالَ: أَقَمْتُ مَعَ ابْنِ عَبّاس، وَعَائِشَةَ، اثْنَتَيْ عَشَرَةَ سَنَةً، لَيْسَ مِنَ الْقُرْآنِ آيَةٌ إلاَّ سألتُهم عَنْها. قَالَ مُحَمد: فِي إِسْنَادِهِ .نَظَرٌ

مسدد نے جعفر سے انہوں نے عَمرو بْنِ مَالِكٍ النُّكرِي سے انہوں نے أَبِي الْجَوْزَاءِ سے روایت کیا کہ میں ابن عباس اور عائشہ رضی الله عنہما کے ساتھ ۱۲ سال رہا قرآن کی کوئی ایسی آیت نہیں جس پر ان سے سوال نہ کیا ہو – امام بخاری نے کہا اس کی اسناد پر نظر ہے

لگتا ہے بخاری سے تسامح ہوا اور أَبُو الجَوْزَاءِ کی روایت صحیح بخاری میں نقل ہوئی کیونکہ صحیح میں أَبُو الجَوْزَاءِ کی یہ واحد روایت ہے

ابن حجر تہذیب التہذیب میں کہتے ہیں
وقول البخاري في إسناده نظر ويختلفون فيه إنما قاله عقب حديث رواه له في التاريخ من رواية " عمرو بن مالك البكري, والبكري "ضعيف عنده" وقال ابن عدي: "حدث عنه عمرو بن مالك قدر

عشرة أحاديث غير محفوظة وأبو الجوزاء روى عن الصحابة وأرجو أنه لا بأس به ولا يصح روايته عنهم أنه سمع منهم وقول البخاري في إسناده نظر يريد أنه لم يسمع من مثل بن مسعود وعائشة وغيرهما إلا أنه ضعيف عنده وأحاديثه مستقيمة".

اور بخاری کا قول اس کی اسناد میں نظر ہے اور اس پر اختلاف کیا ہے بے شک انہوں نے تاریخ الکبیر میں اس کی روایت جو عمرو بن البکری سے ہے اس کے بعد کہا یہ کہا ہے اور البکری ہی ضعیف ہے اور ابن عدی نے کہا ہے کہ ان سے البکری نے دس روایات بیان کی ہیں جو محفوظ نہیں اور ابو الجوزاء صحابہ سے روایت کرتے ہیں اور امید ہے کہ ان میں کوئی برائی نہیں اور ان کی روایت ان سے صحیح نہیں اور بخاری کا کہنا ان کی اسناد پر نظر ہے تو اس سے مراد ہے کہ انہوں نے ابن مسعود اور عائشہ اور دیگر سے نہیں سنا

لیکن بخاری نے تاریخ الکبیر میں ابن عباس سے اور عائشہ رضی اللہ عنہما سے سنے پر اسناده نظر کہا ہے لہذا معاملہ واضح نہیں رہا کیونکہ لات والی روایت ابن عباس سے ابو الجوزاء نے بیان کی ہے

ابن عدی نے الکامل میں ابو الجوزاء کو ضعیف راویوں میں شمار کیا اور لکھا
ويقول البُخارِيّ فِي إسناده نظر أَنَّهُ لم يسمع من مثل بن مسعود وعائشة وغيرهما إلا أَنَّهُ ضعيف عنده
اور بخاری نے کہا ان کی اسناد پر نظر ہے انہوں نے ابن مسعود اور عائشہ سے نہیں سنا خبردار یہ ان کے نزدیک ضعیف ہے

ابو الجوزاء ہی وہ راوی ہے جو عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتا ہے کہ قحط پر انہوں نے لوگوں کو حکم دیا کہ حجرہ کی چھت ہٹا دی جائے حتی کہ قبر نبی اور آسمان میں کوئی چیز نہ ہو اور اس عمل پر خوب بارش ہوئی

تفسیر کی کتابوں یہ ستو پلانے والے کا قول مجاہد سے بھی منسوب کیا گیا ہے جو ابن عباس کے شاگرد تھے ممکن ہے لات ایک شخص ہو جس کی روح صخرہ یا چٹان میں سما جانے کا تصور ہو اور چونکہ صخرہ یا چٹان مونث ہے تو یہ وقت کے ساتھ ایک دیوی بن گئی ہو

امام مسلم نے الضُّعَفَاء سے روایت کیوں لکھی ہے ؟

جواب

الجواهر المضية في طبقات الحنفية از عبد القادر الحنفي (المتوفى: 775هـ) میں ہے

فقد روى مُسلم فى كِتَابه عَن لَيْث بن أبي سليم وَغَيره من الضُّعَفَاء فَيَقُولُونَ إِنَّمَا روى عَنْهُم فى كِتَابه للاعتبار والشواهد والمتابعات وَهَذَا لَا يقوى لِأَن الْحَافِظ قَالَ الِاعْتِبَار والشواهد والمتابعات أُمُور يتعرفون بهَا حَال الحَدِيث وَكتاب مُسلم الْتزم فِيهِ الصَّحِيح فَكيف يتعرف حَال الحَدِيث الذى فِيهِ بطرق ضَعِيفَة وَاعْلَم أَن أَنه مَشْهُور وفى هَذَا من الْوَهم مَا لايخفى

امام مسلم نے الضُّعَفَاء سے اپنی کتاب میں روایت لی ہے اور کہتے ہیں کہ امام مسلم نے یہ اعتبار والشواهد والمتابعات کے تحت لکھیں ہیں ، یہ قول قوی نہیں ہے کیونکہ ابن صلاح نے کہا کہ اعتبار والشواهد والمتابعات سے تو حدیث کے حال کا معلوم ہوتا ہے (یعنی یہ تو کتب علل میں ذکر کیا جاتا ہے) امام مسلم نے تو اپنی کتاب میں صحیح کا التزام کیا ہے تو پھر حدیث کا حال کیسے جانا جو ضعیف طرق سے تھی اور جان لو کہ یہ مشہور کیا گیا ہے اور کتاب صحیح مسلم میں امام مسلم کا وہم ہے جو مخفی نہیں ہے

پھر متعدد غلطیوں کا ذکر کیا جو امام مسلم سے صحیح مسلم میں ہوئی ہیں

فَأم حَبِيبَة تزَوجهَا رَسُول الله صلى الله عَلَيْهِ وَسلم وَهِي بِالْحَبَشَةِ وَأصْدقهَا النَّجَاشِيّ عَن النَّبِي صلى الله عَلَيْهِ وَسلم أَربع مائَة دِينَار وَحضر وخطب وأطعمهم والقصة مَشْهُورَة وَأَبُو سُفْيَان إِنَّمَا أسلم عَام الْفَتْح وَبَين هِجْرَة الْحَبَشَة وَالْفَتْح عدَّة سِنِين وَمُعَاوِيَة كَانَ كَاتبا للنَّبِي صلى الله عَلَيْهِ وَسلم من قبل وَأما امارة أبي سُفْيَان فقد قَالَ الْحفاظ أَنهم لَا يعرفونها فيجيبون على سَبِيل التجوه بأجوبة غير طائلة فَيَقُولُونَ فى انكاح ابْنَته أعتقد أَن نِكَاحهَا بِغَيْر اذنه لَا يجوز وَهُوَ حَدِيث عهد بِكفْر فَأَرَادَ من النَّبِي صلى الله عَلَيْهِ وَسلم تَجْدِيد النِّكَاح ويذكرون عَن الزبير بن بكار بأسانيد ضَعِيفَة أَن النَّبِي صلى الله عَلَيْهِ وَسلم أمره فى بعض الْغَزَوَات وَهَذَا لَا يعرف وَمَا حملهمْ على هَذَا كُله إِلَّا بعض التعصب وَقد قَالَ الْحفاظ أَن مُسلما لما وضع كِتَابه الصَّحِيح عرضه على أبي زرْعَة الرَّازِيّ فَأنْكر عَلَيْهِ وتغيظ وَقَالَ سميته الصَّحِيح فَجعلت سلما لأهل الْبدع وَغَيرهم فَإِذا روى لَهُم الْمُخَالف حَدِيثا يَقُولُونَ هَذَا لَيْسَ فى صَحِيح مُسلم فرحم الله أَبَا زرْعَة فقد نطق بِالصَّوَابِ فقد وَقع هَذَا وَمَا ذكرت ذَلِك كُله إِلَّا لِأَنَّهُ وَقع بيني وَبَين بعض الْمُخَالفين بحث فى مسئلة التورك فَذكر لي حَدِيث أبي حميد الْمَذْكُور أَولا

فأجبته بتضعيفه الطَّحَاوِيّ لَهُ وَقَالَ وَيصِح وَيَقُول مُسلم يصحح والطَّحَاوِي يضعف الله يغْفر لي وَله آمين

امام بخاری نے خارجی تک کی روایت صحیح میں لکھی ہے

جو علی رضی اللہ عنہ کے قاتل کی تعریف کرتا تھا

صحیح بخاری کے راوی عمران بن حطان کا بن ملجم کی شان میں قیصدہ

عمران بن حطان خارجی صحیح بخاری کا راوی ہے جس نے ابن ملجم ملعون کی شان میں قصیدہ لکھا۔
قصیدہ کا ترجمہ
ایک متقی شخص کی کیسی اچھی ضرب تھی جس کو لگانے سے اس کی نیت صرف یہ تھی کہ اللہ صاحب عرش کی رضا حاصل کرے۔ میں جب اس کو یاد کرتا ہوں تو یہ گمان کرتا ہوں کہ اس کا عمل اللہ کی تمام مخلوق سے زیادہ بھاری ہے۔ کیسی بزرگ قوم تھی جن کی قبریں زمین کے پیٹ میں بنی ہوئی ہیں جن لوگوں نے اپنے دین کی بغاوت اور سرکشی سے مخلوط نہ ہونے دیا۔
لطائف علمیہ ترجمہ کتاب الاذکیا تالیف امام ابن جوزی ترجمہ مولانا اشتیاق احمد صفحہ 308-309 طبع اسلامی کتب خانہ

جواب

کتاب النجوم الزاهرة في ملوك مصر والقاهرة از آبن تغري میں تاريخ الاسلام الذهبی میں اسی طرح ابن الجوزی کی الاذکیا میں اس کا ذکر ہے

وفيها توفي عمران بن حطان «3» السدوسي الخارجي، كان شاعر الخوارج؛ وروى عن أبي موسى وعائشة رضي الله عنهما، وكان عمران فصيحاً قبيح الشكل، وكانت زوجته جميلة، فدخل عليها يوماً وهي بزينتها فأعجبته وعلمت منه ذلك، فقالت: أبشر فإني وإياك في الجنة؛ قال: ومن أين علمت؟ قالت: لأنك أعطيت مثلي فشكرت، وأنا ابتليت بمثلك فصبرت، والصابر والشاكر في الجنة. ومن شعره في عبد الرحمن ابن ملجم وقومه:

يا ضربةً من تقي ما أراد بها ... إلا ليبلغ من ذي العرش رضوانا
إنّي لأذكره يوما فأحسبه ... أو في البرية عند الله ميزانا
أكرم بقومٍ بطون الطير أقبرهم ... لم يخلطوا دينهم بغياً وعدوانا

یہ بات صحیح ہے کہ عمران خارجی ہے اور اس سے صحیح بخاری میں روایت لکھی گئی ہے بخاری نے يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ، عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حِطَّانَ سے روایت لی ہے اور اس کی دو روایات ہیں

پہلی حدیث
إِنَّمَا يَلْبَسُ الحَرِيرَ فِي الدُّنْيَا مَنْ لاَ خَلاَقَ لَهُ فِي الآخِرَةِ
جس نے دنیا میں ریشم پہنا اس کو یہ آخرت میں اسکا حصہ نہ ملے گا

دوسری حدیث
لَمْ يَكُنْ يَتْرُكُ فِي بَيْتِهِ شَيْئًا فِيهِ تَصَالِيبُ إِلَّا نَقَضَهُ
رسول اللہ گھر میں کوئی ایسی چیز جس پر صلیب ہو اس میں نقص کیے بغیر نہیں چھوڑتے

ان دو روایات کی تصحیح میں اہل تشیع ، اہل سنت اور خوارج سب یک زبان ہیں تو اس میں کیا قباحت ہے
بخاری نے عمران کی کوئی ایسی روایت نہیں لکھی جس سے علی کی یا اہل بیت کی تنقیص ہوتی ہو

واضح رہے کہ ایسی روایات جن میں شیعہ کو یا خوارج کو جہنم کے کتے کہا گیا ہو وہ سب بعد کی پیدا وار معلول روایات ہیں

امام الذھلی اور امام بخاری کا مناقشہ کب اور کس بات پر ہوا؟

جواب

امام الذھلی اور امام بخاری کا مناقشہ ہوا تھا جس پر واتقوا اللہ میں لکھا گیا تھا

شروحات صحیح بخاری اور امام بخاری کے ترجمہ پر لکھی جانے والی کتب اور اس کے علاوہ بے شمار کتابوں میں امام بخاری اور انکے استاد و ہم عصر محمد بن یحیی الذھلی کے درمیان ہونے والا واقعہ تفصیلاً یا اجمالاً موجود ہے۔ یہ واقعہ سنہ ۲۵۰ھ میں یا اس کے بعد پیش آیا کیونکہ امام بخاری سب سے آخری دفعہ محمد بن یحیی الذھلی کے شہر نیشاپور سنہ ۲۵۰ھ میں ہی گئے تھے اور ایک مدت وہاں مقیم رہے اور اس دور ہی کا یہ واقعہ ہے۔

قدم البخاری نیسابور سنة خمسین و مائتین فاقام بها مدة یحدث علی الدوام (هدی الساری صفحه ۶۷۶۔۶۷۷)

اس واقع سے قبل امام بخاری کے محمد بن یحیی الذھلی سے انتہائی خوشگوار تعلقات تھے اس واقعہ کے بعد ان کے درمیان رنجش پیدا ہوئی۔ وہ بھی ایسی کہ امام بخاری کو نیشاپور چھوڑنا پڑا۔ اس کے بعد امام بخاری کبھی پلٹ کے دوبارہ وہاں نہ گئے۔ جاتے بھی تو کیسے الذھلی نے ظلماً اس کے راستے مسدود کردیے تھے۔ اس واقعہ کی تفصیل کچھ یوں ہے، امام بخاری سنہ ۲۵۰ھ میں جب آخری مرتبہ نیشاپور گئے تو اس وقت وہاں امام الذھلی کا طوطی بولتا تھا، امام بخاری کی آمد کی خبر امام الذھلی کو ملی تو وہ بھی ان کے استقبال کیلئے پہنچے، امام بخاری نے جب لوگوں کے اصرار پر وہاں مسند درس بچھائی تو لوگوں کا سیلاب اُمنڈ آیا نوبت یہاں تک پہنچی کہ امام محمد بن یحیی الذھلی کا حلقہ درس جہاں امام بخاری کے درس سے پہلے لوگوں کا اژدھام ہوتا تھا، بے رونق اور ویران ہوگیا۔ اس صورت حال نے انہیں کبیدہ خاطر کردیا۔ امام الذھلی نے پہلے ہی سمجھداری کا ثبوت دیتے ہوئے لوگوں کو منع کردیا تھا کہ کوئی شخص امام بخاری سے کوئی ایسا تنازع کلامی مسئلہ نہ پوچھے کہ انکا جواب ہمارے خلاف ہو اور جس کی وجہ سے انکے اور ہمارے درمیان کوئی نزع پیدا ہو جائے اور مبتدعین کو موقع مل جائے۔ مگر، اے بسا آرزو کہ خاک شدہ، کسی نے ایک روز امام بخاری کی مجلس میں ایسا ایک مسئلہ ان سے پوچھ ہی لیا۔ سائل نے امام بخاری سے پوچھا کہ لفظی بالقرآن مخلوق ہے یا غیر مخلوق امام بخاری نے اس بے تکے سوال کا نہایت عمدہ جواب دیا کہ قرآن اللہ کا کلام ہے اور غیر مخلوق ہے البتہ ہمارے اعمال اور افعال مخلوق ہیں۔ محمد بن یحیی الذھلی نے اگرچہ لوگوں کو اس سے روکا تھا کہ وہ امام بخاری سے کوئی اس قسم کا سوال نہ کریں کہ امام بخاری اور ان کے درمیان اختلاف پیدا ہو مگر بعد میں جب انہوں نے اپنی مجلس درس کو ویران ہوتے دیکھا تو امام بخاری کے اس جواب کو غلط رنگ دے کر ان کے خلاف ایک شورش سی برپا کردی اور ان کے خلاف ایک محاذ کھڑا کردیا۔ امام الذھلی کا تعصب وحسد یہاں تک پہنچا کہ انہوں نے کہنا شروع کردیا کہ امام بخاری لفظی بالقرآن مخلوق کے قائل ہیں اور جو ان کے درس میں جاتا ہے وہ انکے عقیدہ پر ہے۔ اور انہوں نے اسی پر اکتفاء نہ کیا بلکہ یہ تک کہہ دیا کہ جو امام بخاری کے درس حدیث میں جاتا ہو وہ ہمارے درس میں نہ آئے چنانچہ امام مسلم وہاں سے اُٹھ آئے اور امام الذھلی سے جو کچھ لکھا تھا وہ واپس کروادیا۔ امام الذھلی کی کبیدگی اس پر بھی ختم نہ ہوئی، ایک اور اقدام اُٹھایا اور کہا کہ امام بخاری میرے ساتھ اس شہر میں نہ ٹھہریں، چنانچہ ان کے طرز عمل نے امام بخاری کو اتنا پریشان کیا کہ انہیں بالآخر نیشاپور چھوڑنا پڑا۔ اور وہ پھر وہاں نہ گئے۔ امام الذھلی نے تعصب اور حسد کی وجہ سے امام بخاریؒ کے خلاف جو محاذ کھڑا کیا وہ اس میں اتنا آگے گئے کہ ابوحاتم اور ابوزرعہ الرازیان کو خط لکھ کر ان کو امام بخاری کے خلاف کردیا حالانکہ اس سے پہلے ان کے آپس میں نہایت خوشگوار تعلقات تھے۔ جب ۲۵۰ھ میں امام بخاری ان کے شہر میں پہنچے تو انہوں نے ان سے حدیثیں سنیں۔ (سیر اعلام النبلاء، هدی الساری، سیرة البخاری اور دیگر کتب) اس ساری تفصیل کو یہاں بیان کرنے کا مقصد یہ ہے کہ محمد بن یحیی الذھلی چونکہ ان کے استاد ہیں اور انہوں نے ان سے اپنی کتاب صحیح بخاری میں کم وبیش ۳۰، ۱۳۵ احادیث لی ہیں۔ اور کس طرح سے لی ہیں وہ الذھبی کے الفاظ میں ملاحظہ ہو:

روىٰ عنه.....محمد بن اسمٰعيل البخاری ،و يدلسه كثيراً، لا يقول: محمد بن يحيى، بل يقول: محمد فقط، او محمد بن خالد ، او محمد بن عبدالله ينسبه الى الجد ، و يعمّى اسمه لمكان الواقع بينهما ، غفر الله لهما۔ (سیر اعلام النبلاء جلد ۱۲، صفحہ ۲۷۴، ۲۷۵)

"ذھبی کہتے ہیں کہ محمد بن اسماعیل بخاری امام الذھلی سے روایت کرتے ہیں اور انکے نام کے ساتھ کثرت سے تدلیس کرتے ہیں، اور روایت کرتے وقت محمد بن یحیی نہیں کہتے بلکہ محض محمد کہتے ہیں یا محمد بن خالد یا پھر انہیں انکے دادا کی طرف منسوب کرتے ہوئے محمد بن عبداللہ کہتے ہیں، اور امام بخاری کا الذھلی کے نام کو چھپانے کا یہ معاملہ ان دونوں کے درمیان ہونے والے واقعہ کے سبب ہے، اللہ دونوں کی مغفرت کرے۔"

صحیح بخاری میں کیا رافضیوں سے روایت لی گئی ہے ؟

جبکہ آج بعض علماء کہتے ہیں رافضی کافر ہیں

جواب

صحیح بخاری میں کٹر رافضی سے روایت لی گئی ہے آج اس کو بدلا جاتا ہے اور کہا جاتا ہے کہ وہ شیعہ اور تھے آج کے اور ہیں جبکہ یہ سب ان لوگوں کی خرافات ہیں رافضی کو کافر نہیں سمجھا جاتا تھا اس کو بد مذھب کہا جاتا تھا ان لوگوں سے سوال ہے کہ کیا کافر کی روایت حدیث میں لی جاتی تھی ؟

عباد بن یعقوب امام بخاری کے استاد ہیں کٹر رافضی ہیں

صَالِحٍ جَزَرَةَ، قَالَ: كَانَ عَبَّادٌ يَشْتِمُ عُثْمَان -رَضِيَ اللهُ عَنْهُ
صَالِحٍ جَزَرَةَ، کہتے ہیں یہ عثمان رضی اللہ عنہ کو گالیاں دیتے تھے

اب سنیے ان کا حال سیر أعلام النبلاء میں الذھبی لکھتے ہیں

القَاسِمُ المُطَرِّز، قَالَ: دَخَلْتُ عَلَى عَبَّادٍ بِالْكُوْفَةِ، وَكَانَ يَمْتَحِنُ الطَّلَبَةَ، فَقَالَ: مَنْ حَفَرَ البَحْرَ؟ قُلْتُ: اللهُ. قَالَ: هُوَ كَذَاكَ، وَلَكِنْ مَنْ حَفَرَهُ؟ قُلْتُ: يَذْكُرُ الشَّيْخُ، قَالَ: حَفَرَهُ عَلِيٌّ، فَمَنْ أَجْرَاهُ؟ قُلْتُ: اللهُ. قَالَ: هُوَ كَذَلِكَ، وَلَكِن مَنْ أَجْرَاهُ؟ قُلْتُ: يُفِيْدُنِي الشَّيْخُ. قَالَ: أَجْرَاهُ الحُسَيْنُ، وَكَانَ ضَرِيْراً، فَرَأَيْتُ سَيْفاً وَحَجَفَةً (1) . فَقُلْتُ: لِمَنْ هَذَا؟ قَالَ: أَعْدَدْتُهُ لأُقَاتِلَ بِهِ مَعَ المَهْدِيِّ. فَلَمَّا فَرَغْتُ مِنْ سَمَاعِ مَا أَرَدْتُ، دَخَلْتُ عَلَيْهِ، فَقَالَ: مَنْ حَفَرَ البَحْرَ؟
.قُلْتُ: حَفَرَهُ مُعَاوِيَةُ -رَضِيَ اللهُ عَنْهُ- وَأَجْرَاهُ عَمْرُو بنُ العَاصِ

القَاسِمُ المُطَرِّز نے کہا میں عباد کے پاس کوفہ گیا اور یہ طلبہ کا امتحان لیتے تھے پس پوچھا کس نے سمندر کو گہرا کیا ؟ میں نے کہا اللہ نے - بولے یہ تو ہے لیکن کس نے گہرا کیا؟ میں نے کہا شیخ بتائیں بولے اس کو علی نے کھودا - کس نے سمندر کو جاری کیا ؟ میں نے کہا اللہ نے - بولے یہ تو ہے لیکن کس نے جاری کیا ؟ میں نے کہا شیخ ہی فائدہ دیں بولے اس کو حسین نے جاری کیا اور عباد نابینا تھے میں نے ان کے پاس تلوار دیکھی تو پوچھا یہ کس لئے؟ بولے کہ امام مہدی کے ساتھ مل کر قتال کرنے کے لئے پس جب ان سے احادیث کا سماع کر لیا جن کے لئے ان کے پاس گیا تھا ان کے پاس گیا تو انہوں نے پھر پوچھا کس نے سمندر گہرا کیا ؟
میں نے کہا اس کو معاویہ نے کھودا اور عمرو بن العاص نے جاری کیا

امام الذہبی اس قصہ کے بعد کہتے ہیں إِسْنَادُهَا صَحِيْحٌ. اس کی اسناد صحیح ہیں – امام بخاری نے بھی کیا یہ ٹیسٹ پاس کیا یا نہیں معلوم نہیں کیونکہ صحیح میں ان سے حدیث لی گئی ہے

ابن خلفون المعلم میں لکھتے ہیں ابن حبان نے کہا
.قال أبو حاتم البستي: عباد بن يعقوب أبو سعيد كوفي، كان رافضيًا داعية يروي المناكير
عباد بن یعقوب ابو سعید الکوفی رافضی تھے داعی تھے اور مناکیر روایت کرتے تھے

ابو فتح کہتے ہیں
.داعية إلى الرفض، وقد حمل عنه الناس على سوء مذهبه
یہ رافضی داعی تھے اور لوگ ان کو بد مذہب لیتے تھے

الذهبي کہتے ہیں

وعنه البخاري حديثا في الصحيح مقرونا بآخر
بخاری نے اس سے اپنی صحیح میں ایک حدیث قرؤنا روایت کی ہے میزان الاعتدال : 2/379
مقرونا روایت کرنے سے مراد ہے کہ اس کا ایک دوسرا طرق تھا لہذا اس راوی کی ضروت نہیں رہی تھی لیکن پھر بھی امام بخاری نے اس کا ذکر کر دیا تاکہ دنیا جان لے کہ ان کے نزدیک بدعتی کی روایت جائز ہے الا کہ اس کی بدعت کے حق میں ہو

عدی بن ثابت کٹر رافضی ہیں ان سے صحیح بخاری میں ۲۸ روایات لی گئی ہیں[9]
روی السلمي عن الدارقطني أنه رافضي

[9]

صحیح بخاری

حدیث
۵۵
۷٦۹
۹٦٤
۹۸۹
۱۳۸۲
۱٦۷٤
۱۸۸٤
۲۳۹۸

دارقطنی کہتے ہیں یہ رافضی تھے
ذكر أسماء من تكلم فيه وهو موثق

.وَقَالَ أَبُو حَاتِمٍ: صَدُوْقٌ، كَانَ إِمَامَ مَسْجِدِ الشِّيْعَةِ، وَقَاصَّهُم
ابو حاتم کہتے ہیں صدوق ہیں شیعہ کی مسجد کے امام تھے ان کے قصہ گو تھے
سير أعلام النبلاء

اس میں علم حدیث کا اصول تھا کہ بدعتی کی روایت لی جائے گی الا یہ کہ وہ اس کی بدعت کے حق میں ہو اس کو کافر نہیں سمجھا جاتا تھا

٢٤٧٤
٢٧٢٧
٣٢١٣
٣٢٥٥
٣٢٨٢
٣٧٨٣
٤٠٥٠
٤١٢٣
٤٢٢١
٤٢٢٣
٤٤١٤
٥٣٥١
٥٣٩٧
٥٥١٦
٥٨٨١
٦٠٤٨
٦١١٥
٦١٥٣
٦١٩٥
٧٥٤٦

ساتھ ہی معلوم ہوا کہ بعض کا یہ دعوی کہ صحیحین میں بدعت کبریٰ، یعنی بدعت مکفرہ کے مرتکب راوی کی کوئی روایت موجود نہیں باطل ہے – صحیح بات ہے کہ بدعتی سے روایت لی گئی ہے البتہ صحیح میں اس کی بدعت کی تقویت نہیں ہے

کتاب خلق أفعال العباد میں امام بخاری کا قول ناقل لکھتے ہیں

قَالَ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ: «مَا أُبَالِي صَلَّيْتُ خَلْفَ الْجَهْمِيِّ الرَّافِضِيِّ أَمْ صَلَّيْتُ خَلْفَ الْيَهُودِ وَالنَّصَارَى، وَلَا يُسَلَّمُ عَلَيْهِمْ، وَلَا يُعَادُونَ، وَلَا يُنَاكَحُونَ، وَلَا يَشْهَدُونَ، وَلَا تُؤْكَلُ ذَبَائِحُهُمْ

ابو عبد اللہ نے کہا میں بے پرواہ ہوا اگر میں جھمی یا رافضی کے پیچھے نماز پڑھوں کہ میں یہودی و نصرانی کے پیچھے نماز پڑھ رہا ہوں اور نہ میں ان کو سلام کروں نہ ان کی طرف جاؤں نہ ان سے نکاح کروں نہ ان کی شہادت لوں نہ ان کے ذبح پر توکل کروں

اس قول میں ہے کہ امام بخاری ایک رافضی کی شہادت قبول نہیں کریں گے لیکن جامع الصحیح جو ان کی آخری کتاب ہے اس میں انہوں نے روافض کی شہادت حدیث رسول کے لئے لی ہے ان کو ثقہ سمجھا ہے جس سے ظاہر ہے انہوں نے اس قول سے رجوع کیا

محدثین ناصبی راویوں سے بھی روایت کرتے ہیں ؟ مثلا امام بخاری وغیرہ

حریز بن عثمان علی رضی اللہ سے سخت بغض رکھتا تھا یہاں تک کہ سب و شتم بھی کرتا تھا۔ بشار عواد کتاب سیر الاعلام النبلاء میں ج 5، ص 579 کے حاشیے میں علامہ الذہبی کے قول پر لکھتے ہیں

وَقَال الذهبي في "الميزان": كان متقنا ثبتا، لكنه مبتدع"، وَقَال في "الكاشف": ثقة..وهو ناصبي"، وَقَال "في "المغني": ثبت لكنه ناصبي"، وَقَال في "الديوان": ثقة لكنه ناصبي مبغض
قال أفقر العباد أبو محمد بشار بن عواد محقق هذا الكتاب: لا نقبل هذا الكلام من شيخ النقاد أبي عَبد الله الذهبي، إذ كيف يكون الناصبي ثقة، وكيف يكون"المبغض"ثقة؟ فهل النصب وبغض أمير المؤمنين علي بن أَبي طالب بدعة صغرى أم كبرى؟ والذهبي نفسه يقول في "الميزان: 1 / 6" في وصف البدعة الكبرى: الرفض الكامل والغلو فيه، والحط على أبي بكر وعُمَر رضي الله عنهما، والدعاء إلى ذلك، فهذا النوع لا يحتج بهم ولا كرامة"أو ليس الحط على علي و"النصب"من هذا القبيل؟ وقد

ثبت من نقل الثقات أن هذا الرجل كان يبغض عليا، وقد قيل: إنه رجع عن ذلك فإن صح رجوعه فما الذي يدرينا إنه ما حدث في حال بغضه وقبل توبته؟ وعندي أن حريز بن عثمان لا يحتج به ومثله مثل الذي يحط على الشيخين، والله أعلم.

الذہبی نے میزان الاعتدال میں کہا: یہ ثقہ و ثبت ہے، مگر بدعتی ہے۔ اور اپنی کتاب الکاشف میں کہا کہ یہ ثقہ ہے، اور ناصبی ہے۔ اور المغنی میں کہا کہ ثقہ ہے مگر ناصبی ہے۔ اور الدیوان یں کہا کہ ثقہ ہے مگر ناصبی اور بغض رکھتا ہے علی سے

اس پر أبو محمد بشار بن عواد نے تعلیق میں لکھا: میں فقیر بندہ ابو محمد بشار بن عواد، اس کتاب کا محقق، یہ کہتا ہوں: ناقدین کے شیخ الذہبی کا یہ کلام قابل قبول نہیں۔ کیسے ایک ناصبی ثقہ ہو سکتا ہے اور کیسے ایک بغض رکھنے والا ثقہ ہو سکتا ہے؟ کیا ناصبیت اور أمیر المؤمنین علی سے بغض رکھنا بدعۃ صغری ہے یا کبری ؟ خود الذھبی نے المیزان: 1 / 6 میں لکھا ہے کہ بدعت کبری کیا ہے: وہ یہ ہے کہ کامل رفض اور اور اس میں غلو کرنا، اور ابو بکر اور عمر رضی اللہ عنہما کی توہین کرنا، اور اس کی طرف بلانا۔ اس قسم کے لوگوں سے آپ استدلال قائم نہیں کر سکتے اور ان کے لیے کوئی عزت نہیں- کیا علی کی توہین کرنا، اور اس میں ناصبی بن جانا اس قسم سے نہیں؟ یہ بات تو ثقہ لوگوں سے ثابت ہے کہ یہ شخص علی سے بغض رکھتا تھا۔ اور اگر یہ کہا جائے کہ اس نے اس سے رجوع کر لیا تھا، اور بالفرض ہم یہ مان لیں، تو ان روایات کا کیا جو اس نے بغض کی حالت میں توبہ سے پہلے روایت کی تھیں؟ میری نظر میں اس شخص سے استدلال قائم نہیں کیا جا سکتا، اور یہ اسی شخص کی طرح ہے جو کہ ابو بکر اور عمر کی توہین کرے

ابن حجر اپنی کتاب تقریب التہذیب ،ج 1، ص 464 پر یوں درج کرتے ہیں

5681- لمازة بكسر اللام وتخفيف الميم وبالزاي ابن زباد بفتح الزاي وتثقيل الموحدة وآخره راء الأزدي الجهضمي أبو لبيد البصري صدوق ناصبي من الثالثة د ت ق

یعنی لمازة صدوق تھے اور ناصبی تھے

بشار عواد مشہور محققین میں سے ہیں۔ کئی کتابوں پر تحقیق بھی کی۔ ان میں سے ایک کا نام ہے، تهذيب الكمال في أسماء الرجال۔ اس کتاب کے ج 24، ص 252 پر اسی راوی کے بارے میں اپنے حاشیہ میں تحریر کرتے ہیں

قلت: كيف يكون من ينصب العداء ويشتم علي بن أبي طالب رضي الله عنه متدينا ومتمسكا بإمور الديانة وكيف يكون بغض علي بن أبي طالب وسبه ديانة، هذا كلام لا يليق بالحافظ ابن حجر، إن كل

من سب أحدا من أصحاب النبي صلى الله عليه وسلم
فهو مبتدع ضال لا يحتج به ولا كرامة

میں یہ کہتا ہوں: کہ ایک شخص جو حضرت علی کی عداوت میں گھڑا ہوا ہو، اور ان کا سب و شتم کرے، وہ کیسے دینی امور کے ساتھ تمسک رکھ رہا ہے؟ کیسے ہو سکتا ہے کہ حضرت علی سے بغض رکھنا اور ان کی سب و شتم کرتا دین ہو؟ یہ کلام حافظ ابن حجر کے ساتھ جچتا نہیں۔ جو کسی ایک بھی صحابی کی توہین کرے، وہ بدعتی اور گمراہ ہے۔ اس سے دلیل نہیں لی جا سکتی اور نہ ہی اس کی کوئی عزت ہے

آگے اسی صفحے پر ہے
وَقَال ابن حجر في "التقريب": صدوق ناصبي. قال بشار: لا يكون الناصبي صدوقا، بل هو ضعيف إن شاء الله.
ابن حجر نے اسے تقریب میں صدوق اور ناصبی کہا۔ بشار کہتے ہیں کہ ناصبی صدوق/سچے نہیں، بلکہ ضعیف ہیں

جواب

محدثین میں بدعتی کی روایت کو قبول و رد پر سن ۲۰۰ ہجری تک یہ بات معروف و مقبول ہوئی کہ اگر بدعتی اپنی بدعت کے حق میں روایت کرے تو رد کیا جائے گا
حَرِيزُ بْنُ عُثْمَانَ سے امام بخاری نے روایت نقل کی ہے
حَدَّثَنَا عِصَامُ بْنُ خَالِدٍ، حَدَّثَنَا حَرِيزُ بْنُ عُثْمَانَ، أَنَّهُ سَأَلَ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ بُسْرٍ صَاحِبَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ «عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: أَرَأَيْتَ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ شَيْخًا؟ قَالَ: «كَانَ فِي عَنْفَقَتِهِ شَعَرَاتٌ بِيضٌ
اس روایت میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بالوں کا ذکر ہے کہ چند سفید تھے

صحیح مسلم میں کوئی روایت نہیں ملی

الکامل از ابن عدی اور التاریخ الکبیر از امام البخاری کے مطابق
قال أبو اليمان كان حريز يتناول رجلا يعني عليا ثم ترك
ابو الیمان نے کہا کہ یہ ایک شخص یعنی علی پر بھڑاس نکالتے پھر اس کو ترک کیا

لہذا حَرِيزُ بْنُ عُثْمَانَ کی ایسی روایت جس میں ناصبیت ہو رد ہو گی لیکن جس میں نہ ہو اس پر کوئی فرق نہیں پڑتا صحیح بخاری میں خارجی سے بھی روایت لی گئی ہے اور شیعہ و رافضی سے بھی لیکن وہ ان کے بدعتی مذہب کے حق میں نہیں ہیں

معلوم ہوا کہ محدثین کے نزدیک اصول بن گیا تھا کہ بدعت کے حق میں روایت نہ لی جائے محض کسی بدعتی مذہب کا حصہ ہونے کی وجہ سے راوی کی مرویات رد نہیں ہوتیں

بشار عواد آج کے مورخ ہیں ان کی یہ رائے کہ ناصبی (یا رافضی اور خارجی بدعتی) کی روایت مطلقا رد کی جائے صحیح نہیں ہے

جو اصول جو ہم نے بیان کیا ہے وہ قدیم ہے اور اس طرح کے بہت سے اقوال امام احمد اور امام جوزجانی سے ثابت ہیں
اہل سنت اور محدثین میں ابو بکر اور عمر رضی اللہ عنہما کی فضیلت سب سے زیادہ ہے اس کے بعد باقی اصحاب رسول سب برابر ہیں
خود علی رضی اللہ عنہ ان دونوں کی فضیلت کے قائل تھے

اس بنا پر رفض کو عیب سمجھا جاتا ہے جو نصب سے بڑھ کر ہے اس بات کو بشار عواد سمجھ نہیں پائے اور تمام اصحاب رسول میں مراتب ختم کر کے سب کے ساتھ ایک سا رویہ اختیار کرنے کا کہہ رہے ہیں یہ بات اچھی ہے لیکن اصول حدیث کے قوانین آجکل نہیں بنائے جا سکتے یہ قدماء سے ملے ہیں- اس میں سب سے زیادہ شیعہ راویوں کا مسئلہ ہے جن کی تعداد بہت ہے ناصبی تو چند ہیں
بشار صاحب سے یہاں غلطی بھی ہوئی ہے ثقاہت کا تعلق حافظہ اور ضبط سے ہے بدعت سے نہیں ہے - ایک ثقہ راوی بھی بدعتی ہو سکتا ہے لہذا اگر وہ بدعت کی بات کرے تو رد ہو گی اس سلسلے میں ایسی کوئی روایت پیش کی جائے جس میں علی کی تنقیص ہو راوی ناصبی ثقہ ہو اور کسی محدث نے اس روایت کو صحیح کہا ہو ورنہ بشار کی بات ہوا میں تیر چلانے اور باسی کڑی میں ابال کے مترادف ہے

امام احمد نے لمازہ کے لئے کہا صالح الحدیث ہے
وقال حرب بن إسماعيل الكرماني: سمعت أحمد بن حنبل يقول: كان أبو لبيد، صالح الحديث، وأثنى /عليه ثناءً حسنًا. «الجرح والتعديل» 7 . (1033)

ابن سعد نے کہا
.قَالَ ابن سعد: سَمِعَ مِنْ عَلِيٍّ وَلَهُ أَحَادِيثُ صَالِحَةٌ، وَكَانَ ثِقَةٌ
اس نے علی سے سنا ہے اور ان سے صالح راویات کرتا ہے اور یہ ثقہ ہے

یعنی باوجود علی پر سب و شتم کے اس نے علی رضی اللہ عنہ پر جو روایات منسوب کی ہیں وہ صالح ہیں ان میں ناصبیت نہیں ہے

تہذیب الکمال میں ہے کہ لمازہ کو علی سے بغض اس لئے تھا کہ علی اور ان کے لشکر نے اس کے رفقاء و اہل بیت کا قتل کیا
قَال موسى بْن إِسْمَاعِيل عن مطر بْن حمران: كنا عند أَبِي لبيد فقيل له: أتحب عليا؟ فَقَالَ: أحب عليا وقد قتل من قومي في غداة واحدة ستة آلاف
مطر بْن حمران نے کہا ہم لمازہ کے پاس تھے اس سے کہا تو علی سے محبت کرتا ہے ؟ اس نے کہا علی سے محبت اور اس نے میری قوم کے ٦٠٠٠ قتل کیے

قال الدَّارَقُطْنِيّ: كان منحرفًا عن علي عليه السلام، يقول كيف أحبه وقد قتل من أهلي في غزاة واحدة «كذا وكذا؟. «المؤتلف والمختلف
دارقطنی نے کہا لمازہ ، علی سے منحرف تھا کہتا تھا میں اس سے کیسے محبت کروں جس نے ایک غزوہ میں میرے اہل کا قتل ایسے ایسے کیا

بشتر ناصبیوں میں یہ بات مشترک ہے کہ ان کو علی رضی اللہ عنہ سے بغض ان کے بے مہار قتل پر تھا جس میں ان کے اہل عیال کا علی کے لشکر نے قتل کیا

ناصبی رآویوں کی خوبی یہ رہی ہے کہ باوجود علی سے بغض کے ان کی روایات میں اس کی جھلک نہیں ملتی اور ایسا ابھی تک نہیں دیکھا گیا کہ علی کی تنقیص کی روایت کو صحیح کہا گیا ہو

رافضی راویوں کی یہ برائی رہی کہ یہ اپنے اپ پر کنٹرول نہیں رکھ پاتے تھے اور اپنی بھڑاس روایت کی صورت نکالتے تھے

الذهبی میزان میں محمد بن زیاد الالهانی الحمصي کے ترجمہ میں کہتے ہیں جن پر نصب کا الزام ہے
بلى غالب الشاميين فيهم توقف عن أمير المؤمنين علي رضي الله عنه من يوم صفين، ويرون أنهم وسلفهم أولى الطائفتين بالحق، كما أن الكوفيين - إلا من شاء ربك - فيهم انحراف عن عثمان وموالاة لعلى، وسلفهم شيعته وأنصاره، ونحن - معشر أهل السنة - أولو محبة وموالاة للخلفاء الاربعة، ثم خلق من شيعة العراق يحبون عثمان وعليا، لكن يفضلون عليا على عثمان، ولا يحبون .من حارب عليا من الاستغفار لهم.فهذا تشيع خفيف

بلا شبہ شامیوں پر غلبہ اس کا رہا کہ علی کے حوالے سے یوم صفین میں توقف کیا جائے اور وہ ان کو اور پچھلے سلف کو حق پر دیکھتے ہیں اور کوفی جو ہیں- اگر اللہ نے چاہا- تو ان میں عثمان سے انحراف ہے اور علی سے دوستی ... اور ہم اہل سنت ہیں جو چار خلفاء سے محبت کرتے ہیں - پھر ایک خلق ہے عراق میں جو عثمان و علی دونوں سے محبت کرتی ہے لیکن علی

کو عثمان پر فضلیت دیتی ہے اور ان سے محبت نہیں کرتی جنہوں نے علی سے جنگ کی کہ ان کی مغفرت طلب کرے اور یہ شیعیت خفیف ہے

یعنی نصب والے اتنا علی کو برا نہیں کہتے جتنا شیعہ اصحاب رسول کو کہتے ہیں ان میں شیعہ خفیف بھی تھے رافضی بھی تھے غالی بھی تھے اس تمام مجموعہ پر شیعہ بولا جاتا رہا ہے

معلمی کے مطابق امام بخاری نے اپنی تاریخ کی کتاب میں غلطیاں کی ہیں؟

اپنی کتاب، التنكيل بما في تأنيب الكوثري من الأباطيل، جلد ٢، صفحہ ٦٦٦-٦٦٧،میں فرماتے ہیں

لنک

http://shamela.ws/browse.php/book-12767/page-647

:وأما التنديد بابن حبان فذكر الأستاذ أمورا

.منها أن ابن الصلاح وصفه بأنه غلط الغلط الفاحش في تصرفه

أقول: ابن الصلاح ليس منزلته أن يقبل كلامه في مثل ابن حبان بلا تفسير،والمعروف مما ينسب ابن حبان فيه إلى الغلط أنه يذكر بعض الرواة في (الثقات) ثم يذكرهم في (الضعفاء) ، أو يذكر الرجل مرتين أو يذكره في طبقتين ونحو ذلك. وليس بالكثير وهو معذور في عامة ذلك وكثير من ذلك أو ما .يشبهه قد وقع لغيره كابن معين والبخاري

جہاں تک ابن حبان کی مذمت میں جو باتیں استاد کوثری نے کی ہیں، ان میں ایک یہ ہے کہ ابن صلاح نے ان کے بارے میں کہا ہے کہ وہ شدید ترین غلطیاں کرتے ہیں
میں یہ کہتا ہوں: کہ ابن صلاح ایسی منزلت کے حامل نہیں کہ ان کی بات بغیر وجہ بتائے مان لی جائے۔ اور جو مشہور بات ابن حبان سے منسوب ہے، وہ یہ ہے کہ وہ اس طرح کی غلطی کرتے ہیں کہ ایک راوی کو الثقات میں درج کرتے، اور پھر اس کا تذکرہ الضعفاء میں کرتے ۔ یا پھر ایک راوی کا ۲ بار ذکر کر دیتے یا پھر ۲ طبقوں میں ذکر کر دیتے۔ یہ کثیر مواقع پر نہیں ہے، اور عمومی طور پر انہیں معذور سمجھا جائے گا- اور اس معاملے میں (یعنی علم الرجال میں غلطیوں کے ضمن میں) کثیر مواقع پر یہ کام دیگر لوگوں سے ہوا ہے جیسا کہ ابن معین یا بخاری

جواب

معلمی ایک اچھے محقق تھے - راقم کے نزدیک ان کی تحقیق میں بعض باتیں صحیح ہیں مثلا یہ جوزجانی کے قدر دان ہیں اور ان کے مطابق شیعہ راویوں پر جوزجانی کی رائے صحیح ہے لہذا راقم نے اس کا ذکر اپنی تحقیق میں کیا ہے

رہی یہ بات کہ امام بخاری نے تاریخ میں غلطیاں کی ہیں تو اس میں المعلمی منفرد نہیں ہیں یہ بات ابن ابی حاتم نے بھی کی ہے
بیان خطا البخاری نام کی کتاب موجود ہے
http://waqfeya.com/book.php?bid=7454
ابن أبي حاتم الرازي - أبو زرعة الرازي نے امام بخاری کی غلطیاں گنوائی ہیں کیونکہ ان کے نزدیک امام صاحب اس علم میں پکے نہیں تھے

البتہ راقم سمجھتا ہے کہ تاریخ کی امام بخاری کی کتب میں غلطیاں ، اس وجہ سے ہیں کہ انہوں نے اس پر کام چھوڑ کر صحیح پر اپنی توجہ کر دی تھی مثلا لا تعداد راویوں پر امام بخاری نے نہ جرح کی ہے نہ تعدیل صرف نام لکھ دیے ہیں یعنی لسٹ بنا لی تھی اس پر کام کر رہے تھے پھر چھوڑ کر صحیح پر کام شروع کر دیا
اور عمر نے وفا نہ کی کہ اس ادھورے کام کو مکمل کرتے اور جرح و تعدیل بیان کرتے

یہ راقم کی رائے ہے

قاتلین حسین سے روایت لی گئی ہے ؟

ائمہ نے اس بات کو واضح لکھا ہے کہ قاتلین امام حسین کی روایتوں رد کی جائیں۔ ابن ابی خیثمہ نے اپنی تاریخ میں لکھا ہے کہ یحیی ابن معین نے کہا کہ عمر بن سعد کوفی ہے۔ میں نے پوچھا کہ کیا وہ ثقہ ہے؟ انہوں نے کہا کہ کیسے ثقہ ہو سکتا ہے جب اس نے امام حسین کو قتل کیا

عمر ابن سعد کے کئی روایات اہلسنت کے کتب میں موجود ہیں

ایک روایت مسند احمد، ج 3، ص 105 سے پیش خدمت ہے

1519 – حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنْ عُمَرَ بْنِ سَعْدٍ، حَدَّثَنَا سَعْدُ بْنُ أَبِي وَقَّاصٍ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: " قِتَالُ المسلم كُفْرٌ وَسِبَابُهُ فُسُوقٌ، وَلا يَحِلُّ لِمُسْلِمٍ أَنْ يَهْجُرَ أَخَاهُ فَوْقَ ثَلاثَةِ أَيَّامٍ

عمر بن سعد اپنے والد سے، اور وہ نبی اکرم سے نقل کرتے ہیں کہ نبی پاک نے کہا کہ مسلمان سے لڑنا کفر ہے، اور اس کی توہین کرنا گناہ۔ اور مسلمان کے لیے حلال نہیں کہ وہ 3 دن سے زیادہ اپنے بھائی سے دوری رکھے

کتاب کے محقق، شیخ شعیب، نے سند کو حسن قرار دیا

مسند احمد کے دوسرے محقق، شیخ احمد شاکر نے اپنی تحقیق کے ج 2، ص 243 پر سند کو صحیح قرار دیا

جواب

عُمَر بن سعد بن أَبِي وقاص القرشي الزُّهْرِيّ سے نسائی نے روایت سنن میں لی ہے
أخبرنا إسحق بن إبراهيم قال أنبأنا عبد الرزاق قال حدثنا معمر عن أبي إسحق عن عمر بن سعد قال حدثنا سعد بن أبي وقاص أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال قتال المسلم كفر وسبابه فسوق.

مسند احمد میں بھی ہے

بعض محدثین مثلا ابن معین نے اس سے منع کیا لیکن ظاہر ہے اس پر اجماع نہیں ہے

عمر سے اہل سنت اور شیعہ دونوں روایت کرتے تھے
رَوَى عَنه: ابنه إِبْرَاهِيم بْن عُمَر بن سعد، ويزيد بن أَبِي مريم السلولي، وسعد بْن عُبَيدة، والعيزار بْن حريث (سي) ، وقتادة، ومحمد بْن عَبْد الرَّحْمَنِ بْن أَبِي لبيبة، ومحمد بن مسلم ابن شهاب الزُّهْرِيّ، والمطلب بْن عَبد اللَّه بْن حنطب، ويزيد بْن أَبِي حبيب المِصْرِي، وأبو إسحاق السبيعي (س) ، وابن ابنه أَبُو بكر بْن حفص بْن عُمَر بْن سعد.

اس میں أبو إسحاق السبيعي کوفی شیعہ ہیں جو عمر سے روایت کرتے رہے ہیں

دارقطنی نے کہا عمر سے ما خرجوا عنه في الصحيح
صحیح میں کوئی روایت نہیں لی گئی
———

راقم کی رائے
عمر بن سعد نے ہی قتل حسین کیا اس پر کوئی صریح دلیل نہیں ہے
یہ بات مختار ثقفی کذاب کی مشہور کردہ ہے جو تاریخ میں چلی آ رہی ہے

امام جعفر کی علم حدیث میں کیا حیثیت ہے ؟

الشيخ عبد الرحمن المعلمي اليماني وہ یہ لکھ کر کیا ثابت کرنا چاہ رہے ہیں

التنكيل بما في تأنيب الكوثري من الأباطيل، ج1، ص677

وكان بنو فاطمة في عصر تأسيس المذاهب مضطهدين مروعين لا يكاد أحد يتصل بهم إلا وهو خائف على نفسه فلم يتمكنوا من نشر علمهم كما ينبغي

جواب

المعلمي نے کہا

جس دور میں مذاهب کی بنیاد رکھی گئی اس دور میں بنو فاطمہ سخت مشکل میں تھے اور کوئی ان سے ملنا نہیں چاہتا تھا سوائے اس کے کہ وہ خائف ہوتا اور اس علم کو نشر نہیں کر پاتا جیسا کرنا چاہیے تھا

المعلمي کی بات صحیح نہیں کیونکہ امام مالک امام ابو حنیفہ امام شافعی اور احمد کا دور سن ۸۰ سے ۲۵۰ ہجری تک ہے
اس میں سن ۱۳۱ کے بعد سے بنو ہاشم اقتدار میں تھے اور شیعہ اثنا عشری کے بنو عباس سے اچھے مراسم تھے وہ شامل دربار تھے
بہت سے راوی جو الکافی کے راوی ہیں وہ بنو عباس کے درباری تھے مثلا عبد الله بن سنان، خلفاء بنو عباس کے کاتب یا خزانچی تھے
اس دور میں امام جعفر زندہ تھے جو ان ائمہ حدیث کے نزدیک ضعیف الحدیث ہیں اس لئے ان

کی فقہ اہل سنت میں مقبول نہیں ہوئی
ورنہ لاکھوں شیعہ راوی جو چاہتے بول رہے تھے مسند احمد تو شیعیت سے بھری پڑی ہے

امام جعفر کے لئے اہل سنت کہتے ہیں کہ ان سے جھوٹی روایات منسوب کی گئی ہیں لیکن بعد کے ائمہ کی یا تو روایت ہی نہیں لیتے یا کوئی تبصرہ بھی نہیں کرتے یہاں تک کہ امام حسن عکسری کو ضعیف تک کہا

جعفر بن محمد بن علی بن الحسین بن علی بن أبی طالب القرشی الهاشمی ، أبو عبد الله المدنی الصادق پیدائش ۸۰ ہجری- المتوفی ۱۴۸ ھ سے کتب ستہ میں پانچ میں روایات لی گئی ہیں
البخاري في الأدب المفرد – مسلم – أبو داود – الترمذي – النسائي – ابن ماجه
امام بخاری نے صحیح میں ان سے کچھ روایت نہیں کیا ہے
امام مسلم نے ان کی روایت الْوضُوء وَالصَّلَاة وَالصَّوْم وَالْحج وَالْجهَاد والزهد میں نقل کی ہے

امام یحیی بن سعید القطان کے نزدیک یہ مضبوط نہیں تھے
قَالَ عَلِيٌّ: عَنْ يَحْيَى بنِ سَعِيْدٍ، قَالَ: أَملَى عَلَيَّ جَعْفَرُ بنُ مُحَمَّدٍ الحَدِيْثَ الطَّوِيْلَ -يَعْنِي: فِي الحَجِّ (1) .- ثُمَّ قَالَ: وَفِي نَفْسِي مِنْهُ شَيْءٌ (2) ، مُجَالِدٌ أَحَبُّ إِلَيَّ مِنْهُ
یحیی بن سعید نے کہا – امام جعفر نے حج سے متعلق ایک طویل حدیث مجھے املاء کرائی پھر یحیی نے کہا میرے دل میں اس پر کچھ ہے اور مجالد مجھ کو ان سے زیادہ پسند ہے

حج والی یہ روایت کہا جاتا ہے
أخرجه مسلم (1218) في الحج، باب حجة النبي، عليه السلام، میں ہے

راقم کہتا ہے مجالد تو ضعیف ہے اور امام شافعی کے مطابق مجالد روایت کو کوڑے مارتا ہے یہ تقابل بہت سخت ہے اس وجہ سے الذھبی نے امام القطان پر جرح کی ہے
ابن معین ، شافعی نے امام جعفر کو ثقہ کہا ہے – امام احمد نے امام جعفر کو ضعیف کہا ہے
. (360) «قال الميموني: قال أبو عبد الله: جعفر بن محمد، ضعيف الحديث، مضطرب. «سؤالاته

جعفر کی احادیث جو ان کی اولاد سے ہوں ان کو بھی رد کیا گیا ہے – كتاب إكمال تهذيب الكمال في أسماء الرجال از مغلطاي میں ہے
وقد اعتبرت حديثه من حديث الثقات عنه مثل: ابن جريج والثوري ومالك وشعبة وابن عيينة ووهب بن خالد وذويهم فرأيت أحاديث مستقيمة ليس فيها شيء يخالف حديث الأثبات، ورأيت في رواية ولده عنه أشياء ليس من حديثه ولا من حديث أبيه ولا من حديث جده،

عبد الرزاق مختلط اور شیعہ تھے ؟

ایک صاحب کہتے ہیں تقریب تہذیب کے مولف یعنی ابن حجر نے کہا

عبد الرزاق کا شیعہ ہونا ثابت نہیں کیونکہ ہم کو شیعوں کے پاس ان کی کوئی روایت نہیں ملی اگر شیعہ ہوتے تو ان سے وہ روایت کرتے

جواب

تقریب میں یہ الفاظ ہیں

عبد الرزاق ابن همام ابن نافع الحميري مولاهم أبو بكر الصنعاني ثقة حافظ مصنف شهير عمي في آخر عمره فتغير وكان يتشيع من التاسعة مات سنة إحدى عشرة وله خمس وثمانون

اس میں عبد الرزاق کو شیعہ لکھا گیا ہے

یہ مختلط تھے ابن صلاح کا قول ہے

حافظ عراقی نے لکھا ہے
لم يذكر المصنف أحدا ممن سمع من عبد الرزاق بعد تغيره إلا إسحق بن إبراهيم الدبرى فقط وممن سمع منه بعد ما عمى أحمد بن محمد بن شبوية قاله أحمد بن حنبل وسمع منه أيضا بعد التغير محمد بن حماد الطهرانى والظاهر أن الذين سمع منهم الطبرانى فى رحلته إلى صنعاء من أصحاب عبد الرزاق كلهم سمع منه بعد التغير وهم أربعة أحدهم الدبرى الذى ذكره المصنف وكان سماعه من عبد الرزاق سنة عشر ومائتين
مصنف (ابن الصلاح) نے ذکر نہیں کیا کہ عبد الرزاق سے کس نے تغیر کے بعد سنا صرف اسحاق بن ابراہیم کے اور جس نے سنا ان کے نابینا ہونے کے بعد ان میں ہیں احمد بن محمد یہ امام احمد نے کہا اور ان سے اس حالت میں سنا محمد بن حماد نے اور ان سے سنا طبرانی نے جب صنعاء کا سفر کیا – ان سب نے بعد میں سنا اور یہ چار ہوئے جن میں الدبری ایک ہیں
ان سب نے ۱۲۰ میں سنا

——-

تقریب تہذیب کے مولف یعنی ابن حجر نے کہا
ان کا شیعہ ہونا ثابت نہیں کیونکہ ہم کو شیعوں کے پاس ان کی کوئی روایت نہیں ملی اگر شیعہ ہوتے تو ان سے وہ روایت کرتے

راقم کہتا ہے ابن حجر کی تحقیق میں نقص ہے اگر ایسا کہا
قال الذهبي: عبد الرزاق بن همام ابن نافع، الحافظ الكبير، عالم اليمن، أبو بكر الحميري الصنعاني الثقة الشيعي
امام الذہبی نے ان کو شیعی کہا ہے

رجال الطوسي جو شیعوں کی کتاب ہے اس میں عبد الرزاق کا شمار شیعوں میں کیا گیا ہے اور امام جعفر کے اصحاب میں شمار کیا گیا ہے

کتاب نقد الرجال از السيد مصطفى بن الحسين الحسيني التفرشي کے مطابق
عبد الرزاق بن همام اليماني: من أصحاب الباقر والصادق عليهما السلام، رجال الشيخ

امام احمد نے کہا
العلل ومعرفة الرجال: 2 / 59 الرقم 1545
قال عبد الله بن أحمد بن حنبل: سألت أبي، قلت له: عبد الرزاق كان يتشيع ويفرط في التشيع ؟ فقال: أما أنا فلم أسمع منه في هذا شيئا، ولكن كان رجلا تعجبه أخبار الناس - أو الأخبار
عبد اللہ نے احمد سے سوال کیا : کیا شیعہ تھے اور مفرط تھے ؟ احمد نے کہا جہاں تک میرا تعلق ہے میں نے ان سے ایسا کچھ نہیں سنا لیکن یہ ایک آدمی تھے جن کی خبروں پر لوگوں کو تعجب ہوتا

ابن عدی نے کہا
وقد روى أحاديث في الفضائل مما لا يوافقه عليها أحد من الثقات
یہ فضائل علی میں وہ روایت کرتے جن کی ثقات موافقت نہیں کرتے

یعنی اہل تشیع کے پاس یہ شیعہ تھے اور امام جعفر سے اور امام صادق سے روایت کرتے تھے

اہل تشیع کی کتب میں ان کی سند سے بہت سی روایات ہیں جو فضائل علی سے متعلق ہیں جو اہل سنت روایت نہیں کرتے

(۲) اس حدیث کا دوسرا راوی امام عبدالرزاق بن ہمام الصنعانیؒ ہے جو کہ شیعہ ہے۔ حافظ ابن حجر عسقلانیؒ ان کے بارے میں فرماتے ہیں کہ "وہ آخری عمر میں نابینا ہو گئے تھے اور ان کا حافظہ بھی متغیر ہو گیا تھا۔ اور ان میں شیعیت تھی"۔ (تقریب ص ۲۱۳) علامہ ذہبی فرماتے ہیں کہ ان میں شیعیت تھی اور وہ امیر معاویہؓ کے تذکرہ کے وقت کہتے تھے کہ ہماری مجلس کو ابن ابی سفیانؓ کے ذکر سے گندہ نہ کرو۔ (میزان الاعتدال ج ۲ ص ۱۲۷)۔ محمد بن ابی بکر المقدمیؒ فرماتے ہیں کہ میں نے عبدالرزاق کو پایا اور انھیں شیعیت نے خراب کر دیا تھا۔ امام احمدؒ فرماتے ہیں کہ عبیداللہ بن موسیٰ ان کی شیعیت کی بنا پر ان کی حدیث کو رد کرتے تھے۔ امام ابن عدیؒ فرماتے ہیں ان میں شیعیت تھی۔ اور اس نے فضائل میں ایسی احادیث ذکر کی ہیں جس میں کوئی بھی ان کی متابعت نہیں کرتا اور یہی احادیث ان کی مذمت کا سبب بنی ہیں۔ امام الاثرمؒ فرماتے ہیں کہ امام احمدؒ سے حدیث النار حبار کے متعلق پوچھا گیا تو اس نے کہا کہ اسے کس نے عبدالرزاق سے بیان کیا ہے (الاثرم) نے کہا احمد نے شبلویہ سے۔ انہوں نے کہا ان سب نے اس سے اس وقت سنا جب کہ وہ نابینا ہو گئے تھے اور انہیں تلقین کی جاتی تھی تو وہ اسے قبول کر لیتے تھے۔ اور یہ حدیث ان کی کتب میں نہیں ہے اور تلقین کا معاملہ اندھے ہونے کے بعد کا ہے (تہذیب ص ۳۱۲، ۳۱۳)۔

عکرمہ مولی ابن عباس پر یہ تبصرہ کیا یہ صحیح ہے ؟

ایک کتاب جس کا نام ضحی الإسلام ہے

لنک

http://www.hindawi.org/books/30536269/

جو مصر سے چھپی ہے - ایک شیعہ اس کے بارے میں لکھتا ہے کہ

حفاظ نے صحیح بخاری کے اسی 80 رجال کو ضعیف قرار دیا ہے, اس طرح انہوں نے صحیح بخاری کیلئے سب سے بڑی مشکل پیدا کر دی ہے- کیونکہ ان میں بعض رجال کاذب اور غیر معتبر ہونا اس قدر مسلم ہے جن میں شک کرنے کی کوئی گنجائش نہیں چنانچہ ان کا حال معلوم ہے- لیکن بعض رجال ایسے بھی ہیں جن کا حال مجہول ہے- لہذا اس قسم کے افراد حدیث کی اسناد میں آئے ہیں- ان کے بارے میں ہمارے لئے حدیث کی تشخیص بڑا مشکل مسئلہ ہے- ان مجہول الحال راویوں میں ہی حضرت ابن عباس کا غلام عکرمہ ہے- اس نے قدر حدیثیں نقل کی ہیں جس کی حد و انتہا نہیں- چناچہ اس کی جھوٹی حدیثوں سے حدیث و تفسیر کی دنیا مّملو نظر آتی ہے- حالانکہ بعض رجال نے اسے مجہول الحال ، کاذب اور خوارج کہ پیرو بتلایا ہے- یہ امراء سے انعام حاصل کر کے حدیثیں گڑھتا تھا- علمائے رجال نے اس جھوٹ کے متعدد شواہد نقل کئے ہیں

-ضحی الإسلام ـ الجزء ٢ صفحہ 117

جواب

أحمد أمين إبراهيم الطباخ مصر کے ہیں سن ١٩٥٤ میں انتقال ہوا-عکرمہ حصين بْن أبي الحر کے غلام تھے انہوں نے ان کو تحفہ میں ابن عباس کو دیا-الکامل از ابن عدی میں ان پر سخت جرح ہے

ان کو كَانَ يرى رأي الخوارج رأي الصفرية کہا گیا یعنی گمراہ
ان کو ابن سیرین نے کذاب کہا
ان کا جنازہ اکثریت نے چھوڑ دیا

أبي الشعثاء (خوارج کے مطابق یہ ان کے امیر ہیں) کہتے عکرمہ عالم ہیں
عَن عَمْرو بن دينار، قَالَ: سَمِعْتُ أبا الشعثاء يَقُولُ هَذَا مولى ابن عباس هَذَا أعلم الناس

.وكان جابر بْن زيد يقول، حَدَّثَنا العين يعني عِكرِمَة
أبي الشعثاء جابر بْن زيد ان کو العین کہتا

جابر بْن زيد اہل سنت کے مطابق خارجی نہیں لیکن خوارج کے مطابق خارجی ہیں

امام بخاری نے عکرمہ سے حدیث لی ہے اور اس میں وہ مشہور حدیث بھی ہے کہ عمار کو باغی گروہ قتل کرے گا

بدعتی کی روایت پر محدثین کا کیا نقطۂ نظر تھا؟

امام بخاری کے دور کے رافضی کا عقیدہ کیا تھا؟ ا سکی بدعت کی تائید نہ کر رہی ہو دونوں صورتوں میں امام بخاری کے دور میں بدعتی کو کیا سمجھا جاتا تھا کافر یا مسلم؟ امام بخاری کے دور میں رافضیوں کا مسلک کیا تھا اس دور کے رافضی اور آج کے دور کے رافضی کے عقیدہ میں کیا فرق تھا؟؟؟

جواب

بدعت کا لفظ صحیح منہج یا عقیدہ سے الگ ہونے پر استعمال ہوتا تھا – اس میں شیعہ ہو یا رافضی ہو یا قدری ہو یا جھمی یا خارجی ہو یا معتزلی ان سب کو بدعتی سمجھا جاتا تھا اور ظاہر ہے یہ سب اہل قبلہ ہیں ان کو عرف عام میں مسلمانوں میں سے سمجھا جاتا تھا
اب اس میں بدعت مکفرہ یا غیر مکفرہ کی بحث تھی کہ بعض محدثین مثلا امام احمد اور امام بخاری جھمی کو کافر کہتے ہیں-

سؤالات محمد بن عثمان بن أبي شيبة لعلي بن المديني کے مطابق
وَحدثنَا مُحَمَّد بن عُثْمَان قَالَ سَمِعت عليا على الْمِنْبَر يَقُول من زعم أَن الْقُرْآن مَخْلُوق فقد كفر وَمن زعم أَن الله عز وَجل لَا يرى فَهُوَ كَافِر وَمن زعم أَن الله عز وَجل لم يكلم مُوسَى على الحقيقه فَهُوَ كَافِر
محمد بن عثمان نے کہا میں نے منبر پر امام علی المدینی کو کہتے سنا
جس نے دعوی کیا قرآن مخلوق ہے وہ کافر
جس نے دعوی کیا کہ اللہ کو نہیں دیکھا جا سکتا وہ کافر
جس نے دعوی کیا کہ اللہ نے فی الحقیقت موسی سے کلام نہ کیا وہ کافر

شیعہ اور خوارج کا عقیدہ ہے کہ محشر میں اللہ کو نہیں دیکھا جا سکتا – باقی اقوال معتزلہ کے لئے ہیں
علی المدینی کے فتوی کی چوٹ ان فرقوں پر ہے

تہذیب التہذیب میں ہے
قال عبد الواحد بن غياث عن ابن مهدي: جلس إلينا أبو جزء على باب أبي عمرو بن العلاء فقال: "أشهد أن الكلبي كافر
ابن مہدی نے کہا کہ أبو جزء نے کہا کہ الکلبی کافر ہے

یعنی محدثین میں سے بعض کے نزدیک یہ راوی (اہل قبلہ میں سے ہیں مسلمان کہلاتے ہیں لیکن) یہ راوی کافر ہیں
لیکن مورخین و محدثین نے الکلبی کی روایت لکھی ہے – خیال رہے اس سے دلیل لینا ثابت نہیں ہوتا

أبي عبيد الآجري نے ابو داود سے سوال کیا
سألت أبا دَاوُد عَن عَمرو بْن ثَابت فَقَالَ: "كَانَ رَجُلَ سَوءٍ. قال هناد ولم أصلِّ عَلَيْهِ". قَالَ: "لما مَات النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كفر الناس إلاّ خمسة
میں نے ابو داود سے عمرو بن ثابت ابن أبي المقدام الكوفي کے بارے میں پوچھا کہا برا آدمی ہے هناد بن السّري نے کہا اس کا جنازہ مت پڑھنا یہ کہتا ہے کہ جب النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کی وفات ہوئی تو سب کافر ہوئے سوائے پانچ کے

. (11) /قال عبد الله، عن أبيه: كان يشتم عثمان، ترك ابن المبارك حديثه. «تهذيب التهذيب» 8
احمد نے کہا یہ عثمان (رضی اللہ عنہ) کو گالی دیتا تھا ابن مبارک نے اس کی احادیث ترک کر دیں
اور کہتے
لا تحدثوا عن عمرو بن ثابت، فإنه يسب السلف
اس سے روایت نہ کرو سلف کو گالی دیتا ہے

میزان میں الذھبی کے مطابق ابو داود نے اس کو رافضي بھی کہا ہے

راوی عبد الله بن شريك العامري، الكوفي کے لئے ابن حبان لکھتے ہیں
قال ابن حبان: "كان – يعني عبد الله بن شريك – غاليا في التشيع
یہ غالی تھا

لہذا یہ معلوم ہوا کہ رافضی آج کل کا ہو یا امام بخاری کے دور کا ایک ہی جیسے عقیدہ رکھتے تھے- بعض محدثین اس بنا پر روایت ترک کرتے تھے اور بعض لکھتے تھے لیکن لکھنے کا مطلب دلیل لینا نہیں ہوتا

اپ نے جو عبارت پیش کی ہے
اس میں علم حدیث کا اصول تھا کہ بدعتی کی روایت لی جائے گی الا یہ کہ وہ اس کی بدعت "کے حق میں ہو اس کو کافر نہیں سمجھا جاتا تھا"
وہ صحیحین کے راویوں کے لئے ہے کہ جو بد عقیدہ ہیں یا بدعتی لیکن ان کو کافر نہیں سمجھا گیا
صحیح بات ہے کہ بدعتی سے روایت لی گئی ہے البتہ صحیح میں اس کی بدعت کی تقویت نہیں ہے

نوٹ
خیال رہے کہ فرقہ پرست مثلا اہل حدیث اپنی کتابوں میں آج کل لکھ رہے ہیں کہ بدعتی راوی کی روایت رد کرو کا اصول امام جوزجانی کا تھا جبکہ یہ اصول جوزجانی سے پرانا ہے – محدثین کا کتاب میں روایت لکھنا اس کو قبول کرنا نہیں ہے ، اس کو بیان کرنا ہے – قبول اس وقت تصور ہو گا جب اس کے اوپر عقیدہ کی بنیاد رکھی جائے

اس قسم کا فراڈ غیر مقلدین نے اپنی کتابوں میں دیا ہے جس میں ابن حجر کے قول پر جرح کی جو نزهة النظر في توضيح نخبة الفكر في مصطلح أهل الأثر میں ہے
نعمْ، الأكثرُ على قَبولِ غيرِ الدَّاعيةِ، إلا أنْ يَروي ما يُقَوِّي بِدْعَتَهُ فَيُرَدُّ، على المذهَبِ المُخْتارِ،
ہاں یہ بات درست ہے کہ غیر داعی بدعتی کی اکثر نے روایت قبول کی ہے – لیکن اگر وہ روایت "کرے جس سے اس کی بدعت کی تقویت ہو تو المذهَبِ المُخْتارِ کی طرف رد ہو گی

اور یہ دکھانے کی کوشش کی ہے کہ صحیح بخاری میں بدعتوں کی روایت موجود ہے اور بدعتی کی روایت رد کر دو متاخرین کا اصول ہے ، جبکہ یہ حماقت ہے کیونکہ ابن حجر کی طرف سے کہا یہ گیا ہے کہ اگر بدعتی اپنی بدعت کے حق میں روایت کرے تو رد ہو گی اور ایسا صحیح میں ہے کہ رافضی سے روایت لی گئی ہے اس کی بدعت کی موید روایت نہیں لی گئی

بعض کبار محدثین اس کے بھی خلاف تھے مثلا امام ابو زرعہ جو امام مسلم کے استاد ہیں انہوں نے نے صحیح مسلم کے لئے کہا
ويُطرِّق لأهل البدع علينا، فيجدون السبيل بأن يقولوا لحديثٍ إذا احتُجَّ عليهم به !
مسلم بن حجاج نے اہل بدعت کو اس طرح رستہ بنا کر دیا ہے کہ اہل بدعت اب ہم پر سبیل

پائیں گے کہ جرح کریں اور کہیں گے کہ اس کی حدیث سے دلیل لی گئی ہے
أبو زرعة الرازي وجهوده في السنة النبوية

کیا صحیح بخاری میں حدیث گھڑنے والوں سے روایت لی گئی ہے ؟
جواب

امام بخاری نے نعیم بن حماد سے مقرؤنا روایت لی ہے جن کے لئے الذھبی کتاب دیوان الضعفاء والمتروکین وخلق من المجھولین وثقات فیھم لین میں لکھتے ہیں

قال الأزدي: قالوا: كان يضع الحديث، وقال أبو داود: عنده نحو من عشرين حديثاً ليس لها أصل

الأزدي: نے کہا یہ حدیث گھڑتے تھے اور ابو داود نے کہا انہوں نے ۲۰ احادیث بیان کیں جن کا اصل نہیں ہے

صحیح بخاری کی مشہور بندروں کے رجم والی روایت بھی انہی کی بیان کردہ ہے اور البانی نے خاص نعیم پر اس وجہ سے جرح کی ہے

وہ محدثین جو احادیث بیچتے تھے ان کی احادیث کیا رد کی جائیں

سنن النسائي: كِتَابُ ذِكْرِ الْفِطْرَةِ (بَابُ الْمَاءِ الدَّائِمِ) سنن نسائی: کتاب: امور فطرت کا بیان (باب: کھڑے پانی کا حکم)

أَخْبَرَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ حَدَّثَنَا إِسْمَعِيلُ عَنْ يَحْيَى بْنِ عَتِيقٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِيرِينَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَبُولَنَّ أَحَدُكُمْ فِي الْمَاءِ الدَّائِمِ ثُمَّ يَغْتَسِلُ مِنْهُ قَالَ أَبُو عَبْد الرَّحْمَنِ كَانَ يَعْقُوبُ لَا يُحَدِّثُ بِهَذَا الْحَدِيثِ إِلَّا بِدِينَارٍ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”تم میں سے کوئی ٹھہرے پانی میں بالکل پیشاب نہ کرے (ہوسکتا ہے) کہ پھر بعد میں اس سے غسل کرے۔“ ابو عبدالرحمٰن (امام نسائی) رحمہ اللہ نے فرمایا: (میرے استاذ) یعقوب بن ابراہیم یہ حدیث دینار لیے بغیر بیان نہیں کرتے تھے

جواب

روایت سند سے لی جاتی ہے - راوی با شرع کام کرتا ہے یا نہیں اس پر حدیث کے قبول و رد پر اختلاف ہے

احمد اور ابو حاتم کے نزدیک صحیح نہیں ہے لیکن نسائی نے لی ہے

مثال
توریت اور انجیل اپ کو کس سے ملی؟ انہی لوگوں سے ملی ہے جو اس کی آیات کو بیچ دیتے تھے
لیکن قرآن میں توریت کا حوالہ ہے سورہ مائدہ میں اس کے احکام کو نافذ کرنے کا حکم ہے
یعنی جو ثابت ہے اس کو لیا جائے گا پہنچانے والے چاہے یہودی ہوں یا نصرانی

امام بخاری اپنی کتاب میں اپنی تاریخ وفات لکھ کر فوت ہوئے ؟

امام بخاری اپنی کتاب التاریخ الأوسط (الصغیر) للبخاری جلد ۲ صفحہ ۳٦۷ میں لکھتے ہیں کہ

مَاتَ أَبُو عبد الله مُحَمَّد بن إِسْمَاعِيل البُخَارِيّ رَحمَه الله فِي سنة سِتّ وَخمسين وَمِائَتَيْنِ لَيْلَة الْفطر من يَوْم الْجُمُعَة عِنْد صَلَاة الْعشَاء وَدفن يَوْم الْفطر بعد صَلَاة الظّهْر وَمَات بسمرقند فِي قَرْيَة يُقَال لَهَا خرتنک وَدفن بهَا رَحْمَة الله عَلَيْهِ ورضوانه

جواب

یہ ناقل کتاب کے الفاظ ہیں

اس کا علم میں ہونا چاہیے کہ دور قدیم میں کتب پبلشر سے نہیں لی جاتی تھیں- آدمی اعلان کرتا تھا کہ اس نے کتاب لکھی ہے اس سے جا کر لوگ اس کی کتاب سنتے اور لکھتے تھے ایسا تمام کتب میں ہے

امام الذھبی نے اپنی کتاب میں اپنی تاریخ وفات بیان کی ہے ؟

معجم الشیوخ الکبیر للذهبي امام ذھبی کی ایک مشہور کتاب ہے

امام ذہبی خود ۷٤۸ھ میں اس دنیا سے چلے گئے اور اس کتاب میں لکھ رہے ہیں کہ

۱.

مُحَمَّدُ بْنُ جَابِرِ بْنِ مُحَمَّدٍ الْفَقِيهُ الْمُقْرِئُ الْمُحَدِّثُ الرَّحَّالُ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ الْوَادِى آشِى ثُمَّ التُّونُسِىُّ الْمَالِكِىُّ

.تُوُفِّىَ مُحَمَّدُ بْنُ جَابِرٍ فِى رَبِيعٍ الأَوَّلِ سَنَةَ تِسْعٍ وَأَرْبَعِينَ وَسَبْعِ مِائَةٍ

لنک

http://shamela.ws/browse.php/book-12531/page-592
٢.

عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ الْكَافِي بْنِ عَلِيِّ بْنِ تَمَّامٍ قَاضِي الْقُضَاةِ الْحَافِظُ الْعَلامَةُ الْبَارِعُ عَالِمُ الدِّيَارِ الْمِصْرِيَّةِ تَقِيُّ الدِّينِ أَبُو الْحَسَنِ الْقَاضِي زَيْدُ الدِّينِ السُّبْكِيُّ الْمِصْرِيُّ الشَّافِعِيُّ الْمُحَدِّثُ :

تُوُفِّيَ قَاضِي الْقُضَاةِ سَنَةَ سِتٍّ وَخَمْسِينَ وَسَبْعِ مِائَةٍ بِالْقَاهِرَةِ

لنک

http://shamela.ws/browse.php/book-12531/page-447
خود امام ذھبی اس دنیا سے چلے گئے تو پھر انہوں نے اپنی موت کے بعد مرنے والے کی تاریخ وفات کیسے لکھ دی؟؟؟؟
حیرت ہے کہ کتاب کے محقق نے بھی اس بارے میں کوئی حاشیہ آرائی نہیں کی ہے واضح رہے کہ اصل مخطوطہ میں بھی یہی عبارت موجود ہے

ایسی غلطیاں اگر ہوتی رہتی ہیں تو ان غلطیوں کا ثبوت چاہیے ، جس نے غلطی کی نشاندہی کی ہے وہ اصل متن میں نہ کہ حاشیہ پر ؟ کتاب کے محقق نے اس مقام پر کوئی حاشیہ آرائی نہیں کی ہے، لہٰذا یہ کسی اور کی غلطی ہے اس کا ثبوت چاہئے، نیز جب اس طرح کی خلاف واقعہ بات اصل متن میں درج ہے تو اس بات کی کیا گیارنٹی ہے کہ یہ کتاب صحیح ہے

جواب ضرور دیں پلیز پلیز

جواب

اس کتاب کا نسخہ جو مکتبہ الصدیق سے محقق محمد حبیب ألهيلة کی تحقیق کے ساتھ ہے اس میں ان دونوں مقامات پر موجود ہے کہ یہ الفاظ ایک دوسرے خط سے حاشیہ میں نسخہ میں اصل متن کے ساتھ لکھے تھے
جو ظاہر ہے کہ الذہبی کے بعد اس میں ناقل نے شامل کیے
عکس یہاں دیکھ سکتے ہیں

http://www.islamic-belief.net/wp-content/uploads/2017/08/معجم-شیوخ-میں-اضافہ٢.png
http://www.islamic-belief.net/wp-content/uploads/2017/08/معجم-شیوخ-میں-اضافہ١.png

مُحَمَّد بن يُونُس الْجمال کون ہے؟
اور امام مسلم نے اس کا نام اپنی صحیح میں کیوں حذف کیا

جواب

مُحَمَّد بن یونس الجمال سے امام مسلم نے روایت لی ایسا کہا

امام حاکم نے تسمية من أخرجهم البخاري ومسلم میں
المزی نے تہذیب الکمال میں
الذهبی نے سیر الاعلام النبلاء اور تاریخ الاسلام میں اور روایت بھی دی جو صحیح مسلم میں نہیں
اور راقم کو صحیح مسلم کی شروحات میں بھی یہ روایت نہیں ملی

یہ روایت متاخرین کو نہیں ملی ایسا کہا
بشار عواد معروف نے تہذیب الکمال کے حاشیہ میں
ابن حجر نے : و لم يثبت أن مسلما روى عنه یہ ثابت نہیں مسلم نے اس سے روایت کیا لیکن لسان المیزان میں کہا قیل: إن مسلما روى عنه کہا جاتا ہے مسلم نے اس سے روایت کیا ہے

اغلبا اس سے مسلم نے صحیح سے باہر کسی کتاب میں روایت کیا ہے جو اب موجود نہیں ہے

لا یحمدونہ کا کیا مطلب ہے ؟
١.
محدیثین جب اپنی حدیث کی کتاب میں کسی راوی کے اوپر جرح کرتے ہے۔ جب ہم ان کی کتب ضعفاء دیکھتے ہے۔ تو وہ اس راوی کا نام نہیں رہتا ہے-مثال مصعب بن شیبہ جو صحیح مسلم کے راوی ہے امام دارقطنی نے اپنی سنن میں جرح کی ہے۔ مگر جب امام دارقطنی کی کتاب الضعفاء کو دیکھتے ہے تو مصعب بن شیبہ کا نام نہیں ہے۔ تو ایسی صورت حال میں محدث کی کس بات کا اعتبار ہوگا۔
٢
لا یحمدونہ کے اصطلاحی معنی کیا ہے کیا اسکو جرح میں شمار کیا جائے یا تعدیل میں؟ ازراہ - کرم تفصیلی جواب عنایت فرمائیں۔

جواب
تاریخ الاسلام از الذهبی میں ہے
مُصْعَب بْن شَيْبَة بن جبير بن شيبة2 -م4- بن عثمان الحجبي المكي القرشي العبدري، عَن صفيّة بنت شَيْبَة عمّه أَبِيهِ، وطَلْق بْن حبيب. وعَنْه ابنه زُرَارة وزكريّا بْن أَبِي زائدة، وابن جُرَيْج، ومِسْعَر، .وآخرون، قَالَ أبو حاتم، لا يحمدونه. وقَالَ الدارَقُطْنيُّ: لَيْسَ بالقويّ، احتجّ بِهِ مُسْلِم وغيره
اس میں مُصْعَب بْن شَيْبَة کا ذکر ہے اس پر ابی حاتم کا کہنا ہے لا یحمدونہ اس کی تعریف نہیں کی جاتی لہذا جرح ہےالجرح والتعديل المؤلف: أبو محمد عبد الرحمن بن محمد بن إدريس بن المنذر التميمي، الحنظلي، الرازي ابن أبي حاتم (المتوفى: 327هـ) میں ان الفاظ کی شرح خود ابی حاتم نے کر دی ہےنا عبد الرحمن قال سألت ابی عن مصعب بن شیبة فقال لا یحمدونہ، ولیس بقوىبعد الرحمان نے کہا میں نے ابی حاتم سے مصعب بن شیبة پر پوچھا کہا اس کی تعریف نہیں کرتے اور یہ قوی نہیں ہے لا یحمدونہ کی اور مثالیں بھی ہیں مثلا میزان از الذهبی میں مسهر بن عبد الملك بن سلع الهمداني کے ترجمہ میں ہے ابو داود نے کہا أصحابنا لا یحمدونہ ہمارے اصحاب حدیث اس کی تعریف نہیں کرتے
دارقطنی نے اس کا ذکر ان الفاظ میں کیا ہےقال الدارقطنی: لیس بالقوی ولا بالحافظ. وقال فی موضع آخر: ضعیف، وقال: منكر الحديثمُصْعَبُ بْنُ شَيْبَةَ لَيْسَ بِالْقَوِيِّ وَلَا بِالْحَافِظِ یہ سنن دارقطنی میں ہےمُصْعَبُ بْنُ شَيْبَةَ ضَعِيفٌ یہ بھی سنن دارقطنی میں ہےمصعب منکر الحدیث یہ قول الإلزامات والتتبع میں ہےیہ کتب دارقطنی کی معروف ہیں ان اقوال کا بھی اعتبار ہو گا اور کیا گیا ہے
دارقطنی کی کتاب الضعفاء الضعفاء والمتروکون میں تمام راوی نہیں ہیں جن کو انہوں نے ضعیف قرار دیا ہے

امام بخاری کا فیہ نظر کہنا

جواب

كتاب من قال فيه البخاري فيه نظراز أبو ذر عبد القادر بن مصطفى بن عبد الرزاق المحمدي کے مطابق

حبيب بن سالم الأنصاري مولى النعمان بن بشير: قال البخاري: "فيه نظر". وقال ابن عدي: ليس في متون أحاديثه حديث منكر بل اضطرب في أسانيد ما يروى عنه، ووثقه أبو حاتم وأبو داود، وأورده ابن حبّان في الثقات، وقال عنه ابن حجر: لا بأس به. قلت: له عند مسلم حديثٌ واحدٌ متابعةً، وروى .له أحمد والدارمي والأربعة ما مجموعه أربعة أحاديث دون المكرر

بخاری اس راوی (حبيب بن سالم الأنصاري مولى النعمان بن بشير) کو فیہ نظر کہتے ہیں ابن عدی کہتے ہیں حدیثوں میں توازن نہیں اس کی حدیث منکر ہے بلکہ اسناد میں اضطراب بھی کرتا ہے .ابو حاتم اور ابو داود ثقہ کہتے ہیں اور ابن حبان ثقات میں لائے ہیں اور اس کو ابن حجر کہتے

ہیں کوئی برائی نہیں. میں (أبو ذر عبد القادر) کہتا ہوں مسلم نے متابعت میں صرف ایک حدیث نقل کی ہے اور اس سے احمد ،دارمی اور چاروں سنن والوں نےبلا تکرار حدیث لی ہے

السیوطی کتاب تدریب الراوي میں وضاحت کرتے ہیں

تنبيهات الأول البخاري يطلق فيه نظر وسكتوا عنه فيمن تركوا حديثه

پہلی تنبیہ بخاری اگرکسی راوی پر فيه نظر کا اطلاق کریں اور سکتوا عنه کہیں تو مراد حدیث ترک کرنا ہے

کتاب التنکیل از الشیخ المعلمي کے مطابق

وكلمة فيه نظر معدودة من أشد الجرح في اصطلاح البخاري

اور کلمہ فیہ نظر بخاری کی شدید جرح کی چند اصطلاح میں سے ہے

اللكنوي کتاب الرفع والتكميل في الجرح والتعديل میں اس پر کہتے ہیں

فيه نظر: يدل على أنه متهم عنده ولا كذلك عند غيره

فیہ نظر دلالت کرتا ہے کہ راوی بخاری کے نزدیک متہم ہے اور دوسروں کے نزدیک ایسا نہیں

کیا امام شافعی محدثین کے نزدیک ثقہ تھے؟

ابن عبدالبر اپنی کتاب جامع بيان العلم وفضله کے صفحہ ۱۰۸۳ پر لکھتے ہیں کہ

قيل ليحيى بن معين: يا أبا زكريا أبو حنيفة كان يصدق فى الحديث؟ قال: نعم صدوق. وقيل له: والشافعى كان يكذب؟ قال: ما أحب حديثه ولا ذكرهقال: وقيل ليحيى بن معين: أيما أحب إليك أبو حنيفة أو الشافعى أو أبو يوسف القاضى؟فقال: أما الشافعى فلا أحب حديثه، وأما أبو حنيفة فقد حدث عنه قوم صالحون، وأبو حنيفة لم يكن من أهل الكذب وكان صدوقا

اور آگے چل کر صفحہ ۱۱۱٤ پر لکھتے ہیں کہ

ومما نقم على ابن معين وعيب به -أيضا- قوله فى الشافعى: إنه ليس بثقة

ما كان فى أصحابنا أعلم بالإسناد من يحيى بن معين

تهذيب التهذيب از ابن هجر

جواب

جامع بيان العلم وفضله از المؤلف: أبو عمر يوسف بن عبد الله بن محمد بن عبد البر بن عاصم النمري القرطبي (المتوفى: 463هـ) کے مطابق

وَذَكَرَ مُحَمَّدُ بْنُ الْحُسَيْنِ الْأَزْدِيُّ الْحَافِظُ الْمَوْصِلِيُّ فِي الْأَخْبَارِ الَّتِي فِي آخِرِ كِتَابِهِ فِي الضُّعَفَاءِ قَالَ: يَحْيَى بْنُ مَعِينٍ، «مَا رَأَيْتُ أَحَدًا أُقَدِّمُهُ عَلَى وَكِيعٍ» وَكَانَ يُفْتِي بِرَأْيِ أَبِي حَنِيفَةَ وَكَانَ يَحْفَظُ حَدِيثَهُ كُلَّهُ، وَكَانَ قَدْ سَمِعَ مِنَ أَبِي حَنِيفَةَ حَدِيثًا كَثِيرًا قَالَ الْأَزْدِيُّ: هَذَا مِنْ يَحْيَى بْنِ مَعِينٍ تَحَامُلٌ وَلَيْسَ وَكِيعٌ كَيَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ وَعَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ مَهْدِيٍّ وَقَدْ رَأَى يَحْيَى بْنُ مَعِينٍ هَؤُلَاءِ وَصَحِبَهُمْ، [ص:1083] قَالَ: وَقِيلَ لِيَحْيَى بْنِ مَعِينٍ يَا أَبَا زَكَرِيَّا، أَبُو حَنِيفَةَ كَانَ يَصْدُقُ فِي الْحَدِيثِ؟ قَالَ: نَعَمْ صَدُوقٌ، قِيلَ لَهُ: وَالشَّافِعِيُّ كَانَ يَكْذِبُ؟ قَالَ: مَا أُحِبُّ حَدِيثَهُ وَلَا ذِكْرَهُ، قَالَ: وَقِيلَ لِيَحْيَى بْنِ مَعِينٍ: أَيُّمَا أَحَبُّ إِلَيْكَ أَبُو حَنِيفَةَ أَوِ الشَّافِعِيُّ أَوْ أَبُو يُوسُفُ الْقَاضِي؟ فَقَالَ: أَمَّا الشَّافِعِيُّ فَلَا أُحِبُّ حَدِيثَهُ،

مُحَمَّدُ بْنُ الْحُسَيْنِ الْأَزْدِيُّ الْحَافِظُ الْمَوْصِلِيُّ نے اپنی کتاب الضُّعَفَاءِ میں امام شافعی پر یہ قول نقل کیا گویا کہ مُحَمَّدُ بْنُ الْحُسَيْنِ الْأَزْدِيُّ الْحَافِظُ الْمَوْصِلِيُّ نے ان کا شمار ضعیف راوی میں کیا

شوافع میں الذھبی نے چڑ کر ازدی کو ہی برا کہا

لا يُلتفت إلى قول الأزدي، فإن في لسانه في الجرح رهقا. [ميزان الأعتدالالأزدي کے قول کی طرف التفات نہ کرو کیونکہ ان کی زبان پر حرج رہتی

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ امام شافعی حدیث میں ضعیف تھے امام ابن معین کے مطابق جس کا ذکر الازدی نے کیا

امام ابن حزم کے نزدیک امام ترمذی مجھول تھے؟

جواب

امام ابن حزم نے اس قول کو اپنی کتاب الایصال میں بیان کیا ہے جو مفقود ہے - کتاب المحلی بالآثار میں ابن حزم ابو الوفاء بن عبد السلام کی پیش کردہ ایک روایت کو رد کرتے ہیں اس کی سند میں امام ترمذی ہیں لیکن وہاں اسکو رد کرنے کی وجوہ الگ بتاتے ہیں

ہمارے علم میں تین وجوہ ہیں -

علماء امام ترمذی کی کنیت پر اعتراض کرتے ہیں کہ کوئی آدمی ابو عیسی کنیت رکھے کیونکہ عیسی علیہ السلام تو بن باپ پیدا ہوئے تھے امام ترمذی کی کنیت پر اختلاف ہے ابن دحیة کے مطابق ابن الدهان ہے دیکھیے إكمال تهذيب الكمال في أسماء الرجال از مغلطاي

کہا جاتا ہے الترمذی نام کا کوئی شخص حنابلہ یعنی احمد بن حنبل کے متعقدین کے اس عقیدے کے خلاف تھا کہ روز محشر رسول الله صلى الله عليه وسلم کوعرش پر بٹھایا جائے گا جو اسی دور کا ہے جس میں سنن والے امام ترمذی موجود ہیں - اس پر حنابلہ کی طرف سے آج کہا جاتا ہے کہ یہ ترمذی مجھول ہے لیکن اس ترمذی کا اختلافی قول سنن ترمذی سے مماثلت رکھتا ہے مزید تفصیل اس ویب سائٹ کے عقائد پر سوالات میں ہے

امام ترمذی سے منسوب کتاب العلل کی سند نہیں ہے بہت سے علماء کے نزدیک یہ کتاب غیر ثابت ہے

ان تین وجوہ کی بنا پر شاید ابن حزم کے نزدیک امام ترمذی مجھول تھے

الذھبی میزان میں لکھتے ہیں

ولا التفات إلى قول أبي محمد بن حزم فيه في الفرائض من كتاب الايصال : إنه مجهول، فإنه ما عرفه ولا درى بوجود الجامع ولا العلل اللذين له

اور ابی محمد ابن حزم کے قول کی طرف مائل نہ ہو جو کتاب الایصال میں الفرائض میں ہے کہ یہ ترمذی مجھول ہے کیونکہ میں نہیں جانتا اور مجھے نہیں پتا کہ (کتاب) الجامع اور (کتاب) العلل اسی سے ہیں

تہذیب التہذیب میں ابن حجر کہتے ہیں

وأما أبو محمد بن حزم فإنه نادى على نفسه بعدم الاطلاع فقال في كتاب الفرائض من الاتصال
محمد بن عيسى بن سورة مجهول

اور جہاں تک ابن حزم ہیں تو انہوں نے اپنے لئے بے خبری کا کتاب فرائض میں بیان کیا ہے کہ محمد بن عیسی بن سورہ مجہول ہے

الذھبی تاریخ الاسلام میں لکھتے ہیں

قَالَ أبو الفتح اليَعْمُريّ: قَالَ أبو الْحَسَن بن القطان في " بيان الوهم والإيهام " عقيب قول ابنِ حزْم: هَذَا كلام من لم يبحث عَنْهُ، وقد شهِدَ له بالإمامة والشُّهْرة الدّارَقُطْنِيّ، والحاكم.

أبو الفتح اليَعْمُريّ نے کہا کہ أبو الْحَسَن بن القطان نے کتاب بیان الوھم والإیھام میں کہا ابن حزم کے قول پر کہ یہ بات اس قابل نہیں کہ اس پی بحث کریں انکی امامت و شہرت کی گواہی دارقطنی اور حاکم نے دی

دارقطنی چوتھی اور حاکم پانچویں صدی میں فوت ہوئے لہذا انکی گواہی خبر ہی ہے شواہد کی بنیاد پر نہیں

الْمُرْجِئَةِ کی حدیث لی جائے گی ؟

جواب

الْمُرْجِئَةِ ، اہل سنت اور اہل تشیع میں بعض لوگوں میں ایک رجحان تھا - یہ باقاعدہ کوئی فرقہ نہیں تھا - خوارج کے نزدیک عثمان اور علی رضی اللہ عنہما گناہ کبیرہ کے مرتکب تھے- لہذا خوارج کے مطابق ان صحابہ میں ایمان ختم تھا اور واجب القتل تھے - ان کے ردعمل میں اہل سنت اور(اہل تشیع میں بھی) الْمُرْجِئَةِ پیدا ہوئے - بہت سے ائمہ حدیث الْمُرْجِئَةِ میں سے تھے مثلا امام احمد نے الْمُرْجِئَةِ میں قیس بن مُسلم المتوفی ١٢٠ ھ ،علقمة بن مرْثَد الكوفی المتوفی ١٢٠ ھ ،عَمْرو بن مرّة المتوفی 116 ھ اور مسعربن كدام الكوفی ١٥٥ ھ کو شمار کیا - عراق میں اہل حران میں سے عبد الكريم الجزري، خصيف بن عبد الرحمن الجزري المتوفی ١٤٠ ھ ، سالم بن عجلان الأفطس المتوفی 132 ھ ، علي بن بذيمة المتوفی ١٣٦ ھ (ان میں شیعیت تھی) کو امام احمد نے الْمُرْجِئَةِ میں شمار کیا - اس کے علاوہ کوفہ کے محمد بن أبان الجعفي المتوفی ١٧٠ ھ کو ان میں شمار کیا - بعض راویوں پر جرح میں اس رجحان کو تنقیدی انداز میں بیان کیا گیا - امام عقیلی ضعفا میں لکھتے ہیں

حَدَّثَنَا جَرِيرٌ قَالَ: كَانَ حَمَّادُ بْنُ أَبِي سُلَيْمَانَ رَأْسًا فِي الْمُرْجِئَةِ. جریر کہتے ہیں کہ حماد بن ابی سلیمان ، الْمُرْجِئَةِ کے سردار تھے

حَدَّثَنَا جَرِيرٌ قَالَ: كَانَ خَالِدُ بْنُ سَلَمَةَ الْفَأْفَاءُ رَأْسًا فِي الْمُرْجِئَةِ – جریر کہتے ہیں خالد بن سلمہ الْمُرْجِئَةِ کے سردار تھے

مُحَمَّدُ بْنُ أَبَانَ بْنِ صَالِحِ بْنِ عُمَيْرٍ الْقُرَشِيُّ ... فَقَالَ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ: كَيْفَ وَهُوَ مِنْ دُعَاةِ الْمُرْجِئَةِ؟ – امام احمد کہتے ہیں یہ تو الْمُرْجِئَةِ کا داعی تھا

اندازا اس رجحان کا آغاز ۱۰۰ ہجری کے بعد ہوا – اس کی وجوہات کا علم نہیں ہو سکا کیونکہ جن لوگوں کو الْمُرْجِئَةِ کہا گیا وہ سب اس دور کے ہیں – اغلبا یہ بحث معتزلہ نے چھیڑی کہ گناہ کبیرہ والے کہاں ہیں ؟ اس پر انہوں نے منزلہ بین المنزلتین یعنی دو منزلوں کے درمیان کا موقف اختیار کیا کہ ایسا شخص بیچ میں معلق ہے اس کا فیصلہ مشکل ہے- الْمُرْجِئَةِ کا لفظ ارجآ سے ہے یعنی امید ہے ایسے لوگوں کو جنت ملے گی جس میں اس پر ایمانی حد تک امید قائم ہوئی-

بعض الْمُرْجِئَةِ میں علی مخالف جذبات

الْمُرْجِئَةِ جو اہل سنت میں سے تھے وہ عثمان رضی اللہ عنہ کے جنتی ہونے کے قائل تھے ان میں نصب یا علی مخالف جذبات بھی پیدا ہوئے – روافض کے مطابق الْمُرْجِئَةِ ، علی سے چڑتے اور ان کی منقبت چھپاتے تھے – امام عقیلی لکھتے ہیں

يُونُسُ بْنُ خَبَّابٍ كَانَ مِمَّنْ يَغْلُو فِي الرَّفْضِ .. ثُمَّ قَالَ: إِنَّ فِيهِ شَيْئًا قَدْ كَتَمَتْهُ الْمُرْجِئَةُ الْفَسَقَةُ , قُلْتُ: مَا هُوَ؟ قَالَ: يُسْأَلُ مَنْ أُولَئِكَ؟ فَيَقُولُ: وَلِيَ عَلِيٌّ

یونس بن خباب رفض میں غلو کرتے تھے ... یونس بن خباب نے کہا کہ عود روح والی روایت میں ایک چیز ہے جسے الْمُرْجِئَةِ فاسق چھپاتے ہیں ؟ میں (ناقل عباد بن عباد اور علي بن عبد العزيز) نے پوچھا کون سی بات ؟ ..... بولے(اس میں یہ بھی تھا کہ فرشتے) ان کے بارے میں سوال کرتے ہیں؟ پھر کہا (کہ کیا) علی ولی ہیں؟

کتاب تعليقة على العلل لابن أبي حاتم از شمس الدين محمد بن أحمد بن عبد الهادي بن يوسف الدمشقي الحنبلي (المتوفى: 744هـ) کے مطابق

وَقَالَ مُحَمَّدُ بْنُ حُمَيْدٍ الرَّازِيُّ عَنْ جَرِيرٍ: كَانَ خَالِدُ بْنُ سَلَمَةَ الفَأْفَاءُ رَأْسًا فِي الْمُرْجِئَةِ، وَكَانَ يَبْغِضُ عَلِيًّا.

محمد بن حمید الرازی ، جریر سے روایت کرتے ہیں کہ امام الفَأْفَاءُ خالد بن سلمہ المتوفی ۱۳۲ ھ کوفہ کے الْمُرْجِئَةِ کے سردار تھے ناصبی تھے اور علی سے بغض رکھتے تھے- بقول الذھبی عَجَائِبِ الزَّمَانِ تھے کہ ایک ایسی جگہ جو تشیع کے لئے (یعنی کوفہ) مشھور ہو وہاں رہتے تھے

بعض الْمُرْجِئَةِ نے حدیثیں گھڑیں

کتاب العلل ومعرفة الرجال کے مطابق امام احمد کے بیٹے کہتے ہیں

حَدثني أبي قَالَ حَدثنَا حجاج قَالَ سَمِعت شَرِيكا وَذكر المرجئة قَالَ هُمْ أَخبث قوم وحسبك بالرافضة خبثًا وَلَكِن المرجئة يكذبُون الله

میرے باپ نے بیان کیا کہ حجاج نے بیان کیا کہا میں نے شریک کو کہتے سنا انہوں نے الْمُرْجِئَةِ کا ذکر کیا اور کہا وہ بہت خبیث لوگ ہیں اور تم سمجھتے ہو رافضی خبیث ہیں لیکن الْمُرْجِئَةِ الله پر جھوٹ بولتے ہیں

امام احمد نے کہا کہ احتملوا المرجئة فِي الحَدِيث الْمُرْجِئَةِ نے حدیث بنائیں

کتاب تنزيه الشريعة المرفوعة عن الأخبار الشنيعة الموضوعة از نور الدين، علي بن محمد بن علي بن عبد الرحمن ابن عراق الكناني (المتوفى: 963هـ) کے مطابق

وَقَالَ الْحَاكِم أَبُو عبد الله: كَانَ مُحَمَّد بن الْقَاسِم الطَّالقَانِي من رُؤَسَاء المرجئة يضع الحَدِيث على مَذْهَبهم

ابو عبد الله الحاکم کہتے ہیں محمد بن القاسم الْمُرْجِئَةِ کے سرداروں میں سے تھا جو اپنے مذھب پر حدیث گھڑتے

الْمُرْجِئَةِ کے مخالفین نے بھی حدیثیں گھڑیں

کتاب تلخيص كتاب الموضوعات لابن الجوزي از الذهبي (المتوفى: 748هـ) کے مطابق

.حَدِيث: " لعن الله المرجئة ". وَضعه مُحَمَّد بن سعيد

حدیث الله کی لعنت ہو الْمُرْجِئَةِ پر اسکو محمد بن سعید نے گھڑا

حَدِيث: " المرجئة، والقدرية، والخوارج، وَالرَّوَافِض يلقون الله كفَّارًا مخلدين فِي النَّار ". وَضعه ابْن .يحيى بن رزين

حدیث الْمُرْجِئَةِ اور قدریہ اور خوارج اور روافض الله سے کفار بن کر ملاقات کریں گے جہنم میں سدا رہیں گے اس کو ابن یحیی نے گھڑا

کتاب الموضوعات از ابن الجوزي (المتوفى: 597هـ) کے مطابق

قُلْنَا: يَا رَسُولَ اللَّهِ فَمَا الْمُرْجِئَةُ؟ قَالَ: الَّذِينَ يَقُولُونَ الإِيمَانُ قَوْلٌ بِلا عَمَلٍ قُلْنَا: يَا رَسُولَ اللَّهِ فَمَا الرَّوَافِضُ؟ قَالَ: الَّذِينَ يَشْتِمُونَ أَبَا بَكْرٍ وَعُمَرَ، أَلا فَمَنْ أَبْغَضَهُمَا فَعَلَيْهِ لَعْنَةُ اللَّهِ ".

.هَذَا حَدِيث لَا شكّ فِي وَضعه وَمُحَمّد بن عِيسَى وَالْحَرْبِيّ مَجْهُولَانِ

صحابہ کہتے ہیں ہم نے کہا اے رسول الله یہ الْمُرْجِئَةِ کون ہیں ؟ فرمایا یہ وہ ہیں جو کہتے ہیں ایمان قول ہے بغیر عمل

ہم نے کہا یا رسول الله یہ روافض کون ہیں ؟ فرمایا : یہ وہ ہیں جو ابو بکر اور عمر کو گالیاں دیتے ہیں خبردار جس نے ان (شیخین) سے بغض کیا اس پر لعنت ہو

اس میں شک نہیں کہ یہ حدیث گھڑی ہوئی ہے اور محمد بن عیسیٰ اور الحربی اس میں مجھول ہیں

الغرض الْمُرْجِئَةِ شروع میں کوئی علیحدہ فرقہ نہ تھے بلکہ ایک رائے تھی جس کے حاملین اہل سنت میں زیادہ تھے – یہ خوارج کی اس رائے کے خلاف تھے کہ صحابہ کو مرتکب گناہ قرار دے کر جہنمی کہہ دیا جائے، معتدل شیعہ بھی ان سے موافقت رکھتے تھے کیونکہ خوارج علی رضی الله عنہ کے بھی خلاف تھے – الْمُرْجِئَةِ اہل سنت سے روافض چڑتے تھے- بعد میں الْمُرْجِئَةِ میں مزید شدت آئی اور ان لوگوں میں حدیثیں گھڑنے والے بھی پیدا ہوئے اور ان کے مخالفین نے بھی حدیثیں گھڑیں

الْمُرْجِئَةِ کا رجحان اور موقف معتزلہ طرح معدوم ہو گیا – آجکل الْمُرْجِئَةِ کی اصطلاح کو شیعہ کی جانب ان دھڑوں کے لئے استمال کیا جاتا ہے جو جہاد کے نام پر معصوم شیعہ مسلمانوں کا قتل کر رہے ہیں اسی طرح جہادی تنظیمیں اس اصطلاح کو ان علماء کے لئے استعمال کرتی ہیں جو حکمرانوں کو گناہ کبیرہ کے ساتھ واجب القتل قرار نہیں دیتے

حقیقت میں یہ آصطلاح خالصتا صحابہ اور خوارج کے اختلاف میں پیدا شدہ ایک بحث ہے اور بہت سے فقہاء کو مرجیہ کہا گیا ہے

کیا نبی جذبات میں آ کر تنقید کر جاتے تھے ؟

جواب

سنن ابو داود ٤٦٥٩ میں ہے

حدَّثنا أحمدُ بنُ يونس، حدَّثنا زائدةُ بن قُدامة الثَّقفيُّ، حدَّثنا عمر ابن قيس الماصِرُ، عن عمرو بن أبي قُرَّة، قال كان حذيفةُ بالمَدَائن، فكانَ يَذْكُرُ أشياءَ قالها رسولُ الله-صلى الله عليه وسلم- لأناسٍ من أصحابه في الغضب، فينطلق ناسٌ مِمن سَمعَ ذلك مِنْ حذيفة فيأتون سلمان، فيذكرون له قولَ حذيفة، فيقول سلمانُ: حذيفةُ أعلم بما يقول، فيرجِعُون إلى حذيفة، فيقولون له: قد ذكرنا قولَك لسلمانَ فما صدَّقَكَ ولا كَذَّبكَ، فأتى حذيفةُ سلمانَ، وهو في مَبْقَلةٍ فقال: يا سلمان، ما يمنعكَ أن تُصَدِّقني بما سمعتُ من رسول الله-صلى الله عليه وسلم-؟ فقال سلمان: إن رسولَ الله -صلى الله عليه وسلم - كان يَغْضَبُ، فيقول في الغضب لناس من أصحابه، ويَرضَى، فيقول في الرِّضا لناسٍ من أصحابه، أما تنتهي حتى تورِّثَ رجالاً حبَّ رجالٍ ورجالاً بُغْضَ رجال، وحتى تَوقعَ اختلافاً وفُرقةً؟ ولقد علمتَ أن رسولَ الله -صلى الله عليه وسلم - خطب، فقال: "أيُّما رجُلٍ من أمتي سببتُه سَبَّةً أو لعنته لَعنةً في غضبي، فإنما أنا مِنْ ولدِ آدمَ أغضبُ كما يغضَبون، وإنما بعثني رحمةً للعالمين، فاجْعَلْها عليهم صلاةً يومَ القيامة" والله لتنتهينَ أو لأكتبنَّ إلى عُمَرَ

عمرو بن ابی قرہ کہتے ہیں کہ حذیفہ رضی اللہ عنہ مدائن میں تھے اور وہ ان باتوں کا ذکر کیا کرتے تھے ، جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اصحاب میں سے بعض لوگوں سے غصہ کی حالت میں فرمائی تھیں ، پھر ان میں سے کچھ لوگ جو حذیفہ سے باتیں سنتے چل کر سلمان رضی اللہ عنہ کے پاس آتے اور ان سے حذیفہ رضی اللہ عنہ کی باتوں کا تذکرہ کرتے تو سلمان رضی اللہ عنہ کہتے : حذیفہ ہی اپنی کہی باتوں کو بہتر جانتے ہیں ، تو وہ لوگ حذیفہ کے پاس لوٹ کر آتے اور ان سے کہتے : ہم نے آپ کی باتوں کا تذکرہ سلمان سے کیا تو انہوں نے نہ آپ کی تصدیق کی اور نہ تکذیب ، یہ سن کر حذیفہ سلمان کے پاس آئے ، وہ اپنی ترکاری کے کھیت میں تھے کہنے لگے : اے سلمان ! ان باتوں میں میری تصدیق کرنے سے آپ کو کون سی چیز روک رہی ہے جو میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنی ہیں ؟ تو سلمان نے کہا : رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بلاشبہ کبھی غصے میں اپنے بعض اصحاب سے کچھ باتیں کہہ دیتے اور کبھی خوش ہوتے تو خوشی میں اپنے بعض اصحاب سے کچھ باتیں کہہ دیتے ، تو کیا آپ اس وقت تک باز نہ آئیں گے جب تک کہ بعض لوگوں کے دلوں میں بعض لوگوں کی محبت اور بعض دوسروں کے دلوں میں بعض کی دشمنی نہ ڈال دیں اور ان کو اختلاف میں مبتلا نہ کر دیں ، حالانکہ آپ جانتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ایک خطبہ میں فرمایا : " میں نے اپنی امت کے کسی فرد کو غصے کی حالت میں اگر برا بھلا کہا یا اسے لعن طعن کی تو میں بھی تو آدم کی اولاد میں سے ہوں ، مجھے بھی غصہ آتا ہے جیسے انہیں آتا ہے ، لیکن اللہ نے مجھے رحمۃ للعالمین بنا کر بھیجا ہے تو (اے اللہ) میرے برا بھلا کہنے اور لعن

طعن کو ان لوگوں کے لیے قیامت کے روز رحمت بنا دے " اللہ کی قسم یا تو آپ اپنی اس حرکت سے باز آ جائیں ورنہ میں عمر بن الخطاب (امیر المؤمنین) کو لکھ بھیجوں گا ۔

اس سند کو صحیح کہا گیا ہے البتہ راقم کے نزدیک یہ روایت اشکال سے خالی نہیں ہے – اس کی سند میں مرجئ ہے اور روایت اس کی بدعت کی تائید میں ہے - اس کی سند میں راوی - عمر بن قیس الماصر مختلف فیہ ہے اس پر جرح بھی ہے اور اس متن میں اس کا تفرد ہے

تاریخ أسماء الضعفاء والکذابین از ابن شاهین میں ہے

قال عثمان بن أبي شيبة: عمر بن قيس الماصر: ضعيف في الحديث مرجئ

اجری نے ابو داود کا قول ذکر کیا

.قال الأوزاعي: أول من تكلم في الإرجاء رجلٌ من أهل الكوفة يقال له: قيس الماصر

ذكر من اختلف العلماء ونقاد الحديث فيه از ابن شاهين (المتوفى: 385هـ) کے مطابق

روى ابْن شاهِين عَن يحيى بن معِين من رِوَايَة الْعَبَّاس بن مُحَمَّد عَنهُ أَنه قَالَ عمر بن قيس الْمَكِّيّ لقبه سندل وَهُوَ ضَعِيف وَكَذَا قَالَ الْمفضل عَن يحيى

ابن حبان نے عمر بْن قیس الماصر اور عمر بن قیس سندل کو دو الگ الگ راوی گردانا ہے

تہذیب میں ابن حجر کا قول ہے

قال ابن حزم: عمر بن قيس مجهول

اس کی سند میں مجہول راوی بھی ہے لیکن یہاں سنن ابو داود میں راوی نے تدلیس کی ہے - امام علی المدینی نے اپنی کتاب العلل میں ذکر کیا ہے

قَالَ عَلِيٌّ حَدِيثُ سَلْمَانَ أَيُّمَا رَجُلٍ سَبَبْتُهُ أولعنته رَوَاهُ زَائِدَةُ عَنْ عُمَرَ بْنِ قَيْسٍ الْمَاصِرِ عَنْ عَمْرِو بْنِ أَبِي قُرَّةَ عَنْ رَجُلٍ عَنْ سلمَان فأفسده

امام علی کے بقول یہاں سند میں زَائِدَةُ نے عن رجل کہا تھا

راقم کہتا ہے کہ اغلبا ابو داود نے اس سند میں خود ہی تصحیح کر دی ہے اور اس میں عن رجل حذف کر دیا

ارجاء کا قول تھا کہ اصحاب رسول کے گناہ کبیرہ پر وہ کافر نہیں ہیں - اس روایت میں ذکر ہے کہ سلمان کو اعتراض ہوا کہ اگر نبی نے بعض اصحاب پر تنقید کی تو اس کو حذیفہ نے چھپا کیوں نہیں دیا - اس طرح اس روایت سے ثابت ہوا کہ کتم علم جائز ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جذبات کے تحت تنقید کر جاتے تھے لہذا اس کو سنجیدگی سے نہ لیا جائے چھپا دیا جائے

راقم کہتا ہے یہ روایت منکر ہے اور سند میں راوی کا تفرد ہے جس پر جرح بھی ہے

اگر روایت میں صحابی کا نام نہیں لیا گیا ہو؟

جواب

بعض علماء کے نزدیک إنَّ جهالةَ الصحابي لا تَضُرُّ صحابی کا مجھول ہونا نقصان دہ نہیں ہے – یہ اصول امام البیہقی، امام احمد، امام حاکم ، ابن الصلاح کا ہے

لیکن بعض اس کو قبول نہیں کرتے شوافع میں أبو بكر الصيرفي كتابِ الدلائلِ میں کہتے ہیں

وإذا قال في الحديث بعض التابعين: عن رجل من أصحاب النبي صلى الله عليه وسلم: لا يُقبل؛ لأني لا أعلم سمع التابعيُّ من ذلك الرجل

أبو بكر الصيرفي کہتے ہیں کہ اگر حدیث میں بعض تابعین کہیں اصحاب نبی صلی اللہ علیہ وسلم میں سے کسی آدمی سے تو اس روایت کو قبول نہ کرو کیونکہ مجھے نہیں پتا کہ اس نے اس رجل سے سنا بھی یا نہیں

التنكيل بما في تأنيب الكوثري من الأباطيل میں المعلمي ایسی روایت پر توقف کی رائے رکھتے ہیں

واضح رہے کہ صحابہ تمام عدول ہیں لیکن اس تابعی کی ملاقات صحابی سے ہوئی یا نہیں کیسے ثابت ہو گا؟

ابن حزم کتاب الإحكام في أصول الأحكام میں کہتے ہیں

لا يقبل حديث قال راويه فيه: عن رجل من الصحابة، أو: حدثني من صحب رسول الله صلى الله عليه وسلم، إلا حتى يسميه، ويكون معلوماً بالصحبة الفاضلة، ممن شهد الله تعالى لهم بالفضل والحسنى

ایسی روایت کو قبول نہ کرو جس میں رجل من صحابہ ہو .. اور نام نہ لیا گیا ہو

مقرونا روایت لینے سے کیا مراد ہے ؟

جواب

مقرونا روایت لینے سے مراد ایک ہی سند میں دو افراد کا ذکر کرنا ہے مثلا

حَدَّثَنَا آدَمُ بْنُ أَبِي إِيَاسٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي السَّفَرِ، وَإِسْمَاعِيلَ بْنِ أَبِي خَالِدٍ، عَنِ الشَّعْبِيِّ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: «الْمُسْلِمُ مَنْ سَلِمَ الْمُسْلِمُونَ مِنْ لِسَانِهِ وَيَدِهِ، وَالْمُهَاجِرُ مَنْ هَجَرَ مَا نَهَى اللَّهُ عَنْهُ»

اس سند میں امام شعبی سے دو لوگ روایت کرتے ہیں گویا یہ دونوں اس سند میں ایک دوسرے کے ساتھی یا قرین ہیں۔

امام بخاری نے نعیم بن حماد سے مقرؤنا روایت لی ہے جن کے لئے الذھبی کتاب دیوان الضعفاء والمتروکین وخلق من المجھولین وثقات فیھم لین میں لکھتے ہیں

قال الأزدي: قالوا: كان يضع الحديث، وقال أبو داود: عنده نحو من عشرين حديثاً ليس لها أصل

الأزدي: نے کہا یہ حدیث گھڑتے تھے اور ابو داود نے کہا انہوں نے ۲۰ احادیث بیان کیں جن کا اصل نہیں ہے

أبي الزبير محمد بن مسلم بن تدرس ، محمد بن عمرو بن علقمة بن وقاص الليثي، فطر بن خليفة أبو بكر الحناط، عاصم بن أبي النجود سے بخاری نے مقرونا روایت لی ہے

حجاج بن أرطاة، يزيد بن أبي زياد، سلمة بن كهيل، عكرمة مولی ابن عباس سے امام مسلم نے مقرونا روایت لی ہے

ابن لہیعہ کی روایات کو صحیح مسلم میں مقرونا ذکر کیا ہے

محدثین راویوں کے بارے میں روی لہ مقرونا کہتے ہیں تاکہ کسی محدث کا کسی ضعیف راوی سے روایت لینا اس کی توثیق کی دلیل نہ سمجھا جائے ۔

شہر بن حوشب صحیح مسلم کا راوی ہے لیکن اس سے مقرونا روایت لی گئی ہے

عَبْدِ اللهِ بنِ عَوْنٍ، قَالَ: إِنَّ شَهْراً تَرَكُوْهُ اس کو متروک کہتے ہیں

الذھبی کہتے ہیں اس کی حدیث حسن ہے اگر متن صحیح ہو اور اگر متن صحیح نہ ہو تو اس سے دور رہا جائے کیونکہ یہ ایک احمق مغرور تھا

الذهبی کتاب سیر أعلام النبلاء میں اس پر لکھتے ہیں

قُلْتُ: مَنْ فَعَلَهُ لِيُعِزَّ الدِّيْنَ، وَيُرْغِمَ المُنَافِقِيْنَ، وَيَتَوَاضَعَ مَعَ ذَلِكَ لِلْمُؤْمِنِيْنَ، وَيَحْمَدَ رَبَّ العَالَمِيْنَ، فَحَسَنٌ، وَمَنْ فَعَلَهُ بَذْخاً وَتِيْهاً وَفَخْراً، أَذَلَّهُ اللهُ وَأَعْرَضَ عَنْهُ، فَإِنْ عُوْتِبَ وَوُعِظ، فَكَابَرَ، وَادَّعَى أَنَّهُ لَيْسَ بِمُخْتَالٍ وَلاَ تَيَّاهٍ، فَأَعْرِضْ عَنْهُ، فَإِنَّهُ أَحْمَقٌ مَغْرُوْرٌ بِنَفْسِهِ.

اس سے سنن اربعا اور مسلم نے مقرونا روایت لی ہے

صحیح بخاری اور ائمہ اربعہ سے روایت

امام بخاری نے امام مالک اور امام ابو حنیفہ کا دور نہیں دیکھا لہذا ان دو سے ان کا سماع نہیں ہے - امام بخاری نے امام ابو حنیفہ کو فیہ نظر کہا ہے یعنی ان کی حدیث قبول نہیں کی ہے البتہ امام مالک سے کثرت سے روایات سندا نقل کی ہیں

امام بخاری نے امام شافعی اور امام احمد بن حنبل کا دور دیکھا ہے لیکن ان دونوں سے روایت نہیں لی – امام شافعی مصر چلے گئے تھے اور امام بخاری کا مصر جانا معلوم نہیں ہے

اب ایک ہی شخصیت ائمہ اربعہ میں رہ جاتی ہیں جن میں بغداد کے امام احمد تھے – لیکن ان سے بھی روایت براہ راست نہیں لی جو عجیب بات ہے

ابن خلفون کتاب شیوخ البخاری و المسلم میں لکھتے ہیں

و روی البخاری فی الجامع الصحیح عن احمد بن الحسن الترمذی عنہ عن معتمر بن سلیمان التیمی فی آخر المغازی بعد ذکر وفاۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم

قال ابو نصر الکلاباذی و لم یحدث عنہ البخاری نفسہ فی الجامع بشیء و لا اورد من حدیث فیہ شیئا غیر ھذا الواحد الا ما لعلہ استشھد بہ فی بعض المواضع

قال محمد قال البخاری فی کتاب النکاح و قال لنا احمد بن حنبل ثنا

اور بخاری نے الجامع الصحیح میں ان (امام احمد) سے روایت نقل کی ہے احمد بن الحسن الترمذی سے معتمر بن سلیمان التیمی کے واسطے سے کتاب المغازی کے آخر میں

ابو نصر الکلاباذی کہتے ہیں ان سے بخاری نے فی نفسہ کچھ بھی الجامع صحیح میں روایت نہیں کیا سوائے اسکے اور بعض جگہ استشہاد کیا ہے، ابن خلفون کہتے ہیں بخاری کتاب النکاح میں کہتے ہیں قال لنا احمد بن حنبل

ابن خلفون یہ بھی کہتے ہیں

و قد روی عنہ فی غیر الجامع غیر شیء

اور امام احمد سے صحیح بخاری کے علاوہ دوسری کتابوں میں بھی کوئی روایت نہیں لی

راقم کہتا ہے ابن خلفون کا مقصد ہے مسئلہ خلق القرآن میں اختلاف کے بعد کوئی روایت نہیں لی

معلوم ہوا کہ بخاری نے امام احمد سے براہ راست روایت نقل نہیں کی اور بخاری نے کہیں بھی حدثنی یا حدثنا کہہ کر روایت نہیں لی جو تحدیث کے خاص لفظ ہیں

پہلا حوالہ

بخاری باب کم غزا النبي صلى الله عليه و سلم میں روایت لکھتے ہیں

حدثني أحمد بن الحسن حدثنا أحمد بن محمد بن حنبل بن هلال حدثنا معتمر بن سليمان عن كهمس عن ابن بريدة عن أبيه قال : غزا مع رسول الله صلى الله عليه و سلم ست عشرة غزوة

یہاں امام احمداور امام بخاری کے درمیان احمد بن حسن ہیں جو ایک عجیب بات ہے اتنے مشہور امام سے صحیح میں صرف یہ ایک روایت سندا نقل کی اور اس میں بھی واسطہ رکھا

دوسرا حوالہ

باب مَا يَحِلُّ مِنَ النِّسَاءِ وَمَا يَحْرُمُ

وَقَالَ لَنَا أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ عَنْ سُفْيَانَ حَدَّثَنِي حَبِيبٌ عَنْ سَعِيدٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ . حَرُمَ مِنَ النَّسَبِ سَبْعٌ ، وَمِنَ الصِّهْرِ سَبْعٌ . ثُمَّ قَرَأَ (حُرِّمَتْ عَلَيْكُمْ أُمَّهَاتُكُمْ) الآيَةَ

ہم سے احمد بن حنبل نے بیان کیا .. امام بخاری نے یہاں بھی قال لنا کے الفاظ سے ظاہر کیا ہے امام احمد نے یہ ایک مجمع میں سنائی نہ کہ خاص ان کو لہذا امام بخاری نے اپنے اپ کو امام احمد کے خاص شاگرد کی خصوصیت سے پاک رکھا

تیسرا حوالہ

حدثني محمد بن عبد الله الأنصاري قال حدثني أبي عن ثمامة عن أنس : أن أبا بكر رضي الله عنه لما استخلف كتب له وكان نقش الخاتم ثلاثة أسطر محمد سطر ورسول سطر والله سطر

قال أبو عبد الله وزادني أحمد حدثنا الأنصاري قال حدثني أبي عن ثمامة عن أنس قال كان خاتم النبي صلى الله عليه و سلم في يده وفي يد أبي بكر بعده وفي يد عمر بعد أبي بكر فلما كان عثمان جلس على

بئر أريس قال فأخرج الخاتم فجعل يعبث به فسقط قال فاختلفنا ثلاثة أيام مع عثمان فننزح البئر فلم نجده

اس میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی انگوٹھی کا ذکر ہے کہ امام بخاری کہتے ہیں روایت پر وزادني أحمد کہ احمد نے اضافہ کیا

لیکن یہ امام احمد بن حنبل ہی ہیں واضح نہیں کیا

چوتھا حوالہ

قال أبو عبد الله قال علي بن عبد الله سألني أحمد بن حنبل عن هذا الحديث قال فإنما أردت أن النبي صلى الله عليه و سلم كان أعلى من الناس فلا بأس أن يكون الإمام أعلى من الناس بهذا الحديث . قال فقلت إن سفيان بن عيينة كان يسأل عن هذا كثيرا فلم تسمعه منه ؟ قال لا

صحیح میں امام بخاری نے روایت بیان کی کہ امام نماز میں کہاں کھڑا ہو گا

اس کے بعد امام علی المدینی اور امام احمد کی گفتگو نقل کی اور امام علی نے امام احمد سے کہا کہ اس روایت کو سفیان نے کئی دفعہ بیان کیا تم نے سنا نہیں امام احمد نے کہا نہیں

ان چار مقامات پر امام بخاری نے امام احمد بن حنبل کا ذکر کیا ہے تو ظاہر ہے امام بخاری ان کو اپنا استاد ماننے کے لئے تیار نہیں

امام احمد کی مدح سرائی میں زبیر علی زئی کتاب تحقیق اصلاحی میں مضمون امام احمد کا مقام محدثین کی نگاہ میں ، میں لکھتے ہیں

۱۔ امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل البخاری رحمہ اللہ (متوفی ۲۵۶ھ) نے اپنی مشہور کتاب ''صحیح بخاری'' میں درج ذیل مقامات پر امام احمد رحمہ اللہ سے روایت لی ہے یا ذکر کیا ہے:
(ح ۳۷۷۷، ۲۱۰۸، ۴۴۷۳، ۵۱۰۵، ۵۸۷۹)

اس سے معلوم ہوا کہ امام بخاری کے نزدیک امام احمد ثقہ وصدوق تھے۔ اس کی تائید اس سے بھی ہوتی ہے کہ امام بخاری نے اسماء الرجال میں امام احمد کے اقوال سے استدلال کیا ہے۔ مثلاً دیکھئے کتاب الضعفاء للبخاری (۸۰، ۱۱۰، ۲۴۰، ۲۶۰، ۳۵۵) والتاریخ الکبیر (۲۹۱/۷...)

امام احمد صدوق تھے؟ شاید موصوف کو پتا نہیں صدوق تو ثقاہت کا ادنی درجہ ہے. نہیں! موصوف کو پتا ہے کہ امامبخاری نے صحیح میں صرف ایک جگہ سندا روایت لکھی ہے وہ بھی ایک راوی کو بیچ میں ڈالنے کے بعد

١٩ ـ أحمد بن محمد بن عبدالله بن حنبل أبو عبدالله، مَرْوَزِي الأصل.
توفي سنة إحدى وأربعين(٤).
سمع منه وروى عنه في كتابه عن أحمد بن الحسن الترمذي عنه حديثاً واحداً(٥).

(١) الكَرْسَنْجُ: بفتح الكاف، والسين المهملة، وسكون الواو، والجيم في آخره، الأنساب ١٦٨/١١، نزهة الألباب ١٢٩/٢.
(٢) ترجمته في: الهداية ٨١، الباجي ٣٧٩/١، المعجم ١٥٧.
(٣) ترجمته في: الهداية ٧٧، الباجي ٣٨٢/١، المعجم ١٥٣.
(٤) ترجمته في: الهداية ٢٥، الباجي ٣٢٠/١، المعجم ٧٨.
(٥) في كتاب المغازي، باب كم غزا النبي ﷺ ٢١٩/٩، عن أحمد بن الحسن عنه، وقال في كتاب النكاح، باب ما يحل من النساء وما يحرم ـ وهو حديث موقوف أورده البخاري ضمن الترجمة ٥٧/١١ وقال لنا: أحمد بن حنبل. وفي كتاب اللباس، باب هل يجعل نقش الخاتم ثلاثة أسطر في عقب حديث الأنصاري ٤٤٨/١٢، (وزادني أحمد) ويعلل ابن حجر قلة رواية البخاري عن أحمد بقوله: وكأنه لم يكثر عنه لأنه في رحلته القديمة، لقي كثيراً من مشايخ أحمد فاستغنى بهم، وفي رحلته الأخيرة كان قد قطع أحمد التحديث، فكان لا يحدث إلا نادراً، فمن ثم أكثر البخاري عن علي بن المديني دون أحمد ـ فتح الباري ٥٧/١١.

أسامي مشايخ الإمام البخاري
رحمه الله تعالى ١٩٤ - ٢٥٦
تأليف
محمد بن إسحاق بن منده الأصبهاني
رحمه الله ٣١٠ - ٣٩٥
حققه وقدم له
نظر محمد الفاريابي

مکتبہ الکوثر سے مندرجہ بالا کتاب شائع ہوئی اس میں مولف ابن مندہ المتوفی ٣٩٥ ھ کہتے ہیں کہ احمد سے صرف ایک جگہ ہی روایت لی ہے اس پر تعلق میں محقق ابن حجر کے حوالے سے لکھتے ہیں کہ بخاری احمد کو چھوڑ کر امام علی المدینی سے روایت لیتے اور انہوں نے احمد سے تحدیث کرنا منقطع کر دیا تھا

امام احمد کے اپنے بیٹے عبدللہ بن احمد اپنی کتاب السنة میں لکھتے ہیں

سألت أبي رحمه الله قلت : ما تقول في رجل قال : التلاوة مخلوقة وألفاظنا بالقرآن مخلوقة والقرآن كلام الله عز وجل وليس بمخلوق ؟ وما ترى في مجانبته ؟ وهل يسمى مبتدعا ؟ فقال : » هذا يجانب وهو قول المبتدع ، وهذا كلام الجهمية ليس القرآن بمخلوق

میں نے اپنے باپ احمد سے پوچھا : آپ کیا کہتے ہیں اس شخص کے بارے میں جو کہتا ہے کہ قرآن کی تلاوت اور ہمارے الفاظ مخلوق ہیں اور قرآن اللہ عز وجل کا کلام غیر مخلوق ہے – اس کے قریب جانے پر آپ کیا کہتے ہیں اور کیا اس کو بدعتی کہا جائے گا ؟ امام احمد نے جواب میں کہا اس سے دور رہا جائے اور یہ بد عت والوں کا قول ہے اور الجھمیة کا قول ہے- قرآن مخلوق نہیں

یہاں شخص سے مراد امام بخاری میں کیونکہ یہ ان ہی کا موقف تھا کا الفاظ قرآن مخلوق ہیں تلاوت مخلوق ہے لیکن قرآن اللہ کا کلام غیر مخلوق ہے

ساکن بغداد ہونے کی وجہ سے مسئلہ خلق قرآن پر عباسی خلفاء کی خاص توجہ امام احمد پر مذکور رہی – امام احمد اپنے موقف پر ڈٹے رہے – اس بنا پر اپنے زمانے میں بہت مشہور ہوئے اور پھر اسی شہرت کے سحر کے زیر اثر امام بخاری کو بد عقیدہ تک قرار دیا

امّت کو امام احمد کی شحصیت پرستی سے نکلنے کے لئے امام بخاری نے کتاب خلق أفعال العباد لکھی جس میں نہ صرف معتزلہ بلکہ امام احمد کے موقف سے ہٹ کر وضاحت کی گئی

بندوں کی تلاوت مخلوق ہے

امام بخاری ، تلاوت جو ہم کرتے ہیں اس کو مخلوق کا فعل کہتے تھے. کتاب کا نام ہی خلق افعال العبآد یعنی بندوں کے افعال کی تخلیق رکھا امام بخاری کتاب میں کہتے ہیں

١٧٣ ـ وقال النّبيّ ﷺ: «يخرج قوم تحقرون أعمالكم مع أعمالهم يقرؤون القرآن»، فبين أن قراءة القرآن هي العمل[٩].

اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایک قوم نکلے گی جو تمہارے عمل کو اپنے اعمال سے حقیر جانیں گے پس اپ صلی اللہ علیہ وسلم نے واضح کیا کہ قرآن کی قرات ایک عمل ہے

امام بخاری اور امام احمد دونوں قرآن کو کلام اللہ غیر مخلوق کہتے تھے لیکن بخاری کہتے ہیں قرآن اللہ کا کلام ہے اور قرات بندے کا فعل ہے

عربی زبان مخلوق ہے

بخاری باب باندھتے ہیں

باب قول االله تعالى { فأتوا بالتوراة فاتلوها إن كنتم صادقين } قال ومن آياته خلق السماوات و الأرض واختلاف ألسنتكم و ألوانكم فمنها العربي ومنها العجمي فذكراختلاف الألسنة والألوان وهو كلام العباد

باب الله تعالی کا قول پس جاؤ تورات لے آو اس کی قرات کرو اگر سچے ہو. الله نے کہا اور اس کی نشانیوں میں سے ہے زبانوں کا اختلاف اور رنگوں کا پس کوئی عربی ہے کوئی عجمی ہے پس الله نے زبان اور رنگوں کے اختلاف کا ذکر کیا اور وہ بندوں کا کلام ہے

بخاری کہنا چاہ رہے ہیں کہ قرآن کے علاوہ تورات بھی الله کا کلام ہے جو عربی میں نہیں اور یہ زبانوں کا اختلاف الله نے پیدا یا خلق کیا ہے .عربی زبان مخلوق ہے

قرآن الله کا علم ہے وہ غیر مخلوق ہے لیکن عربی زبان مخلوق ہے

یاد رہے کہ حدیث کے مطابق قرآن قریش (مکہ) کی زبان میں نازل ہوا ہے اور اختلاف قرات کے مسئلہ پر، جمع قرآن کے وقت قریش کی زبان کو ترجیح دی گئی تھی

کتاب کے آخر میں بخاری نے نہ صرف قرآن بلکہ تورات اور انجیل کا بھی ذکر کیا جو عربی میں نازل نہیں ہوئیں لیکن تورات و انجیل بھی الله کا کلام ہیں غیر مخلوق ہیں

اب دوبارہ امام احمد کا نقطہ نظر دیکھئے

امام احمد کے اپنے بیٹے عبدللہ بن احمد اپنی کتاب السنة میں لکھتے ہیں

سألت أبي رحمه الله قلت : ما تقول في رجل قال : التلاوة مخلوقة وألفاظنا بالقرآن مخلوقة والقرآن كلام الله عز وجل وليس بمخلوق ؟ وما ترى في مجانبته ؟ وهل يسمى مبتدعا ؟ فقال : » هذا يجانب وهو قول المبتدع ، وهذا كلام الجهمية ليس القرآن بمخلوق

میں نے اپنے باپ احمد سے پوچھا : آپ کیا کہتے ہیں اس شخص کے بارے میں جو کہتا ہے کہ قرآن کی تلاوت اور ہمارے الفاظ مخلوق ہیں اور قرآن الله عز وجل کا کلام غیر مخلوق ہے؟ – اس کے قریب جانے پر آپ کیا کہتے ہیں اور کیا اس کو بدعتی کہا جائے گا ؟ امام احمد نے جواب میں کہا اس سے دور رہا جائے اور یہ بد عت والوں کا قول ہے اور الجهمية کا قول ہے- قرآن مخلوق نہیں

ابن تیمیہ فتوی ج ٧ ص ٦٦٠ مجموع الفتاوى مجمع الملك فهد لطباعة المصحف الشريف، المدينة النبوية، المملكة العربية السعودية میں دعوی کرتے ہیں سلف میں کس نے نہیں کہا کہ قرآن کے الفاظ مخلوق ہیں

وَلَا قَالَ أَحْمَد بْنُ حَنْبَلٍ وَلَا أَحَدٌ مِنْ السَّلَفِ أَنَّ شَيْئًا مِنْ صِفَاتِ الْعَبْدِ وَأَفْعَالِهِ غَيْرُ مَخْلُوقَةٍ وَلَا صَوْتِهِ بِالْقُرْآنِ وَلَا لَفْظِهِ بِالْقُرْآنِ

اور امام احمد اور سلف میں کسی نے بھی یہ نہیں کہا کہ بندے کی صفات اور افعال غیر مخلوق ہیں اور نہ قرآن کی آواز(قرات) اور اس کے لفظ

امام الْأَشْعَرِيِّ کہتے تھے کہ امام احمد قرآن کے الفاظ کو مخلوق کہنےسے کراہت کرتے تھے. ابن تیمیہ فتوی ج ۷ ص ٦٥٩ میں لکھتے ہیں

وَصَارَ بَعْضُ النَّاسِ يَظُنُّ أَنَّ الْبُخَارِيَّ وَهَؤُلَاءِ خَالَفُوا أَحْمَد بْنَ حَنْبَلٍ وَغَيْرَهُ مِنْ أَئِمَّةِ السُّنَّةِ وَجَرَتْ لِلْبُخَارِيِّ مِحْنَةٌ بِسَبَبِ ذَلِكَ حَتَّى زَعَمَ بَعْضُ الْكَذَّابِينَ أَنَّ الْبُخَارِيَّ لَمَّا مَاتَ أَمَرَ أَحْمَد بْنُ حَنْبَلٍ أَلَّا يُصَلَّى عَلَيْهِ وَهَذَا كَذِبٌ ظَاهِرٌ فَإِنَّ أَبَا عَبْدِ اللَّهِ الْبُخَارِيَّ - رَحِمَهُ اللَّهُ - مَاتَ بَعْدَ أَحْمَد بْنِ حَنْبَلٍ بِنَحْوِ خَمْسَ عَشْرَةَ سَنَةً فَإِنَّ أَحْمَد بْنَ حَنْبَلٍ - رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ - تُوُفِّيَ سَنَةَ إحْدَى وَأَرْبَعِينَ وَمِائَتَيْنِ وَتُوُفِّيَ الْبُخَارِيُّ سَنَةَ ستٍّ وَخَمْسِينَ وَمِائَتَيْنِ وَكَانَ أَحْمَد بْنُ حَنْبَلٍ يُحِبُّ الْبُخَارِيَّ وَيُجِلُّهُ وَيُعَظِّمُهُ وَأَمَّا تَعْظِيمُ الْبُخَارِيِّ وَأَمْثَالِهِ لِلْإِمَامِ أَحْمَد فَهُوَ أَمْرٌ مَشْهُورٌ وَلَمَّا صَنَّفَ الْبُخَارِيُّ كِتَابَهُ فِي خَلْقِ أَفْعَالِ الْعِبَادِ وَذَكَرَ فِي آخِرِ الْكِتَابِ أَبْوَابًا فِي هَذَا الْمَعْنَى؛ ذَكَرَ أَنَّ كُلًّا مِنْ الطَّائِفَتَيْنِ الْقَائِلِينَ: بِأَنَّ لَفْظَنَا بِالْقُرْآنِ مَخْلُوقٌ وَالْقَائِلِينَ بِأَنَّهُ غَيْرُ مَخْلُوقٍ يُنْسَبُونَ إلَى الْإِمَامِ أَحْمَد بْنِ حَنْبَلٍ وَيَدَّعُونَ أَنَّهُمْ عَلَى قَوْلِهِ وَكِلَا الطَّائِفَتَيْنِ لَمْ تَفْهَمْ دِقَّةَ كَلَامِ أَحْمَد - رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ -. وَطَائِفَةٌ أُخْرَى: كَأَبِي الْحَسَنِ الْأَشْعَرِيِّ وَالْقَاضِي أَبِي بَكْرِ بْنِ الطَّيِّبِ وَالْقَاضِي أَبِي يَعْلَى وَغَيْرِهِمْ مِمَّنْ يَقُولُونَ إنَّهُمْ عَلَى اعْتِقَادِ أَحْمَد بْنِ حَنْبَلٍ وَأَئِمَّةِ أَهْلِ السُّنَّةِ وَالْحَدِيثِ قَالُوا: أَحْمَد وَغَيْرُهُ كَرِهُوا أَنْ يُقَالَ: لَفْظِي بِالْقُرْآنِ؛ فَإِنَّ اللَّفْظَ هُوَ الطَّرْحُ وَالنَّبْذُ وَطَائِفَةٌ أُخْرَى كَأَبِي مُحَمَّدِ بْنِ حَزْمٍ وَغَيْرِهِ مِمَّنْ يَقُولُ أَيْضًا: إنَّهُ مُتَّبِعٌ لِأَحْمَد بْنِ حَنْبَلٍ وَغَيْرِهِ مِنْ أَئِمَّةِ السُّنَّةِ إلَى غَيْرِ هَؤُلَاءِ مِمَّنْ يَنْتَسِبُ إلَى السُّنَّةِ وَمَذْهَبُ الْحَدِيثِ يَقُولُونَ إنَّهُمْ عَلَى اعْتِقَادِ أَحْمَد بْنِ حَنْبَلٍ وَنَحْوِهِ مِنْ أَهْلِ السُّنَّةِ وَهُمْ لَمْ يَعْرِفُوا حَقِيقَةَ مَا كَانَ يَقُولُهُ أَئِمَّةُ السُّنَّةِ؛ كَأَحْمَد بْنِ حَنْبَلٍ وَأَمْثَالِهِ وَقَدْ بَسَطْنَا أَقْوَالَ السَّلَفِ وَالْأَئِمَّةِ: أَحْمَد بْنِ حَنْبَلٍ وَغَيْرِهِ فِي غَيْرِ هَذَا الْمَوْضِعِ. وَأَمَّا الْبُخَارِيُّ وَأَمْثَالُهُ فَإِنَّ هَؤُلَاءِ مِنْ أَعْرَفِ النَّاسِ بِقَوْلِ أَحْمَد بْنِ حَنْبَلٍ وَغَيْرِهِ مِنْ أَئِمَّةِ السُّنَّةِ

بعض لوگوں نے گمان کیا کہ امام بخاری اور انھوں نے آئمہ السنہ احمد بن حنبل وغیرہ کی مخالفت کی - اسکی وجہ سے امام بخاری آزمائش میں مبتلا ہوئے - یہاں تک کہ بعض جھوٹے لوگوں نے دعویٰ کیا کہ امام بخاری کی جب وفات ہوئی تو احمد بن حنبل نے انکی نماز جنازہ نہ پڑھنے کا حکم دیا - ظاہر ہے کہ یہ جھوٹ ہے کیوں کہ ابو عبداللہ بخاری رحم اللہ نے احمد بن حنبل کے ۱۵ سال بعد وفات پائی - احمد بن حنبل رضی اللہ عنہ کی ۲٤۱ ھ میں اور امام بخاری کی ۲۵۷ میں وفات ہوئی ہے - احمد بن حنبل امام بخاری سے محبت کرتے اور انکی تعظیم اور تکریم کرتے تھے جبکہ امام بخاری اور انکی طرح دوسرے لوگوں کی امام احمد کی تعظیم کرنا مشہور معاملہ ہے - جب امام بخاری نے اپنی کتاب خلق افعال العباد تصنیف کی تو کتاب کے آخری ابواب میں اس معاملہ کا ذکر کیا - اس میں انھوں نے دونوں گروہوں کا موقف پیش کیا ہے جو اس کے قائل ہیں کہ ہمارے وہ الفاظ جو ہم قرآن کی قرات کرتے ہیں وہ مخلوق ہیں اور انکا بھی جو ان کے غیر مخلوق ہونے کے قائل ہیں - اسکی نسبت امام احمد بن حنبل کی طرف کیا کرتے ہیں - اور اس گروہ کا دعویٰ ہے کہ وہ احمد بن حنبل کے قول پر ہیں - دونوں گروہ احمد رضی اللہ عنہ کی بات کی گہرائی کو نہ سمجھ سکے - ایک اور دوسرا گروہ ہے جس میں ابو

الحسن اشعری ، قاضی ابو بکر الطیب اور قاضی ابو یعلی وغیرہ شامل ہیں جن کا کہنا ہے کہ وہ احمد بن حنبل اور آئمہ السنہ و الحدیث کے عقیدے پر ہیں انکا کہنا ہے کہ احمد وغیرہ لفظی بالقران کہے جانے سے کراہت کرتے تھے کیونکہ لفظ تو منہ سے نکال پھینکنے والی چیز ہے - ایک اور دوسرا گروہ جیسا کہ ابو محمد بن حزم وغیرہ ہیں جن کا کہنا بھی یہ ہے کہ وہ آئمہ السنہ احمد بن حنبل وغیرہ کے پیروکار ہیں اور وہ بھی جو اہل سنت اور مذہب اہل حدیث کی طرف نسبت نہیں کرتے - اس گروہ کا کہنا ہے وہ احمد بن حنبل اور اسی طرح دوسرے اہل سنت کے اعتقاد پر ہیں وہ لوگ آئمہ السنہ جیسے احمد بن حنبل اور ان کی طرح دوسرے اہل - سنت کی بات کی حقیقت نہ جان سکے

اور ہم نے تفصیل سے سلف اور آئمہ ، احمد بن حنبل وغیرہ کے اقوال دوسری جگہ پیش کیے ہیں اور رہے امام بخاری اور انکی طرح دوسرے لوگ تو بےشک وہ اہل سنت میں سے احمد بن حنبل وغیرہ کے قول کو لوگوں میں سے زیادہ جاننے والے تھے

ابن تیمیہ کی نقص بھری تحقیق دیکھئے ایک طرف تو اتنے سارے لوگ کہہ رہے ہیں کہ امام احمد قرآن کے الفاظ کو بھی غیر مخلوق کہتے تھے اور پھر بخاری کی کتاب خلق افعال سب شاہد ہیں ان کے عقائد پر لیکن

دیتے ہیں دھوکہ یہ بازی گر کھلا

بخاری تو واضح طور پر قرآن کی تلاوت کو مخلوق کہتے ہیں لیکن احمد تلاوت کو مخلوق کہنے والے کو جہمیہ کے مذہب پر بتاتے ہیں

مسئلہ لفظ میں امام احمد کوئی رائے نہیں رکھتے تھے بلکہ اس مسئلہ میں رائے کے سخت خلاف تھے - امام بخاری اس کے برعکس رائے رکھتے تھے اور اس کی تبلیغ کرتے تھے ان کے نزدیک منہ سے تلاوت کے دوران ادا ہونے والے قرآن کے الفاظ اور اس کی آواز مخلوق تھے - امام احمد اس پر کوئی بھی رائے رکھنے والے کو جہمی کہتے تھے

یہ مسئلہ بعد والوں نے چھپانے کی کوشش کی مثلا کتاب شرح أصول اعتقاد أهل السنة والجماعة از أبو القاسم هبة الله بن الحسن بن منصور الطبري الرازي اللالكائي (المتوفى: 418هـ) کی روایت ہے

وَأَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ حَفْصٍ قَالَ: ثنا مُحَمَّدُ بْنُ أَحْمَدَ بْنِ سَلَمَةَ قَالَ: ثنا أَبُو صَالِحٍ خَلَفُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْمَاعِيلَ قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا عَمْرٍو أَحْمَدَ بْنِ نَصْرِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ النَّيْسَابُورِيَّ الْمَعْرُوفَ بِالْخَفَّافِ بِبُخَارَى يَقُولُ: كُنَّا يَوْمًا عِنْدَ أَبِي إِسْحَاقَ الْقُرَشِيِّ وَمَعَنَا مُحَمَّدُ بْنُ نَصْرٍ الْمَرْوَزِيُّ , فَجَرَى ذِكْرُ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْمَاعِيلَ , فَقَالَ مُحَمَّدُ بْنُ نَصْرٍ: سَمِعْتُهُ يَقُولُ: مَنْ زَعَمَ أَنِّي قُلْتُ: لَفْظِي بِالْقُرْآنِ مَخْلُوقٌ , فَهُوَ كَذَّابٌ , فَإِنِّي لَمْ أَقُلْهُ. فَقُلْتُ لَهُ: يَا أَبَا عَبْدِ اللَّهِ فَقَدْ خَاضَ النَّاسُ فِي هَذَا وَأَكْثَرُوا فِيهِ. فَقَالَ: لَيْسَ إِلَّا مَا أَقُولُ وَأَحْكِي لَكَ عَنْهُ. قَالَ أَبُو عَمْرٍو الْخَفَّافُ: فَأَتَيْتُ مُحَمَّدَ بْنَ إِسْمَاعِيلَ فَنَاظَرْتُهُ فِي شَيْءٍ مِنَ الْحَدِيثِ حَتَّى طَابَتْ نَفْسُهُ فَقُلْتُ لَهُ: يَا أَبَا عَبْدِ اللَّهِ هَاهُنَا رَجُلٌ يَحْكِي عَنْكَ أَنَّكَ قُلْتَ هَذِهِ الْمَقَالَةَ. فَقَالَ لِي: يَا أَبَا عَمْرٍو احْفَظْ مَا أَقُولُ: مَنْ زَعَمَ مِنْ أَهْلِ نَيْسَابُورَ وَقُومَسَ وَالرَّيِّ وَهَمَذَانَ وَحُلْوَانَ وَبَغْدَادَ وَالْكُوفَةِ وَالْمَدِينَةِ وَمَكَّةَ وَالْبَصْرَةِ أَنِّي قُلْتُ: لَفْظِي بِالْقُرْآنِ مَخْلُوقٌ , فَهُوَ كَذَّابٌ , فَإِنِّي لَمْ أَقُلْ هَذِهِ الْمَقَالَةَ , إِلَّا أَنِّي قُلْتُ: أَفْعَالُ الْعِبَادِ مَخْلُوقَةٌ

ہم کو أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ حَفْصٍ نے خبر دی کہا ہم سے بیان کیا مُحَمَّدُ بْنُ أَحْمَدَ بْنِ سَلَمَةَ نے کہا ہم سے بیان کیا أَبُو صَالِحٍ خَلَفُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْمَاعِيلَ انہوں نے أحمد بن نصر بن إبراهيم، أبو عمرو النَّيْسَابوريُّ الخفّاف المتوفى ۳۰۰ ھ سے سنا کہتے ہیں ایک دن ہم أَبِي إِسْحَاقَ الْقُرَشِيِّ کے پاس تھے اور ہمارے ساتھ مُحَمَّدُ بْنُ نَصْرٍ الْمَرْوَزِيُّ بھی تھے کہ امام بخاری کا ذکر ہوا پس مُحَمَّدُ بْنُ نَصْرٍ الْمَرْوَزِيُّ نے کہا میں نے سنا یہ کہتے تھے کہ جو یہ دعوی کرے کہ میں کہتا ہوں کہ قرآن کے الفاظ مخلوق ہیں وہ جھوٹا ہے کیونکہ میں ایسا نہیں کہتا . پس میں نے ان سے کہا اے ابو عبد اللہ امام بخاری اس پر تو لوگ بہت لڑتے ہیں پس کہا جو میں نے کہا اس کے سوا کچھ اور نہیں ہے- أَبُو عَمْرٍو الْخَفَّافُ کہتے ہیں پس میں امام بخاری سے ملا اور ان سے ایک حدیث پر کلام کیا یہاں تک کہ دل بھر گیا میں نے ان سے کہا اے ابو عبد اللہ وہاں ایک شخص ہے جو حکایت کرتا ہے آپ کے لئے کہ آپ اس میں یہ اور یہ کہتے ہیں – امام بخاری نے مجھ سے کہا اے ابو عمرو یاد رکھو جو میں کہوں جو یہ دعوی کرے نیشاپور یا قومس یا رے یا ہمدان یا حلوان یا بغداد یا کوفہ یا مدینہ یا مکہ یا بصرہ میں سے کہ میں کہتا ہوں قرآن کے الفاظ مخلوق ہیں وہ کذاب ہے پس میں ایسا نہیں کہتا ہوں بلاشبہ میں کہتا ہوں کہ بندوں کے افعال مخلوق ہیں

اس کی سند میں أَبُو صَالِحٍ خَلَفُ بنُ مُحَمَّدِ بنِ إِسْمَاعِيْلَ ہیں جن کے لئے الذھبی سیر الاعلام النبلاء میں لکھتے ہیں

قَالَ الخَلِيلِيُّ: كَانَ لَهُ حفظٌ وَمَعْرِفَةٌ، وَهُوَ ضَعِيْفٌ جِدّاً، رَوَى مُتوناً لاَ تُعرفُ

خلیلی کہتے ہیں ان کے لئے حافظہ و معرفت ہے اور یہ بہت ضعیف ہیں اور وہ متن روایت کرتے ہیں جو کوئی نہیں جنتا

كتاب الرّوض الباسم في تراجم شيوخ الحاكم میں أبو الطيب نايف بن صلاح بن علي المنصوري
راوی أَبُو صَالِحٍ خَلَفُ بنُ مُحَمَّدِ بنِ إِسْمَاعِيْلَ کے لئے کہتے ہیں

ضعيف جدًا مع كثرة حديثه

بہت ضعیف ہیں کثرت حدیث کے ساتھ

ایک طرف تو سندا کمزور دوسری طرف اس کے راوی

أَبُو عَمْرٍو الْخَفَّافُ کے امام الذہبی کتاب تاریخ الاسلام میں لکھتے ہیں

سَمِعَ بنَيْسابور: إسحاق بن راهَوَيْه، وعَمْرو بن زُرَارة، والحسين بن حُرَيْث، ومحمد بن عبد العزيز بن أبي رزمة، وأقرانهم.

وببغداد: إبراهيم بن المستمرّ، وأحمد بن منيع، وأبا همّام السكوني، وأقرانهم. وبالكوفة: أبا كُرَيْب، وعَبّاد بن يعقوب، وجماعة.

وبالحجاز: أبا مُصْعَب، ويعقوب بن حُمَيْد بن كاسب، وعبد الله بن عمران العابديّ، وغيرهم.

سوال کے ان کا سماع بخاری سے کب ہوا؟

ابن حجر فتح الباری میں لکھتے ہیں

أَخْرَجَ ذَلِكَ غُنْجَارٌ فِي تَرْجَمَةِ الْبُخَارِيِّ من تَارِيخ بخارا بِسَنَدٍ صَحِيحٍ إِلَى مُحَمَّدِ بْنِ نَصْرٍ الْمَرْوَزِيِّ الْإِمَامِ الْمَشْهُورِ أَنَّهُ سَمِعَ الْبُخَارِيَّ يَقُولُ ذَلِكَ وَمِنْ طَرِيقِ أَبِي عُمَرَ وَأَحْمَدَ بْنِ نَصْرٍ النَّيْسَابُورِيِّ الْخَفَّافِ أَنَّهُ سَمِعَ الْبُخَارِيَّ يَقُولُ ذَلِكَ

اس (اوپر والی روایت) کو غنجار نے بخاری کے ترجمہ میں تاریخ بخاری میں صحیح سند کے ساتھ محمّد بن نثر المروزی امام مشہور سے نقل کیا ہے کہ انہوں نے امام بخاری سے سنا کہ انہوں نے ایسا کہا جو ابی عمر اور احمدبن نصر کے طرق سے ہے کہ انہوں نے بخاری سے سنا

اسی قول کو ابن حجر نے تہذیب التہذیب میں بھی نقل کیا ہے

عجیب بات ہے انہی خَلَفُ بنُ مُحَمَّدِ بنِ إِسْمَاعِيْلَ کی لسان المیزان میں ابن حجر عزت افزائی کرتے ہیں

وسمعت الحاكم، وَابن أبي زرعة وإنما كتبنا عنه للاعتبار وقد ضعفه أبو سعيد الإدريسي

حاکم اور ابن أبي زرعة کہتے ہیں ان کا قول اعتبار کے لئے لکھا جاتا ہے اور ابو سعید نے ان کو ضعیف کہا ہے

اس روایت کا سارا دار و مدار جس شخص پر ہے وہ توضعیف نکلا لہذا دلیل کیسے ہیں

اس راوی کی روایت اہل حدیث اور وہابی بھی رد کرتے ہیں کیونکہ یہ روایت کرتا ہے کہ امام بخاری اندھے تھے

: ابو بكر الخطيب البغدادي (المتوفى: 463 ھ) تاریخ بغداد میں لکھتے ہیں

حَدَّثَنِي أبو القاسم عبد الله بن أحمد بن علي السوذرجاني بأصبهان من لفظه، قَالَ: حدثنا علي بن محمد بن الحسين الفقيه، قَالَ: حدثنا خلف بن محمد الخيام، قَالَ: سمعت أبا محمد المؤذن عبد الله بن محمد بن إسحاق السمسار، يقول: سمعت شيخي يقول: ذهبت عينا محمد بن إسماعيل في صغره فرأت والدته في المنام إبراهيم الخليل عليه السلام، فقال لها: يا هذه قد رد الله على ابنك بصره لكثرة بكائك، أو لكثرة دعائك. قَالَ: فأصبح وقد رد الله عليه بصره " (تاریخ بغداد 2- 322)

محمد بن اسحاق نے کہا : میں نے اپنے شیخ سے سنا کہ : امام بخاریؒ کی بچپن میں نظر چلی گئی تھی ، (اور ان کی والدہ اس پر اکثر دعاء کرتیں ، اور روتی رہتی تھیں) تو ایک روز انہیں خواب میں سیدنا ابراہیم علیہ السلام نظر آئے ، وہ فرمارہے تھے تیری گریہ و زاری اور دعاء کے " سبب اللہ تعالی نے تیرے بیٹے کی نظر لوٹا دی ہے

ابويعلى الخليلي، (المتوفى: 446 ھ)۔۔ الإرشاد في معرفة علماء الحديث ۔۔(جلد 3 صفحه 972) میں لکھتے ہیں

أبو صالح خلف بن محمد بن إسماعيل البخاري كان له حفظ ومعرفة وهو ضعيف جدا روى في الأبواب تراجم لا يتابع عليها وكذلك متونا لا تعرف سمعت ابن ابي زرعة والحاكم ابا عبد الله " الحافظين يقولان كتبنا عنه الكثير ونبرأ من عهدته وإنما كتبنا عنه للاعتبار

اور یہی بات امام ذہبی نے میزان الااعتدال میں لکھی ہے-معلوم ہوا کہ یہ راوی امام بخاری کے حوالے سے فرضی قصے پھیلاتا رہا ہے

امام بخاری کی کتاب خلق افعال العباد کے آخری ابواب کو دیکھا جائے تو یہ مسئلہ واضح ہو جاتا ہے

علل الحدیث

علل حدیث ایک پیچیدہ علم ہے اور چند محدثین ہی اس میں ید طولی رکھتے تھے جن میں امام ابی حاتم اور ابوزرعہ الرازی سر فہرست ہیں - علت کی بہت سی اقسام ہیں جن میں ایک ایک کا ذکر کرنا ممکن نہیں ہے البتہ بیشتر اوقات اس میں سند میں غلطی ہوتی ہے جس پر عام محدث مطلع نہیں ہو سکتا

حدیث معلول کی مثال ہے

حدثنا عبد الله حدثني أبي ثنا حسين بن على الجعفي عن عبد الرحمن بن يزيد بن جابر عن أبي الأشعث الصنعاني عن أوس بن أبي أوس قال قال رسول الله صلى الله عليه و سلم : من أفضل أيامكم يوم الجمعة فيه خلق آدم وفيه قبض وفيه النفخة وفيه الصعقة فاكثروا على من الصلاة فيه فان صلاتكم معروضة على فقالوا يا رسول الله وكيف تعرض عليك صلاتنا وقد أرمت يعنى وقد بليت قال إن الله عز و جل حرم على الأرض أن تأكل أجساد الأنبياء صلوات الله عليهم

عبداللہ کہتے ہیں میرے باپ کہتے ہیں ہم سے حسین بن علی الجعفي نے روایت بیان کی انہوں نے عبد الرحمن بن یزید بن جابر سے اور انہوں نے أبي الأشعث الصنعاني سے انہوں نے أوس بن أبي أوس کہ رسول الله نے فرمایا تمھارے بہترین دنوں میں جمعہ کا دن ہے اس دن آدم تخلیق ہوئے اور اس دن ان کی وفات ہوئی اور اس دن صور میں پھونک ماری جائے گی اور اس دن الصعقة (کڑک) ہو گی پس میرے اوپر کثرت سے درود پڑھو کیونکہ یہ مجھ پر پیش ہو گا ہم نے پوچھا ایسا کیسے ہو گا جبکہ آپ مٹی ہو جائیں گے آپ صلی الله علیہ وسلم نے فرمایا کہ بے شک الله نے زمین پر حرام کر دیا ہے کہ انبیاء کے جسموں کو کھائے

مسند احمد ج ٤ ص ٨ ، سنن ابو داود ج٣ ص ٤٠٤، سنن نسائی ج ١ ص ١٠١ ، سنن ابن ماجہ ج ٣ص ٤٤٧

اس روایت کی سند مسند احمد میں ہے

حدثنا عبد الله حدثني أبي ثنا حسين بن على الجعفي عن عبد الرحمن بن يزيد بن جابر

اس روایت کے دو اہم راوی حسین بن علی الجعفي اور عبد الرحمن بن یزید بن جابر ہیں

امام بخاری کا موقف

امام بخاری نے اس روایت کا تعاقب کیا ہے (تاریخ الصغیر ج ۲ ص ۱۰۹ ، تاریخ الکبیر ج ۵ ص ۳٦۵) اور کہا ہے کہ اس کی سند صحیح نہیں اہل کوفہ نے نام تبدیل کیا ہے اور کہا ہے عبد الرحمن بن یزید بن جابر جبکہ یہ عبد الرحمن بن یزید بن تمیم ہے

امام ابن ابی حاتم کا موقف

امام ابن ابی حاتم نے کتاب العلل الحدیث ج ۱ ص ۱۹۷ میں لکھتے ہیں

وأمّا حُسينٌ الجُعفِيُّ : فإنّهُ روى عن عَبدِ الرّحمنِ بنِ يزيد بنِ جابِرٍ ، عن أبِي الأشعثِ ، عن أوسِ بنِ أوسٍ ، عنِ النّبِيِّ صلى الله عليه وسلم فِي يومِ الجُمُعةِ ، أنّهُ قال : أفضلُ الأيّامِ : يومُ الجُمُعةِ ، فِيهِ الصّعقةُ ، وفِيهِ النّفخةُ وفِيهِ كذا وهُو حدِيثٌ مُنكرٌ ، لا أعلمُ أحدًا رواهُ غير حُسينٍ الجُعفِيِّ وأمّا عبدُ الرّحمنِ بنُ يزِيد بنِ تمِيمٍ فهُو ضعِيفُ الحدِيثِ ، وعبدُ الرّحمن بنُ يزِيد بنِ جابِرٍ ثِقةٌ.

اور جہاں تک حُسينٌ الجُعفِيُّ کا تعلق ہے پس یہی وہ راوی ہے جس نے عَبدِ الرّحمنِ بنِ يزِيد بنِ جابِرٍ ، عن أبِي الأشعثِ ، عن أوسِ بنِ أوسٍ ، عنِ النّبِيِّ صلى الله عليه وسلم (کس سند سے) جُمُعةِ کے دن پر روایت کی ہے کہ اس دن الصّعقةُ اور النّفخةُ ہو گا جو ایک حدیث منکر ہے اور میں نہیں جانتا کسی نے روایت کیا ہو سوائے اس حُسينٌ الجُعفِيُّ کے اور جہاں تک عبدُ الرّحمنِ بنُ يزِيد بنِ تمِيمٍ کا تعلق ہے تو وہ ضعیف الحدیث ہے اور عبدُ الرّحمنِ بنُ يزِيد بنِ جابر ثقہ ہے

حسين بن علي الجعفي صحيح بخاري کے راوی ہیں لیکن امام بخاری اور ابی حاتم کے نزدیک ان کی تمام روایات صحیح نہیں ہیں اور یہ غلطی نسب میں کر گئے ہیں اور عبد الرحمان بن یزید بن تمیم کو ابن جابر کہہ گئے

اس روایت کو البزار نے بھی منکر کہا ہے - البزاز المتوفی ۲۹۲ ھ کتاب مسند البزار المنشور باسم البحر الزخار میں اس روایت پر لکھتے ہیں

وَهَذَا الْحَدِيثُ بِهَذَا اللَّفْظِ لَا نَعْلَمُ أَحَدًا يَرْوِيهِ إِلَّا شَدَّادُ بْنُ أَوْسٍ، وَلَا نَعْلَمُ لَهُ طَرِيقًا غَيْرَ هَذَا الطَّرِيقِ عَنْ شَدَّادٍ، وَلَا رَوَاهُ إِلَّا حُسَيْنُ بْنُ عَلِيٍّ الْجُعْفِيُّ وَيُقَالُ: إِنَّ عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ يَزِيدَ هَذَا هُوَ عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ يَزِيدَ بْنِ تَمِيمٍ، وَلَكِنْ أَخْطَأَ فِيهِ أَهْلُ الْكُوفَةِ أَبُو أُسَامَةَ وَالْحُسَيْنُ الْجُعْفِيُّ، عَلَى أَنَّ عَبْدَ الرَّحْمَنِ بْنَ يَزِيدَ بْنِ تَمِيمٍ لَا نَعْلَمُ رَوَى عَنْ أَبِي الْأَشْعَثِ، وَإِنَّمَا قَالُوا ذَلِكَ لِأَنَّ عَبْدَ الرَّحْمَنِ بْنَ يَزِيدَ بْنِ جَابِرٍ ثِقَةٌ وَعَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ يَزِيدَ بْنِ تَمِيمٍ لَيِّنُ الْحَدِيثِ، فَكَانَ هَذَا الْحَدِيثُ فِيهِ كَلَامٌ مُنْكَرٌ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالُوا: هُوَ لِعَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ تَمِيمٍ أَشْبَهُ

اور یہ حدیث ان الفاظ کے ساتھ کسی نے روایت نہیں کیے سوائے شَدَّادِ بْنِ أَوْسٍ کے اور اس سے حُسَيْنُ بْنُ عَلِيٍّ الْجُعْفِيُّ نے اور کہا ہے عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ يَزِيدَ اور یہ عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ يَزِيدَ بن تمیم ہے لیکن یہ غلطی ہے اہل کوفہ أَبُو أُسَامَةَ اورَالْحُسَيْنُ الْجُعْفِيُّ کی ... اور انہوں نے یہ اس لئے کیا کیونکہ عَبْدَ الرَّحْمَنِ بْنَ يَزِيدَ بْنِ جَابِرٍ ثقہ ہے اور عَبْدَ الرَّحْمَنِ بْنَ يَزِيدَ بْنِ تمیم کمزور ہے اور اس حدیث میں منکر کلام ہے جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے منسوب ہے

اس کی ایک اور مثال ہے - کتاب الفوائد المعللة میں امام أبي زرعة الدمشقي کہتے ہیں

وَسَمِعْتُ أَبَا عَبْدِ اللَّهِ يَقُولُ الْحَدِيثُ الَّذِي حَدَّثَهُمْ عَبْدُ الرَّزَّاقِ النَّارُ جبار يَعْنِي حَدِيثَهُ عَنْ مَعْمَرٍ عَنْ همام عن أبي هريرة وتلكما الأَحَادِيثُ لَيْسَ لَهَا أَصْلٌ

اور میں نے امام احمد کو سنا کہا وہ حدیث جو عبد الرزاق روایت کرتا ہے النار جبار یعنی حدیث جو معمر عن ہمام بن منبہ عن ابو ہریرہ کی سند سے ہے اور ایسی احادیث ان کا اصل نہیں ہے

ابن عدی الکامل میں کہتے ہیں

وقال ابن حنبل ليس هذا الحديث فِي كتب عَبد الرَّزَّاق قوله النار جبار يعني عن معمر عن همام، عَن أَبِي هريرة.

اور ابن حنبل نے کہا یہ حدیث عبد الرزاق کی کتب میں نہیں تھی ان کا قول النار جبار یعنی جو عن معمر عن همام، عَن أَبِي هريرة کی سند ہے

اگرچہ متاخرین محدثین کے نزدیک مثلا امام حاکم اور ابن حجر کے مطابق ہمام بن منبہ عن ابو ہریرہ کی سند سلسلہ الذھب ہے لیکن اس کے بر خلاف محدثین ان پر تنقید بھی کرتے تھے

ایک اور مثال

کیا دین میں رائے مردود ہے ؟ اس حوالے سے علی رضی اللہ کا ایک قول پیش کیا جاتا ہے - یہ قول سنن دارمی اور ابی داود میں ہے

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ، حَدَّثَنَا حَفْصٌ يَعْنِي ابْنَ غِيَاثٍ، عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنْ عَبْدِ خَيْرٍ، عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: لَوْ كَانَ الدِّينُ بِالرَّأْيِ لَكَانَ أَسْفَلُ الْخُفِّ أَوْلَى بِالْمَسْحِ مِنْ أَعْلَاهُ، وَقَدْ «رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَمْسَحُ عَلَى ظَاهِرِ خُفَّيْهِ

علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ دین کا دارومدار رائے (اور عقل) پر ہوتا تو موزوں کے نیچے مسح کرنا بہتر ہوتا اوپر مسح کرنے سے اور بلاشبہ میں نے دیکھا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم موزوں کے اوپر مسح کیا کرتے تھے۔(رواہ ابو دائود'والدارمی معناہ ' مشکوٰۃ ص ۵۴

رائے کا لفظ صحابہ کے دور میں مستعمل نہیں تھا لہذا یہ متن منکر ہے اس میں ابی اسحاق ہے جو مدلس ہے عن سے روایت کر رہا ہے- اس کی سند میں الأعمش ہے جو مدلس ہے عن سے روایت کر رہا ہے

العلل دارقطنی میں اس روایت کی اسناد و متن پر بحث ہے جس میں کہا گیا ہے کہ رائے کا لفظ الاعمش کی سند میں ہے

وَاخْتَلَفُوا فِي لَفْظِ الْحَدِيثِ فَقَالَ حَفْصُ بْنُ غِيَاثٍ، عَنِ الْأَعْمَشِ فِيهِ لَوْ كَانَ الدِّينُ بِالرَّأْيِ لَكَانَ أَسْفَلُ الْخُفِّ أَوْلَى بِالْمَسْحِ.

وَقَالَ عِيسَى بْنُ يُونُسَ، وَوَكِيعٌ، عَنِ الْأَعْمَشِ فِيهِ كُنْتُ أَرَى أَنَّ بَاطِنَ الْقَدَمَيْنِ أَحَقُّ بِالْمَسْحِ مِنْ أَعْلَاهُمَا وَتَابَعَهُمَا يُونُسُ بْنُ أَبِي إِسْحَاقَ وَإِسْرَائِيلُ عَنِ الثَّوْرِيِّ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ.

وَالصَّحِيحُ مِنْ ذَلِكَ قَوْلُ مَنْ قَالَ: كُنْتُ أَرَى أَنَّ بَاطِنَ الْخُفَّيْنِ أَحَقُّ بِالْمَسْحِ مِنْ أَعْلَاهُمَا.

لہذا رائے (یا غیر مقلدین کے بقول عقل) کا لفظ جو اس روایت میں بیان ہوا ہے وہ دارقطنی کے بقول صحیح روایت نہیں ہے بلکہ صحیح وہ ہے جس میں رائے کا لفظ نہیں ہے

کتاب الجرح و التعدیل از ابن ابی حاتم کے مطابق

قال علي إنما ذكره يحيى على أن الأعمش كان مضطربا في حديث أبي إسحاق.

علی المدینی نے ذکر کیا کہ یحیی القطان کے حوالے سے کہ اعمش مضطرب ہے ابو اسحاق سے روایت کرنے میں

عقل سے حدیث رد کی گئی ؟

ایک وہابی نے ایسا کہا کہ دو صحابیوں (عمر اور ابن مسعود) نے عقل کی وجہ سے عمار کی بات رد کی اس لیے عمار کی بات مانی جائے گی کیونکہ انہوں نے دلیل نبیؐ کی حدیث سے لی

حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصٍ ، قَالَ : حَدَّثَنَا أَبِي ، قَالَ : حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ ، قَالَ : سَمِعْتُ شَقِيقَ بْنَ سَلَمَةَ ، قَالَ : كُنْتُ عِنْدَ عَبْدِ اللَّهِ ، وَأَبِي مُوسَى ، فَقَالَ لَهُ أَبُو مُوسَى : أَرَأَيْتَ يَا أَبَا عَبْدِ الرَّحْمَنِ ، إِذَا أَجْنَبَ فَلَمْ يَجِدْ مَاءً كَيْفَ يَصْنَعُ ؟ فَقَالَ عَبْدُ اللَّهِ : لَا يُصَلِّي حَتَّى يَجِدَ الْمَاءَ ، فَقَالَ أَبُو مُوسَى : فَكَيْفَ تَصْنَعُ بِقَوْلِ عَمَّارٍ ، حِينَ قَالَ لَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : كَانَ يَكْفِيكَ ، قَالَ : أَلَمْ تَرَ عُمَرَ لَمْ يَقْنَعْ بِذَلِكَ ، فَقَالَ أَبُو مُوسَى : فَدَعْنَا مِنْ قَوْلِ عَمَّارٍ كَيْفَ تَصْنَعُ بِهَذِهِ الْآيَةِ ، فَمَا دَرَى عَبْدُ اللَّهِ مَا يَقُولُ ، فَقَالَ : إِنَّا لَوْ رَخَّصْنَا لَهُمْ فِي هَذَا لَأَوْشَكَ إِذَا بَرَدَ عَلَى أَحَدِهِمُ الْمَاءُ أَنْ يَدَعَهُ وَيَتَيَمَّمَ ، فَقُلْتُ لِشَقِيقٍ : فَإِنَّمَا كَرِهَ عَبْدُ اللَّهِ لِهَذَا ، قَالَ : نَعَمْ .

میں عبداللہ (عبداللہ بن مسعود) اور ابوموسیٰ اشعری کی خدمت میں تھا، ابوموسیٰ نے پوچھا کہ ابوعبدالرحمٰن! آپ کا کیا خیال ہے کہ اگر کسی کو غسل کی حاجت ہو اور پانی نہ ملے تو وہ کیا کرے۔ عبداللہ نے فرمایا کہ اسے نماز نہ پڑھنی چاہیے۔ جب تک اسے پانی نہ مل جائے۔ ابوموسیٰ نے کہا کہ پھر عمار کی اس روایت کا کیا ہو گا جب کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے کہا تھا کہ تمہیں صرف (ہاتھ اور منہ کا تیمم) کافی تھا۔ ابن مسعود رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ تم عمر رضی اللہ عنہ کو نہیں دیکھتے کہ وہ عمار کی اس بات پر مطمئن نہیں ہوئے تھے۔ پھر ابوموسیٰ نے کہا کہ اچھا عمار کی بات کو چھوڑو لیکن اس آیت کا کیا جواب دو گے (جس میں جنابت میں تیمم کرنے کی واضح اجازت موجود ہے) عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما اس کا کوئی جواب نہ دے سکے۔ صرف یہ کہا کہ اگر ہم اس کی بھی لوگوں کو اجازت دے دیں تو ان کا حال یہ ہو جائے گا کہ اگر کسی کو پانی ٹھنڈا معلوم ہوا تو اسے چھوڑ دیا کرے گا۔ اور تیمم کر لیا کرے گا۔ (اعمش کہتے ہیں کہ) میں نے شقیق سے کہا کہ گویا عبداللہ نے اس وجہ سے یہ صورت ناپسند کی تھی۔ تو انہوں نے جواب دیا کہ ہاں۔

Sahih Bukhari#346

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَامٍ ، قَالَ : أَخْبَرَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ ، عَنْ الْأَعْمَشِ ، عَنْ شَقِيقٍ ، قَالَ : كُنْتُ جَالِسًا مَعَ عَبْدِ اللَّهِ وَأَبِي مُوسَى الْأَشْعَرِيِّ ، فَقَالَ لَهُ أَبُو مُوسَى : لَوْ أَنَّ رَجُلًا أَجْنَبَ فَلَمْ يَجِدِ الْمَاءَ شَهْرًا ، أَمَا كَانَ يَتَيَمَّمُ وَيُصَلِّي ؟ فَكَيْفَ تَصْنَعُونَ بِهَذِهِ الْآيَةِ ؟ فِي سُورَةِ الْمَائِدَةِ فَلَمْ تَجِدُوا مَاءً فَتَيَمَّمُوا صَعِيدًا طَيِّبًا سورة النساء آية 43 ، فَقَالَ عَبْدُ اللَّهِ : لَوْ رُخِّصَ لَهُمْ فِي هَذَا لَأَوْشَكُوا إِذَا بَرَدَ عَلَيْهِمُ الْمَاءُ أَنْ يَتَيَمَّمُوا

الصَّعِيدَ ، قُلْتُ : وَإِنَّمَا كَرِهْتُمْ هَذَا لِذَا ، قَالَ : نَعَمْ ، فَقَالَ أَبُو مُوسَى : أَلَمْ تَسْمَعْ قَوْلَ عَمَّارٍ لِعُمَرَ ، بَعَثَنِي رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي حَاجَةٍ ، فَأَجْنَبْتُ فَلَمْ أَجِدِ الْمَاءَ ، فَتَمَرَّغْتُ فِي الصَّعِيدِ كَمَا تَمَرَّغُ الدَّابَّةُ ، فَذَكَرْتُ ذَلِكَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ، فَقَالَ : إِنَّمَا كَانَ يَكْفِيكَ أَنْ تَصْنَعَ هَكَذَا ، فَضَرَبَ بِكَفِّهِ ضَرْبَةً عَلَى الْأَرْضِ ، ثُمَّ نَفَضَهَا ، ثُمَّ مَسَحَ بِها ظَهْرَ كَفِّهِ بِشِمَالِهِ أَوْ ظَهْرَ شِمَالِهِ بِكَفِّهِ ، ثُمَّ مَسَحَ بِهِمَا وَجْهَهُ ، فَقَالَ عَبْدُ اللَّهِ : أَفَلَمْ تَرَ عُمَرَ لَمْ يَقْنَعْ بِقَوْلِ عَمَّارٍ : وَزَادَ يَعْلَى ، عَنْ الْأَعْمَشِ ، عَنْ شَقِيقٍ ، كُنْتُ مَعَ عَبْدِ اللَّهِ ، وَأَبِي مُوسَى ، فَقَالَ أَبُو مُوسَى : أَلَمْ تَسْمَعْ قَوْلَ عَمَّارٍ لِعُمَرَ ، إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعَثَنِي أَنَا وَأَنْتَ فَأَجْنَبْتُ فَتَمَعَّكْتُ بِالصَّعِيدِ ، فَأَتَيْنَا رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَخْبَرْنَاهُ ، فَقَالَ : إِنَّمَا كَانَ يَكْفِيكَ هَكَذَا وَمَسَحَ وَجْهَهُ وَكَفَّيْهِ وَاحِدَةً .

اگر ایک شخص کو غسل کی حاجت ہو اور مہینہ بھر پانی نہ پائے تو کیا وہ تیمم کر کے نماز نہ پڑھے؟ شقیق کہتے ہیں کہ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما نے جواب دیا کہ وہ تیمم نہ کرے اگرچہ وہ ایک مہینہ تک پانی نہ پائے (اور نماز موقوف رکھے) ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ نے اس پر کہا کہ پھر سورۃ المائدہ کی اس آیت کا کیا مطلب ہو گا "اگر تم پانی نہ پاؤ تو پاک مٹی پر تیمم کر لو۔" عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما بولے کہ اگر لوگوں کو اس کی اجازت دے دی جائے تو جلد ہی یہ حال ہو جائے گا کہ جب ان کو پانی ٹھنڈا معلوم ہو گا تو وہ مٹی سے تیمم ہی کر لیں گے۔ اعمش نے کہا میں نے شقیق سے کہا تو تم نے جنبی کے لیے تیمم اس لیے برا جانا۔ انہوں نے کہا ہاں۔ پھر ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ کیا آپ کو عمار کا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے سامنے یہ قول معلوم نہیں کہ مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی کام کے لیے بھیجا تھا۔ سفر میں مجھے غسل کی ضرورت ہو گئی، لیکن پانی نہ ملا۔ اس لیے میں مٹی میں جانور کی طرح لوٹ پوٹ لیا۔ پھر میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کا ذکر کیا۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تمہارے لیے صرف اتنا کرنا کافی تھا۔ اور آپ نے اپنے ہاتھوں کو زمین پر ایک مرتبہ مارا پھر ان کو جھاڑ کر بائیں ہاتھ سے داہنے کی پشت کو مل لیا یا بائیں ہاتھ کا داہنے ہاتھ سے مسح کیا۔ پھر دونوں ہاتھوں سے چہرے کا مسح کیا۔ عبداللہ نے اس کا جواب دیا کہ آپ عمر کو نہیں دیکھتے کہ انہوں نے عمار کی بات پر قناعت نہیں کی تھی۔ اور یعلیٰ ابن عبید نے اعمش کے واسطہ سے شقیق سے روایت میں یہ زیادتی کی ہے کہ انہوں نے کہا کہ میں عبداللہ اور ابوموسیٰ کی خدمت میں تھا اور ابوموسیٰ نے فرمایا تھا کہ آپ نے عمر سے عمار کا یہ قول نہیں سنا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے اور آپ کو بھیجا۔ پس مجھے غسل کی حاجت ہو گئی اور میں نے مٹی میں لوٹ پوٹ لیا۔ پھر میں رات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے صورت حال کے متعلق ذکر کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تمہیں صرف اتنا ہی کافی تھا اور اپنے چہرے اور ہتھیلیوں کا ایک ہی مرتبہ مسح کیا۔صحیح بخاری :347

جواب

سورہ مائدہ میں ہے

يَآ اَيُّـهَا الَّـذِيْنَ اٰمَنُـوْٓا اِذَا قُمْتُـمْ اِلَى الصَّلَاةِ فَاغْسِلُوْا وُجُوْهَكُمْ وَاَيْدِيَكُمْ اِلَى الْمَرَافِقِ وَامْسَحُوْا بِـرُءُوْسِكُمْ وَاَرْجُلَكُمْ اِلَى الْكَعْبَيْنِ ۚ وَاِنْ كُنْتُـمْ جُنُبًا فَاطَّهَّرُوْا ۚ وَاِنْ كُنْتُـمْ مَّرْضٰٓى اَوْ عَلٰى سَفَرٍ اَوْ جَآءَ اَحَدٌ مِّنْكُمْ مِّنَ الْغَآئِطِ اَوْ لَامَسْتُـمُ النِّسَآءَ فَلَمْ تَجِدُوْا مَآءً فَتَيَمَّمُوْا صَعِيْدًا طَيِّبًا فَامْسَحُوْا بِوُجُوْهِكُمْ وَاَيْدِيْكُمْ مِّنْهُ ۚ مَا يُرِيْدُ اللّٰهُ لِيَجْعَلَ عَلَيْكُمْ مِّنْ حَرَجٍ وَّلٰكِنْ يُّرِيْدُ لِيُطَهِّرَكُمْ وَلِيُتِـمَّ نِعْمَتَهٗ عَلَيْكُمْ (6) لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ

اے ایمان والو! جب تم نماز کے لیے اٹھو تو اپنے منہ اور کہنیوں تک ہاتھ دھو لو اور اپنے سروں پر مسح کرو اور اپنے پاؤں ٹخنوں تک دھو لو، اور اگر تم ناپاک ہو تو نہا لو، اور اگر تم بیمار ہو یا سفر پر ہو یا کوئی تم میں سے جائے ضرور (رفع حاجت) سے آیا ہو یا عورتوں کے پاس گئے ہو پھر تم پانی نہ پاؤ تو پاک مٹی سے تیمم کر لو اور اسے اپنے مونہوں اور ہاتھوں پر مل لو، اللہ تم پر تنگی نہیں کرنا چاہتا لیکن تمہیں پاک کرنا چاہتا ہے اور تاکہ اپنا احسان تم پر پورا کرے تاکہ تم شکر کرو۔

سنن ابو داود میں ہے

عَنْ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ أَبْزٰي قَالَ: كُنْتُ عِنْدَ عُمَرَ فَجَاءَهُ رَجُلٌ فَقَالَ: إِنَّا نَكُوْنُ بِالْمَكَانِ الشَّهْرَ وَالشَّهْرَيْنِ فَقَالَ عُمَرُ: أَمَّا أَنَا فَلَمْ أَكُنْ أُصَلِّي حَتّٰى أَجِدَ الْمَاءَ قَالَ: فَقَالَ عَمَّارٌ: يَا أَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ أَمَا تَذْكُرُ إِذْ كُنْتُ أَنَا وَأَنْتَ فِي الْإِبِلِ فَأَصَابَتْنَا جَنَابَةٌ فَأَمَّا أَنَا فَتَمَعَّكْتُ فَأَتَيْنَا النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرْتُ ذٰلِكَ لَهُ فَقَالَ: إِنَّمَا كَانَ يَكْفِيْكَ أَنْ تَقُوْلَ هٰكَذَا وَضَرَبَ بِيَدَيْهِ إِلَى الْأَرْضِ ثُمَّ نَفَخَهُمَا ثُمَّ مَسَحَ بِهِمَا وَجْهَهُ وَيَدَيْهِ إِلٰى نِصْفِ الذِّرَاعِ؟ فَقَالَ عُمَرُ: يَا عَمَّارُ اتَّقِ اللهَ فَقَالَ: يَا أَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ إِنْ شِئْتَ وَاللهِ لَمْ أَذْكُرْهُ أَبَدًا فَقَالَ عُمَرُ: كَلَّا وَاللهِ لَنُوَلِّيَنَّكَ مِنْ ذٰلِكَ مَا تَوَلَّيْتَ.(ابوداؤد، رقم 322)

عبدالرحمن بن ابزیٰ (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے کہ میں عمر (رضی اللہ عنہ) کے پاس تھا کہ ایک شخص ان کے پاس آیا اور کہا کہ ہم ماہ دو ماہ ایک جگہ قیام کرتے ہیں (اور وہاں پانی نہیں ہوتا اور ہم جنبی ہوتے ہیں تو ایسی صورت میں ہم کیا کریں)؟ اس پر عمر نے فرمایا کہ میں تو اس وقت تک نماز نہ پڑھوں گا، جب تک کہ پانی نہ ملے گا، یہ سن کر عمار (رضی اللہ عنہ) نے کہا کہ اے امیر المومنین، کیا آپ کو یاد نہیں کہ میں اور آپ اونٹوں میں تھے اور ہم جنبی ہو گئے تھے تو میں مٹی میں لوٹ پوٹ گیا تھا، پھر ہم نے واپس آکر نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے واقعہ عرض کیا تھا تو آپ نے فرمایا تھا کہ ایسی صورت میں تمہیں صرف ایسا کرنا

کافی تھا اور آپ نے اپنے ہاتھ زمین پر مار کر پھونک ماری اور اپنے چہرے پر اور ہاتھوں پر نصف ذراع تک پھیر لیا؟ عمر(رضی اللہ عنہ) نے فرمایا: اے عمار اللہ سے ڈرو، انھوں نے کہا کہ اگر آپ چاہیں تو یہ بات میں کبھی ذکر نہ کروں، عمر نے فرمایا: نہیں میرا یہ مطلب نہیں ہے، بلکہ تمھیں اپنی بات کہنے کا اختیار ہے۔

.«شرح سنن النسائي المسمى «ذخيرة العقبى في شرح المجتبى

المؤلف: محمد بن علي بن آدم بن موسى الإثيوبي الوَلَّوِي

أجمع أهل العلم على مشروعية التيمم للجنب عند عدم الماء، ولم يخالف في ذلك أحد من السلف، ولا من الخلف، إلا ما جاء عن عمر ابن الخطاب، وعبد الله بن مسعود، وحكي مثله عن إبراهيم النخعي

عمر اور ابن مسعود اور إبراهيم النخعي کا مذھب ہے کہ جنبی تیمم نہیں کرے گا پانی سے ہی غسل کرے گا ان کے سوا باقی جمہور فقہاء کہتے ہیں جنبی تیمم کرے گا اور عمر اور ابن مسعود اور إبراهيم النخعي کا مذھب متروک ہے

قرآن میں لمستم النساء کا مطلب اغلبا عمر اور ابن مسعود کے ہاں صرف چھونا ہو گا جماع کرنا نہ ہو گا- یہی اس کا مطلب ہے

أعلام الحديث (شرح صحيح البخاري) از أبو سليمان حمد بن محمد الخطابي (ت 388 هـ) میں ہے ابن مسعود کے نزدیک اس آیت میں چھونا سے مراد جماع نہیں ہے

وإنما كان تأول الملامسة المذكورة في هذه الآية على غير معنى الجماع

چھونے کی تاویل اس آیت میں غیر جماع کے معنی میں ہے

المبسوط از السرخسي (المتوفى: 483هـ) میں ہے

وَأَصْلُ الِاخْتِلَافِ فِي قَوْله تَعَالَى {أَوْ لَامَسْتُمْ النِّسَاءَ} [النساء: 43] فَقَالَ عُمَرُ وَابْنُ مَسْعُودٍ - رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا - الْمُرَادُ الْمَسُّ بِالْيَدِ فَجَوَّزَ التَّيَمُّمَ لِلْمُحْدِثِ خَاصَّةً وَقَالَ عَلِيٌّ وَابْنُ عَبَّاسٍ - رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا - الْمُرَادُ الْمُجَامَعَةُ

اصل اختلاف اس میں اللہ تعالی کے قول {أَوْ لَامَسْتُمُ النِّسَاءَ} [النساء: 43] عورت کو چھونے پر ہیں پس عمر اور ابن مسعود اس سے مراد خاص ہاتھ سے چھونا لیتے کہ اس پر تیمم ہے اور علی اور ابن عباس اس سے مراد جماع لیتے تھے

عمار جنبی ہوئے تھے اغلبا احتلام کی وجہ سے نہ کہ بیوی و لونڈی سے جماع کی وجہ سے اس لئے اشکال کھڑا ہوا کہ کیا کیا جائے

امام محمد کتاب الأَصْلُ میں فقہ کی بحث کر کے سمجھاتے ہیں کہ

قلت: أرأيت المسافر تكون (2) معه (3) امرأته أو جاريته فأراد أن يطأها وهو يعلم أنه لا يجد الماء أترى له أن يطأها؟ قال: نعم. ألا ترى قوله (4) تعالى: {أَوْ لَامَسْتُمُ النِّسَاءَ فَلَمْ تَجِدُوا مَاءً فَتَيَمَّمُوا صَعِيدًا طَيِّبًا} (5).

میں نے ایک شخص سے کہا ایک مسافر ہے اس کی بیوی اور لونڈی ساتھ ہے اور وہ ان سے سیکس کرتا ہے اور وہ جانتا ہے کہ پانی نہ پائے گا تو کیا وہ یہ کرے گا ؟ اس شخص نے جواب دیا ہاں کیا قرآن میں اللہ تعالی کا قول نہیں ہے کہ عورت کو چھو لو اور پانی نہ ملے تو تیمم پاک کرو

کوفہ کے مذہب کے تحت بھی جب عورت یا لونڈی سے سکس کر لیا جائے پھر پانی نہ ملے تو تیمم کیا جائے گا

یہ مختلف اقوال اس حدیث کی شرح میں ہیں

اب اصل سوال جو آپ نے اٹھایا تھا کہ ابن مسعود اور عمر عقل سے روایت عمار کو رد کر رہے تھے ؟ تو اس کا جواب نفی میں ہے وہ عقل سے نہیں الفاظ قرآن پر اپنی فقہ کے تحت فیصلہ کر رہے تھے

پانی نہ ہو حالت جنابت ہو تو کیا کیا جائے اس سوال پر بحث ہوئی تو عمر اور ابن مسعود رضی اللہ عنہما کا موقف تھا کہ وہ شخص رکے گا حتی کہ پانی ملے پھر غسل کرے

عمار نے ذکر کیا ان کو اس حالت میں تیمم کی اجازت دی - اس کو باقی نے ان پر خاص جانا اور تیمم کے حکم کو صرف وضو کے متبادل کے طور پر لیا

غسل واجب ہونے کی صورت میں تیمم نہیں کیا جا سکتا

یہ اس حدیث میں ذکر کیا گیا ہے عقل و رائے کہاں ہے ؟

حدیث میں عام و خاص ہوتا ہے

عمار کی بات کو باقی اصحاب نے قبول نہ کیا کہ ان کو ہو سکتا ہے سمجھ نہیں آیا ہو

اور جب ابو موسی نے اس خاص واقعہ سے دلیل لی تو ابن مسعود نے ذکر کیا کہ عمر نے اس کا وہ مطلب نہیں لیا جو آپ لے رہے ہیں

یعنی عمار کو جو حکم دیا گیا تھا وہ ان پر خاص ہوا

مشکل الحدیث

مشکل الحدیث سے مراد ہے کہ جب احادیث آپس میں متخالف ہوں تو ان میں ایک کو رد کرنا یا تطبیق پیدا کرنا مشکل الحدیث کہلاتا ہے

صحیح مسلم کی حدیث ہے

حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدِ بْنِ جَمِيلِ بْنِ طَرِيفِ بْنِ عَبْدِ اللهِ الثَّقَفِيُّ، عَنْ مَالِكِ بْنِ أَنَسٍ فِيمَا قُرِئَ عَلَيْهِ عَنْ أَبِي سُهَيْلٍ، عَنْ أَبِيهِ، أَنَّهُ سَمِعَ طَلْحَةَ بْنَ عُبَيْدِ اللهِ، يَقُولُ: جَاءَ رَجُلٌ إِلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ أَهْلِ نَجْدٍ ثَائِرُ الرَّأْسِ، نَسْمَعُ دَوِيَّ صَوْتِهِ، وَلَا نَفْقَهُ مَا يَقُولُ حَتَّى دَنَا مِنْ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَإِذَا هُوَ يَسْأَلُ عَنِ الْإِسْلَامِ، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «خَمْسُ صَلَوَاتٍ فِي الْيَوْمِ، وَاللَّيْلَةِ» فَقَالَ: هَلْ عَلَيَّ غَيْرُهُنَّ؟ قَالَ: «لَا، إِلَّا أَنْ تَطَّوَّعَ، وَصِيَامُ شَهْرِ رَمَضَانَ»، فَقَالَ: هَلْ عَلَيَّ غَيْرُهُ؟ فَقَالَ: «لَا، إِلَّا أَنْ تَطَّوَّعَ»، وَذَكَرَ لَهُ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الزَّكَاةَ، فَقَالَ: هَلْ عَلَيَّ غَيْرُهَا؟ قَالَ: «لَا، إِلَّا أَنْ تَطَّوَّعَ»، قَالَ: فَأَدْبَرَ الرَّجُلُ، وَهُوَ يَقُولُ: وَاللهِ، لَا أَزِيدُ عَلَى هَذَا، وَلَا أَنْقُصُ مِنْهُ، «فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «أَفْلَحَ إِنْ صَدَقَ

حَدَّثَنِي يَحْيَى بْنُ أَيُّوبَ، وَقُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ، جَمِيعًا عَنْ إِسْمَاعِيلَ بْنِ جَعْفَرٍ، عَنْ أَبِي سُهَيْلٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ طَلْحَةَ بْنِ عُبَيْدِ اللهِ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِهَذَا الْحَدِيثِ نَحْوَ حَدِيثِ مَالِكٍ، غَيْرَ أَنَّهُ قَالَ: فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «أَفْلَحَ، وَأَبِيهِ إِنْ صَدَقَ، أَوْ دَخَلَ الْجَنَّةَ وَأَبِيهِ إِنْ صَدَقَ

طَلْحَةَ بْنَ عُبَيْدِ اللهِ، کہتے ہیں کہ ایک بدو آیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ کیا کروں کہ جنت میں جاؤں آپ نے اس کو نصیحت کی کہ نماز پڑھو روزہ رکھو اس بدو نے کہا اس کے علاوہ کچھ آپ نے فرمایا اور کچھ نہیں اس پر اس نے کہا اللہ کی قسم میں اس پر عمل کروں گا آپ نے فرمایا کامیاب ہو گیا باپ کی قسم اگر سچا ہے

اس روایت کی تاویل علماء کرتے ہیں کہ یہ غیر اللہ کی قسم کھانے کی ممانعت سے پہلے کا واقعہ ہے بعض نے کہا ہے یہ بے ساختہ زبان مبارک سے ادا ہوئے

طحاوی نے کتاب مشکل الآثار میں غیر اللہ کی قسم کھانے کو منسوخ عمل کہا ہے

لیکن کیا شرک میں کچھ منسوخ ہو سکتا ہے؟ ایمان میں نہ تو نسخ ہوتا ہے نہ کچھ منسوخ ہوتا ہے لہذا یہ بات صحیح نہیں

التمہید میں ابن عبد البر کہتے ہیں

قال ابن عبد البر: "أفلح وأبيه إن صدق" هذه اللفظة غير محفوظة في هذا الحديث من حديث مَن يُحتجُّ به، وقد روى هذا الحديث مالكٌ وغيره عن أبي سهيل، لم يقولوا ذلك فيه، وقد روي عن إسماعيل بن جعفر هذا الحديث وفيه: "أفلح والله إن صدق" [ص:48] = أو "دخل الجنة والله إن صدق"، وهذا أولى من رواية من روى "وأبيه" لأنها لفظة منكرة تردها الآثار الصحاح

رسول اللہ کے الفاظ کہ کامیاب ہو گیا باپ کی قسم اگر سچا ہے تو یہ الفاظ غیر محفوظ ہیں اس حدیث میں جس نے اس سے دلیل لی اور بے شک روایت کیا گیا ہے اس حدیث کو مالک اور دیگر سے ابی سہیل کی سند سے جس میں یہ الفاظ نہیں ہیں اور اسماعیل بن جعفر نے اس حدیث میں کہا ہے کامیاب ہو گیا اللہ کی قسم اگر سچا ہے یا کہا جنت میں گیا اللہ کی قسم اگر سچا ہے اور یہ اولی ہے اس روایت سے جس میں ہے کہ باپ کی قسم کیونکہ یہ الفاظ منکر ہیں جو دیگر صحیح آثار سے رد ہوتے ہیں

لہذا صحیح مسلم کی یہ روایت ضعیف ہے اور اس متن کی وہ روایات بھی جن میں باپ کی قسم ہے

صحیح مسلم ہی کی روایت ہے کہ

وحَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، وَابْنُ نُمَيْرٍ، قَالَا: حَدَّثَنَا ابْنُ فُضَيْلٍ، عَنْ عُمَارَةَ، عَنْ أَبِي زُرْعَةَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: جَاءَ رَجُلٌ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللهِ، أَيُّ الصَّدَقَةِ أَعْظَمُ أَجْرًا؟ فَقَالَ: " أَمَا وَأَبِيكَ لَتُنَبَّأَنَّهُ أَنْ تَصَدَّقَ وَأَنْتَ صَحِيحٌ شَحِيحٌ، تَخْشَى الْفَقْرَ، وَتَأْمُلُ الْبَقَاءَ، وَلَا تُمْهِلَ حَتَّى إِذَا بَلَغَتْ الْحُلْقُومَ، قُلْتَ: لِفُلَانٍ كَذَا، وَلِفُلَانٍ كَذَا، وَقَدْ كَانَ لِفُلَانٍ

ایک شخص نبی اکرم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ کو نسا صدقہ زیادہ اجر رکھتا ہے ؟ رسول اللہ نے فرمایا: تمہارے باپ کی قسم یقینا تمہیں معلوم ہوجائے گا

یہ الفاظ ابْنُ فُضَيْلٍ کی سند میں ہیں دیگر اسناد جو جَرِيرٌ سے ہیں ان میں نہیں ہیں

صحیح بخاری میں بھی یہ حدیث ہے جہاں باپ کی قسم نہیں ہے

حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الوَاحِدِ، حَدَّثَنَا عُمَارَةُ بْنُ القَعْقَاعِ، حَدَّثَنَا أَبُو زُرْعَةَ، حَدَّثَنَا أَبُو هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: جَاءَ رَجُلٌ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، أَيُّ الصَّدَقَةِ

أَعْظَمُ أَجْرًا؟ قَالَ: «أَنْ تَصَدَّقَ وَأَنْتَ صَحِيحٌ شَحِيحٌ تَخْشَى الفَقْرَ، وَتَأْمُلُ الغِنَى، وَلاَ تُمْهِلُ حَتَّى إِذَا بَلَغَتِ الحُلْقُومَ، قُلْتَ لِفُلاَنٍ كَذَا، وَلِفُلاَنٍ كَذَا وَقَدْ كَانَ لِفُلاَنٍ

لہذا صحیح مسلم کی اس روایت میں بھی راوی کی غلطی ہے

کیا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالی کو دیکھا؟ اس حوالے سے ابوذر رضی اللہ عنہ کی ایک حدیث صحیح مسلم میں ہے کہ نور دیکھا - لیکن اس میں اشکال ہے کہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے انکار کیا کہ اللہ تعالی کو دیکھا- کتاب کشف المشکل من حدیث الصحیحین میں ابن جوزی نے اس پر تبصرہ کیا ہے

وَفِي الحَدِيث السَّابِع عشر: سَأَلت رَسُول الله صلى الله عَلَيْهِ وَسلم: هَل رَأَيْت رَبك؟ فَقَالَ: " نور، أَنى اراه ". ذكر أَبُو بكر الْخلال فِي كتاب " الْعِلَل " عَن أَحْمد بن حَنْبَل أَنه سُئِلَ عَن هَذَا الحَدِيث فَقَالَ: مَا زلت مُنْكرا لهَذَا الحَدِيث وَمَا أَدْرِي مَا وَجهه. وَذكر أَبُو بكر مُحَمَّد بن إِسْحَق بن خُزَيْمَة فِي هَذَا الحَدِيث تضعيفا فَقَالَ: فِي الْقلب من صِحَة سَنَد هَذَا الْخَبَر شَيْء، لم أر أحدا من عُلَمَاء الْأَثر فطن لعِلَّة فِي إِسْنَاده، فَإِن عبد الله بن شَقِيق كَأَنَّهُ لم يكن يثبت أَبَا ذَر وَلَا يعرفهُ بِعَيْنِه واسْمه وَنسبه، لِأَن أَبَا مُوسَى مُحَمَّد ابْن الْمثنى حَدثنَا قَالَ: حَدثنَا معَاذ بن هِشَام قَالَ: حَدثنِي أبي عَن قَتَادَة عَن عبد الله بن شَقِيق قَالَ: أتيت الْمَدِينَة، فَإِذا رجل قَائِم على غَرَائِر سود يَقُول: أَلا ليبشر أَصْحَاب الْكُنُوز بكي فِي الجباه والجنوب فَقَالُوا: هَذَا أَبُو ذَر، فَكَأَنَّهُ لَا يُثبتهُ وَلَا يعلم أَنه أَبُو ذَر. وَقَالَ ابْن عقيل: قد أجمعنا على أَنه لَيْسَ بِنور، وخطأنا الْمَجُوس فِي قَوْلهم: هُوَ نور. فإثباته نورا مَجُوسِيَّة مَحْضَة، والأنوار أجسام. والبارئ سُبْحَانَهُ وَتَعَالَى لَيْسَ بجسم، وَالْمرَاد بِهَذَا الحَدِيث: " حجابه النُّور " وَكَذَلِكَ رُوِيَ فِي حَدِيث أبي مُوسَى، فَالْمَعْنى: كَيفَ أرَاهُ وحجابه النُّور، فَأَقَامَ الْمُضَاف مقَام الْمُضَاف إِلَيْهِ. قلت: من ثَبت رُؤْيَة رَسُول الله صلى الله عَلَيْهِ وَسلم ربه عز وَجل فَإِنَّمَا ثَبت كَونهَا لَيْلَة الْمِعْرَاج، وَأَبُو ذَر أسلم بِمَكَّة قَدِيما قبل الْمِعْرَاج بسنتَيْنِ ثمَّ رَجَعَ إِلَى بِلَاد قومه فَأَقَامَ بهَا حَتَّى مَضَت بدر وَأحد وَالْخَنْدَق، ثمَّ قدم الْمَدِينَة، فَيحْتَمل أَنه سَأَلَ رَسُول الله صلى الله عَلَيْهِ وَسلم حِين إِسْلَامه: هَل رَأَيْت رَبك، وَمَا كَانَ قد عرج بِهِ بعد، فَقَالَ: " نور، أَنى أرَاهُ؟ " أَي أَن النُّور يمْنَع من رُؤْيَته، وَقد قَالَ بعد الْمِعْرَاج فِيمَا رَوَاهُ عَنهُ ابْن عَبَّاس: " رَأَيْت رَبِّي ".

رسول اللہ سے سوال کیا کہ کیا اپ نے اپنے رب کو دیکھا ؟ فرمایا نور ہے کیسے دیکھتا اور اس کا ذکر ابو بکر الخلال نے کتاب العلل میں امام احمد کے حوالے سے کیا کہ ان سے اس حدیث پر سوال ہوا پس کہا میں اس کو منکر کہنے سے نہیں ہٹا اور ... ابن خزیمہ نے اس حدیث کی تضعیف کی اور کہا اس خبر کی صحت پر دل میں کچھ ہے اور میں نہیں دیکھتا کہ محدثین اس کی اسناد کی علت پر کچھ جان پائے ہوں کیونکہ اس میں عبد اللہ بن شقیق ہے جو ابو ذر سے روایت کرنے میں مضبوط نہیں- نہ عبد اللہ بن شقیق کو دیکھا گیا ہے اور اس کو نام

و نسب سے نہیں جانا جاتا کیونکہ ابو موسی نے روایت کیا حَدثنَا قَالَ: حَدثنَا معَاذ بن هِشَام قَالَ: حَدثنِي أبِي عَن قَتَادَة کہ عبد الله بن شَقِيق نے کہا میں مدینہ پہنچا تو وہاں ایک شخص کو ... کھڑے دیکھا ... پس لوگوں نے کہا یہ ابو ذر ہیں.. کہ گویا کہ اس عبد الله کو پتا تک نہیں تھا کہ ابو ذر کون ہیں! اور ابن عقیل نے کہا ہمارا اجماع ہے کہ الله نور نہیں ہے اور مجوس نے اس قول میں غلطی کی کہ وہ نور ہے پس اس کا اثبات مجوسیت ہے اور اجسام منور ہوتے ہیں نہ کہ الله سبحانہ و تعالی اور یہ حدیث میں مراد ہے کہ نور اس کا حجاب ہے ... اور میں ابن جوزی کہتا ہوں : اور جس کسی نے اس روایت کو ثابت کہا ہے کہ نبی صلی الله علیہ وسلم نے اپنے رب کو دیکھا انہوں نے اس کو معراج کی رات میں ثابت کیا ہے اور ابی ذر مکہ میں ایمان لائے معراج سے دو سال پہلے پھر اپنی قوم کی طرف لوٹے ان کے ساتھ رہے یہاں تک کہ بدر اور احد اور خندق گزری پھر مدینہ پہنچے پس احتمال ہے کہ انہوں نے رسول الله صلی الله علیہ وسلم سے سوال کیا ہو جب ایمان لائے ہوں کہ کیا اپ نے اپنے رب کو دیکھا ؟ اور اس وقت اپ کو معراج نہیں ہوئی تھی پس رسول الله نے فرمایا نور ہے اس کو کیسے دیکھوں اور بے شک معراج کے بعد کہا جو ابن عباس نے روایت کیا ہے کہ میں نے اپنے رب کو دیکھا

کتب احادیث اور محدثین

موطا امام مالک

امام مالک کی بلاغات کا کیا حکم ہے

جواب

بلاغ موطا امام مالک کے بارے میں امام سفیانؒ سے منقول ہے

إذا قال مالك بلغني فهو إسناد صحيح

جب امام مالک بلغنی کہہ دیں تو اس کی سند صحیح ہوتی ہے ۔

(زرقانی شرح الموطا ۱۔۳۶۷)

کتاب الموقظہ میں الذہبی کہتے ہیں

أجوَدُ ذلك ما قال فيه مالكٌ: "بلَغَنِي أنَّ رسولَ الله – صلى الله عليه وسلم – قال: كذا وكذا". فإنَّ مالكاً مُتَثَبِّتٌ، فلعلَّ بلاغاتهِ أقوى من مراسَيل

منقطع میں سب سے اچھی وہ ہے جب مالک کہتے ہیں ان تک پہنچا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا ایسا یا ایسا کیونکہ مالک ثبت ہیں ان کی بلاغات تو مراسیل سے بھی قوی ہیں

امام مالک عموما اہل مدینہ کے عمل کا بھی ذکر کرتے ہیں - امام مالک کے نزدیک الصَّلَاةُ خَيْرٌ مِنَ النَّوْمِ کے الفاظ بھی اضافی ہیں موطا میں کہتے ہیں

مَالِكٌ؛ أَنَّهُ بَلَغَهُ أَنَّ الْمُؤَذِّنَ جَاءَ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ يُؤْذِنُهُ لِصَلَاةِ الصُّبْحِ، فَوَجَدَهُ نَائِمًا. فَقَالَ: الصَّلَاةُ خَيْرٌ مِنَ النَّوْمِ. فَأَمَرَهُ عُمَرُ يَجْعَلُهَا فِي نِدَاءِ الصُّبْحِ

مالک کو پہنچا کہ موذن عمر بن الخطاب کو فجر کی نماز پر اٹھانے گیا تو وہ سو رہے تھے پس کہا الصَّلَاةُ خَيْرٌ مِنَ النَّوْمِ اور عمر نے حکم دیا کہ ان الفاظ کو صبح کی اذان میں شامل کر لیا جائے

یہ روایت امام مالک کی بلاغات میں سے ہے جس پر اہل علم کہتے ہیں صحیح ہے –

دوسری طرف ایک اور بلاغ ہے

البانی ، سلسلة الأحاديث الضعيفة والموضوعة) میں حدیث نمبر ۱۰۱ میں لکھتے ہیں

قلت: الحديث في " الموطأ " (1 / 161) عن مالك أنه بلغه أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: " إني لأنسى أو أنسى لأسن ".

فقول المعلق على " زاد المعاد " (1 / 286) ، وإسناده منقطع ليس بصحيح بداهة لأنه كما ترى بلاغ لا إسناد له، ولذلك قال الحافظ فيما نقل الزرقاني في " شرح الموطأ " (1 / 205) : لا أصل له.

میں کہتا ہوں حدیث ہے موطا میں کہ امام مالک کو پہنچا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں نہیں بھولتا لیکن بھلا دیا جاتا ہوں

پس معلق قول ہے .... یہ منقطع ہے – صحیح نہیں ہے کہ اس بلاغ کی سند نہیں ہے لہذا ابن حجر نے زرقانی کے حوالے سے نقل کیا کہ اس کی اصل نہیں ہے

موطا کی مرسلات کا کیا حکم ہے ؟

جواب

مرسل روایت کی تحقیق کی جائے گی مثلا

موطا میں ہے

وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ««اللَّهُمَّ لَا تَجْعَلْ قَبْرِي وَثَنًا يُعْبَدُ. اشْتَدَّ غَضَبُ اللَّهِ عَلَى قَوْمٍ اتَّخَذُوا قُبُورَ أَنْبِيَائِهِمْ مَسَاجِدَ

رسول الله نے دعا كي اے الله ميري قبر كو بت نہ كريے گا

اس كي سند صحيح ہے

عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ نے كہا رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نے كہا اے الله ميري قبر كو بت مت بنا – الله كا غضب پڑھتا ہے اس قوم پر جو اپنے انبياء كي قبروں كو مسجد بنا دے

اس میں عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ کو بعض نے صحابي تسليم نہيں كيا ہے ليكن كتاب الاستذكار از ابن عبد البر ج 2 ص 359 پر ہے

وَلَمْ يَنْفَرِدْ بِهِ مَالِكٌ كَمَا زَعَمَ بَعْضُ النَّاسِ

اس روایت میں امام مالک کا تفرد نہیں جیسا بعض لوگوں کا دعوي ہے

پھر ابن عبد البر نے اس کے طرق کا ذکر کیا ہے اور اسکو ثابت قرار دیا ہے

التمہید میں ابن عبد البر نے اس روایت پر کہا ہے

وَلَا خِلَافَ بن عُلَمَاءِ أَهْلِ الْأَثَرِ وَالْفِقْهِ أَنَّ الْحَدِيثَ إِذَا رَوَاهُ ثِقَةٌ عَنْ ثِقَةٍ حَتَّى يَتَّصِلَ بِالنَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ حُجَّةٌ يُعْمَلُ بِهَا إِلَّا أَنْ يَنْسَخَهُ غَيْرُهُ وَمَالِكُ بْنُ أَنَسٍ عِنْدَ جَمِيعِهِمْ حُجَّةٌ فِيمَا نَقَلَ وَقَدْ أَسْنَدَ حَدِيثَهُ هَذَا عُمَرُ بْنُ مُحَمَّدٍ وَهُوَ مِنْ ثِقَاتِ أَشْرَافِ أَهْلِ الْمَدِينَةِ

اور علماء اثر اور فقہاء میں اس پر کوئي اختلاف نہیں کہ اگر ثقہ کي ثقہ سے روایت ہو یہاں تک کہ رسول الله صلي الله علیہ وسلم تک جائے تو وہ حجت ہے قابل عمل ہے سوائے اس کے منسوخ ہو کسي دوسري روایت سے اور مالک سب کے نزدیک حجت ہیں جو بھي وہ نقل کریں اور اس حدیث کو مسند روایت کیا ہے عمر بن محمد بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ نے جو ثقات میں سے ہیں اہل مدینہ کے اشرافیہ میں سے ہیں

اس طرح یہ روایت مسند بھي روایت ہوئي ہے

مسند امام احمد

کیا مسند احمد، امام احمد بن حنبل کی کتاب نہیں ہے ؟

محمود احمد غازی وہ اپنی کتاب، محاضرات حدیث، صفحہ ۳۸۴؛ پر لکھتے ہیں

جب امام احمد کا انتقال ہو گیا تو ان کے صاحبزادے حضرت عبداللہ بن احمد نے (جو ان کے شاگرد اور خود بھی بہت بڑے محدث تھے) اس کتاب کی تہذیب و تکمیل کی۔ انہوں نے اس کتاب میں تقریبا دس ہزار احادیث کا مزید اضافہ کیا۔ یہ دس ہزار نئی احادیث پانچ اقسام میں تقسیم ہیں۔ ایک قسم وہ ہے جس کی روایت عبداللہ بن احمد بن حنبل براہ راست اپنے والد سے کرتے ہین۔ یہ تو اسی درجہ کی مستند ہیں جس درجہ کی امام احمد کی اصل مرویات ہیں۔ بقیہ جو چار درجے ہیں ان کے بارے میں محدثین میں مختلف انداز کے تبصرے اور خیالات کا اظہار ہوتا رہا۔ کچھ احادیث وہ ہیں جو عبداللہ بن احمد نے اپنے والد کے علاوہ دوسرے اساذذہ سے حاصل کیں، وہ بھی انہوں نے اس میں شامل کر دیں۔ پھر عبداللہ کے ایک رفیق کار تھے جن کا لقب قطیعی تھا (پورا نام مجھے اس وقت یاد نہیں آ رہا) انہوں نے کچھ احادیث کا اضافہ کیا۔ قطیعی کی احادیث کا درجہ نسبتا کم ہے اور گرا ہوا ہے----------
آج جو مسند ہمارے پاس موجود ہے جس میں کم و بیش چالیس ہزار احادیث ہیں، ان میں تیس ہزار براہ راست امام احمد کی مرتب کی ہوئی ہیں اور دس ہزار عبداللہ کا اضافہ کی ہوئی ہیں جن کی پانچ قسمیں ہیں

جواب

مسند احمد امام احمد کی ہی تالیف ہے البتہ اس میں ان کے بیٹے عبد اللہ نے اضافے کیے ہیں اور بعض روایات پر اپنے باپ کی آراء بھی لکھی ہیں

شعيب الأرنؤوط کہتے ہیں :
ثم روى المسندَ عن عبدِ الله بن أحمد أبو بكرٍ القَطِيعيُّ، وزاد فيه زيادات في مسند الأنصار
پھر مسند احمد کو عبد اللہ بن احمد سے روایت کیا أبو بكرٍ القَطِيعيُّ، نے اور اس میں مسند الانصار میں انہوں نے اضافہ کیا

الذہبی کے مطابق
فأما الراوي عن عبد الله: فهو أبو بكرٍ أحمدُ بن جعفر بن حمدان بن مالك القَطِيعيُّ، ولد سنة (274 هـ) ، سمع " المسند " مع عمِّ أمه عبد الله بن الجصَّاص، وكان لأبيه جعفر اتصالٌ بالدولة، وكان عبدُ

الله يقرأ " المسنَدَ " لابن ذلك السلطان، فحضر القطيعيُّ أيضاً، وسَمِعه منه
أبو بكرٍ أحمدُ بن جعفر بن حمدان بن مالك القَطِيعيُّ نے مسند احمد کو عبد الله سے سنا

مسند احمد کی موضوع روایات کا ملبہ ابن تیمیہ نے الْقطيعِي پر گرایا کتاب القول المسدد في الذب عن المسند للإمام أحمد میں ابن حجر کہتے ہیں
وَنقل عَن الشَّيْخ تَقِيّ الدَّين ابْن تَيْمِية أَن الَّذِي وَقع فِيهِ من هَذَا هُوَ من زيادات الْقطيعِي لَا من رِوَايَة الإِمَام أَحْمد وَلَا من رِوَايَة ابْنه عبد الله عَنهُ
موضوع روایات الْقطيعِي نے شامل کیں

منهاج السّنة میں ابن تیمیہ نے کہا: ... ثمَّ زَاد ابْنه عبد الله على مُسْند أَحْمد زيادات، وَزَاد أَبُو بكر القَطِيعي زيادات، وَفِي زيادات القَطِيعي أَحَادِيث كَثِيرَة مَوْضُوعَة

القَطِيعي کی زوائد کی تعداد بہت نہیں ہے چند روایات ہیں اور معلوم ہے کہ کون سی روایات ہیں

البتہ تحقیق سے یہ ثابت ہو گیا ہے کہ مسند احمد میں موضوع روایات صرف القَطِيعي نے ہی روایت نہیں کیں جیسا ابن تیمیہ نے دعوی کیا ہے بلکہ عبد الله اور خود امام احمد نے بھی لکھی ہیں
شُعَيب الأرنَؤوط - عادل مُرْشِد کی تحقیق کے مطابق مسند میں موضوع روایات ہیں جن پر وہ کہتے ہیں شبہ موضوع، موضوع ہونے کا شبہ ہے
جن پر کہتے ہیں إسناده ضعيف جداً ان کی تعداد ۱۳۹ ہے

اس قدر ضعیف روایات امام احمد کی سند سے ہیں جس میں وہ اپنے مشایخ سے روایت کرتے ہیں

کیا سند دے کر محدثین بری الزمہ ہوئے؟

کیا یہ کہنا صحیح ہے کہ اگر کسی محدث نے حدیثوں کی سند بیان کردی تو وہ بری الذمہ ہوجاتا ہے بعد میں اگر کوئی دوسرا محدث آئے اور اس سند میں کسی ضعف کی کوئی نشاندھی کرے تو یہ " الدین نصیحۃ" کے بالکل مطابق ہے جیسے علامہ احمد شاکر رحمۃ اللہ جو البانی رحمۃ اللہ سے بہت پہلے کے جید محدث تھے انہوں نے "تفسیر ابن کثیر" اور "مسند امام احمد" پر تخریج کی مگر مکمل نہ کرسکے اور وفات پا گئے اس میں انہوں نے تفسیر ابن کثیر اور مسند احمد سے لاتعداد ضعیف احادیث کی نشاندہی کی تھی۔

اب اس کا یہ مطلب نہیں کہ بعد میں آنے والا محدث ایک پرانے محدث پر برتری قائم کررہا ہے : بلکہ علمی و اصولی حقیقت یہ ہے کہ
ایک محدث نے حدیثوں کی سندیں جمع کرکے بہت بڑا کام کیا ہےتو دوسرے نے اس پر حکم لگا کر بھی ایک بہت بڑا کام کیا ہے اور دونوں بری الذمہ ہیں۔

جواب

محدثین مثلا امام احمد جب مسند لکھ رہے تھے تو شاید ان کو علم نہ ہو گا کہ بعد میں انے والے صرف مسند کی روایت دیکھیں گے اور یہ دعوی کریں گے کہ امام احمد بری ہوئے

امام احمد کے شاگردوں نے ان سے سوالات کیے ان کے بیٹے نے کیے جس سے علل کی کتاب بنی ہے لہذا راقم سمجھتا ہے وہ اپنے نزدیک ایک ضخیم مسند لکھ رہے تھے ان کو اس سے کوئی سروکار نہیں تھا کہ یہ کتنی حجم کی ہو گی وہ بس اصحاب رسول کی لسٹ پر روایات جمع کرتے جا رہے تھے

راویوں سے متعلق ان کی آراء مسند میں چند روایات پر ہیں تمام پر نہیں اس لئے علل احمد کو دیکھنا پڑتا ہے کیا یہ روایت ان کے نزدیک صحیح ہے یا نہیں اس میں ہر دفعہ راوی پر مکمل تبصرہ نہیں ملتا جس کو جرح و تعدیل قراردیا جا سکے لہذا بہت سی روایات پر معلوم نہیں ان کی اصل رائے کیا تھی

لہذا یہ کہنا کہ یہ ائمہ اس میں بری الزمہ ہوئے صحیح نہیں یہ ان کو بچانے کا قول ہے

ایک روایت اگر ضعیف ہے تو پہلے صحیح کیسے ہوئی؟ مثلا امام ابو داود نے ایک خط اہل مکہ کو لکھا اس میں اس قدر مبہم باتیں کیں اس میں ابو داود کہتے ہیں کہ میں جس روایت پر سنن میں ضعیف راوی لیا ہے وہاں میں نے وضاحت کر دی ہے اور جس پر میں خاموش رہو وہ میرے نزدیک اصح ہے

وَمَا كَانَ فِي كتابي من حَدِيث فِيهِ وَهن شَدِيد فقد بَينته وَمِنْه مَالا يَصح سَنَده

أور ميري كتاب میں جو حدیث ہے جس میں کمزوری شدید ہو اس کی میں نے وضاحت کر دی ہے اور اس میں ہیں جن کی سند صحیح نہیں

اور کہا

مَا لم أذكر فِيهِ شَيْئا فَهُوَ صَالح

اور جس پر میں نے کوئی ذکر نہیں کیا وہ صالح (اچھی) ہیں

ابن عبد البر المتوفی ٤٦٣ ھ نے لکھا

كُلُّ ما سكت عليه أبو داود، فهو صحيح عنده، لا سيما إن كان لا يذكر في الباب غيره

ہر وہ روایت جس پر ابو داود خاموش رہیں وہ ان کے نزدیک صحیح ہے

بحوالہ ابن حجر العسقلاني في النكت على مقدمة ابن الصلاح

تدريب الراوي في شرح تقريب النواوي کے مطابق ایک محدث ابن رشید کہتے

بِأَنَّ مَا سَكَتَ عَلَيْهِ قَدْ يَكُونُ عِنْدَهُ صَحِيحًا وَإِنْ لَمْ يَكُنْ كَذَلِكَ عِنْدَ غَيْرِهِ

ہر وہ حدیث جس پر ابو داود چپ رہیں وہ ان کے نزدیک صحیح ہے اور دوسروں کے نزدیک نہیں

متاخرین نے ابو داود کے الفاظ کا مطلب صالح سے الاعتبارحجة لیا ہے مثلا محمد زاهد الكوثريُّ وغيره

بحوالہ عبد الفتاح أبو غدة في تحقيقه على "رسالة أبي داود" ضمن الرسائل الثلاث

یہ روایات صالح للاستشهاد ہیں یہ قول امام النووی المتوفی ٦٧٦ ھ اور ابن حجر المتوفي ٨٥٢ ھ کا بھی ہے

متقدمین کے نزدیک صالح سے مراد صحیح لہذا ایک اہل حدیث مولوی صاحب کا کہنا ہے کہ نہیں ہوتا بلکہ ان کی مراد ہے صالح للاستشہاد والاعتبار، یعنی صالح روایت ضعیف ہو سکتی ہے۔ اور امام ابو داود کے الفاظ بھی اسی پر دلالت کرے ہیں کہ اگر روایت میں شدید ضعف ہو گا تو وہ بیان کریں گے اور اگر کم ضعف ہو گا تو سکوت اختیار کریں گے اور صالح سے مراد ان کی یہی روایت ہے۔

راقم کہتا ہے یہ بات ثابت نہیں جیسا کہ سلف میں ابن عبد البر نے کہا کہ ابو داود نے یہ لفظ صحیح کے لئے بولا ہے نہ کہ اعتبار کے لئے لیکن جب متاخرین نے دیکھا کہ ابو داود کی سنن میں ایسا نہیں ہے تو انہوں نے خود نیا مفہوم نکالا جو سلف سے منقول نہیں تھا

آج البانی نے سنن کو دو میں کر دیا ہے سنن ابو داود صحیح اور سنن ابو داود ضعیف جس میں سنن ابوداود ضعیف میں ۹۳۲ روایات ہیں

امام ابو داود کا خط مسلمہ ہے کہ انہی کا ہے اس کو علم حدیث پڑھنے والا ہر عالم جانتا ہے

إمام ابو داود نے ان ۹۰۰ سے اوپر روایات میں صرف چار پر ہی منکر کا حکم لگایا ہے اور ایک کو ضعیف کہا ہے
گویا ۱۲۰۰ سال تک امت کو ابو داود کا یہ خط گمراہ کرتا رہا کہ یہ روایات ان کے نزدیک صالح ہیں اور پھر جناب البانی نے جنم لیا اور ۹۰۰ روایات کو سنن ابو داود کی ضعیف کہہ دیا -کہاں ٤ روایات اور کہاں ۹۳۲ روایات

ابو داود کے الفاظ کے مطابق اگر روایت میں شدید ضعف ہو گا تو وہ بیان کریں گے اور اگر کم ضعف ہو گا تو سکوت کریں گے- لیکن ایسا نہیں ہے انہوں نے شدید ضعیف کو بھی چھوڑ دیا ہے -کسی روایت کو منکر کہنا محدث کی شدید جرح ہے- یعنی شدید ضعیف روایت کو بھی چھوڑ دیا گیا ہے شعَيب الأرنؤوط – محَمَّد كامِل قره بللي نے سنن ابو داود پر تحقیق میں ۲۱ روایات کو منکر قرار دیا ہے

الذھبی نے سیر الاعلام النبلاء میں اس پر کہا

اگر ابو داود پھر بھی خاموش رہتے ہیں تو اس کی وجہ اس روایت کے ضعف کی شہرت و نکارت ہوتی ہے
یہ تماشہ نہیں تو اور کیا ہے -ہمارے محدثین ضعیف روایات کا انبار جمع کر گئے جس پر انہوں نے اصح یا صالح کا حکم لگآیا تھا آج البانی نے ضعیف کہہ دیا

راقم کہتا ہے البانی نے صحیح کیا ہے یہ ضعیف ہی تھیں لہذا ابو داود کا خط ایک طرح لوگوں کو گمراہ کر گیا

محدثین روایات میں علمی خیانت کرتے تھے

سنن ابو داود کی روایت ہے

سنن أبي داؤد: كِتَابُ السُّنَّةِ (بَابٌ فِي الْخُلَفَاءِ) سنن ابو داؤد: کتاب: سنتوں کا بیان

(باب: خلفاء کا بیان)

4648 . حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ عَنِ ابْنِ إِدْرِيسَ، أَخْبَرَنَا حُصَيْنٌ، عَنْ هِلَالِ بْنِ يَسَافٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ ظَالِمٍ وَسُفْيَانُ، عَنْ مَنْصُورٍ، عَنْ هِلَالِ بْنِ يَسَافٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ ظَالِمٍ الْمَازِنِيِّ ذَكَرَ سُفْيَانُ رَجُلًا فِيمَا بَيْنَهُ وَبَيْنَ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ ظَالِمٍ الْمَازِنِيِّ، قَالَ: سَمِعْتُ سَعِيدَ بْنَ زَيْدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ نُفَيْلٍ، قَالَ: لَمَّا قَدِمَ فُلَانٌ إِلَى الْكُوفَةِ، أَقَامَ فُلَانٌ خَطِيبًا، فَأَخَذَ بِيَدِي سَعِيدُ بْنُ زَيْدٍ، فَقَالَ: أَلَا تَرَى إِلَى هَذَا الظَّالِمِ، فَأَشْهَدُ عَلَى التِّسْعَةِ إِنَّهُمْ فِي الْجَنَّةِ، وَلَوْ شَهِدْتُ عَلَى الْعَاشِرِ لَمْ إِيثَمْ!-. قَالَ ابْنُ إِدْرِيسَ, وَالْعَرَبُ: تَقُولُ: آثَمُ-، اثْبُتْ حِرَاءُ! إِنَّهُ < :قُلْتُ: وَمَنِ التِّسْعَةُ؟ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ- وَهُوَ عَلَى حِرَاءٍ ، قُلْتُ: وَمَنِ التِّسْعَةُ؟ قَالَ: رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ >لَيْسَ عَلَيْكَ إِلَّا نَبِيٌّ أَوْ صِدِّيقٌ أَوْ شَهِيدٌ وَسَلَّمَ، أَبُو بَكْرٍ، وَعُمَرُ، وَعُثْمَانُ، وَعَلِيٌّ، وَطَلْحَةُ، وَالزُّبَيْرُ، وَسَعْدُ بْنُ أَبِي وَقَّاصٍ، وَعَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ عَوْفٍ. قُلْتُ: وَمَنِ الْعَاشِرُ؟ فَتَلَكَّأَ هُنَيَّةً، ثُمَّ قَالَ: أَنَا. قَالَ أَبُو دَاوُد: رَوَاهُ الْأَشْجَعِيُّ، عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ مَنْصُورٍ، عَنْ هِلَالِ بْنِ يَسَافٍ عَنِ ابْنِ حَيَّانَ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ ظَالِمٍ بِإِسْنَادِهِ نَحْوَهُ.

جناب عبداللہ بن ظالم مازنی سے روایت ہے ، انہوں نے کہا کہ میں نے سیدنا سعید بن زید بن عمرو بن نفیل رضی اللہ عنہ سے سنا ، انہوں نے کہا : جب فلاں کوفے میں آیا اور اس نے فلاں کو خطبے میں کھڑا کیا (عبداللہ نے کہا) تو سعید بن زید رضی اللہ عنہ نے میرے ہاتھ دبائے اور کہا : کیا تم اس ظالم (خطیب) کو نہیں دیکھتے ہو ، (غالباً وہ خطیب سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے بارے میں کچھ کہہ رہا تھا ۔) میں نو افراد کے بارے میں گواہی دیتا ہوں کہ وہ جنتی ہیں ، اگر دسویں کے بارے میں کہوں تو گناہ گار نہیں ہوں گا ۔ ابن ادریس نے کہا عرب لوگ «آثم» کا لفظ بولتے ہیں (جبکہ سیدنا سعید نے «لم إيثم») ۔ عبداللہ کہتے ہیں ، میں نے پوچھا : وہ نو افراد کون سے ہیں ؟ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جبکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم حراء پر کھڑے ہوئے تھے : " اے حراء ٹھر جا ! تجھ پر سوائے نبی کے یا صدیق کے یا شہید کے اور کوئی نہیں ہے ۔ " میں نے کہا اور وہ نو کون کون ہیں ؟ کہا : رسول صلی اللہ علیہ وسلم ، ابوبکر ، عمر ، عثمان ، علی ، طلحہ ، زبیر ، سعد بن ابی وقاص ، (مالک) اور عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہم ۔ میں نے پوچھا اور دسواں کون ہے ؟ تو وہ ملحے بھر کے لیے ٹھٹھکے پھر کہا میں ۔ امام ابوداؤد رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ اس حدیث کو اشجعی نے سفیان سے ، انہوں نے منصور سے ، انہوں نے ہلال بن یساف سے ، انہوں نے ابن حیان سے ، انہوں نے عبداللہ بن ظالم سے اسی کی سند سے مذکورہ بالا کی مانند روایت کیا ہے ۔

دو جگہ فلاں کا لفظ استعمال ہوا – کیا دونوں جگہ مرد مغیرہ رضی اللہ عنہ ہیں یا دوسرا فلاں کسی اور کے لئے استعمال ہوا

اور دوسری بات کہ کیا امام ابو داوود اتنے سادے تھے کہ ایک بندہ اتنی ضروری حدیث بیان کر رہا ہے اور اس کی سند میں فلاں فلاں کا لفظ استعمال کر رہا ہے تو وہ اپنی کتاب میں فلاں فلاں لکھ رہے ہیں

فلاں فلاں سے کون مراد ہے – یہاں امام ابو داوود نے نام کیوں نہیں لیا

جواب

سنن الکبری میں یہ روایت 8148 اس طرح ہے

أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى، وَمُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَا: حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عَدِيٍّ، عَنْ شُعْبَةَ، عَنْ حَصِينٍ، عَنْ هِلَالِ بْنِ يَسَافٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ ظَالِمٍ قَالَ: خَطَبَ الْمُغِيرَةُ بْنُ شُعْبَةَ فَسَبَّ عَلِيًّا فَقَالَ سَعِيدُ بْنُ زَيْدٍ: أَشْهَدُ عَلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَسَمِعْتُهُ يَقُولُ: «اثْبُتْ حِرَاءُ، فَإِنَّهُ لَيْسَ عَلَيْكَ إِلَّا نَبِيٌّ، أَوْ صِدِّيقٌ، أَوْ شَهِيدٌ» وَعَلَيْهِ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَأَبُو بَكْرٍ، وَعُمَرُ، وَعُثْمَانُ، وَعَلِيٌّ، وَطَلْحَةُ، وَالزُّبَيْرُ وَسَعْدٌ، وَعَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ عَوْفٍ، وَسَعِيدُ بْنُ زَيْدٍ هِلَالُ بْنُ يَسَافٍ لَمْ يَسْمَعْهُ مِنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ ظَالِمٍ.

اس میں شعبہ نے نام لیا ہے

اور دوسری سند ہے
أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ قَالَ: أَخْبَرَنَا ابْنُ إِدْرِيسَ قَالَ: أَخْبَرَنَا حَصِينٌ، عَنْ هِلَالِ بْنِ يَسَافٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ ظَالِمٍ، وَعَنْ سُفْيَانَ، عَنْ مَنْصُورٍ، عَنْ هِلَالٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ ظَالِمٍ، وَذَكَرَ سُفْيَانُ رَجُلًا فِيمَا بَيْنَهُ وَبَيْنَ عَبْدِ اللهِ بْنِ ظَالِمٍ قَالَ: سَمِعْتُ سَعِيدَ بْنَ زَيْدٍ قَالَ: لَمَّا قَدِمَ مُعَاوِيَةُ الْكُوفَةَ أَقَامَ مُغِيرَةُ بْنُ شُعْبَةَ خُطَبَاءَ يَتَنَاوَلُونَ عَلِيًّا فَأَخَذَ بِيَدِي سَعِيدُ بْنُ زَيْدٍ فَقَالَ: «أَلَا تَرَى هَذَا الظَّالِمَ الَّذِي يَأْمُرُ بِلَعْنِ رَجُلٍ مِنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ فَأَشْهَدُ عَلَى التِّسْعَةِ أَنَّهُمْ فِي الْجَنَّةِ وَلَوْ شَهِدْتُ عَلَى الْعَاشِرِ قُلْتُ مَن التِّسْعَةُ» قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: وَهُوَ عَلَى حِرَاءٍ: «اثْبُتْ إِنَّهُ لَيْسَ عَلَيْكَ إِلَّا نَبِيٌّ، أَوْ صِدِّيقٌ، أَوْ شَهِيدٌ» قَالَ: وَمَنِ التِّسْعَةُ؟ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «وَأَبُو بَكْرٍ، وَعُمَرُ، وَعُثْمَانُ، وَعَلِيٌّ، وَطَلْحَةُ، وَالزُّبَيْرُ، وَسَعْدٌ، وَعَبْدُ الرَّحْمَنِ» قُلْتُ: مَنِ الْعَاشِرُ قَالَ: «أَنَا

ابو داود کی روایت ہے

حدَّثنا محمدُ بنُ العلاء، عن ابن إدريس، أخبرنا حُصينٌ، عن هلال بن يِسافٍ، عن عبدِ الله بن ظالم.
وسفيانُ، عن منصورٍ، عن هلالِ بنِ يِسافٍ، عن عبدِ الله بن ظالم المازنيِّ -ذكر سفيانُ رجلاً فيما بينه -وبين عبد الله ابن ظالم المازنيِّ
سمعتُ سعيدَ بنَ زيدِ بنِ عمرِو بنِ نُفَيلٍ قال: لَمَّا قَدِمَ فلانٌ إلى الكوفة أقام فلانٌ خطيباً، فأخذ بيدي سعيدُ بنُ زيدٍ، فقال: ألا ترى
إلى هذا الظالمِ، فأشهَدُ على التسعةِ إنَّهم في الجنَّة، ولو شَهِدْتُ على العاشر لم إيثَمْ (1) قال ابن إدريس: والعرب تقول: آثم – قلت: ومَنِ التِّسعةُ؟ قال: قال رسولُ الله-صلى الله عليه وسلم- وهو على حراء: "اثبُتْ حراء، إنَّه ليس عليك إلا نبي أو صِدِّيق أو شهيدْ" قلت: ومَنِ التسعة؟ قال: رسولُ الله-صلى الله عليه وسلم-، وأبو بكرٍ، وعُمرُ، وعثمانُ، وعلي، وطلحةُ، والزبيرُ، وسعدُ بن أبي وقاصٍ، (2). وعبد الرحمن بن عوفٍ، قلت: ومَن العاشرُ، قال: فتلكَّأ هُنيَّةً، ثم قال: أنا
قال أبو داود: رواه الأشجعيُّ، عن سفيان، عن منصور، عن هلال ابن يساف، عن ابن حيَّان، عن عبدِ الله بن ظالم، بإسناده نحو معناه.

لہذا یہ نام نہ لینا ابو داود کا عمل لگتا ہے

نام کو فلاں سے بدلنے میں قباحت نہیں ہے کیونکہ نام شروع میں موجود ہے اور واضح ہے کہ مغیرہ رضی اللہ عنہ پر کلام ہو رہا ہے جو بھی اس حدیث کو پڑھے گا سمجھ جائے گا

واضح رہے کہ یہ روایت ضعیف ہے

محدثین کا نام کو فلاں سے بدلنے کی دوسری مثال پر سوال ہے ؟

سنن ابو داود کی روایت ہے

سنن أبي داؤد: كِتَابُ تَفْرِيعِ أَبْوَابِ الْجُمُعَةِ (بَابُ الْخُطْبَةِ يَوْمَ الْعِيدِ) سنن ابو داؤد: کتاب: جمعۃ المبارک کے احکام ومسائل

(باب: عید کے روز خطبہ)

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ، حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ، حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ، عَنْ إِسْمَاعِيلَ بْنِ رَجَاءٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي . سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ حديث، وَعَنْ قَيْسِ بْنِ مُسْلِمٍ، عَنْ طَارِقِ بْنِ شِهَابٍ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ، قَالَ: أَخْرَجَ

مَرْوَانُ الْمِنْبَرَ فِي يَوْمِ عِيدٍ، فَبَدَأَ بِالْخُطْبَةِ قَبْلَ الصَّلَاةِ، فَقَامَ رَجُلٌ فَقَالَ: يَا مَرْوَانُ! خَالَفْتَ السُّنَّةَ! أَخْرَجْتَ الْمِنْبَرَ فِي يَوْمِ عِيدٍ, وَلَمْ يَكُنْ يُخْرَجُ فِيهِ، وَبَدَأْتَ بِالْخُطْبَةِ قَبْلَ الصَّلَاةِ! فَقَالَ أَبُو سَعِيدٍ الْخُدْرِيُّ: مَنْ هَذَا؟ قَالُوا: فُلَانُ بْنُ فُلَانٍ، فَقَالَ: أَمَّا هَذَا فَقَدْ قَضَى مَا عَلَيْهِ، سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى مَنْ رَأَى مُنْكَرًا فَاسْتَطَاعَ أَنْ يُغَيِّرَهُ بِيَدِهِ, فَلْيُغَيِّرْهُ بِيَدِهِ، فَإِنْ لَمْ يَسْتَطِعْ, <اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: فَبِلِسَانِهِ، فَإِنْ لَمْ يَسْتَطِعْ فَبِقَلْبِهِ, وَذَلِكَ أَضْعَفُ الْإِيمَانِأَشَاهِدٌ فُلَانٌ؟أَشَاهِدٌ فُلَانٌ؟إِنَّ هَاتَيْنِ الصَّلَاتَيْنِ أَثْقَلُ الصَّلَوَاتِ عَلَى الْمُنَافِقِينَ، وَلَوْ تَعْلَمُونَ مَا فِيهِمَا لَأَتَيْتُمُوهُمَا وَلَوْ حَبْوًا عَلَى الرُّكَبِ، وَإِنَّ الصَّفَّ الْأَوَّلَ عَلَى مِثْلِ صَفِّ الْمَلَائِكَةِ، وَلَوْ عَلِمْتُمْ مَا فَضِيلَتُهُ لَابْتَدَرْتُمُوهُ، وَإِنَّ صَلَاةَ الرَّجُلِ مَعَ الرَّجُلِ أَزْكَى مِنْ صَلَاتِهِ وَحْدَهُ، وَصَلَاتُهُ مَعَ الرَّجُلَيْنِ أَزْكَى مِنْ صَلَاتِهِ مَعَ الرَّجُلِ، وَمَا كَثُرَ فَهُوَ أَحَبُّ إِلَى اللَّهِ تَعَالَى .>

جواب

کتاب ایمان ابن مندہ 180 کی سند ہے جو ابو داود جیسی ہے

أَنْبَأَ مُحَمَّدُ بْنُ يَعْقُوبَ الشَّيْبَانِيُّ، ثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ سُلَيْمَانَ، ثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُبَيْدٍ نَحْوَهُ، قَالَ مُحَمَّدُ بْنُ يَعْقُوبَ: وَحَدَّثَنِي أَبِي، ثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ، وَمُحَمَّدُ بْنُ طَرِيفٍ، قَالَا: ثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ، عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ إِسْمَاعِيلَ بْنِ [ص:342] رَجَاءٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ، وَعَنْ قَيْسِ بْنِ مُسْلِمٍ، عَنْ طَارِقِ بْنِ شِهَابٍ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ، قَالَ: أَخْرَجَ مَرْوَانُ الْمِنْبَرَ فِي يَوْمِ عِيدٍ، وَبَدَأَ بِالْخُطْبَةِ قَبْلَ الصَّلَاةِ، فَقَامَ رَجُلٌ فَقَالَ: يَا مَرْوَانُ خَالَفْتَ السُّنَّةَ أَخْرَجْتَ الْمِنْبَرَ فِي يَوْمِ عِيدٍ، وَلَمْ يَكُنْ يَخْرُجُ، وَبَدَأْتَ بِالْخُطْبَةِ قَبْلَ الصَّلَاةِ، وَلَمْ يَكُنْ يُبْدَأُ بِهَا، فَقَالَ أَبُو سَعِيدٍ: مَنْ هَذَا؟، فَقَالُوا: هَذَا فُلَانُ بْنُ فُلَانٍ، فَقَالَ: أَمَّا هَذَا فَقَدْ قَضَى مَا عَلَيْهِ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: «مَنْ رَأَى مِنْكُمْ مُنْكَرًا فَاسْتَطَاعَ أَنْ يُغَيِّرَهُ بِيَدِهِ فَلْيُغَيِّرْهُ بِيَدِهِ، فَإِنْ لَمْ يَسْتَطِعْ فَبِلِسَانِهِ، فَإِنْ لَمْ يَسْتَطِعْ فَبِقَلْبِهِ، «وَذَلِكَ أَضْعَفُ الْإِيمَانِ

اس میں فلاں بن فلاں کی جگہ مروان کا نام لکھا ہے

مسند احمد میں ہے
حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ، حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ، عَنْ إِسْمَاعِيلَ بْنِ رَجَاءٍ [ص:127]، عَنْ أَبِيهِ، وَعَنْ قَيْسِ بْنِ مُسْلِمٍ، عَنْ طَارِقِ بْنِ شِهَابٍ، كِلَاهُمَا عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ، قَالَ: أَخْرَجَ مَرْوَانُ الْمِنْبَرَ فِي يَوْمِ عِيدٍ، وَلَمْ يَكُنْ يُخْرَجُ بِهِ، وَبَدَأَ بِالْخُطْبَةِ قَبْلَ الصَّلَاةِ، وَلَمْ يَكُنْ يُبْدَأُ بِهَا، قَالَ: فَقَامَ رَجُلٌ فَقَالَ: يَا مَرْوَانُ خَالَفْتَ السُّنَّةَ، أَخْرَجْتَ الْمِنْبَرَ فِي يَوْمِ عِيدٍ، وَلَمْ يَكُ يُخْرَجُ بِهِ فِي يَوْمِ عِيدٍ، وَبَدَأْتَ بِالْخُطْبَةِ قَبْلَ الصَّلَاةِ، وَلَمْ يَكُنْ يُبْدَأُ بِهَا قَالَ: فَقَالَ أَبُو سَعِيدٍ الْخُدْرِيُّ: مَنْ هَذَا؟ قَالُوا: فُلَانُ بْنُ فُلَانٍ قَالَ: فَقَالَ أَبُو سَعِيدٍ: أَمَّا هَذَا فَقَدْ قَضَى مَا عَلَيْهِ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: «مَنْ رَأَى مِنْكُمْ مُنْكَرًا فَإِنْ اسْتَطَاعَ أَنْ يُغَيِّرَهُ بِيَدِهِ فَلْيَفْعَلْ» وَقَالَ مَرَّةً: «فَلْيُغَيِّرْهُ بِيَدِهِ، فَإِنْ لَمْ يَسْتَطِعْ بِيَدِهِ فَبِلِسَانِهِ، فَإِنْ لَمْ يَسْتَطِعْ «بِلِسَانِهِ فَبِقَلْبِهِ، وَذَلِكَ أَضْعَفُ الْإِيمَانِ

اور

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُبَيْدٍ، حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ، عَنْ إِسْمَاعِيلَ بْنِ رَجَاءٍ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: أَوَّلُ مَنْ – 11492 أَخْرَجَ الْمِنْبَرَ يَوْمَ الْعِيدِ مَرْوَانُ، وَأَوَّلُ مَنْ بَدَأَ بِالْخُطْبَةِ قَبْلَ الصَّلَاةِ، فَقَامَ رَجُلٌ فَقَالَ: يَا مَرْوَانُ خَالَفْتَ السُّنَّةَ، أَخْرَجْتَ الْمِنْبَرَ وَلَمْ يَكُ يُخْرَجُ، وَبَدَأْتَ بِالْخُطْبَةِ قَبْلَ الصَّلَاةِ، قَالَ أَبُو سَعِيدٍ: مَنْ هَذَا؟ قَالُوا: فُلَانُ بْنُ فُلَانٍ، قَالَ: أَمَّا هَذَا، فَقَدْ قَضَى مَا عَلَيْهِ، سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: «مَنْ رَأَى مُنْكَرًا، فَإِنْ اسْتَطَاعَ أَنْ يُغَيِّرَهُ بِيَدِهِ، فَإِنْ لَمْ يَسْتَطِعْ فَبِلِسَانِهِ، فَإِنْ لَمْ يَسْتَطِعْ فَبِقَلْبِهِ، وَذَلِكَ «أَضْعَفُ الْإِيمَانِ

یہاں امام احمد نے نام کو فلاں بن فلاں میں لکھا ہے

سنن الکبری بیہقی میں ہے

وَأَخْبَرَنَا أَبُو الْحُسَيْنِ عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ بِشْرَانَ بِبَغْدَادَ , أنبأ إِسْمَاعِيلُ بْنُ مُحَمَّدٍ الصَّفَّارُ، ثنا الْحَسَنُ بْنُ عَلِيِّ بْنِ عَفَّانَ، ثنا ابْنُ نُمَيْرٍ، عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ إِسْمَاعِيلَ بْنِ رَجَاءٍ، عَنْ أَبِيهِ، ح وَأَخْبَرَنَا أَبُو عَبْدِ اللهِ الْحَافِظُ، وَأَبُو سَعِيدِ بْنُ أَبِي عَمْرٍو قَالَا: ثنا أَبُو الْعَبَّاسِ مُحَمَّدُ بْنُ يَعْقُوبَ , ثنا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ الْجَبَّارِ، ثنا أَبُو مُعَاوِيَةَ، عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ إِسْمَاعِيلَ بْنِ رَجَاءٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ، وَعَنْ قَيْسِ بْنِ مُسْلِمٍ، عَنْ طَارِقِ بْنِ شِهَابٍ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ قَالَ: أَخْرَجَ مَرْوَانُ الْمِنْبَرَ فِي يَوْمِ عِيدٍ وَبَدَأَ بِالْخُطْبَةِ قَبْلَ الصَّلَاةِ , فَقَامَ رَجُلٌ فَقَالَ: [ص:417] يَا مَرْوَانُ خَالَفْتَ السُّنَّةَ , أَخْرَجْتَ الْمِنْبَرَ فِي يَوْمِ عِيدٍ وَلَمْ يَكُنْ يُخْرَجُ بِهِ، وَبَدَأْتَ بِالْخُطْبَةِ قَبْلَ الصَّلَاةِ وَلَمْ يَكُنْ يُبْدَأُ بِهَا، قَالَ: فَقَالَ أَبُو سَعِيدٍ مَنْ هَذَا قَالُوا: فُلَانُ بْنُ فُلَانٍ , فَقَالَ أَبُو سَعِيدٍ: أَمَّا هَذَا فَقَدْ قَضَى مَا عَلَيْهِ , سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: " مَنْ رَأَى مُنْكَرًا فَاسْتَطَاعَ أَنْ يُغَيِّرَهُ بِيَدِهِ فَلْيُغَيِّرْهُ، فَإِنْ لَمْ يَسْتَطِعْ بِيَدِهِ فَبِلِسَانِهِ، فَإِنْ لَمْ يَسْتَطِعْ بِلِسَانِهِ فَبِقَلْبِهِ، وَذَلِكَ أَضْعَفُ الْإِيمَانِ

راقم کی رائے میں یہ کام اعمش کا لگتا ہے کیونکہ ان تین مختلف کتابوں میں میں یہی ایک راوی ہیں جن کے شاگرد الگ ہیں لہذا اگر کوئی تبدیلی آئی تو ممکن ہے ان کی وجہ سے ہو یہ نہیں ہو سکتا کہ امام احمد ، ابو داود اور بیہقی جان بوجھ کر ایک ہی مقام پر ایک ہی روایت میں نام چھپا دیں

اعمش خود کوفہ کے شیعہ ہیں لہذا یہ نام کیوں چھپائیں گے ؟ راقم کی رائے میں نام کو چھپایا نہیں گیا ہے فلاں کہہ کر بس اختصار کیا گیا ہے کیونکہ نام شروع سے آ رہا ہے اس میں ابہام نہیں ہے کہ یہ مروان پر کلام ہے

اگر کوئی یہ کہتا ہے کہ نام چھپایا گیا ہے تو اس کو مغالطہ ہوا ہے جیسا کہ اوپر اسناد دیکھنے سے واضح ہو جاتا ہے

سنن ابو داود میں کن روایات کو ابو داود نے منکر کہا ہے

جواب

حدیث ۱۹

حَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ، عَنْ أَبِي عَلِيٍّ الْحَنَفِيِّ، عَنْ هَمَّامٍ، عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ أَنَسٍ، قَالَ: «كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا دَخَلَ الْخَلَاءَ وَضَعَ خَاتَمَهُ». قَالَ أَبُو دَاوُدَ: هَذَا حَدِيثٌ مُنْكَرٌ وَإِنَّمَا يُعْرَفُ، عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ، عَنْ زِيَادِ بْنِ سَعْدٍ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ أَنَسٍ، «أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ " اتَّخَذَ خَاتَمًا مِنْ وَرِقٍ، ثُمَّ أَلْقَاهُ» وَالْوَهْمُ فِيهِ مِنْ هَمَّامٍ، وَلَمْ يَرْوِهِ إِلَّا هَمَّامٌ

انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب پاخانہ میں داخل ہوتے تو اپنی انگوٹھی نکال کر رکھ دیتے تھے۔ ابوداؤد کہتے ہیں کہ یہ حدیث منکر ہے، معروف وہ روایت ہے جسے ابن جریج نے زیاد بن سعد سے، زیاد نے زہری سے اور زہری نے انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے چاندی کی ایک انگوٹھی بنوائی (اسے پہنا) پھر اسے نکال کر پھینک دیا۔ اس حدیث میں ہمام راوی سے وہم ہوا ہے، اسے صرف ہمام ہی نے روایت کیا ہے۔

حدیث ۲۰۲

حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ مَعِينٍ، وَهَنَّادُ بْنُ السَّرِيِّ، وَعُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، عَنْ عَبْدِ السَّلَامِ بْنِ حَرْبٍ وَهَذَا لَفْظُ حَدِيثِ يَحْيَى عَنْ أَبِي خَالِدٍ الدَّالَانِيِّ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ أَبِي الْعَالِيَةِ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَسْجُدُ وَيَنَامُ وَيَنْفُخُ، ثُمَّ يَقُومُ فَيُصَلِّي وَلَا يَتَوَضَّأُ، قَالَ: فَقُلْتُ لَهُ: صَلَّيْتَ وَلَمْ تَتَوَضَّأْ وَقَدْ نِمْتَ، فَقَالَ: «إِنَّمَا الْوُضُوءُ عَلَى مَنْ نَامَ مُضْطَجِعًا»، زَادَ عُثْمَانُ، وَهَنَّادٌ: فَإِنَّهُ إِذَا اضْطَجَعَ اسْتَرْخَتْ مَفَاصِلُهُ، قَالَ أَبُو دَاوُدَ: قَوْلُهُ: «الْوُضُوءُ عَلَى مَنْ نَامَ مُضْطَجِعًا» هُوَ حَدِيثٌ مُنْكَرٌ لَمْ يَرْوِهِ إِلَّا يَزِيدُ أَبُو خَالِدٍ الدَّالَانِيُّ، عَنْ قَتَادَةَ وَرَوَى أَوَّلَهُ جَمَاعَةٌ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، وَلَمْ يَذْكُرُوا شَيْئًا مِنْ هَذَا، وَقَالَ: كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَحْفُوظًا

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سجدہ کرتے اور (سجدہ میں) سو جاتے، اور خراٹے لینے لگتے تھے، پھر اٹھتے اور نماز پڑھتے، اور وضو نہیں کرتے تھے، (ایک بار) میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا: آپ نے نماز پڑھی اور وضو نہیں کیا، حالانکہ آپ سو گئے تھے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "وضو تو اس شخص پر (لازم آتا) ہے جو لیٹ کر سوئے"۔ عثمان اور ہناد نے «فإنه إذا اضطجع استرخت مفاصله» (کیونکہ جب کوئی چت لیٹ کر سوتا ہے تو اس کے اعضاء اور جوڑ ڈھیلے ہو جاتے ہیں) کا اضافہ کیا ہے۔ ابوداؤد کہتے ہیں کہ حدیث کا یہ ٹکڑا: "وضو اس شخص پر لازم ہے جو چت لیٹ کر سوئے" منکر ہے، اسے صرف یزید ابوخالد دالانی نے قتادہ سے روایت کیا ہے، اور حدیث کے

ابتدائی حصہ کو ایک جماعت نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے، ان لوگوں نے اس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ میں سے کچھ ذکر نہیں کیا ہے۔ نیز ابن عباس علیہ وسلم اس طرح(غفلت) کی نیند سے محفوظ تھے۔

حدیث ۲٤۸

حَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ، حَدَّثَنِي الْحَارِثُ بْنُ وَجِيهٍ، حَدَّثَنَا مَالِكُ بْنُ دِينَارٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِيرِينَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «إِنَّ تَحْتَ كُلِّ شَعْرَةٍ جَنَابَةً فَاغْسِلُوا الشَّعْرَ، وَأَنْقُوا الْبَشَرَ» قَالَ أَبُو دَاوُدَ: الْحَارِثُ بْنُ وَجِيهٍ حَدِيثُهُ مُنْكَرٌ، وَهُوَ ضَعِيفٌ

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "ہر بال کے نیچے جنابت ہے، لہٰذا تم (غسل کرتے وقت) بالوں کو اچھی طرح دھوو، اور کھال کو خوب صاف کرو"۔ ابوداؤد کہتے ہیں: حارث بن وجیہ کی حدیث منکر ہے، اور وہ ضعیف ہیں

حدیث ۱۷۹۰

حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، أَنَّ مُحَمَّدَ بْنَ جَعْفَرٍ، حَدَّثَهُمْ عَنْ شُعْبَةَ، عَنِ الْحَكَمِ، عَنْ مُجَاهِدٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ: «هَذِهِ عُمْرَةٌ اسْتَمْتَعْنَا بِهَا فَمَنْ لَمْ يَكُنْ عِنْدَهُ هَدْيٌ فَلْيُحِلَّ الْحِلَّ كُلَّهُ وَقَدْ دَخَلَتِ الْعُمْرَةُ فِي الْحَجِّ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ»، قَالَ أَبُو دَاوُدَ: هَذَا مُنْكَرٌ إِنَّمَا هُوَ قَوْلُ ابْنِ عَبَّاسٍ

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "یہ عمرہ ہے، ہم نے اس سے فائدہ اٹھایا لہٰذا جس کے ساتھ ہدی نہ ہو وہ پوری طرح سے حلال ہو جائے، اور عمرہ حج میں قیامت تک کے لیے داخل ہو گیا ہے"۔ ابوداؤد کہتے ہیں: یہ (مرفوع حدیث) منکر ہے، یہ ابن عباس کا قول ہے نہ کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا

حدیث ۲۳۷۷

حَدَّثَنَا النُّفَيْلِيُّ، حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ ثَابِتٍ، حَدَّثَنِي عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ النُّعْمَانِ بْنِ مَعْبَدِ بْنِ هَوْذَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ أَمَرَ بِالْإِثْمِدِ الْمُرَوَّحِ عِنْدَ النَّوْمِ "، وَقَالَ: «لِيَتَّقِهِ الصَّائِمُ»، قَالَ أَبُو دَاوُدَ: قَالَ لِي يَحْيَى بْنُ مَعِينٍ هُوَ حَدِيثٌ مُنْكَرٌ يَعْنِي حَدِيثَ الْكُحْلِ

معبد بن ہوذہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مشک ملا ہوا سرمہ سوتے وقت لگانے کا حکم دیا اور فرمایا:"روزہ دار اس سے پرہیز کرے"۔ ابوداؤد کہتے ہیں: مجھ سے یحییٰ بن معین نے کہا کہ یہ یعنی سرمہ والی حدیث منکر ہے۔

حدیث ۳۰۴۰

حَدَّثَنَا الْعَبَّاسُ بْنُ عَبْدِ الْعَظِيمِ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ هَانِئٍ أَبُو نُعَيمٍ النَّخَعِيُّ، أَخْبَرَنَا شَرِيكٌ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ مُهَاجِرٍ، عَنْ زِيَادِ بْنِ حُدَيْرٍ، قَالَ: قَالَ عَلِيٌّ: لَئِنْ بَقِيتُ لِنَصَارَى بَنِي تَغْلِبَ، لَأَقْتُلَنَّ الْمُقَاتِلَةَ وَلَأَسْبِيَنَّ الذُّرِّيَّةَ، فَإِنِّي كَتَبْتُ الْكِتَابَ بَيْنَهُمْ وَبَيْنَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، عَلَى «أَنْ لَا يُنَصِّرُوا أَبْنَاءَهُمْ»، قَالَ أَبُو دَاوُدَ: «هَذَا حَدِيثٌ مُنْكَرٌ بَلَغَنِي عَنْ أَحْمَدَ أَنَّه كَانَ يُنْكِرُ هَذَا الْحَدِيثَ إِنْكَارًا «شَدِيدًا»، قَالَ أَبُو عَلِيٍّ: «وَلَمْ يَقْرَأْهُ أَبُو دَاوُدَ فِي الْعَرْضَةِ الثَّانِيَةِ

زیاد بن حدیر کہتے ہیں کہ علی رضی اللہ عنہ نے کہا: اگر میں زندہ رہا تو بنی تغلب کے نصاریٰ کے لڑنے کے قابل لوگوں کو قتل کر دوں گا اور ان کی اولاد کو قیدی بنا لوں گا کیونکہ ان کے اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے درمیان جو معاہدہ ہوا تھا وہ عہد نامہ میں نے ہی لکھا تھا اس میں تھا کہ وہ اپنی اولاد کو نصرانی نہ بنائیں گے۔ ابوداؤد کہتے ہیں: یہ حدیث منکر ہے اور مجھے معلوم ہوا ہے کہ امام احمد بھی اس حدیث کا نہایت سختی سے انکار کرتے تھے۔ ابوعلی کہتے ہیں: ابوداؤد نے دوسری بار جب اس کتاب کو سنایا تو اس میں اس حدیث کو نہیں پڑھا۔

حدیث ۳۷۷۴

حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، حَدَّثَنَا كَثِيرُ بْنُ هِشَامٍ، عَنْ جَعْفَرِ بْنِ بُرْقَانَ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ سَالِمٍ، عَنْ أَبِيهِ، قَالَ: " نَهَى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ مَطْعَمَيْنِ: عَنِ الْجُلُوسِ عَلَى مَائِدَةٍ يُشْرَبُ عَلَيْهَا الْخَمْرُ، وَأَنْ يَأْكُلَ الرَّجُلُ وَهُوَ مُنْبَطِحٌ عَلَى بَطْنِهِ "، قَالَ أَبُو دَاوُدَ: هَذَا الْحَدِيثُ لَمْ يَسْمَعْهُ جَعْفَرٌ، مِنَ الزُّهْرِيِّ، وَهُوَ مُنْكَرٌ

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دو جگہ کھانا کھانے سے منع فرمایا ہے: ایک تو اس دستر خوان پر بیٹھ کر جس پر شراب پی جا رہی ہو اور دوسری وہ جگہ جہاں آدمی اوندھے منہ لیٹ کر کھائے۔ ابوداؤد کہتے ہیں: یہ حدیث منکر ہے، جعفر کا سماع زہری سے ثابت نہیں ہے

حدیث ۳۸۱۸

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ بْنِ أَبِي رِزْمَةَ، أَخْبَرَنَا الْفَضْلُ بْنُ مُوسَى، عَنْ حُسَيْنِ بْنِ وَاقِدٍ، عَنْ أَيُّوبَ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «وَدِدْتُ أَنَّ عِنْدِي خُبْزَةً بَيْضَاءَ مِنْ

بُرَّةٍ سَمْرَاءَ مُلَبَّقَةٍ بِسَمْنٍ وَلَبَنٍ» فَقَامَ رَجُلٌ مِنَ الْقَوْمِ فَاتَّخَذَهُ، فَجَاءَ بِهِ، فَقَالَ: «فِي أَيِّ شَيْءٍ كَانَ هَذَا؟» قَالَ: فِي عُكَّةِ ضَبٍّ، قَالَ: «ارْفَعْهُ» قَالَ أَبُو دَاوُدَ: هَذَا حَدِيثٌ مُنْكَرٌ، قَالَ أَبُو دَاوُدَ: «وَأَيُّوبُ لَيْسَ هُوَ «السَّخْتِيَانِيُّ

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "مجھے گندمی رنگ کے گیہوں کی سفید روٹی جو گھی اور دودھ میں چپڑی ہوئی ہو بہت محبوب ہے" تو قوم میں سے ایک شخص کھڑا ہوا اور اسے بنا کر آپ کی خدمت میں لایا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا: "یہ کس برتن میں تھا؟" اس نے کہا: سانڈا (سوسمار) کی کھال کے بنے ہوئے ایک برتن میں تھا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "پھر تو اسے اٹھا لے جاؤ"۔ ابوداؤد کہتے ہیں: یہ حدیث منکر ہے۔ ابوداؤد کہتے ہیں: اور اس حدیث میں وارد ایوب، ایوب سختیانی نہیں ہیں

حدیث ٤٨٤٦

حَدَّثَنَا سَلَمَةُ بْنُ شَبِيبٍ، حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، قَالَ: حَدَّثَنِي إِسْحَاقُ بْنُ مُحَمَّدٍ الْأَنْصَارِيُّ، عَنْ رُبَيْحِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ: «أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا جَلَسَ احْتَبَى بِيَدِهِ» قَالَ أَبُو دَاوُدَ: عَبْدُ اللَّهِ بْنُ إِبْرَاهِيمَ شَيْخٌ مُنْكَرُ الْحَدِيثِ

ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب بیٹھتے تھے تو اپنے ہاتھ سے احتباء کرتے تھے ١؎۔ ابوداؤد کہتے ہیں: عبداللہ بن ابراہیم ایک ایسے شیخ ہیں جو منکر الحدیث ہیں۔

حدیث ٤٩٢٤

حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عُبَيْدِ اللَّهِ الْغُدَانِيُّ، حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ بْنُ مُسْلِمٍ، حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ، عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ مُوسَى، عَنْ نَافِعٍ، قَالَ: سَمِعَ ابْنُ عُمَرَ، مِزْمَارًا قَالَ: فَوَضَعَ إِصْبَعَيْهِ عَلَى أُذُنَيْهِ، وَنَأَى عَنِ الطَّرِيقِ، وَقَالَ لِي: يَا نَافِعُ هَلْ تَسْمَعُ شَيْئًا؟ قَالَ: فَقُلْتُ: لَا، قَالَ: فَرَفَعَ إِصْبَعَيْهِ مِنْ أُذُنَيْهِ، وَقَالَ: «كُنْتُ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ [ص:282] فَسَمِعَ مِثْلَ هَذَا فَصَنَعَ مِثْلَ هَذَا»، قَالَ أَبُو عَلِيٍّ الْلُّؤْلُؤِيُّ: سَمِعْت أَبَا دَاوُد يَقُولُ: هَذَا حَدِيثٌ مُنْكَرٌ

نافع کہتے ہیں کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما نے ایک باجے کی آواز سنی تو اپنی دونوں انگلیاں کانوں میں ڈال لیں اور راستے سے دور ہو گئے اور مجھ سے کہا: اے نافع! کیا تمہیں کچھ سنائی دے رہا ہے میں نے کہا: نہیں، تو آپ نے اپنی انگلیاں کانوں سے نکالیں، اور فرمایا: میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھا، اس جیسی آواز سنی تو آپ نے بھی اسی طرح کیا۔ ابوعلی لؤلؤی کہتے ہیں: میں نے ابوداؤد کو کہتے سنا: یہ حدیث منکر ہے

جامع الصحیح البخاری

کیا صحیح بخاری مرتب کرنے کا مشورہ امام إسحاق بن راھویہ نے دیا ؟

جواب

تاریخ بغداد از خطیب بغدادی میں خبر ہے

أَخْبَرَنِي محمد بن أحمد بن يعقوب، قَالَ: أخبرنا محمد بن نعيم الضبي، قَالَ: سمعت خلف بن محمد بن إسماعيل البخاري، يقول: سمعت إبراهيم بن معقل النسفي، يقول: سمعت أبا عبد الله محمد بن إسماعيل، يقول: كنت عند إسحاق بن راهويه، فقال لنا بعض أصحابنا: لو جمعتم كتابا مختصرا [ص:327] لسنن النبي صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذلك في قلبي، فأخذت في جمع هذا الكتاب يعني: كتاب الجامع.

امام بخاری نے کہا میں إسحاق بن راھویہ کے پاس تھا انہوں نے کہا ہم سے بعض ہمارے اصحاب کہتے ہیں اگر کوئی سنن رسول پر مختصرا مرتب کر دے (تو کتنا اچھا ہو) ! امام بخاری نے کہا یہ دل میں میرے بات رہی پس اس کتاب کو جمع کیا یعنی الجامع کو

یہ خبر ضعیف ہے سند میں خلف بن محمد بن إسماعيل بن إبراهيم بن نصر أبو صالح البخاري المعروف بالخيام ہے جو امام بخاری کے حوالے سے بقول المعلمی ساقط (اعتبار) ہے

کیا صحیح بخاری کو مرتب کرنے کی وجہ کوئی خواب تھا جس کا ذکر امام ابن حجر نے کیا ہے ؟

جواب

هدي الساري مقدمة فتح الباري بشرح صحيح البخاری از ابن حجر میں ہے

صل الله عليه وسلم ، قال فوقع ذلك فى قلبي فأخذت فى جمع الجامع الصحيح ، وروينا بالإسناد الثابت عن محمد بن سليمان بن فارس قال : سمعت البخارى يقول : رأيت النبى صلى الله عليه وسلم وكأننى واقف بين يديه وبيدى مروحة أذب بها عنه فسألت بعض المعبرين فقال لى أنت تذب عنه الكذب ، فهو الذى حملنى على إخراج الجامع الصحيح ، وقال الحافظ أبو ذر الهروى سمعت أبا الهيثم محمد بن مكى الكشميهنى

ہم سے ثابت اسناد سے روایت کیا گیا ہے محمد بن سلیمان بن فارس نے کہا میں نے امام بخاری کو سنا فرمایا میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ میں ان کے سامنے کھڑا ہوں اور مکھیاں پنکھے سے ہٹا رہا ہوں - اس کا ذکر تعبیر بتانے والوں سے کیا تو انہوں نے کہا کہ میں جھوٹ کو حدیث سے ہٹاؤں گا اس کو میں نے لیا یہاں تک کہ جامع کی تالیف کی

اس کی سند میں محمد بْن سليمان بْن فارس، أبو أحمد النيسابوري الدلال. [المتوفى: 312 هـ] ہے جس کے لئے الذھبی نے تاریخ اسلام لکھا ہے کہ نیشا پور میں امام بخاری اس کے ہاں رکے تھے اور اس نے ان سے تاریخ کی کتاب سنی ہے - اس راوی کا حال علم الرجال میں معلوم نہیں ہے

کیا صحیح بخاری مکمل کرنے کے بعد امام بخاری نے اس کو امام احمد پر پیش کیا ؟

جواب

یہ سب جھوٹی کہانیاں ہیں جو لوگوں نے اپنے اماموں کے غلو میں گھڑی ہیں

اس کی مثال ہے صحیح بخاري کی روایت ہے

حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحِيمِ، حَدَّثَنَا أَبُو مَعْمَرٍ إِسْمَاعِيلُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ أَبِي التَّيَّاحِ، عَنْ أَبِي زُرْعَةَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «يُهْلِكُ النَّاسَ هَذَا الحَيُّ مِنْ قُرَيْشٍ» قَالُوا: فَمَا تَأْمُرُنَا؟ قَالَ: «لَوْ أَنَّ النَّاسَ اعْتَزَلُوهُمْ» قَالَ: مَحْمُودٌ، حَدَّثَنَا أَبُو دَاوُدَ، أَخْبَرَنَا شُعْبَةُ، عَنْ أَبِي التَّيَّاحِ، سَمِعْتُ أَبَا زُرْعَةَ

مجھ سے محمد بن عبدالرحیم نے بیان کیا ، کہاہم سے ابومعمر اسماعیل بن ابراہیم نے بیان کیا ، کہاہم سے ابواسامہ نے بیان کیا ، کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا ، ان سے ابوالتیاح نے ، ان سے ابوزرعہ نے اور ان سے ابوہریرہ رضي اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبي صلي اللہ عليہ وسلم نے فرمایا : اس قریش کا یہ محلہ لوگوں کو ہلاک وبرباد کردے گا ؟ صحابہ نے عرض کیا : اس وقت کے لیے آپ ہمیں کیا حکم کرتے ہیں ؟ نبی صلي اللہ عليہ وسلم نے فرمایا : کاش لوگ ان سے الگ رہتے ؟ محمود بن غیلان نے بیان کیا کہ ہم سے ابوداود طیالسي نے بیان کیا ، کہا ہم کو شعبہ نے خبردي ، انہیں ابوالتیاح نے ، انہوں نے ابوزرعہ سے سنا

مسند احمد میں امام احمد اس کو منکر کہتے ہیں

حدثنا محمَّد بن جعفر، حدثنا شُعبة، عن أبي التَّيَّاح، قال: سمعت أبا زُرعة، يحدث عن أبي هريرة، عن النبي – صلى الله عليه وسلم -، قال: "يُهلكُ أمتي هذا الحيُّ من قريبٌ"، قالوا: في تأمُرُنا يا رسول الله؟، قال: "لو أن الناس اعتزلوهم". [قال عبد الله بن أحمد]: وقال أبي- في مرضه الذي مات اضرب على هذا الحديث، فإنه خلافُ الأحاديث عن النبي – صلى الله عليه وسلم -، يعني قوله: :فيه .""اسمعوا وأطيعوا واصبروا

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میری امت کو یہ محلہ جلد ہی ہلاک کرے گا ہم نے پوچھا آپ ہم کو کیا حکم کرتے ہیں اے رسول اللہ ! فرمایا کاش کہ لوگ ان سے الگ رہتے عبد اللہ بن احمد کہتے ہیں میں نے اپنے باپ سے اس حالت مرض میں (اس روایت کے بارے میں) پوچھا جس میں ان کی وفات ہوئی احمد نے کہا اس حدیث کو مارو کیونکہ یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث کے خلاف ہے یعنی سمع و اطاعت کرو اور صبر کرو

امام احمد کا اضرب علی هذا الحدیث کہنا روایت کی شدید تضعیف ہے اور یہ الفاظ جرح کے لئے امام احمد اور امام أبو زرعة نے کئی راویوں کے لئے بھی استعمال کیے ہیں دیکھینے کتاب الجرح و التعدیل از ابن ابی حاتم

حدثنا عبد الرحمن قال سئل أبو زرعة عن الحسين بن عبد الله بن ضميرة فقال: ليس بشئ ضعيف الحديث، اضرب على حديثه
ابو زرعة نے ایک ضعیف راوی پر کہا اضرب علی حدیثه
امام احمد نے کہا أني أضرب على حديث سعيد بن سلام
أبو جعفر المدائني کی احادیث پر امام احمد نے کہا اضرب علی حدیثه، أحاديثه موضوعة
اس کی حدیث موضوعات ہے
عبد العزيز بن عبد الرحمن المدینی پر امام احمد نے کہا اضرب على احاديثه هي كذب أو قال موضوعة
اس کی حدیث کو مارو یہ کذب ہے
يوسف بن خالد پر امام ابو زرعہ نے کہا
ذاهب الحديث، ضعيف الحديث، اضرب على حديثه
الغرض اضرب علی هذا الحدیث کہنا روایت کی شدید تضعیف ہے

ظاہر ہے ایک صحیح حدیث کو پھینکنے کا حکم امام احمد کیوں کریں گے

دوسری دلیل ہے کہ امام بخاری نے ایک روایت صحیح میں نقل کی ہے کہ عمار کو باغی قتل کریں گے

حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُوسَى، أَخْبَرَنَا عَبْدُ الوَهَّابِ، حَدَّثَنَا **خَالِدٌ، عَنْ عِكْرِمَةَ، أَنَّ ابْنَ عَبَّاسٍ،** قَالَ لَهُ وَلِعَلِيِّ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ ائْتِيَا أَبَا سَعِيدٍ فَاسْمَعَا مِنْ حَدِيثِهِ، فَأَتَيْنَاهُ وَهُوَ وَأَخُوهُ فِي حَائِطٍ لَهُمَا يَسْقِيَانِهِ، فَلَمَّا رَآنَا جَاءَ، فَاحْتَبَى وَجَلَسَ، فَقَالَ: كُنَّا نَنْقُلُ لَبِنَ المَسْجِدِ لَبِنَةً لَبِنَةً، وَكَانَ عَمَّارٌ يَنْقُلُ لَبِنَتَيْنِ لَبِنَتَيْنِ، فَمَرَّ بِهِ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَمَسَحَ عَنْ رَأْسِهِ الغُبَارَ، وَقَالَ: «وَيْحَ عَمَّارٍ تَقْتُلُهُ الفِئَةُ البَاغِيَةُ، عَمَّارٌ «يَدْعُوهُمْ إِلَى اللَّهِ، وَيَدْعُونَهُ إِلَى النَّارِ

امام احمد بھی اسی طرق کو مسند میں نقل کرتے ہیں

حَدَّثَنَا مَحْبُوبُ بْنُ الْحَسَنِ، **عَنْ خَالِدٍ، عَنْ عِكْرِمَةَ، أَنَّ ابْنَ عَبَّاسٍ** قَالَ لَهُ وَلِابْنِهِ عَلِيٍّ: انْطَلِقَا إِلَى أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ فَاسْمَعَا مِنْ حَدِيثِهِ قَالَ: فَانْطَلَقْنَا فَإِذَا هُوَ فِي حَائِطٍ [ص:368] لَهُ، فَلَمَّا رَآنَا أَخَذَ رِدَاءَهُ فَجَاءَنَا فَقَعَدَ، فَأَنْشَأَ يُحَدِّثُنَا، حَتَّى أَتَى عَلَى ذِكْرِ بِنَاءِ الْمَسْجِدِ، قَالَ: كُنَّا نَحْمِلُ لَبِنَةً لَبِنَةً وَعَمَّارُ بْنُ يَاسِرٍ يَحْمِلُ لَبِنَتَيْنِ لَبِنَتَيْنِ، قَالَ: فَرَآهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَجَعَلَ يَنْفُضُ التُّرَابَ عَنْهُ، وَيَقُولُ: «يَا عَمَّارُ أَلَا تَحْمِلُ لَبِنَةً كَمَا يَحْمِلُ أَصْحَابُكَ؟» ، قَالَ: إِنِّي أُرِيدُ الْأَجْرَ مِنَ اللَّهِ، قَالَ: فَجَعَلَ يَنْفُضُ التُّرَابَ عَنْهُ، وَيَقُولُ: «وَيْحَ عَمَّارٍ تَقْتُلُهُ الْفِئَةُ الْبَاغِيَةُ، يَدْعُوهُمْ إِلَى الْجَنَّةِ، وَيَدْعُونَهُ إِلَى النَّارِ» قَالَ: فَجَعَلَ عَمَّارٌ يَقُولُ أَعُوذُ بِالرَّحْمَنِ مِنَ الْفِتَنِ

لیکن ابو بکر الخلال کتاب السنہ میں لکھتے ہیں کہ امام احمد اس روایت پر کہتے تھے

سَمِعْتُ مُحَمَّدَ بْنَ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ، قَالَ: سَمِعْتُ أَبِي يَقُولُ: سَمِعْتُ أَحْمَدَ بْنَ حَنْبَلٍ، يَقُولُ: رُوِيَ فِي: «تَقْتُلُ عَمَّارًا الْفِئَةُ الْبَاغِيَةُ» ثَمَانِيَةٌ وَعِشْرُونَ حَدِيثًا، لَيْسَ فِيهَا حَدِيثٌ صَحِيحٌ

میں نے محمّد بن عبد الله بن ابراہیم سے سنا کہا میں نے اپنے باپ سے سنا کہتے تھے میں نے ا مام احمد بن حنبل سے سنا

ایک بھی صحیح نہیں عمار کو باغی گروہ قتل کرے گا کو ۲۸ طرقوں سے روایت کیا

الخلال کہتے ہیں امام احمد کہتے اس پر بات تک نہ کرو

أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ حَازِمٍ، وَعَبْدُ اللَّهِ بْنُ الْعَبَّاسِ الطَّيَالِسِيُّ، أَنَّ إِسْحَاقَ بْنَ مَنْصُورٍ حَدَّثَهُمْ، أَنَّهُ لَا أَتَكَلَّمُ » :قَالَ لِأَبِي عَبْدِ اللَّهِ: قَوْلُ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِعَمَّارٍ: «تَقْتُلُكَ الْفِئَةُ الْبَاغِيَةُ» . قَالَ «فِيهِ

الخلال کے مطابق بغداد کے دیگر محدثین کہتے

أَخْبَرَنِي إِسْمَاعِيلُ بْنُ الْفَضْلِ، قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا أُمَيَّةَ مُحَمَّدَ بْنَ إِبْرَاهِيمَ يَقُولُ: سَمِعْتُ فِي حَلْقَةِ أَحْمَدَ بْنَ مَا فِيهِ :حَنْبَلٍ وَيَحْيَى بْنَ مَعِينٍ وَأَبَا خَيْثَمَةَ وَالْمُعَيْطِيَّ ذَكَرُوا: «يَقْتُلُ عَمَّارًا الْفِئَةُ الْبَاغِيَةُ» فَقَالُوا حَدِيثٌ صَحِيحٌ

اس سلسلے میں کوئی صحیح حدیث نہیں ہے

امام احمد یہ بھی کہتے

قَالَ ابْنُ الْفَرَّاءِ: وَذَكَرَ يَعْقُوبُ بْنُ شَيْبَةَ فِي الْجُزْءِ الْأَوَّلِ مِنْ مُسْنَدِ عَمَّارٍ: سَمِعْتُ أَحْمَدَ بْنَ حَنْبَلٍ سُئِلَ عَنْ حَدِيثِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي عَمَّارٍ: «تَقْتُلُكَ الْفِئَةُ الْبَاغِيَةُ» . فَقَالَ أَحْمَدُ: كَمَا قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَتَلَتْهُ الْفِئَةُ الْبَاغِيَةُ. وَقَالَ فِي هَذَا غَيْرُ حَدِيثٍ [ص:464] صَحِيحٍ عَنِ النَّبِيِّ :

، فَهَذَا الْكِتَابُ يَرْوِيهِ أَبُو الْقَاسِمِ عَبْدُ "صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَكَرِهَ أَنْ يَتَكَلَّمَ فِي هَذَا بِأَكْثَرَ مِنْ هَذَا الْعَزِيزِ الْأَزَجِيُّ عَنِ ابْنِ حَمَّةَ الْخَلَّالِ، عَنْ أَبِي بَكْرٍ مُحَمَّدِ بْنِ أَحْمَدَ بْنِ يَعْقُوبَ بْنِ شَيْبَةَ، عَنْ جَدِّهِ يَعْقُوبَ

اس سلسلے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی کوئی صحیح حدیث نہیں ہے اور احمد اس پر کلام کرنے پر کراہت کرتے

کہا جاتا ہے کہ امام احمد اس روایت کو صحیح سمجھتے تھے اس لئے مسند میں نقل کیا جبکہ مسند میں یہی روایت لکھ کر امام احمد اس کو منقطع قرار دیتے ہیں اور کہتے ہیں اس میں گڑبڑ جسن کی والدہ نے کی ہے

علم رجال کے ماہر ابن الجوزی کتاب العلل المتناهية في الأحاديث الواهية میں لکھتے ہیں

وأما قوله عليه السلام لعمار تقتلك الفيئة الباغية وقد أَخْرَجَهُ الْبُخَارِيّ من حديث أَبِي قَتَادَة وأم سلمة إلا أن أَبَا بَكْر الخلال ذكر أن أَحْمَد بْن حنبل ويحيى بْن معين وأبا خيثمة والمعيطي ذكروا هَذَا الحديث تقتل عمارًا الفيئة الباغية فقال فِيهِ ما فِيهِ حديث صحيح وأن أَحْمَد قال قد روى فِي عمار تقتله الفيئة الباغية ثمانية وعشرون حديثًا ليس فيها حديث صحيح".

اور جہاں تک اس قول کا تعلق ہے کہ عمار کو با غی گروہ قتل کرے گا اس کی تخریج بخاری نے ابی قتادہ اور ام سلمہ کی حدیث سے کی ہے. بے شک ابو بکر الخلال نے ذکر کیا ہے کہ أَحْمَد بْن حنبل ويحيى بْن معين وأبا خيثمة والمعيطي نے اس باغی گروہ والی روایت کا ذکر کیا ہے اور کہا ہے ایک بھی روایت صحیح نہیں. اور احمد نے ۲۸ روایات سے عمار تقتله الفيئة الباغية کو روایت کیا جن میں ایک بھی صحیح نہیں ہے

بالفرض مان لیتے ہیں کہ امام احمد کے سامنے صحیح بخاری رکھی گئی تو ظاہر ہے انہوں نے اس میں سے قابل اعتراض مواد نکلالنے کا کہا ہو گا امام بخاری نے انکار کیا ہو گا اس پر اختلاف رائے ہوا اور سند تائید نہ مل سکی

راقم کے نزدیک اس قسم کے تمام اقوال فرضی ہیں سب سے بڑھ کر بات یہ ہے خود امام احمد سے کوئی روایت براہ راست نہیں لی گئی بلکہ علی المدینی اور امام احمد کا مکالمہ وغیرہ دکھا کر انکی تنقیص کی گئی ہے

باب الصلوٰة فی السطوح والمنبرا (صحیح بخاری جلد او صفحہ۔ ۵۵۔۵۴

حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ، قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو حَازِمٍ، قَالَ: سَأَلُوا سَهْلَ بْنَ سَعْدٍ: مِنْ أَيِّ شَيْءٍ المِنْبَرُ؟ فَقَالَ: مَا بَقِيَ بِالنَّاسِ أَعْلَمُ مِنِّي، هُوَ مِنْ أَثْلِ الغَابَةِ عَمِلَهُ فُلاَنٌ مَوْلَى فُلاَنَةَ لِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، «وَقَامَ عَلَيْهِ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِينَ عُمِلَ وَوُضِعَ، فَاسْتَقْبَلَ القِبْلَةَ، كَبَّرَ وَقَامَ النَّاسُ خَلْفَهُ، فَقَرَأَ وَرَكَعَ وَرَكَعَ النَّاسُ، خَلْفَهُ ثُمَّ رَفَعَ رَأْسَهُ ثُمَّ رَجَعَ القَهْقَرَى، فَسَجَدَ عَلَى الأَرْضِ، ثُمَّ عَادَ إِلَى المِنْبَرِ، ثُمَّ رَكَعَ ثُمَّ رَفَعَ رَأْسَهُ، ثُمَّ رَجَعَ القَهْقَرَى حَتَّى سَجَدَ بِالأَرْضِ»، فَهَذَا شَأْنُهُ، قَالَ

أَبُو عَبْدِ اللَّهِ: قَالَ عَلِيُّ بْنُ المَدِينِيِّ: " سَأَلَنِي أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ رَحِمَهُ اللَّهُ عَنْ هَذَا الحَدِيثِ، قَالَ: فَإِنَّمَا أَرَدْتُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ أَعْلَى مِنَ النَّاسِ فَلَا بَأْسَ أَنْ يَكُونَ الإِمَامُ أَعْلَى مِنَ النَّاسِ " بِهَذَا الحَدِيثِ، قَالَ: فَقُلْتُ: إِنَّ سُفْيَانَ بْنَ عُيَيْنَةَ كَانَ يُسْأَلُ عَنْ هَذَا كَثِيرًا فَلَمْ تَسْمَعْهُ مِنْهُ قَالَ: لاَ

علی بن عبداللہ (المدینی) سفیان ے اور وہ ابو حازم سے روایت کرتے ہیں کہ سہیل بن سعد سے پوچھا گیا کہ منبر (نبوی) کس چیز کا تھا انہوں نے فرمایا اس بات کا جاننے والا لوگوں میں مجھ سے زیادہ (اب) کوئی باقی نہیں۔ وہ مقام (غابہ) کے جھاؤ کا تھا۔ فلاں عورت کے فلاں غلام نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے بنایا تھا۔ جب وہ بنا کر رکھا گیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس پر کھڑے ہوئے اور قبلہ رو ہو کر تکبیر (تحریمہ) کہی اور لوگ آپ ﷺ کے پیچھے کھڑے ہوئے پھر آپ ﷺ نے قرأت کی اوررکوع فرمایا اور لوگوں نے آپ ﷺ کے پیچھے رکوع کیا پھر آپ ﷺ نے اپنا سر اٹھایا اس کے بعد پیچھے ہٹے یہاں تک کہ زمین پر سجدہ کیا۔ امام بخاری کہتے ہیں (حالانکہ یہ کہنے کی ضرورت نہ تھی) علی بن عبداللہ (المدینی) نے کہا کہ احمد بن حنبل نے مجھ سے یہ حدیث پوچھی تو میں نے کہا کہ میرا مقصود یہ ہے کہ نبی ﷺ لوگوں سے اوپر تھے تو یہ حدیث اس کی دلیل ہے کہ کچھ مضائقہ نہیں اگر امام لوگوں سے اوپر ہو۔ علی بن عبداللہ کہتے ہیں کہ میں نے کہا کہ (میرے اور تمہارے استاد) سفیان بن عیینہ سے تو اکثریہ حدیث پوچھی جاتی تھی کہ کیا تم نے ان سے اس حدیث کو نہیں سنا احمد بن حنبل نے کہا نہیں۔

امام بخاری نے یہ بات لاکر ثابت کیا ہے کہ احمد بن حنبل ایسے شاگرد تھے کہ ان کے استادایک حدیث بار بار ذکر کرتے ہیں لیکن پھر بھی اسے نہ سُن پاتے تھے۔ امام احمد نے جب یہ متن اپنے حوالے سے پڑھا ہو گا تو کیا انہوں نے اس کو پسند کیا ہو گا ؟ ظاہر ہے امام احمد پر صحیح بخاری پیش کیا جانا محض افسانہ ہے

بعض غالیوں نے الفاظ پیش کیے ہیں کہ امام علی المدینی نے امام احمدکو رحمہ اللہ کہا

جبکہ غور طلب ہے کہ علی الدینی کی وفات امام احمد سے پہلے ہوئی اور ایک زندہ شخص پر رحمہ اللہ کا لاحقہ کوئی نہیں لگاتا

دوسری جگہ امام بخاری باب شھرا عید لاینقصان میں امام احمد بن حنبل کا خاص ذکر کیا حالانکہ یہاں بھی ان کا ذکر کرنے کی کوئی ضرورت نہ تھی مگر محض انکی کی علمیت کو دکھایا گیا

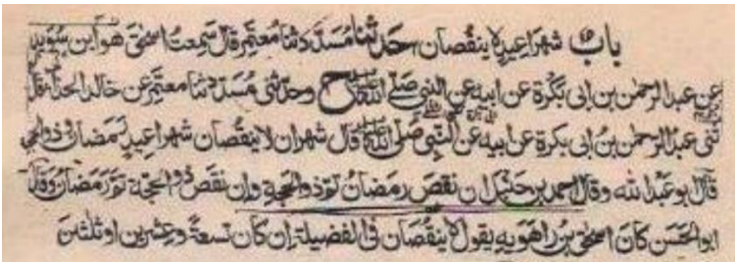

طبع *نول کشور* لکھنو

ترجمہ: عید کے دونوں مہینے ناقص نہیں ہوتے۔
عبدالرحمٰن بن ابی بکرہ اپنے والد ابوبکرہ سے روایت کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ دو مہینے ایسے ہیں کہ کم نہیں ہوتے یعنی عید کے دونوں مہینے رمضان اور ذی الحجہ۔
امام بخاری فرماتے ہیں کہ احمد بن حنبل نے کہا کہ اس کے معنیٰ یہ ہیں یعنی اگر رمضان کم دنوں کا (یعنی ۲۹ کا ہو تو ذی الحجہ پورا (تیس دنوں کا) ہوگا اور اگر ذی الحجہ کم دنوں کا (یعنی ۲۹ دنوں کا) تو رمضان پورا (یعنی ۳۰ دنوں کا) ہوگا۔
یہاں امام بخاری نے یہ ثابت کیا ہے کہ دیکھو امام احمد بن حنبل اس حدیث کا مطلب یہ لیتے ہیں کہ رمضان اگر ۲۹ کا ہوگا تو ذی الحجہ ضرور تیس ہوگا۔ دونوں مہینے ۲۹ کے نہیں ہوتے حالانکہ بے حساب سال ایسے گزرے ہیں کہ جن میں دونوں مہینے ۲۹ کے ہوئے ہیں اسی لیے امام بخاری آگے (اپنے استاد) اسحاق بن راہویہ کی بات لے آئے کہ ابوالحسن بیان کرتے ہیں کہ اسحاق بن راہویہ کا کہنا ہے کہ اگر یہ مہینے چاہے ۲۹ کے ہوں یا تیس کے ان کی فضلیت میں کمی نہیں آتی۔

یہ متن اب جو صحیح بخاری چھپ رہی ہے اس سے نکال دیا گیا لیکن یہ انڈیا طبع نور کشور لکھنو سے چھپنے والی صحیح بخاری میں ہے اور جامع ترمذی میں ابھی تک ہے
قَالَ أَحْمَدُ: " مَعْنَى هَذَا الحَدِيثِ: شَهْرَا عِيدٍ لَا يَنْقُصَانِ، يَقُولُ: لَا يَنْقُصَانِ مَعًا فِي سَنَةٍ وَاحِدَةٍ شَهْرُ رَمَضَانَ، وَذُو الحِجَّةِ، إِنْ نَقَصَ أَحَدُهُمَا تَمَّ الآخَرُ "، وقَالَ إِسْحَاقُ: " مَعْنَاهُ لَا يَنْقُصَانِ يَقُولُ: وَإِنْ كَانَ تِسْعًا وَعِشْرِينَ فَهُوَ تَمَامٌ غَيْرُ نُقْصَانٍ "،" وَعَلَى مَذْهَبِ إِسْحَاقَ يَكُونُ يَنْقُصُ الشَّهْرَانِ مَعًا فِي سَنَةٍ وَاحِدَةٍ
اسی طرح فتح الباری میں ابن حجر نے لکھا ہے

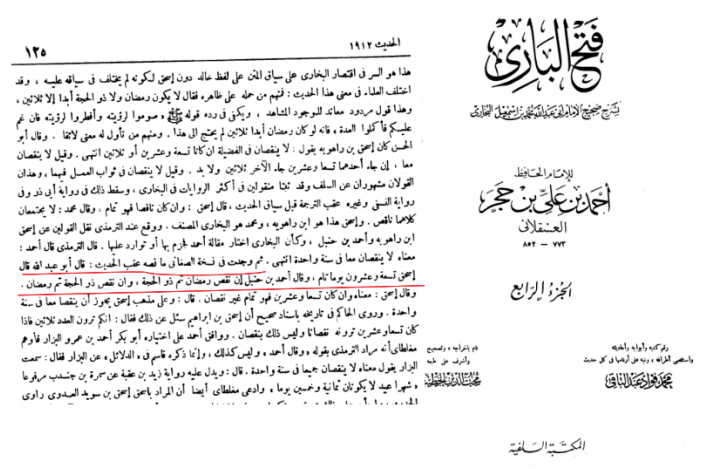

فتح الباري

للإمام الحافظ

أحمد بن علي بن حجر

العسقلاني

٧٧٣ – ٨٥٢

الجزء الرابع

المكتبة السلفية

الحديث ١٩١٢ ١٢٥

هذا هو السر فى اقتصار البخارى على سياق المتن على لفظ عالد دون إسحق لكونه لم يختلف فى سياقه عليه ، وقد اختلف العلماء فى معنى هذا الحديث : فمنهم من حمله على ظاهره فقال لا يكون رمضان ولا ذو الحجة أبدا إلا ثلاثين ، وهذا قول مردود معاند للوجود المشاهد ، ويكفى فى رده قوله ﷺ « صوموا لرؤيته وأفطروا لرؤيته فان غم عليكم فأكملوا العدة » فانه لو كان رمضان أبدا ثلاثين لم يحتج الى هذا . ومنهم من تأول له معنى لائقا . وقال أبو الحسن كان إسحق بن راهويه يقول : لا ينقصان فى الفضيلة ان كانا تسعة وعشرين أو ثلاثين انتهى . وقيل لا ينقصان معا ، إن جاء أحدهما تسعا وعشرين جاء الآخر ثلاثين ولا بد . وقيل لا ينقصان فى ثواب العمل فيهما ، وهذان القولان مشهوران عن السلف وقد نبتا متقولين فى أكثر الروايات فى البخارى ، وسقط ذلك فى رواية أبى ذر وفى رواية النسفى وغيره عقب الترجمة قبل سياق الحديث ، قال إسحق : وان كان ناقصا فهو تمام . وقال محمد : لا يجتمعان كلاهما ناقص . وإسحق هذا هو ابن راهويه ، ومحمد هو البخارى المصنف . ووقع عند الترمذى نقل القولين عن إسحق ابن راهويه وأحمد بن حنبل ، وكأن البخارى اعتبار مقالة أحمد لتلزم بها أو توارد عليها . قال الترمذى قال أحمد : معناه لا ينقصان معا فى سنة واحدة انتهى . ثم وجدت فى نسخة الصنعانى ما نصه عقب الحديث : قال أبو عبد الله قال إسحق تسعة وعشرون يوما تام ، وقال أحمد بن حنبل إن نقص رمضان ثم ذو الحجة ، وان نقص ذو الحجة ثم رمضان . وقال إسحق : معناه وان كان تسعا وعشرين فهو تمام غير نقصان . قال : وعلى مذهب إسحق يجوز أن ينقصا معا فى سنة واحدة . وروى الحاكم فى تاريخه باسناد صحيح أن إسحق بن ابراهيم سئل عن ذلك فقال : انكم ترون العدد ثلاثين فاذا كان تسعا وعشرين تروونه نقصانا وليس ذلك بنقصان . ووافق أحمد على اعتباره أبو بكر أحمد بن عمرو البزار فانه مغطاى أنه مراد الترمذى بقوله ، وقال أحمد ، وليس كذلك ، وإنما ذكره قاسم فى « الدلائل » عن البزار فقال : سمعت البزار يقول معناه لا ينقصان جميعا فى سنة واحدة . قال : ويدل عليه رواية زيد بن عقبة عن سمرة بن جندب مرفوعا « شهرا عيد لا يكونان ثمانية وخمسين يوما » وادعى مغطاى أيضا أن المراد باسحق إسحق بن سويد العبدى راوى

ثُمَّ وَجَدْتُ فِي نُسْخَةِ الصَّغَانِيِّ مَا نَصُّهُ عَقِبَ الْحَدِيثِ قَالَ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ قَالَ إِسْحَاقُ تِسْعَةٌ وَعِشْرُونَ يَوْمًا تَامٌّ وَقَالَ أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ إِنْ نَقَصَ رَمَضَانُ تَمَّ ذُو الْحِجَّةِ وَإِنْ نَقَصَ ذُو الْحِجَّةِ تَمَّ رَمَضَانُ وَقَالَ إِسْحَاقُ مَعْنَاهُ وَإِنْ كَانَ تِسْعًا وَعِشْرِينَ فَهُوَ تَمَامٌ غَيْرُ نُقْصَانٍ قَالَ وَعَلَى مَذْهَبِ إِسْحَاقَ يَجُوزُ أَنْ يَنْقُصَا مَعًا فِي سَنَةٍ وَاحِدَةٍ

پھر میں نے الصَّغَانِيِّ کے نسخے میں اس حدیث کے بعد یہ پایا کہ امام بخاری نے کہا کہ اسحاق نے کہا ۲۹ ہوں تو(بھی) پورا (ماہ) ہے اور احمد بن حنبل نے کہا اگر رمضان کم ہو تو ذو الحجہ مکمل ہو گا اور اگر ذو الحجہ کم ہو تو رمضان مکمل ہوگا

یعنی الصَّغَانِيِّ کے مطابق امام بخاری نے یہ بھی صحیح میں لکھا تھا لیکن جب لوگوں نے اس کو پڑھا تو اس کو امام احمد کی وجہ سے حذف کر دیا

ابن حجر سے بھی پہلے كتاب الكوثر الجاري إلى رياض أحاديث البخاري میںأحمد بن إسماعيل بن عثمان بن محمد الكوراني الشافعي ثم الحنفي المتوفى 893 هـ اسی متن کا صحیح بخاری کے حوالے سے ذکر کرتے ہیں

وقال أحمد: إن نقص رمضان تم ذو الحجة، وإن نقص ذو الحجة تم رمضان (وقال أبو الحسن: الظاهر أنه محمد بن مقاتل شيخ البخاري) (كان إسحاق بن راهويه يقول: لا ينقصان في الفضيلة)

القسطلانی ۹۲۳ ھ کتاب إرشاد الساري لشرح صحيح البخاري میں اس کا ذکر کرتے ہیں کہ امام بخاری نے امام احمد کا ے قول نقل کیا

(قال أبو عبد الله) البخاري (إسحاق): هو ابن راهويه أو ابن سويد بن هبيرة العدوي (وإن كان) كل واحد من شهري العيد (ناقصًا) في العدد والحساب (فهو تام). في الأجر والثواب. (وقال محمد) هو ابن سيرين أو المؤلّف نفسه (لا يجتمعان كلاهما ناقص) كلاهما مبتدأ وناقص خبره والجملة حال من ضمير الاثنين. قال أحمد بن حنبل: إن نقص رمضان تم ذو الحجة وإن نقص ذو الحجة تم رمضان
اس بھی ظاہر ہوتا ہے کہ صحیح بخاری امام احمد پر پیش کی گئی محض افسانہ ہے

ابن کثیر کتاب البداية والنهاية میں ایک بے سند قول پیش کرتے ہیں

.وَقَدْ أَثْنَى عَلَيْهِ عُلَمَاءُ زَمَانِهِ مِنْ شُيُوخِهِ وَأَقْرَانِهِ. فَقَالَ الْإِمَامُ أَحْمَدُ: مَا أَخْرَجَتْ خُرَاسَانُ مِثْلَهُ

امام احمد نے امام بخاری کے لئے کہا خراسان سے ان کی مثل کوئی نہیں نکلا

یہ ابن کثیر کی غلطی ہے الذهبی تذکرہ الحفاظ میں اس قول کو یحیی بن یحیی الإمام الحافظ شیخ خراسان کے لئے بتاتے ہیں

وقال عبد الله بن أحمد: سمعت أبي يثني على يحيى بن يحيى ويقول: ما أخرجت خراسان مثله

عبد اللہ بن احمد نے کہا میں نے اپنے باپ کو سنا وہ یحیی بن یحیی کی تعریف کرتے تھے اور کہتے کہ خراسان سے ان کی مثل کوئی نہ نکلا

یعنی خراسان سے یحیی بن یحیی الإمام الحافظ شیخ خراسان کی مثل کوئی نہیں نکلا تو پھر یہ امام بخاری کے لئے کیسے کہہ سکتے ہیں

امام احمد کے اقوال اور جرح و تعدیل میں ان کی رائے کا اپنا مقام ہے لیکن یہ کہنا کہ امام بخاری یا امام احمد میں اختلاف رائے نہ تھا تاریخ کو مسخ کرنا ہے

کیا امام بخاری نے کتاب الصحیح کو مشہور محدثین پر پیش کیا ؟

ابن حجر کہتے ہیں

لما صنف البخاری کتاب الصحیح عرضہ علی ابن المدینی و أحمد بن حنبل و یحی بن معین و غیرھم فاستحسنوہ و شھدوا لہ بالصحة الا أربعة أحادیث۔(ھدی الساری مقدمہ فتح الباری)
جب امام بخاری نے کتاب الصحیح کی تصنیف کی تو اس کو علی المدینی پر امام احمد پر امام ابن معین پر اور دیگر پر پیش کیا اور انہوں نے تحسین کی اور گواہی دی کہ کتاب کی صحت صحیح ہے الا چار روایات کے

جواب

یہ بات ایک عجیب قول ہے کیونکہ یہ ابن حجر نے امام عقیلی کے حوالے سے نقل کیا ہے پر سند نہیں دی- عقیلی کی کتاب میں یہ قول موجود نہیں -

اس میں امام احمد کا نام ہے جن سے صحیح میں صرف ایک روایت واسطہ ڈالنے کے بعد لکھی گئی ہے جو غزوات کی تعداد پر ہے

اس میں امام ابن معین کا نام ہے جن سے صحیح میں صرف تین یا چار روایات لی گئی ہیں ایک سورہ توبہ کے حوالے سے ایک اہل بیت کے حوالے سے اور ایک تاریخ اسلام کے ابتدائی مکی دور پر ہے لہذا ابن خلفون کتاب المعلم بشیوخ البخاري ومسلم کہتے ہیں ان سے مقرونا روایت لی ہے

روى عنه البخاري وعن صدقة بن الفضل مقرونًا به عن محمد بن جعفر غندر في مناقب الحسن والحسين.
وروى البخاري أيضًا عن عبد الله بن محمد المسندي عنه عن حجاج بن محمد الأعور في تفسير سورة براءة.
وروى عن عبد الله غير منسوب عنه، عن إسماعيل بن مجالد في ذكر أيام الجاهلية في باب: إسلام أبي بكر الصديق ـ رضي الله عنه

امام یحیی ابن معین کے نزدیک أحمد بن عیسی بن حسان المصری کذاب ہے – الذہبی کہتے ہیں ابن معین اللہ کی قسم کھا کر اس کو کذاب کہتے

إلا أن أبا داود روى عن يحيى بن معين أنه حلف بالله أنه كذاب

یہ شخص امام بخاری کے شیوخ میں سے ہے اور اس کی روایت یہاں صحیح میں ہے

٩٤٩ ، ١٥٢٨ ، ١٦٤١ ، ١٧٩٦ ، ٤٨٢٨

اگر امام یحیی ابن معین اس پر متفق ہوئے کہ ایک کذاب کی روایت کو صحیح کہا جائے؟ ایسا ممکن نہیں جس سے ظاہر ہے کہ ابن معین پر صحیح کو پیش کر کے امام بخاری کو پھنسنا نہیں تھا

امام علي بن عبد الله المدینی سے امام بخاری نے صحیح میں ١٥٤ روایات لکھی ہیں

لہذا امام بخاری کو اگر صحیح کو پیش کرنا ہوتا تو وہ صرف امام علی پر پیش کرتے باقی دیکھتے کہ ان سے ایک دو روایات لی ہیں تو وہ شاگرد رشید کے حوالے سے کیا سوچتے

امام بخاری نے صحیح میں امام ابی حاتم یا امام الزھلی کا نام ٢٥٠ ہجری کے بعد چھپایا ہے یعنی ہمارے پاس جو صحیح ہے اس میں نام کی تدلیس ہے ظاہر ہے اس کو اگر ٢٥٠ ہجری سے پہلے انتقال کرنے والوں پر پیش کیا گیا تو یہی کہا جائے گا کہ صحیح میں اس کے بعد بھی تبدیلی اتی رہی

امام احمد کی وفات سن ہجری ٢٤١ کی ہے

امام علی کی سن ٢٣٤ ہجری میں ہے

امام ابن معین کی سن ٢٣٣ ہجری میں ہے

جبکہ امام الذہلی سے امام بخاری کا مناقشہ ابھی ہوا ہی نہیں وہ جب ہو گا تو صحیح میں ان کا نام چھپایا جائے گا

اب یہ ممکن نہیں کہ پہلے نام لکھا جائے اور بعد میں چھپایا جائے کیونکہ اس کو چھپانے کا پھر کوئی فائدہ نہیں

اس سے ظاہر ہے صحیح ان ائمہ کی وفات کے بعد تک مکمل نہ تھی اس پر کام جاری تھا

اس کی ایک دلیل صحیح کی روایت ہے

613 قَالَ يَحْيَى : وَحَدَّثَنِي بَعْضُ إِخْوَانِنَا أَنَّهُ قَالَ : لَمَّا قَالَ حَيَّ عَلَى الصَّلَاةِ قَالَ : لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللَّهِ، وَقَالَ : هَكَذَا سَمِعْنَا نَبِيَّكُمْ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ.
(ہمارے بعض بھائیوں نے) بَعْضُ إِخْوَانِنَا اس میں امام بخاری سند دیتے ہیں کہ یحیی نے کہا کہا – اس سند کو صحیح کہنا مشکل ہے کیونکہ یہ امام بخاری کی شرط پر نہیں بلکہ اس کی سند میں إِخْوَانِنَا کو مجھول کہا جائے گا (اگرچہ ہمیں پتا ہے کہ دوسری کتابوں میں اس روایت کی سند میں نام موجود ہے) – جامع الصحیح میں اس قسم کی روایت کا رہ جانا اشارہ کر رہا ہے کہ اس کو یاد دھانی کے لئے اشارتا لکھا گیا تھا – لیکن عمر نے وفا نہ کی اور امام بخاری اس کی وہ سند نہ دے سکے جو وہ چاھتے تھے یا وہ سند جو ان کی صحیح کی شرط ہے دیگر کتب میں اس سند میں نام ہیں مثلا

أمالي ابن سمعون الواعظ میں ہے

حَدَّثَنَا أَبُو الْحَسَنِ عَلِيُّ بْنُ أَحْمَدَ بْنِ الْهَيْثَمِ، مِنْ أَصْلِهِ، حَدَّثَنَا عِيسَى بْنُ مُوسَى بْنِ أَبِي حَرْبٍ الصَّفَّارُ، حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ أَبِي بُكَيْرٍ، عَنْ شَرِيكٍ، عَنْ عَاصِمِ بْنِ عُبَيْدِ اللَّهِ، عَنْ عَلِيِّ بْنِ حُسَيْنٍ، عَنْ أَبِي رَافِعٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، أَنْ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، " كَانَ إِذَا سَمِعَ الْمُؤَذِّنَ، قَالَ كَمَا يَقُولُ، قَالَ: فَإِذَا قَالَ: حَيَّ عَلَى الصَّلاةِ، قَالَ: لا حَوْلَ وَلا قُوَّةَ إلا بِاللَّهِ

مسند احمد میں ہے
حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، أَخْبَرَنَا هِشَامٌ الدَّسْتُوَائِيُّ، قَالَ أَبِي: وَأَبُو عَامِرٍ الْعَقَدِيُّ، قَالَ: حَدَّثَنَا هِشَامٌ، عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ عِيسَى بْنِ طَلْحَةَ، قَالَ أَبُو عَامِرٍ، فِي حَدِيثِهِ، قَالَ: حَدَّثَنِي عِيسَى بْنُ طَلْحَةَ، قَالَ: دَخَلْنَا عَلَى مُعَاوِيَةَ، فَنَادَى الْمُنَادِي بِالصَّلَاةِ، فَقَالَ: اللَّهُ أَكْبَرُ، اللَّهُ أَكْبَرُ، فَقَالَ مُعَاوِيَةُ: «اللَّهُ أَكْبَرُ، اللَّهُ أَكْبَرُ» ، فَقَالَ: أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ، قَالَ مُعَاوِيَةُ: «وَأَنَا أَشْهَدُ» – قَالَ أَبُو عَامِرٍ: أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ – قَالَ: أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللَّهِ، قَالَ مُعَاوِيَةُ: «وَأَنَا أَشْهَدُ» – قَالَ أَبُو عَامِرٍ: أَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللَّهِ، قَالَ يَحْيَى: فَحَدَّثَنَا رَجُلٌ أَنَّهُ لَمَّا – قَالَ: حَيَّ عَلَى الصَّلَاةِ، قَالَ: «لَا حَوْلَ «[ص:37] وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللَّهِ» ، قَالَ مُعَاوِيَةُ: «هَكَذَا سَمِعْتُ نَبِيَّكُمْ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ

یہ يَحْيَى بنُ أَبِي كَثِيْرٍ أَبُو نَصْرٍ الطَّائِيُّ مَوْلاَهُم ہیں

کیا صحیح بخاری امام فربری کی کتاب ہے یا امام بخاری کی ہے کیونکہ

صحیح بخاری کی اس حدیث

صحيح البخاري: كِتَابُ الرِّقَاقِ (بَابُ رَفْعِ الأَمَانَةِ) صحیح بخاری: کتاب: دل کو نرم کرنے والی باتوں کے بیان میں (باب: (آخر زمانہ میں) دنیا سے امانت داری کا اٹھ جانا)

6497 .

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ، أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ، حَدَّثَنَا الأَعْمَشُ، عَنْ زَيْدِ بْنِ وَهْبٍ، حَدَّثَنَا حُذَيْفَةُ، قَالَ: حَدَّثَنَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَدِيثَيْنِ، رَأَيْتُ أَحَدَهُمَا وَأَنَا أَنْتَظِرُ الآخَرَ: حَدَّثَنَا: «أَنَّ الأَمَانَةَ نَزَلَتْ فِي جَذْرِ قُلُوبِ الرِّجَالِ، ثُمَّ عَلِمُوا مِنَ القُرْآنِ، ثُمَّ عَلِمُوا مِنَ السُّنَّةِ» وَحَدَّثَنَا عَنْ رَفْعِهَا قَالَ: يَنَامُ الرَّجُلُ النَّوْمَةَ، فَتُقْبَضُ الأَمَانَةُ مِنْ قَلْبِهِ، فَيَظَلُّ أَثَرُهَا مِثْلَ أَثَرِ الوَكْتِ، ثُمَّ يَنَامُ النَّوْمَةَ فَتُقْبَضُ فَيَبْقَى أَثَرُهَا مِثْلَ المَجْلِ، كَجَمْرٍ دَحْرَجْتَهُ عَلَى رِجْلِكَ فَنَفِطَ، فَتَرَاهُ مُنْتَبِرًا وَلَيْسَ فِيهِ شَيْءٌ، فَيُصْبِحُ النَّاسُ يَتَبَايَعُونَ، فَلاَ يَكَادُ أَحَدٌ يُؤَدِّي الأَمَانَةَ، فَيُقَالُ: إِنَّ فِي بَنِي فُلاَنٍ رَجُلًا أَمِينًا، وَيُقَالُ لِلرَّجُلِ: مَا أَعْقَلَهُ وَمَا أَظْرَفَهُ وَمَا أَجْلَدَهُ، وَمَا فِي قَلْبِهِ مِثْقَالُ حَبَّةِ خَرْدَلٍ مِنْ إِيمَانٍ وَلَقَدْ أَتَى عَلَيَّ زَمَانٌ وَمَا أُبَالِي أَيُّكُمْ بَايَعْتُ، لَئِنْ كَانَ مُسْلِمًا رَدَّهُ عَلَيَّ الإِسْلاَمُ، وَإِنْ كَانَ نَصْرَانِيًّا رَدَّهُ عَلَيَّ سَاعِيهِ، فَأَمَّا اليَوْمَ: فَمَا كُنْتُ أُبَايِعُ إِلَّا فُلاَنًا وَفُلاَنًا

. حکم : صحیح 6497

ہم سے محمد بن کثیر نے بیان کیا ، کہا ہم کو سفیان ثوری نے خبردی، کہاہم سے اعمش نے بیان کیا، کہاان سے زید بن وہب نے ، کہا ہم سے حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ہم سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دوحدیثیں ارشاد فرمائیں ۔ ایک کا ظہور تو میں دیکھ چکا ہوں اور دوسری کا منتظر ہوں ۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم سے فرمایا کہ امانت لوگوں کے دلوں کی گہرائیوں میں اترتی ہے ۔ پھر قرآن شریف سے۔ پھر حدیث شریف سے اس کی مضبوطی ہوتی جاتی ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم سے اس کے اٹھ جانے کے متعلق ارشاد فرمایا کہ " آدمی ایک نیند سوئے گا اور (اسی میں) امانت اس کے دل سے ختم ہوئے گی اور اس بے ایمانی کا ہلکا نشان پڑجائے گا ۔ پھر ایک اور نیند لے گا اب اس کا نشان چھالے کی طرح ہوجائے گاجیسے تو پاؤں پر ایک چنگاری لڑھکائے تو ظاہر میں ایک چھالا پھول آتا ہے اس کو پھولا دیکھتا ہے ، پر اندر کچھ نہیں ہوتا۔ پھر حال یہ ہوجائے گا کہ صبح اٹھ کر لوگ خرید وفروخت کریں گے اور کوئی شخص امانت دار نہیں ہوگا۔ کہا جائے گا کہ بنی فلاں میں ایک امانت دار شخص ہے ۔ کسی شخص کے متعلق کہا جائے گا کہ کتنا عقل مند ہے، کتنا بلند حوصلہ ہے اور کتنا بہادر ہے۔ حالانکہ اس کے دل میں رائی برابر بھی ایمان (امانت) نہیں ہوگا ۔ " (حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں) میں نے ایک ایسا وقت بھی گذارا ہے کہ میں

اس کی پروا نہیں کرتا تھاکہ کس سے خرید وفروخت کرتا ہوں ۔ اگر وہ مسلمان ہوتا تو اس کو اسلام (بے ایمانی سے) روکتا تھا۔ اگر وہ نصرانی ہوتا تو اس کا مددگار اسے روکتا تھا لیکن اب میں فلاں اور فلاں کے سوا کسی سے خرید وفروخت ہی نہیں کرتا۔

کے بعد یہ لکھا ہوا ہے

قَالَ الْفِرَبْرِيُّ قَالَ أَبُو جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا أَبَا عَبْدِ اللَّهِ فَقَالَ سَمِعْتُ أَحْمَدَ بْنَ عَاصِمٍ يَقُولُ سَمِعْتُ أَبَا عُبَيْدٍ يَقُولُ قَالَ الأَصْمَعِيُّ وَأَبُو عَمْرٍو وَغَيْرُهُمَا جَذْرُ قُلُوبِ الرِّجَالِ الْجَذْرُ الأَصْلُ مِنْ كُلِّ شَيْءٍ ، وَالْوَكْتُ أَثَرُ الشَّيْءِ الْيَسِيرُ مِنْهُ ، وَالْمَجْلُ أَثَرُ الْعَمَلِ فِي الْكَفِّ إِذَا غَلُظَ

ابن حجر اس پر کہتے ہیں کہ

قوله قال الفربرى ثبت ذلک فى رواية المستملى وحده وأبو جعفر الذى روى عنه هنا هو محمد بن أبى حاتم البخارى وراق البخارى أى ناسخ كتبه وقوله حدثت أبا عبد الله يريد البخارى

جواب

امام بخاری کے کئی شاگرد تھے اس میں دو کا یہاں ذکر ہے
محمد بن أبی حاتم البخاری وراق البخاری
اور فربری کا

دونوں نے امام بخاری سے صحیح کو لیا لیکن فربری نے اپنے نسخے پر محمد بن أبی حاتم البخاری وراق البخاری کے بھی بعض جملے لکھے جو امام بخاری نے ان محمد بن أبی حاتم البخاری وراق البخاری سے کہے تھے یہ کچھ نوٹ یا تبصرہ کی مانند ہیں

یعنی الف کے دو شاگرد ہیں ب اور ج
ب نے الف سے لکھا
ج نے الف سے لکھا
پھر الف کا انتقال ہوا اور ب نے ج کے نوٹ بھی اپنے نسخے میں شامل کیے

صحيح البخاري: كِتَابُ العِلْمِ (بَابٌ كَيْفَ يُقْبَضُ العِلْمُ) صحیح بخاری: کتاب: علم کے بیان میں (باب: علم کس طرح اٹھا لیا جائےگا)

100 .

حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ أَبِي أُوَيْسٍ، قَالَ حَدَّثَنِي مَالِكٌ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ العَاصِ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: «إِنَّ اللَّهَ لاَ يَقْبِضُ العِلْمَ انْتِزَاعًا يَنْتَزِعُهُ مِنَ العِبَادِ، وَلَكِنْ يَقْبِضُ العِلْمَ بِقَبْضِ العُلَمَاءِ، حَتَّى إِذَا لَمْ يُبْقِ عَالِمًا اتَّخَذَ النَّاسُ رُءُوسًا جُهَّالًا، «فَسُئِلُوا فَأَفْتَوْا بِغَيْرِ عِلْمٍ، فَضَلُّوا وَأَضَلُّوا

قَالَ الفِرَبْرِيُّ: حَدَّثَنَا عَبَّاسٌ، قَالَ: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ، حَدَّثَنَا جَرِيرٌ، عَنْ هِشَامٍ نَحْوَهُ

. حکم : صحیح 100

ہم سے اسماعیل بن ابی اویس نے بیان کیا، ان سے مالک نے ہشام بن عروہ سے، انھوں نے اپنے باپ سے نقل کیا، انھوں نے عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما سے نقل کیا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ اللہ علم کو اس طرح نہیں اٹھا لے گا کہ اس کو بندوں سے چھین لے۔ بلکہ وہ (پختہ کار) علماء کو موت دے کر علم کو اٹھائے گا۔ حتیٰ کہ جب کوئی عالم باقی نہیں رہے گا تو لوگ جاہلوں کو سردار بنا لیں گے، ان سے سوالات کیے جائیں گے اور وہ بغیر علم کے جواب دیں گے۔ اس لیے خود بھی گمراہ ہوں گے اور لوگوں کو بھی گمراہ کریں گے۔

فربری نے کہا ہم سے عباس نے بیان کیا، کہا ہم سے قتیبہ نے، کہا ہم سے جریر نے، انھوں نے ہشام سے مانند اس حدیث کے۔

ابن حجر عسقلانی اس روایت پر کہتے ہیں

«قوله «قال الفربری

هذا من زيادات الراوی عن البخاری فی بعض الأسانيد وهی قليلة

اور بدر الدین عینی عمدة القاری شرح صحیح البخاری میں کہتے ہیں کہ

قال الفِرَبْرِيُّ : حدّثنا عبَّاسٌ قالَ : حدّثنا قُتَيْبَةُ ، حدّثنا جَريرٌ عنْ هِشَامٍ نحْوَهُ

هذا من زيادات الراوى عن البخارى فى بعض الأسانيد وهى قليلة . والفربرى ، بكسر الفاء وفتحها وفتح الراء وإسكان الباء الموحدة : نسبة إلى فربر ، وهى قرية من قرى بخارى على طرف جيحون ، وهو أبو عبد اللَّه محمد بن يوسف بن مطر بن صالح بن بشر . وقال الكلاباذى : كان سماع الفربرى من البخارى (صحيحه) مرتين : مرة بفربر سنة ثمان وأربعين ومائتين ، ومرة ببخارى سنة ثنتين وخمسين ومائتين . ولد سنة إحدى وثلاثين ومائتين ، ومات سنة عشرين وثلثمائة

اس کا مطلب ہے فربری نے بخاری کے نسخہ میں تین مقام پر اپنی سند سے روایت بیان کی

فربری نے صحیح بخاری کس سے لی؟
صحیح بخاری کے ایک راوی مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ الْفِرَبْرِيُّ اپنی سند ڈائریکٹ امام بخاری سے دیتے ہیں

أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ الْفِرَبْرِيُّ وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ الْبُخَارِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ مُوسَى عَنْ سُفْيَانَ قَالَ إِذَا قُرِئَ عَلَى الْمُحَدِّثِ فَلاَ بَأْسَ أَنْ يَقُولَ حَدَّثَنِى . قَالَ وَسَمِعْتُ أَبَا عَاصِمٍ يَقُولُ عَنْ مَالِكٍ وَسُفْيَانَ الْقِرَاءَةُ عَلَى الْعَالِمِ وَقِرَاءَتُهُ سَوَاءٌ.

لنک

http://ia800200.us.archive.org/BookReader/BookReaderImages.php?zip=/6/items/waq295657/295657_jp2.zip&file=295657_jp2/295657_0026.jp2&scale=3&rotate=0
http://library.islamweb.net/newlibrary/display_book.php?idfrom=63&idto=63&bk_no=68&ID=51
http://hadith.al-islam.com/Page.aspx?pageid=192&BookID=24&PID=63
https://sunnah.com/bukhari/3/54

جب وہ ڈائریکٹ امام بخاری سے سن رہے ہیں تو بچ میں دوسرے راوی ڈالنے کی کیا ضرورت ہے ان کو بعض اوقات تو بغیر نام لئے کہہ دیتے ہیں کہ

قلت لِأَبِى عبد اللَّهِ من يقول سمعت رَسُولَ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم جُنْدَبٌ قال نعم جُنْدَبٌ

جیسا کہ اس حدیث میں ہے

لنک

http://islamicurdubooks.com/Sahih-Bukhari/Sahih-Bukhari-.php?hadith_number=7152
یہ ایسا کیوں کرتے ہیں

ابن حجر اس حدیث کی شرح میں لکھتے ہیں کہ

وأبو عبد الله المذكور هو المصنف والسائل له الفربرى وقد خلت رواية النسفى عن ذلک

اور بدر الدین عینی عمدة القاری شرح صحیح البخاری میں لکھتے ہیں کہ

قوله : قلت لأبى عبد الله أبو عبد الله هو البخارى ، والقائل له هو الفربرى ، وليس هذا فى رواية النسفى

آپ سے وضاحت چاہیے - امید ہے کہ آپ ضرور جواب دیں گے

جواب

أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ الْفِرَبْرِيُّ وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ الْبُخَارِيُّ

یہ فربری کی سند نہیں عبید اللہ کی سند ہے جو فربری کے شاگرد ہیں یہ ان کا اس مقام پر اضافہ ہے
فيض الباري على صحيح البخاري اور التوشيح شرح الجامع الصحيح میں اس ایسا ہی ہے
حَدَّثَنَا عبيد الله وَأَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ الْفِرَبْرِيُّ وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ الْبُخَارِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ مُوسَى عَنْ سُفْيَانَ قَالَ إِذَا قُرِئَ عَلَى الْمُحَدِّثِ
یہ الصَّغانِّي کے نسخہ میں ہے اور اس کی سند بھی فربری تک جاتی ہے

باقی عینی اور ابن حجر نے ایسا کچھ نہیں کہا جس سے اختلاف ہو-فربری کبھی امام بخاری کو ابو عبد اللہ کنیت سے بھی کہتے ہیں
قال محمد بن يوسف الفربري: ذكر عن أبي عبد الله،

یہ اسناد چند مقام پر ناقل کتاب کی سند کی وجہ سے ہیں

صحیح بخاری میں ابراہیم علیہ السلام کے لئے کذب کا کہا گیا ہے ؟

روایت کے الفاظ غیر مناسب ہیں ؟

جواب

توریہ کہتے ہیں زبان دانی میں الفاظ کے کھیل کو کہ آپ بات بدل دیں ایسے کہ سننے والا مفہوم کچھ اور سمجھے
التورية (أو الإيهام أو التخييل) هى أن يذكر المتكلم لفظًا مفردًا له معنيان، قريب ظاهر غير مراد، (وبعيد خفىّ هو المراد.
توریہ یا الإيهام یا التخییل یہ یہ ہے کہ متکلم ایک لفظ کا ذکر کرے جو ذو معنی ہوں جو ظاہری ہو وہ مراد نہ ہو بلکہ جو بعید ہوں وہ مراد ہو

غريب الحديث میں قاسم بن سلام (المتوفى: 224هـ) کہتے ہیں
قَالَ أَبُو عُبَيْدٍ: وَلَا أَرَاهُ مأخوذًا إِلَّا من وَرَاء الْإِنْسَان لِأَنَّهُ إِذا قَالَ: وريته - فَكَأَنَّهُ إِنَّمَا جعله وَرَاءه حَيْثُ لَا يظْهر
میں نہیں دیکھتا کہ یہ ماخوذ ہو وَرَاء الْإِنْسَان سے (انسان کے پیچھے سے) ابو عبید نے کہا وریتہ بلاشبہ کہا گیا ہے پس اس کو کر دیا پیچھے کیونکہ یہ ظاہر نہیں ہوا

اس کو قرآن نے ابراہیم کے لئے بیان کیا دو مقام پر کہ انہوں نے قوم کو دھوکہ دیا اور کہا
{بل فعله كبيرهم هذا}
بلکہ یہ اس بڑے (صنم) نے کیا ہے
{فنظر نظرة في النجوم فقال إني سقيم}
پس اس نے ستاروں پر نظر ڈالی اور کہا میں بیمار ہوں

تیسرا ان کا توریہ حدیث میں مذکور ہے کہ انہوں نے بیوی کو بہن کہا کہ مشرک بادشاہ دھوکہ کھا جائے
روایت میں اسکو کذب کہا گیا ہے تَوْرِيَة نہیں کہا گیا
لَمْ يَكْذِبْ إِبْرَاهِيمُ عَلَيْهِ السَّلَامُ إِلَّا ثَلَاثًا
اس کو وجہ یہ ہے کہ دور نبوی میں یہ لفظ عربی میں مستعمل نہیں تھا
یہ الفاظ کے مفہوم میں معمولی فرق ہے ایک مثبت لیا جاتا ہے ایک منفی لیکن جب تَوْرِيَة کا لفظ نہیں تھا اس وقت سیاق و سباق سے کذب کی سنجیدگی کا اندازہ لگایا جاتا تھا

اس لئے یہ وہ مثبت کذب ہے یا توریہ ہے جو دروغ گوئی کے مفہوم پر نہیں ہے کیونکہ ابراہیم کو قوم پر چوٹ لگانی تھی اور ہجرت کے دوران کسی غیر ضروری مسئلہ میں نہیں الجھنا تھا کیونکہ ان کو حکم تھا کہ ارض مقدس کی طرف کوچ کریں

کہا جا سکتا ہے کہ جو اللہ کا رسول ہو جو اللہ سے ہی ڈرتا ہو وہ چھپ کر کیوں بت توڑے گا اور کیوں ستاروں کو دیکھے گا ؟ جامد سوچ والے لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ انبیاء اپنے معاشروں سے کٹے ہوئے لوگ تھے ان کا عام لوگوں سے کوئی تعلق نہیں تھا نہ وہ بازار جاتے نہ معاش کا سوچتے تھے - اس کے برعکس ابراہیم یہ بہانہ کرتے ہیں وہ بیمار ہونے کا بہانہ کرتے ہیں وہ ستاروں کو دیکھتے ہیں اور ستارہ پرستوں کو دھوکہ دیتے ہیں وہ بت توڑ کر معصوم بننے کی حرکت کرتے ہیں - ہم سب اس پر ایمان لاتے ہیں یہ دعوت کا انداز ہے جو معاشرہ کی کیفیت دیکھ کر بالاخر کرنا پڑا

قرآن نے ابراہیم کے عمل پر کوئی تبصرہ نہیں کیا صرف واقعہ بیان کیا ہے - ابراہیم کی قوم کے نزدیک وہ جھوٹ بولتے تھے کہ انہوں نے بت نہیں توڑے یا وہ بیمار تھے اسی لئے ان کو نذر آتش کیا - ابراہیم علیہ السلام اللہ پر بھروسہ کرنے والے تھے انہوں نے اپنی بیوی ہاجرہ علیہ السلام کو بے آباد مقام پر چھوڑ دیا- کیا خبر کوئی ڈاکو اتا اور قتل کرتا - (أور ایسا ہوا بھی کہ ابراہیم کے جاتے ہی قبیلہ جرھم کا قافلہ وہاں سے گزرا) ابراہیم کو اسکا خیال نہیں آیا - انہوں نے سارہ علیہ آلسلام کو بھی ایک مشرک بادشاہ کے حوالے کیا لیکن اللہ کے بھروسے پر نہ کہ بادشاہ کے خوف ہے ڈر کر - تدبیر اور تقیہ کی اپنی ایک مصلحت ہوتی ہے - حدیث پر تنقید سے پہلے قرآن میں کیا بتاتا جا رہا ہے اس کو مخالف مشرک کی نظر سے سمجھنا ضروری ہے تاکہ دعوت کے اندز میں فرق کو سمجھا جا سکے

اعتراض اول
بعض لوگوں نے حدیث پر اعتراض کیا ہے کہ ابراہیم تو بوڑھے تھے سارہ بھی بوڑھی ہوں گی - پتا نہیں یہ ان کو کیسے معلوم ہوا

جواب
یہ واقعہ ہجرت کے وقت پیش آیا جب ابراہیم بابل سے ارض مقدس کی طرف جا رہے تھے ابراہیم اس وقت جوان تھے جیسا کہ قرآن میں ہے کفار نے کہا ہم نے ایک جوان (فتی) کو جس کو ابراہیم کہا جاتا ہے معبودوں پر جرح کرتے سنا ہے
لہذا اس وقت سارہ اور ابرہیم عالم شباب میں تھے نہ کہ بوڑھے

اعتراض دوم
نام میں ھاجر کہا گیا ہے جو کافر کے ساتھ تک بندی ہے
یہ فن استعارہ اور کنایہ کا ایک شاہکار استعمال ہے اور وہ بھی اس انداز سے کہ تلک امکم یعنی

یہ کہنا کہ یہ ہے تمہاری ماں
جواب
ھاجر ہی اصل نام ہے جو عربی کا لفظ نہیں ہے ابراہیم کی زبان کا یا اس علاقے کی زبان کا لفظ ہے جس طرح سارہ اور ابراہیم اس کا عربی سے کوئی تعلق ہی نہیں
اسلام کے بعد ھاجرۃ کہا گیا کیونکہ عربی میں جو ابراہیم سے بھی پرانی زبان ہے اس میں ھاجر ہجرت کرنے والے کے لئے کہا جاتا ہے لہذا اس نام کو معرب کیا گیا تائے تانث لگا کر

اعتراض سوم
روایت کے الفاظ غلیظ ہیں ابو ہریرہ نے کہا
قَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ فَتِلْكَ أُمُّكُمْ يَا بَنِي مَاءِ السَّمَاءِ
یہ ہے تمہاری ماں، اے اوپر سے گرنے والے پانی کی اولاد ۔
اے آسمانی پانی کی اولاد ! یہ بہت گہرے مفہوم کی گالی اور تبرا ہے۔
جواب
اے آسمان کے پانی کی نسل
اس کا صحیح ترجمہ ہے
ابن حبان صحیح میں کہتے ہیں
قَالَ أَبُو حَاتِمٍ: كُلُّ مَنْ كَانَ مِنْ وَلَدِ هَاجَرَ يُقَالُ لَهُ: وَلَدُ مَاءِ السَّمَاءِ، لِأَنَّ إِسْمَاعِيلَ مِنْ هَاجَرَ، وَقَدْ رُبِّيَ بِمَاءِ زَمْزَمَ وَهُوَ مَاءُ السَّمَاءِ الَّذِي أَكْرَمَ اللَّهُ بِهِ إِسْمَاعِيلَ حَيْثُ وَلَدَتْهُ أُمُّهُ هَاجَرُ، فَأَوْلَادُهَا أولاد ماء من السماء.

ہر وہ شخص جو هَاجَرَ کی نسل سے ہے اس کو آسمان کے پانی کی اولاد کہا گیا ہے کیونکہ اسماعیل وہ ہیں جنہوں نے ہجرت کی اور ان کی پرورش زمزم کے پانی پر ہوئی جو آسمان کا پانی ہے جس سے اللہ نے انکی تکریم کی اسماعیل کی اور انکی ماں کی پس انکی اولاد آسمانی پانی کی نسل ہے

لہذا یہ کوئی غلیظ زبان نہیں بلکہ تکریم ہے سوچ سوچ کا فرق ہے

صحیح البخاری میں بندروں کے رجم کا واقعہ نقل ہوا ہے ؟

جواب

صحیح بخاری کے بعض نسخوں میں ایک مقام پر ایک راوی عمرو بن میمون کہتا ہے کہ اس نے دیکھا کہ بندروں نے ایک زانی بندر کو رجم کیا - عمرو بن میمون دور نبوی میں معآذ رضی الله عنہ کے ہاتھ پر ایمان لایا لیکن نبی صلی الله علیہ وسلم سے ملاقات نہ ہوئی اور یمن سے کوفہ منتقل ہوا

صحیح بخاری کا اثر ہے

حَدَّثَنَا نُعَيْمُ بْنُ حَمَّادٍ، حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ، عَنْ حُصَيْنٍ، عَنْ عَمْرِو بْنِ مَيْمُونٍ، قَالَ: «رَأَيْتُ فِي الجَاهِلِيَّةِ قِرْدَةً اجْتَمَعَ عَلَيْهَا قِرَدَةٌ، قَدْ زَنَتْ، فَرَجَمُوهَا، فَرَجَمْتُهَا مَعَهُمْ» , (خ) 3849

ہم سے نعیم بن حماد نے روایت کیا اس سے ہشیم نے اس نے عمرو بن میمون سے کہ عمرو نے کہا میں نے جاہلیت میں بندروں کو دیکھا جو جمع ہوئے اور بندر کو دیکھا جس نے زنا کیا تھا پس اس کو رجم کیا اور میں نے بھی انکے ساتھ رجم کیا

کتاب الاستيعاب في معرفة الأصحاب از ابن عبد البر میں عمرو بْن مَيْمُون الأودي کے ترجمہ میں اس پر تبصرہ ہے

وَهُوَ الَّذِي رأى الرجم فِي الجاهلية من القردة إن صح ذَلِكَ، لأن رواته مجهولون. وَقَدْ ذَكَرَ الْبُخَارِيُّ عَنْ نُعَيْمٍ، عَنْ هُشَيْمٍ، عَنْ حُصَيْنٍ، عَنْ عَمْرِو بْنِ مَيْمُونَ الأَوْدِيِّ مُخْتَصَرًا، قَالَ: رَأَيْتُ فِي الْجَاهِلِيَّةِ قِرْدَةً زَنَتْ فَرَجَمُوهَا- يَعْنِي الْقِرَدَةَ- فَرَجَمْتُهَا مَعَهُمْ. ورواه عباد بْن العوام، عَنْ حُصَيْنٍ، كما رواه هشيم مختصرا، وأما القصة بطولها فإنها تدور على عبد الملك بن مسلم، عن عيسى ابن حطان، وليسا ممن يحتج بهما، وَهَذَا عِنْدَ جماعة أهل العلم منكر إضافة الزنا إِلَى غير مكلف، وإقامة الحدود فِي البهائم، ولو صح لكانوا من الجن، لأن العبادات فِي الجن والإنس دون غيرهما، وقد كَانَ الرجم فِي التوراة.

اور یہی وہی راوی ہے جس نے ایام جاہلیت میں بندروں کے رجم کا واقعہ دیکھا اگر یہ صحیح ہے لیکن اس میں مجہول راوی ہیں اور بے شک امام بخاری نے عَنْ نُعَيْمٍ، عَنْ هُشَيْمٍ، عَنْ حُصَيْنٍ، عَنْ عَمْرِو بْنِ مَيْمُونَ الأَوْدِيِّ کی سند سے اس کو مختصرا نقل کیا ہے کہا میں عمرو نے جاہلیت میں ایک بندر دیکھا جس نے زنا کیا تھا پس رجم کیا گیا اور میں نے ان کے ساتھ رجم کیا اور اسکو روایت کیا ہے عباد بْن العوام، عَنْ حُصَيْنٍ سے جیسا ھشیم نے کیا مختصر اور جہاں تک قصہ کا تعلق ہے تو اس کو تفصیلا عبد الملك بن مسلم، عن عیسی ابن حطان سے روایت کیا ہے جو نا قابل دلیل ہیں اور ایک اہل علم کی جماعت کے نزدیک (یہ تمام واقعہ) منکر ہے غیر مکلف پر زنا کی اضافت کے لئے اور چوپایوں پر اقامت حدود کے لئے اور اگر صحیح بھی ہوتا تو

ممکن ہے یہ جنات ہوں کیونکہ عبادت جن و انس پر ہے دوسروں پر نہیں ہے اور بے شک رجم کا ذکر توریت میں ہے

البانی کتاب مُخْتَصَر صَحِيحُ الإِمَامِ البُخَارِي مكتَبة المَعارف للنَّشْر والتوزيع، الرياض میں صحیح بخاری کے اس اثر پر لکھتے ہیں

قلت: هذا أثر منكر؛ إذ كيف يمكن لإنسان أن يعلم أن القردة تتزوج، وأن من خلقهم المحافظة على العرض، فمن خان قتلوه؟ ثم هب أن ذلك أمر واقع بينها، فمن أين علم عمرو بن ميمون أن رجم القردة إنما كان لأنها زنت؟! وأنا أظنُّ أن الآفة من شيخ المصنف نعيم بن حماد؛ فإنه ضعيف متهم، أو من عنعنة هشيم؛ فإنه كان مدلسًا، لكن ذكر ابن عبد البر في" الاستيعاب" (3/ 1205) أنه رواه عباد بن العوام أيضاً عن حصين كما رواه هشيم مختصراً. قلتُ: وعباد هذا ثقة من رجال الشيخين، وتابعه عيسى بن حطان عن عمرو بن ميمون به مطولاً. أخرجه الإسماعيلي. وعيسى هذا وثقه العجلي، وابن حبان، وروايته مفصلة تبعد النكارة الظاهرة من رواية نعيم المختصرة، وقد مال الحافظ إلى تقويتها؛ خلافاً لابن عبد البر. والله أعلم

میں البانی کہتا ہوں : یہ اثر منکر ہے ایک انسان کیسے پتا کر سکتا ہے کہ بندر شادی شدہ تھا ..... اور کیسے عمرو بن میمون کو پتا چلا کہ بندر زانی تھا اور میں سمجھتا ہوں اس میں آفت مصنف کے شیخ نعیم بن حماد کی وجہ سے ہے جو ضعیف متہم (قابل الزام) ہے یا پھر ہشیم کا عنعنہ ہے کیونکہ وہ مدلس ہے جس کا ذکر ابن عبد البر نے الاستیعاب میں کیا ہے اس کو عباد بن العوام نے حصین بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ سے روایت کیا ہے جیسا ہشیم نے کیا مختصرا کیا ہے میں البانی کہتا ہوں عباد ثقہ ہے صحیحین کے رجال میں سے ہے اور اس کی متابعت کی ہے عیسی بن حطان عن عمرو بن میمون نے اس کی تخریج الاسماعیلی نے کی ہے اور یہ عیسیٰ ثقہ ہے عجلی اور ابن حبان کے مطابق اور جو روایت مفصل ہے وہ اس سے الگ ہے جو نعیم کی مختصر روایت ہے اور اسی طرف حافظ عسقلانی کا میلان ہوا ہے ابن عبد البر کی بات کے خلاف و اللہ اعلم

البانی کے مطابق ابن حجر سے غلطی ہوئی ہے جنہوں نے ابن عبد البر کی مخالفت کی جو اس اثر کو منکر کہتے تھے اور البانی نے نزدیک روایت میں یا تو تدلیس ہوئی ہے یا نُعَيْمُ بْنُ حَمَّادٍ (ضعیف) کی وجہ ہے لہذا البانی اس اثر کو رد کرتے ہیں

ابن جوزی کتاب كشف المشكل من حديث الصحيحين میں کہتے ہیں

وَهَذَا فِي بعض النّسخ بالبخاري لَا فِي كلهَا، وَلَيْسَ فِي رِوَايَة النعيمي عَن الْفربرِي

یہ رجم کا واقعہ بخاری کے کچھ نسخوں میں ہے سب میں نہیں ہے اور نہ ہی النعيمي کی الْفربرِي سے روایت والے نسخے میں یہ ہے

الْفربرِي کا نسخہ تمام نسخوں میں سب سے بہتر سمجھا جاتا ہے

اسی طرح بخاری کے شارح الکرمانی (بحوالہ منحة الباري) کہتے ہیں

أن هذه الحكاية لم توجد في بعض نسخ البخاري
یہ حکایت بخاری کے بعض نسخوں میں نہیں ملی
ابن قتیبہ کتاب : تأویل مختلف الحدیث میں کہتے ہیں

قَالَ أَبُو مُحَمَّدٍ: وَقَدْ يُمْكِنُ أَنْ يَكُونَ رَأَى الْقُرُودَ تَرْجُمُ قِرْدَةً، فَظَنَّ أَنَّهَا تَرْجُمُهَا لِأَنَّهَا زَنَتْ، وَهَذَا لَا يَعْلَمُهُ أَحَدٌ إِلَّا ظَنًّا لِأَنَّ الْقُرُودَ لَا تُنْبِئُ عَنْ أَنْفُسِهَا وَالَّذِي يَرَاهَا تَتَسَافَدُ، لَا يَعْلَمُ أَزَنَتْ، أَمْ لَمْ تَزْنِ؟ هَذَا ظَنٌّ.
ابن قتیبہ کہتے ہیں : ممکن ہے عمرو نے بندروں کو ایک بندر کو رجم کرتے دیکھا ہو پس اس نے گمان کیا کہ یہ اس کو رجم کر رہے ہیں کیونکہ یہ زانی ہے اور یہ کوئی نہیں جان سکتا سوائے اس کے وہ ظن کرے یہ کوئی اپنے آپ نہیں جان سکتا اور جو اس نے دیکھا اس میں الجھ گیا نہیں جان سکا کہ بندر نے زنا کیا تھا یا نہیں سو یہ (عمرو کا) گمان ہے
الغرض یہ آوٹ پٹانگ اثر ہے اور بخاری کے کاتبوں کی غلطی ہے کہ مولف امام بخاری کوئی بات انہوں نے صحیح کا حصہ سمجھ کر لکھ دی اسکی دلیل ہے کہ صحیح بخاری کے باقی نسخوں میں یہ موجود نہیں

اغلبا البانی کے رد میں کتاب منکرین حدیث کی مغالطہ انگیزیوں کے علمی جوابات از جلال الدین قاسمی تحقیق و تخریج محمد ارشد کمال میں اس کا جواب دیا گیا ہے

پہلا جواب تو یہ ہے کہ بندروں کی شکل میں وہ جن تھے اور وہ بھی شریعت کے مکلّف ہیں۔ تورات میں رجم کا حکم تھا اور نص قرآنی سے ثابت ہے کہ جنوں کی ایک جماعت شریعت موسوی کی پابند تھی۔ (دیکھیے الاحقاف:۲۶)

دوسرا جواب یہ ہے کہ اگر بندروں نے کسی بندریا کو اُس کی آوارگی پر پتھروں سے ہلاک کر دیا تو اللہ تعالیٰ کی مخلوقات میں یہ کون سی عجیب بات ہوگئی جسے عقل ومشاہدہ قبول نہیں کر سکتے۔ جبکہ ماہر عمرانیات کی تصریحات موجود ہیں کہ بندر کے جسم کے ساتھ ساتھ اس کی سوچ بھی انسانوں سے مشابہت رکھتی ہے۔ جانوروں میں غیرت کا پایا جانا ایک تسلیم شدہ حقیقت ہے، لہٰذا انھیں بھی غیرت آتی ہے۔

رجم کا حکم توریت کا ہے - یمن میں یہود کا اثر تھا اور عمرو بن میمون نے جو یمنی تھا اس کے بقول اس نے یہ ہوتے ہوئے دیکھا یعنی توریت کا حکم بندروں میں بھی رواج پذیر تھا ممکن

ہے عمرو کا مقصد ہو کہ بندروں کو یہود کے ان مسخ ہو جانے والے گروہوں میں بتائے لیکن قرآن کے مطابق جو قومیں بھی مسخ ہوئیں ان کی نسل نہ چلی

وَحَرَامٌ عَلَى قَرْيَةٍ أَهْلَكْنَاهَا أَنَّهُمْ لا يَرْجِعُونَ
اور حرام ہے بستی پر جس کو ہم ہلاک کر دیں کہ وہ واپس پلٹ سکیں
سورہ الانبیاء

یعنی تمام مسخ شدہ قوموں کی نسل معدوم ہو گئی

روایت پرست علماء نے ان تمام علماء کو منکرین حدیث قرار دے دیا ہے جنہوں نے اس روایت پر اعتراض کیا ہے مثلا البانی جو اس کو منکر کہتے ہیں، ایک طرح سے ان پر بھی زبیر علی زئی نے منکر حدیث کا فتوی لگا دیا ہے

41 صحیح بخاری پر اعتراضات کا علمی جائزہ

منکرین حدیث اور منکرین سزائے رجم کو اس بات پر اعتراض ہے کہ جنوں نے زنا کرنے والی جنی (مادہ جن) کو کیوں رجم کر دیا تھا؟ تو کیا جن مکلف مخلوق نہیں ہیں؟

تنبیہ ①: شادی شدہ زانی کو سنگسار کرنا صحیح ومتواتر احادیث سے ثابت ہے مثلاً دیکھئے صحیح بخاری (۶۸۱۴) وصحیح مسلم (۱۷۰۲) اور نظم المتناثر من الحدیث المتواتر (ص ۱۷۴ حدیث: ۱۸۲)

تنبیہ ②: جنوں کا جانوروں کی شکل اختیار کرنا صحیح احادیث سے ثابت ہے مثلاً دیکھئے صحیح مسلم (ح ۲۲۳۶ وترقیم دارالسلام: ۵۸۳۹) وموطأ امام مالک (۲/۹۷۶، ۹۷۷ ح ۱۸۹۴)

تنبیہ ③: بندر کی شکل اختیار کئے ہوئے زانی جن کی حمایت میں یہ کہنا کہ "بندر بے چارے پر زیادتی کی ہے" تو ایسے شخص کو زنا کرنے والے جنوں (اور زانی انسانوں) کے حامی کے سوا اور کیا نام دیا جا سکتا ہے؟ منکرین حدیث کو یہ ثابت کرنا چاہئے کہ ان کے نزدیک جنوں کے لئے زنا کرنا معاف ہے!!

زبیر علی کے مطابق بندر جن تھے جو توریت کا حکم نافذ کر رہے تھے! جنوں کا جانور کی شکل میں ٹھوس جسم اختیار کرنا خود محتاج دلیل ہے

شیعہ کہتے ہیں امام بخاری نے آیات تراشیں

امام بخاری کی یہ حدیث کہاں ہے – اس کا نمبر کیا ہے پلیز یہ پوری حدیث لکھ دیں

: قرآن کی آیت 97سورۃ نساء سے لکھتے ہیں
اِنَّ الَّذِیْنَ تَوَفّٰھُمُ الْمَآءِکَۃ ُظَالِمِیْٓ اَنْفُسِھِمْ قَالُوا فِیْمَ کُنْتُمْ قَالُوْا کُنَّا مُسْتَضْعَفِیْنَ فِی الْاَرْضِ الی قولہٖ وَجْعَلْ لَّنَا مِنْ لَّدُنْکَ نَصِیْرًا ۔

جس کا ذکر ایک شیعہ یہاں بھی کر رہا ہے

لنک

http://studyhadithbyquran.blogspot.com/2012/08/blog-post.html#.WWYJPISGN0w
کیا إنما الأعمال بالنیات گھڑی ہوئی ہے ؟

جواب

یہ حدیث نہیں باب میں ایک آیت لکھی ہے
إِنَّ الَّذِينَ تَوَفَّاهُمُ الْمَلَائِكَةُ ظَالِمِي أَنفُسِهِمْ قَالُوا فِيمَ كُنتُمْ ۖ قَالُوا كُنَّا مُسْتَضْعَفِينَ فِي الْأَرْضِ ۚ قَالُوا أَلَمْ تَكُنْ أَرْضُ اللَّهِ وَاسِعَةً فَتُهَاجِرُوا فِيهَا ۚ فَأُولَٰئِكَ مَأْوَاهُمْ جَهَنَّمُ ۖ وَسَاءَتْ مَصِيرًا
یہ آیت ہے
جبکہ امام بخاری نے یا کاتب نے یہ دوسری طرح شرحا لکھا ہے
اس میں شیعہ محقق کا کہنا ہے کہ یہ آیت امام بخاری نے تراشی ہے

إن الذين توفاهم الملائكة ظالمي أنفسهم قالوا فيم كنتم قالوا كنا مستضعفين في الأرض إلى قوله واجعل لنا من لدنك نصيرا

اصلا یہ نسخہ سلطانیہ ہے اور اسی مقام پر حاشیہ میں موجود ہے کہ یہ الاصیلی کے نسخہ میں ایسا ہے اور حاشیہ میں یہ بھی ہے کہ ابی ذر الھروی کے نسخہ میں آیات اس طرح لکھی ہیں یعنی
وَقَالَ: {إِنَّ الَّذِينَ تَوَفَّاهُمُ المَلَائِكَةُ ظَالِمِي أَنْفُسِهِمْ قَالُوا فِيمَ كُنْتُمْ قَالُوا كُنَّا مُسْتَضْعَفِينَ فِي الأَرْضِ} [النساء: 97]- إِلَى قَوْلِهِ – {عَفُوًّا غَفُورًا} [النساء: 43] وَقَالَ: {وَالمُسْتَضْعَفِينَ مِنَ الرِّجَالِ وَالنِّسَاءِ وَالوِلْدَانِ الَّذِينَ يَقُولُونَ رَبَّنَا أَخْرِجْنَا مِنْ هَذِهِ القَرْيَةِ الظَّالِمِ أَهْلُهَا وَاجْعَلْ لَنَا مِنْ لَدُنْكَ وَلِيًّا وَاجْعَلْ لَنَا مِنْ لَدُنْكَ نَصِيرًا} [النساء: 75] اس میں بیچ میں سورہ النساء کی آیات ٤٣ ہے جس کا بحث سے

کوئی تعلق نہیں ہے جو وضو پر ہے
يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَقْرَبُوا الصَّلَاةَ وَأَنتُمْ سُكَارَىٰ حَتَّىٰ تَعْلَمُوا مَا تَقُولُونَ وَلَا جُنُبًا إِلَّا عَابِرِي سَبِيلٍ حَتَّىٰ تَغْتَسِلُوا ۚ وَإِن كُنتُم مَّرْضَىٰ أَوْ عَلَىٰ سَفَرٍ أَوْ جَاءَ أَحَدٌ مِّنكُم مِّنَ الْغَائِطِ أَوْ لَامَسْتُمُ النِّسَاءَ فَلَمْ تَجِدُوا مَاءً فَتَيَمَّمُوا صَعِيدًا طَيِّبًا فَامْسَحُوا بِوُجُوهِكُمْ وَأَيْدِيكُمْ ۗ إِنَّ اللَّهَ كَانَ عَفُوًّا غَفُورًا

یعنی الھروی کے نسخہ میں کسی کاتب کی غلطی سے ۹۷ اور ۷۵ کے بیچ میں یہ ۴۳ آیت آگئی ہے کیونکہ ۹۷ والی آیت ۷۵ سے شرح ہو رہی ہے
إِلَى قَوْلِهِ سے مراد یہ نہیں کہ آگے تک آیت ہے بلکہ مطلب اس کی شرح ہے

فتح الباری ابن حجر میں اس پر بحث بھی ہے
وَقَالَ إِنَّ الَّذِينَ تَوَفَّاهُمُ الْمَلَائِكَةُ ظَالِمِي أَنْفُسِهِمْ قَالُوا فِيمَ كُنْتُمْ قَالُوا كُنَّا مُسْتَضْعَفِينَ فِي الْأَرْضِ إِلَى قَوْلِهِ عَفُوًّا غَفُورًا وَقَالَ وَالْمُسْتَضْعَفِينَ مِنَ الرِّجَالِ وَالنِّسَاءِ وَالْوِلْدَانِ الَّذِينَ يَقُولُونَ رَبَّنَا أَخْرِجْنَا مِنْ هَذِهِ الْقَرْيَةِ الظَّالِمِ أَهْلُهَا وَاجْعَلْ لَنَا مِنْ لَدُنْكَ وَلِيًّا وَاجْعَلْ لَنَا مِنْ لَدُنْكَ نَصِيرًا هَكَذَا فِي رِوَايَةِ أَبِي ذَرٍّ وَهُوَ صَوَابٌ وَإِنَّمَا أَوْرَدْتُهُ بِلَفْظِهِ لِلتَّنْبِيهِ عَلَى مَا وَقَعَ مِنَ الِاخْتِلَافِ عِنْدَ الشُّرَّاحِ وَوَقَعَ فِي رِوَايَةِ كَرِيمَةَ والأصيلي والقابسي أَن الَّذين تَوَفَّاهُم فَسَاقَ إِلَى قَوْلِهِ فِي الْأَرْضِ وَقَالَ بَعْدَهَا إِلَى قَوْلِهِ وَاجْعَلْ لَنَا مِنْ لَدُنْكَ نَصِيرًا وَفِيهِ تَغْيِيرٌ وَوَقَعَ فِي رِوَايَةِ النَّسَفِيِّ إِنَّ الَّذِينَ تَوَفَّاهُمُ الْمَلَائِكَةُ ظَالِمِي أَنْفُسِهِمْ قَالُوا فِيمَ كُنْتُم الْآيَات قَالَ ومالكم لَا تقاتلون فِي سَبِيل الله إِلَى قَوْلِهِ نَصِيرًا وَهُوَ صَوَابٌ وَإِنْ كَانَتِ الْآيَاتُ الْأُولَى مُتَرَاخِيَةً فِي السُّورَةِ عَنِ الْآيَةِ الْأَخِيرَةِ فَلَيْسَ فِيهِ شَيْءٌ مِنَ التَّغْيِيرِ

0——

عمل کا دارومدار نیت پر ہے – یہ اہل تشیع کا بھی قول ہے لہذا نا معلوم اس پر جرح کیوں کی گئی ہے
وما له في الاخرة من نصيب إذا الأعمال بالنيات
تفسير الصافى
—
قد ظهر من الآية: أن قبول العمل يحتاج إلى نية الإخلاص و قصد وجه الله، و قد روى الفريقان عن .النبي (صلى الله عليه وآله وسلم): أنه قال: إنما الأعمال بالنيات
تفسير الميزان
المؤلف : العلامة الطباطبائي
—
وقد أشار النّبي(صلى الله عليه وآله) إلى ذلك إذ قال: «لا عمل إلاّ بالنيّة وإنّما الأعمال بالنيات
الامثل في تفسير كتابِ اللهِ المُنزَل
نَاصِر مَكارم الشِيرازي
—

إنما الاعمال بالنيات
بحار الأنوار از مجلسی کے مطابق حدیث نبوی ہے

صحیح بخاری کے کون کون سے نسخے ہیں اور کون سا پرنٹ ہوتا ہے؟

جواب

اصل نسخہ جو امام بخاری کا تھا وہ ان کے شاگردوں نے ان سے نقل کیا اس میں ان کے شاگرد الفربری کا نسخہ سب سے بہتر سمجھا جاتا ہے اس کے علاوہ ان کے شاگردوں إبراهيم بن مَعْقِل بن الحجاج النسفي المتوفی ۲۹۵ ھ اور نسوی المتوفی ۲۹۰ ھ اور بزدوی ۳۲۹ھ کا نسخہ بھی تھا پھر ان کی سندیں چلتیں ہیں جو صغانی ، ابو ذر، أبو الهيثم محمد بن مكي بن محمد كشميهنی المتوفی ۳۸۹ ھ ،أبو محمد عبد الله بن احمد بن حمُّويه حموی المتوفی ۳۸۱ ھ ، مستملی المتوفی ۳۷٦ ھ سے ہیں

أَبُو مُحَمَّد الْحَمَوِيّ ،أَبُو إِسْحَاق الْمُسْتَمْلِي ، أَبُو الْهَيْثَم الْكشميهني تینوں إمام الفربری کے شاگرد ہیں
اور ابوذر ان تینوں کے شاگرد ہیں

کچھ نسخنے علاقوں کے اور لوگوں کے نام سے مشہور ہوے ان میں دو نسخے ہیں ایک البغدادية کہلاتا ہے اور دوسرا الیونینیہ کہلاتا ہے

انڈیا میں نور کشور سے چھپنے والا نسخہ البغدادیہ سے الگ ہے

وہ نسخہ ہے جو فتح الباری از ابن حجر میں ہے اس میں متن ابوذر عبد بن أحمد بن محمد بن عبد الله الهروي کی سند پر ہے اور یہ دیگر نسخوں سے تضاد بھی رکھتا ہے مثلا اس میں بسا اوقات ابن حجر کہتے ہیں کہ یہ بات اس میں نہیں لیکن الصغاني یا کشمیهنی کے نسخے میں ہے

أبي الوقت کی سند سے الصغاني کی سند سے الفربری تک جو نسخہ جاتا ہے اس کو البغدادية کہا جاتا ہے یہ اصلا رضي الدين الصغاني المتوفی ٦٥٠ ھ کا نسخہ ہے

الیونینیہ جو أبي الحسين اليونيني المتوفي ۷۰۱ هجري کا نسخہ ہے اس کو عثمانی خلیفہ عبد المجید نے حکومتی سطح چھپوایا تھا اور یہ اصلا ایک اچھا جامع نسخہ ہے جس میں اس دور میں موجود پچھلے نسخون سے تصحیح کی گئی ہیں اور اب اس کو السلطانیہ کہا جاتا ہے

السلطانیہ میں الاصیلی، ابن عساکر ، ابی الوقت ،کشمیہنی، حموی ، مستملی، کریمہ ، محمد بن محمد بن یوسف جرجانی المتوفی ٣٧٤ھ کے نسخہ جات سے تقابل کیا گیا ہے

القسطلاني نے الیونینیؒ کے نسخہ پر اعتماد کیا ہے

أنور الكشميري نے فیض الباری میں الصَّغانيؒ کا نسخہ لیا ہے

الكوثر الجاري إلى رياض أحاديث البخاري میں أحمد بن إسماعيل الكوراني الحنفي المتوفی 893 ھـ نے فربری کا متن ابوذر کی سند سے لیا ہے

الصَّغانيؒ ، إبراهيم بن معقل النسفي اور حماد بن شاکر تین حنفی ہیں جو صحیح بخاری کی کتاب کے کاتب راوی ہیں - غیر مقلدین کو اپنے جھوٹے پروپگنڈے پر شرم انی چاہیے کہ احناف صحیح بخاری کے دشمن تھے اور اثر رسول کے خلاف تھے

عيني نے عمدہ القاری میں أبي الْوَقْت کی سند سے متن لیا ہے جو الفربری تک جاتی ہے

التعديل والتجريح میں الباجی نے ابوذر کی سند سے متن لیا ہے

یعنی جو چھپ رہا ہے اس کی کوئی ایک سند نہیں ہے آپ کو دیکھنا پڑتا ہے کیا سند ہے

صحیح بخاری کو کیا اصح الکتاب بعد کتاب اللہ کہا جا سکتا ہے ؟

جواب

راقم کو اس سے اختلاف ہے یہ کتاب شروع میں بہت سے محدثین کی نکتہ چینی کی نذر ہوئی مثلا بخاری کے ہم عصر محدثین نے بعض روایات کو ضعیف قرار دیا جبکہ امام بخاری نے ان کو صحیح سمجھتے ہوئے صحیح میں نقل کیا

امام کرابیسی المتوفی ٢٤٨ھ اور صحیح کی روایت کی تضعیف

صحیح بخاری کی بعض روایات ہم عصر محدثین کی نگاہ میں صحیح نہیں ہیں مثلا عمار کو باغی گروہ قتل کرے گا والی روایت پر ابن تیمیہ کتاب منہاج السنہ میں لکھتے ہیں

مختصر منهاج السنة از ابن تیمیہ
فيقال: الذي في الصحيح: ((تقتل عمّار الْفِئَةُ الْبَاغِيَةُ)) وَطَائِفَةٌ مِنَ الْعُلَمَاءِ ضَعَّفُوا هَذَا الْحَدِيثَ، مِنْهُمُ الْحُسَيْنُ الْكَرَابِيسِيُّ وَغَيْرُهُ، وَنُقِلَ ذَلِكَ عَنْ أَحْمَدَ أَيْضًا.
صحیح میں ہے عمار کو ایک باغی گروہ قتل کرے گا – اور اہل علم کا ایک گروہ اس کی تضعیف کرتا ہے جس میں حسین کرابیسی ہیں اور دیگر ہیں ہے ایسا ہی امام احمد کے حوالے سے نقل کیا جاتا ہے

امام کرابیسی ، امام بخاری کے ہم عصر ہیں

امام ابی حاتم المتوفی ۲۷۷ ھ اور صحیح کی روایت کی تضعیف
العلل أز ابن أبي حاتم میں ہے کہ ابن ابی حاتم نے اپنے باپ سے سوال کیا

وسألتُ أَبِي عَنْ حديثٍ رَوَاهُ مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرِ بْنِ أَبِي كَثِيرٍ ، عَنْ حُمَيد ، عَنْ أَنَسٍ، عن النبيِّ (ص) قَالَ: غَدْوَةٌ فِي سَبيلِ اللهِ أَوْ رَوْحَةٌ خَيْرٌ مِنَ الدُّنْيَا وَمَا فِيها، وَلَوْ أنَّ امرَأَةً مِنْ نساءِ أهلِ الجَنَّةِ اطَّلَعَتْ إِلَى الأَرضِ، لأَضَاءَتْ مَا بَيْنَهُمَا ... الحديثَ؟ قَالَ أَبِي: حدَّثنا الأَنْصَارِيُّ ، عَنْ حُمَيد، عَنْ أَنَسٍ، مَوْقُوفٌ قَالَ أَبِي: حديثُ حُمَيد فِيهِ مِثْلُ ذا كثيرٌ؛ واحدٌ عَنْهُ يُسنِدُ، وآخَرُ يُوقِفُ

میں نے باپ سے سوال کیا حدیث جس کو روایت کیا ہے مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرِ بْنِ أَبِي كَثِيرٍ ، عَنْ حُمَيد ، عَنْ أَنَسٍ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ اللہ کی راہ میں سفر دنیا اور جو اس میں سے سے بہتر ہے اور اگر جنت کی کوئی عورت زمین کی طرف جھانک بھی لے تو زمین و آسمان اپنی تمام وسعتوں کے ساتھ منور ہو جائیں .... حدیث؟ میرے باپ نے کہا ... یہ انس پر موقوف ہے اور کہا حمید کی اس طرح کی (غلطیوں کی) اور مثالیں (بھی) ہیں اس (روایت) کا ایک (حصہ)مسند ہے اور دوسرا موقوف ہے

اسی طرح دوسرے مقام پر العلل میں ابن ابی حاتم کہتے ہیں

وسألتُ أَبِي عَنْ حديثٍ رَوَاهُ حُجَين اليَمَاميُّ ، عن عبد العزيز المَاجِشُون ، عَنْ حُمَيد الطَّوِيل ، عَنْ أنس ابن مَالِك؛ قَالَ: قَالَ رسولُ اللَّه (ص) : والَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ ، لَوِ اطَّلَعَت امْرَأَةٌ مِنْ نِسَاءِ الجَنَّةِ عَلَى أَهْلِ الأَرْضِ، لَأَضَاءَتْ مَا بَيْنَهُمَا، ولَمَلَأَتْ مَا بَيْنَهُمَا رِيحًا، ولَنَصِيفُهَا عَلَى رَأْسِهَا خَيْرٌ مِنَ الدُّنْيَا وَمَا فِيهَا؟ قَالَ أَبِي: هَذَا خطأٌ؛ الصَّحيحُ: عَنْ أنسٍ، مَوْقُوفٌ

اور میں نے اپنے باپ سے سوال کیا حدیث حُجَين اليَمَاميُّ ، عن عبد العزيز المَاجِشُون ، عَنْ حُمَيد الطَّوِيل ، عَنْ أنس ابن مَالِك کی سند سے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر جنت کی کوئی عورت زمین کی طرف جھانک بھی لے تو زمین و آسمان اپنی تمام وسعتوں کے ساتھ منور ہو

ج اور خوشبو سے معطر ہو جائیں۔ اس کے سر کا دوپٹہ بھی دنیا اور اس کی ساری چیزوں سے بڑھ کر ہے۔ میرے باپ نے کہا یہ غلطی ہے یہ انس پر موقوف ہے

امام بخاری صحیح میں روایت کرتے ہیں

حدیث نمبر: 2796وَسَمِعْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ"لَرَوْحَةٌ فِي سَبِيلِ اللَّهِ، أَوْ غَدْوَةٌ خَيْرٌ مِنَ الدُّنْيَا وَمَا فِيهَا، وَلَقَابُ قَوْسِ أَحَدِكُمْ مِنَ الْجَنَّةِ، أَوْ مَوْضِعُ قِيدٍ يَعْنِي سَوْطَهُ خَيْرٌ مِنَ الدُّنْيَا وَمَا فِيهَا، وَلَوْ أَنَّ امْرَأَةً مِنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ اطَّلَعَتْ إِلَى أَهْلِ الْأَرْضِ لَأَضَاءَتْ مَا بَيْنَهُمَا، وَلَمَلَأَتْهُ رِيحًا "وَلَنَصِيفُهَا عَلَى رَأْسِهَا خَيْرٌ مِنَ الدُّنْيَا وَمَا فِيهَا

ہم سے عبداللہ بن محمد نے بیان کیا ‘ کہا ہم سے معاویہ بن عمرو نے بیان کیا ‘ کہا کہ ہم سے ابواسحاق نے بیان کیا ‘ ان سے حمید نے بیان کیا اور میں نے انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے سنا وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے حوالے سے بیان کرتے تھے کہ اللہ کے راستے میں ایک صبح یا ایک شام بھی گزار دینا دنیا اور جو کچھ اس میں ہے، سب سے بہتر ہے اور اگر جنت کی کوئی عورت زمین کی طرف جھانک بھی لے تو زمین و آسمان اپنی تمام وسعتوں کے ساتھ منور ہو جائیں اور خوشبو سے معطر ہو جائیں۔ اس کے سر کا دوپٹہ بھی دنیا اور اس کی ساری چیزوں سے بڑھ کر ہے

یعنی ابی حاتم کے نزدیک اس روایت میں ایک مسند اور ایک موقوف روایت مل گئی ہے ایک نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا قول ہے دوسرا انس کا

ابن ابی حاتم کتاب الجرح و التعدیل میں لکھتے ہیں کہ میرے باپ اور امام ابو زرعہ نے امام بخاری کی روایات ترک کر دیں ان کے خلق القرآن کے مسئلہ میں عقیدے کی بنا پر

سمع منه أبي وأبو زرعة ثم تركا حديثه عندما كتب اليهما محمد ابن يحيى النيسابوري انه اظهر .عندهم ان لفظه بالقرآن مخلوق

إن سے میرے باپ اور ابو زرعہ المتوفی ٢٧٤ ھ نے سنا پھر ترک کیا جب امام الذھلی نے لکھا کہ یہ ان پر امام بخاری کا لفظہ بالقرآن مخلوق (کا عقیدہ) ظاہر ہوا

کتاب المعلم بشيوخ البخاري ومسلم از أبو بكر محمد بن إسماعيل بن خلفون (المتوفى 636 هـ) کے مطابق

وقال أبو الفضل صالح بن أحمد بن محمد الحافظ: لما وافى محمد بن إسماعيل البخاري صاحب الجامع المعروف بالصحيح إلى الري قصد أبا زرعة عبيد الله ابن عبد الكريم بن فروخ وأبا حاتم محمد بن إدريس وكانا إمامي المسلمين في وقتهما وزمانهما والمرجوع إليهما في الحديث وعلم ما اختلف فيه الرواة، فاحتجبا عنه فعاود ولم يأذنا له بالدخول عليهما، فعاود أبا زرعة فأبى وشدد في ذلك وقال: لا أحب أن أراه ولا يراني، فبلغ بعض العلماء أن أبا زرعة منع محمد بن إسماعيل أن يدخل عليه، وتحدث الناس بذلك فقصد أبا زرعة وسأله عن ذلك وذكر الحديث.

أبو الفضل صالح بن أحمد بن محمد الحافظ کہتے ہیں کہ جب امام بخاری صاحب جامع المعروف الصحیح نے الری کا قصد کیا کہ امام ابوزرعہ اور ابی حاتم سے ملیں جو مسلمانوں کے اپنے زمانے کے امام تھے اور حدیث میں ان کی طرف رجوع کیا جاتا تھا اور ان کو راویوں کے اختلاف کا علم تھا تو یہ دونوں ، امام بخاری سے چھپ گئے اور امام بخاری کا اپنے پاس داخلہ بند کر دیا اور ابو زرعہ..... نے کہا مجھے پسند نہیں کہ اس کو دیکھوں یا یہ (بخاری) مجھے- پس یہ بات علماء تک پہنچی کہ امام ابو زرعہ امام بخاری کو منع کرتے ہیں کہ وہ داخل ہوں

إسی کتاب کے مطابق

.وروى البخاري أيضًا عن محمد غير منسوب عنه في كتاب المحصر، في باب: إذا أحصر المعتمر
واختلف في محمد هذا فقيل: هو محمد بن يحيى الذهلي النيسابوري قاله: أبو عبد الله الحاكم.
... وقيل: هو محمد بن إدريس أبو حاتم الرازي، قاله: أبو نصر الكلاباذي

اور امام بخاری ایک محمد غیر منسوب سے بھی روایت کرتے ہیں ... اس میں اختلاف ہے کہ یہ کون ہے کہا جاتا ہے الذھلی ہیں یہ امام حاکم کہتے ہیں اور کہا جاتا ہے ابی حاتم ہیں یہ کلابازی کا قول ہے

یعنی شیخ کا نام امام بخاری نے چھپایا ہے

امام الفسوی المتوفی ۲۷۷ ھ اور صحیح کی روایت کی تضعیف

صحيح بخاري کي بعض روايات امام بخاری کے ہم عصر محدثین کی نگاہ میں صحیح نہیں تھیں کی ایک اور مثال ہے کہ کتاب المعرفة والتاريخ از يعقوب بن سفيان بن جوان الفارسي الفسوي، أبو يوسف (المتوفى: 277هـ) ایک راوی زَيْدُ بْنُ وَهْبٍ پر کہتے ہیں

قَالَ أَبُو يُوسُفَ: وَمِنْ خَلَلِ رِوَايَةِ زَيْدِ ما حدثنا به عمر بن حفص ابن غِيَاثٍ حَدَّثَنَا أَبِي ثنا الْأَعْمَشُ حَدَّثَنَا زَيْدُ بْنُ وَهْبٍ حَدَّثَنَا- وَاللَّهِ- أَبُو ذَرٍّ بِالرَّبَذَةِ قَالَ: كُنْتُ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمْشِي فِي حَرَّةِ الْمَدِينَةِ عِشَاءً فَلَمَّا اسْتَقْبَلَنَا أُحُدٌ فَقَالَ: يَا أَبَا ذَرٍّ مَا أحب أن أحدا ذلك لي ذهبا يَأْتِي عَلَيَّ لَيْلَةٌ

وَعِنْدِي مِنْهُ دِينَارٌ إِلَّا دِينَارًا أَرْصُدُهُ لِدَيْنٍ إِلَّا أَنْ أَقُولَ بِهِ فِي عِبَادِ اللَّهِ هَكَذَا وَهَكَذَا وَهَكَذَا- وَأَوْمَأَ بِيَدِهِ-، ثُمَّ قَالَ: يَا أَبَا ذَرٍّ. قُلْتُ: لَبَّيْكَ وَسَعْدَيْكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ. قَالَ: إِنَّ الْأَكْثَرِينَ هُمُ الْأَقَلُّونَ إِلَّا مَنْ قَالَ بِالْمَالِ هَكَذَا وَهَكَذَا، ثُمَّ قَالَ: مَكَانَكَ لَا تَبْرَحْ حَتَّى أَرْجِعَ إِلَيْكَ. وَانْطَلَقَ حَتَّى غَابَ عَنِّي فَسَمِعْتُ صَوْتًا فَتَخَوَّفْتُ أَنْ يَكُونَ قَدْ عَرَضَ لِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَأَرَدْتُ أَنْ أَذْهَبَ، ثُمَّ تَذَكَّرْتُ قَوْلَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ «لَا تَبْرَحْ» فَمَكَثْتُ، فَأَقْبَلَ، فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ سَمِعْتُ صَوْتًا فَخَشِيتُ أَنْ يَكُونَ عَرَضَ لَكَ، فَأَرَدْتُ أَنْ آتِيَكَ، ذَكَرْتُ قَوْلَكَ «لَا تَبْرَحْ» فَقُمْتُ. فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ذَلِكَ جِبْرِيلُ أَتَانِي فَأَخْبَرَنِي أَنَّهُ مَنْ مَاتَ مِنْ أُمَّتِي لَا يُشْرِكُ بِاللَّهِ شَيْئًا دَخَلَ الْجَنَّةَ فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ وَإِنْ زَنَى وَإِنْ سَرَقَ؟ قَالَ: وَإِنْ زَنَى وَإِنْ سَرَقَ. قَالَ الْأَعْمَشُ: قُلْتُ لِزَيْدِ بْنِ وَهْبٍ: .بَلَغَنِي أَنَّهُ أَبُو الدَّرْدَاءِ. قَالَ: أَشْهَدُ لَحَدَّثَنِيهِ أَبُو ذَرٍّ بِالرَّبْذَةِ

الفسوي کہتے ہیں کہ زید بن وھب کی خلل زدہ روایات میں سے ہے جو ہم سے عمر بن حفص ابن غِيَاثٍ اپنے باپ سے انہوں نے الْأَعْمَشُ سے انہوں نے زَيْدُ بْنُ وَهْبٍ سے روایت کیا ہے

صحيح بخاري كي روايت اسي سند سے ہے

حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصٍ، حَدَّثَنَا أَبِي، حَدَّثَنَا الأَعْمَشُ، حَدَّثَنَا زَيْدُ بْنُ وَهْبٍ، حَدَّثَنَا وَاللَّهِ أَبُو ذَرٍّ، بِالرَّبَذَةِ قَالَ: كُنْتُ أَمْشِي مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي حَرَّةِ المَدِينَةِ عِشَاءً، اسْتَقْبَلَنَا أُحُدٌ، فَقَالَ: «يَا أَبَا ذَرٍّ، مَا أُحِبُّ أَنَّ أُحُدًا لِي ذَهَبًا، يَأْتِي عَلَيَّ لَيْلَةٌ أَوْ ثَلاَثٌ، عِنْدِي مِنْهُ دِينَارٌ إِلَّا أَرْصُدُهُ لِدَيْنٍ، إِلَّا أَنْ أَقُولَ بِهِ فِي عِبَادِ اللَّهِ هَكَذَا وَهَكَذَا وَهَكَذَا» وَأَرَانَا بِيَدِهِ، ثُمَّ قَالَ: «يَا أَبَا ذَرٍّ» قُلْتُ: لَبَّيْكَ وَسَعْدَيْكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ، قَالَ: «الأَكْثَرُونَ هُمُ الأَقَلُّونَ، إِلَّا مَنْ قَالَ هَكَذَا وَهَكَذَا» ثُمَّ قَالَ لِي: «مَكَانَكَ لاَ تَبْرَحْ يَا أَبَا ذَرٍّ حَتَّى أَرْجِعَ» فَانْطَلَقَ حَتَّى غَابَ عَنِّي، فَسَمِعْتُ صَوْتًا، فَخَشِيتُ أَنْ يَكُونَ عُرِضَ لِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَأَرَدْتُ أَنْ أَذْهَبَ، ثُمَّ ذَكَرْتُ قَوْلَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «لَا تَبْرَحْ» فَمَكَثْتُ، قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، سَمِعْتُ صَوْتًا، خَشِيتُ أَنْ يَكُونَ عُرِضَ لَكَ، ثُمَّ ذَكَرْتُ قَوْلَكَ فَقُمْتُ، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «ذَاكَ جِبْرِيلُ، أَتَانِي فَأَخْبَرَنِي أَنَّهُ مَنْ مَاتَ مِنْ أُمَّتِي لاَ يُشْرِكُ بِاللَّهِ شَيْئًا دَخَلَ الجَنَّةَ» قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، وَإِنْ زَنَى وَإِنْ سَرَقَ، قَالَ [ص:61]: «وَإِنْ زَنَى وَإِنْ سَرَقَ» قُلْتُ لِزَيْدٍ: إِنَّهُ بَلَغَنِي أَنَّهُ أَبُو الدَّرْدَاءِ، فَقَالَ: أَشْهَدُ لَحَدَّثَنِيهِ أَبُو ذَرٍّ بِالرَّبَذَةِ. قَالَ الأَعْمَشُ، وَحَدَّثَنِي أَبُو صَالِحٍ، عَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ، «نَحْوَهُ، وَقَالَ أَبُو شِهَابٍ، عَنِ الأَعْمَشِ: «يَمْكُثُ عِنْدِي فَوْقَ ثَلاَثٍ

ہم سے عمر بن حفص بن غیاث نے بیان کیا، کہا مجھ سے میرے والد نے بیان کیا کہا ہم سے اعمش نے بیان کیا، کہا ہم سے زید بن وہب نے بیان کیا (کہا کہ) واللہ ہم سے ابوذر رضی اللہ عنہ نے مقام ربذہ میں بیان کیا کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ رات کے وقت مدینہ منورہ کی کالی پتھروں والی زمین پر چل رہا تھا کہ احد پہاڑ دکھائی دیا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے ابوذر! مجھے پسند نہیں کہ اگر احد پہاڑ کے برابر بھی میرے پاس سونا ہو اور مجھ پر ایک رات بھی اس طرح گزر جائے یا تین رات کہ اس میں سے ایک دینار بھی میرے پاس باقی بچے۔ سوائے اس کے جو میں قرض کی ادائیگی کے لیے محفوظ رکھ لوں

میں اس سارے سونے کو اللہ کی مخلوق میں اس اس طرح تقسیم کر دوں گا۔ ابوذر رضی اللہ عنہ نے اس کی کیفیت ہمیں اپنے ہاتھ سے لپ بھر کر دکھائی۔ پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے ابوذر! میں نے عرض کیا «لبيك وسعديك.» یا رسول اللہ! نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ زیادہ جمع کرنے والے ہی (ثواب کی حیثیت سے) کم حاصل کرنے والے ہوں گے۔ سوائے اس کے جو اللہ کے بندوں پر مال اس اس طرح یعنی کثرت کے ساتھ خرچ کرے۔ پھر فرمایا یہیں ٹھہرے رہو ابوذر! یہاں سے اس وقت تک نہ ہٹنا جب تک میں واپس نہ آ جاؤں۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے گئے اور نظروں سے اوجھل ہو گئے۔ اس کے بعد میں نے آواز سنی اور مجھے خطرہ ہوا کہ کہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو کوئی پریشانی نہ پیش آ گئی ہو۔ اس لیے میں نے (نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھنے کے لیے) جانا چاہا لیکن فوراً ہی نبی آئے اور کہا یہ جبریل تھے آئے اور خبر دی کہ میری امت میں جو شرک نہ کرتا ہو جنت میں جائے گا میں نے کہا یا رسول اللہ چاہے زنا کرے اور چوری؟ فرمایا : چاہے زنا کرے اور چوری

امام الفسوي کے نزدیک یہ روایت خلل زدہ ہے اور اس میں غلطی زید بن وھب کی ہے –اسی سند اور متن سے امام بخاری نے اس کو لکھا ہے

امام بندار المتوفی ۲۵۲ ھ اور صحیح کی روایت کا رد

محمد بن بشار بن عثمان أبو بكر العبدي البصري بندار المتوفى ۲۵۲ ھ بصرہ کے عظیم محدث ہیں اور امام بخاری کے ہم عصر ہیں – امام بخاری نے صحیح میں حدیث میں ہے کہ ابو ہریرہ نے شیطان کو انسانی چور کی صورت دیکھا نہ کہ اس کی اصلی شکل میں – آیت الکرسی کی فضلت کے حوالے سے یہ مخصوص حدیث متنا منکر ہے – اس کی سند ہے

عُثْمَانُ بْنُ الهَيْثَمِ أَبُو عَمْرٍو، حَدَّثَنَا عَوْفٌ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِيرِينَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ

اور اس میں عُثْمَانُ بْنُ الهَيْثَمِ أَبُو عَمْرٍو کا تفرد ہے جو بصری ہے

قال الساجي: صدوق، ذكر عند أحمد بن حنبل، فأومأ إلى أنه ليس بثبت، وهو من الأصاغر الذين حدثوا عن ابن جريج وعوف، ولم يحدث عنه. «تهذيب التهذيب» /(312) .

الساجی نے کہا .. میں نے امام احمد سے اس کا ذکر کیا تو انہوں نے اس کو غیر مضبوط قرار دیا اور کہا یہ الأصاغر میں سے ہے جو عوف سے روایت کرتا ہے

دارقطنی نے اس کو كثير الخطأ قرار دیا ہے اور بندار اس کی حدیث نہیں لکھتے تھے الكواكب النيرات في معرفة من الرواة الثقات از ابن الكيال (المتوفى: 929هـ) کے مطابق آخری عمر میں یہ مختلط بھی تھا

قال أبو حاتم: صدوق غير انه بأخرة كان يتلقن ما يلقن

ابو حاتم نے کہا صدوق ہے لیکن آخر میں جو بھی ملتا اس کو بیان کر دیتا

اسی طرح الاغتباط بمن رمي من الرواة بالاختلاط از المؤلف: برهان الدين الحلبي أبو الوفا (المتوفى: 841هـ) میں بھی اس کو مختلط لکھا گیا ہے

آیت الکرسی کی فضیلت کے حوالے سے حدیث بیان کرنے میں اس کا تفرد ہے اور اس کا متن منکر ہے

قابل غور ہے کہ امام بخاری نے حدثنا یا اخبرنا سے یہ روایت نہیں لی بلکہ وَقَالَ عُثْمَانُ بْنُ الهَيْثَمِ أَبُو عَمْرٍو سے لی ہے اور محدثین کا کہنا یہ اس وجہ سے ہے جب ان کو سند پر کچھ احتمال ہو تو ایسا کرتے ہیں – راقم کے نزدیک یہ مذاکرے کی بات ہے اس لئے قال لنا ہے اور ممکن ہے امام بخاری نے شاگرد کو سنائی ہو اور صحیح الجامع کے متن میں سے ہے یہ امام کی مراد نہ ہو – صحیح میں ایک روایت پر امام بخاری نے کہا وقال لي علي بن عبد اللَّه – جب امام بخاری و قال لنا یا قال لی کہتے ہیں تو اس کی یہ وجہ بیان کی گئی ہے

منذری کا کہنا ہے

فقال: وقال لي علي بن عبد اللَّه -يعني ابن المديني- فذكره- وهذه عادته فيما لم يكن على شرطه،

امام بخاری نے کہا ہے : مجھ سے کہا امام علی یعنی ابن المدینی نے اور ذکر کیا اور یہ ان کی عادت ہے کہ جب روایت ان کی شرط پر نہیں ہوتی

یعنی یہ آیت الکرسی والی روایت جامع الصحیح کی وہ روایت نہیں جو امام بخاری کی شرط پر صحیح ہے - البتہ لوگوں نے اس کو ایسی صحیح سمجھ لیا ہے کہ گویا اس میں سب ثابت ہے

اس کی سند میں عوف بن أبي جميلة بھی ہے جو بصری ہے لیکن

قال بندار كان قدريا رافضيا شيطانا

بندار کہتے قدری رافضی شیطان ہے

محمد بن بشار بن عثمان أبو بكر العبدي البصري بندار المتوفی ۲۵۲ ھ کے نزدیک اس کی سند میں دونوں بصری متروک ہیں - بندار خود بھی بصری ہیں اور اہل شہر بصرہ کی اس منفرد روایت کو رد کرتے تھے

بخاری میں الضعفاء سے بھی روایت لی گئی ہے اس پر علماء نے اصول اور شواہد اور متابعت وغیرہ کی آصطلاحات استعمال کی ہیں - امام بخاری سے ان کے ہم عصر تمام اہل علم کا اتفاق نہیں تھا اس کی مثال یہ ہے کہ الصحیح میں منکر الحدیث راویوں سے روایت لی گئی ہے جن پر یہ حکم دوسرے محدث لگاتے ہیں مثلا

مُحَمَّد بن عبد الرَّحْمَن أَبُو الْمُنْذر الطفَاوِي الْبَصْرِيّ پر منکر الحدیث کا حکم أَبُو زرْعَة الرَّازِيّ لگاتے ہیں
مُحَمَّد بن كثير أَبُو عبد الله الْعَبْدي الْبَصْرِيّ پر منکر الحدیث کا حکم عَليّ بن الْحُسَيْن بن الْجُنَيْد لگاتے ہیں
حسان أَبُو عَليّ الْبَصْرِيّ پر أَبُو حَاتِم الرَّازِيّ نے منکر الحدیث کا حکم لگایا ہے
أسيد بن زيد أَبُو يحيى بر نسائی متروک الحدیث کا فتوی دیتے ہیں

یہ چاروں صحیح بخاری کے راوی ہیں اور منکر الحدیث ایک انتہائی سخت جرح ہے - جن پر دیگر محدثین کی جانب سے ضعیف کو فتوی لگا ہے وہ تو تعداد میں بہت ہیں

صحیح بخاری کی بعض روایات امام بخاری کے ہم عصر محدثین کی نظر میں صحیح نہیں لہذا یہ دعوی کہ صحیح بخاری پر امام بخاری کے دور میں ہی اجماع ہو گیا تھا دعوی بلا دلیل ہے - کہا جاتا ہے کہ ابن حجر نے کہا ہے کہ امام بخاری نے اس کتاب کو محدثین پر پیش کیا آور انہوں نے پسند کیا

لما صنف البخاری کتاب الصحیح عرضہ علی ابن المدینی و أحمد بن حنبل و یحی بن معین و غیرھم فاستحسنوہ و شھدوا لہ بالصحة الا أربعة أحادیث۔(ھدی الساری مقدمہ فتح الباری
جب امام بخاری نے کتاب الصحیح کی تصنیف کی تو اس کو علی المدینی پر امام احمد پر امام ابن معین پر اور دیگر پر پیش کیا اور انہوں نے تحسین کی اور گواہی دی کہ کتاب کی صحت صحیح ہے الا چار روایات کے

یہ قول امام أَبُو جَعْفَر الْعقیلِيّ کے حوالے سے ابن حجر نے لکھا ہے لیکن اس کی سند نہیں دی ظاہر ہے اس قسم کے بے سند اقوال سے یہ قول ثابت نہیں ہو سکتا - امام علی کی وفات امام الذھلی سے پہلے ہوئی- امام بخاری نے الذھلی کا نام صحیح میں چھپایا ہے لہذا یہ امام علی پر تو پیش ہی نہیں ہوئی -امام الزھلی سے امام بخاری کا اختلاف سن ۲۵۰ ہجری میں ہوا اس سے قبل ان دونوں کے اچھے تعلقات تھے ظاہر ہے سن ۲۵۰ ھ کے بعد ہی امام بخاری نے امام الذھلی کے نام کو صحیح میں چھپانا شروع کیا ہے

: اسی طرح کہا جاتا ہے کہ امام نسائی فرماتے ہیں
اجتمعت الامة علی صحة ھذین الکتابین
بخاری و مسلم کی صحت پر امت کا اجماع ہے۔
حوالہ : نصرة الباری

نسائی سے منسوب اس قول کی سند نا معلوم کیا ہے

نسائی ۳۰۳ میں شہید ہوئے امام ابو زرعہ بھی اسی دور کے ہیں جس سے ظاہر ہے امت کا اجماع نہ تھا

امام أبو إسحق الإسفراييني المتوفى ٤١٨ ھ پہلے شخص ہیں جنہوں نے صحیح بخاری کے صحیح -ہونے پر أهل الصنعة کا اجماع کا دعوی کیا

أهل الصنعة مجمعون على أن الأخبار التي اشتمل عليها " الصحيحان " مقطوع بصحة أصولها ومتونها ، ولا يحصل الخلاف فيها بحال ، وإن حصل فذاك اختلاف في طرقها ورواتها . قال: فمن

خالف حكمه خبرا منها وليس له تأويل سائغ للخبر نقضنا حكمه؛ لأن هذه الأخبار تلقتها الأمة بالقبول

یعنی پانچویں صدی ہجری میں یہ اجماع اہل فن کا تھا کہ اس صنف میں سب سے بہتر کتاب صحیح بخاری ہےاس کو اصح الکتاب بعد کتاب اللہ نہیں کہا گیا تھا- امتداد زمانہ کے ساتھ اہل سنت میں غلو کی اصطلاح (اصح الکتاب بعد کتاب اللہ) مشہور ہوئی

پانچویں صدی کے ابو عبد الله الحَمِيدي (المتوفى: 488هـ) نے کتاب الجمع بين الصحيحين البخاري ومسلم میں لکھا

وَلم نجد من الْأَئِمَّة الماضين - رَضِي الله عَنْهُم أَجْمَعِينَ - من أفْصح لنا فِي جَمِيع مَا جمعه بِالصِّحَّةِ إِلَّا هذَيْن الْإِمَامَيْنِ، وَإِن كَانَ من سواهُمَا من الْأَئِمَّة قد أفْصح بالتصحيح فِي بعض، فقد علل فِي بعض، فَوَجَبَ البدار إِلَى الِاشْتِغَال بالمجموع الْمَشْهُور على صِحَّة جَمِيعه

ہم نے پچھلے ائمہ رَضِي الله عَنْهُم أَجْمَعِينَ میں سے، امام بخاری و امام مسلم کے علاوہ کسی ایک کو بھی ایسا نہیں پایا کہ جس نے یہ وضاحت کی ہو کہ ان کی تمام جمع کردہ روایات صحیح ہیں سوائے ان دو اماموں کے اور ان کے دو کے سوا دیگر نے بعض نے وضاحت کی ہے کہ ان میں روایات صحیح ہیں اور بعض نے ان میں علت کا ذکر کیا ہے پس جلد بازی سے یہ واجب (ممکن) ہوا کہ (ان) مشہور مجموعات (صحیح بخاری و مسلم) کی صحت پر(علماء) جمع ہوں ان میں مشغول ہوں

حمیدی کے قریب دو سو سال بعد أبوعمرو تقي الدين المعروف بابن الصلاح (المتوفى: 643 ھ) اپنی کتاب معرفة أنواع علوم الحديث میں لکھا

وكتاباهما أصح الكتب بعد كتاب الله العزيز

ان دو کی کتابیں (صحیح بخاری و صحیح مسلم) کتاب اللہ العزیز کے بعد سب سے زیادہ صحیح ہیں

لہذا صحیح البخاری ایک کتاب ہے اس کی اپنی اہمیت ہے اور یہ امام بخاری کا اجتہاد ہے کہ یہ روایات صحیح کی تعریف پر اترتی ہیں کہ راوی حافظ و ضابط ہیں اور سند "اغلبا" متصل ہے اور ان پر جرح "اتنی" نہیں کہ ان کی ہر بات رد کی جائے لہذا اس میں مدلسین کی روایات بھی ہیں اور ایسے رآویوں کی روایات بھی ہیں جن پر جرح ہے

راقم کے نزدیک امام بخاری کی الجامع الصحيح کو أصح الكتب المصنفة في الحديث النبوي کہنا چاہیے کہ حدیث نبوی کی صنف میں اس سے اصح کتاب نہیں ہے - اس کا تقابل کتاب اللہ سے کرنا غلو ہے

امام البخاری نے صحیح میں چار فقہاء میں سے کس کس سے روایت لی ہے ؟

جواب

چار فقہاء یعنی امام مالک، امام الشافعی ، امام ابو حنیفہ اور امام احمد بن حنبل میں سے امام بخاری نے سب سے زیادہ امام مالک کی سند سے روایت نقل کی ہیں – امام الشافعی ، امام ابو حنیفہ سے کوئی روایت نہیں لی – اور امام احمد سے صرف ایک روایت سندا نقل کی ہے

امام بخاری جب ان فقہاء سے اختلاف کرتے ہیں تو قال بعض الناس کے الفاظ استعمال کرتے ہیں

کتاب سیر الاعلام النبلاء میں الذھبی لکھتے ہیں

فَتَرْكُ البُخَارِيِّ الاحْتِجَاجَ بِالشَّافِعِيِّ، إِنَّمَا هُوَ لاَ لِمَعْنَى يُوْجِبُ ضَعْفَهُ، لَكِن غَنِيَ عَنْهُ بِمَا هُوَ أَعْلَى مِنْهُ، إِذْ أَقدَمُ شُيُوْخِ الشَّافِعِيِّ: مَالِكٌ، وَالدَّرَاوَرْدِيُّ، وَدَاوُدُ العَطَّارُ، وَابْنُ عُيَيْنَةَ، وَالبُخَارِيُّ لَمْ يُدْرِكِ الشَّافِعِيَّ
پس بخاری نے ترک کیا امام شافعی سے دلیل لینا اس لئے نہیں کہ وہ ضعیف ہیں لیکن ان سے بے پرواہ ہوئے کیونکہ حدیث کے لئے ان کو امام شافعی سے اعلی (راوی) ملے جب وہ شیوخ شافعی کو آگے رکھتے ہیں جیسے امام مالک اور الدَّرَاوَرْدِيُّ اور دَاوُدُ العَطَّارُ، امام ابْنُ عُيَيْنَةَ اور امام بخاری نے امام شافعی کو نہ پایا
امام بخاری نے امام شافعی کے شاگرد ربیع سے بھی کوئی روایت نہیں لی

کیا محدث البانی کے نزدیک صحیح بخاری کی بعض روایات ضعیف ہیں ؟

جواب

البانی کے نزدیک صحیح البخاری کی ۱۵ روایات ضعیف ہیں

پہلی حدیث ٦٤٧٨ ہے

حَدَّثَنِي عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُنِيرٍ، سَمِعَ أَبَا النَّضْرِ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ يَعْنِي ابْنَ دِينَارٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: «إِنَّ العَبْدَ لَيَتَكَلَّمُ بِالكَلِمَةِ مِنْ رِضْوَانِ اللَّهِ، لاَ يُلْقِي لَهَا بَالًا، يَرْفَعُهُ اللَّهُ بِهَا دَرَجَاتٍ، وَإِنَّ العَبْدَ لَيَتَكَلَّمُ بِالكَلِمَةِ مِنْ سَخَطِ اللَّهِ، لاَ «يُلْقِي لَهَا بَالًا، يَهْوِي بِهَا فِي جَهَنَّمَ

مجھ سے عبداللہ بن منیر نے بیان کیا، انہوں نے ابوالنضر سے سنا، انہوں نے کہا ہم سے عبدالرحمٰن بن عبداللہ یعنی ابن دینار نے بیان کیا، ان سے ان کے والد نے، ان سے ابوصالح نے،

ان سے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بندہ اللہ کی رضا مندی کے لیے ایک بات زبان سے نکالتا ہے اسے وہ کوئی اہمیت نہیں دیتا مگر اسی کی وجہ سے اللہ اس کے درجے بلند کر دیتا ہے اور ایک دوسرا بندہ ایک ایسا کلمہ زبان سے نکالتا ہے جو اللہ کی ناراضگی کا باعث ہوتا ہے اسے وہ کوئی اہمیت نہیں دیتا لیکن اس کی وجہ سے وہ جہنم میں چلا جاتا ہے۔

البانی نے صحیح بخاری کی دو روایات کو الضعیفہ میں بیان کیا ہے ایک کو ح ۱۲۹۹ میں بیان کرتے ہیں

إن العبد ليتكلم بالكلمة لا يلقي لها بالا يرفعه الله بها درجات
(3/463)

ضعيف اخرجه البخاري (6478 فتح)

قلت : و هذا إسناد ضعيف ، و له علتان

الأولى : سوء حفظ عبد الرحمن هذا مع كونه قد احتج به البخاري

یہ اسناد ضعیف ہیں اور اس میں علتیں ہیں اس میں عبدالرحمان کا خراب حافظہ ہے باوجود یہ کہ امام بخاری نے اس سے دلیل لی ہے

اسی طرح دوسری ح ٤٨٣٥ میں لکھتے ہیں

إن هاتين الصلاتين حولنا عن وقتهما في هذا المكان (يعني : المزدلفة) : المغرب والعشاء ، فلا يقدم الناس جمعاً حتى يعتموا ، وصلاة الفجر هذه الساعة .)

ضعيف أخرجه البخاري

صحیح بخاری کی یہ حدیث ح ١٦٨٣ ہے

حدثنا عبد الله بن رجاء: حدثنا إسرائيل عن أبي إسحاق عن عبد الرحمن بن يزيد قال: خرجت مع عبد الله رضي الله عنه إلى مكة، ثم قدمنا جمعاً، فصلى الصلاتين، كل صلاة وحدها بأذان وإقامة، والعشاء بينهما، ثم صلى الفجر حين طلع الفجر، قائل يقول: طلع الفجر، وقائل يقول: لم يطلع الفجر، ثم قال ... (فذكره) . ثم وقف حتى أسفر، ثم قال: لو أن أمير المؤمنين أفاض الآن أصاب السنة، فما أدري أقوله كان أسرع، أم دفع عثمان رضي الله عنه؟! فلم يزل يلبي حتى رمى جمرة العقبة يوم النحر.

ہم سے عبداللہ بن رجاء نے بیان کیا، کہا کہ ہم سے اسرائیل نے بیان کیا، ان سے ابواسحٰق نے، ان سے عبدالرحمٰن بن یزید نے کہ ہم عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے ساتھ مکہ کی طرف نکلے (حج شروع کیا) پھر جب ہم مزدلفہ آئے تو آپ نے دو نمازیں (اس طرح ایک ساتھ) پڑھیں کہ ہر نماز ایک الگ اذان اور ایک الگ اقامت کے ساتھ تھی اور رات کا کھانا دونوں کے درمیان میں کھایا، پھر طلوع صبح کے ساتھ ہی آپ نے نماز فجر پڑھی، کوئی کہتا تھا کہ ابھی صبح صادق نہیں ہوئی اور کچھ لوگ کہہ رہے تھے کہ ہو گئی۔ اس کے بعد عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا یہ دونوں نمازیں اس مقام سے ہٹا دی

البانی الضعیفہ میں کہتے ہیں
قلت: وهذا الحديث – مع كونه في "الصحيح" -؛ ففي ثبوته عندي شك كبير،

البانی کہتے ہیں کہ باوجود اس کے کہ یہ حدیث صحیح میں ہے میرے پاس ثبوت ہے اور مجھے اس حدیث پر شک ہے

البانی اس پر بحث کرتے ہیں اور ان کے مطابق صحیح البخاری کی یہ روایات الضعیفہ کا حصہ ہیں

اس طرح کل ۱۵ روایات جو صحیح بخاری کی ہیں البانی ان کو سلسلة الأحاديث الضعيفة والموضوعة وأثرها السيئ في الأمة
میں ضعیف قرار دیتے ہیں گویا کہ ان صحیح بخاری کی ۱۵ روایات کے (أثرها السيئ في الأمة)
امت پر برے اثرات ہوئے

الضعيفة حديث رقم) .... (1030من استطاع منكم أن يطيل غرته.
الضعيفة حديث رقم)...(1052لما نـزل عليـه الـوحي يريـد أن يلقـي بنفـسه.
الضعيفة حديث رقم)..(1299إن العبد ليتكلم بالكلمة.
الضعيفة حديث رقم)...(3364إذا أعتق الرجل أمته .
الضعيفة حديث رقم)..(4226كان له فرس الظرب .

الضعيفة حديث رقم) (4835إن هاتين الصلاتين .
الضعيفة حديث رقم) (4839قضى في ابن الملاعنة .
الضعيفة حديث رقم)(4992نعم وأبيك لتنبأن .
الضعيفة حديث رقم) (5036لا يسبغ عبد الوضوء
الضعيفة حديث رقم)(6763ثلاثة أنا خصمهم –
الضعيفة حديث رقم)(6945بينما أنا قائم خرج رجل همل النعم –
الضعيفة حديث رقم)(6947إذا وسد الأمر فانتظر الساعة –
الضعيفة حديث رقم)(6949إن كان عندك ماء بات في شنة –
الضعيفة حديث رقم)(6950أن رجلا من أهل الجنة استأذن ربه –
الضعيفة حديث رقم) (6959لا عقوبة فوق عشر ضربات –

بعض کے بقول صحیح بخاری اصح الکتاب بعد کتاب اللہ ہے اور اس پر اجماع امت ہے

یہ کیسا اجماع ہے جس کا انکار بھی ہے ؟

البانی الضعیفہ ج ۳ ص ٤٦٥ پر کہتے ہیں کہ کوئی معترض کہے

إن الألباني قد طعن في " صحيح البخاري " وضعف حديثه، فقد تبين لكل ذي بصيرة أنني لم أحكم عقلي أورأيي كما يفعل أهل الأهواء قديما وحديثا، وإنما تمسكت بما قاله العلماء في هذا الراوي وما تقتضيه قواعدهم في هذا العلم الشريف .ومصطلحه من رد حديث الضعيف، وبخاصة إذا خالف الثقة. والله ولي التوفيق
بے شک البانی نے صحیح البخاری پر طعن کیا ہے اور اسکی احادیث کو ضعیف قرار دیا ہے تو پس ہر دیدہ بینا پر واضح ہے کہ میں نے عقل اور رائے سے یہ حکم نہیں لگآیا جیسا کہ قدیم و جدید اہل الھواء کا عمل ہے میں نے تو اس پر تمسک کیا ہے جو علماء نے اس راوی پر کہا ہے اور جو اس علم حدیث اور اس کے مصطلح کے قواعد کا رد حدیث ضعیف کے حوالے سے تقاضہ ہے ، خاص کر جب ثقہ کی مخالف ہوں واللہ الولی التوفیق
جو محدث شمارہ ایک غیر مقلد عالم محمد زبیر مضمون کیا صحیحین کی صحت پر اجماع ہے ۳۱۹ میں ۲۰۰۸ میں چھپا اس میں لکھتے ہیں
لنک
۔اب عصر حاضر میں کسی بھی عالم کے لیے یہ گنجائش باقی نہیں رہی کہ وہ صحیحین کی کسی ایسی روایت پر کلام کرے جس پر سلف نے کلام نہ کیا ہو،کیونکہ حافظ دارقطنی رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ کے کام سے یہ متعین ہو گیا کہ صحیحین میں صرف یہ مقامات ایسے ہیں جن میں کلام کی گنجائش موجود ہے۔ اب اگر کوئی شخص امام دارقطنی رحمۃ اللہ علیہ یاائمہ سلف میں سے کسی اور محدث کی بیان کردہ تحقیقات کی روشنی میں صحیح بخاری یا صحیح مسلم کی کسی حدیث پر نقد کرتا ہے تو اس کی یہ تنقید صحیحین پر کوئی مستقل بالذات تنقید شمار

نہ ہو گی اور ایسی تنقید کاائمہ سلف ہی میں سے بہت سے ائمہ نے کافی و شافی جواب دے دیا ہے ۔اور اگر کوئی شخص صحیحین کی کسی ایسی روایت پر تنقید کرتا ہے جس پر ائمہ سلف میں سے کسی نے بھی کلام نہ کیا ہو تو ایسا شخص اجماعِ محدثین کی مخالفت کر رہا ہے، کیونکہ جن روایات پر محدثین نے تنقید نہ کی تو اس سے یہ طے ہو گیا کہ تمام محدثین کے نزدیک یہ روایات صحیح ہیں لہٰذا ان روایات پر کلام کرنا جمیع محدثین کے دعوی صحت کو چیلنج کرنا ہے اور ایسا دعویٰ مردود ہے چہ جائیکہ اس کی تحقیق کی جائے۔
اللہ رحم کرے ایک غیر مقلد البانی کہتے ہیں احادیث ضعیف بھی ہیں دوسری طرح یہ عالم ہیں جو کہتے ہیں ایسا دعوی مردود ہے

امام بخاری نے روایت میں نام کو فلاں سے بدلا؟

صحيح البخاري: كِتَابُ المُحَارِبِينَ مِنْ أَهْلِ الكُفْرِ وَالرِّدَّةِ (بَابُ رَجْمِ الحُبْلَى مِنَ الزِّنَا إِذَا أَحْصَنَتْ)
صحیح بخاری: کتاب: ان کفار و مرتدوں کے احکام میں جو مسلمان سے لڑتے ہیں

(باب : اگر کوئی عورت زنا سے حاملہ پائی جائے اور وہ شادی شدہ ہو تو اسے رجم کریں گے)

حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ حَدَّثَنِي إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ صَالِحٍ عَنْ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُبَيْدِ . 6830 اللَّهِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُتْبَةَ بْنِ مَسْعُودٍ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ كُنْتُ أُقْرِئُ رِجَالًا مِنْ الْمُهَاجِرِينَ مِنْهُمْ عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ عَوْفٍ فَبَيْنَمَا أَنَا فِي مَنْزِلِهِ بِمِنًى وَهُوَ عِنْدَ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ فِي آخِرِ حَجَّةٍ حَجَّهَا إِذْ رَجَعَ إِلَيَّ عَبْدُ الرَّحْمَنِ فَقَالَ لَوْ رَأَيْتَ رَجُلًا أَتَى أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ

پوچھنا یہ ہے کہ اس حدیث میں جو یہ لکھا ہوا ہے

فَقَالَ يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ هَلْ لَكَ فِي فُلَانٍ يَقُولُ لَوْ قَدْ مَاتَ عُمَرُ لَقَدْ بَايَعْتُ فُلَانًا فَوَاللَّهِ مَا كَانَتْ بَيْعَةُ أَبِي بَكْرٍ إِلَّا فَلْتَةً

اے امیرالمؤمنین! کیا آپ فلاں صاحب سے یہ پوچھ تاچھ کریں گے جو یہ کہتے ہیں کہ اگر عمر کا انتقال ہوگیا تو میں فلاں سے بیعت کروں گا کیوں کہ واللہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی بغیر سوچے سمجھے بیعت تو اچانک ہوگئی اور پھر وہ مکمل ہوگئی تھی

جواب

بعض شارحین کے نزدیک

اس میں فلاں سے مراد زبیر رضی اللہ عنہ ہیں بحوالہ فتح الباري (ج ١ / ص ٣٣٨) پر اور إرشاد الساري لشرح صحيح البخاري از قسطلانی میں ہے

قد مَاتَ عمر لقد بَايَعت فلَانا فِي مُسْند الْبَزَّار والجعديات بِإِسْنَاد ضَعِيف أَن الْمُرَاد بِالَّذِي يُبَايع لَهُ طَلْحَة بن عبيد الله وَلم يسم الْقَائِل وَلَا النَّاقِل ثمَّ وجدته فِي الْأَنْسَاب للبلاذري بِإِسْنَاد قوي مِنْ رِوَايَة هِشَام بْن يُوسُفَ عَنْ مَعْمَرٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ بِالْإِسْنَادِ الْمَذْكُور فِي الأَصْل وَلَفظه قَالَ عمر بَلغنِي أَن الزبير قَالَ لَو قد مَاتَ عمر بَايعنَا عليا الحَدِيث فَهَذَا أصح

ابن حجر کے مطابق انساب البلازری میں ان صحابی کا نام موجود ہے

البتہ کتاب مصابيح الجامع از ابن الدماميني (المتوفى: 827 هـ) کے مطابق

وفلانٌ المشارُ إليه بالبَيْعة هو طلحةُ بنُ عُبيد الله، وقع ذلك في "فوائد البغوي" عن عليِّ بنِ الجعد، قاله (1) ابن بشكوال (2)، وهو في "مسند البزار" فيما رواه أسلم (3) مولى عمر عن عمر

یہ طلحةُ بنُ عُبيد الله رضی اللہ عنہ ہیں

اصل میں امام بخاری کی روایت کی کچھ شرط ہے جن میں نام ہے وہ بہت اچھی سند نہیں ہیں جن میں فلاں ہے وہ سند صحیح تھی لہذا اس کو لکھا گیا

راقم اس سے اتفاق نہیں کرتا کہ امام بخاری نے نام کو فلاں سے بدل دیا

جامع الصحیح میں صیغہ تمریض سے صحیح روایات کو بیان کیا گیا ہے؟

جواب

امام بخاری نے ابواب میں اور تبصروں میں اس صیغہ کو استعمال کیا ہے اور یہ ظاہر کرتا ہے کہ ان کے دور میں یہ صیغہ صرف ضعیف کے لئے نہیں بولا جاتا تھا جیسا کہ متاخرین النووی وغیرہ کا قول ہے

بخاری کی معلق روایات پر ابن حجر فتح الباری میں کہتے ہیں

والحق أن هذه الصيغة لا تختص بالضعيف، بل قد تستعمل في الصحيح أيضًا ، بخلاف صيغة الجزم فإنها لا تستعمل إلا في الصحيح

اور حق یہ ہے کہ یہ صیغۃ ضعیف کے لئے خاص نہیں ہے بلکہ صحیح کے لئے بھی استعمالہوتا ہے بخلاف صیغۃ جزم کے جو صرف صحیح کے لئے استعمالہوتا ہے

امام بخاری صحیح میں کہتے ہیں

باب الجمع بين السورتين في الركعة .. ويُذكر عن عبد الله بن السائب : (قرأ النبي صلى الله عليه وسلم المؤمنون في الصبح، حتى إذا جاء ذكر موسى، وهارون - أو ذكر عيسى - أخذته سعلة فركع

باب ایک رکعت میں سورتیں جمع کرنا اور (صیغۃ تمریض یذکر) ذکر کیا جاتا ہے

اس روایت کی سند امام مسلم اور ابن خزیمہ کے نزدیک صحیح ہے اور انہوں نے اس کو صحیح میں بیان کیا ہے

امام بخاری نے اس طرح ایک دوسرے مقام پر صیغۃ تمریض مین کہا ویُذکر عن أبي موسى

باب ذكر العشاء والعتمة .. ويُذكر عن أبي موسى، قال: «كنا نتناوب النبي صلى الله عليه وسلم عند صلاة العشاء فأعتم بها

لیکن یہ روایت صحیح ہی میں ۸۹ ، ۲٤٦۸ رقم سے بیان بھی ہے

فتح الباری میں اس پر ابن حجر نے کہا

قوله ويذكر عن أبي موسى سيأتي موصولًا عند المصنف مطولا بعد باب واحد وكأنه لم يجزم به لأنه اختصر لفظه نبه على ذلك شيخنا الحافظ أبو الفضل .

اور ان کا قول ویذکر عن أبي موسی تو یہ موصول ہے مصنف کے نزدیک ... اور یہاں جزم سے نہیں کہا کیونکہ انہوں نے اس کو مختصر کر دیا ہے

اسی طرح باب میں امام بخاری نے کہا

باب الرقی بفاتحة الکتاب ویُذکر عن ابن عباس، عن النبي صلی الله علیه وسلم

یہاں بھی صیغة تمریض یذکر ہے

یہ روایت صحیح بخاری میں موجود ہے لیکن باب میں اختصار کی بنا پر صیغہ تمرض ہے

ان امثال سے ظاہر ہے کہ امام بخاری صیغة تمریض صحیح روایات پر بھی استعمال کرتے تھے

امام بخاری جب صیغة تمریض استعمال کرتے ہیں تو بعض اوقات ان کی مراد ضعیف روایت بھی ہوتی ہے لیکن وہ فورا اس کے بعد اس کے ضعف کی طرف اشارہ کرتے ہیں مثلا

امام البخاري نے صحیح میں (1 / 169) کہا

ویُذکر عن أبي هریرة، رفعه « لا یتطوع الإمام في مکانه ولم یصح

اور ابو ہریرہ سے ذکر کیا جاتا ہے ... جو صحیح نہیں

صحیح میں امام بخاری نے کہا

ویُذکر عن ابن عباس: « أن جلساءه شرکاء » ولم یصح

ایسا ابن عباس سے ذکر کیا جاتا ہے .. جو صحیح نہیں

یہاں امام بخاری نے صیغة تمریض استعمال کیا ہے لیکن ساتھ ہی اس کے ضعف کا حوالہ دیا ہے

النكت الوفية بما في شرح الألفية از البقاعی کے مطابق

قولهُ: (استعمالها في الضعيفِ أكثرُ) (5) وكذا تعبيرُ ابنِ الصلاحِ بقولهِ: ((لأنَّ مثلَ هذهِ العباراتِ تستعملُ في الحديثِ الضعيفِ أيضاً)) (6) يدفعُ الاعتراضَ بأنَّ البخاريَّ قد يخرجُ ما صحَّ بصيغةِ التمريضِ، كقولهِ في بابِ الرُّقَى بفاتحةِ الكتابِ: ((ويذكرُ عنِ ابنِ عباسٍ، عن النبي – صلى الله عليه وسلم -)) (7) في الرقى بفاتحةِ الكتابِ معَ أنَّهُ أسندَ

قول اس صیغہ کا استعمال اکثر ضعیف کے لئے ہوتا ہے اور یہ ابن الصلاح کی تعبیر ہے قول سے کہ اس قسم کی عبارات کا استعمال حدیث میں ضعیف پر بھی ہوتا ہے یہ اس اعتراض کو دفع کرتا ہے کہ بےشک امام بخاری نے صحیح روایت کی تخریج کی ہے صیغہ تمریض سے جیسا کہ باب فاتحہ سے دم کرنے میں ہے یذکر عن ابن عباس اور یہ ان کی کتاب میں سندا بھی ہے

كتاب النكت على مقدمة ابن الصلاح از الزركشي الشافعي (المتوفى: 794هـ) کے مطابق

كَذَلِكَ نَازع فِيهِ الشَّيْخ عَلَاء الدّين مغلطاي – رَحمَه الله تَعَالَى -[قَالَ] فَإِنَّا نجد البُخَارِيّ فِي مواضيع يَأْتِي بِصِيغَة الْجَزْم وَهِي ضَعِيفَة من خَارج وَيَأْتِي بِصِيغَة التمريض وَهِي صَحِيحَة مخرجة فِي كِتَابه

اسی طرح نزاع کیا ہے مغلطاي نے اللہ رحم کرے کہا ہم صحیح بخاری میں پاتے ہیں بعض مقام پر کہ صیغہ جزم ہے اور روایت صحیح سے باہر کی کتب میں ضعیف ہے اور صیغہ تمریض بخاری نے استعمال کیا ہے اور روایت صحیح ہے جو ان کی کتاب میں موجود نہیں ہے

یعنی امام بخاری تو صیغہ جزم تک سے ضعیف روایت بیان کرتے تھے جس کے لئے النووی اور سیوطی کا دعوی ہے کہ یہ صرف صحیح روایت پر استعمال ہوتا ہے

امام بخاری روایت میں نام غائب کر دیتے ہیں ؟

ایک اور بات کہ امام بخاری رحمہ اللہ نے کئی احادیث کا متن مختصر کیا اور کچھ جگہ ناموں کی جگہ فلاں فلاں لکھا

==========

مثال نمبر ۱

==========

:صحیح مسلم: كِتَابُ فَضَائِلِ الصَّحَابَةِؓ (بَابُ مِنْ فَضَائِلِ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍؓ) صحیح مسلم

کتاب: صحابہ کرامؓ کے فضائل ومناقب

(باب: حضرت علیؓ کے فضائل)

حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ يَعْنِي ابْنَ أَبِي حَازِمٍ، عَنْ أَبِي حَازِمٍ، عَنْ سَهْلِ بْنِ . 6229
سَعْدٍ، قَالَ: اسْتُعْمِلَ عَلَى الْمَدِينَةِ رَجُلٌ مِنْ آلِ مَرْوَانَ قَالَ: فَدَعَا سَهْلَ بْنَ سَعْدٍ، فَأَمَرَهُ أَنْ يَشْتِمَ عَلِيًّا قَالَ: فَأَبَى سَهْلٌ فَقَالَ لَهُ: أَمَّا إِذْ أَبَيْتَ فَقُلْ: لَعَنَ اللهُ أَبَا التُّرَابِ فَقَالَ سَهْلٌ: مَا كَانَ لِعَلِيٍّ اسْمٌ أَحَبَّ إِلَيْهِ مِنْ أَبِي التُّرَابِ، وَإِنْ كَانَ لَيَفْرَحُ إِذَا دُعِيَ بِهَا، فَقَالَ لَهُ: أَخْبِرْنَا عَنْ قِصَّتِهِ، لِمَ سُمِّيَ أَبَا تُرَابٍ؟ قَالَ: جَاءَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْتَ فَاطِمَةَ، فَلَمْ يَجِدْ عَلِيًّا فِي الْبَيْتِ، فَقَالَ «أَيْنَ ابْنُ عَمِّكِ؟» فَقَالَتْ: كَانَ بَيْنِي وَبَيْنَهُ شَيْءٌ، فَغَاضَبَنِي فَخَرَجَ، فَلَمْ يَقِلْ عِنْدِي، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِإِنْسَانٍ «انْظُرْ، أَيْنَ هُوَ؟» فَجَاءَ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللهِ هُوَ فِي الْمَسْجِدِ رَاقِدٌ، فَجَاءَهُ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ مُضْطَجِعٌ، قَدْ سَقَطَ رِدَاؤُهُ عَنْ شِقِّهِ، فَأَصَابَهُ تُرَابٌ، فَجَعَلَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ «يَمْسَحُهُ عَنْهُ وَيَقُولُ «قُمْ أَبَا التُّرَابِ قُمْ أَبَا التُّرَابِ

حکم : صحیح

ابو حازم نے حضرت سہل بن سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی،کہا: کہ مدینہ میں مروان کی اولاد میں سے ایک شخص حاکم ہوا تو اس نے سیدنا سہل رضی اللہ عنہ کو بلایا اور سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو گالی دینے کا حکم دیا۔ سیدنا سہل رضی اللہ عنہ نے انکار کیا تو وہ شخص بولا کہ اگر تو گالی دینے سے انکار کرتا ہے تو کہہ کہ ابوتراب پر اللہ کی لعنت ہو۔ سیدنا سہل رضی اللہ عنہ نے کہا کہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو ابوتراب سے زیادہ کوئی نام پسند نہ تھا اور وہ اس نام کے ساتھ پکارنے والے شخص سے خوش ہوتے تھے۔ وہ شخص بولا کہ اس کا قصہ بیان کرو کہ ان کا نام ابوتراب کیوں ہوا؟ سیدنا سہل رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سیدہ فاطمۃالزہراء رضی اللہ عنہا کے گھر تشریف لائے تو سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو گھر میں نہ پایا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا کہ تیرے چچا کا بیٹا کہاں ہے؟ وہ بولیں کہ مجھ میں اور ان میں کچھ باتیں ہوئیں اور وہ غصہ ہو کر چلے گئے اور یہاں نہیں سوئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک آدمی سے فرمایا کہ دیکھو وہ کہاں ہیں؟ وہ آیا اور بولا کہ یا رسول اللہ! علی مسجد میں سو رہے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے پاس تشریف لے گئے، وہ لیٹے ہوئے تھے اور چادر ان کے پہلو سے الگ ہو گئی تھی اور (ان کے بدن سے) مٹی لگ گئی تھی، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ مٹی پونچھنا شروع کی اور فرمانے لگے کہ اے ابوتراب! اٹھ۔ اے ابوتراب! اٹھ۔

صحيح البخاري: كِتَابُ الِاسْتِئْذَانِ (بَابُ القَائِلَةِ فِي المَسْجِدِ)

صحیح بخاری: کتاب: اجازت لینے کے بیان میں

(باب: مسجد میں بھی قیلولہ کرنا جائز ہے)

حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ، حَدَّثَنَا عَبْدُ العَزِيزِ بْنُ أَبِي حَازِمٍ، عَنْ أَبِي حَازِمٍ، عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ، . 6280 قَالَ: مَا كَانَ لِعَلِيٍّ اسْمٌ أَحَبَّ إِلَيْهِ مِنْ أَبِي تُرَابٍ، وَإِنْ كَانَ لَيَفْرَحُ بِهِ إِذَا دُعِيَ بِهَا، جَاءَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْتَ فَاطِمَةَ عَلَيْهَا السَّلاَمُ، فَلَمْ يَجِدْ عَلِيًّا فِي البَيْتِ، فَقَالَ: «أَيْنَ ابْنُ عَمِّكِ» فَقَالَتْ: كَانَ بَيْنِي وَبَيْنَهُ شَيْءٌ، فَغَاضَبَنِي فَخَرَجَ فَلَمْ يَقِلْ عِنْدِي، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِإِنْسَانٍ: «انْظُرْ أَيْنَ هُوَ» فَجَاءَ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ هُوَ فِي المَسْجِدِ رَاقِدٌ، فَجَاءَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ مُضْطَجِعٌ، قَدْ سَقَطَ رِدَاؤُهُ عَنْ شِقِّهِ فَأَصَابَهُ تُرَابٌ، فَجَعَلَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ «يَمْسَحُهُ عَنْهُ وَهُوَ يَقُولُ: «قُمْ أَبَا تُرَابٍ، قُمْ أَبَا تُرَابٍ

حکم : صحیح

ہم سے قتیبہ بن سعید نے بیان کیا، کہا ہم سے عبد العزیز بن حازم نے بیان کیا، ان سے حضرت سہل بن سعد ساعدی رضی اللہ عنہ نے بیان کیاکہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کو کوئی نام " ابو تراب " سے زیادہ محبوب نہیں تھا۔ جب ان کو اس نام سے بلایا جاتا تو وہ خوش ہوتے تھے۔ ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت فاطمہ علیہا السلام کے گھر تشریف لائے تو حضرت علی رضی اللہ عنہ کو گھر میں نہیں پایا تو فرمایا کہ بیٹی تمہارے چچا کے لڑکے (اور شوہر) کہا ں گئے ہیں ؟ انہوں نے کہا میرے اور ان کے درمیان کچھ تلخ کلامی ہوگئی تھی وہ مجھ پر غصہ ہوکر باہر چلے گئے اور میرے یہاں (گھر میں) قیلولہ نہیں کیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص سے کہاکہ دیکھو وہ کہاں ہیں ۔ وہ صحابی واپس آئے اور عرض کیا یا رسول اللہ ! وہ تو مسجد میں سوئے ہوئے ہیں ۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مسجد میں تشریف لائے تو حضرت علی رضی اللہ عنہ لیٹے ہوئے تھے اور چادر آپ کے پہلو سے گرگئی تھی اور گرد آلود ہوگئی تھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس سے مٹی صاف کرنے لگے اور فرمانے لگے ، ابو تراب ! (مٹی والے) اٹھو، ابو تراب ! اٹھو۔

اب ان دونوں احادیث کا سارا متن ایک جیسا ہی ہے، صرف فرق یہ ہے کہ ان جملوں کو امام بخاری نے نہیں لکھا

قال استعمل على المدينة رجل من آل مروان قال فدعا سهل بن سعد فأمره أن يشتم عليا قال فأبى سهل فقال له أما إذ أبيت فقل لعن الله أبا التراب فقال سهل ما كان لعلي اسم أحب إليه

شاید قیتبہ بن سعید نے یہ روایت بخاری و مسلم سے الگ الگ بیان کی ہو؟

لیکن بیہقی نے سنن کبری، جلد ۲، صفحہ ۴۴٦؛ میں اس روایت کو قتیبہ سے نقل کیا، اور ان الفاظ کو نقل کیا

لنک

http://islamport.com/w/mtn/Web/969/917.htm
ابن عساکر اپنی تاریخ میں یہی روایت نقل کرتے ہیں اور وہاں بھی یہ الفاظ ہیں

لنک

http://shamela.ws/browse.php/book-71/page-19003
==========
مثال نمبر ۲
==========

بخاری نے اپنی صحیح میں ایک روایت درج کی ہے کہ

:صحيح البخاري: كِتَابُ البُيُوعِ (بَابٌ: لاَ يُذَابُ شَحْمُ المَيْتَةِ وَلاَ يُبَاعُ وَدَكُهُ) صحیح بخاری

کتاب: خرید و فروخت کے مسائل کا بیان

(باب : مردار کی چربی گلانا اور اس کا بیچنا جائز نہیں)

حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ دِينَارٍ قَالَ أَخْبَرَنِي طَاوُسٌ أَنَّهُ سَمِعَ ابْنَ عَبَّاسٍ . 2223 رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا يَقُولُ بَلَغَ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ أَنَّ فُلَانًا بَاعَ خَمْرًا فَقَالَ قَاتَلَ اللَّهُ فُلَانًا أَلَمْ يَعْلَمْ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ قَاتَلَ اللَّهُ الْيَهُودَ حُرِّمَتْ عَلَيْهِمْ الشُّحُومُ فَجَمَلُوهَا فَبَاعُوهَا

حکم : صحیح

ہم سے حمیدی نے بیان کیا، ان سے سفیان نے، ان سے عمرو بن دینار نے بیان کیا، کہا کہ مجھے طاؤس نے خبر دی، انہوں نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے سنا، آپ فرماتے تھے کہ عمر رضی اللہ عنہ کو معلوم ہوا کہ فلاں شخص نے شراب فروخت کی ہے، تو آپ نے فرمایا کہ اسے اللہ تعالیٰ تباہ و برباد کردے۔ کیا اسے معلوم نہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا، اللہ تعالیٰ یہود کو برباد کرے کہ چربی ان پر حرام کی گئی تھی لیکن ان لوگوں نے اسے پگھلا کر فروخت کیا۔

اب یہ روایت مسند حمیدی میں موجود ہے، مگر انہوں نے فلاں نہیں کہا، بلکہ نام لیا ہے

13 – حدثنا الحميدي ثنا سفيان ثنا عمرو بن دينار قال أخبرني طاوس سمع بن عباس يقول بلغ عمر بن الخطاب أن سمرة باع خمرا فقال قاتل الله سمرة ألم يعلم أن رسول الله صلى الله عليه و سلم قال : لعن الله اليهود حرمت عليهم الشحوم فجملوها فباعوها

(1/9)

لنک

http://islamport.com/d/1/mtn/1/98/3619.html
ابن عبدالبر نے اپنی کتاب، التمہید میں یہ سند درج کی ہے

لنک

http://islamport.com/d/1/srh/1/8/136.html
==========
مثال نمبر ۳
==========

صحیح مسلم: كِتَابُ اللِّبَاسِ وَالزِّينَةِ

بَاب تَحْرِيمِ تَصْوِيرِ صُورَةِ الْحَيَوَانِ وَتَحْرِيمِ اتِّخَاذِ مَا فِيهِ صُورَةٌ غَيْرُ مُمْتَهَنَةٍ بِالْفَرْشِ وَنَحْوِهِ وَأَنَّ الْمَلَائِكَةَ عَلَيْهِمْ السَّلَام لَا يَدْخُلُونَ بَيْتًا فِيهِ صُورَةٌ وَلَا كَلْبٌ

باب: جاندار کی تصویر بنا نے اور جوفرش پر روندی نہ جا رہی ہو ں ان تصویروں کو استعمال کرنے کی ممانعت نیز یہ کہ جس گھر میں تصویر یا کتاہوا ہو اس میں ملا ئیکہ علیہ السلام دا خل نہیں ہو تے)

5543 . حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَمُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ نُمَيْرٍ وَأَبُو كُرَيْبٍ وَأَلْفَاظُهُمْ مُتَقَارِبَةٌ قَالُوا حَدَّثَنَا ابْنُ فُضَيْلٍ عَنْ عُمَارَةَ عَنْ أَبِي زُرْعَةَ قَالَ دَخَلْتُ مَعَ أَبِي هُرَيْرَةَ فِي دَارٍ مَرْوَانَ فَرَأَى فِيهَا تَصَاوِيرَ فَقَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ قَالَ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ وَمَنْ أَظْلَمُ مِمَّنْ ذَهَبَ يَخْلُقُ خَلْقًا كَخَلْقِي فَلْيَخْلُقُوا ذَرَّةً أَوْ لِيَخْلُقُوا حَبَّةً أَوْ لِيَخْلُقُوا شَعِيرَةً

حکم : صحیح

ابن فضیل نے عمارہ سے،انھوں نے ابو زرعہ سے روایت کی،انھوں نے کہا : میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ مروان کے گھر گیا نھوں نے اس گھر میں تصوریں دیکھیں تو کہا: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ،آپ نے فرما یا :" اللہ عزوجل نے فر ما یا اس شخص سے بڑا ظالم کو ن ہوگا جو میری مخلوق کی طرح مخلوق بنا نے چلا ہو۔وہ ایک ذرہ تو بنا ئیں یا ایک دانہ تو بنا ئیں یا ایک جو تو بنا ئیں !"

صحيح البخاري: كِتَابُ التَّوْحِيدِ وَالرَّدُّ عَلَى الجَهمِيَةِ وَغَيْرِهُم

(بَابُ قَوْلِ اللَّهِ تَعَالَى: {وَاللَّهُ خَلَقَكُمْ وَمَا تَعْمَلُونَ} [الصافات: 96])

صحیح بخاری: کتاب: اللہ کی توحید اس کی ذات اور صفات کے بیان میں اور جھمیہ وغیرہ کی تردید

(باب: اللہ تعالیٰ کا (سورۃ الصافات میں)

(ارشاد اور اللہ نے پیدا کیا تمہیں اور جو کچھ تم کرتے ہو)

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ حَدَّثَنَا ابْنُ فُضَيْلٍ عَنْ عُمَارَةَ عَنْ أَبِي زُرْعَةَ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ قَالَ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ وَمَنْ أَظْلَمُ مِمَّنْ ذَهَبَ يَخْلُقُ كَخَلْقِي فَلْيَخْلُقُوا ذَرَّةً أَوْ لِيَخْلُقُوا حَبَّةً أَوْ شَعِيرَةً . 7559

حکم : صحیح

ہم سے محمد بن علاء نے بیان کیا، ان سے ابن فضیل نے بیان کیا، ان سے عمارہ نے، ان سے ابوزرعہ نے اور انہوں نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے سنا، انہوں نے بیان کیا کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ عزوجل فرماتا ہے کہ اس شخص سے بڑھ کر حد سے تجاوز کرنے والا اور کون ہے جو میری مخلوق کی طرح مخلوق بناتا ہے، ذرا وہ چنے کا دانہ پیدا کر کے تو دیکھیں یا گیہوں کا ایک دانہ یا جَو کا ایک دانہ پیدا کر کے تو دیکھیں۔

اب یہاں یہ الفاظ نہیں ہیں صحیح بخاری میں

—
مروان کے گھر گیا نھوں نے اس گھر میں تصوریں دیکھیں تو کہا
—

یہ روایت یہاں یہاں بھی آئ ہے

سنن کبری بیہقی

أخبرنا محمد بن عبد الله الحافظ ثنا أبو بكر بن إسحاق ثنا موسى بن إسحاق الأنصاري – 14345 ثنا عبد الله بن أبي شيبة ح وأخبرنا محمد أنبأ أبو عبد الله محمد بن يعقوب ثنا إبراهيم بن أبي طالب وعبد الله بن محمد قالا ثنا أبو كريب قالا ثنا محمد بن فضيل ثنا عمارة بن القعقاع عن أبي زرعة قال : دخلت مع أبي هريرة رضي الله عنه دار مروان فرأى فيها تصاوير فقال سمعت رسول الله صلى الله عليه و سلم يقول ومن أظلم ممن ذهب يخلق خلقا كخلقي فليخلقوا ذرة أو ليخلقوا حبة أو ليخلقوا شعيرة رواه البخاري في الصحيح عن أبي كريب ورواه مسلم عن أبي بكر بن أبي شيبة

(7/268)

لنک

http://islamport.com/d/1/mtn/1/52/1906.html
——

مسند امام احمد بن حنبل

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ فُضَيْلٍ، عَنْ عُمَارَةَ، عَنْ أَبِي زُرْعَةَ، قَالَ: دَخَلْتُ مَعَ أَبِي هُرَيْرَةَ، دَارَ مَرْوَانَ بْنِ الْحَكَمِ، فَرَأَى فِيهَا تَصَاوِيرَ، وَهِيَ تُبْنَى، فَقَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: " يَقُولُ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ: وَمَنْ أَظْلَمُ مِمَّنْ ذَهَبَ يَخْلُقُ خَلْقًا كَخَلْقِي، فَلْيَخْلُقُوا ذَرَّةً، أَوْ فَلْيَخْلُقُوا حَبَّةً، أَوْ لِيَخْلُقُوا شَعِيرَةً

لنک

http://shamela.ws/browse.php/book-25794/page-5661
جواب

امام بخاری واقعی ایسا کرتے ہیں کہ نام غائب کر دیتے ہیں

راقم نے یہ بات خود بھی نوٹ کی ہے

علی رضی اللہ عنہ کے وضو سے متعلق روایت کو امام بخاری نے بدلا؟

مسند أبي داود الطيالسي ج1، ص 125، رقم الحديث 141، تحقيق: محمد بن عبد المحسن التركي، الناشر: دار هجر میں ایک حدیث اس طرح ہے

لنک

http://shamela.ws/browse.php/book-1456#page-147
حَدَّثَنَا أَبُو دَاوُدَ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، قَالَ: أَخْبَرَنِي عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ مَيْسَرَةَ، قَالَ: سَمِعْتُ النَّزَّالَ بْنَ سَبْرَةَ، يَقُولُ: صَلَّى عَلِيٌّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ الظُّهْرَ فِي الرَّحَبَةِ ثُمَّ جَلَسَ فِي حَوَائِجِ النَّاسِ حَتَّى حَضَرَتِ الْعَصْرُ ثُمَّ أُتِيَ بِكُوزٍ مِنْ مَاءٍ فَصَبَّ مِنْهُ كَفًّا فَغَسَلَ وَجْهَهُ وَيَدَيْهِ وَمَسَحَ عَلَى رَأْسِهِ وَرِجْلَيْهِ ثُمَّ قَامَ فَشَرِبَ فَضْلَ الْمَاءِ وَهُوَ قَائِمٌ ثُمَّ قَالَ: إِنَّ نَاسًا يَكْرَهُونَ أَنْ يَشْرَبُوا وَهُمْ قِيَامٌ وَرَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَعَلَ مِثْلَ الَّذِي فَعَلْتُ وَقَالَ: «هَذَا وُضُوءُ مَنْ لَمْ يُحْدِثْ»

اس حدیث میں الفاظ ہیں کہ

فَغَسَلَ وَجْهَهُ وَيَدَيْهِ وَمَسَحَ عَلَى رَأْسِهِ وَرِجْلَيْهِ- علی نے چہرہ اور ہاتھ دھویا اور سر اور پیر پر مسح کیا

لیکن دوسری طرف یہی حدیث صحیح بخاری میں بھی بیان ہوئی ہے

صحيح البخاري: كِتَابُ الأَشْرِبَةِ (بَابُ الشُّرْبِ قَائِمًا) صحیح بخاری: کتاب: مشروبات کے بیان میں (باب: کھڑے کھڑے پانی پینا)

5616 .

حَدَّثَنَا آدَمُ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، حَدَّثَنَا عَبْدُ المَلِكِ بْنُ مَيْسَرَةَ، سَمِعْتُ النَّزَّالَ بْنَ سَبْرَةَ، يُحَدِّثُ عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ: أَنَّهُ صَلَّى الظُّهْرَ، ثُمَّ قَعَدَ فِي حَوَائِجِ النَّاسِ فِي رَحَبَةِ الكُوفَةِ، حَتَّى حَضَرَتْ صَلاَةُ العَصْرِ، ثُمَّ أُتِيَ بِمَاءٍ، فَشَرِبَ وَغَسَلَ وَجْهَهُ وَيَدَيْهِ، وَذَكَرَ رَأْسَهُ وَرِجْلَيْهِ، ثُمَّ قَامَ «فَشَرِبَ فَضْلَهُ وَهُوَ قَائِمٌ» ثُمَّ قَالَ: إِنَّ «نَاسًا يَكْرَهُونَ الشُّرْبَ قِيَامًا، «وَإِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَنَعَ مِثْلَ مَا صَنَعْتُ

حکم : صحیح 5616 . ہم سے آدم نے بیان کیا ، کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا ، کہا ہم سے عبدالملک بن میسرہ نے بیان کیا ، انہوں نے نزال بن سبرہ سے سنا ، وہ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے بیان کرتے تھے کہ انہوں نے ظہر کی نماز پڑھی پھر مسجد کوفہ کے صحن میں لوگوں کی ضرورتوں کے لیے بیٹھ گئے ۔ اس عرصہ میں عصر کی نماز کا وقت آگیا پھر ان کے پاس پانی لایا گیا ۔ انہوں نے پانی پیا اور اپنا چہرہ اور ہاتھ دھوئے ، ان کے سر اور پاؤں کا ذکر کیا ۔ پھر انہوں نے کھڑے ہوکر وضو کا بچا ہو اپانی پیا ، اس کے بعد کہا کہ کچھ لوگ کھڑے ہوکر پانی پینے کو برا سمجھتے ہیں حالانکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یو نہی کیا تھا جس طرح میں نے کیا ۔ وضو کا پانی کھڑے ہو کر پیا ۔

اس حدیث میں الفاظ ہیں کہ

وَغَسَلَ وَجْهَهُ وَيَدَيْهِ، وَذَكَرَ رَأْسَهُ وَرِجْلَيْهِ

اب سند تقریباً ایک جیسی ہے لیکن الفاظ الگ الگ ہیں

صحیح بات کیا ہے

جواب

مسند احمد میں ہے
حَدَّثَنَا بَهْزٌ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ مَيْسَرَةَ، قَالَ: سَمِعْتُ النَّزَّالَ بْنَ سَبْرَةَ، قَالَ: رَأَيْتُ عَلِيًّا رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ صَلَّى الظُّهْرَ، ثُمَّ قَعَدَ لِحَوَائِجِ النَّاسِ، فَلَمَّا حَضَرَتِ الْعَصْرُ "أُتِيَ بِتَوْرٍ مِنْ مَاءٍ، فَأَخَذَ مِنْهُ كَفًّا فَمَسَحَ وَجْهَهُ وَذِرَاعَيْهِ وَرَأْسَهُ وَرِجْلَيْهِ، ثُمَّ أَخَذَ فَضْلَهُ فَشَرِبَ قَائِمًا"، وَقَالَ: "إِنَّ نَاسًا يَكْرَهُونَ هَذَا وَقَدْ رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَفْعَلُهُ"، وَهَذَا وُضُوءُ مَنْ لَمْ يُحْدِث

علی نے سر اور پیر کا مسح کیا
شعیب الأرنؤوط نے اس کو صحیح کہا ہے
یہ روایت صحیح ابن خزیمہ میں بھی ہے

ساتھ ہی علی نے کہا
هَذَا وُضُوءُ مَنْ لَمْ يُحْدِثْ
یہ وضو ہے جس کا کوئی ذکر نہیں کرتا

علی رضی اللہ عنہ کے نزدیک پیر کے مسح سے بھی وضو ہو جاتا ہے باقی اصحاب رسول اس کو دھونے کا ذکر کرتے ہیں

البانی اور صحیح بخاری کی روایت کا ایک رد پر سوال ہے

كان للنبی فی حائطنا فرش له اللحیف
بخاری2855
ضعیف الجامع الصغیر/والضعیفه حدیث
قال الله تعالی ثلاثة انا خصمهم یوم القیامه رجل اعطی ثم غدر..الخ
بخاری ومسلم
ضعیف الجامع الصغیر 4054
اے دو روایت مثال ہے بہت ایسے احادیث جو بخاری اور مسلم کا ہے البانی انکو ضعیف کہا ہے،سوال اے ہے کیا واقعی اے روایات ضعیف ہے؟یا البانی صاحب کا تحقیق صحیح نہے ہے؟

پلیز وضاحت کردے
جزاکم الله خیرا

جواب

حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ جَعْفَرٍ، حَدَّثَنَا مَعْنُ بْنُ عِيسَى، حَدَّثَنَا أُبَيُّ بْنُ عَبَّاسِ بْنِ سَهْلٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ، قَالَ: «كَانَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي حَائِطِنَا فَرَسٌ يُقَالُ لَهُ اللُّحَيْفُ»، قَالَ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ: " وَقَالَ بَعْضُهُمْ: اللُّخَيْفُ "

صحیح بخاری کی اس حدیث کو البانی نے "الضعيفة" (4226) میں رد کیا ہے

البانی نے اس کی وجہ نقل کی

وأخوه أبي بن عباس؛ ضعيف كما في "التقريب"، مع أنه من رجال البخاري كما يأتي، وقد اتفقوا على تضعيفه، منهم البخاري نفسه؛ فقد قال:
"ليس بالقوي"! فالعجب منه كيف أخرج له هذا الحديث؟!

اس میں ابی بن عباس ضعیف ہے جیسا التقریب میں ہے اس کے ساتھ کہ یہ صحیح بخاری کے رجال میں سے ہے جیسا آئے گا اور اس کی تضعیف پر اجماع ہے جس میں بخاری خود بھی ہیں (یعنی اس کو مجروح کہتے ہیں) پس بخاری نے کہا قوی نہیں لیکن تعجب ہے کہ اس حدیث کی تخریج کیسے الصحیح میں کر دی

راقم کے نزدیک البانی نے صحیح کہا ہے امام بخاری سے غلطی ہوئی
اس قسم کی بعض روایات جن میں انہوں نے راوی کو تاریخ صغیر و کبیر میں ضعیف کہا اور پھر صحیح میں اس سے روایت لی چند ہیں ، ان پر کہا جاتا ہے کہ صحیح البخاری ایک غیر مکلمل کتاب تھی اس پر کام جاری تھا لیکن عمر نے وفا نہ کی

صحیح المسلم

صحیح مسلم پر کیا اعتراضات ہوئے ہیں؟

جواب

امام مسلم نے صحیح میں ایک مقام پر کہا ہے

قَالَ لَيْسَ كُلُّ شَيْءٍ عِنْدِي صَحِيحٍ وَضَعْتُهُ هَا هُنَا إِنَّمَا وَضَعْتُ هَا هُنَا مَا أَجْمَعُوا عَلَيْهِ
میں نے اس کتاب میں ہر اس حدیث کو نقل کیا جو میرے نزدیک صحیح ہو بلکہ اس میں نے ان احادیث کو بھی نقل کیا ہے جس کی صحت پر سب کا اجماع ہو۔
یعنی بعض احادیث امام مسلم کی اپنی شرط پر نہیں بلکہ دوسروں کے صحیح سمجھنے کی بنا پر لکھی ہیں
البلقيني کہتے ہیں (محاسن الاصطلاح (ص:91)میں) اس میں ائمہ سے مراد یحیی بن معین، وأحمد بن حنبل، وعثمان بن أبي شيبة، وسعيد بن منصور ہیں

الميانجي کہتے ہیں (ما لا يسع المحدث جهله (ص:27)) اس سے مراد ہیں مالك، والثوري، وشعبة، وأحمد بن حنبل، وغیرھم ہیں

کتاب صيانة صحيح مسلم میں ابن الصلاح (المتوفى: 643هـ) کہتے ہیں امام مسلم نے جو یہ کہہ دیا ہے

قد اشْتَمَل كِتَابه على أَحَادِيث اخْتلفُوا فِي إسنادها أَو متنها عَن هَذَا الشَّرْط لصحتها عِنْده وَفِي ذَلِك ذُهُول مِنْهُ رحمنا الله
بلا شبہ انہوں نے اپنی کتاب میں احادیث شامل کر دیں جن کی اسناد یا متن میں اختلاف تھا اپنی صحت کی شرط کے مطابق اور یہ اللہ رحم کرے انکی بد احتیاطی ہے
کہ امام مسلم نے اپنی کتاب میں احادیث شامل کیں جن کی اسناد میں اختلاف تھا یا متن میں ان کی اپنی شرط کے مطابق جو صحت تک جاتیں تو یہ امام مسلم کا ذھول (بد احتیاطی) ہے اللہ رحم کرے

ابن الصلاح اسی کتاب میں اس کو ایک بہت مشکل بات کہتے ہیں

وَهَذَا مُشكل جدا فَإِنَّهُ قد وضع فِيهِ أَحَادِيث قد اخْتلفُوا فِي صِحَّتهَا لكَونهَا من حَدِيث من ذَكرْنَاهُ وَمن لم تذكره مِمَّن اخْتلفُوا فِي صِحَة حَدِيثه وَلم يجمعوا عَلَيْهِ

یہ بہت مشکل ہے کہ امام مسلم نے احادیث اس میں لیں جن کی صحت پر اختلاف تھا ... اور ان پر اجماع نہ تھا

یعنی امام مسلم خود اس کتاب کو صحیح کہتے ہیں لیکن اپنی شرط پر نہیں دوسروں کی شرط پر جن کا نام بھی انہوں نے نہیں لیا اور یہ دعوی کہ جن احادیث کی صحت و قبولیت پر ائمہ محدثین کا اجماع تھا ان کو انہوں نے نقل کیا پھر اختلاف شدہ کو بھی ملا دیا تو یہ امام مسلم کی بد احتیاطی ہے

امام ابی حاتم امام مسلم کو ثقہ کی بجائے صدوق کہا کرتے

أبا حاتم قال: مسلم بن الحجاج صدوق

الجرح والتعدیل از ابن ابی حاتم

ابن ابی حاتم کہتے ہیں

وإذا قيل له إنه صدوق أو محله الصدق أو لا بأس به: فهو ممن يكتب حديثه وينظر فيه

اگر کسی کو صدوق یا محلہ صدق کہا جائے یا اس میں برائی نہیں تو یہ وہ ہے جس کی حدیث لکھ لی جائے اور دیکھی جائے

واضح ہو کہ صدوق ثقاہت کا سب سے ادنی درجہ ہے- یعنی ابن ابی حاتم کے نزدیک امام مسلم حدیث کے امام نہیں تھے-

امام مسلم صحیح کے مقدمہ میں اپنا منہج لکھتے ہیں

فَأَمَّا الْقِسْمُ الْأَوَّلُ، فَإِنَّا نَتَوَخَّى أَنْ نُقَدِّمَ الْأَخْبَارَ الَّتِي هِيَ أَسْلَمُ مِنَ الْعُيُوبِ مِنْ غَيْرِهَا، وَأَنْقَى مِنْ أَنْ يَكُونَ نَاقِلُوهَا أَهْلَ اسْتِقَامَةٍ فِي الْحَدِيثِ، وَإِتْقَانٍ لِمَا نَقَلُوا، لَمْ يُوجَدْ فِي رِوَايَتِهِمْ اخْتِلَافٌ شَدِيدٌ، وَلَا تَخْلِيطٌ فَاحِشٌ، كَمَا قَدْ عُثِرَ فِيهِ عَلَى كَثِيرٍ مِنَ الْمُحَدِّثِينَ، وَبَانَ ذَلِكَ فِي حَدِيثِهِمْ فَإِذَا نَحْنُ تَقَصَّيْنَا أَخْبَارَ هَذَا الصِّنْفِ مِنَ النَّاسِ، أَتْبَعْنَاهَا أَخْبَارًا يَقَعُ فِي أَسَانِيدِهَا بَعْضُ مَنْ لَيْسَ بِالْمَوْصُوفِ بِالْحِفْظِ وَالْإِتْقَانِ، كَالصِّنْفِ الْمُقَدَّمِ قَبْلَهُمْ، عَلَى أَنَّهُمْ وَإِنْ كَانُوا فِيمَا وَصَفْنَا دُونَهُمْ، فَإِنَّ اسْمَ السَّتْرِ، وَالصِّدْقِ، وَتَعَاطِي الْعِلْمِ يَشْمَلُهُمْ

قسم اول میں ہم ان احادیث مبارکہ کو بیان کریں گے جن کی اسانید دوسری احادیث کی اسانید اور عیوب ونقائص سے محفوظ ہوں گی اور ان کے راوی زیادہ معتبر اور قوی وثقہ ہوں گے حدیث میں کیونکہ نہ تو ان کی روایت میں سخت اختلاف ہے اور نہ فاحش اختلاط جیسا کہ

کثیر محدیثؒ کی کیفیت معلوم ہوگئی ہے اور یہ بات ان احادیث کی روایت سے پائے ثبوت تک پہنچ چکی ہے پھر ہم اس قسم کے لوگوں کی مرویات کا ذکر کرنے کے بعد ایسی احادیث لائیں گے جن کی اسانید میں وہ لوگ ہوں جو اس درجہ اتقان اور حفظ سے موصوف نہ ہوں جو اوپر ذکر ہوا لیکن تقوی پرہیزگاری اور صداقت وامانت میں ان کا مرتبہ ان سے کم نہ ہوگا کیونکہ ان کا عیب ڈھکا ہوا ہے اور ان کی روایت بھی محدیثؒ کے ہاں مقبول ہے

امام مسلم صاف لکھ رہے ہیں کہ ان کے صحیح کا معیار یہ ہے کہ اس راوی سے بھی لکھیں گے جو حافظہ میں بہت اچھے نہیں ہیں

امام ابو زرعہ بڑے پائے کے محدث ہیں امام بخاری و مسلم کے استاد ہیں یہاں ان کا تبصرہ صحیح مسلم پر پیش خدمت ہے

قال البرذعي في سؤالاته (أبو زرعة الرازي وجهوده في السنة النبوية ترجمہ ٦٧٤ ج ٢ ص 674):
((شهدتُ أبا زرعة ذكر كتاب الصحيح الذي ألفه مسلم بن الحجاج، ثم الفضل الصائغ على مثاله، فقال لي أبو زرعة: "هؤلاء قومٌ أرادوا التقدم قبل أوانه، فعملوا شيئاً يتشوفون به. ألفوا كتاباً لم يُسبقوا إليه، ليقيموا لأنفسهم رياسةً قبل وقتها". وأتاه ذات يومٍ - وأنا شاهدٌ - رجلٌ بكتاب الصحيح مِن رواية مسلم، فجعل ينظر فيه. فإذا حديثٌ عن إسباط بن نصر، فقال لي أبو زرعة: "ما أبعد هذا من الصحيح! يُدخل في كتابه أسباط بن نصر!" ثم رأى في الكتاب قطن بن نسير، فقال لي: "وهذا أطمُّ مِن الأول! قطن بن نسير وصل أحاديث عن ثابت جعلها عن أنس". ثم نظر فقال: "يروي عن أحمد بن عيسى المصري في كتابه الصحيح". قال لي أبو زرعة: "ما رأيت أهل مصرٍ يَشُكُّون في أنَّ أحمد بن عيسى" وأشار أبو زرعة بيده إلى لسانه كأنه يقول: الكذب. ثم قال لي: "يُحدِّث عن أمثال هؤلاء، ويترك عن محمد بن عجلان ونظرائه! ويُطرِّق لأهل البدع علينا، فيجدون السبيل بأن يقولوا لحديث إذا احتُجَّ عليهم به: ليس هذا في كتاب الصحيح". ورأيته يذمُّ وَضْعَ هذا الكتاب ويؤنِّبه. فلما رجعتُ إلى نيسابور في المرة الثانية، ذكرت لمسلم بن الحجاج إنكار أبي زرعة عليه روايته في هذا الكتاب عن أسباط بن نصر وقطن بن نسير وأحمد بن عيسى. فقال لي مسلم: "إنما قلتُ: صحيح، وإنما أدخلتُ مِن حديث أسبط وقطن وأحمد ما قد رواه الثقات عن شيوخهم. إلا أنه ربما وقع إليَّ عنهم بارتفاعٍ، ويكون عندي مِن رواية مَن هو أوثق منهم بنزولٍ، فأقتصر على أولئك. وأصل الحديث معروفٌ مِن رواية الثقات)). اهـ
البرذعي کہتے ہیں میں نے ابو زرعہ کو دیکھا اور ان سے الصحیح کا ذکر کیا جس کی تالیف مسلم بن حجاج نے کی ... پس ابو زرعہ نے کہا یہ محدثین کی ایک قوم ہے جو وقت سے پہلے پہلے کام کرنا چاھتے ہیں ... لہذا انہوں نے کتابیں تالیف کیں جس کو ان سے پہلے کسی نے نہیں کیا تاکہ اپنے تئیں دوسروں پر سردار بنیں وقت سے پہلے اور وہ دن ا ہی گیا جسے میں دیکھ رہا تھا کہ ایک آدمی کتاب صحیح مسلم لایا - ابو زرعہ نے مسلم کی کتاب پر نظر ڈالی تو اس میں اسباط سے روایت کرتا ہے پس ابو زرعہ نے کہا یہ کتاب تو صحیح سے بہت دور ہے اپنی کتاب میں اسباط بن نصر سے روایت کر ڈالی ! پھر انہوں نے دیکھا کتاب میں قطن بن نسیر بھی ہے پس انہوں نے کہا یہ تو اس سے بھی خراب ہے قطن نے ثابت سے اور پھر انس سے روایت ملا دی ہیں پھر ابو زرعہ نے دیکھا احمد بن عیسیٰ المصری پس انہوں نے کہا میں نے نہیں

دیکھا کہ اہل مصر اس کے بارے میں شکایت کرتے ہوں سوائے اس کے ، پھر انہوں نے زبان کی طرف اشارہ کیا، کہ یہ جھوٹا ہے پھر کہا اس قسم کے لوگوں سے روایت لے لی ہے اور محمد بن عجلان اور ان کے جیسوں کو چھوڑ دیا ہے اور اہل بدعت کو ہمارے لئے ایک رستہ بنا کر دے دیا ہے پس وہ اس پر ہم سے سبیل پائیں گے اس روایت سے دلیل لی گئی ہے کیا یہ صحیح میں نہیں ؟ اور ان کو دیکھا وہ اس کتاب کو بنانے پر مذمت کرتے پس جب دوسری دفعہ نیشا پور لوٹے پھر امام مسلم کا ذکر ہوا تو ابو زرعہ نے ان کا انکار کیا اور ان کی اسباط بن نصر سے اور قطن سے اور احمد بن عیسیٰ سے روایت کا پس امام مسلم نے مجھ سے کہا میں ان روایات کو صحیح کہا کیونکہ ان راویوں سے شیوخ نے روایت کیا ہے بلاشہ کبھی کبھی میرا (ایمان) ان سے اٹھ جاتا ہے اور میرے پاس ان سے زیادہ ثقہ کی روایت ہوتی ہے تو میں اس کو چھوڑ کر دیتا ہوں اور اصل حدیث تو معروف ہوتی ہے ثقات کی روایت سے

یعنی امام ابو زرعہ کے مطابق امام مسلم نے جلدی جلدی صحیح پر کتب لکھ دیں قبل اس کے ان کا علم ان پر پختہ ہوتا لوگوں نے امام ابو زرعہ کی رائے کو تعصب یا تنگ نظری کہا ہے لیکن یہ ان کا منہج ہے اس کی اپنی اہمیت ہے اور ان کا نکتہ نظر نہ صرف ایک استاد کا ہے بلکہ دیکھا جائے تو صحیح بھی ہے

اس کے برعکس ایک قول پیش کیا جاتا ہے جو الذھبی نے سیر الاعلام النبلاء ج ۱۰ میں پیش کیا ہے

وَقَالَ مَكِّيٌ بن عبدَان: سَمِعْتُ مسلماً يَقُوْلُ: عرضت كِتَابِي هَذَا (المُسْنَد) عَلَى أَبِي زُرْعَةَ، فُكُلُّ مَا أَشَار عليّ فِي هَذَا الكِتَاب أَن لَهُ عِلَّة وَسبباً تركته، وَكُلّ مَا قَالَ: إِنَّهُ صَحِيْح لَيْسَ لَهُ عِلَّة، فَهُوَ الَّذِي أَخرجت. وَلَوْ أَنَّ أَهْل الحَدِيْث يَكْتُبُوْنَ الحَدِيْث مَائَتي سنَة، فمدَارهُم عَلَى هَذَا
میں نے اپنی کتاب (معروف نقاد محدث) ابو زرعہ رحمۃ اللہ علیہ پر پیش کی تو اُنہوں نے میری اس کتاب میں جس حدیث کی طرف بھی اشارہ کیا کہ اس میں کوئی ضعف کا سبب یا علت ہے تو میں نے اس حدیث کو چھوڑ دیا اور جس کے بارے میں بھی اُنہوں نے کہا کہ یہ حدیث صحیح ہے اور اس میں کوئی علت (خفی کمزوری) نہیں ہے تو اسکو میں نے اپنی اس کتاب میں بیان کیا ہے

یہ قول کذب ہے کیونکہ تحقیق نے ثابت کر دیا ہے امام ابو زرعہ کو امام مسلم نے صحیح نہیں دکھائی بلکہ البرزعی نے اس کا ایک نسخہ دکھآیا اور انہوں نے دیکھ کر جن راویوں کی نشان دھی کی ان کی روایات آج تک صحیح مسلم میں موجود ہیں مثلا اسباط بن نصر و احمد بن عیسیٰ المصری کی روایت

تاریخ بغداد کے مطابق سعید بْن عَمْرو البرذعي کہتے ہیں کہ

وقدم مسلم بعد ذلك الري، فبلغني أنه خرج إِلَى أَبِي عَبد اللَّهِ مُحَمَّد بْن مسلم بْن وارة، فجفاه، وعاتبه على هذا الكتاب، وَقَال لَهُ نحوا مما قاله لي أَبُو زُرْعَة: إن هذا يطرق لأهل البدع علينا، فاعتذر إليه مسلم وَقَال: إنما أخرجت هذا الكتاب وقلت هو صحاح، ولم أقل أن ما لم أخرجه من الحديث فِي هذا الكتاب ضعيف، ولكن إنما أخرجت هذا من الحديث الصحيح، ليكون مجموعا عندي وعند من يكتبه عني، فلا يرتاب فِي صحتها، ولم أقل: إن ما سواه ضعيف، أو نحو ذلك مما اعتذر به مسلم إِلَى مُحَمَّد بْن مسلم فقبل عذره وحدثه.

اور امام مسلم اس کے بعد الري آئے پس مجھے پتا چلا کہ یہ أَبِي عَبد اللَّهِ مُحَمَّد بْن مسلم بْن وارة سے تخریج کرتے ہیں پس میں خفا ہوا اور اس کتاب الصحیح کی بنا پر ان پر برسا اور وہی کہا جو امام ابو زرعہ نے کہا تھا کہ اس نے اہل بدعت کو ہم پر رستہ بنا کر دے دیا ہے پس مسلم نےجواز پیش کیا اور کہا میں نے تو یہ کتاب لکھی اورمیں کہتا ہوں یہ صحاح ہیں اور میں یہ نہیں کہتا کہ جس حدیث کو میں نے اپنی اس کتاب میں بیان نہیں کیا، وہ ضعیف ہے۔ میں نے تو اس کتاب میں صحیح احادیث کی تخریج کی ہے تاکہ خود میرے لئے مجموعہ ہو یا ان کے لئے جنہوں نے مجھ سے لکھا پس ان کی صحت میں شک نہ ہو اور میں یہ نہیں کہتا کہ ان کے سوا جو روایتین ہیں وہ ضعیف ہیں یا اسی طرح تو یہ امام مسلم کا جواز ہے محمد بن مسلم کے حوالے سے پس اس کو قبول کیا اور روایت کیا

اول اس قول کو لوگوں نے عموم بنا دیا ہے سب سے پہلے یہ قول خاص مجروحین سے امام مسلم کی روایت کرنے پر ائمہ کی جرح کے حوالے سے ان کی وضاحت پر مبنی ہے

دوم امام مسلم پر امام ابو زرعہ کا جو اعتراض ہے اس پر امام مسلم نے کوئی بات نہیں کی بلکہ بات کو اس طرف پلٹ دیا گیا کہ صحیح مسلم کے علاوہ بھی صحیح احادیث ہیں جبکہ ان سے اس پر پوچھا نہیں گیا تھا

سوم البرزعی نے امام مسلم سے کلام نیشاپور میں کیا یا الري میں کیا کیونکہ سوالات جو زیادہ معتبر کتاب ہے اس میں البرزعی نے امام مسلم سے وضاحت نیشاپور میں ہی لی تھی

امام مسلم مقدمہ میں نام لئے بغیر ہم عصر محدثین پر جرح کرتے ہیں

امام مسلم فرماتے ہیں کہ ہمارے بعض ہمعصر محدثین نے سند حدیث کی صحت اور سقم : کے بارے میں ایک ایسی غلط شرط عائد کی ہے جس کا اگر ہم ذکر نہ کرتے اور اس کا ابطال نہ کرتے تو یہی زیادہ مناسب اور عمدہ تجویز ہوتی .....اور اس شخص نے جس کے قول سے ہم نے بات مذکور شروع کی ہے اور جس کے فکر وخیال کو ہم نے باطل قرار دیا ہے یوں گمان اور خیال کیا ہے کہ جس حدیث کی سند میں فلاں عن فلاں ہو اور ہم کو یہ بھی معلوم ہو کہ وہ دونوں معاصر ہیں اس لئے کہ ان دونوں کی ملاقات ممکن ہے اور حدیث کا سماع بھی البتہ ہمارے پاس

کوئی دلیل یا روایت ایسی موجود نہ ہو جس سے قطعی طور پر یہ بات ثابت ہو سکے کہ ان دونوں کی ایک دوسرے سے ملاقات ہو اور ایک نے دوسرے سے بالمشافہ اور بلاواسطہ حدیث سنی تو ایسی اسناد سے جو حدیث روایت کی جائے وہ حدیث ان لوگوں کے ہاں اس وقت تک قابل اعتبار اور حجت نہ ہوگی

امکان لقاء پر حدیث کو صحیح کہنا امام بخاری کی شرط نہیں ہے لہذا صحیح بخاری کا معیار صحیح مسلم سے بہتر ہے اور یہ اقتباس ثابت کرتا ہے کہ امام مسلم اور امام بخاری کا اس پر مسئلہ پر اختلاف تھا
امام ابو زرعہ اور ابن ابی حاتم کے مطابق صحیح مسلم کی یہ روایات معلول ہیں

حديث المسح على الخفين والخمار (275 -1
حديث كان يذكر الله على كل أحيانه (373 -2
حديث ويلٌ للأعقاب مِن النار (240 -3
حديث مَن نفَّس عن مؤمنٍ كربةً مِن كرب الدنيا (2699 -4

اس کے علاوہ اوپر تین راویوں کے نام ہیں جن کو ابو زرعہ ضعیف کہتے ہیں اور ایک کو کذاب کہتے ہیں اور امام مسلم روایت کرتے ہیں

نوٹ
اس اقتباس میں ایک چیز ہے کہ امام مسلم نے روایت کا متن کم کیا کیونکہ وہ روایات مطول مشہور تھیں
اس کی مثال صحیح مسلم بَابُ عَرْضِ مَقْعَدِ الْمَيِّتِ مِنَ الْجَنَّةِ أَوِ النَّارِ عَلَيْهِ، وَإِثْبَاتِ عَذَابِ الْقَبْرِ وَالتَّعَوُّذِ مِنْهُ مین ہے قرع النعال والی روایت جس کو مختصرا بیان کیا
إِنَّ الْمَيِّتَ إِذَا وُضِعَ فِي قَبْرِهِ، إِنَّهُ لَيَسْمَعُ خَفْقَ نِعَالِهِمْ إِذَا انْصَرَفُوا

امام ابوزرعہ نے صحیح مسلم کی اعترضات کیے اس پر تحقیق پر سوال ہے

صحیح مسلم پر امام ابوزرعہ رازی کے اعتراضات کا جائزہ

لنک

جواب

محمد خبیب احمد مضمون صحیح مسلم پر امام ابوزرعہ الرازی کے اعتراضات کا جائزہ (ہفتہ روزہ الاعتصام 1438ھ) میں لکھتے ہیں
امام مسلم نے صحیح مسلم میں ان سے صرف ایک روایت لی ہے۔(ملاحظہ ہو صحیح مسلم، " حدیث: ۲۷۳۹) اور امام ابوزرعہ امام مسلم کے شاگرد بھی ہیں۔ (سؤالات البرذعي: ۲/۵۲۵، ۵۹۱)یا پھر یہ روایۃ الأقران کی صورت ہے۔

تبصرہ: کتاب رجال صحیح مسلم از ابن منجویہ کے مطابق
عبيد الله بن عبد الكريم أَبُو زرْعَة الرَّازِيّ وَهُوَ ابْن عبد الكريم بن يزِيد بن فروخ مولى عَبَّاس بن مطرف الْقرشِي
روى عَن يحيى بن عبد الله بن بكير فِي الدُّعَاء
امام ابو زرْعَة سے ایک روایت الدعا میں لی گئی ہے

صحیح مسلم کی روایت ہے
حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ عَبْدِ الْكَرِيمِ أَبُو زُرْعَةَ، حَدَّثَنَا ابْنُ بُكَيْرٍ، حَدَّثَنِي يَعْقُوبُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، عَنْ مُوسَى بْنِ عُقْبَةَ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ دِينَارٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ، قَالَ: كَانَ مِنْ دُعَاءِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «اللهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنْ زَوَالِ نِعْمَتِكَ، وَتَحَوُّلِ عَافِيَتِكَ، وَفُجَاءَةِ نِقْمَتِكَ، وَجَمِيعِ سَخَطِكَ
اس سے امام ابو زرْعَة، امام مسلم کے شیخ ہوئے

إمام أبو زرعه کو إمام مسلم کا شاگرد ثابت کرنے کے جوش میں انہوں نے أبو زرعة الرازي وجهوده في السنة النبوية کا بھی حوالہ دیا ہے جس کو سؤالات البرذعي: ۲/۵۲۵، ۵۹۱) بھی کہا جاتا ہے جو البرذعي روایت ہے اس میں کا کہنا ہے
حدثني مسلم بن الحجاج قال: سمعت إسحاق بن راهويه قال: أتيت أبا داود سليمان بن عمرو فقلت في نفسي لأسألنه عن شيء لا أعرف فيه من قول المتقدمين شيئاً فقلت له: يا أبا داود ما عندك في التوقيت بين دَمي المرأة في

یہاں حدثنی اصل میں البرذعي نے کہا ہے نہ کہ أبو زرعة الرازي نے

امام ابو زرعہ کے الفاظ کا ترجمہ کیا گیا ہے
///////
میں ابوزرعہ کی مجلس میں تھا کہ صحیح مسلم کا تذکرہ چھڑ گیا، پھر فضل الصائغ(امام فضل بن عباس جو حافظ و ناقد ہیں اور فضلک الرازی کے نام سے شہرت یافتہ ہیں) کی کتاب کا ذکر ہوا تو ابوزرعہ مجھے فرمانے لگے: ان لوگوں نے قبل از وقت پیش رفت کی ہے۔ انھوں نے ایسا کام کیا ہے جس کے ذریعے سے وہ سربلند ہونا چاہتے ہیں۔ انھوں نے ایسی کتاب لکھی جو ان سے پہلے نہیں لکھی گئی تاکہ وہ قبل از وقت اپنی علمی دھاک بٹھا سکیں۔
ایک روز امام ابوزرعہ کے پاس ایک آدمی صحیح مسلم لایا۔ میں بھی وہیں موجود تھا۔ ابوزرعہ اسے دیکھنے لگے تو یکایک اسباط بن نصر کی حدیث نظر سے گزری۔ مجھے ابوزرعہ نے کہا: یہ صحیح سے کس قدر دُور ہے،
/////////

اب ظاہر ہے کہ امام ابو زرعہ کو صرف تین راویون پر اعتراض نہیں ہے بلکہ یہ اجمالا کہا گیا ہے کہ دیکھو اس قسم کے راویوں سے روایت لی گئی ہے

اس پر فاضل محقق کو سمجھ آیا وہ لکھتے ہیں
////
مذکورہ بالا تفصیل سے معلوم ہوتا ہے کہ امام ابوزرعہ نے صحیح مسلم پر دو قسم کے اعتراضات وارد کیے ہیں:
اولًا: امام مسلم نے بعض متکلم فیہ راویوں کی روایات تو ذکر کی ہیں، جب کہ بعض ثقہ راویوں کی احادیث اصالتاً بیان کرنا تو کجا متابعتاً اور شاہداً بھی بیان نہیں کیں!
ثانیاً: انھوں نے اپنی کتاب کا نام ''الجامع الصحیح'' رکھا ہے جس کا تقاضہ ہے کہ سبھی یا اکثر صحیح احادیث اس میں موجود ہوں، جب کہ امرِ واقع ایسا نہیں ہے۔ اس لیے جب بدعتیوں کی تردید میں صحیح حدیث پیش کی جائیں گی تو وہ اس پر اعتراض کرتے ہوئے چلاُٹھیں گے کہ یہ صحیح مسلم میں موجود نہیں، لہٰذا صحیح کیوں کر ہو گی؟

//////

امام ابو زرعہ نے کہا کہ ابن عجلان جیسوں کی روایت نہیں لی اور اہل بدعت کی روایت لے لی ہے
دوم امام مسلم نے کذاب راویوں تک سے روایت لے لی ہے یہاں ان کا مقصد صرف ایک راوی پر

جرح کرنا نہیں ہے جس کا دفاع کرنے یہ محقق صاحب بیٹھ گئے ہیں
پھر فرماتے ہیں کہ امام ابو زرعہ نے یہ اعتراضات صحیح البخاری پر کیوں نہ کیے

راقم کہتا ہے امام ابو زرعہ نے تو صحیح بخاری مکمل ہونے سے پہلے ہی امام بخاری کا بائیکاٹ کر دیا تھا جیسا الکلابازی نے خبر دی

ابن ابی حاتم کتاب الجرح و التعدیل میں لکھتے ہیں کہ میرے باپ اور امام ابو زرعہ نے امام بخاری کی روایات ترک کر دیں ان کے خلق القرآن کے مسئلہ میں عقیدے کی بنا پر

سمع منه أبي وأبو زرعة ثم تركا حديثه عندما كتب اليهما محمد ابن يحيى النيسابوري انه اظهر .عندهم ان لفظه بالقرآن مخلوق

إن سے میرے باپ اور ابو زرعہ المتوفی ٢٧٤ ھ نے سنا پھر ترک کیا جب امام الذھلی نے لکھا کہ یہ ان پر امام بخاری کا لفظہ بالقرآن مخلوق (کا عقیدہ) ظاہر ہوا

كتاب المعلم بشيوخ البخاري ومسلم از أبو بكر محمد بن إسماعيل بن خلفون (المتوفى 636 هـ) کے مطابق

وقال أبو الفضل صالح بن أحمد بن محمد الحافظ: لما وافى محمد بن إسماعيل البخاري صاحب الجامع المعروف بالصحيح إلى الري قصد أبا زرعة عبيد الله ابن عبد الكريم بن فروخ وأبا حاتم محمد بن إدريس وكانا إمامي المسلمين في وقتهما وزمانهما والمرجوع إليهما في الحديث وعلم ما اختلف فيه الرواة، فاحتجبا عنه فعاود ولم يأذنا له بالدخول عليهما، فعاود أبا زرعة فأبى وشدد في ذلك وقال: لا أحب أن أراه ولا يراني، فبلغ بعض العلماء أن أبا زرعة منع محمد بن إسماعيل أن .يدخل عليه، وتحدث الناس بذلك فقصد أبا زرعة وسأله عن ذلك وذكر الحديث

أبو الفضل صالح بن أحمد بن محمد الحافظ کہتے ہیں کہ جب امام بخاری صاحب جامع المعروف الصحیح نے الری کا قصد کیا کہ امام ابوزرعہ اور ابی حاتم سے ملیں جو مسلمانوں کے اپنے زمانے کے امام تھے اور حدیث میں ان کی طرف رجوع کیا جاتا تھا اور ان کو راویوں کے اختلاف کا علم تھا تو یہ دونوں ، امام بخاری سے چھپ گئے اور امام بخاری کا اپنے پاس داخلہ بند کر دیا اور ابو زرعہ..... نے کہا مجھے پسند نہیں کہ اس کو دیکھوں یا یہ (بخاری) مجھے- پس یہ بات علماء تک پہنچی کہ امام ابو زرعہ امام بخاری کو منع کرتے ہیں کہ وہ داخل ہوں

لہذا یہ بھی فاضل محقق کی ناقص تحقیق ہے

صحیحین میں ضعیف راویوں سے روایت لی گئی ہے جس پر امام ابو زرعہ کو اعتراض ہے لیکن متاخرین نے اسی سے متابعت اور شواہد وغیرہ کی اصطلاحات ایجاد کی ہیں ان کو ملا کر محمد خبیب احمد امام ابو زرعہ کو سمجھا رہے ہیں کہ یہ روایات کیوں لکھی گئی ہیں

یہ متاخرین کی رائے ہوئی جو امام مسلم کے ہم عصر ہیں ان کے نزدیک نہ متابعات کوئی شی ہے نہ شاہد کوئی بلا ہے اگر ایسا کسی کتاب میں کیا جائے تو کم از کم اس کو الصحیح نہیں کہنا چاہیے
مثلا امام ترمذی نے بھی ہر صحیح و ضعیف نقل کی ہیں لیکن کتاب میں روایت کو حسن کہہ کر اس کا مرتبہ بلند نہیں کیا – امام مسلم نے صحیح میں ان اس قسم کے متکلم فیہ رواۃ کی روایت بھی لی اور اس کو صحیح بھی کہا

کذاب کی روایت کا دفاع

امام ابو زرعہ نے فرمایا
کہا: مسلم، احمد بن عیسیٰ مصری کی روایت صحیح مسلم میں ذکر کرتے ہیں! مجھے ابوزرعہ نے کہا: میں نے مصریوں کو احمد بن عیسیٰ کے بارے میں شک کرتے ہوئے نہیں دیکھا (انھیں یقین تھا)۔ ابوزرعہ نے اپنے ہاتھ سے اپنی زبان کی طرف اشارہ کیا، گویا وہ کہنا چاہتے تھے: وہ جھوٹ بولتا ہے۔

فاضل محقق یہاں بھی متقدمین محدثین کا منہج سمجنے میں ٹھوکر کھا گئے ہیں اور چلے ایک کذاب کا دفاع کرنے – جو شخص اپنے محلہ میں ہی کذاب مشہور ہو وہ نیشاپور پہنچ کر صحیح مسلم کا عالی مقام راوی بن گیا امام ابو زرعہ جو خود نیشا پوری ہیں ان کو امام مسلم کی اس حرکت پر سخت افسوس ہوا اور امام مسلم کی سخت سست کہا

محقق خود بھی مان گئے ہیں کہ امام ابن معین نے حلفاً کہا ہے کہ وہ کذاب ہے

امام ابی حاتم نے کہا
مجھے بتلایا گیا کہ وہ مصر گیا، وہاں سے ابن وہب اور مفضل بن فضالہ کی کتب خریدیں۔ پھر میں بغداد آیا، پوچھا: کیا احمد، مفضل سے بیان کرتا ہے؟ انھوں نے کہا: ہاں۔ میں نے اس پر نکیر کی کیوں کہ ابن وہب اور مفضل کی روایت برابر نہیں ہو سکتی۔ لوگوں نے اس پر تنقید کی ہے۔"(الجرح و التعدیل: ۲/۶۴)

مصیبت یہ ہوئی کہ محقق کہتے ہیں احمد بن عیسی امام بخاری و مسلم کے استاد ہیں لہذا ان پر اس کا دفاع فرض ہو گیا
یہاں تک کہ ابن حبان جیسے متساھل شخص کا حوالہ لکھا
:امام ابن حبان

و کان متقنا ." "وہ متقن تھے۔" (الثقات: ۸/۱۵
امام ابن حبان کا ایسے الفاظ سے توثیق کرنا اس راوی کی زبردست ثقاہت پر دلالت کرتا ہے

راقم کہتا ہے خوب ہے ابن حبان کا کسی کو ثقہ قرار دینا کب سے زبردست ثقات کی دلیل ہوا؟

صحیح مسلم میں اس کذاب احمد بن عیسیٰ کی ایک دو نہیں یہ روایات ہیں
:صحیح مسلم میں احمد کی مرویات حسب ذیل ۳۲ ہیں
۲۱، ۲۴۰، ۲۸۳، ۲۹۵، ۳۰۳، ۳۵۵، ۳۵۸، ۵۳۳، ۵۶۶، ۶۱۵، ۶۲۴، ۸۴۷، ۸۵۳، ۹۸۲، ۱۱۴۷، ۱۱۸۸، ۱۱۹۸، ۱۵۸۵، ۱۶۲۲، ۱۶۴۵، ۱۶۸۴، ۱۷۰۸، ۲۱۱۸،)۳۹۲۵(، ۱۲۳۷، ۱۳۴۸، ۱۴۴۸، ۱۵۳۶)۳۲۲۳(۱۲۱۱،)۷۴۷۰(۲۲۰۴، ۲۲۵۴، ۲۶۵۸، ۵۳۳

ان روایات میں سے ایک روایت (حدیث: ۱۷۰۸) اصالتاً، ایک روایت (حدیث: ۳۵۵/۷۹۳) متابعتاً، ایک روایت (حدیث: ۲۱۱۸) شاہداً، جب کہ باقی انتیس مرویات مقروناً ہیں

لیکن کذاب لوگوں نے بیان کیا مثلا امام مسلم کے قول کی توضیح ابوبکر بن غزرہ نے بیان کی کہ :مکی بن عبدان ابوحاتم کا بیان ہے کہ میں نے امام مسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا

میں نے یہ مسند کتاب امام ابوزرعہ رازی کی خدمت میں پیش کی۔ انھوں نے اس کتاب میں ' جس جس حدیث کے بارے میں مجھے اشارہ کیا کہ اس میں علّت (اور ضعف کا سبب) ہے، میں نے اسے چھوڑ دیا۔ ان کی رائے کی روشنی میں جو صحیح تھی اور اس میں کوئی علت نہ تھی اسے میں نے بیان کیا ہے۔"

(فوائد أبي بكر بن عقال الصقلي عن أبي بكر بن غزرة قال: ذكر مكي بن عبدان ..... بہ حوالہ ضعیف بخاری و مسلم ۔ تقييد المهمل للغساني الجياني: ۱/۶۷ و السياق له ۔ مقدمة إكمال المعلم للقاضي عياض، ص: ۱۱۰ ۔ المفهم للقرطبي: ۱/۳۹ ۔ صيانة صحيح مسلم لابن الصلاح، ص: ۶۷ ۔ فهرسة ابن الخير، ص: ۸۷ ۔ سير أعلام النبلاء: ۱۲/۵۶۸)

اس قول کے راوی ابو بکر بن غزرہ کا ترجمہ نہیں ملا۔

یعنی جب کذاب کی روایت صحیح مسلم سے نکلی ہی نہیں آج تک ہے تو پھر یہ بات ایک اور جھوٹ ہوئی جو کسی مجھول نے نقل کی

-لیکن فاضل محقق نے اس کو بھی بیان کر دیا ہے

ایک جھوٹے کو بچانے کے لئے ایک مجہول کی مدد حاصل کی گئی ہے

راقم کہتا ہے کہ امام بخاری و مسلم نے اس کذاب کی روایت لکھی ہے
امام بخاری: صحیح بخاری، حدیث:۶۸۴۸، ۶۸۴۹، ۶۸۵۰

اور ان دو کے علاوہ کوئی اور اس دور میں نہیں جو اس راوی کی روایت کو صحیح کہتا ہو کذاب کی روایت کو صحیح کہنا تھا کہ امام ابو زرعہ نے کہا
انہوں نے کتابیں تالیف کیں جس کو ان سے پہلے کسی نے نہیں کیا تاکہ اپنے تئیں دوسروں پر سردار بنیں وقت سے پہلے

بہر حال یہ تو ثابت ہوا کہ امام ابو زرعہ اور امام ابی حاتم کتاب صحیح مسلم کو صحیح نہیں قرار دیتے تھے اس کی روایات پر جرح کرتے تھے

امثال

امام ابوزرعہ سے ربیعہ بن ابی عبد الرحمان کی حدیث کے بارے میں سوال کیا گیا جس میں ربیعہ پر اختلاف ہوا۔ بشر بن مفضل نے یوں بیان کیا:
عن عمارة بن غزية عن ربيعة عن عبدالملک بن سعيد بن سويد الأنصاري عن أبي حُميد الساعدي ”

أو عن أبي أسيد الساعدي عن النبيﷺ أنه قال: ((إذا دخل أحدكم المسجد فليسلم و ليقل: اللهم افتح لي أبواب رحمتک . و إذا خرج فليقل: اللّٰهم إني أسألک من فضلک .))"
:اسے سلیمان بن بلال یوں بیان کرتے ہیں
". عن ربيعة عن عبدالملک بن سعيد بن سُويد عن أبي حميد و أبي أسيد عن النبيﷺ"
:امام ابوزرعہ نے فرمایا
عن أبي حميد و أبي أسيد كلاهما عن النبيﷺ أصح . "(العلل لابن أبي حاتم، رقم: ٥٠٩)"

امام ابن ابی حاتم رقم طراز ہیں

سألت أبازرعة عن حديث رواه ابن عيينة عن عمر بن سعيد بن مسروق عن أبيه عن عباية بن ' رفاعة بن رافع بن خديج عن رافع بن خديج، قال: أعطى النبيﷺ أبا سفيان -يوم حنين- و صفوان بن أمية و عيينة بن حصن و الأقرع بن حابس مائة من الإبل ..... إلخ . فقال أبو زرعة: هذا خطأ،رواه الثوري، فقال: عن أبيه عن ابن أبي نعم عن أبي سعيد الخدري عن النبيﷺ . و هذا الصحيح . قلت لأبي زرعة: ممن الوهم؟ قال: من عمر ." (العلل، رقم: ٩١٦)

:امام ابن ابی حاتم فرماتے ہیں
سألت أبي و أبا زرعة عن حديث رواه أبوعوانة عن الأعمش عن إبراهيم عن الأسود عن عائشة " قالت: ما رأيت النبيﷺ صام العشر من ذي الحجة قط . و رواه أبوالأحوص فقال: عن منصور عن إبراهيم عن عائشة؟ فقالا: هذا خطأ . و رواه الثوري عن الأعمش و منصور عن إبراهيم قال: حدثت عن النبيﷺ . " (العلل، رقم: ٧٨١)
اس کا خلاصہ یہ ہے کہ اس حدیث کا مرسل ہونا صحیح ہے۔
جبکہ اس کو مرفوع امام مسلم نے روایت کیا ہے

:امام ابن ابی حاتم رقم طراز ہیں
سألت أبازرعة عن حديث النبيﷺ في تختمه، أفي يمينه أصح أم في يساره؟ فقال: في يمينه " الحديث أكثر، و لم يصح هذا و لا هذا . " (كتاب العلل، رقم: ١٤٣٩)
میں نے امام ابوزرعہ سے نبی کریمﷺ کی انگوٹھی والی حدیث کے بارے میں سوال کیا کہ " دائیں ہاتھ کے بارے میں زیادہ صحیح ہے یا بائیں ہاتھ کے بارے میں؟ فرمایا: اکثر احادیث میں دائیں ہاتھ کا ذکر ہے۔ نہ دائیں ہاتھ کی تصریح والی حدیث صحیح ہے اور نہ بائیں ہاتھ والی "حدیث۔
:امام مسلم فرماتے ہیں
۔ "و حدثنا عثمان بن أبي شيبة و عباد بن موسى قالا: حدثنا طلحة بن يحيى – و هو الأنصاري ثم الزرقي- عن يونس عن ابن شهاب عن أنس بن مالک أن رسول اللّٰهﷺ لبس خاتم فضة في يمينه،

" . فيه فص حبشي، كان يجعل مما يلي كفه
2 - "و حدثني زهير بن حرب حدثني إسماعيل بن أبي أويس حدثني سليمان بن بلال عن يونس بن يزيد بهذا الإسناد مثل حديث طلحة بن يحيى . " (صحيح مسلم، رقم: ٥٤٨٧، ٥٤٨٨ . دارالسلام)

:امام ابن ابی حاتم فرماتے ہیں
و سئل أبو زرعة عن حديث رواه الأوزاعي و حسين المعلم عن يحي بن أبي كثير عن سالم الدوسي، قال: دخلت مع عبدالرحمان بن أبي بكر على عائشة فدعا بوضوء فقالت: يا عبدالرحمان! أسبغ الوضوء، فإني سمعت رسول اللّٰه ﷺ يقول: ((ويل للأعقاب من النار .)) و رواه عكرمة بن عمار عن يحي بن أبي كثير عن أبي سلمة بن عبدالرحمان عن أبي سالم مولى المهريين، قال: دخلت مع عبدالرحمان بن أبي بكر على عائشة ..... فذكر الحديث . فقال أبو زرعة: الحديث حديث الأوزاعي و حسين المعلم . وحديث شيبان وهم، وهم فيه أبو نعيم . " (العلل، رقم: ١٤٨)

امام ابوزرعہ کا مقصود یہ ہے کہ اوزاعی اور حسین المعلم کی سند راجح ہے کیوں کہ اس میں ابوسلمہ بن عبدالرحمان کا واسطہ نہیں برعکس روایت عکرمہ بن عمار کے۔عکرمہ کی حدیث صحیح مسلم (حدیث: ۵۶۸) میں ابوسلمہ بن عبدالرحمان کے اضافی واسطے کے ساتھ موجود ہے۔

:نویں روایت
:امام ابن ابی حاتم نے امام ابوحاتم اور امام ابوزرعہ سے درج ذیل حدیث کی بابت دریافت کیا
محمد بن عباد عن عبدالعزيز الدرواردي عن حميد عن أنس أن النبي ﷺ قال: ((إن لم يثمرها اللّٰه " "فبم يستحل أحدكم مال أخيه!))
یعنی رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "اگر اللہ تعالیٰ اسے پھل دار نہ کرے تو تم میں سے کوئی اپنے "!بھائی کا مال کیسے حلال قرار دیتا ہے
امام ابوحاتم اور امام ابوزرعہ فرمانے لگے: یہ (مرفوع بیان کرنا) غلطی ہے، وہ تو حضرت انس " کا کلام ہے۔ امام ابوزرعہ نے مزید فرمایا: دراوردی (عبدالعزیز بن محمد) اور مالک بن انس اسے مرفوع بیان کرتے ہیں، جب کہ دیگر رواۃ موقوف بیان کرتے ہوئے حضرت انس کا کلام ذکر کرتے ہیں۔" (کتاب العلل، رقم: ۱۱۲۹)
محمد بن عباد بن زبرقان مکی کی روایت صحیح مسلم (حدیث: ۱۵۵۵، دار السلام ترقیم: ۳۹۷۹) میں شاہد میں بہ طورِ متابعت ہے۔

یعنی نیشاپور کے محدثین میں ہی اپس میں روایات کی تصحیح پر اختلافات تھے تو یہ کہنا کہ صحیح مسلم پر اجماع ہو گیا کہ اس کی سب روایات صحیح ہیں کیسے درست ہو سکتا ہے

محقق نے خود نقل کیا ہے

:صحیح مسلم میں اصول میں ذکر کردہ پانچ روایات کی تحقیق کا خلاصہ حسب ذیل ہے

'' . پہلی حدیث: ''کان یذکر اللّٰہ علی کل أحیانہ
اس روایت کو امام ابوزرعہ اور امام ابو حاتم نے ضعیف کہا ہے، جب کہ امام بخاری، امام مسلم، امام ترمذی، امام ابوعوانہ، امام ابونعیم، امام ابن خزیمہ، امام ابن حبان، حافظ ابن حجر اور محدث البانی نے صحیح قرار دیا ہے۔ اور یہی راجح ہے۔

تبصرہ : امام ترمذی نے صحیح نہیں حسن صحیح کہا ہے اور امام بخاری و مسلم کا اس کو صحیح کہنا ان کا ہم عصر محدثین سے اختلاف ہے باقی جتنے نام ہیں یہ سب متاخر ہیں

دوسری حدیث: ((من نفس عن مؤمن کربۃ..... . إلخ))
اس روایت کو امام ابوزرعہ، امام ابن عمار، امام ترمذی اور حافظ ابن رجب نے ضعیف قرار دیا ہے، جب کہ امام مسلم، امام ابن جارود، امام حاکم، امام ابوموسیٰ مدینی، حافظ ابن حبان، حافظ ابن قیم، حافظ ابن حجر، محدث البانی، محدث حوینی، الشیخ علی حسن حلبی، ڈاکٹر خالد بن منصور الدریس وغیرہ نے صحیح قرار دیا ہے۔ اور یہی موقف درست ہے۔
تیسری حدیث: ''عن رافع بن خدیج قال: أعلی النبیﷺ أبا سفیان ..... مئۃ من الإبل
'' . .....إلخ
امام مسلم، امام ابو عوانہ اور حافظ ابن حبان کے نزدیک صحیح حدیث ہے، جب کہ امام ابوزرعہ کے نزدیک یہ حدیث حضرت ابوسعید خدری سے صحیح ہے۔ اسے مسند رافع بن خدیج سے بیان کرنا عمر بن سعید بن مسروق کی غلطی ہے۔ اس بابت امام مسلم وغیرہ کا موقف درست ہے۔

تبصرہ : اس میں امام مسلم کے سوا ان کے دور کا کوئی شخص نہیں جو اس کو صحیح کہے جو نام ہیں وہ سب متاخر ہیں

چوتھی حدیث: ''عن أبي حمید الساعدي أو عن أبي أسید الساعدي مرفوعا: ((الدعاء عند دخول المسجد و خروجہ.....إلخ .))
امام ابوزرعہ کے نزدیک یہ روایت دونوں صحابہ کرام سے مروی ہے۔ ان کی تائید امام ابن ابی حاتم اور امام بزار نے کی ہے، جب کہ اس کی تصحیح کرنے والے امام مسلم کے علاوہ امام ابونعیم، امام ابن حبان، امام نووی، حافظ ابن حجر اور محدث البانی وغیرہ ہیں۔

تبصرہ : اس روایت کی تصحیح میں بھی امام مسلم کا ہم عصر محدثین سے اختلاف ہے

" . پانچویں حدیث: حدیثِ عائشہ: "ما رأيت النبيﷺ صام العشر من ذي الحجة قط
امام ابوزرعہ اور امام ابو حاتم کے نزدیک اس حدیث کا موصول ہونا غلط ہے، مرسل ہونا صحیح ہے۔جب کہ امام مسلم، امام ابوعوانہ، امام ابونعیم، امام ابن خزیمہ اور حافظ ابن حبان کے نزدیک اس کا موصول ہونا بھی درست ہے۔ اور یہ موقف صحیح ہے کہ یہ روایت موصولاً اور مرسلاً دونوں طرح مروی ہے اودونوں طرح صحیح ہے۔
تبصرہ اس روایت کی تصحیح نہیں بھی امام مسلم کا ہم عصر محدثین سے اختلاف ہے

یعنی معلوم ہوا کہ امام مسلم کے ہم عصر محدثین ان سے تصحیح احادیث پر متفق نہیں تھے البتہ متاخرین نے جن میں ابن حبان یا ابن خزیمہ یا ابوعوانہ ہیں انہوں نے ان کو صحیح کہا ہے

صحیح مسلم کی تخلیق کائنات سے متعلق روایت پر سوال ہے

حَدَّثَنِي سُرَيْجُ بْنُ يُونُسَ، وَهَارُونُ بْنُ عَبْدِ اللهِ، قَالَا: حَدَّثَنَا حَجَّاجُ بْنُ مُحَمَّدٍ، قَالَ: قَالَ ابْنُ جُرَيْجٍ، أَخْبَرَنِي إِسْمَاعِيلُ بْنُ أُمَيَّةَ، عَنْ أَيُّوبَ بْنِ خَالِدٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ رَافِعٍ مَوْلَى أُمِّ سَلَمَةَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: أَخَذَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِيَدِي فَقَالَ: «خَلَقَ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ التُّرْبَةَ يَوْمَ السَّبْتِ، وَخَلَقَ فِيهَا الْجِبَالَ يَوْمَ الْأَحَدِ، وَخَلَقَ الشَّجَرَ يَوْمَ الِاثْنَيْنِ، وَخَلَقَ الْمَكْرُوهَ يَوْمَ الثُّلَاثَاءِ، وَخَلَقَ النُّورَ يَوْمَ الْأَرْبِعَاءِ، وَبَثَّ فِيهَا الدَّوَابَّ يَوْمَ الْخَمِيسِ، وَخَلَقَ آدَمَ عَلَيْهِ السَّلَامُ بَعْدَ الْعَصْرِ مِنْ يَوْمِ الْجُمُعَةِ، فِي آخِرِ الْخَلْقِ، فِي آخِرِ سَاعَةٍ مِنْ سَاعَاتِ الْجُمُعَةِ، فِيمَا بَيْنَ الْعَصْرِ إِلَى اللَّيْلِ»، قَالَ إِبْرَاهِيمُ: حَدَّثَنَا الْبِسْطَامِيُّ وَهُوَ الْحُسَيْنُ بْنُ عِيسَى، وَسَهْلُ بْنُ عَمَّارٍ، وَإِبْرَاهِيمُ ابْنُ بِنْتِ حَفْصٍ وَغَيْرُهُمْ، عَنْ حَجَّاجٍ بِهَذَا الْحَدِيثِ
عَبْدِ اللهِ بْنِ رَافِعٍ مَوْلَى أُمِّ سَلَمَةَ صحابی ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے میرا ہاتھ پکڑا اور فرمایا اللہ تعالی نے
مٹی کو ہفتہ کے دن خلق کیا
اور اس میں پہاڑوں کو اتوار کو
اور درختوں کو پیر کو
اور مکروہات کو منگل کو
اور نور کو بدھ کو
اور اس میں جانور پھیلائے جمعرات کو
اور آدم کو عصر و رات کے درمیان کے بعد بروز جمعہ آخری ساعت میں خلق کیا
جواب

اس کی تمام اسناد میں ایوب بن خالد اور عَبْدِ اللهِ بْنِ رَافِعٍ مَوْلَى أُمِّ سَلَمَةَ کا تفرد ہے
ابن تیمیہ فتاوی ج 17 س 236 پر کہتے ہیں

وأم الحديث الذي رواه مسلم في قوله ((خلق الله التربة يوم السبت)) فهو حديث معلول، قدح فيه أئمة الحديث كالبخاري وغيره، قال البخاري: الصحيح أنه موقوف على كعب. وقد ذكر تعليله البيهقي أيضا، وبينوا أنه غلط ليس مما رواه أبو هريرة عن النبي – صلى الله عليه وسلم – وهو مما أنكر الحذاق على مسلم إخراجه إياه كَمَا أَنْكَرُوا عَلَيْهِ إِخْرَاجَ أَشْيَاءَ يَسِيرَةٍ
اور جہاں تک حدیث کا تعلق ہے جو امام مسلم نے روایت کی ہے کہ خلق الله التربة يوم السبت تو وہ حدیث معلول ہے اس پر ائمہ کی جرح ہے جسے امام بخاری کی اور دیگر کی اور بخاری نے کہا صحیح یہ ہے کہ یہ کعب کا قول ہے موقوف ہے اور اس کا ذکر تعلیقا بیہقی نے کیا ہے اور وضاحت کی ہے کہ یہ غلط ہے جو ابو ہریرہ نے نبی صلی الله علیہ وسلم سے روایت کیا ہے اور اس کو روایت کرنے سے امام مسلم کی صلاحیت و قابلیت کا انکار ہویا ہے جیسا کہ ان کا انکار کیا گیا ہے کچھ چیزوں کی تخریج پر
ابن کثیر تفسیر ج ۱ ص ۹۹ میں کہتے ہیں

هذا الحديث من غرائب صحيح مسلم، وقد تكلم عليه ابن المديني والبخاري وغير واحد من الحفاظ، وجعلوه من كلام كعب الأحبار، وأن أبا هريرة إنما سمعه من كلام كعب الأحبار
اوریہ حدیث صحیح مسلم کے غرائب میں سے ہے اور اس پر کلام کیا ہے امام علی المدینی نے بخاری نے اور ایک سے زیادہ حفاظ نے اور اس کو کعب الاحبار کا کلام بنا دیا ہے اور ابو ہریرہ نے اسکو کعب سے سنا ہے
بخاری کے مطابق اسکی سند میں أيوب بن خالد بن أبي أيوب الأنصاري ہے اور یہ کعب الاحبار کا قول ہے- امام بخاری کا یہ دعوی کہ یہ کعب الاحبار کا قول ہے بلا دلیل ہے پہلے اس کو کوئی سند پیش کی جاتی اور پھر یہ دعوی کیا جائے تو قابل قبول ہے- کعب الاحبار توریت کے عالم تھے اور اس میں تخلیق کے مراحل روایت سے الگ ہیں
إكمال تهذيب الكمال في أسماء الرجال از مغلطاي کے مطابق اس کی سند میں ہے

يعني الذي روى له من عند مسلم: خلق الله التربة يوم السبت -أيوب بن خالد بن صفوان
وإن كنا نحاجج البخاري في ذلك اور ہم امام بخاری سے مغلطاي کہتے ہیں راوی کے حوالے سے اس پر اختلاف کرتے ہیں
تہذیب الکمال میں المزي کی اور تاريخ الإسلام میں الذهبی کی بھی یہی رائے ہے کہ اس کی سند میں أَيُّوب بن خَالِد بن صفوان بن أوس بن جَابِر بن قرط میں ہے

ابن حجر تہذیب التہذیب میں کہتے ہیں الأزدي نے اس پر کہا ہے

أيوب بن خالد ليس حديثه بذاك، تكلم فيه أهل العلم بالحديث، وكان يحيى بن سعيد ونظراؤه لا يكتبون حديثه
أيوب بن خالد حدیث میں کوئی ایسا مناسب نہیں ہے اس پر اہل علم حدیث کا کلام ہے اور یحیی بن سعید اور ان کے جیسے اس کی حدیث نہیں لکھتے

البیہقی کتاب الاسماء و الصفات میں کہتے ہیں

وَزَعَمَ بَعْضُ أَهْلِ الْعِلْمِ بِالْحَدِيثِ أَنَّهُ غَيْرُ مَحْفُوظٍ لِمُخَالَفَتِهِ مَا عَلَيْهِ أَهْلُ التَّفْسِيرِ وَأَهْلُ التَّوَارِيخِ
اور بعض اہل علم حدیث کا دعوی ہے کہ یہ حدیث غیر محفوظ ہے مخالفت کرنے پر جو اہل تفسیر اور اہل تواریخ کے پاس ہے
الذھبی العلو میں اس کی ایک دوسری سند دیتے ہیں

قال النسائي في تفسير السجدة: حدثنا إبراهيم بن يعقوب: حدثني محمد بن الصبَّاح: حدثنا أبو عبيدة الحداد: حدثنا أخضر بن عجلان عن ابن جريج عن عطاء عن أبي هريرة: أن النبي – صلى الله عليه وآله وسلم – أخذ بيدي فقال: «يا أبا هريرة إن الله خلق السموات والأرضين وما بينهما في ستة أيام، ثم استوى على العرش يوم السابع، وخلق التربة يوم السبت، والجبال يوم الأحد، والشجر يوم الإثنين، والشر يوم الثلاثاء، والنور يوم الأربعاء والدواب يوم الخميس، وآدم يوم الجمعة في آخر ساعة من النهار بعد العصر، خلقه من أديم الأرض بأحمرها وأسودها وطيبها وخبيثها، من أجل ذلك جعل الله من آدم الطيب والخبيث

یہاں اسکی سند میں ابن جریج ہیں جو مدلس ہیں اور عن سے روایت کر رہے ہیں اور أخضر بن عجلان ہے جس کو ابن معین اور نسائی ثقہ کہتے ہیں اور الأزدي ضعیف کہتے ہیں

البانی اس روایت کو صحیح کہتے ہیں (موسوعة العلامة الإمام مجدد العصر محمد ناصر الدين الألباني) اور اس کا بھر پور دفاع کرتے ہیں اور کہتے ہیں

أن الأيام السبعة في الحديث هي غير الأيام الستة في القرآن
اس روایت میں جو سات دن ہیں وہ قرآن کے چھ دنوں سے الگ ہیں
البانی اپنے پروگرام "الهدى والنور" (259/ 54: 23: 00) میں اس حدیث کا جواب دیتے ہیں

لأن هذا الحديث فقط يتحدث عما خلق الله عز وجل وأوجد من مخلوقات وتصرفات جديدة في الأرض فقط
اس حدیث میں صرف یہ بیان ہوا کہ اللہ تعالی نے کس کو خلق کیا اور مخلوقات کو ایجاد کیا اور نیے تصرفات فقط اس زمین پر کیے
اب ہم اس روایت کا تقابل قرآن سے کرتے ہیں

قرآن	ایام
دو دن میں زمین اور اس کے پہاڑ سورہ فصلت ۹ سے ۱۰ (یعنی مٹی اور پہاڑ)	پہلا
	دوسرا
اگلے چار دن میں زمین کا سب سامان معیشت سورہ فصلت ۱۰ دو دن میں سات آسمان بنائے سورہ فصلت ۱۱ یعنی افلاک اور زمینی نباتات جو سورج پر منحصر) (ہیں یہ سب ملا کر چار دن میں بنے	تیسرا
	چوتھا
	پانچواں
	چھٹا

اس تقابل سے ظاہر ہوتا ہے کہ البانی کی رائے صحیح ہے روایت خلاف قرآن نہیں ہے

قرآن کے مطابق پہلے دو دنوں میں زمین اور پہاڑ بنے یہی روایت میں ہے کہ مٹی اور پہاڑ بنے

اگلے چار دن میں سات آسمان اور زمین، سب سامان معیشت بنائی گئیں ایسا ہی روایت میں ہے

اس طرح ٦ دنوں میں زمین و آسمان خلق ہوئے قرآن میں تخلیق آدم کو ان ٦ دنوں میں شمار نہیں کیا گیا

کیا محدث البانی کے نزدیک صحیح مسلم کی بعض روایات ضعیف ہیں ؟

جواب

البانی نے صحیح مسلم کی روایات کو بھی ضعیف کہا ہے

http://halsat.blogspot.com/2013/04/blog-post_7539.html
لا يشربن أحد منكم قائما ، فمن نسي فليستقئ)) رواه
. (2026) مسلم 116

قال الألباني في الضعيفة (2 / 326) : (منكر بهذا اللفظ ،

. (أخرجه مسلم في صحيحه من طريق عمر بن حمزة
إن من شر الناس عند الله منزلة يوم القيامة الرجل يفضي)) -5

((إلى امرأته وتفضي إليه ثم ينشر سرها
، (1437) رواه مسلم 123
قال الألباني في ضعيف الجامع (192/2) : (ضعيف ، رواه مسلم)
، (75 – 74/7) وكذا ضعفه في إرواء الغليل

وفي غاية المرام (ص150) ،

، (150) وكذلك في مختصر صحيح مسلم تعليق

. (142) و في آداب الزفاف

حديث ((إني لأفعل ذلك أنا وهذه ثم نغتسل)) -6

. (350) يعني الجماع دون إنزال رواه مسلم 89
. قال في الضعيفة (406/2 – 407) : (ضعيف مرفوعا)

إلى أن قال :(وهذا سند ضعيف له علتان : الأولى عنعنة أبي

الزبير ؛ فقد كان مدلسا ... إلخ ،

. الثانية ضعف عياض بن عبدالرحمن الفهري المدني ...) إلخ

لا تذبحوا إلا مسنة إلا أن تتعسر عليكم فتذبحوا جذعة من)) -7

. (الضأن))رواه مسلم رقم 13 (1963
قال الألباني : (رواه أحمد ومسلم و... و... ضعيف)

. (64/6) انظر ضعيف الجامع
، (1131) وكذلك ضعفه في إرواء الغليل برقم

) : وكذلك في الأحاديث الضعيفة (91/1) . وقال هناك بعد كلام

ثم بدا لي أني كنت واهما في ذلك تبعا للحافظ ، وأن هذا الحديث

الذي صححه هووأخرجه مسلم كان الأحرى به أن يحشر في زمرة

. (الأحاديث الضعيفة ... إلخ

(إذا قام أحدكم من الليل فليفتتح صلاته بركعتين خفيفتين)) -8

. (768) رواه مسلم198

قال الألباني في ضعيف الجامع (213/1) :(رواه أحمد ومسلم ،

. (ضعيف

((لا تدخل الملائكة بيتا فيه كلب ولا تماثيل))رواه مسلم 87 -9

. (2106)
قال الألباني في غاية المرام (ص104) :(صحيح دون قول عائشة

.((لا) فإنه شاذ أو منكر
حديث : (أنتم الغر المحجلون يوم القيامة ، من إسباغ الوضوء ، -10

(فمن استطاع منكم فليطل غرته وتحجيله
رواه مسلم
قال الالباني في (ضعيف الجامع وزيادته)
(14 / 2 برقم 1425) : رواه مسلم عن أبي هريرة (ضعيف بهذا

: التمام) .12- حديث

. (من قرأ العشر الاواخر من سورة الكهف عصم من فتنة الدجال)
: قال الالباني في (ضعيف الجامع وزيادته) (5 / 233 برقم 5772)

رواه أحمد ومسلم والنسائي عن أبي الدرداء(ضعيف)

حديث " إن النبي صلى الله عليه وسلم صلى في كسوف

"... ثماني ركعات في أربع سجدات
اخرجه مسلم
قال الألباني في إرواء الغليل (129/3) ما نصه : ضعيف وإن أخرجه

. مسلم ومن ذكره معه وغيرهم

صحیح مسلم میں ابی الزبیر المکی کی وہ روایات کا کیا حکم ہے؟

جواب

امام مسلم نے ۸۰ کے قریب روایات ابی الزبیر المکی کی سند سے دیں ہیں جو اللیث کی سند سے نہیں ہیں

امام الذھبی کتاب المیزان میں محمد بن مسلم [عو، م، خ] بن تدرس، أبو الزبير المكي کے ترجمہ میں کہتے ہیں

وفي صحيح مسلم عدة أحاديث مما لم يوضح فيها أبو الزبير السماع عن جابر، وهى من غير طريق الليث عنه، ففى القلب منها شئ

اور صحیح مسلم میں چند احادیث ہیں جن میں ابو الزبیر کے جابر رضی اللہ عنہ سے سماع کی وضاحت نہیں ہے اور یہ وہ ہیں جو اللیث کے طرق سے نہیں ہیں پس ان پر دل میں چیز (کھٹکتی) ہے

البانی ألضيفة ج ۱ ص ۱٦۲ کہتے ہیں

أن كل حديث يرويه أبو الزبير عن جابر أو غيره بصيغة عن ونحوها وليس من رواية الليث بن سعد .عنه، فينبغي التوقف عن الاحتجاج به، حتى يتبين سماعه، أو ما يشهد له، ويعتضد به
هذه حقيقة يجب أن يعرفها كل محب للحق

ہر وہ حدیث جس کو ابو الزبیر ، جابر سے روایت کرے یا اس کو صغیہ عن سے بدلے یا اسی طرح اور وہ اللیث بن سعد کا طرق نہ ہو پس اس پر توقف ہونا چاہیے یہاں تک کہ سماع واضح ہو ... اور یہ حقیقت ہے جس کا اعتراف ہر حق سے محبت کرنے والے کو کرنا چاہیے

صحیح مسلم میں اصول و متابعات میں ایسی ۸۰ روایات ہیں جن میں عنعنہ بھی ہے اور وہ امام اللیث کے طرق سے نہیں ہیں اور ان میں ہر ایک کا شاہد بھی نہیں ہے

صحیح مسلم میں حدثني غير واحد من اصحابنا ہے ان کا کیا کریں؟

مثلا

فواد عبدالباقی حدیث نمبر: 1557

وحدثني غير واحد من اصحابنا، قالوا: حدثنا إسماعيل بن ابي اويس ، حدثني اخي ، عن سليمان وهو ابن بلال ، عن يحيى بن سعيد ، عن ابي الرجال محمد بن عبد الرحمن ، ان امه عمرة بنت عبد الرحمن ، قالت: سمعت عائشة ، تقول: سمع رسول الله صلى الله عليه وسلم، صوت خصوم بالباب عالية اصواتهما، وإذا احدهما يستوضع الآخر، ويسترفقه في شيء، وهو يقول: والله لا افعل، فخرج رسول الله صلى الله عليه وسلم عليهما، فقال: " اين المتالي على الله لا يفعل المعروف؟ قال: انا يا رسول الله، فله اي ذلك احب "

ام المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دروازے پر جھگڑنے کی آواز سنی، دونوں آوزیں بلند تھیں۔ ایک کہتا تھا: مجھے کچھ معاف کر دے اور میرے ساتھ رعایت کر۔ دوسرا کہتا تھا: قسم اللہ کی! میں کبھی معاف نہیں کروں گا۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم باہر تشریف لائے اور فرمایا: "وہ کہاں ہے جو اللہ کی قسم کھاتا تھا نیکی نہ کرنے پر۔" ایک شخص بولا: میں ہوں یا رسول اللہ! اس کو اختیار ہے جیسا چاہے۔

جواب

اس طرح کی بارہ روایات صحیح مسلم میں ہیں
یہ روایات سندا ضعیف سمجھی جائیں گی کیونکہ یہ مجہولین سے ہیں لیکن ان کا متن دیگر صحیح اسناد سے معلوم ہے لہذا ان روایات کو متنا صحیح سمجھا جاتا ہے

اصول حدیث کی نظر میں اس قسم کی سند صحیح نہیں ہے

قال القاضي إذا قال الراوي حدثني غير واحد أو حدثني الثقة أو حدثني بعض أصحابنا فليس هو من المقطوع ولا هو من المرسل ولا من المعضل عند أهل الفن بل هو من باب الرواية عن المجهول وهذا الذي قاله القاضي هو الصواب
اہل فن کے نزدیک یہ روایت مجہول سے ہے

قال الحافظ ابن حجر: "ولا يقبل حديث المبهم ما لم يسم؛ لأن شرط قبول الخبر عدالة راويه، ومن أبهم اسمه لا يعرف، فكيف تعرف عدالته؟

حدیث میں نام نہ ہو تو اس ابہام والی روایت کو نہیں لیا جا سکتا کیونکہ عدالت راوی کا علم نہیں ہے
http://shamela.ws/browse.php/book-25955/page-200
==========
راقم کا گمان ہے کہ یہ امام بخاری کا نام چھپایا جا رہا ہے صحیح بخاری میں حدیث 2705 ہے

حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ أَبِي أُوَيْسٍ، قَالَ: حَدَّثَنِي أَخِي، عَنْ سُلَيْمَانَ، عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ، عَنْ أَبِي الرِّجَالِ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، أَنَّ أُمَّهُ عَمْرَةَ بِنْتَ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، قَالَتْ: سَمِعْتُ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا،

اور صحیح مسلم کی سند ہے
وحَدَّثَنِي غَيْرُ وَاحِدٍ مِنْ أَصْحَابِنَا، قَالُوا: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ أَبِي أُوَيْسٍ، حَدَّثَنِي أَخِي، عَنْ سُلَيْمَانَ وَهُوَ ابْنُ بِلَالٍ، عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ، عَنْ أَبِي الرِّجَالِ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، أَنَّ أُمَّهُ عَمْرَةَ بِنْتَ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، قَالَتْ: سَمِعْتُ عَائِشَةَ

صحیحین کے رواۃ

بعض لوگ کہتے ہیں صحیحین کے راویوں پر تمام جرح کلعدم ہیں - یہ ان کا خانہ ساز اصول ہے - اس قول کو ابن حجر نے النکت میں رد کیا ہے

النکت علی کتاب ابن الصلاح میں ابن حجر کہتے ہیں
قلت: "ولا يلزم من كون رجال الإسناد من رجال الصحيح أن يكون الحديث الوارد به صحيحا، لاحتمال أن يكون فيه شذوذ أو علة،
میں ابن حجر کہتا ہوں اس سے لازم نہیں اتا کہ رجال صحیح کے ہیں کہ حدیث جو وارد ہوئی وہ بھی صحیح ہے کیونکہ احتمال رہتا ہے کہ اس میں شاذ ہو یا علت ہو

تقسیم سے قبل اہل حدیث مبارک پوری کتاب تحفة الأحوذي بشرح جامع الترمذي میں کہتے تھے
وَأَمَّا قَوْلُ الْهَيْثَمِيِّ رِجَالُهُ ثِقَاتٌ فَلَا يَدُلُّ عَلَى صِحَّتِهِ لِاحْتِمَالِ أَنْ يَكُونَ فِيهِمْ مُدَلِّسٌ وَرَوَاهُ بِالْعَنْعَنَةِ أَوْ يَكُونَ فِيهِمْ مُخْتَلِطٌ وَرَوَاهُ عَنْهُ صَاحِبُهُ بَعْدَ اخْتِلَاطِهِ أَوْ يَكُونَ فِيهِمْ مَنْ لَمْ يُدْرِكْ مَنْ رَوَاهُ عَنْهُ أَوْ يَكُونَ فِيهِ عِلَّةٌ أَوْ شُذُوذٌ
اور الْهَيْثَمِيِّ کا کہنا کہ رجال ثقہ ہیں اس سے کوئی دلیل نہیں ہوئی کہ حدیث کی صحت پر کیونکہ احمتمال ہے کہ اس میں مدلس ہو سکتا ہے جو عن سے روایت کرے یا اس میں علت ہو یا یہ شاذ ہو

احناف میں الزَّيْلَعِيُّ کتاب نَصْبِ الرَّايَةِ کہتے تھے
لَا يَلْزَمُ مِنْ ثِقَةِ الرِّجَالِ صِحَّةُ الْحَدِيثِ حَتَّى يَنْتَفِيَ منه الشذوذ والعلة

رجال کا ثقہ ہونا یہ لازم نہیں کرتا ہے حدیث کی صحت ہے الا یہ کہ اس پر سے شذوذ اور علت کی نفی ہو جائے

ابواب صحیحین

صحاح ستہ کی کتب میں چار مولفین نے ضعیف حسن اور صحیح کی اقسام کی روایات اپنی کتب میں جمع کیں یعنی امام ابی داود ، امام الترمذی، امام ابن ماجہ اور امام النسائی- ان ضعیف روایات پر انہوں نے ابواب بھی قائم کیے- کہا جا سکتا ہے کہ ان محدثین کے نزدیک یہ تمام روایات صحیح تھیں تبھی تو ابواب قائم کیے- لیکن ایسا وہی کہہ سکتا ہے جب نے ان کی کتب کے منہج کو نہ سمجھا ہو- مولفین صحاح ستہ کا مقصد اپنے فہم کے مطابق کتب کو ترتیب دینا اور ان میں موجود فقہی استنباط کو پیش کرنا تھا لہذا ایک روایت کو چاہے وہ ضعیف ہی کیوں نہ ہو اس سے بھی کچھ نتائج نکل سکتے ہیں اور وہ ان مسائل میں کار آمد ہو سکتی ہیں جن میں کوئی صحیح حدیث موجود نہ ہو

محدثین نے جو حدیث کی کتب تالیف کیں ان میں اپنی رائے کو بہت کم نقل کیا ہے اور بعد والوں نے راویوں پر محدثین کی رائے دیکھ کر فیصلہ کیا ہے کہ آیا یہ مخصوص روایت صحیح بھی سمجھی جائے یا نہیں مثلا عصر حاضر میں البانی صاحب نے سنن اربع کو سنن الثمانیہ کر دیا ہے یعنی

ضعیف سنن ابی داود، صحیح سنن ابی داود

ضعیف سنن الترمذی، صحیح سنن الترمذی

ضعیف سنن ابن ماجہ، صحیح سنن ابن ماجہ

ضعیف سنن النسائی، صحیح سنن النسائی

امام مسلم نے اپنی صحیح میں کوئی باب قائم نہیں کیے - کتاب منهاج المحدثين في القرن الأول الهجري وحتى عصرنا

الحاضر از علی عبد الباسط مزید کے مطابق

ولكن مسلمًا لم يذكر تراجم لأبوابه، ويعلل ذلك الإمام النووي بأنه ربما أراد ألا يزيد حجم الكتاب
لیکن مسلم نے ابواب قائم نہیں کیے اور اس کی وجہ امام النووی کی رائے میں یہ ہے کہ کتاب کا حجم نہ بڑھ جائے

امام مسلم نے شاید اس ڈر سے باب قائم نہیں کیے کہ کہیں بعد میں آنے والے ان کے قائم کردہ ابواب سے احادیث کا مفہوم مقید نہ کر دیں

امام بخاری نے بھی اپنی کتاب ادب المفرد میں روایات پر باب قائم کیے اور اس کتاب میں ضعیف روایات بھی لکھیں

امام بخاری نے صحیح میں ابواب قائم کے اور اس باب کے شروع میں تعلیقا ضعیف روایات بھی پیش کیں تاکہ اس سلسلے میں پائی جانے والی آراء کا ذکر ہو سکے

امام بخاری ادب المفرد میں باب قائم کرتے ہیں

بَابُ إِذَا لَمْ تَسْتَحْيِ فَاصْنَعْ مَا شِئْتَ

باب کہ جب تجھے شرم نہیں تو جو جی میں آئے کر

بعض عامی ذہن قسم کے لوگ کہہ سکتے ہیں کہ یہ باب قائم کرنا اس کی دلیل ہے کہ امام بخاری اس بات کی تائید کر رہے ہیں لیکن یہ حدیث کے الفاظ ہیں جو منع کا انداز ہے

صحیح بخاری کے ابواب

ابواب بخاری پر نور الدین محمد عتر الحلبي كتاب الإمام البخاري وفقه التراجم في جامعه الصحيح میں لکھتے ہیں کہ امام بخاری مختلف ابواب قائم کیے ہیں مثلا

الترجمة بصيغة خبرية عامة

باب خبر کے انداز میں

الترجمة بصيغة خبرية خاصة بمسألة الباب

باب خبر کے انداز میں خاص مسئلہ پر

الترجمة بصيغة الاستفهام , جسے بَابُ هَلْ عَلَى مَنْ لَمْ يَشْهَدْ الجُمُعَةَ استفہامی باب

حیح بخاری کے ابواب سے متعلق جو خبریں ملی ہیں ان کے تحت جامع الصحیح کے تمام ابواب امام بخاری کے قائم کردہ نہیں ہیں

قارئین کی آسانی کے لئے راقم تھوڑی وضاحت کرتا ہے کہ اصل نسخہ جو امام بخاری کا تھا وہ ان کے شاگردوں نے ان سے نقل کیا اس میں ان کے شاگرد الفربری کا نسخہ سب سے بہتر سمجھا جاتا ہے اس کے علاوہ ان کے شاگردوں إبراهيم بن مَعْقِل بن الحجاج النسفي المتوفى ٢٩٥ ھ اور نسوی المتوفی ۲۹۰ ھ اور بزدوی ۳۲۹ھ کا نسخہ بھی تھا - پھر ان کی سندیں چلتیں ہیں جو صغانی ، ابو ذر، أبو الهيثم محمد بن مكي بن محمد كشميهنى المتوفى ٣٨٩ ھ ،أبو محمد عبد الله بن احمد بن حمُّويه حموى المتوفى ٣٨١ ھ ، مستملى المتوفى ٣٧٦ ھ سے ہیں - أَبُو مُحَمَّد الْحَمَوِيّ ،أَبُو إِسْحَاق الْمُسْتَمْلِي ، أَبُو الْهَيْثَم الْكشميهني تینوں إمام الفربری کے شاگرد ہیں اور ابوذر ان تینوں کے شاگرد ہیں

كتاب التعديل والتجريح , لمن خرج له البخاري في الجامع الصحيح از أبو الوليد سليمان بن خلف بن سعد بن أيوب بن وارث التجيبي القرطبي الباجي الأندلسي (المتوفى: 474هـ) کے مطابق

وَقد أخبرنَا أَبُو ذَر عبد بن أَحْمد الْهَرَوِيّ الْحَافِظ رَحمَه الله ثَنَا أَبُو إِسْحَاق الْمُسْتَمْلِي إِبْرَاهِيم بن أَحْمد قَالَ انتسخت كتاب البُخَارِيّ من أَصله كَانَ عِنْد مُحَمَّد بن يُوسُف الْفربرِي فرأيته لم يتم بعد وَقد بقيت عَلَيْهِ مَوَاضِع مبيضة كَثِيرَة مِنْهَا تراجم لم يثبت بعْدهَا شَيْئا وَمِنْهَا أَحَادِيث لم يترجم عَلَيْهَا فأضفنا بعض ذَلِك إِلَى بعض وَمِمَّا يدل على صِحَة هَذَا القَوْل أَن رِوَايَة أبي إِسْحَاق الْمُسْتَمْلِي وَرِوَايَة أبي مُحَمَّد السَّرخسِيّ وَرِوَايَة أبي الْهَيْثَم الْكشميهني وَرِوَايَة أبي زيد الْمروزِي وَقد نسخوا من أصل وَاحِد فِيهَا التَّقْدِيم وَالتَّأْخِير وَإِنَّمَا ذَلِك بِحَسب مَا قدر كل وَاحِد مِنْهُم فِي مَا كَانَ فِي طرة أَو رقْعَة مُضَافَة أَنه من مَوضِع مَا فأضافه إِلَيْهِ وَيبين ذَلِك أَنَّك تَجِد ترجمتين وَأَكْثر من ذَلِك مُتَّصِلَة لَيْسَ بَينهمَا أَحَادِيث وَإِنَّمَا أوردت هَذَا لما عني بِهِ أهل بلدنا من طلب معنى يجمع بَين التَّرْجَمَة والْحَدِيث الَّذِي يَلِيهَا وتكلفهم فِي تعسف التَّأْوِيل مَا لَا يسوغ وَمُحَمّد بن إِسْمَاعِيل البُخَارِيّ رَحمَه الله وَإِن كَانَ من أعلم النَّاس بِصَحِيح الحَدِيث وسقيمه فَلَيْسَ ذَلِك من علم الْمعَانِي وَتَحْقِيق الْأَلْفَاظ وتمييزها بسبيل فَكيف وَقد روى أَبُو إِسْحَاق الْمُسْتَمْلِي الْعلَّة فِي ذَلِك وَبَينهَا إِن الحَدِيث الَّذِي يَلِي التَّرْجَمَة لَيْسَ بموضوع لَهَا ليَأْتِي قبل ذَلِك بترجمته وَيَأْتِي بالترجمة الَّتِي قبله من الحَدِيث بِمَا يَلِيق بهَا

أَبُو ذَر عبد بن أَحْمد الْهَرَوِيّ نے خبر دی الْمُسْتَمْلِي نے کہا میں نے وہ نسخہ نقل کیا جو الْفربرِي کے پاس تھا پس میں نے دیکھا یہ ختم نہیں ہوا تھا اور اس میں بہت سے مقامات پر ترجمہ یا باب قائم کیے ہوئے تھے جس میں وہ چیزیں تھیں جو اس باب کے تحت ثابت نہیں تھیں اور احادیث تھیں جن کے تراجم (یا ابواب) نہ تھے پس ہم نے ان میں اضافہ کیا بعض کا بعض میں اور اس قول کی صحت پر دلالت کرتا ہے کہ الْمُسْتَمْلِي اور السَّرخسِيّ اور الْكشميهني اور أبي زيد الْمروزِي نے سب نے ایک ہی نسخہ سے نقل کیا ہے جس میں تقدیم و تاخیر تھی اور یہ اس وجہ سے تھا کہ ان سب کی حسب مقدار جو طرۃ میں تھا یہ اضافی رقْعَة پر موجود تھا جو اس مقام پر لگا تھا اس کا اضافہ کیا گیا اور اس کی تبین ہوتی ہے کہ دو ابواب ایک سے زیادہ مقام پر ہیں اور ابواب ملے ہیں حدیث نہیں ہے اور ایسا ہی مجھ کو ملا جب اہل شہر نے مدد کی کہ ابواب کو حدیث سے ملا دیں اور تاویل کی مشکل جھیلی جو امام بخاری کے نزدیک تھی اور اگرچہ وہ لوگوں میں حدیث کے صحیح و سقم کو سب سے زیادہ جانتے تھے لیکن علم معنی اور تحقیق الفاظ اور تمیز میں ایسے عالم نہیں تھے تو کیسے (ابواب کی تطبیق حدیث سے) کرتے – اور الْمُسْتَمْلِي نے اس کی علت بیان کی کہ ایک حدیث اور اس سے ملحق باب میں حدیث ہوتی ہے جو موضوع سے مناسبت نہیں رکھتی

معلوم ہوا کہ صحیح بخاری کے ابواب کا بہانہ نہیں بنایا جا سکتا کیونکہ اس میں ابہام ہے کہ کون سا باب لوگوں کا قائم کردہ ہے اور کون سا امام بخاری نے خود قائم کیا ہے

امام بخاری کہتے ہیں تقیہ قیامت تک جاری رہے گا۔؟ صحیح بخاری کی روایت ہے کہ حضرت حسن بصری سے۔ التقیت الله یوم القیامہ۔ تقیہ قیامت تک جاری رہے گا۔

صحیح بخاری میں حسن بصری کا قول بلا سند ہے

وَقَالَ الحَسَنُ: «التَّقِيَّةُ إِلَى يَوْمِ القِيَامَةِ

فتح الباری میں اس پر ہے
مِنْ رِوَايَةِ عَوْفٍ الْأَعْرَابِيِّ عَنِ الْحَسَنِ الْبَصْرِيِّ قَالَ التَّقِيَّةُ جَائِزَةٌ لِلْمُؤْمِنِ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ إِلَّا أَنَّهُ كَانَ لَا يَجْعَلُ فِي الْقَتْلِ تَقِيَّةً
اس کی سند میں عَوْفٍ الْأَعْرَابِيِّ ہے جو بصرہ کا شیعہ ہے اس پر جرح بھی ہے لیکن امام بخاری نے اس سے روایت صحیح میں لی ہے

صحیح مسلم کے ابواب

امام نووی نے مقدمہ صحیح مسلم پر شرح میں لکھا ہے

ان مسلما رتب كتابه على الأبواب، فهو مبوَّب فى الحقيقة، ولكنه لم يذكر تراجم أبواب فيه لئلا يزداد حجمُ الكتاب أو لغير ذلک وقد ترجم جماعة أبوابه بتراجم بعضها جيد وبعضها ليس بجيد اما لقصور فى عبارة الترجمة أو لركاكة فى لفظها واما لغير ذلک وأنا أحرص على التعبير عنها بعبارات تليق بها فى مواطنها

امام مسلم نے ابواب قائم نہ کیے کہ کتاب کا حجم نہ بڑھ جائے

صحیح مسلم کے مخطوطات اور اسی طرح شارحین صحیح مسلم کے ابواب میں اس قدر تفاوت کا پایا جانا بھی دلیل ہے کہ یہ عنوانات امام مسلم کے لگائے ہوئے نہیں ہیں،

ابو العباس قرطبی اور النووی کی طرف سے باب کے عنوانات الگ ہیں

روایت کے الفاظ کی تبدیلی

بسا اوقات راوی روایت کے متن کے الفاظ بدل دیتے ہیں جس سے متن بدل جاتا ہے مثلا

روایت میں عربی کی غلطیاں

مثلا ایک حدیث قرع النعال کے نام سے مشہور ہے اور اس میں عربی کی غلطی ہے

قرع النعال کی روایت ان الفاظ سے نہیں آئی جو رسول الله صلی الله علیہ وسلم نے بولے تھے یہ روایت بالمعنی ہے اور اس میں دلیل یہ ہے کہ عربی کی غلطی ہے

کتاب الميسر في شرح مصابيح السنة میں فضل الله بن حسن التُّورِبِشْتِي (المتوفى: 661 هـ) حدیث قرع النعال پر لکھتے ہیں

لما أشرنا إليه من دقيق المعنى وفصيح الكلام، وهو الأحق والأجدر ببلاغة الرسول - صلى الله عليه وسلم - ولعل الاختلاف وقع في اللفظين من بعض من روى الحديث بالمعنى، فظن أنهما ينزلان في هذا الموضع من المعنى بمنزلة واحدة.

ومن هذا الوجه أنكر كثير من السلف رواية الحديث بالمعنى خشية أن يزل في الألفاظ المشتركة، فيذهب عن المعنى المراد جانبا.

قوله - صلى الله عليه وسلم - (لا دريت ولا تليت) هكذا يرويه المحدثون، والمحققون منهم على أنه غلط، والصواب مختلف فيه، فمنهم من قال: صوابه: لا أتليت- ساكنة التاء، دعا عليه بأن لا تتلى إبله. أي: لا يكون لها أولاد تتلوها، فهذا اللفظ على هذه الصيغة مستعمل في كلامهم، لا يكاد يخفى على الخبير باللغة العربية، فإن قيل: هذا الدعاء لا يناسب حال المقبور؛ قلنا: الوجه أن يصرف معناه إلى أنه مستعار في الدعاء عليه بأن لا يكون لعمله نماء وبركة. وقال بعضهم: أتلي: إذا أحال على غيره، وأتلى: إذا عقد الذمة والعهد لغيره. أي: ولا ضمنت وأحلت بحق على غيرك، لقوله: (سمعت الناس) ومنهم من قال: (لا ائتليت) على أنه افتعلت، من قولك: ما ألوت هذا، فكأنه يقول: لا استطعت، ومنهم من قال: (تليت) أصله: تلوت، فحول الواو ياء لتعاقب الياء في دريت.

قوله – صلى الله عليه وسلم – (يسمعها من يليه غير الثقلين) إنما صار الثقلان/ 19 ب عن سماع ذلك بمعزل لقيام التكليف ومكان الابتلاء، ولو سمعوا ذلك

جب ہم معنی کی گہرائی اور کلام کی فصاحت دیکھتے ہیں جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بلاغت کلام کے لئے احق ہو – تو دو الفاظ میں بالمعنی روایت کی وجہ سے اختلاف ہو جاتا ہے پس گمان ہوتا ہے کہ یہ دونوں معنی میں اپنے مقام سے گر گئے اور اسی وجہ سے سلف میں سے بہت سوں نے روایت بالمعنی کا انکار کیا اس خوف سے کہ مشترک الفاظ معنی میں ایک ہو جائیں جن کا معنی الگ ہوں – رسول اللہ کا قول ہے (لا دریت ولا تلیت) اور ایسا محدثین نے روایت کیا ہے اور جو (عربی زبان کے) محقق ہیں ان کے نزدیک یہ غلط ہیں ، ٹھیک یا صحیح ہے لا أتليت- ساكنة التاء، جو پکارتا ہے اس پر نہیں پڑھا گیا یعنی اس کی اولاد نہیں تھی جو اس پر پڑھتی پس یہ لفظ ہے جو اس صیغہ پر ہے جو کلام میں استعمال ہوتا ہے اور یہ عربی زبان جاننے والے سے مخفی نہیں ہے پس اگر کہے یہ پکار ہے جو قبر والے کے لئے مناسب نہیں ہے تو ہم کہیں گے اگر معنی پلٹ جائیں کہ وہ اس پر استعارہ ہیں پکار کے لئے کیونکہ اس کے لئے عمل نہیں ہے جس میں بڑھنا اور برکت ہو – اور بعض نے کہا أتلي جب اس کو کسی اور سے تبدیل کر دیا جائے اور أتلي جب ذمی سے عقد کرے اور عہد دوسرے سے کرے یعنی اس میں کسی اور کا حق حلال یا شامل نہ کرے ... اور کہا لا ائتليت کہ اس نے کیا اس قول سے ما ألوت هذا یعنی میں نے نہیں کیا اور ان میں ہے تلیت اس کی اصل تلوت ہے پس واو کو تبدیل کیا ی سے

کتاب غریب الحدیث میں خطابی (المتوفی: 388 ھـ) کہتے ہیں

في حديث سؤال القبر: "لا دريت ولا تليت" . هكذا يقول المحدثون، والصواب: ولا ائْتَلَيت، تقديره: .افتعلت، أي لا استطعت, من قولك: ما ألوت هذا الأمر, ولا استطعت

بغوی شرح السنہ میں لکھتے ہیں

قَوْلُهُ: «وَلا تَلَيْتَ»، قَالَ أَبُو سُلَيْمَانَ الْخَطَّابِيُّ: هَكَذَا يَقُولُ الْمُحَدِّثُونَ، وَهُوَ غَلَطٌ

خطابی نے کہا محدثین نے کہا ہے وَلا تَلَيْتَ جو غلط ہے

اور قبر میں سوال والی حدیث میں ہے "لا دریت ولا تلیت" ایسا محدثین نے کہا ہے اور ٹھیک ہے ولا ائْتَلَيت

مجمع بحار الأنوار في غرائب التنزيل ولطائف الأخبار میں جمال الدين الهندي الفَتَّنِي الكجراتي (المتوفى: 986هـ) کہتے ہیں

ومنه حديث منكر ونكير: لا دريت ولا "ائتليت" أي ولا استطعت أن تدري يقال: ما ألوه أي ما استطيعه، وهو افتعلت منه، وعند المحدثين ولا تليت والصواب الأول

اور حدیث منکر نکیر میں ہے لا دریت ولا "ائتلیت" ... اور محدثین کے نزدیک ہے ولا تلیت اور ٹھیک وہ ہے جو پہلا ہے

لسان العرب میں ابن منظور المتوفی ۷۱۱ کہتے ہیں

لَا دَرَيْتَ وَلَا ائْتَلَيْتَ

:، وَالْمُحَدِّثُونَ يَرْوُونَهُ

لَا دَرَيْتَ وَلَا تَلَيْتَ

.، وَالصَّوَابُ الأَول

لَا دَرَيْتَ وَلَا ائْتَلَيْتَ اور یہ محدثین ہیں جو اس کو روایت کرتے ہیں لَا دَرَيْتَ وَلَا تَلَيْتَ اور ٹھیک پہلا والا ہے

یعنی اس میں بصرہ کے محدثین نے غلطی کی اور روایت میں عربی کی فحش غلطی واقع ہوئی جو کلام نبوی کے لئے احق نہیں ہے کہ اس میں عربی کی غلطی ہو

عربی کی اس غلطی سے ظاہر ہوا کہ یہ روایت اس متن سے نہیں ملی جو رسول الله صلی الله علیہ وسلم نے کہے

نسخوں میں اختلاف الفاظ

صحیح مسلم میں ایک روایت ہے جس میں صحابی رسول عمرو بن العاص رضی الله عنہ کی وفات کا ذکر ہے - بعض نسخوں میں الفاظ ہیں سیاقتہ الموت اور بعض میں ہے سیاق الموت ہے

یہ الفاظ کتاب مشكاة المصابيح از محمد بن عبد الله الخطيب العمري، أبو عبد الله، ولي الدين، التبريزي (المتوفى: 741هـ) میں ہیں

وَعَنْ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ قَالَ لِابْنِهِ وَهُوَ فِي سِيَاقِ الْمَوْتِ: إِذَا أَنَا مُتُّ فَلَا تَصْحَبْنِي نَائِحَةٌ وَلَا نَارٌ فَإِذَا دَفَنْتُمُونِي فَشُنُّوا عَلَيَّ التُّرَابَ شَنًّا ثُمَّ أَقِيمُوا حَوْلَ قَبْرِي قَدْرَ مَا يُنْحَرُ جَزُورٌ وَيُقَسَّمُ لَحْمُهَا حَتَّى أَسْتَأْنِسَ بِكُمْ وَأَعْلَمَ مَاذَا أُرَاجِعُ بِهِ رُسُلَ رَبِّي. رَوَاهُ مُسلم

احادیث کی تخریج کی کتاب جامع الأصول في أحاديث الرسول از مجد الدين أبو السعادات المبارك بن محمد بن محمد بن محمد ابن عبد الكريم الشيباني الجزري ابن الأثير (المتوفى : 606هـ) میں ہے کہ صحیح مسلم کے الفاظ ہیں

عبد الرحمن بن شماسة المهدي – رحمه الله -: قال: «حضرنا عمرو بن العاص [وهو] في سِياقِ – الموت، فبكى طويلاً، وحول وجهه إلى الجدار

ابن اثیر کے مطابق بھی صحیح مسلم میں الفاظ ہیں سیاق الموت

کتاب جمع الفوائد من جامع الأصول ومجمع الزَّوائِد از محمد بن محمد بن سليمان بن الفاسي بن طاهر السوسي الرداني المغربي المالكي (المتوفى: 1094هـ) کے مطابق صحیح مسلم کی اس حدیث کے الفاظ ہیں

عبد الله بن شماسة المهري: حضرنا عمرو بن العاص وهو في سياق الموت فبكى طويلًا وحوَّل وجهه إلى الجدار فجعل ابنه يقول: ما يبكيك يا أبتاه؟ أما بشرك

معلوم ہوا کہ ہے قدیم نسخوں سیاقہ الموت کی بجائے سیاق الموت بھی لکھا تھا

سیاق الموت یا سیاقہ الموت میں کوئی بڑا فرق نہیں ہے

شرح صحیح مسلم از النووی میں ہے

وَأَمَّا أَلْفَاظُ مَتْنِهِ فَقَوْلُهُ (فِي سِيَاقَةِ الْمَوْتِ) هُوَ بِكَسْرِ السين أى حال حضور الموت

اور متن کے الفاظ فِي سِيَاقَةِ الْمَوْتِ ... یعنی موت کے حاضر ہونے کے حال پر تھے

مبارکپوری اہل حدیث کتاب مرعاة المفاتيح شرح مشكاة المصابيح میں لکھتے ہیں

.يقال: ساق المريض نفسه وسيق إذا شرع في نزع الروح

یہ نزع الروح کا وقت ہے

یہی مفہوم عربی لغت میں لکھا ہے جس کا ذکر الدکتور موسی شاهين لاشين کتاب فتح المنعم شرح صحيح مسلم میں کرتے ہیں

.وفي القاموس: ساق المريض شرع في نزع الروح

محمد الأمين بن عبد الله الأُرَمي العَلَوي الهَرَري الشافعي کتاب الكوكب الوهاج شرح صحيح مسلم میں کہتے ہیں

أن عمرًا (في سياقة الموت) أي في سكرة الموت وحضور مقدماته

عمرو سياق الموت میں تھے یعنی سکرات الموت میں تھے اس کے مقدمات کی حاضری پر

روایات کے الفاظ ایک ہی کتاب کے مختلف نسخوں میں الگ الگ ہوئے اس وجہ سے یہ اختلاف پیدا ہوا

متن میں الفاظ کا اختلاف

یہ بھی ممکن ہے کہ راوی کی جانب سے الفاظ روایت میں بدل جائیں مثلا اسی وفات عمرو رضی اللہ عنہ والی روایت میں بعض میں تنحر کا لفظ ہے اور بعض میں ینحر کا

شرح السنة از البغوي الشافعي (المتوفى: 516هـ) میں اس روایت میں ہے

وَقَالَ عَمْرُو بْنُ الْعَاصِ فِي سِيَاقَةِ الْمَوْتِ، وَهُوَ يَبْكِي: أَنَا مِتُّ فَلا يَصْحَبْنِي نَائِحَةٌ وَلا نَارٌ، فَإِذَا دَفَنْتُمُونِي، فَسُنُّوا عَلَيَّ التُّرَابَ سَنًّا، ثُمَّ أَقِيمُوا حَوْلَ قَبْرِي قَدْرَ مَا يُنْحَرُ جَزُورٌ، وَيُقَسَّمُ لَحْمُهَا حَتَّى أَسْتَأْنِسَ بِكُمْ، وَأَنْظُرَ مَاذَا أُرَاجِعُ بِهِ رُسُلَ رَبِّي

یہاں یُنْحَرُ ہے

ایمان ابن منده المتوفي ٣٩٥ ھ میں ہے

أَنْبَأَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ إِبْرَاهِيمَ الْمُقْرِي، ثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عِيسَى الزُّجَاجُ، ح، وَأَنْبَأَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ أَحْمَدَ، ثَنَا هَارُونُ بْنُ سُلَيْمَانَ، قَالَ: ثَنَا أَبُو عَاصِمٍ، ثَنَا حَيْوَةُ بْنُ شُرَيْحٍ، قَالَ: أَخْبَرَنِي يَزِيدُ بْنُ أَبِي حَبِيبٍ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ شِمَاسَةَ الْمَهْرِيِّ، قَالَ: حَضَرْنَا عَمْرَو بْنَ الْعَاصِ وَهُوَ فِي سِيَاقَةِ الْمَوْتِ فَحَوَّلَ وَجْهَهُ إِلَى الْحَائِطِ يَبْكِي طَوِيلًا وَابْنُهُ يَقُول..... فَإِذَا مُتُّ فَلَا تَصْحَبْنِي نَائِحَةٌ، وَلَا نَارٌ، فَإِذَا دَفَنْتُمُونِي فَشُنُّوا عَلَيَّ التُّرَابَ شَنًّا، فَإِذَا فَرَغْتُمْ مِنْ دَفْنِي، فَامْكُثُوا حَوْلِي قَدْرَ مَا يُنْحَرُ جَزُورٌ، وَيُقْسَمُ لَحْمُهَا فَإِنِّي آنَسُ بِكُمْ حَتَّى أَعْلَمَ مَاذَا أُرَاجِعُ بِهِ رُسُلَ رَبِّي

ابن منده کے مطابق متن میں یہاں یُنْحَرُ ہے

التلخيص الحبير في تخريج أحاديث الرافعي الكبيراز أبو الفضل أحمد بن علي بن محمد بن أحمد بن حجر العسقلاني (المتوفى: 852هـ) میں ہے

وَفِي صَحِيحِ مُسْلِمٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ أَنَّهُ قَالَ لَهُمْ فِي حَدِيثِ عِنْدَ مَوْتِهِ "إذَا دَفَنْتُمُونِي أَقِيمُوا حَوْلَ قَبْرِي قَدْرَ مَا يُنْحَرُ جَزُورٍ وَيُقَسَّمُ لَحْمُهَا حَتَّى أَسْتَأْنِسَ بِكُمْ وَأَعْلَمَ مَاذَا أُرَاجِعُ رُسُلَ رَبِّي"

اور صحیح مسلم میں ہے کہ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ نے اپنی موت کے وقت ان سے کہا ... "إِذَا دَفَنْتُمُونِي أَقِيمُوا حَوْلَ قَبْرِي قَدْرَ مَا يُنْحَرُ جَزُورٍ وَيُقَسَّمُ لَحْمُهَا حَتَّى أَسْتَأْنِسَ بِكُمْ وَأَعْلَمَ مَاذَا أُرَاجِعُ رُسُلَ رَبِّي"

یہاں بھی یُنْحَرُ ہے

البدر المنير في تخريج الأحاديث والآثار الواقعة في الشرح الكبير از ابن الملقن الشافعي المصري (المتوفى: 804هـ) کے مطابق

وَمِنْهَا: حَدِيث عَمْرو بن الْعَاصِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْه أَنه قَالَ: «إِذا دفنتموني فسنوا عَلّي التُّرَاب سنًا، ثمَّ أقِيمُوا حول قَبْرِي قدر مَا ينْحَر جزور وَيقسم لَحمهَا؛ حَتَّى أستأنس بكم، وَأعلم مَاذَا أراجع رسل رَبِّي» .. رَوَاهُ مُسلم فِي «صَحِيحه» فِي كتاب الْإِيمَان، وَهُوَ بعض من حَدِيث طَوِيل

حَدِيث عَمْرو بن الْعَاصِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْه میں ینْحَر ہے جس کو امام مسلم نے صحیح میں روایت کیا ہے

کاتبین کا اضافہ

صحیح بخاری کے بعض نسخوں میں علی اور فاطمہ رضی اللہ عنہما کے نام کے ساتھ علیہما السلام لکھا ہے مثلا

صحیح بخاری ، کتاب البیوع حدیث نمبر 2089

أنَّ عليًّا عليه السلامُ قال : كانتْ لِي شارفٌ من نَصيبي منَ المَغنَمِ ، وكان النبيُّ صلَّى اللهُ عليه وسلَّم أعطاني شارفًا منَ الخمُسِ ، فلما أرَدتُ أن أبتَنِيَ بفاطمةَ عليها السلامُ ، بنتِ رسولِ اللهِ صلَّى اللهُ عليه وسلَّم ، واعَدتُ رجلًا صَوَّاغًا من بني قَيْنُقاعَ أن يَرتَحِلَ معي ، فنأتي بإذخِرٍ أرَدتُ أن أبيعَه من الصوَّاغينَ ، وأستَعينَ به في وَليمَةِ عُرْسي .

الراوي: علي بن أبي طالب المحدث: البخاري – المصدر: صحيح البخاري – الصفحة أو الرقم: 2089

حدثنا عبدان، أخبرنا عبد الله، أخبرنا يونس، عن ابن شهاب، قال أخبرني علي بن حسين، أن حسين بن علي ـ رضى الله عنهما ـ أخبره أن عليا ـ عليه السلام ـ قال كانت لي شارف من نصيبي من المغنم، وكان النبي صلى الله عليه وسلم أعطاني شارفا من الخمس، فلما أردت أن أبتني بفاطمة ـ عليها السلام ـ بنت رسول الله صلى الله عليه وسلم واعدت رجلا صواغا من بني قينقاع أن يرتحل معي فنأتي بإذخر أردت أن أبيعه من الصواغين، وأستعين به في وليمة عرسي.

أنَّ عليًّا عليه السلامُ قال : كانتْ لِي شارفٌ من نَصيبي منَ المَغنَمِ ، وكان النبيُّ صلَّى اللهُ عليه وسلَّم أعطاني شارفًا منَ الخمُسِ ، فلما أرَدتُ أن أبتَنِيَ بفاطمةَ عليها السلامُ ، بنتِ رسولِ اللهِ صلَّى اللهُ عليه

وسلَّم ، واعَدتُ رجلًا صَوَّاغًا من بني قَيْنُقاعَ أن يَرتَحِلَ معي ، فنأتي بإذخِرٍ أرَدتُ أن أبيعَه من . الصوَّاغينَ ، وأستَعينَ به في وَليمَةِ عُرْسي

أَنَّ عَلِيًّا ـ عَلَيْهِ السَّلاَمُ ـ قَالَ كَانَتْ لِي شَارِفٌ مِنْ نَصِيبِي مِنَ الْمَغْنَمِ، وَكَانَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم أَعْطَانِي شَارِفًا مِنَ الْخُمُسِ، فَلَمَّا أَرَدْتُ أَنْ أَبْتَنِيَ بِفَاطِمَةَ ـ عَلَيْهَا السَّلاَمُ ـ بِنْتِ رَسُولِ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم وَاعَدْتُ رَجُلاً صَوَّاغًا مِنْ بَنِي قَيْنُقَاعَ أَنْ يَرْتَحِلَ مَعِي فَنَأْتِيَ بِإِذْخِرٍ أَرَدْتُ أَنْ أَبِيعَهُ مِنَ الصَّوَّاغِينَ، وَأَسْتَعِينَ بِهِ فِي وَلِيمَةِ عُرُسِي.

اس کو عموما اہل تشیع پیش کرتے ہیں - راقم کہتا ہے اہل تشیع حضرات صحیح کہہ رہے ہیں اہل بیت کے ساتھ بعض نسخوں میں ایسا ہی ہے لیکن کیا یہ امام بخاری کا عمل ہے یا کاتب کا یہ پتا نہیں ہے کیونکہ پرنٹ پریس نہیں تھے کاتب کو پیسے دے کر کتابیں لکھوائی جاتی تھیں اور اس میں اس کی کوئی شرط نہیں تھی کہ کاتب شیعہ نہ ہو لہذا شیعہ کاتبین نے اس میں یہ اضافے کر دیے ہیں

یہ راقم کی رائے ہے اس وجہ ہے کہ جس دور میں صحیح بخاری لکھی گئی اس وقت تک اصحاب رسول کے نام کے ساتھ رضی اللہ عنہم کا لاحقہ نہیں لگایا جاتا تھا نہ ہی ال علی کے ساتھ علیہ السلام لکھا جاتا تھا اس کی دلیل جرح و تعدیل کی کتب ہیں جن میں آج تک ایسا ہی ہے

صحیح کی روایت ٤٩٤٧ ہے

حَدَّثَنَا يَحْيَى، حَدَّثَنَا وَكِيعٌ، عَنِ الأَعْمَشِ، عَنْ سَعْدِ بْنِ عُبَيْدَةَ، عَنْ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمَنِ، عَنْ عَلِيٍّ عَلَيْهِ السَّلاَمُ، قَالَ: كُنَّا جُلُوسًا عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: «مَا مِنْكُمْ مِنْ أَحَدٍ إِلَّا وَقَدْ كُتِبَ مَقْعَدُهُ مِنَ الجَنَّةِ، وَمَقْعَدُهُ مِنَ النَّارِ» فَقُلْنَا: يَا رَسُولَ اللَّهِ أَفَلاَ نَتَّكِلُ؟ قَالَ: «لاَ، اعْمَلُوا فَكُلٌّ مُيَسَّرٌ» ثُمَّ قَرَأَ: {فَأَمَّا مَنْ أَعْطَى وَاتَّقَى وَصَدَّقَ بِالحُسْنَى فَسَنُيَسِّرُهُ لِلْيُسْرَى} [الليل: 5] إِلَى قَوْلِهِ {فَسَنُيَسِّرُهُ لِلْعُسْرَى} [الليل: 10]

نسخہ سلطانیہ ج ٦ ص ١٧١ جو دار طوق النجاۃ چھاپا ہے اس کے مطابق عَلَيْهِ السَّلاَمُ کا لاحقہ صحیح بخاری کے تمام نسخوں میں نہیں صرف الینونیی کے نسخہ میں ہے

اِس سے ظاہر ہے کہ یہ لاحقہ امام بخاری کا نہیں اغلبا کاتب کا ہے دوسرے صحیح میں صرف دو تین روایات پر علی علیہ السلام ہے جبکہ ہزاروں مرتبہ علی کا نام احادیث میں اتا ہے

صحیحین کی کچھ مشہور احادیث

کیا چوہے مسخ شدہ یہودی ہیں ؟

جواب

صحیح بخاری کی روایت ہے

حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ، حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ (وهيب بن خالد)، عَنْ خَالِدٍ (ابن مهران الحذاء)، عَنْ مُحَمَّدٍ (بْنِ سِيرِينَ)، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: «فُقِدَتْ أُمَّةٌ مِنْ بَنِي إِسْرَائِيلَ لاَ يُدْرَى مَا فَعَلَتْ، وَإِنِّي لاَ أُرَاهَا إِلَّا الفَأْرَ، إِذَا وُضِعَ لَهَا أَلْبَانُ الإِبِلِ لَمْ تَشْرَبْ، وَإِذَا وُضِعَ لَهَا أَلْبَانُ الشَّاءِ شَرِبَتْ» فَحَدَّثْتُ كَعْبًا فَقَالَ: أَنْتَ سَمِعْتَ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُهُ؟ قُلْتُ: نَعَمْ، قَالَ لِي مِرَارًا، فَقُلْتُ: أَفَأَقْرَأُ التَّوْرَاةَ؟

ابن سیرین ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بنی اسرائیل کی ایک امت غائب ہو گئی نہیں معلوم ان کے ساتھ کیا ہوا؟ اور بے شک میں دیکھتا ہوں کسی کو نہیں سوائے چوہے کے کہ جب اس کو اونٹ کا دودھ رکھا جائے تو نہیں پیتا اور جب بکری کا رکھا جائے تو پیتا ہے - ابو ہریرہ کہتے ہیں میں نے اس کو کعب الاحبار سے بیان کیا تو انہوں نے کہا کیا تم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ کہتے سنا ؟ میں نے کہا ہاں - پھر کعب نے دوبارہ پوچھا میں نے کہا کیا تو نے توریت پڑھی؟

اس روایت میں متنا بہت مسائل و اشکال ہیں

اول مدینہ میں معتوب علیہ اور مسخ شدہ قوم چوہوں کی شکل میں بھی تھی جو توریت کے حکم پر عمل کرتی تھی

دوم توریت میں مسخ شدہ اقوام کا کوئی ذکر نہیں

سوم اونٹ کا گوشت حرام ٹھہرانا بنی اسرائیل کا خود ساختہ عمل تھا- یہود مدینہ کا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر اعتراض تھا کہ یہ نبی تو حرام جانور کا گوشت یعنی اونٹ کا گوشت بھی کھاتا ہے

قرآن میں اس پر جواب دیا گیا ہے

كُلُّ الطَّعَامِ كَانَ حِلًّا لِبَنِي إِسْرَائِيلَ إِلَّا مَا حَرَّمَ إِسْرَائِيلُ عَلَى نَفْسِهِ مِنْ قَبْلِ أَنْ تُنَزَّلَ التَّوْرَاةُ قُلْ فَأْتُوا بِالتَّوْرَاةِ فَاتْلُوهَا إِنْ كُنْتُمْ صَادِقِينَ

سارے کھانے بنی اسرائیل کے لئے حلال تھے سوائے وہ جو یعقوب نے اپنے اوپر حرام کیے ، توریت کے نازل ہونے سے پہلے پس توریت لاو اس کو پڑھو اگر تم سچے ہو

اس کی تفسیر میں جو روایات ہیں ان کے مطابق یعقوب علیہ السلام بیمار ہوئے تو انہوں نے منت مانی کہ جب وہ ٹھیک ہو جائیں گے تو اپنی مرغوب چیز اونٹ کا گوشت نہیں کھائیں گے – یعقوب علیہ السلام کے بعد اس پر بنی اسرائیل نے بھی عمل کیا

اب سوال یہ اتا ہے کیا توریت میں اس رسم و منت کو باقی رکھا گیا تو قرآن اشارہ کر رہا ہے کہ نہیں ایسا کوئی حکم توریت میں نہ تھا- یہ یہود کا ادخال ہے – توریت کے مطابق وہ جانور جن کا کھر بیچ میں سے ٹوٹا ہو وہ حلال ہیں اس بنیاد پر اونٹ بھی حلال ہے

اونٹ کا کھر

یہودی علماء کے مطابق اونٹ کا کھر نہیں ہوتا بلکہ اس کا پیر ناخن ہے یہ غیر سائنسی بات ہے – توریت میں تضاد بھی ہے کتاب الاستثنا میں ہے اونٹ کا کھر نہیں جبکہ کتاب لاوی میں ہے اونٹ کا کھر بیچ سے ٹوٹآ نہیں گویا کھر تو ہے پر جڑآ ہے – اس تضاد سے ظاہر ہے کہ یہودی حلقوں میں توریت تبدیل کرتے وقت اونٹ کا کھر ہی سمجھا جاتا تھا نہ کہ ناخن

روایت میں اس کے بر خلاف یہ بیان ہوا ہے کہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ان نکات سے واقف نہ تھے اور کعب الاحبار سے اس پر الجھتے تھے

چہارم صحیح روایات کے مطابق جو قومیں مسخ ہوئیں ان کی نسل نہ چلی – مشکل الاثار میں طحاوی کہتے ہیں

قَالَ أَبُو جَعْفَرٍ: فَكَانَ فِيمَا رُوِّينَا فِي الْبَابِ الَّذِي قَبْلَ هَذَا الْبَابِ عَنْ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ قَوْلِهِ: " إِنَّ اللهَ لَمْ يُهْلِكْ قَوْمًا فَيَجْعَلَ لَهُمْ نَسْلًا وَلَا عَقِبًا " مَا قَدْ دَلَّ أَنَّ مَا قَالَهُ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْفَأْرِ وَفِي الْفَأْرَةِ [ص:327] عَلَى مَا فِي الْحَدِيثَيْنِ اللَّذَيْنِ رُوِّينَاهُمَا فِي هَذَا الْبَابِ، كَانَ مِنْهُ قَبْلَ أَنْ يُعْلِمَهُ اللهُ مَا أَعْلَمَهُ، مِنْ أَنَّهُ لَا يَجْعَلُ لِمَنْ أَهْلَكَ نَسْلًا وَلَا عَقِبًا. فَذَهَبَ بِذَلِكَ مَا كَانَ يَخْشَاهُ، وَحَدَّثَ بِمَا فِي هَذَا الْبَابِ عَنْهُ مَنْ لَمْ يَعْلَمْ مَا كَانَ مِنْهُ بَعْدَ ذَلِكَ مِمَّا قَدْ ذَكَرْنَاهُ فِي الْبَابِ الَّذِي قَبْلَ هَذَا الْبَابِ، وَثَبَتَ بِذَلِكَ لَمَّا كَانَ الْفَأْرُ مِنْ ذَوِي التَّنَاسُلِ , وَمِنْ ذَوِي الْأَعْقَابِ أَنَّهَا مِنَ الْجِنْسِ

الَّذِي قَدْ تَقَدَّمَ خَلْقُ اللهِ عَزَّ وَجَلَّ إِيَّاهُ مَسْخَهُ مِنْ مَسْخِهِ مِمَّنْ لَعَنَهُ مِنْ عِبَادِهِ إِلَى مَا مَسَخَهُ إِلَيْهِ , وَبِاللهِ عَزَّ وَجَلَّ التَّوْفِيقُ.

امام طحاوی کہتے ہیں ... رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا گیا ہے بے شک اللہ نے جس قوم کو ہلاک کیا اس کی نسل اور کوئی باقی نہ چھوڑا ... دوسری روایت میں ہے رسول اللہ نے خدشہ ظاہر کیا کہ چوہے ہیں ... اور چوہے نسل والے ہوتے ہیں

طحاوی اس پر باب باندھتے ہیں

بَابُ بَيَانِ مُشْكِلِ مَا رُوِيَ عَنْ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي خَشْيَتِهِ أَنْ تَكُونَ الْفَأْرَةُ مِنَ الْمَمْسُوخِ وَهَلْ كَانَ بَعْدَ ذَلِكَ مَا رَفَعَ تِلْكَ الْخَشْيَةَ وَبَانَ بِهِ لَهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهَا لَيْسَتْ مِنَ الْمَسُوخِ

باب اِس مشکل کا بیان کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا گیا ہے کہ خوف ہے کہ چوہے مسخ شدہ ہیں اور پھر اس کے بعد اس خوف کو دور کیا گیا یہ بتا کر کہ یہ مسخ شدہ نہیں ہیں

یعنی اگر چوہے مسخ شدہ ہوتے تو انکی نسل ہی نہیں چلتی

اس روایت کی تمام اسناد میں خَالِدٍ (ابن مهران الحذاء) بصری اور ہشام بن حسان بصری کا تفرد ہے

کتاب الكواكب النيرات في معرفة من الرواة الثقات از ابن الكيال (المتوفى: 929هـ) کے مطابق خَالِدٍ (ابن مهران الحذاء) بصری کو ثقہ کہا گیا ہے لیکن ابو حاتم کہتے ہیں اس کی حدیث لکھ لو دلیل نہ لو

ثقة يرسل وقد أشار حماد بن زيد إلى أن حفظه تغير لما قدم من الشام :وقال الحافظ في التقريب

ابن حجر کہتے ہیں یہ ارسال کرتے ہیں اور ان میں شام جا کر تغیر آیا

العلل الواردة في الأحاديث النبوية. کے مطابق أبو الحسن علي بن عمر بن أحمد بن مهدي بن مسعود بن النعمان بن دينار البغدادي الدارقطني (المتوفى: 385هـ) نے اس روایت کی اسناد کا ذکر کیا ہے

وَسُئِلَ عَنْ حَدِيثِ مُحَمَّدِ بْنِ سِيرِينَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ: فُقِدَتْ أُمَّةٌ مِنْ بَنِي إِسْرَائِيلَ لَا يُدْرَى مَا فَعَلَتْ، لَا أُرَاهَا إِلَّا الْفَأْرَ، أَلَا تَرَوْنَ أَنَّهَا إِذَا وَجَدَتْ أَلْبَانَ الْإِبِلِ لَمْ تَشْرَبْهَا فَإِذَا وَجَدَتْ أَلْبَانَ الْغَنَمِ شَرِبَتْهَا.

فَقَالَ: اخْتُلِفَ فِي رَفْعِهِ، فَرَفَعَهُ خَالِدٌ الْحَذَّاءُ، وَهِشَامُ بْنُ حَسَّانٍ، وَأَشْعَثُ عن ابن سيرين، عن أبي هريرة.

واختلف عَنْ أَيُّوبَ، فَرُوِيَ عَنْ عَبْدِ الْأَعْلَى بْنِ حَمَّادٍ، عَنْ حَمَّادِ بْنِ سَلَمَةَ، عَنْ أَيُّوبَ وَحَبِيبٍ وَهِشَامٍ، عَنِ ابْنِ سِيرِينَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ مَرْفُوعًا.

وَرَوَاهُ الْحَسَنُ بْنُ مُوسَى، عَنْ حَمَّادِ بْنِ سَلَمَةَ، عَنْ حَبِيبِ بْنِ الشَّهِيدِ وَهِشَامٍ، عَنِ ابْنِ سِيرِينَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ موقوفا.
دارقطنی کے بقول اس روایت کو موقوف اور مرفوع دونوں طرح بیان کیا گیا ہے

مسند ابو یعلی کی روایت ہے

حَدَّثَنَا عَبْدُ الْأَعْلَى، حَدَّثَنَا حَمَّادٌ، عَنْ حَبِيبٍ، وَهِشَامٍ، وَأَيُّوبَ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِيرِينَ، عَنْ أَبِي «هُرَيْرَةَ، أَحْسَبُهُ قَالَ: عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «الْفَأْرَةُ يَهُودِيَّةٌ، وَإِنَّهَا لَا تَشْرَبُ أَلْبَانَ الْإِبِلِ
اس روایت میں ہے بصریوں کا تفرد ہے حَبِيبِ بْنِ الشَّهِيدِ ، ایوب سختیانی ، ہشام بن حسان میں گمان کرتا ہوں رسول أَحْسَبُهُ تینوں بصرہ کے ہیں اور ان کے مطابق ابن سیرین نے کہا الله صلی الله علیہ وسلم نے فرمایا
یعنی راویوں کے بقول ابن سیرین خود اس پر جزم نہیں رکھتے تھے کہ یہ قول نبوی یا قول صحابی ہے اور بعض نے اس کو موقوف بیان کیا یعنی ابو ہریرہ کے قول کے طور پر

میزان از الذھبی میں ہے شعبہ کہتے ہیں بصرہ کے خالد الْحَذَّاءُ اور ہشام بْنُ حَسَّانٍ کی روایات سے بچو

قال شعبة: واكتم على عند البصريين في هشام، وخالد
شعبہ نے کہا مجھ پر چھپا لو دو بصریوں (کی روایات) کو ہشام اور خالد کو
راقم کے نزدیک امام شعبہ کی رائے صحیح ہے کہ اس روایت سے بچو

احادیث میں ذکر ہے کہ اونٹ کا پیشاب پینے کا حکم دیا گیا ؟

صحیح حدیث میں مذکور ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے قبیلہ عرینہ اور عکل کے کچھ لوگوں کو اونٹ کا پیشاب پینے کا حکم دیا تھا ۔

عن أنس أن ناسًا اجتَوَوا في المدينةِ، فأمَرهمُ النبيُّ صلَّى اللهُ عليه وسلَّم أن يَلحَقوا براعِيْه، يعني الإبلَ، فيَشرَبوا من ألبانِها وأبوالِها، فلَحِقوا براعِيْه، فشَرِبوا من ألبانِها وأبوالِها، حتى صلَحَتْ أبدانُهم.(صحيح بخاری: 5686)

ترجمہ : حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ کچھ لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے ۔ مدینے کی آب وہوا موافق نہ آنے پر وہ لوگ بیمار ہوگئے ۔(ان کو استسقاء یعنی پیٹ میں یا پھیپھڑوں میں پانی بھرنے والی بیماری ہوگئی) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے لئے اونٹنی کے دودھ اور پیشاب کو ملاکر پینے کی دوا تجویز فرمائی ۔یہاں تک کہ اسے پی کروہ لوگ تندرست ہوگئے ۔

جواب

یہ روایت چار بصریوں حمید الطویل ، أَبِي قِلَابَةَ ، قتادہ، مُعَاوِيَةَ بْنِ قُرَّةَ اور ایک مدنی یحیی بن سعید بن قیس نے انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے

تمام مدلسین ہیں- اس کے ایک راوی حمید الطویل نے پیشاب پینے کا ذکر نہیں کیا بلکہ وہ کہتے ہیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے صرف دودھ پینے کا حکم دیا تھا اور وہ خاص قتادہ پر جرح کرتے ہیں کہ قتادہ نے پیشاب پینے کا اضافہ کر دیا جبکہ اس روز جب انس نے یہ روایت سنائی تو یہ وہاں تھے بھی نہیں

المسنَد الصَّحيح المُخَرّج عَلى صَحِيح مُسلم از أبو عَوانة الإسفرَاييني (المتوفى 316 هـ) کے مطابق

حدثنا محمد بن عبد الملك الواسطي الدَّقِيقي، قال: حدثنا يزيد بن هارون ، قال: أخبرنا حُميد الطويل، عن أنس بن مالك قال: قدم

ص:204] رهط من عرينة إلى النبي -صلى الله عليه وسلم- فاجتووا المدينة فقال لهم النبي -صلى الله **قال حميد: فحدث قتادة في هذا** -."عليه وسلم-: "لو خرجتم إلى إبل الصدقة فشربتم من ألبانها قال: ففعلوا. فلما صحوا ارتدوا عن الإسلام وقتلوا -**الحديث: "وأبوالها"، ولم أسمعه يومئذ من أنس** راعي النبي -صلى الله عليه وسلم- واستاقوا الإبل وخانوا / (2) وحاربوا الله ورسوله. فبعث رسول .(3) الله -صلى الله عليه وسلم- في آثارهم فأُخذوا. فقطع أيديهم وأرجلهم وسمر أعينهم

یزید بن ہارون نے کہا ہم کو حمید الطویل نے خبر دی کہ انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے کہا عرینہ کا ایک وفد نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور مدینہ پہنچا پس نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے کہا اگر تم اونٹوں پر نکلو تو ان کا دودھ پیو **حمید نے کہا قتادہ نے بھی یہ حدیث بیان کی اور اس نے کہا ان کا پیشاب اور اس نے تو یہ حدیث انس سے اس دن سنی بھی نہیں تھی** حمید نے کہا ان لوگوں نے غفلت دکھائی اور صحیح ہونے کے بعد ارتداد کیا اسلام سے

اور چرواہے کو قتل کیا اور اونٹوں کو لوٹا اور خیانت کی اور اللہ اور اس کے رسول سے جنگ کی پس رسول اللہ صلی اللہعلیہ وسلم نے ان کے آثار پر لوگ بھیجے یہ پکڑے گئے ان کے ہاتھ پیر کاٹ دیے گئے اور آنکھوں کو پھوڑا گیا

مسند احمد میں بھی حمید کا یہ قول ہے کہ پیشاب کا اضافہ قتادہ نے کیا

حَدَّثَنَا يَزِيدُ، أَخْبَرَنَا حُمَيْدٌ، عَنْ أَنَسٍ، قَالَ: قَدِمَ رَهْطٌ مِنْ عُرَيْنَةَ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَاجْتَوَوْا الْمَدِينَةَ، فَذَكَرَ مَعْنَاهُ، وَذَكَرَ أَيْضًا فِي حَدِيثِهِ **قَالَ حُمَيْدٌ: فَحَدَّثَ قَتَادَةُ فِي هَذَا الْحَدِيثِ: «وَأَبْوَالِهَا»**

مصنف ابن ابی شیبہ کے مطابق وَذُكِرَ أَنَّ أَبَا حَنِيفَةَ كَرِهَ شُرْبَ أَبْوَالِ الْإِبِلِ اور ذکر کیا گیا ہے کہ امام ابو حنیفہ اس سے کراہت کرتے کہ اونٹ کا پیشاب پیا جائے

یہ روایت ابن ماجہ میں بھی ہے جس میں أَبِي قِلَابَةَ اس کو انس سے روایت کرتے ہیں اور پیشاب کا ذکر ہے

تاریخ بغداد کے مطابق

وقال الدارقطني: هو صدوق، كثير الخطإ في الأسانيد والمتون، وكان يحدث من حفظه، فكثرت الأوهام منه.

دارقطنی کہتے ہیں یہ متن اور اسناد میں کثرت سے غلطیاں کرتے ہیں اور اپنے حافظہ سے روایت کرتے اس وجہ سے انکی روایات میں وہم بہت ہے

پیشاب کا ذکر یحیی بن سعید بن قیس الأَنْصَارِيُّ (مدلس) نے بھی انس رضی اللہ عنہ کی روایت میں کیا ہےمحدثین کے مطابق ذكر علي بن المديني أنه كان يدلس امام علی المدینی کہتے ہیں یہ تدلیس کرتے ہیں

پیشاب کے علاوہ اس میں یہ کیا حد لگائی گئی ہے بعض اہل علم اس کو حد غیر واضح ہونے کی بنا پر رد کرتے ہیں اور روایت کو منکر کہتے ہیں

یہ ارتاد کی حد تھی ؟

سنن نسائی کی يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ المدنی کی روایت میں (جس کو البانی صحیح کہتے ہیں میں) ہے

قَالَ أَمِيرُ الْمُؤْمِنِينَ عَبْدُ الْمَلِكِ لِأَنَسٍ وَهُوَ يُحَدِّثُهُ هَذَا الْحَدِيثَ: بِكُفْرٍ أَمْ بِذَنْبٍ؟ قَالَ: بِكُفْرٍ. قَالَ أَبُو عَبْدِ الرَّحْمَنِ: "لَا نَعْلَمُ أَحَدًا قَالَ عَنْ يَحْيَى، عَنْ أَنَسٍ فِي هَذَا الْحَدِيثِ غَيْرَ طَلْحَةَ،

امیر المومنین عبد الملک نے انس سے پوچھا وہ اس حدیث کو بیان کر رہے تھے کہ ان کا کفر تھا یا گناہ تھا ؟ انس نے کہا کفر تھا - امام نسائی نے کہا ہم نہیں جانتے کہ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ کی انس سے روایت کے سوا کسی اور نے یہ بیان کیا ہو

یعنی سزا ارتاد کے زمرے میں دی گئی

یہ حربی کفاز کی حد تھی ؟
ابو داود میں روایت (جس کو البانی صحیح کہتے ہیں میں) اور صحیح بخاری میں ہے

قَالَ أَبُو قِلَابَةَ: "فَهَؤُلَاءِ قَوْمٌ سَرَقُوا، وَقَتَلُوا، وَكَفَرُوا بَعْدَ إِيمَانِهِمْ، وَحَارَبُوا اللَّهَ وَرَسُولَهُ
ابو قلابہ نے کہا ان لوگوں نے چوری کی قتل کیا کفر کیا ایمان کے بعد اور اللہ اور اس کے رسول سے جنگ کی
ابو قلابہ یہ بھی کہتے ہیں

فَبَعَثَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي طَلَبِهِمْ قَافَةً، فَأُتِيَ بِهِمْ"، قَالَ: فَأَنْزَلَ اللَّهُ تَبَارَكَ وَتَعَالَى فِي ذَلِكَ: {إِنَّمَا جَزَاءُ الَّذِينَ يُحَارِبُونَ اللَّهَ وَرَسُولَهُ، وَيَسْعَوْنَ فِي الْأَرْضِ فَسَادًا} [المائدة] الْآيَةَ
پس رسول اللہ نے ان کے پیچھے لوگ بھیجے اور ان کے لئے آیا اللہ تعالی نے نازل کی المائدہ کی آیات کہ جو جو اللہ اور اس کے رسول سے جنگ کریں اور اس میں فساد کریں
یعنی یہ حکم ان آیات کے نزول کے بعد بطور حد لگایا گیا
قتادہ بھی مسند احمد میں کہتے ہیں

قَالَ قَتَادَةُ: «فَبَلَغَنَا أَنَّ هَذِهِ الْآيَةَ نَزَلَتْ فِيهِمْ»: {إِنَّمَا جَزَاءُ الَّذِينَ يُحَارِبُونَ اللَّهَ وَرَسُولَهُ} [المائدة: 33]

یہ حدود نازل ہونے سے پہلے کا واقعہ ہے؟
صحیح بخاری کے مطابق

قَالَ قَتَادَةُ: فَحَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ سِيرِينَ: «أَنَّ ذَلِكَ كَانَ قَبْلَ أَنْ تَنْزِلَ الحُدُودُ
قتادہ نے کہا ابن سیرین نے بیان کیا کہ یہ حدود نازل ہونے سے پہلے کا واقعہ ہے
یعنی یہ حربی کفار پر حد یا قصاص کی حد یا ارتاد کی حد نہیں تھی

یہ ہو ہی نہیں سکتا؟
مصنف عبد الرزاق کی روایت ہے کہ جب یہ حدیث حسن البصری کو پتا چلی تو

وَذَكَرَ أَنَّ أَنَسًا، ذَكَرَ ذَلِكَ لِلْحَجَّاجِ فَقَالَ الْحَسَنُ: عَمِدَ أَنَسٌ إِلَى شَيْطَانٍ فَحَدَّثَهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَطَعَ وَسَمَلَ، يَعِيبُ ذَلِكَ عَلَى أَنَسٍ
اور ذکر کیا کہ انس رضی اللہ عنہ نے اس کو حجاج بن یوسف سے ذکر کیا اس پر حسن نے کہا انس کو اس شیطان نے مجبور کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر کاٹنے اور پھوڑنے کی روایت کریں اور انہوں نے اس میں انس کو عیب دیا
مُعَاوِيَةَ بْنِ قُرَّةَ کی انس سے نقل کردہ روایت کے مطابق کئی چرواہے تھے جو قتل ہوئے جن میں سے ایک بچا جس نے آ کر رسول اللہ کو اس کی خبر دی

فَقَتَلُوا أَحَدَ الرَّاعِيَيْنِ، وَذَهَبُوا بِالْإِبِلِ، وَجَاءَ الْآخَرُ قَدْ جُرِحَ , فَقَالَ: قَدْ قَتَلُوا صَاحِبِي وَذَهَبُوا بِالْإِبِلِ
طحاوي مشكل الآثار بَيَانُ مُشْكِلِ مَا رُوِيَ عَنْ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي كَيْفِيَّةِ عُقُوبَاتِ أَهْلِ اللِّقَاحِ میں اس روایت پر کہتے ہیں

وَهَذَا الْحَدِيثُ عَنْدَنَا مُنْكَرٌ؛ لِأَنَّ فِيمَا قَدْ تَقَدَّمَتْ رِوَايَتُنَا لَهُ فِي هَذَا الْبَابِ أَنَّ أَحَدَ رَاعِيَيْ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الَّذِي كَانَ فِي تِلْكَ الْإِبِلِ لَمَّا جَاءَهُ قَالَ: قَدْ قَتَلُوا صَاحِبِي , وَفِي ذَلِكَ مَا يَنْفِي أَنْ يَكُونَ كَانَ مَسْمُولَ الْعَيْنِ , وَلَا اخْتِلَافَ بَيْنَ أَهْلِ الْعِلْمِ فِيمَا يُقَامُ عَلَى مَنْ كَانَ مِنْهُ مِثْلُ الَّذِي كَانَ مِنْ أُولَئِكَ الْقَوْمِ أَنَّهُ حَدٌّ لِلَّهِ عَزَّ وَجَلَّ لِلْمُحَارَبَةِ الَّتِي كَانَتْ لَا حَقٌّ لِلَّذِينَ حُورِبُوا بِهَا , وَأَنَّ الَّذِينَ حُورِبُوا بِهَا لَوْ عَفَا أَوْلِيَاؤُهُمْ عَمَّا كَانَ أَتَى إِلَى أَصْحَابِهِمْ أَنَّ عَفْوَهُمْ بَاطِلٌ. وَفِي ذَلِكَ مَا يَدُلُّ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمْ يَكُنْ فَعَلَ فِي أُولَئِكَ الْقَوْمِ مَا قَدْ فَعَلَ قِصَاصًا بِمَا فَعَلُوا , وَأَنَّهُ إِنَّمَا كَانَ فَعَلَهُ بِهِمْ لِمَا أَوْجَبَتْهُ عَلَيْهِمُ الْمُحَارَبَةُ لَا لِمَا سِوَاهُ , وَلَا اخْتِلَافَ بَيْنَ أَهْلِ الْعِلْمِ عَلِمْنَاهُ فِي الْمُحَارِبِينَ: لَوْ قَطَعُوا الْآذَانَ , وَالْأَيْدِيَ وَالْأَرْجُلَ , حَتَّى لَمْ يُبْقُوا لِمَنْ حَارَبَ أُذُنًا , وَلَا يَدًا , وَلَا رِجْلًا , أَنَّهُ لَا يُفْعَلُ بِهِمْ مِثْلُ ذَلِكَ , وَأَنَّهُ يُقْتَصَرُ بِهِمْ عَلَى مَا فِي الْآيَةِ الَّتِي أَنْزَلَهَا اللهُ فِي الْمُحَارَبَةِ الَّتِي قَدْ تَقَدَّمَتْ تِلَاوَتُنَا لَهَا فِي هَذَا الْبَابِ , وَفِيمَا ذَكَرْنَا مِنْ ذَلِكَ مَا قَدْ دَلَّ عَلَى فَسَادِ هَذَا الْحَدِيثِ الَّذِي رَوَيْنَا وَبِاللهِ التَّوْفِيقُ

یہ حدیث ہمارے نزدیک **منکر** ہے کیونکہ اس باب میں ہم نے جو روایت بیان کي ہے اس میں ہے کہ ایک نبي صلي الله عليہ وسلم کا چرواہا تھا جو اونٹوں پر مامور تھا جب وہ آپ کے پاس آیا اور کہا کہ انہوں نے میرے ساتھی کو قتل کر دیا ہے اس میں اس بات کی نفی ہے کہ وہ آنکھیں پھوٹا ہوا تھا اور اس پر اہل علم کا اختلاف نہیں ہے ان پر جو قیام (حدود) کیا گیا وہ انہی جیسوں پر کیا جائے گا کیونکہ بے شک اللہ تعالی کی حد ان جنگجوں کے لئے ہے جن کو کوئی حق نہیں کہ جنگ کریں – اور وہ جو ان میں جنگ کریں اور ان کے دوست ان کو معاف بھی کر دیں تو ایسی معافی بھی باطل ہے – اور اس پر دلیل ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اس قسم کے لوگوں پر کوئی ایسا کام نہیں کیا جو قصاص سے الگ ہو – اور بے شک ان پر یہ (قصاص لینے کا) فعل کیا گیا جب یہ ان پر واجب ہو گیا کہ یہ جنگجو تھے نہ کہ اس کے سوا کچھ اور – اور اس پر اہل علم کا اتفاق ہے کہ ہمیں جنگجوؤں کے بارے میں پتا ہے کہ اگر کان کاٹیں یا ہاتھ یا پیر یہاں تک کہ حربي کا کوئي عضو نہ رہے نہ کان نہ ہاتھ نہ پیر تو وہ (اہل علم) ایسا نہیں کرتے اور وہ اس (قسم کی سزا کو) محدود کرتے ہیں اس آیت سے جو اللہ نے جنگجوؤں کے سلسلے (اللہ اور اس کے رسول ل کے خلاف الْمُحَارَبَةِ کے تناظر) میں نازل کی ہے جس کی تلاوت اس باب کے شروع میں گزری ہے اور ہم نے جو یہ سب ذکر کیا وہ **اس حدیث کے فساد پر دلالت کرتا ہے** جو ہم نے روایت کی وَبِاللهِ التَّوْفِيقُ

طحاوی کہتے ہیں کہ حربی کافر میں اور ایک ڈاکو میں فرق ہے کیونکہ وہ جنہوں نےصحابی کو قتل کیا ان پر قصاص کی سزا لگے گی نہ کہ حربی کفار والی سزا – اور یہ ہی عمل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ہم تک آیا ہے جس کی بنا پر یہ روایت منکر ہے[10]

10

Sahih Bukhari Hadees # 5781

وَزَادَ اللَّيْثُ، قَالَ: حَدَّثَنِي يُونُسُ، عَنْ ابْنِ شِهَابٍ، قَالَ: وَسَأَلْتُهُ هَلْ نَتَوَضَّأُ أَوْ نَشْرَبُ أَلْبَانَ الْأُتُنِ، أَوْ مَرَارَةَ السَّبُعِ، أَوْ أَبْوَالَ الْإِبِلِ؟، قَالَ: قَدْ كَانَ الْمُسْلِمُونَ يَتَدَاوَوْنَ بِهَا فَلَا يَرَوْنَ بِذَلِكَ بَأْسًا، فَأَمَّا أَلْبَانُ الْأُتُنِ، فَقَدْ بَلَغَنَا أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَى عَنْ لُحُومِهَا وَلَمْ يَبْلُغْنَا عَنْ أَلْبَانِهَا، أَمْرٌ وَلَا نَهْيٌ، وَأَمَّا مَرَارَةُ السَّبُعِ، قَالَ ابْنُ شِهَابٍ: أَخْبَرَنِي أَبُو إِدْرِيسَ الْخَوْلَانِيُّ، أَنَّ أَبَا ثَعْلَبَةَ الْخُشَنِيَّ، أَخْبَرَهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَى عَنْ أَكْلِ كُلِّ ذِي نَابٍ مِنَ السَّبُعِ.

میں نے ابوادریس سے پوچھا کیا ہم (دوا کے طور پر) گدھی کے دودھ سے وضو کر سکتے ہیں یا اسے پی سکتے ہیں یا درندہ جانوروں کے پتے استعمال کر سکتے ہیں یا اونٹ کا پیشاب پی سکتے ہیں۔ ابوادریس نے کہا کہ مسلمان اونٹ کے پیشاب کو دوا کے طور پر استعمال کرتے تھے اور اس میں کوئی حرج نہیں سمجھتے تھے۔ البتہ گدھی کے دودھ کے بارے میں ہمیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ حدیث پہنچی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے گوشت سے منع فرمایا تھا۔ اس کے دودھ کے متعلق ہمیں کوئی حکم یا ممانعت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے معلوم نہیں ہے۔ البتہ درندوں کے پتے کے متعلق جو ابن شہاب نے بیان کیا کہ مجھے ابوادریس خولانی نے خبر دی اور انہیں ابوثعلبہ خشنی رضی اللہ عنہ نے خبر دی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہر دانت والے شکاری درندے کا گوشت کھانے سے منع فرمایا ہے۔

امام زہری نے أَبِي إِدْرِيسَ الخَوْلَانِيُّ کے الفاظ نقل کیے
یہ تبصرہ ہے جو تابعین اپنے دور کے معاشرہ پر کر رہے ہیں ان میں سے بعض دوا کے طور پر اونٹ کا پیشاب پیتے تھے
اور گدھی کا بھی ان کے نزدیک ممکن ہے کیونکہ اس میں ممانعت نہیں آئی

یہ تبصرہ ہے اور یہ اس دور کی دوا ہے
اس کے خلاف بھی ملتا ہے کتاب الآثار از امام یوسف نے ہے
عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي حَنِيفَةَ، عَنْ حَمَّادٍ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ: «إِنْ كَانَ يَكْرَهُ أَبْوَالَ الْإِبِلِ وَالْبَقَرِ
ابراہیم النخعی کراہت کرتے کہ اونٹ یا گائے کا پیشاب پیا جائے
مسند احمد میں ابن عباس کا قول ہے
حَدَّثَنَا حَسَنٌ، حَدَّثَنَا ابْنُ لَهِيعَةَ، حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ هُبَيْرَةَ، عَنْ حَنَشِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ [ص:416]، أَنَّ ابْنَ عَبَّاسٍ، قَالَ: «قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «إِنَّ فِي أَبْوَالِ الْإِبِلِ وَأَلْبَانِهَا شِفَاءً لِلذَّرِبَةِ بُطُونُهُمْ
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اونٹ کے پیشاب اور دودھ میں شفا ہے
سند میں مصری ابْنُ لَهِيعَةَ ضعیف ہے
مکہ میں ابن عباس کے شاگرد طاؤس پیشاب پیتے تھے
مصنف ابن ابی شیبہ میں ہے

لوگ حشر پر جانوروں پر سوار ہوں گے ؟

يحشر الناس على ثلاث طرائق راغبين راهبين واثنان علي بعير وثلاثة على بعير واربعة على بعير « وعشرة على بعير ويحشر بقيتهم النار تقيل معهم حيث اصبحوا وتمسى معهم حيث امسوا«بخاری

پلیز اس روایت کا وضاحت کردے

جزاکم الله خیرا

جواب

ہم سے معلیٰ بن اسد نے بیان کیا، کہا ہم سے وہیب بن خالد نے بیان کیا، ان سے عبداللہ بن طاؤس نے، ان سے ان کے والد طاؤس نے اور ان سے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لوگوں کا حشر تین فرقوں میں ہو گا (ایک فرقہ والے) لوگ رغبت کرنے نیز ڈرنے والے ہوں گے۔ (دوسرا فرقہ ایسے لوگوں کا ہو گا کہ) ایک اونٹ پر دو آدمی سوار ہوں گے کسی اونٹ پر تین ہوں گے، کسی اونٹ پر چار ہوں گے اور کسی پر دس ہوں گے۔ اور باقی لوگوں کو آگ جمع کرے گی (اہل شرک کا یہ تیسرا فرقہ ہو گا) جب وہ قیلولہ کریں گے تو آگ بھی ان کے ساتھ ٹھہری ہو گی جب وہ رات گزاریں گے تو آگ بھی ان کے ساتھ وہاں ٹھہری ہو گی جب وہ صبح کریں گے تو آگ بھی صبح کے وقت وہاں موجود ہو گی اور جب وہ شام کریں گے تو آگ بھی شام کے وقت ان کے ساتھ موجود ہو گی۔

یہ روایت صحیح مسلم میں بھی ہے

حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرٍ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ مُحَمَّدٍ الْمُحَارِبِيُّ، عَنْ لَيْثٍ، عَنِ ابْنِ طَاوُسٍ، أَنَّ أَبَاهُ، «كَانَ يَشْرَبُ «أَبْوَالَ الْإِبِلِ وَيَتَدَاوَى بِهَا

لیکن محمد ابن سیرین سے جب پوچھا گیا تو بولے مجھے کیا پتا یہ کیا ہے

حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرٍ قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ أَبِي عَدِيٍّ، عَنِ ابْنِ عَوْنٍ، قَالَ: كَانَ مُحَمَّدٌ: يُسْأَلُ عَنْ شُرْبِ أَبْوَالِ الْإِبِلِ «فَيَقُولُ: «لَا أَدْرِي مَا هَذَا؟

معلوم ہوا کہ امام بخاری اونٹ کا پیشاب پینا صحیح سمجھتے تھے اور اس دور میں مکہ مصر شام میں لوگ اس کو پینا بیان کرتے تھے لیکن فقہائے عراق رد کرتے

احناف نے اس کو رد کیا ہے کیونکہ اس پر صحیح سند سے روایت نہیں ملی

البغوي في "شرح السنة" 125/15: میں کہتے ہیں
هذا الحشر قبل قيام الساعة
یہ وہ حشر ہے جو قیامت سے قبل ہے

ایک دوسری روایت میں ہے
نَارٌ تَخْرُجُ مِنْ قَعْرِ عَدَنَ تُرَحِّلُ النَّاسَ
عدن کے بیچ سے اگ نکلے گی جو محشر کی طرف ہانکے گی

لہذا عمومی رائے ہے کہ یہ روایت میدان حشر سے متعلق نہیں بلکہ اس سے قبل زمین پر جو واقعات ہوں گے ان کی وجہ سے لوگ ایک جگہ جمع ہونے لگیں گے

سندا اس میں وهيب بن خالد بن عجلان بصری کا تفرد ہے جو اختلاط کا شکار ہوئے
ابن حجر کہتے ہیں
ثقة ثبت لكنه تغير قليلا بأخرة
ثقہ ثبت ہیں لیکن آخر میں متغیر ہو چکے تھے

ابن العجمي اور ابن الكيال نے ان کا نام کو اپنی مختلط راویوں پر کتب میں بیان کیا ہے

ان کے اس اختلاط میں کس کس کا سماع ہوا محدثین نے بیان نہیں کیا

موسی علیہ سلام کے کپڑے پتھر لے کر بھاگ گیا

اسلام علیکم
ایک روایت بخاری اور مسلم میں ھے کہ: موسی علیہ سلام کے کپڑے پتھر لے کر بھاگ گیا اور موسی علیہ سلام کا ننگا جسم لوگوں نے دیکھ لیا.
پلیز اس روایت کی وضاحت کر دیں
جزاکم الله خیرا

جواب

قرآن کی ایک آیت الأحزاب: 69 کی ہے
يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لاَ تَكُونُوا كَالَّذِينَ آذَوْا مُوسَى فَبَرَّأَهُ اللَّهُ مِمَّا قَالُوا وَكَانَ عِنْدَ اللَّهِ وَجِيهًا

اے ایمان والوں ان کی طرح نہ ہو جاؤ جنہوں نے موسی کو تکلیف دی پس اللہ نے اس سے اس قول کو دور کیا اور وہ اللہ کے نزدیک وجیہہ تھے

امام بخاری نے صحیح میں ہی ایک دوسرے مقام پر یحیی علیہ السلام کے حوالے سے وجیہا کے الفاظ کی شرح کی ہے
{وَجِيهًا} [آل عمران: 45]: شَرِيفًا
یعنی شریف

اس کے علاوہ سورہ الاحزاب کی آیت کی شرح ایک روایت سے کی

حَدَّثَنِي إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، حَدَّثَنَا رَوْحُ بْنُ عُبَادَةَ، حَدَّثَنَا عَوْفٌ، عَنِ الحَسَنِ، وَمُحَمَّدٍ، وَخِلاَسٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: " إِنَّ مُوسَى كَانَ رَجُلًا حَيِيًّا سِتِّيرًا، لاَ يُرَى مِنْ جِلْدِهِ شَيْءٌ اسْتِحْيَاءً مِنْهُ، فَآذَاهُ مَنْ آذَاهُ مِنْ بَنِي إِسْرَائِيلَ فَقَالُوا: مَا يَسْتَتِرُ هَذَا التَّسَتُّرَ، إِلَّا مِنْ عَيْبٍ بِجِلْدِهِ: إِمَّا بَرَصٌ وَإِمَّا أُدْرَةٌ: وَإِمَّا آفَةٌ، وَإِنَّ اللَّهَ أَرَادَ أَنْ يُبَرِّئَهُ مِمَّا قَالُوا لِمُوسَى، فَخَلاَ يَوْمًا وَحْدَهُ، فَوَضَعَ ثِيَابَهُ عَلَى الحَجَرِ، ثُمَّ اغْتَسَلَ، فَلَمَّا فَرَغَ أَقْبَلَ إِلَى ثِيَابِهِ لِيَأْخُذَهَا، وَإِنَّ الحَجَرَ عَدَا بِثَوْبِهِ، فَأَخَذَ مُوسَى عَصَاهُ وَطَلَبَ الحَجَرَ، فَجَعَلَ يَقُولُ: ثَوْبِي حَجَرُ، ثَوْبِي حَجَرُ، حَتَّى انْتَهَى إِلَى مَلَإٍ مِنْ بَنِي إِسْرَائِيلَ، فَرَأَوْهُ عُرْيَانًا أَحْسَنَ مَا خَلَقَ اللَّهُ، وَأَبْرَأَهُ مِمَّا يَقُولُونَ، وَقَامَ الحَجَرُ، فَأَخَذَ ثَوْبَهُ فَلَبِسَهُ، وَطَفِقَ بِالحَجَرِ ضَرْبًا بِعَصَاهُ، فَوَاللَّهِ إِنَّ بِالحَجَرِ لَنَدَبًا مِنْ أَثَرِ ضَرْبِهِ، ثَلاَثًا أَوْ أَرْبَعًا أَوْ خَمْسًا، فَذَلِكَ قَوْلُهُ: يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا [ص:157] لاَ تَكُونُوا كَالَّذِينَ آذَوْا مُوسَى فَبَرَّأَهُ اللَّهُ مِمَّا قَالُوا وَكَانَ عِنْدَ اللَّهِ وَجِيهًا "

مجھ سے اسحاق بن ابراہیم نے بیان کیا ' کہا ہم سے روح بن عبادہ نے بیان کیا ' ان سے عوف بن ابوجمیلہ نے بیان کیا ' ان سے امام حسن بصری اور محمد بن سیرین اور خلاس بن عمرو نے اور ان سے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ موسیٰ علیہ السلام بڑے ہی شرم والے اور بدن ڈھانپنے والے تھے۔ ان کی حیاء کی وجہ سے ان کے بدن کو کوئی حصہ بھی نہیں دیکھا جا سکتا تھا۔ بنی اسرائیل کے جو لوگ انہیں اذیت پہنچانے کے درپے تھے ' وہ کیوں باز رہ سکتے تھے ' ان لوگوں نے کہنا شروع کیا کہ اس درجہ بدن چھپانے کا اہتمام صرف اس لیے ہے کہ ان کے جسم میں عیب ہے یا کوڑھ ہے یا ان کے خصیتین بڑھے ہوئے ہیں یا پھر کوئی اور بیماری ہے۔ ادھر اللہ تعالیٰ کو یہ منظور ہوا کہ موسیٰ علیہ السلام کی ان کی ہفوات سے پاکی دکھلائے۔ ایک دن موسیٰ علیہ السلام اکیلے غسل کرنے کے لیے آئے ایک پتھر پر اپنے کپڑے (اتار کر) رکھ دیئے۔ پھر غسل شروع کیا۔ جب فارغ ہوئے تو کپڑے اٹھانے کے لیے بڑھے لیکن پتھر ان کے کپڑوں سمیت بھاگنے لگا۔ موسیٰ علیہ السلام نے اپنا عصا اٹھایا اور پتھر کے پیچھے دوڑے۔ یہ کہتے ہوئے کہ پتھر! میرا کپڑا دیدے۔ آخر بنی اسرائیل کی ایک جماعت تک پہنچ گئے اور ان سب نے آپ کو ننگا دیکھ لیا ' اللہ کی مخلوق میں سب سے بہتر حالت میں اور اس طرح اللہ تعالیٰ نے ان کی تہمت سے ان کی برات کر دی۔

اب پتھر بھی رک گیا اور آپ نے کپڑا اٹھا کر پہنا۔ پھر پتھر کو اپنے عصا سے مارنے لگے۔ اللہ کی قسم اس پتھر پر موسیٰ علیہ السلام کے مارنے کی وجہ سے تین یا چار یا پانچ جگہ نشان پڑ گئے تھے۔ اللہ تعالیٰ کے اس فرمان «یا أیها الذین آمنوا لا تکونوا کالذین آذوا موسی فبرأه الله مما قالوا وکان عند الله وجیها» تم ان کی طرح نہ ہو جانا جنہوں نے موسیٰ علیہ السلام کو اذیت دی تھی ' پھر ان کی تہمت سے اللہ تعالیٰ نے انہیں بری قرار دیا اور وہ اللہ کی بارگاہ میں بڑی شان والے اور عزت والے تھے۔ میں اسی واقعہ کی طرف اشارہ ہے۔

امام مسلم نے بھی اس کو روایت کیا ہے
وَحَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ حَبِيبٍ الْحَارِثِيُّ، حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ، حَدَّثَنَا خَالِدٌ الْحَذَّاءُ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ شَقِيقٍ، قَالَ: أَنْبَأَنَا أَبُو هُرَيْرَةَ، قَالَ: " كَانَ مُوسَى عَلَيْهِ السَّلَامُ رَجُلًا حَيِيًّا، قَالَ فَكَانَ لَا يُرَى مُتَجَرِّدًا، قَالَ فَقَالَ: بَنُو إِسْرَائِيلَ: إِنَّهُ آدَرُ، قَالَ: فَاغْتَسَلَ عِنْدَ مُوَيْهٍ، فَوَضَعَ ثَوْبَهُ عَلَى حَجَرٍ، فَانْطَلَقَ الْحَجَرُ يَسْعَى، وَاتَّبَعَهُ بِعَصَاهُ يَضْرِبُهُ: ثَوْبِي، حَجَرُ ثَوْبِي، حَجَرُ حَتَّى وَقَفَ عَلَى مَلَأٍ مِنْ بَنِي إِسْرَائِيلَ وَنَزَلَتْ {يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَكُونُوا كَالَّذِينَ آذَوْا مُوسَى فَبَرَّأَهُ اللهُ مِمَّا قَالُوا وَكَانَ عِنْدَ اللهِ وَجِيهًا} [الأحزاب: 69]

یعنی ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے اس کو چار بصریوں نے روایت کیا ہے
بصری عَبْدِ اللَّهِ بْنِ شَقِيقٍ
خلاس ابن عمرو البصري
محمد ابن سیرین بصری
حسن بصری

ابو داود کہتے ہیں خلاس نے ابو ہریرہ سے نہیں سنا
أنه لم يسمع من أبي هريرة

عینی کتاب عمدة القاري شرح صحيح البخاري میں کہتے ہیں
وَأما الْحسن فَلم يسمع من أبي هُرَيْرَة عِنْد الْمُحَقِّقين من الْحفاظ، وَيَقُولُونَ: مَا وَقع فِي بعض الرِّوَايَات من سَمَاعه عَنهُ فَهُوَ وهم
حسن بصری نے ابو ہریرہ سے نہیں سنا

ابن سیرین کے لئے کہا جاتا ہے انہوں نے ابو ہریرہ سے سنا ہے اور عبد اللہ بن شقیق کی سند ہے کہ اس کو قبول کیا جاتا ہے

متنا یہ روایت مبہم ہے – موسی علیہ السلام اور ہارون علیہ السلام ساتھ ساتھ رہے – روایت میں صرف موسی کا ذکر ہے ہارون کا ذکر نہیں یہ معلوم ہے کہ ہارون (۱۲۳ سال عمر)، موسی سے پہلے انتقال کر گئے تھے لیکن اس وقت موسی علیہ السلام بوڑھے تھے – بائبل کے مطابق فرعون

سے اس مطالبہ کے وقت کہ نبی اسرئیل کو چھوڑ دے موسی ۸۰ سال کے تھے اور ہارون ۸۳ سال کے تھے - ظاہر ہے یہ دونوں جوان نہ تھے جب نبی اسرائیل کو لے کر نکلے
موسی علیہ السلام چھپ کر نہاتے تھے تو ہارون علیہ السلام کیا سب کے ساتھ نہاتے تھے ؟ یقینا وہ بھی چھپ کر نہاتے ہوں گے تو نبی اسرائیل کا الزام ہارون پر کیوں نہیں؟
روایت میں اس ابہام کی وجہ سے اس کو قبول نہیں کیا جا سکتا

روایت میں ہے کہ بنواسرائیل تمام برہنہ نہاتے تھے جبکہ حیا ایمان میں سے ہے تو یقینا تمام بنو اسرائیل برہنہ نہیں نہا سکتے - کیونکہ قرآن کے مطابق خروج سے پہلے ایسے مومن موسی کے ساتھ تھے جنہوں نے گھروں کو قبلہ بنایا ہوا تھا وہ یقینا موسی کی طرح چھپ کر ہی نہاتے ہوں گے

الغرض راقم کو یہ روایت سمجھ نہیں آئی کہ اس کو موسی علیہ السلام کے لئے خاص کر سکے

قرآن میں بنی اسرائیل کے کسی قول کا ذکر ہے جس سے انہوں نے موسی علیہ السلام کو الزام دیا - لیکن اللہ نے اس کو ان سے دور کیا قرآن میں اس کی تفصیل نہیں کہ وہ الزام کیا تھا

حقیقت اللہ کو پتا ہے

عصر حاضر کے بعض شیعہ کہتے ہیں کہ یہ ابو ہریرہ نے بیان کی جبکہ یہ ابی عبد اللہ سے بھی منسوب ہے

شیعہ تفسیر قمی میں آیت یا ایھا الذین آمنوا لا تکونوا کالذین آذوا موسی فبراہ اللہ مما قالوا وکان عند اللہ وجیھا میں سند کے ساتھ اس کی وضاحت کی گئی ہے ہے

وحدثني أبي عن النضر بن سويد عن صفوان عن ابي بصير عن ابي عبدالله عليه السلام ان بني إسرائيل كانوا يقولون ليس لموسى ما للرجال وكان موسى إذا أراد الاغتسال يذهب إلى موضع لا يراه فيه أحد من الناس وكان يوما يغتسل على شط نهر وقد وضع ثيابه على صخرة فأمر الله الصخرة فتباعدت عنه حتى نظر بنو إسرائيل اليه فعلموا انه ليس كما قالوا فانزل الله (يا ايها الذين آمنوا لا تكونوا ...الخ

ابی عبد الله علیہ السلام نے کہا کہ بنی اسرائیل کہا کرتے کہ موسی میں وہ نہیں جو مردوں میں ہے اور موسی جب غسل کا ارادہ کرتے تو اس جگہ جاتے جہاں کوئی ان کو دیکھ نہ سکتا تھا اور وہ نہر کنارے غسل کر رہے تھے اور کپڑے پتھر پر رکھے تھے پس الله نے چٹان کو حکم کیا انہوں نے پیچھا کیا یہاں تک کہ بنی اسرائیل نے دیکھا

شیعہ تفسیر مجمع البیان از مجلسی میں ہے

و اختلفوا فيما أوذي به موسى على أقوال ... أن موسى كان حييا ستيرا يغتسل وحده فقالوا ما يستتر منا إلا لعيب بجلده إما برص و إما أدرة فذهب مرة يغتسل فوضع ثوبه على حجر فمر الحجر بثوبه فطلبه موسى فرآه بنو إسرائيل عريانا كأحسن الرجال خلقا فبرأه الله مما قالوا رواه أبو هريرة مرفوعا

تفسیر قمی شروع کی تفاسیر میں سے ہے

موسی علیہ السلام نے ملک الموت کی آنکھ پھوڑ دی تھی ؟

جواب

موسی والی روایت کے متن میں ابہام ہے

اُمّ المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حالتِ صحت میں فرماتے تھے: ”ہر نبی اپنی موت سے پہلے جنت میں اپنا ٹھکانہ دیکھ لیتا ہے۔ پھر اسے دنیا اور آخر کے بارے میں اختیار دیا جاتا ہے (کہ آپ دنیا میں دائمی زندگی کو پسند کرتے ہیں یا آخرت کی زندگی)۔ اُمّ المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم بیمار ہوئے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا سر میری ران پر تھا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر غشی طاری ہو گئی۔ افاقہ ہوا تو اپنی نظر چھت کی طرف اٹھائی پھر کہا: ”اَللّٰھُمَّ الرَّفِیْقَ الاعلیٰ“ ”میں رفیق اعلی اللہ تعالیٰ کی رفاقت چاہتا ہوں“۔ ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا: اب آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہم میں رہنا پسند نہیں کریں گے“۔ وہ کہتی ہیں: میں نے سمجھ لیا کہ صحتمندی کی حالت میں جو حدیث بیان کرتے تھے، یہ حالت اس کی تعبیر ہے۔ (متفق علیہ)۔

جب ہر نبی پر ملک الموت اسی وقت بھیجا جاتا جب اس کو اختیار دے دیا جاتا ہے کہ دنیا کو لے یا آخرت کو تو اس میں موسی علیہ السلام کے ساتھ یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ انہوں نے آخرت کی بجآنے دینا کی زندگی کو پسند کیا ہو؟

کہا گیا کہ موسی نے ملک الموت کو پہچانا نہیں گھر میں دیکھا مارا اس سے پہلے کہ فرشتہ کچھ بول پاتا

الأسماء والصفات للبيهقي :
المؤلف: أحمد بن الحسين بن علي بن موسى الخُسْرَوْجِردي الخراساني، أبو بكر البيهقي (المتوفى: 458هـ)

وَأَمَرَهُ بِالتَّعَرُّضِ لَهُ عَلَى سَبِيلِ الِامْتِحَانِ فِي صُورَةِ بَشَرٍ، فَلَمَّا رَآهُ مُوسَى اسْتَنْكَرَ شَأْنَهُ، وَاسْتَوْعَرَ مَكَانَهُ، فَاحْتَجَزَ مِنْهُ دَفْعًا عَنْ نَفْسِهِ بِمَا كَانَ مِنْ صَكِّهِ إِيَّاهُ، فَأَتَى ذَلِكَ عَلَى عَيْنِهِ الَّتِي رُكِّبَتْ فِي الصُّورَةِ الْبَشَرِيَّةِ الَّتِي جَاءَهُ فِيهَا دُونَ الصُّورَةِ الْمَلَكِيَّةِ الَّتِي هُوَ مَجْبُولٌ الْخِلْقَةِ عَلَيْهَا،

شرح السنہ از بغوی
وَأَمَرَهُ بِالتَّعَرُّضِ لَهُ عَلَى سَبِيلِ الامْتِحَانِ فِي صُورَةِ بَشَرٍ، فَلَمَّا رَآهُ مُوسَى اسْتَنْكَرَ شَأْنَهُ، وَاسْتَوْعَرَ مَكَانَهُ، فَاحْتَجَزَ مِنْهُ دَفْعًا عَنْ نَفْسِهِ، بِمَا كَانَ مِنْ صَكِّهِ إِيَّاهُ، فَأَتَى ذَلِكَ عَلَى عَيْنِهِ الَّتِي رُكِّبَتْ فِي الصُّورَةِ الْبَشَرِيَّةِ الَّتِي جَاءَهُ فِيهَا، دُونَ صُورَةِ الْمَلَكِيَّةِ الَّتِي هُوَ مَجْبُولٌ عَلَيْهَا،

ان تاویلات میں جان نہیں ہے کیونکہ کسی روایت میں نہیں کہ یہ واقعہ گھر میں یا خلوت گاہ میں پیش آیا
یہ تاویل بعید ہے اگر ایسا ہے تو جنگ بدر و احد میں فرشتے مشرکین کے ہاتھوں زخمی ہوتے اور ان کا خون بہتا

قَالَ إِبْنُ خُزَيْمَةَ: أَنْكَرَ بَعْضُ الْمُبْتَدَعَةِ هَذَا الْحَدِيثَ , وَقَالُوا: إِنْ كَانَ مُوسَى عَرَفَهُ , فَقَدْ اِسْتَخَفَّ بِهِ، وَإِنْ كَانَ لَمْ يَعْرِفْهُ فَكَيْفَ لَمْ يُقْتَصَّ لَهُ مِنْ فَقْءِ عَيْنِهِ؟ , وَالْجَوَابُ: أَنَّ اللهَ لَمْ يَبْعَثْ مَلَكَ الْمَوْتِ لِمُوسَى وَهُوَ يُرِيدُ قَبْضَ رُوحِهِ حِينَئِذٍ، وَإِنَّمَا بَعَثَهُ إِلَيْهِ اِخْتِبَارًا , وَإِنَّمَا لَطَمَ مُوسَى مَلَكَ الْمَوْتِ لِأَنَّهُ رَأَى آدَمِيًّا دَخَلَ دَارَهُ بِغَيْرِ إِذْنِهِ , وَلَمْ يَعْلَمْ أَنَّهُ مَلَكُ الْمَوْتِ، وَقَدْ أَبَاحَ الشَّارِعُ فَقْءَ عَيْنِ النَّاظِرِ فِي دَارِ الْمُسْلِمِ بِغَيْرِ إِذْنٍ
ابن خزیمہ کہتے ہیں : بعض بدعتیوں نے اس روایت کا انکار کیا اور کہا اگر موسی جانتے تو ہونے دیتے اور اگر نہیں پہچان سکے تو کیسے آنکھ نکالی؟ اور جواب ہے کہ اللہ تعالی نے تو اس لئے نہیں فرشتے کو بھیجا تھا کہ وہ ان کی اس وقت روح قبض کرے بلکہ ان کو اختیار بتانے کے لئے بھیجا تھا اور موسی نے ملک الموت کو تھپڑ مارا کیونکہ انہوں نے دیکھا کہ آدمی بلا

اجازت گھر میں داخل ہو گیا ہے ان کے اذن کے بغیر اور وہ نہیں جانتے تھے کہ یہ ملک الموت ہے اور شارع نے یہ مباح کیا ہے دار مسلم میں بغیر اجازت دیکھنے والے کی آنکھ پھوڑ دی جائے

راقم کو اس روایت کے متن میں نہیں ملا کہ یہ گھر میں واقعہ پیش آیا ہو لہذا ابن خزیمہ کی تاویل دور کی کوڑی ہے
صحیح مسلم میں ہے
جَاءَ مَلَكُ الْمَوْتِ إِلَى مُوسَى عَلَيْهِ السَّلَامُ. فَقَالَ لَهُ: أَجِبْ رَبَّكَ قَالَ فَلَطَمَ مُوسَى عَلَيْهِ السَّلَامُ عَيْنَ مَلَكِ الْمَوْتِ فَفَقَأَهَا
ملک الموت موسی کے پاس پہنچا اور کہا اپنے رب کو جواب دو- پس موسی نے تھپڑ مارا اور ملک الموت کی آنکھ نکل آئی

یہاں پر واضح ہے کہ اپنے رب کو جواب دو سے موسی سمجھ گئے ہوں گے کہ کیا کہا جا رہا ہے

اس روایت کو ابو ہریرہ سے یہ لوگ نقل کرتے ہیں
اول ہمام بن منبہ
دوم عمار بن ابی عمار
سوم أَبِي يونس سُليم ابن جبیر
چہارم طاووس بن کیسان
———-

یہ روایت هَمَّامِ بْنِ مُنَبِّهِ بْنِ كَامِلِ بْنِ سَيْجٍ الصَّنْعَانِيِّ کی سند سے ہے جو یمنی تھے اور ۱۴۰ احادیث ابو ہریرہ سے انہوں نے روایت کی ہیں
ان کی روایات کا محور موسی علیہ السلام ہوتے ہیں اور ان کے غیر معروف فضائل بیان کرتے ہیں جو باقی اصحاب رسول بیان نہیں کرتے

هَمَّامِ بْنِ مُنَبِّهِ بْنِ كَامِلِ بْنِ سَيْجٍ الصَّنْعَانِيِّ ایک مسٹری مین ہیں ان کے بارے میں ہے کہ انہوں نے صرف تین لوگوں کو روایات سنائی ہیں
امام بخاری نے اس کو مَعْمَرٌ، عَنْ هَمَّامٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ کی سند سے روایت کیا ہے إس میں معمر بن راشد ہیں جو مدلس ہیں لیکن محدثین کی ایک جماعت ان کی ہمام بن منبہ والی روایات قبول کرتی ہے – ہمام بن منبہ یمن سے مدینہ پہنچے اور ابو ہریرہ رضی الله عنہ سے ۱۴۰ روایات لیں ان میں اپنی باتیں بھی شامل کر دیں اور ان کا نسخہ بقول امام احمد اسی وجہ سے معدوم ہوا کہ لوگ یہ تمیز ہی نہیں کر پائے کیا قول نبی اور کیا ان کا اپنا قول ہے – ہمام سوڈان گئے وہاں معمر بن راشد ملے اور ان کو روایت سنائیں اس کے بعد حجاز میں ابن زبیر رضی الله عنہ کی فوج نے ہمام کو پکڑا اور یہ عباسیوں کے خروج تک زندہ تھے سن ۱۳۲ هجري میں فوت ہوئے – الذھبی کے مطابق ممکن ہے سو سال انکی زندگی ہو لیکن اس دوران انہوں نے بہت کم

لوگوں کو روایات سنائی ہیں ان سے صرف ان کے بھائی وھب بن منبہ صَاحِبُ القَصَصِ ، ان کے بھتیجے عَقِيْلُ بنُ مَعْقِلٍ اور معمر بن راشد اور ایک یمنی عَلِيُّ بنُ الحَسَنِ بنِ أَنَسٍ الصَّنْعَانِيُّ روایت کرتے ہیں – الذھبی سیر الآعلام النبلاء میں کہتے ہیں وَمَا رَأَينَا مَنْ رَوَى الصَّحِيْفَةَ عَنْ هَمَّامٍ إِلاَّ مَعْمَرٌ اور ہم نہیں دیکھتے کہ اس الصَّحِيْفَةَ کو ہمام سے کوئی روایت کرتا ہو سوائے معمر کے-
امام احمد کے مطابق معمر نے یہ صحیفہ سوڈان میں سنا- معمر خود کوفی ہیں وہاں سے یمن گئے اور پھر سوڈان – سوڈان علم حدیث کے لئے کوئی مشہور مقام نہ تھا – خود معمر روایت کرتے ہیں کہ ابن عباس رضی اللہ عنہ سختی سے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی کوئی ایک روایت کو رد کرتے
—-

ابو یونس کی سند میں مسند احمد میں ہے کہ
عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، [قَالَ عَبْدُ اللهِ بْنُ أَحْمَدَ] : قَالَ أَبِي: " لَمْ يَرْفَعْهُ
احمد نے کہا ابو ہریرہ نے اس کو مرفوع نہیں کیا
یعنی یہ تمام روایت ابو ہریرہ کا قول ہے حدیث نہیں ہے

کتاب سیر الآعلام النبلاء از الذھبی کے مطابق
.وَقَالَ أَبُو زُرْعَةَ: لَمْ يَسْمَعْ مِنْ أَبِي هُرَيْرَةَ
ابو زرعہ کہتے ہیں سلیم بن جبیر ابو یونس نے ابو ہریرہ سے نہیں سنا
یعنی یہ منقطع سند ہے
—-
اس کی ایک سند
حَدَّثَنَا مَحْمُودٌ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ، عَنِ ابْنِ طَاوُسٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ
سے بھی ہے
یہ صحیح بخاری میں ہے

طاووس بن کیسان کے لئے الکرابیسي کہتے ہیں اس نے عکرمہ سے لیا ہے اور ابن عباس سے ارسال کیا ہے
طاووس بن کیسان کا سماع ابن عباس سے نہیں جبکہ یہ مکہ کے ہیں
لیکن ابو ہریرہ سے ہے جو ابن عباس سے بھی پہلے معاویہ کی خلافت میں مدینہ میں فوت ہوئے؟
ابو ہریرہ المتوفی ۵۷ کے اس پاس وفات پانے والی ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا المتوفی ۵۷ سے بھی اس کا سماع نہیں ہے
بعض مورخین کے مطابق عائشہ اور ابو ہریرہ کی ایک سال وفات ہوئی سن ۵۷ میں
یہاں تک کہ هِشام بْن عُروَة کے حوالے سے یہ سن وفات امام بخاری نے تاریخ الکبیر میں بھی لکھا ہے

عَنْ هِشام بْن عُروَة، قَالَ: مات أَبو هُرَيرةَ، وعَائِشَة، رَضِيَ الله عَنْهُمَا، سَنَة سبع وخمسين
تعریف اهل التقدیس بمراتب الموصوفین بالتدلیس از ابن حجر کے مطابق
ثم كان بعد ذلك يرسل عن بن عباس وروى عن عائشة فقال بن معين لا أراه سمع منها وقال أبو داود لا أعلمه سمع منها
یہ ابن عباس سے ارسال کرتے ہیں اور عائشہ سے روایت کرتے ہیں ابن معین کہتے ہیں میں نہیں دیکھتا ان کا عائشہ سے سماع ہوا ہو اور ابو داؤد نے کہا ہم کو ان کے سماع کا علم نہیں ہے

——-

اس کی ایک سند عمار سے بھی ہے
حَدَّثَنَا أُمَيَّةُ بْنُ خَالِدٍ، وَيُونُسُ، قَالاَ: حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ، عَنْ عَمَّارِ بْنِ أَبِي عَمَّارٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم، قَالَ يُونُسُ: رَفَعَ الْحَدِيثَ إِلَى النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم
لیکن عمار ایک ضعیف راوی ہے
حماد بن سلمہ مختلط ہے
یہ مسند احمد میں ہے اس میں ہے
كان ملك الموت يأتي الناس عِياناً"
ملک الموت لوگوں کے پاس ظاہری اتے ہیں
لہذا
اس کو منکر کہا جاتا ہے
شعیب الأرنؤوط کہتے ہیں
رجاله رجال الصحيح، وفي أوله نكارة، وهي قوله: "كان ملك الموت يأتي الناس عِياناً"، وهذه اللفظة تفرد بها عمار بن أبي عمار، وعنه حماد بن سلمة، ولكل منهما بعض المناكير، ثم إن الحديث قد اختُلِفَ في رفعه ووقفه،
اس کے رجال صحیح کے ہیں لیکن اس میں شروع میں نکارت ہے کہ وہ یہ قول ہے کہ ملک الموت ظاہری اتے ہیں اور ان الفاظ میں عمار کا تفرد ہے اور ان سے حماد نے روایت کیا ہے اور اس سب میں یہ منکر میں سے ہے پھر اس میں بھی اختلاف ہے کہ یہ مرفوع ہے یا نہیں

==========

Legends of the Jews
BY LOUIS GINZBERG
کے مطابق جب سمائیل فرشتہ کو بھیجا گیا کہ جا کر موسی کو وفات دے تو موسی نے تقریر کی اور مرنے سے انکار کر دیا
Moses: "Dost thou not know that I am the son of Amram, that came circumcised out of my mother's womb, that at the age of three days not only walked, but even talked with my parents, that took no milk from my mother until she received her pay from Pharaoh's daughter? When I was three months old, my wisdom was so great that I made prophecies and said, 'I shall hereafter from God's right hand receive the Torah.' At the age of six months I entered Pharaoh's palace and took off the crown from

his head. When I was eighty years old, I brought the ten plagues upon Pharaoh and the Egyptians, slew their guardian angel, and led the sixty myriads of Israel out of Egypt. I then clove the sea into twelve parts, led Israel through the midst of them, and drowned the Egyptians in the same, and it was not thou that took their souls, but I. It was I, too, that turned the bitter water into sweet, that mounted into heaven, and there spoke face to face with God! I hewed out two tables of stone, upon which God at my request wrote the Torah. One hundred and twenty days and as many nights did I dwell in heaven, where I dwelled under the Throne of Glory; like an angel during all this time I ate no bread and drank no water. I conquered the inhabitants of heaven, made known there secrets to mankind, received the Torah from God's right hand, and at His command wrote six hundred and thirteen commandments, which I then taught to Israel. I furthermore waged war against the heroes of Sihon and Og, that had been created before the flood and were so tall that the waters of the flood did not even reach their ankles. In battle with them I bade sun and moon to stand still, and with my staff slew the two heroes. Where, perchance, is there in the world a mortal who could do all this? How darest thou, wicked one, presume to wish to seize my pure soul that was given me in holiness and purity by the Lord of holiness and purity? Thou hast no power to sit where I sit, or to stand where I stand. Get thee hence, I will not give thee my soul."

فرشتہ واپس اللہ کے پاس گیا اور خبر دی کہ یہ بندہ مرنا نہیں چاہتا- اللہ نے حکم کیا کہ واپس جاو روح قبض کرو- سمائیل واپس گیا لیکن اس بار

Samael now drew his sword out of its sheath and in a towering fury betook himself to Moses, saying, "Either I shall kill him or he shall kill me." When Moses perceived him he arose in anger, and with his staff in his hand, upon which was engraved the Ineffable Name, set about to drive Samael away. Samael fled in fear, but Moses pursued him, and when he reached him, he struck him with his staff, blinded him with the radiance of his face, and then let him run on, covered with shame and confusion. He was not far from killing him, but a voice resounded from heaven and said, "Let him live, Moses, for the world is in need of him," so Moses had to content himself with Samael's chastisement.

سمائیل نے اپنی تلوار نکالی اور غصے سے موسی کی طرف پڑھا کہتا ہوا یا تو یہ مرے گا یا میں- جب موسی نے اس کو محسوس کیا وہ غصے میں کھڑے ہوئے اور عصا لیا جس پر اسم اعظم کدا ہوا تھا انہوں نے سمائیل کو اپنے نور الوجہہ سے اندھا کر دیا اور فرشتہ بھاگا موسی اس کو قتل ہی کر دیتے کہ اللہ نے پکارا اس کو چھوڑ دو دنیا کو اس کی ضرورت ہے

http://www.answering-islam.org/Books/Legends/v3_7.htm

——

معلوم ہوتا ہے کہ یہ کوئی اسرائیلی روایت تھی جو اغلبا کعب الاحبار سے آئی ہو گی اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے اس کو بیان کیا تو لوگ سمجھے یہ حدیث نبوی ہے

کتاب التمییز(ص /175) کے مطابق امام مسلم نے بسر بن سعید کا قول بیان کیا

حَدثنَا عبد الله بن عبد الرَّحْمَن الدَّارمِيّ ثَنَا مَرْوَان الدِّمَشْقِي عَن اللَّيْث بن سعد حَدثنِي بكير بن الاشج قَالَ قَالَ لنا بسر بن سعيد اتَّقوا الله وتحفظوا من الحَدِيث فوَالله لقد رَأَيْتنَا نجالس أَبَا هُرَيْرَة فَيحدث عَن رَسُول الله صلى الله عَلَيْهِ وَسلم عَن كَعْب وَحَدِيث كَعْب عَن رَسُول الله صلى الله عَلَيْهِ

وَسلم
بکیر بن الاشج نے کہا ہم سے بسر بن سعید نے کہا : اللہ سے ڈرو اور حدیث میں حفاظت کرو - اللہ کی قسم ! ہم دیکھتے ابو ہریرہ کی مجالس میں کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے اور وہ (باتیں) کعب (کی ہوتیں) اور ہم سے کعب الاحبار (کے اقوال) کو روایت کرتے جو حدیثیں رسول اللہ سے ہوتیں

صحیح مسلم میں ہے
و حَدَّثَنِي حَرْمَلَةُ بْنُ يَحْيَى التُّجِيبِيُّ أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ أَخْبَرَنِي يُونُسُ عَنْ ابْنِ شِهَابٍ أَنَّ عُرْوَةَ بْنَ الزُّبَيْرِ حَدَّثَهُ أَنَّ عَائِشَةَ قَالَتْ أَلَا يُعْجِبُكَ أَبُو هُرَيْرَةَ جَاءَ فَجَلَسَ إِلَى جَنْبِ حُجْرَتِي يُحَدِّثُ عَنْ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُسْمِعُنِي ذَلِكَ وَكُنْتُ أُسَبِّحُ قَامَ قَبْلَ أَنْ أَقْضِيَ سُبْحَتِي وَلَوْ أَدْرَكْتُهُ لَرَدَدْتُ عَلَيْهِ إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمْ يَكُنْ يَسْرُدُ الْحَدِيثَ كَسَرْدِكُمْ

حرملہ بن یحیی تجیبی ابن وہب، یونس ابن شہاب عروہ بن زبیر عائشہ (رض) سے روایت ہے کہ کیا تم ابوہریرہ (رض) پر تعجب نہیں کرتے وہ آئے اور میرے حجرہ کے ایک طرف بیٹھ کر رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) سے روایت کرنے لگے اور میں سن رہی تھی اور میں تسبیح کر رہی تھی اور میری تسبیح پوری ہونے سے پہلے ہی وہ اٹھ کر چلے گئے اور اگر میں ان کو پا لیتی تو تردید کرتی کہ رسول اللہ تمہاری طرح احادیث کی فہرستیں نہیں بیان کرتے تھے جس طرح تم فہرستیں بیان کرتے ہو

یعنی ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ایک کے بعد ایک حدیث سناتے چلے جاتے کہ گویا ہو فہرست ہو - اس میں ان کا کلام بھی شامل ہوا جیسا امام مسلم نے التمییز میں بیان کیا ہے

صحیح بخاری ۳۵٦۸ میں البتہ امام بخاری نے نام غائب کر دیا ہے جو علمی خیانت ہے
وَقَالَ اللَّيْثُ، حَدَّثَنِي يُونُسُ، عَنْ ابْنِ شِهَابٍ أَنَّهُ قَالَ: أَخْبَرَنِي عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ، عَنْ عَائِشَةَ أَنَّهَا قَالَتْ: «أَلاَ يُعْجِبُكَ أَبُو فُلاَنٍ، جَاءَ فَجَلَسَ إِلَى جَانِبِ حُجْرَتِي، يُحَدِّثُ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، يُسْمِعُنِي ذَلِكَ وَكُنْتُ أُسَبِّحُ فَقَامَ قَبْلَ أَنْ أَقْضِيَ سُبْحَتِي، وَلَوْ أَدْرَكْتُهُ لَرَدَدْتُ عَلَيْهِ إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى «اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمْ يَكُنْ يَسْرُدُ الحَدِيثَ كَسَرْدِكُمْ
یہاں ابو فلاں کون ہے ؟ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ہیں

تاریخ دمشق میں ہے

قال بسر بن سعيد: كان يقوم فينا أبو هريرة فيقول: سمعت النبي صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يقول كذا وكذا، سمعت كعباً يقول كذا. فعمد الناس إلى ما روى عن كعب فجعلوه عن النبي صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وبعض ما روي عن النبي صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فجعلوه عن كعب فمن ثم أنفي حديث أبي

هريرة. قال ابن لهيعة: هو من الناس ليس من أبي هريرة. قال إبراهيم النخعي: ما كانوا يأخذون من حديث أبي هريرة إلا ما كان من حديث جنة أو نار. وقال إبراهيم: ما كانوا يأخذون بكل حديث أبي .هريرة. وقال شعبة: كان أبو هريرة يدلس. قالوا: وقول إبراهيم النخعي هذا غير مقبول منه

بسر بن سعید نے کہا ہمارے پاس ابو ہریرہ رکے انہوں نے کہا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ایسا ایسا سنا- اور کعب الاحبار سے ایسا ایسا سنا- تو لوگوں نے جو ابو ہریرہ نے کعب سے روایت کیا تھا اس کو قول نبی صلی اللہ علیہ وسلم سمجھ لیا اور بعض احادیث نبوی کو کعب کا قول پھر لوگوں نے ابو ہریرہ کی احادیث کا انکار کیا- ابن لھعیہ نے کہا یہ لوگوں سے ہوا نہ کہ ابو ہریرہ سے – اور ابراہیم النخعی نے کہا ابو ہریرہ صرف وہ حدیث لو جس میں جنت جہنم کا ذکر ہو اور انہوں نے کہا میں ابو ہریرہ کی ہر حدیث نہیں لیتا اور شعبہ نے کہا ابو ہریرہ تدلیس کرتے ہیں اور کہتے ہیں ابراھیم النخعی کا قول غیر مقبول ہوا

راقم کہتا ہے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی جنت جہنم سے متعلق احادیث کو غور سے دیکھا جائے ان سے راویوں نے بہت سی متضاد روایات منسوب کی ہیں
========
شیعہ علماء کے مطابق یہ روایت صحیح ہے

کتاب: لئالی الاخبار
تألیف: الشیخ محمد نبي بن احمد التوسیرکاني
الناشر: انتشارات جیهان
الطبعة: الاولی
جلد اول ص ۹۱ پر ہے

في سلوك موسى عليه السلام في دار الدنيا وزهدها فيها، وفي قصة لطمه ملك الموت حين أراد قبض روحه، واحتياله له في قبضها .... وقد كان موسى عليه السلام أشدّ الأنبياء كراهة للموت ، قد روى إنه لم جاء ملك الموت، ليقبض روحه، فلطمه فأعور ، فقال يارب إنك أرسلتني إلى عبد لا يحب الموت، فأوحى الله إليه أن ضع يدك على متن ثور ولك بكل شعرة دارتها يدك سنة ، فقال: ثم ماذا ؟ فقال .الموت، فقال الموتة ، فقال أنته إلى أمر ربك
موسی انبیاء میں موت سے کراہت کرنے میں سب سے متشدد تھے روایت کیا گیا ہے کہ فرشتہ ان کی روح قبض کرنے آیا تو انہوں نے اس کی آنکھ پھوڑ دی

اسی کتاب میں ہے
عن الصادق (ع)، قال: إن ملك الموت أتى موسى بن عمران ، فسلّم عليه، فقال: من أنت ؟ قال: أنا ملك الموت، قال: ما حاجتك ؟ قال له: جئت أقبض روحك من لسانك، قال كيف وقد تكلمت به ربي ؟ قال فمن يدك فقال له موسى: كيف وقد حملت بهما التورية ؟ فقال: من رجليك، فقال له وكيف

وقد وطأت بهما طور سيناء ! قال: وعدّ أشياء غير هذا ، قال: فقال له ملك الموت : فإني أمرت أن أتركك حتى تكون أنت الذي تريد ذلك، فمكث موسى ما شاء الله، ثم مرّ برجل وهو يحفر قبراً فقال له موسى: ألا أعينك على حفر هذا القبر؟ فقال له الرجل: بلى. قال: فأعانه حتى حفر القبر ولحد اللحد وأراد الرجل أن يضطجع في اللحد لينظر كيف هو؟ فقال موسى عليه السلام: أنا اضطجع فيه، فاضطجع موسفرأى مكانه من الجنة، فقال: يا رب اقبضني إليك فقبض ملك الموت روحه ودفته في القبر واستوى عليه التراب قال: وكان الذي يحفر القبر ملك بصورة آدمي ، فلذلك لا يعرف قبر موسى . امام صادق سے روایت ہے کہ ملک الموت موسی کے پاس آیا سلام کیا پوچھا تو کون ؟ کہا موت کا فرشتہ – کہا کس لئے آئے؟ بولا اپ کی زبان پر روح قبض کرنے موسی نے کہا میں نے تو رب سے ... کلام کیا ہے .. میرے پاس توریت ہے ... میں اس پاؤں سے کوہ طور پر چڑھا

راقم کہتا ہے یہ بیان
legends of Jews
کا چربہ ہے

نعمت الله الجزائری سنة 1050 ھ کی کتاب الأنوار النعمانية 4 /148 في نور الأجل والموت میں بھی موسی کا فرشتے کی آنکھ نکالنے کا قصہ ہے
http://ia600502.us.archive.org/4/items/89748920389/12746198181.pdf

توریت میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی صفت کا بیان پر مبنی حدیث ہے

صحیح بخاری میں ہے

حدیث نمبر: 2125 حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سِنَانٍ ، حَدَّثَنَا فُلَيْحٌ ، حَدَّثَنَا هِلَالٌ ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ ، قَالَ: لَقِيتُ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قُلْتُ: "أَخْبِرْنِي عَنْ صِفَةِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي التَّوْرَاةِ ؟ قَالَ: أَجَلْ، وَاللَّهِ إِنَّهُ لَمَوْصُوفٌ فِي التَّوْرَاةِ بِبَعْضِ صِفَتِهِ فِي الْقُرْآنِ، يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ، إِنَّا أَرْسَلْنَاكَ شَاهِدًا وَمُبَشِّرًا وَنَذِيرًا وَحِرْزًا لِلْأُمِّيِّينَ أَنْتَ عَبْدِي وَرَسُولِي سَمَّيْتُكَ الْمُتَوَكِّلَ، لَيْسَ بِفَظٍّ، وَلَا غَلِيظٍ، وَلَا سَخَّابٍ فِي الْأَسْوَاقِ، وَلَا يَدْفَعُ بِالسَّيِّئَةِ السَّيِّئَةَ، وَلَكِنْ يَعْفُو وَيَغْفِرُ، وَلَنْ يَقْبِضَهُ اللَّهُ حَتَّى يُقِيمَ بِهِ الْمِلَّةَ الْعَوْجَاءَ بِأَنْ يَقُولُوا: لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ، وَيَفْتَحُ بِهَا أَعْيُنًا عُمْيًا، وَآذَانًا صُمًّا، وَقُلُوبًا غُلْفًا"، تَابَعَهُ عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ أَبِي سَلَمَةَ ، عَنْ هِلَالٍ ، وَقَالَ سَعِيدٌ ، عَنْ هِلَالٍ ، عَنْ عَطَاءٍ ، عَنِ ابْنِ سَلَامٍ ، غُلْفٌ كُلُّ شَيْءٍ فِي غِلَافٍ سَيْفٌ أَغْلَفُ، وَقَوْسٌ غَلْفَاءُ، وَرَجُلٌ أَغْلَفُ إِذَا لَمْ يَكُنْ مَخْتُونًا.

ہم سے محمد بن سنان نے بیان کیا، کہا کہ ہم سے فلیح نے بیان کیا، ان سے ہلال بن علی نے بیان کیا، ان سے عطاء بن یسار نے کہ میں عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما سے ملا اور

عرض کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جو صفات توریت میں آئی ہیں ان کے متعلق مجھے کچھ بتائیے۔ انہوں نے کہا کہ ہاں! قسم اللہ کی! آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تورات میں بالکل بعض وہی صفات آئی ہیں جو قرآن شریف میں مذکور ہیں۔ جیسے کہ اے نبی! ہم نے تمہیں گواہ، خوشخبری دینے والا، ڈرانے والا، اور ان پڑھ قوم کی حفاظت کرنے والا بنا کر بھیجا ہے۔ تم میرے بندے اور میرے رسول ہو۔ میں نے تمہارا نام متوکل رکھا ہے۔ تم نہ بدخو ہو، نہ سخت دل اور نہ بازاروں میں شور غل مچانے والے، (اور تورات میں یہ بھی لکھا ہوا ہے کہ) وہ (میرا بندہ اور رسول) برائی کا بدلہ برائی سے نہیں لے گا۔ بلکہ معاف اور درگزر کرے گا۔ اللہ تعالیٰ اس وقت تک اس کی روح قبض نہیں کرے گا جب تک ٹیڑھی شریعت کو اس سے سیدھی نہ کرا لے، یعنی لوگ «لا إله إلا الله» نہ کہنے لگیں اور اس کے ذریعہ وہ اندھی آنکھوں کو بینا، بہرے کانوں کو شنوا اور پردہ پڑے ہوئے دلوں کو پردے کھول دے گا۔ اس حدیث کی متابعت عبدالعزیز بن ابی سلمہ نے ہلال سے کی ہے۔ اور سعید نے بیان کیا کہ ان سے ہلال نے، ان سے عطاء نے کہ «غلف» ہر اس چیز کو کہتے ہیں جو پردے میں ہو۔ «سيف أغلف، وقوس غلفاء» اسی سے ہے اور «رجل أغلف» اس شخص کو کہتے ہیں جس کا ختنہ نہ ہوا ہو۔

جواب

یہ روایت صحیح نہیں ہے

ایسا توریت کے کسی نسخہ میں نہیں ملا یہاں تک کہ بحر مردار کے طومار میں بھی نہیں ملا

سند میں فليح بن سليمان المدني بھی ہے جس کی روایت لینے سے محدثین ابن معین ، النسائي نے منع کیا ہے

مسند دارمی میں ہے

أَخْبَرَنَا مُجَاهِدُ بْنُ مُوسَى، حَدَّثَنَا مَعْنٌ (2) - هُوَ ابْنُ عِيسَى -، حَدَّثَنَا مُعَاوِيَةُ بْنُ صَالِحٍ، عَنْ أَبِي فَرْوَةَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّهُ سَأَلَ كَعْبَ الْأَحْبَارِ: كَيْفَ تَجِدُ نَعْتَ رَسُولِ اللهِ صَلى الله عَلَيهِ وسَلَّم فِي التَّوْرَاةِ؟ فَقَالَ كَعْبٌ: نَجِدُهُ مُحَمَّدَ بْنَ عَبْدِ اللهِ، يُولَدُ بِمَكَّةَ، وَيُهَاجِرُ إِلَى طَابَةَ وَيَكُونُ مُلْكُهُ بِالشَّامِ، وَلَيْسَ بِفَحَّاشٍ، وَلَا بِسَخَّابٍ فِي الْأَسْوَاقِ، وَلَا يُكَافِئُ بِالسَّيِّئَةِ السَّيِّئَةَ، وَلَكِنْ يَعْفُو وَيَغْفِرُ، أُمَّتُهُ الْحَمَّادُونَ، يَحْمَدُونَ اللَّهَ فِي كُلِّ سَرَّاءٍ، وَيُكَبِّرُونَ اللَّهَ عَلَى كُلِّ نَجْدٍ، يُوَضِّؤُونَ أَطْرَافَهُمْ، وَيَأْتَزِرُونَ فِي أَوْسَاطِهِمْ، يَصُفُّونَ فِي صَلَاتِهِمْ كَمَا يَصُفُّونَ فِي قِتَالِهِمْ، دَوِيُّهُمْ فِي مَسَاجِدِهِمْ كَدَوِيِّ النَّحْلِ، يُسْمَعُ مُنَادِيهِمْ فِي جَوِّ السَّمَاءِ.

ابن عباس نے کعب الاحبار سے پوچھا کہ توریت میں رسول اللہ کی کیا صفت ہے ؟ کعب نے کہا محمد مکہ میں پیدا ہوں گے ہجرت کر کے طابہ جائیں گے جہاں اپ کی حکمرانی شام تک ہو گی نہ بدکلام کریں گے نہ بازار میں شور نہ برائی کا بدلہ برائی سے لیں گے بلکہ معاف کریں گے اپ کے امتی اپ کی تعریف کریں گے جو پریشانی و خوشی میں اللہ کی حمد کریں گے ہر ٹیلے و اونچائی سے اللہ کی تکبیر کہیں گے اپنے ہاتھ پیر کا وضو کریں گے اور کمر پر آزار باندھیں گے نماز میں جنگ جیسی صف بنائیں گے اور مسجد میں شہد کی مکھی کی طرح بھبھنائیں گے جس کی آواز آسمان تک جائے گی

اس کی سند میں معاویة بن صالح بن حدیر ہے جس سے عبد الرحمان بن المہدی کو وحشت ہوتی تھی اور ابن القطان اس سے خوش نہ تھے ابی حاتم کہتے اس سے دلیل مت لو

مسند دارمی میں اس کی دو اور اسناد ہیں

حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ صَالِحٍ، قال: حَدَّثَنِي اللَّيْثُ، قال: حَدَّثَنِي خَالِدٌ - هُوَ ابْنُ يَزِيدَ (1) -، عَنْ سَعِيدٍ - هُوَ ابْنُ أَبِي هِلَالٍ -، عَنْ هِلَالِ بْنِ أُسَامَةَ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ، عَنِ ابْنِ سَلَامٍ أَنَّهُ كَانَ يَقُولُ: إِنَّا لَنَجِدُ صِفَةَ رَسُولِ اللهِ صَلى الله عَلَيهِ وسَلم: إِنَّا أَرْسَلْنَاكَ شَاهِدًا وَمُبَشِّرًا وَنَذِيرًا وَحِرْزًا لِلْأُمِّيِّينَ، أَنْتَ عَبْدِي وَرَسُولِي، سَمَّيْتُهُ الْمُتَوَكِّلَ، لَيْسَ بِفَظٍّ وَلَا غَلِيظٍ وَلَا سَخَّابٍ بِالْأَسْوَاقِ، وَلَا يَجْزِي بِالسَّيِّئَةِ مِثْلَهَا وَلَكِنْ يَعْفُو وَيَتَجَاوَزُ، وَلَنْ أَقْبِضَهُ حَتَى يُقِيمَ الْمِلَّةَ الْمُتَعَوِّجَةَ، بِأَنْ يُشْهَدَ أَنْ لَا إِلَهَ إِلاَّ اللهُ، نَفْتَحُ بِهِ أَعْيُنًا عُمْيًا، وَآذَانًا صُمًّا، وَقُلُوبًا غُلْفًا. [الإتحاف:7182]

عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ نے اس قول کو عبد اللہ بن سلام رضی اللہ عنہ سے بھی منسوب کیا ہے

اس کو سعید بن أبي هلال نے روایت کیا ہے جو مختلط تھے

سنن دارمی کے مطابق یہ قول کعب الاحبار کا تھا

.قَالَ عَطَاءُ بْنُ يَسَارٍ: وَأَخْبَرَنِي أَبُو وَاقِدٍ اللَّيْثِيُّ: أَنَّهُ سَمِعَ كَعْبًا يَقُولُ: مِثْلَ مَا قَالَ ابْنُ سَلَامٍ -

أَبُو وَاقِدٍ اللَّيْثِيُّ نے کہا ایسا ہی کعب الاحبار نے کہا جیسا ابن سلام نے کہا

کعب الاحبار یا ابن سلام رضی اللہ عنہ کے حوالے سے کہا گیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بازار میں شور نہ کریں گے - یہ آیات توریت میں نہیں بلکہ انبیاء سے منسوب کتاب یسعیاہ باب ٤٢ میں انے والے مسیح سے متعلق ہے

Is. 42:1 See my servant, whom I am supporting, my loved one, in whom I take delight: I have put my spirit on him; he will give the knowledge of the true God to the nations.
Is. 42:2 He will make no cry, his voice will not be loud: his words will not come to men's ears in the streets.

میرا بندہ جس کی میں مدد کر رہا ہوں میرا محبوب جس سے میں راضی ہوں اس میں میں نے اپنی روح ڈالی ہے یہ اقوام کو اصل رب کا علم دے گا
یہ شور و غوغہ نہ کرے گا اور اس کی آواز بلند نہ ہو گی اور لوگوں کو سڑکوں پر اس کی آواز سنائی نہ دے گی

جبکہ ہم کو معلوم ہے کہ مکی زندگی میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دعوت الی اللہ بازاروں میں ہی تھی جہاں بلند آواز سے اپ اللہ کی طرف سب کو پکارتے تھے

صحیح بخاری کی روایت کے مطابق

وَيَفْتَحُ بِهَا أَعْيُنًا عُمْيًا، وَآذَانًا صُمًّا، وَقُلُوبًا غُلْفًا

رسول اللہ اس سے اندھے کی آنکھ کھولے گا اور بہرے کے کان اور دلوں کے تالے

جبکہ یہ بھی کتاب یسعیاہ سے لیا گیا گے

Book of Isaiah chapter 35
Say to those who have an anxious heart,
"Be strong; fear not!
Behold, your God
will come with vengeance,
with the recompense of God.
He will come and save you."
Then the eyes of the blind shall be opened,
and the ears of the deaf unstopped;
then shall the lame man leap like a deer,
and the tongue of the mute sing for joy.
For waters break forth in the wilderness,

and streams in the desert;
the burning sand shall become a pool,
and the thirsty ground springs of water;
کہو ان سے جن کے دل متذبذب ہیں
ڈرو مت مظبوط رہو
خبردار تمہارا رب
انتقام کے ساتھ نمودار ہو گا
اللہ کی جانب سے بدلہ
وہ آ کر تم کو بچائے گا
اندھے کی اس وقت آنکھ کھل جائے گی
بہرے کے کان بند نہ رہیں گے
لنگڑا ہرن کی طرح دوڑے گا
اور گونگے کی زبان اس وقت گنگنائے گی
پس ویرانے میں پانی بہے گا
اور نہریں صحرا میں
اور جلتی ریت ، ایک حوض ہو گی
اور سوکھی زمین ، پانی کا چشمہ
یسعیاہ باب ۳۵ آیات 4 سے 7 تک
یہود میں ان آیات کی بنیاد پر ایک مسیح کا انتظار تھا جو جنم کے اندھے کو بینا کرے، بہرے – کو سامع الصوت کرے، لنگڑے کو ٹھیک کر دے، گونگے کو زبان دے دے

راویوں کا کتاب یسعیاہ کی آیات کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر منطبق کرنا عجیب بات ہے کیونکہ اول یہ توریت نہیں دوم یہ مسیح سے متعلق آیات ہیں نہ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے متعلق

پل صراط والی روایت

صحیح بخاری میں روایت کے متن میں اس کو جسر جہنم کہا گیا ہے لیکن دیگر مرفوع حدیث میں اس کو صراط کہا گیا – امام بخاری نے باب قائم کیا ہے
باب الصِّرَاطُ جِسْرُ جَهَنَّمَ
باب الصِّرَاطُ جہنم کا پل

صحیح ابن حبان کی ایک روایت میں متن میں ہے کہ ابو سعید الخدری نے اس پل کے ذکر میں کہا
وَعَلَى الصِّرَاطِ ثَلَاثُ شَجَرَاتٍ :
الصِّرَاطِ پر تین طرق ہوں گے

ایک روایت ابن ماجہ میں ہے
حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْأَعْلَى، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْحَاقَ قَالَ: حَدَّثَنِي عُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ الْمُغِيرَةِ، عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ عَمْرِو بْنِ عَبْدِ بْنِ الْعُتْوَارِيِّ، أَحَدِ بَنِي لَيْثٍ، قَالَ: - وَكَانَ فِي حَجْرِ أَبِي سَعِيدٍ - قَالَ: سَمِعْتُهُ يَعْنِي أَبَا سَعِيدٍ، يَقُولُ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، يَقُولُ: "يُوضَعُ الصِّرَاطُ بَيْنَ ظَهْرَانَيْ جَهَنَّمَ، عَلَى حَسَكِ كَحَسَكِ السَّعْدَانِ، ثُمَّ يَسْتَجِيزُ النَّاسُ، فَنَاجٍ مُسَلَّمٌ، وَمَخْدُوجٌ بِهِ، ثُمَّ نَاجٍ، وَمُحْتَبَسٌ بِهِ، وَمَنْكُوسٌ فِيهَا" , (جة) 4280 [قال الألباني]: صحيح
اس میں اس کو صراط کہا گیا ہے البانی نے صحیح کہا ہے
———-
عرف عام میں پل صراط مشہور ہے

اس کا ذکر روایات میں ان اصحاب رسول سے مروی ہے
مُعَاذِ بْنِ أَنَسٍ الْجُهَنِيِّ - روایت ابو داود میں ہے شعَيب الأرنؤوط کہتے ہیں سند ضعیف ہے سند میں إسماعيل بن يحيى المعافري مجهول ہے یہی سند مسند احمد میں ہے
أَبِي أُمَامَةَ
عَائِشَةُ - مسند احمد میں ہے سند میں إبراهيم بن إسحاق أبو إسحاق بن عيسى الطالقاني ہے جو ابن مبارک سے محدثین کے مطابق غرائب روایت کرتا ہے اس سند میں ابن مبارک ہی ہیں البتہ اس کا متن دیگر صحیح سند سے معلوم ہے
أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ - مسند احمد میں ہے اس سند میں المنذر بن مالك العبْدي ہے ابن سعد کا کہنا ہے وليس كل أحد يحتج به. اس کی ہر روایت سے دلیل نہیں لی جا سکتی
جَابِرِ بن عبد الله - مسند احمد میں ہے لیکن سند میں أَبُو الزُّبَيْرِ المکی ہے جس کی جابر بن عبد الله سے روایت پر بعض محدثین کو اعتراض ہے
أَبِي ذَرٍّ - مسند احمد میں ہے سند میں دو مدلسین عمرو بن مرثد الرحبي اور عبد الله بن زيد الجرمي ہیں
أَبِي هُرَيْرَةَ - صحیح بخاری میں ہے سند أَبُو اليَمَانِ، أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ سے شروع ہوتی ہے جو بعض محدثین کے نزدیک سماع نہیں ہے اجازہ ہے
ابْنُ عَبَّاسٍ - مسند احمد میں ہے روایت سندا حسن ہے

الغرض اس کی اسناد اتنی ہیں یعنی اس کا اصل ہے یہ روایت قبول کی جائے گی سندا یہ صحیح و حسن ہیں
اس میں ابن عبّاس یا عائشہ رضی الله عنہما کی روایت کی سند سب سے بہتر لگی ہے
———-

مسند احمد میں ہے کہ ابن عباس نے کہا
حَدَّثَتْنِي عَائِشَةُ أَنَّهَا سَأَلَتْ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ قَوْلِهِ: {وَالْأَرْضُ جَمِيعًا قَبْضَتُهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَالسَّمَاوَاتُ مَطْوِيَّاتٌ بِيَمِينِهِ} [الزمر: 67] فَأَيْنَ النَّاسُ يَوْمَئِذٍ يَا رَسُولَ اللَّهِ؟ قَالَ: «هُمْ عَلَى «جِسْرِ جَهَنَّمَ

عائشہ رضی اللہ عنہا نے مجھ سے روایت کیا کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ اللہ کا قول زمین تمام اس کے قبضہ میں ہو گی اور آسمان دائیں پر لپٹے ہوں گے تو اس وقت لوگ کہاں ہوں گے ؟ رسول اللہ نے فرمایا جہنم کے پل پر

حدیث کے مطابق زمین ایک چپٹی روٹی جیسی ہو گی اور جہنم اس روز لائی جائے گی
وَجِيءَ يَوْمَئِذٍ بِجَهَنَّمَ ۚ
الفجر

اور جنت آسمان سے الگ ایک وسیع جگہ ہے کیونکہ جنت کا عرض آسمانون اور زمین کے برابر ہے
وَسَارِعُوا إِلَىٰ مَغْفِرَةٍ مِنْ رَبِّكُمْ وَجَنَّةٍ عَرْضُهَا السَّمَاوَاتُ وَالْأَرْضُ أُعِدَّتْ لِلْمُتَّقِينَ
أل عمران

یعني تین مقام ہوئے ایک زمین – دوسرا جہنم- تیسری جنت
زمین سے جنت تک جو رستہ ہو گا اس پر یہ پل ہو گا
——-

قرآن میں محشر کے بہت سے منظر ہیں
بعض میں ہے کہ زمرا کی صورت کفار کو جہنم کی طرف بھگایا جائے گا جب جہنم پر پہنچیں گے تو دروازہ بند ہو گا کھولا جائے گا
– وَسِيقَ الَّذِينَ كَفَرُوا إِلَىٰ جَهَنَّمَ زُمَرًا ۖ حَتَّىٰ إِذَا جَاءُوهَا فُتِحَتْ أَبْوَابُهَا

وَنَسُوقُ الْمُجْرِمِينَ إِلَىٰ جَهَنَّمَ وِرْدًا
اور مجرموں کو جہنم کی طرف ہانکیں گے
سورہ مریم
یہ بڑے کفار ہوں گے
——
قرآن میں ہے منافق و مومن کو اندھیرا کر کے الگ کیا جائے گا یہاں تک کہ محشر میں اندھیرا ہو جائے گا منافق نور مانگیں گے

يَوْمَ تَرَى الْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ يَسْعَى نُورُهُمْ بَيْنَ أَيْدِيهِمْ وَبِأَيْمَانِهِمْ بُشْرَاكُمُ الْيَوْمَ جَنَّاتٌ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ خَالِدِينَ فِيهَا ذَلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيمُ (12) يَوْمَ يَقُولُ الْمُنَافِقُونَ وَالْمُنَافِقَاتُ لِلَّذِينَ آمَنُوا انْظُرُونَا نَقْتَبِسْ مِنْ نُورِكُمْ قِيلَ ارْجِعُوا وَرَاءَكُمْ فَالْتَمِسُوا نُورًا فَضُرِبَ بَيْنَهُمْ بِسُورٍ لَهُ بَابٌ بَاطِنُهُ فِيهِ الرَّحْمَةُ وَظَاهِرُهُ مِنْ قِبَلِهِ الْعَذَابُ (13) يُنَادُونَهُمْ أَلَمْ نَكُنْ مَعَكُمْ قَالُوا بَلَى وَلَكِنَّكُمْ فَتَنْتُمْ أَنْفُسَكُمْ

وَتَرَبَّصْتُمْ وَارْتَبْتُمْ وَغَرَّتْكُمُ الْأَمَانِيُّ حَتَّى جَاءَ أَمْرُ اللَّهِ وَغَرَّكُمْ بِاللَّهِ الْغَرُورُ (14) فَالْيَوْمَ لَا يُؤْخَذُ مِنْكُمْ (15) فِدْيَةٌ وَلَا مِنَ الَّذِينَ كَفَرُوا مَأْوَاكُمُ النَّارُ هِيَ مَوْلَاكُمْ وَبِئْسَ الْمَصِيرُ

——

مسند احمد میں ہے

حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عَدِيٍّ، عَنْ دَاوُدَ، عَنْ الشَّعْبِيِّ، عَنْ مَسْرُوقٍ قَالَ: قَالَتْ عَائِشَةُ: أَنَا أَوَّلُ النَّاسِ سَأَلَ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ هَذِهِ الْآيَةِ: {يَوْمَ تُبَدَّلُ الْأَرْضُ غَيْرَ الْأَرْضِ وَالسَّمَوَاتُ وَبَرَزُوا لِلَّهِ الْوَاحِدِ الْقَهَّارِ} قَالَتْ: فَقُلْتُ: أَيْنَ النَّاسُ يَوْمَئِذٍ يَا رَسُولَ اللهِ؟ قَالَ: " عَلَى الصِّرَاطِ

مسروق نے کہا عائشہ نے کہا میں نے رسول اللہ سے سب سے پہلے اس آیت يَوْمَ تُبَدَّلُ الْأَرْضُ غَيْرَ الْأَرْضِ وَالسَّمَوَاتُ وَبَرَزُوا لِلَّهِ الْوَاحِدِ الْقَهَّارِ پر سوال کیا پوچھا اس روز لوگ کہاں ہوں گے فرمایا صراط پر

سند صحیح ہے

شعيب الأرنؤوط کہتے ہیں إسناده صحيح على شرط مسلم

اب آخر میں جب مالک الملک تمام آسمانوں کو لپیٹ دے گا اس سے پہلے جو محشر میں رہ جائیں گے ان کو جسر جہنم پر جانے کا حکم ہو گا گویا زمیں و آسمان لپیٹ دیے جائیں گے اور انسان جسر جہنم پر ہوں گے

جب زمین و ساتوں آسمان مالک الملک لپیٹے گا تو ظاہر ہے نہ زمیں میں نہ سات آسمانوں میں کوئی مخلوق باقی نہ رہے گی اور چونکہ اس کو دکھایا جائے گا لہذا اس وقت مخلوق اس کو دیکھے کی جنت والے جنت سے جہنم والے جہنم سے اور جو رہ گئے وہ جسر جہنم پر سے و الله اعلم

———

نوٹ

جسر جہنم کا ذکر کتب شیعہ میں بھی ہے

كتاب : عيون أخبار الرضا از صدوق

وعن علي بن محمد قال: حدثنا أبو القاسم محمد بن العباس بن موسى بن جعفر العلوي ودارم بن قبيصة النهشلي قالا: حدثنا علي بن موسى الرضا عليه السلام قال: سمعت أبي يحدث، عن أبيه عن جده محمد بن علي، عن علي بن الحسين، عن أبيه ومحمد بن الحنفيه عن علي بن أبي طالب عليه السلام، قال: سمعت رسول الله (ص): يقول تختموا بالعقيق، فانه أول جبل أقر لله تعالى بالوحدانية ولي بالنبوة ولك يا علي بالوصية ولشيعتك بالجنة. 325 – وبهذا الاسناد، قال: قال رسول الله (ص): اكثروا من ذكر هادم اللذات. 326 – وبهذا الاسناد، قال: قال رسول الله (ص): من أذل مؤمنا أو حقره لفقره وقلة ذات يده شهره الله على جسر جهنم يوم القيامة

كتاب وسائل الشيعة ج ۲۰ میں

أبي عمير ، عن أبي بكر الحضرمي ، عن أبي عبدالله (عليه السلام) ـ في حديث ـ قال : قال رسول الله (صلى الله عليه وآله) : وان الرجل ليؤتى في حقبه فيحبسه الله على جسر جهنم حتى يفرغ الله من حساب الخلائق ، ثم يؤمر به إلى جهنم فيعذب بطبقاتها طبقة طبقة حتى يرد إلى أسفلها ولا يخرج منها

كتاب وسائل الشيعة ج ٦ میں
وعنه ، عن أبان بن عبد الملك ، عن كرام الخثعميّ ، عن أبي عبد الله (عليه السلام) قال : من قرأ (إذا جاء نصر الله والفتح) في نافلة أو فريضة نصره الله على جميع أعدائه وجاء يوم القيامة ومعه كتاب ينطق قد أخرجه الله من جوف قبره فيه أمان من جسر جهنّم ومن النار ومن زفير جهنّم ، فلا يمرّ على شيء يوم القيامة إلاّ بشّره وأخبره بكل خير حتىّ يدخل الجنّة ويفتح له في الدنيا من أسباب .الخير ما لم يتمنّ ولم يخطر على قلبه

كتاب مرآة العقول في شرح أخبار آل الرسول – العلامة المجلسي کے مطابق
روى الصدوق في معاني الأخبار بإسناده عن المفضل قال: سألت أبا عبد الله عليه السلام عن الصراط فقال: هو الطريق إلى معرفة الله عز و جل، و هما صراطان صراط في الدنيا و صراط في الآخرة فأما الصراط الذي في الدنيا فهو الإمام المفروض الطاعة، من عرفه في الدنيا و اقتدى بهداه مر على الصراط الذي هو جسر جهنم في الآخرة، و من لم يعرفه في الدنيا زلت قدمه عن الصراط في الآخرة فتردى في :نار جهنم، فقوله تعالى
"فَاسْتَمْسِكْ بِالَّذِي أُوحِيَ إِلَيْكَ "

بحار الانور از مجلسی
القطان عن عبد الرحمن بن
محمد الحسني عن أحمد بن عيسى العجلي عن محمد بن أحمد بن عبد الله العرزمي عن علي بن حاتم عن المفضل قال: سألت أبا عبد الله عليه السلام عن الصراط فقال: هو الطريق إلى معرفة الله عزوجل، وهما صراطان: صراط في الدنيا وصراط في الآخرة، فأما الصراط الذي في الدنيا فهو الامام المفروض الطاعة، من عرفه في الدنيا واقتدى بهداه مر على الصراط الذي هو جسر جهنم في الآخرة، ومن لم يعرفه في الدنيا زلت قدمه عن الصراط في الآخرة فتردى في نار جهنم

ليكن عصر حاضر کے شيعہ محققين دھوکہ ديتے ہيں اور اس صراط کی خبر کو ابو ہريرہ کا قول قرار ديتے ہيں

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک رات میں ازواج کے پاس جانے والی روایت پر سوال ہے
انس بن مالک رـع۔ فرماتے ہیں کہ محمدﷺ اپنی سب بیویوں کے پاس ایک گھنٹے کےاندر * دورہ فرما لیا کرتے تھے اور وہ گیارہ تھیں۔ (کتاب الغسل میں امام بخاری کے نام سے اس حدیث کا عنوان لکھا گیا ہے "ایک ہی غسل سے جماع کےبعد جماع تمام بیویوں کے ساتھ کرنا" صفحہ ۹۸۱، صحیح بخاری، جلد دوم۔)۔۔۔بھائی اس کی تحقیق چاہئے

جواب

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا مُعَاذُ بْنُ هِشَامٍ، قَالَ: حَدَّثَنِي أَبِي، عَنْ قَتَادَةَ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ قَالَ: «كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَدُورُ عَلَى نِسَائِهِ فِي السَّاعَةِ الوَاحِدَةِ، مِنَ اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ، «وَهُنَّ إِحْدَى عَشْرَةَ

———
اس کی سند میں معاذ بن هشام الدستوائي ہے جو بعض محدثین کے نزدیک حجت نہیں
قال ابن معين وليس بحجة وقال غيره له غرائب
ابن معین نے کہا اس سے دلیل مت لو اور دوسرے محدثین نے کہا عجیب انوکھی باتیں کرتا ہے

قَالَ أَبُو عُبَيْدٍ الآجُرِّيُّ: قُلْتُ لأَبِي دَاوُدَ: مُعَاذُ بنُ هِشَامٍ عِنْدَكَ حُجَّةٌ؟
.فَقَالَ: أَكْرَهُ أَنْ أَقُوْلَ شَيْئاً، كَانَ يَحْيَى لاَ يَرْضَاهُ

الاجری نے ابو داود سے پوچھا کہ کیا یہ حجت ہے ؟ ابو داود نے کراہت کی کہ کچھ کہیں اور کہا یحیی اس سے خوش نہ تھے

علی المدینی کہتے ہیں کہ یہ اپنے باپ سے ۱۲۰۰۰ روایات بیان کرتا جس پر ہم نے اس کا انکار کیا پھر بصرہ میں اس نے ہم کو بتایا کہ کون سی سنی ہے اور کون سی نہیں سنی
اور زیر بحث روایت کو علی المدینی نے اس سے روایت کیا ہے

.وقال ابن أبي خيثمة: سئل يحيى بن معين عن معاذ بن هشام فقال: ليس بذاك القوي
ابن معین نے اس راوی کو اتنا بھی قوی نہیں قرار دیا ہے
معلوم ہوتا ہے اس راوی پر محدثین کا اختلاف رہا ہے بعض نے اس کو قبول کیا اور بعض نے چھوڑ دیا

اگر صحیح ہے تو وہ معجزہ نبوی ہے ایک عام آدمی کے لئے ہے بھی نہیں تو اس سے باب میں ہم لوگوں کے لئے دلیل نہیں لی جا سکتی لیکن امام بخاری نے لی ہے - ہم کو اس روایت سے کیا فائدہ ہے ؟
اور اصحاب رسول کیا یہ دیکھتے رہتے تھے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کس حجرہ سے نکل کر اب کس حجرہ میں جا رہے رہے جیسا اس میں قول بھی بیان ہوا کہ ہے کہ انس رضی اللہ عنہ کہتے کہ ہم کہتے ان کو ۳۰ مردوں کی قوت دی گئی ہے
راقم سمجھتا ہے اس روایت میں کچھ غریب باتیں ہیں جیسا ابن معین نے کہا یہ راوی عجائب بیان کرتا ہے

رسول اللہ نے عثمان کو انکی بیوی کو دفن کرنے کو اجازت نہیں دی ؟
جواب

لَا يَدْخُلِ الْقَبْرَ أَحَدٌ قَارَفَ أَهْلَهُ اللَّيْلَةَ
قبر میں داخل نہ ہو رات جس نے اپنے اہل کے ساتھ ارتکاب کیا ہو

یہ الفاظ مبہم ہیں مسند احمد میں ہے
فَلَمْ يَدْخُلْ عُثْمَانُ بْنُ عَفَّانَ الْقَبْرَ
پس عثمان قبر میں نہیں اترے
———
مسند احمد 13383 میں ایک راوی نے کہا
قَالَ سُرَيْجٌ: يَعْنِي ذَنْبًا،
قَالَ سُرَيْجٌ بنُ النُّعْمَانِ بنِ مَرْوَانَ الجَوْهَرِيُّ: يَعْنِي گناہ
یعنی کوئی بھی گناہ اہل کے حوالے سے کیا ہو وہ قبر میں نہ اترے
قرآن سورہ الانعام آیت ۱۱۳ میں ہے
وليقترفوا ما هم مقترفون
اور گناہ کا ارتکاب کریں انہی کی طرح افترا پردازی کرنے لگیں
امام بخاری نے اس رائے کو ترجیح دی ہے صحیح میں کہا
قَالَ ابْنُ مُبَارَكٍ: قَالَ فُلَيْحٌ: «أُرَاهُ يَعْنِي الذَّنْبَ» قَالَ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ: {لِيَقْتَرِفُوا} [الأنعام: 113]: أَيْ

لِيَكْتَسِبُوا , (خ) 1342
———
لغوا اس سے مراد مقارفة المرأة: مجامعتها عورت سے جماع کرنا ہے
.من قارف: قارب
(Sexual) ... مقارفة المرأة: مجامعتها * Perpetration of a sin ... مقارفةء الاثم: ارتكابه * Intercourse) with a woman
معجم لغة الفقهاء :
المؤلف: محمد رواس قلعجي – حامد صادق قنيبي
——
كتاب : شمس العلوم ودواء كلام العرب من الكلوم
المؤلف: نشوان بن سعيد الحميرى اليمني (المتوفى: 573هـ)
میں ہے کہ
حدیث میں ہے
كان النبي عليه السلام يصبح جنبا في شهر رمضان من قرافٍ غير احتلام
یعنی جماع کرنا

ابن حزم نے اس رائے کو ترجیح دی ہے
———

امام طحاوی مشکل الاثار میں کہتے ہیں
قَالَ أَبُو جَعْفَرٍ: فَابْنَةُ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هَذِهِ هِيَ أُمُّ كُلْثُومٍ، تُوُفِّيَتْ وَكَانَتْ وَفَاتُهَا رَضِيَ اللهُ عَنْهَا فِي سَنَةِ تِسْعٍ مِنَ الْهِجْرَةِ
یہ ام کلثوم رضی اللہ عنہا ہیں جنکی وفات ۹ ہجری میں ہوئی
جبکہ مسند احمد میں ہے
رُقَيَّةَ تھیں یعنی ۲ ہجری میں
==========
اسنادی حیثیت

روایت کی سند میں مسائل ہیں

اس کو امام بخاری نے فُلَيْحُ بْنُ سُلَيْمَانَ، حَدَّثَنَا هِلاَلُ بْنُ عَلِيٍّ، عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ کی سند سے روایت کیا ہے
فلیح بن سلیمان المدني پر جرح ہے
قال ابن معين والنسائي وغيرهما ليس بقوي وقال الدارقطني يختلفون فيه ولا بأس به وقال عباس عن ابن معين فليح وابن عقيل وعاصم بن عبد الله لا يحتج بحديثهم

ابن معين والنسائي کے نزدیک ضعیف ہے اور ابو داود کہتے ہیں لا یحتج بفلیح. اس سے دلیل مت لو
میزان الاعتدال في نقد الرجال میں ہے الساجی کہتے ہیں
.كنا نتهمه، لانه كان يتناول من أصحاب النبي صلى الله عليه وسلم
ہم اس کو الزام دیتے کیونکہ یہ اصحاب رسول کو برا کہتا

دوسرا طرق مسند احمد کا ہے
حَدَّثَنَا يُونُسُ، حَدَّثَنَا حَمَّادٌ يَعْنِي ابْنَ سَلَمَةَ، عَنْ ثَابِتٍ، عَنْ أَنَسٍ، أَنَّ رُقَيَّةَ لَمَّا مَاتَتْ، قَالَ رَسُولُ اللَّهِ .صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «لَا يَدْخُلِ الْقَبْرَ رَجُلٌ قَارَفَ أَهْلَهُ». فَلَمْ يَدْخُلْ عُثْمَانُ بْنُ عَفَّانَ الْقَبْرَ
اس میں حماد بن سلمہ مختلط ہے
احد ائمة المسلمين إلا أنه لما كبر ساء حفظه فلذا تركه البخاري
امام بخاری نے حماد سے کوئی روایت نہیں لی امام مسلم نے لی ہے لیکن اس روایت کو صحیح میں نہیں لکھا

یعنی اس روایت کو مضبوط نہیں کہا جا سکتا

———

مسند احمد میں ا گیا کہ یہ رقیہ رضی اللہ عنہا کی وفات اور تدفین پر ہوا تو اگر عثمان رضی اللہ عنہ نے کچھ ایسا غلط کیا تھا تو دوسری بیٹی ام کلثوم رضی اللہ عنہا ان سے کیوں بیاہ دی ؟
یہ عقل سلیم کے خلاف ہے

یہ روایت فقہاء نے پسند کی کیونکہ اس میں پہلی بیوی کے لئے مرد کو روکا جا رہا ہے سورہ النساء میں ہے
وأن تجمعوا بين الأختين إلا ما قد سلف إن الله كان غفورا رحيما
اور تم دو بہنوں کو جمع نہ کرو

چونکہ ام کلثوم اور رقیہ رضی اللہ عنہا بہن ہیں تو یہ ثابت کرنے کے لئے کہ مرد کا نکاح پہلی بیوی کی موت پر اس سے ختم ہو جاتا ہے اس روایت کو پیش کیا جاتا ہے
سورہ نساء سن ۳ سے ٤ ہجری میں نازل ہوئی

اور رقیہ رضی اللہ عنہا کی وفات ۲ ہجری میں ہوئی اور اس کے بعد ام کلثوم رضی اللہ عنہا سے نکاح ہوا یعنی سورہ نساء کی آیت کے نازل ہونے سے قبل عثمان رضی اللہ عنہ اور ام کلثوم رضی اللہ عنہا کا نکاح ہوا لہذا اس آیت کی شرح اس روایت سے ممکن نہیں ہے

ابرا ہیم علیہ السلام نے تیشے سے ختنہ کیا؟

تحقیق چاہیے

صحیح مسلم: كِتَابُ الْفَضَائِلِ (بَابُ مِنْ فَضَائِلِ إِبْرَاهِيمَ الْخَلِيلِ) صحیح مسلم: کتاب: أنبياء كرامؑ کے فضائل کا بیان (باب: حضرت ابرا ہیم خلیل کے فضائل)

6141

حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ، حَدَّثَنَا الْمُغِيرَةُ يَعْنِي ابْنَ عَبْدِ الرَّحْمَنِ الْحِزَامِيَّ، عَنْ أَبِي الزِّنَادِ، عَنِ الْأَعْرَجِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «اخْتَتَنَ إِبْرَاهِيمُ النَّبِيُّ عَلَيْهِ السَّلَامُ، وَهُوَ ابْنُ ثَمَانِينَ سَنَةً بِالْقَدُومِ»

حکم : صحیح 6141

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہا : رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فر ما یا : حضرت ابرا ہیم علیہ السلام نبی علیہ السلام نے اَسی سا ل کی عمر میں قدوم (مقام پر تیشے یا بسولے کے ذریعے)سے ختنہ کیا۔

جواب

یہ روایت ادب المفرد میں بھی ہےأَخْبَرَنَا شُعَيْبُ بْنُ أَبِي حَمْزَةَ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو الزِّنَادِ، عَنِ الْأَعْرَجِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: «اخْتَتَنَ إِبْرَاهِيمُ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعْدَ ثَمَانِينَ سَنَةً، وَاخْتَتَنَ بِالْقَدُومِ» قَالَ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ: يَعْنِي مَوْضِعًا

امام بخاری کہتے ہیں یہ مقام ہےترجمہ ہو گاابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہا : رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا : حضرت ابراہیم علیہ السلام نبی علیہ السلام نے اَسی سا ل کی عمر میں قدوم میں ختنہ کیا

قدووم آج کل اسرائیل میں ہے

https://en.wikipedia.org/wiki/Kafr_Qaddum

قدوم عربی میں تیشہ کو بھی کہتے ہیں

http://www.almaany.com/en/dict/ar-en/home.php?lang_name=ar-en&servicategoryces=All&service=dict&word=قدوم

بائبل کے مطابق ۹۹ سال کی عمر میں ختنہ کرایا

http://biblehub.com/genesis/17-24.htm

یہ قول ابو ہریرہ سے کئی سندوں سے آیا ہےحَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ، حَدَّثَنَا مُغِيرَةُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ

القُرَشِيُّ، عَنْ أَبِي الزِّنَادِ، عَنِ الأَعْرَجِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «اخْتَتَنَ إِبْرَاهِيمُ عَلَيْهِ السَّلاَمُ وَهُوَ ابْنُ ثَمَانِينَ سَنَةً بِالقَدُّومِ»، حَدَّثَنَا أَبُو اليَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ، حَدَّثَنَا أَبُو الزِّنَادِ، وَقَالَ «بِالقَدُومِ مُخَفَّفَةً»،تَابَعَهُ عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ إِسْحَاقَ، عَنْ أَبِي الزِّنَادِ،تَابَعَهُ عَجْلاَنُ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ،وَرَوَاهُ مُحَمَّدُ بْنُ عَمْرٍو، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ

یہ روایت اسرائیلیات میں سے ہے اس کو چھوڑ دیا جائےانبیاء کا ختنہ کرانا ایک بنی اسرائیلی گھڑنت ہےکیونکہ ختنہ فطرت میں سے ہے جس پر انبیاء کا قدرتی عمل ہے ایسا نہیں کہ ۸۰ سال کی عمر میں خیال آئےابراہیم کا خاص ذکر کرتے ہیں کیونکہ وہ بابل سے تھے اور بنی اسرائیل والوں نے یہ کہانی گھڑی کہ دنیا میں ان کے سوا کوئی ختنہ نہیں کراتا تھا جبکہ انبیاء قدیم عربوں میں بھی آئے ہیں مثلا ھود اور صالح علیھما السلام

کیا چوپائے عذاب قبر سنتے ہیں ؟

جواب

بخاری و مسلم میں روایات سے پتا چلتا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو ابراہیم کی وفات والے دن ۱۰ ہجری میں سورج گرہن کی نماز کے دوران، عذاب قبر سے مطلع کیا گیا. اس کی جو روایات بخاری اور مسلم میں ہیں ان میں ایک مشکل بھی ہے کہ عائشہ رضی اللہ تعالی عنہا سے مروی ان روایات میں یہ آیا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر دو یہودی عورتیں آئیں، انہوں نے عذاب قبر کا تذکرہ کیا، نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے پناہ مانگی اور مسلم کی روایت کے مطابق کہا یہ یہود کے لئے ہے پھر فَلَبِثْنَا لَيَالِيَ کچھ راتوں بعد اپ نے فرمایا أَمَا شَعَرْتِ أَنَّهُ أُوحِيَ إِلَيَّ أَنَّكُمْ تُفْتَنُونَ فِي الْقُبُورِ کیا تمہیں شعور ہوا مجھے وحی کی گئی ہے کہ تم کو قبروں میں ارمایا جائے گا

اس کے برعکس ایک دوسری روایت جو مسروق سے مروی ہے اس میں ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے یہودی عورتوں کی فورا تصدیق کی اور اس میں اضافہ بھی ہے کہ تمام چوپائے عذاب سنتے ہیں

مسروق کی حدیث ہے

ہم سے عثمان بن ابی شیبہ نے بیان کیا ، کہا ہم سے جریر بن عبدالحمید نے بیان کیا ، ان سے ابووائل نے ، ان سے مسروق نے اور ان سے عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ مدینہ کے یہودیوں کی دو بوڑھی عورتیں میرے پاس آئیں اور انہوں نے مجھ سے کہا کہ قبر والوں کو ان کی قبر میں عذاب ہو گا ۔ لیکن میں نے انہیں جھٹلایا اور ان کی (بات کی) تصدیق نہیں کر سکی ۔ پھر وہ دونوں عورتیں چلی گئیں اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے تو میں نے عرض کیا : یا رسول اللہ ! دو بوڑھی عورتیں تھیں ، پھر میں آپ سے واقعہ کا ذکر کیا ۔ نبی

کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ انہوں نے صحیح کہا ، قبر والوں کو عذاب ہو گا اور ان کے عذاب کو تمام چوپائے سنیں گے ۔ پھر میں نے دیکھا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہر نماز میں قبر کے عذاب سے اللہ کی پناہ مانگنے لگے تھے ۔

اس کے بر خلاف صحیحین کی دیگر روایات میں ہے

عمرۃ' بیان کرتی ہیں کہ ایک یہودیہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس سوال کرتے ہوئے آئی اور کہنے لگی کہ اللہ تعالیٰ تجھے قبر کے عذاب سے بچائے۔ اُمّ المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ کیا لوگ اپنی قبروں میں عذاب دیئے جاتے ہیں؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: عائذا باللّٰہ من ذٰلک ۔ میں اس سے اللہ کی پناہ چاہتا ہوں۔ پھر ایک دن آپ صبح کے وقت اپنی سواری پر سوار ہوئے پھر (اس دن) سورج کو گرہن لگ گیا۔ (آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز کسوف ادا فرمائی یہاں تک کہ) سورج روشن ہو گیا۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا

انی قد رایتکم تفتنون فی القبور کفتنۃ الدجال ... اسمع رسول اللّٰہ صلی اللہ علیہ وسلم بعد ذالک یتعوذ من عذاب النار و عذاب القبر

بے شک میں نے دیکھا کہ تم قبروں میں آزمائے جاؤ گے دجال کے فتنے کی طرح۔ ... میں نے اس دن کے بعد سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو عذاب جہنم اور عذاب قبر سے پناہ مانگتے ہوئے سنا ۔ اور صحیح بخاری میں یہ الفاظ بھی ہیں:

فقال ما شاء اللّٰہ ان یقول ثم امرھم ان یتعوذوا من عذاب القبر

پھر آپ نے (خطبہ میں) جو کچھ اللہ تعالیٰ نے چاہا فرمایا۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ رضی اللہ عنہم کو حکم دیا کہ وہ قبرکے عذاب سے پناہ مانگیں۔

صحیح بخاری کتاب الکسوف باب التعوذ من عذاب القبر فی الکسوف جلد۱صفحہ ۱۴۳عربی ح:۱۰۴۹۔ صحیح مسلم کتاب الکسوف ج۱صفحہ۲۹۷عربی ح:۲۰۹۸

یہ دونوں متضاد روایات ہیں .مسروق کی روایت میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم عذاب کی قورا تصدیق کرتے ہیں جبکہ دوسری میں کچھ دنوں بعد

وہ روایات جو صحیح میں ہوں چاہے بخاری کی ہوں یا مسلم کی اور باہم متصادم ہوں ان پر متقدمین محدثین حدیث مشکل کا حکم لگا کر بحث کر چکے ہیں .کتاب شرح مشکل الآثار از أبو جعفر أحمد بن محمد الطحاوي (المتوفى: 321هـ) بَابُ بَيَانِ مُشْكِلِ مَا رُوِيَ عَنْ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي دَفْعِهِ: أَنَّ النَّاسَ يُعَذَّبُونَ فِي قُبُورِهِمْ لَمَّا سُئِلَ عَنْ ذَلِكَ بَعْدَ قَوْلِ الْيَهُودِيَّةِ لِعَائِشَةَ: " أَعَاذَكِ اللهُ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ میں الطحاوی لکھتے ہیں

وَكَمَا حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ مَنْصُورٍ الْبَالِسِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا الْهَيْثَمُ بْنُ جَمِيلٍ قَالَ: حَدَّثَنَا جَرِيرُ بْنُ عَبْدِ الْحَمِيدِ، عَنْ مَنْصُورٍ، عَنْ أَبِي وَائِلٍ، عَنْ مَسْرُوقٍ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: دَخَلَ عَلَيَّ عَجُوزَانِ مِنْ عَجَائِزِ يَهُودَ الْمَدِينَةِ، فَقَالَتَا لِي: إِنَّ أَهْلَ الْقُبُورِ يُعَذَّبُونَ فِي قُبُورِهِمْ، فَكَذَّبْتُهُمَا، وَلَمْ أُصَدِّقْهُمَا، فَخَرَجَتَا، وَدَخَلَ عَلَيَّ رَسُولُ اللهِ صَلَّى الله عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللهِ، إِنَّ عَجُوزَيْنِ دَخَلَتَا عَلَيَّ، فَزَعَمَتَا أَنَّ أَهْلَ الْقُبُورِ يُعَذَّبُونَ، فَقَالَ: " صَدَقَتَا، إِنَّهُمْ لَيُعَذَّبُونَ عَذَابًا تَسْمَعُهُ الْبَهَائِمُ كُلُّهَا " فَقَالَتْ عَائِشَةُ: " فَمَا رَأَيْتُهُ بَعْدَ ذَلِكَ فِي صَلَاةٍ، إِلَّا يَتَعَوَّذُ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ

جیسا کہ روایت کیا ہے حسن بن عبداللہ بن منصور ... عَنْ أَبِي وَائِلٍ، عَنْ مَسْرُوقٍ، عَنْ عَائِشَةَ کہ انہوں نے فرمایا میرے پاس مدینہ کی دو بوڑھی یہودن آئیں انہوں نے کہا بے شک اہل قبور کو قبروں میں عذاب ہوتا ہے اس پر میں نے نہ ان کی تکذیب کی نہ تصدیق پس جب وہ دونوں نکلیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم داخل ہوئے میں نے کہا اے رسول اللہ ان بوڑھی عورتوں نے جو آئیں تھیں نے دعوی کیا ہے کہ اہل قبور کو قبروں میں عذاب ہوتا ہے پس اپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سچ کہا بے شک انکو عذاب ہوتا ہے جس کو چوپائے سنتے ہیں پس عائشہ رضی اللہ تعالی عنہا نے کہا اس کے بعد میں نے ہر نماز میں عذاب قبر سے پناہ مانگتے سنا

اس کے بعد الطحاوي نے بخاری اور مسلم کی دوسری روایات پیش کی ہیں جن میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فورا یہودی عورتوں کی تصدیق نہیں کی. مسلم کی روایت میں تو باقاعدہ کچھ راتیں گزرنے کے بعد کے الفاظ ہیں

الطحاوي کہتے ہیں

أَنَّا قَدْ تَأَمَّلْنَا حَدِيثَ عَمْرَةَ الَّذِي بَدَأْنَا بِذِكْرِهِ فِي هَذَا الْبَابِ، عَنْ عَائِشَةَ، فَوَجَدْنَا غَيْرَ وَاحِدٍ مِنَ الرُّوَاةِ عَنْ عَائِشَةَ، قَدْ خَالَفُوهَا عَنْهَا، فَمِنْهُمْ مَسْرُوقُ بْنُ الْأَجْدَعِ

جب ہم عمرہ کی عائشہ رضی اللہ تعالی عنہا حدیث جس سے ہم نے اس باب میں بات شروع کی تھی اس پر تامل کرتے ہیں تو ہم یہ پاتے ہیں کہ ایک سے زائد راویوں نے اس کو عائشہ رضی اللہ تعالی عنہا سے روایت کیا ہے جن کی مخالفت مَسْرُوقُ بْنُ الْأَجْدَعِ نے کی ہے

آخر میں الطحاوي فیصلہ دیتے ہیں

قَالَ أَبُو جَعْفَرٍ: فَكَانَ فِي هَذَا الْحَدِيثِ مَا قَدْ دَلَّ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ دَفَعَ ذَلِكَ فِي الْبَدْءِ قَبْلَ أَنْ يُوحَى إِلَيْهِ أَنَّهُمْ يُفْتَنُونَ فِي قُبُورِهِمْ، ثُمَّ أُوحِيَ إِلَيْهِ أَنَّهُمْ يُفْتَنُونَ فِي قُبُورِهِمْ، فَرَجَعَ إِلَى التَّصْدِيقِ بِذَلِكَ، وَالِاسْتِعَاذَةِ مِنْهُ، وَفِي هَذَا مَا قَدْ دَلَّ عَلَى مُوَافَقَةِ عُرْوَةَ عَمْرَةَ عَلَى مَا رَوَتْ مِنْ ذَلِكَ عَنْ عَائِشَةَ، وَكَانَ هَذَا عِنْدَنَا وَاللهُ أَعْلَمُ أَوْلَى بِمَا رُوِيَ عَنْ عَائِشَةَ مِمَّا رَوَاهُ مَسْرُوقٌ، وَذَكْوَانُ عَنْهَا، لِأَنَّ فِي هَذَا تَقَدُّمَ دَفْعِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى الله عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَلِكَ، ثُمَّ إِثْبَاتَهُ إِيَّاهُ بَعْدَ ذَلِكَ فَكَانَ الَّذِي كَانَ عِنْدَ مَسْرُوقٍ، وَذَكْوَانَ فِي ذَلِكَ، هُوَ الْأَمْرُ الثَّانِي، وَكَانَ الَّذِي كَانَ عِنْدَ عُرْوَةَ، وَعَمْرَةَ، الْأَمْرَ الْأَوَّلَ وَالْأَمْرَ الثَّانِي،

فَكَانَا بِذَلِكَ أَوْلَى، وَكَانَا بِمَا حَفِظَا مِنْ ذَلِكَ، قَدْ حَفِظَا مَا قَصَّرَ مَسْرُوقٌ، وَذَكْوَانُ عَنْ حِفْظِهِ، وَاللهَ نَسْأَلُهُ التَّوْفِيقَ

ابو جعفر نے کہا پس اس حدیث میں دلیل ہے کہ بے شک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وحی انے سے پہلے اس کا رد کیا کہ ان کو قبروں میں فتنہ میں مبتلا کیا جائے گا. پھر جب وحی آئی کہ بے شک ان کو قبروں میں فتنہ میں مبتلا کیا جائے گا تو اپ نے اس کی تصدیق کی اور اس سے پناہ مانگی اور اس میں دلیل ہے کہ عروہ اور عمرہ نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے جو پایا (سنا) اس (بیان) میں اپس میں موافقت ہے . یہ ہمارے لئے زیادہ اولی بات ہے وَاللهُ أَعْلَمُ، اس سے جو مسروق اور وَذَكْوَانُ نے ان سے روایت کیا ہے .... پس دیگر رآویوں نے یاد رکھا جو مسروق نے مختصر کر دیا جو انہوں نے یاد کیا

اس تمام بحث سے معلوم ہوا مسروق نے اس کو غلط روایت کر دیا ہے . الفاظ إِنَّهُمْ لَيُعَذَّبُونَ عَذَابًا تَسْمَعُهُ الْبَهَائِمُ كُلُّهَا ان کو عذاب ہوتا ہے جس کو تمام چوپائے سنتے ہیں صرف مسروق ہی بیان کرتے ہیں

الطحاوي کے مطابق مسروق اس روایت کو صحیح یاد نہ رکھ سکے چونکہ ان کی روایت میں اور علتیں بھی ہیں لہذا عقیدے میں وہ کارگر نہیں اس بنیاد پر چوپائے کے عذاب کے سنے کوایک عموم نہیں مانا جا سکتا

اُمِّ حَبِيبَةَ رضی اللہ عنہا سے نکاح کب ہوا؟

صحیح مسلم: كِتَابُ فَضَائِلِ الصَّحَابَةِ (بَابُ مِنْ فَضَائِلِ أَبِي سُفْيَانَ بْنِ حَرْبٍ) صحیح مسلم: کتاب: صحابہ کرامؓ کے فضائل ومناقب (باب: حضرت ابو سفیان صخر بن حربؓ کے فضائل)

6409

حَدَّثَنِي عَبَّاسُ بْنُ عَبْدِ الْعَظِيمِ الْعَنْبَرِيُّ، وَأَحْمَدُ بْنُ جَعْفَرٍ الْمَعْقِرِيُّ، قَالَا: حَدَّثَنَا النَّضْرُ وَهُوَ ابْنُ مُحَمَّدٍ الْيَمَامِيُّ، حَدَّثَنَا عِكْرِمَةُ، حَدَّثَنَا أَبُو زُمَيْلٍ، حَدَّثَنِي ابْنُ عَبَّاسٍ، قَالَ: كَانَ الْمُسْلِمُونَ لَا يَنْظُرُونَ إِلَى أَبِي سُفْيَانَ وَلَا يُقَاعِدُونَهُ، فَقَالَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: يَا نَبِيَّ اللهِ ثَلَاثٌ أَعْطِنِيهِنَّ، قَالَ: «نَعَمْ» قَالَ: عِنْدِي أَحْسَنُ الْعَرَبِ وَأَجْمَلُهُ، أُمُّ حَبِيبَةَ بِنْتُ أَبِي سُفْيَانَ، أُزَوِّجُكَهَا، قَالَ: «نَعَمْ» قَالَ: وَمُعَاوِيَةُ، تَجْعَلُهُ نَعَمْ» قَالَ: وَتُؤَمِّرُنِي حَتَّى أُقَاتِلَ الْكُفَّارَ، كَمَا كُنْتُ أُقَاتِلُ الْمُسْلِمِينَ، قَالَ: «نَعَمْ» «كَاتِبًا بَيْنَ يَدَيْكَ، قَالَ قَالَ أَبُو زُمَيْلٍ: وَلَوْلَا أَنَّهُ طَلَبَ ذَلِكَ مِنَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا أَعْطَاهُ ذَلِكَ، لِأَنَّهُ لَمْ يَكُنْ يُسْأَلُ «شَيْئًا إِلَّا قَالَ: «نَعَمْ

حکم : صحیح 6409

عکرمہ نے کہا: ہمیں ابو زمیل نے حدیث بیان کی، انھوں نے کہا: مجھے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حدیث بیان کی، کہا: مسلمان نہ حضرت ابو سفیان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بات کرتے تھے نہ ان کے ساتھ بیٹھتے اٹھتے تھے۔اس پر انھوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کی: اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم !آپ مجھے تین چیزیں عطا فر ما دیجیے ۔(تین چیزوں کے بارے میں میری درخواست قبول فرما لیجیے ۔)آپ نے جواب دیا :" ہاں ۔"کہا میری بیٹی ام حبیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا عرب کی سب سے زیادہ حسین و جمیل خاتون ہے میں اسے آپ کی زوجیت میں دیتا ہوں۔آپ نے فر مایا :"ہاں ۔"کہا: اور معاویہ (میرابیٹا) آپ اسے اپنے پاس حاضر رہنے والا کا تب بنا دیجیے ۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فر ما یا :" ہاں۔ "پھر کہا: آپ مجھے کسی دستے کا امیر (بھی) مقرر فرمائیں تا کہ جس طرح میں مسلمانوں کے خلاف لڑتا تھا اسی طرح کافروں کے خلا ف بھی جنگ کروں ۔آپ نے فرمایا :"ہاں۔"ابو زمیل نے کہا: اگر انھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ان باتوں کا مطالبہ نہ کیا ہو تا تو آپ (از خود) انھیں یہ سب کچھ عطا نہ فر ما تے کیونکہ آپ سے کبھی کو ئی چیز نہیں مانگی جا تی تھی مگر آپ (اس کے جواب میں) "ہاں" کہتے تھے۔

جواب

اس روایت کو اہل سنت کے قدماء علماء عرصہ ہوا رد کر چکے

اس کو موضوع- منکر قرار دیا گیا ہے

البانی نے مختصر صحیح مسلم میں لکھا ہے

هذا من الأحاديث المشهورة بالإشكال، لاتفاقهم أن أبا سفيان إنما أسلم يوم فتح مكة، وأنه صلى الله عليه وسلم دخل على أم حبيبة قبل إسلام أبي سفيان، ولذلك ذهب ابن حزم إلى أن الحديث موضوع، واتهم به

عكرمة بن عمار روايه عن أبي زميل، وأنكر ذلك عليه الحافظ عبد الغني المقدسي في "أفراد مسلم" (11 /، 1/ 70) وبالغ في الشناعة عليه، وأجاب عن الشبهة بأن أبا سفيان لما أسلم أراد بقوله "أزوجكها تجديد النكاح ... ! وذكر في الشرح عن ابن الصلاح نحوه، ثم ختم الشارح البحث بقوله: "قلت: وكل هذه الاحتمالات لا تخلو عن بعد، فالإشكال باق، والرواية غير خالية من الغلط والخلط في سياق. والله أعلم

وأقول: إن عكرمة بن عمار وإن كان غير متهم في نفسه، فإنه ليس بالحافظ فقد اختلفوا فيه، فأورده الذهبي في "الضعفاء" وقال: "وثقه ابن معين، وضعفه أحمد". وقال الحافظ في "التقريب": "صدوق يغلط، وفي رواية عن يحيى بن أبي كثير اضطراب، ولم يكن له كتاب". قلت: فمثله: لا يستحق هذا التكلف من تأويل حديثه للإبقاء عليه. وقد ذكر الذهبي في "الميزان" أنه حديث منكر

بہیقی نے سنن الکبری میں اس روایت پر لکھا ہے اس میں راوی ہے جو امام بخاری کے نزدیک متروک ہے لیکن امام مسلم نے اس سے روایت لکھی ہے

وَتَرَكَهُ الْبُخَارِيُّ، وَكَانَ لَا يَحْتَجُّ فِي كِتَابِهِ الصَّحِيحِ بِعِكْرِمَةَ بْنِ عَمَّارٍ

بیہقی نے مزید لکھا ہے

وَهَذَا الْحَدِيثُ فِي قِصَّةِ أُمِّ حَبِيبَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا قَدْ أَجْمَعَ أَهْلُ الْمَغَازِي عَلَى خِلَافِهِ، فَإِنَّهُمْ لَمْ يَخْتَلِفُوا فِي أَنَّ تَزْوِيجَ أُمِّ حَبِيبَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا كَانَ قَبْلَ رُجُوعِ جَعْفَرِ بْنِ أَبِي طَالِبٍ وَأَصْحَابِهِ مِنْ أَرْضِ الْحَبَشَةِ، وَإِنَّمَا رَجَعُوا زَمَنَ خَيْبَرَ، فَتَزْوِيجُ أُمِّ حَبِيبَةَ كَانَ قَبْلَهُ وَإِسْلَامُ أَبِي سُفْيَانَ بْنِ حَرْبٍ كَانَ زَمَنَ الْفَتْحِ أَيْ فَتْحِ مَكَّةَ بَعْدَ نِكَاحِهَا بِسَنَتَيْنِ أَوْ ثَلَاثٍ، فَكَيْفَ يَصِحُّ أَنْ يَكُونَ تَزْوِيجُهَا بِمَسْأَلَتِهِ، وَإِنْ كَانَتْ مَسْأَلَتُهُ الْأُولَى إِيَّاهُ وَقَعَتْ فِي بَعْضِ خَرَجَاتِهِ إِلَى الْمَدِينَةِ، وَهُوَ كَافِرٌ حِينَ سَمِعَ نَعْيَ زَوْجِ أُمِّ حَبِيبَةَ بِأَرْضِ الْحَبَشَةِ، وَالْمَسْأَلَةُ الثَّانِيَةُ [ص:227] وَالثَّالِثَةُ وَقَعَتَا بَعْدَ إِسْلَامِهِ لَا يَحْتَمِلُ إِنْ كَانَ الْحَدِيثُ مَحْفُوظًا إِلَّا ذَلِكَ وَاللهُ تَعَالَى أَعْلَمُ

اہل مغازی کا اس حدیث کے خلاف اجماع ہے – قرآن میں سورہ الاحزاب میں اللہ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو مزید نکاح کرنے سے منع فرمادیا تھا اور سورہ الاحزاب 7 ہجری میں نازل ہوئی تو پھر

نبی صلی اللہ علیہ وسلم 8 ہجری میں ام حبیبہ رض سے نکاح کیسے فرماسکتے ہیں – حکم قرآنی پرنبی کریم کاعمل بھی رہا۔اوراحزاب کی اس ممانعت کے بعدنکاح کا وقوع کیسے سمجھ آسکتا؟

سورہ الاحزاب آیت نمبر 52

لَا يَحِلُّ لَكَ النِّسَآءُ مِنۡۢ بَعۡدُ وَ لَاۤ اَنۡ تَبَدَّلَ بِهِنَّ مِنۡ اَزۡوَاجٍ وَّ لَوۡ اَعۡجَبَكَ حُسۡنُهُنَّ اِلَّا مَا مَلَكَتۡ يَمِيۡنُكَ‌ؕ وَ كَانَ اللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَىۡءٍ رَّقِيۡبًا ﴿۵۲﴾

ترجمہ اس کے بعد دوسری عورتیں تمہارے لیے حلال نہیں ہیں، اور نہ یہ جائز ہے کہ تم ان کے بدلے کوئی دوسری بیویاں لے آؤ، چاہے ان کی خوبی تمہیں پسند آئی ہو۔ (۴۳) البتہ جو کنیزیں تمہاری

”ملکیت میں ہوں (وہ تمہارے لیے حلال ہیں) اور اللہ ہر چیز کی پوری نگرانی کرنے والا ہے۔

مورخین کا کہنا ہے سن ٦ ہجری میں ام حبیبہ رضی اللہ عنہا سے نکاح ہوا اور اس وقت تک یہ آیات نازل ہو چکی تھیں

بعثت کے بعد رسول اللہ نے سات سال تک مکہ میں کوئی فرشتہ نہ دیکھا؟

صحیح مسلم میں ہے

حدیث:1603و حَدَّثَنَا إِسْحَقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ الْحَنْظَلِيُّ أَخْبَرَنَا رَوْحٌ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ عَنْ عَمَّارِ بْنِ أَبِي عَمَّارٍ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ أَقَامَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمَكَّةَ خَمْسَ عَشْرَةَ سَنَةً يَسْمَعُ الصَّوْتَ وَيَرَى الضَّوْئَ سَبْعَ سِنِينَ وَلَا يَرَى شَيْئًا وَثَمَانَ سِنِينَ يُوحَى إِلَيْهِ وَأَقَامَ بِالْمَدِينَةِ عَشْرًاترجمہ : اسحاق بن ابراہیم، حنظلی روح حماد بن سلمہ عمار بن ابی عمار حضرت ابن عباس (رض) سے روایت ہے کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) مکہ میں پندرہ سال قیام پذیر رہے - سات سالوں تک آپ صرف آواز سنتے اور روشنی دیکھتے رہے اور آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کوئی چیز (یعنی فرشتہ یا معجزہ)نہ دیکھا - اس کے بعد مکہ میں صرف آٹھ سال ان پر وحی آئی - آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے دس سال مدینہ منورہ میں قیام فرمایا۔

جواب

البانی نے مختصر صحیح مسلم میں درست کہا

هذه رواية شاذة- یہ روایت شاذ ہے

اس روایت میں عمار بن ابی عمار نے اپنا رافضی عقیدہ پیش کیا ہے جو الکافی میں بیان ہوا ہے کہ سات سال تک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صرف نچلے درجہ کے ایک نبی تھے جس کا درجہ امام جتنا ہے – اس میں نفس پر الوحی اتی ہے لیکن فرشتہ بیداری میں نہیں دیکھا جا سکتا

سنن الصغیر بیہقی میں ہے

وَأَخْبَرَنَا أَبُو الْحُسَيْنِ بْنُ بِشْرَانَ، فِي جَامِعِ عَبْدِ الرَّزَّاقِ، أَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ مُحَمَّدٍ الصَّفَّارُ، ثنا أَحْمَدُ بْنُ مَنْصُورٍ، ثنا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، أَنَا مَعْمَرٌ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنِ الْحَسَنِ، وَغَيْرِ وَاحِدٍ، قَالَ: «أَوَّلُ مَنْ أَسْلَمَ عَلِيٌّ بَعْدَ خَدِيجَةَ وَهُوَ ابْنُ خَمْسَ عَشْرَةَ أَوْ سِتَّ عَشْرَةَ سَنَةً» قُلْتُ: وَهَذَا صَحِيحٌ عَلَى مَا رَوَى عَمَّارُ بْنُ أَبِي عَمَّارٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: «أَقَامَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمَكَّةَ خَمْسَ عَشْرَةَ سَنَةً، عَشْرَةَ سَنَةً يَسْمَعُ الصَّوْتَ وَيَرَى الضَّوْءَ سَبْعَ سِنِينَ وَلَا يَرَى شَيْئًا، وَثَمَانِ سِنِينَ يُوحَى إِلَيْهِ، وَأَقَامَ بِالْمَدِينَةِ عَشْرًا» وَعَلَى مَا رُوِيَ فِي أَشْهُرِ الرِّوَايَاتِ أَنَّ عَلِيًّا قُتِلَ وَهُوَ ابْنُ ثَلَاثٍ وَسِتِّينَ سَنَةً، فَيَكُونُ إِسْلَامُهُ بَعْدَ سَبْعِ سِنِينَ وَهُوَ بَعْدَ نُزُولِ الْوَحْيِ فَمَكَثَ بَعْدَ الْإِسْلَامِ ثَمَانِيًا وَبِالْمَدِينَةِ عَشْرًا وَعَاشَ بَعْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثَلَاثِينَ سَنَةً، فَيَكُونُ يَوْمَ أَسْلَمَ ابْنَ خَمْسَ عَشْرَةَ سَنَةً كَمَا قَالَ الْحَسَنُ الْبَصْرِيُّ، وَإِلَى مِثْلِ رِوَايَةِ عَمَّارٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ ذَهَبَ الْحَسَنُ وَذَلِكَ فِيمَا

سنن الکبری بیہقی میں ہے

وَقَدْ أَخْبَرَنَا أَبُو الْحُسَيْنِ بْنُ الْفَضْلِ الْقَطَّانُ , أنبأ عَبْدُ اللهِ بْنُ جَعْفَرِ بْنِ دَرَسْتَوَيْهِ , ثنا يَعْقُوبُ بْنُ سُفْيَانَ , ثنا الْحَجَّاجُ , ثنا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ , ح وَأَخْبَرَنَا أَبُو عَبْدِ اللهِ الْحَافِظُ , أنبأ أَبُو الْفَضْلِ بْنُ إِبْرَاهِيمَ , ثنا أَحْمَدُ بْنُ سَلَمَةَ , ثنا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ , أنبأ رَوْحُ بْنُ عُبَادَةَ , ثنا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ , عَنْ عَمَّارِ بْنِ أَبِي عَمَّارٍ , عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: " أَقَامَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمَكَّةَ خَمْسَ عَشْرَةَ سَنَةً، يَسْمَعُ الصَّوْتَ وَيَرَى الضَّوْءَ سَبْعَ سِنِينَ، وَلَا يَرَى شَيْئًا، وَثَمَانِ سِنِينَ يُوحَى إِلَيْهِ، وَأَقَامَ بِالْمَدِينَةِ عَشْرًا " وَفِي رِوَايَةِ حَجَّاجِ بْنِ مِنْهَالٍ: " سَبْعًا يَرَى الضَّوْءَ وَيَسْمَعُ الصَّوْتَ، وَثَمَانِيًا يُوحَى إِلَيْهِ، وَأَقَامَ بِالْمَدِينَةِ عَشْرًا " رَوَاهُ مُسْلِمٌ فِي الصَّحِيحِ عَنْ إِسْحَاقَ بْنِ إِبْرَاهِيمَ. قَالَ الْإِمَامُ أَحْمَدُ: وَإِلَى مِثْلِ هَذَا ذَهَبَ الْحَسَنُ فِي قَدْرِ مَا كَانَ يُوحَى إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمَكَّةَ، فَعَلَى هَذَا التَّفْصِيلِ يَكُونُ إِسْلَامُ عَلِيٍّ بَعْدَ السِّنِينَ السَّبْعِ، وَهُوَ بَعْدَمَا أُوحِيَ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَيَكُونُ مُقَامُهُ بِمَكَّةَ بَعْدَ الْوَحْيِ ثَمَانِ سِنِينَ، فَيَكُونُ عَلِيٌّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ عَلَى قَوْلِ مَنْ قَالَ: قُتِلَ وَهُوَ ابْنُ ثَلَاثٍ وَسِتِّينَ سَنَةً عَلَى رَأْسِ أَرْبَعِينَ مِنْ مُهَاجَرِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، حِينَ أَسْلَمَ ابْنَ خَمْسَ عَشْرَةَ سَنَةً، كَمَا رُوِّينَا عَنِ الْحَسَنِ الْبَصْرِيِّ، إِلَّا أَنَّ الرِّوَايَاتِ الْمَشْهُورَةَ فِي مُقَامِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمَكَّةَ بَعْدَ الْوَحْيِ تَدُلُّ عَلَى أَكْثَرَ مِنْ ذَلِكَ، وَاللهُ أَعْلَمُ

بیہقی نے کے حساب کتاب کے مطابق علی رضی اللہ عنہ بعثت نبوی کے سات سال بعد ایمان لائے - عمار کے بقول اس دوران رسول اللہ فرشتوں کو نہیں بلکہ روشنی دیکھ رہے تھے آوازیں سن رہے تھے – پھر جب علی بھی میدان میں آ گئے تو نبی محمد سے رسول اللہ بن گئے

ابلیس کا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر حملہ ہوا؟

http://www.islamicurdubooks.com/Sahih-Muslim/Sahih-Muslim.php?vfhadith_id=1248

صحیح مسلم كِتَاب الْمَسَاجِدِ وَمَوَاضِعِ الصَّلَاة مسجدوں اور نماز کی جگہ کے احکام

8- باب جَوَازِ لَعْنِ الشَّيْطَانِ فِي أَثْنَاءِ الصَّلَاةِ وَالتَّعَوُّذِ مِنْهُ وَجَوَازِ الْعَمَلِ الْقَلِيلِ فِي الصَّلَاةِ:

باب: نماز کے اندر شیطان پر لعنت کرنا اور اس سے پناہ مانگنا اور عمل قلیل کرنا درست ہے۔

حدیث نمبر: 1211

حدثنا محمد بن سلمة المرادي ، حدثنا عبد الله بن وهب ، عن معاوية بن صالح ، يقول: حدثني ربيعة بن يزيد ، عن ابي إدريس الخولاني ، عن ابي الدرداء ، قال: قام رسول الله صلى الله عليه وسلم،

فسمعناه يقول: " اعوذ بالله منك "، ثم قال: " العنك بلعنة الله "، ثلاثا، وبسط يده، كانه يتناول شيئا، فلما فرغ من الصلاة، قلنا: يا رسول الله، قد سمعناك تقول في الصلاة، شيئا لم نسمعك تقوله قبل ذلك، ورايناك بسطت يدك، قال: إن عدو الله إبليس، جاء بشهاب من نار ليجعله في وجهي، فقلت: اعوذ بالله منك، ثلاث مرات، ثم قلت: " العنك بلعنة الله التامة، فلم يستاخر، ثلاث مرات "، ثم اردت اخذه، والله لولا دعوة اخينا سليمان، لاصبح موثقا يلعب به ولدان اهل المدينة.

سیدنا ابودرداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز کے لئے کھڑے ہوئے تو ہم نے سنا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کہتے تھے «أَعُوذُ بِاللَّهِ مِنْكَ» "میں پناہ مانگتا ہوں اللہ کی تجھ سے۔" پھر فرمایا «أَلْعَنُكَ بِلَعْنَةِ اللَّهِ» "میں تجھ پر لعنت کرتا ہوں جیسی اللہ نے تجھ پر لعنت کی" تین بار اور اپنا ہاتھ بڑھایا جیسے کوئی چیز لیتے ہیں۔ جب نماز سے فارغ ہوئے تو ہم نے عرض کیا یا رسول اللہ! آج ہم نے نماز میں آپ کو وہ باتیں کرتے سنا جو پہلے کبھی نہیں سنی تھیں اور یہ بھی ہم نے دیکھا آپ نے اپنا ہاتھ بڑھایا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "اللہ کا دشمن ابلیس میرا منہ جلانے کے لئے انگارے کا ایک شعلہ لے کر آیا، میں نے تین بار کہا: میں تجھ سے اللہ کی پناہ مانگتا ہوں، پھر میں نے کہا کہ میں تجھ پر لعنت کرتا ہوں جیسی اللہ نے تجھ پر لعنت کی پوری لعنت۔ وہ پیچھے نہ ہٹا تینوں بار، آخر میں نے چاہا کہ اس کو پکڑ لوں۔ اللہ کی قسم! اگر ہمارے بھائی سلیمان علیہ السلام کی دعا نہ ہوتی تو وہ صبح تک بندھا رہتا اور مدینے کے بچے اس سے کھیلتے۔

جواب

اس كي سند میں ربيعة بن يزيد أبو شعيب الإيادي الدمشقي القصير کا تفرد ہے

لوگوں نے اس کو ثقہ کہا ہے لیکن دارقطني کے نزدیک ان کا درجہ اعتبار کا ہے

وفي كتاب «الجرح والتعديل» عن الدارقطني: يعتبر به

یعني اگر شاہد حدیث مل جائے تو قبول كي جائے گي

ابلیس انگارے سے رسول اللہ کو جلانا چاہتا تھا اس پر کوئي شاہد صحیح السند حدیث نہیں ہے

اس كي سند میں معاوية بن صالح بن حدير قَاضِي الأَنْدَلُسِ، أَبُو عَمْرٍو کا بھي تفرد ہے

حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَلِيٍّ الْمَدَائِنِيُّ، حَدَّثَنَا اللَّيْثُ بْنُ عَبْدَةَ، قَال: قَال يَحْيى بْن مَعِين كَانَ ابْن مهدي إِذَا حدث بحديث مُعَاوِيَة بْن صَالِح زبره يَحْيى بْن سَعِيد وَقَالَ إيش هَذِهِ الأحاديث وكان ابْن مهدي لا يبالي عمن روى ويحيى ثقة في حديثه.

يحيي اس كي حدیث نہیں لیتے تھے کہتے یہ کیسی کیسی احادیث لاتا ہے

الغرض یہ انگارے والی روایت منکر ہے- ابلیس تو اصحاب رسول نہ دیکھ سکے ہوں گے لیکن انگارہ غیب میں سے نہیں ہے - انگارہ غیب کی چیز نہیں وہ سب کو نظر آنا چاہیے تھا

صحیحین کے ناقدین

أبو الوليد الباجي [ت 474 هـ] كتاب التعديل والتجريح (310/1) میں کہتے ہیں

وقد أخرج البخاري أحاديث اعتَقَدَ صحَّتَها، تَرَكَها مسلم لما اعتقدَ فيها غيرَ ذلك

اور بخاری نے (بعض) احادیث پر صحت کا اعتقاد کیا ہے اور مسلم نے ان کو ترک کیا ہے

امام ابو زرعہ نے صحیح بخاری کی احادیث کو رد کیا ہے مثلا علل ابن أبي حاتم میں ہے

(1655) حديث يونس بن يزيد أن النبي صلى بمنى ركعتين

حدیث ابن عمر رأيت النبي في ظل الكعبة (6272) اس کا ذکر سؤالات البرذعي (ص386) میں ہے

(3995، 4041) حديث ابن عباس في جبريل يوم بدر

ابی حاتم نے بھی بعض روایات کو معلول قرار دیا ہے

حديث أبي بكر بن عياش في الاعتكاف في رمضان

حديث أبي هريرة في صيام ثلاثة أيام مِن كل شهر

حديث تسليم ابن مسعود على النبي في الصلاة أخرجه البخاري

حديث جندب اقرؤوا القرآن ما ائتلفت عليه قلوبكم

حديث ابن عمر رأيت النبي في ظل الكعبة

ترمذی نے بھی صحیح بخاری کی ایک روایت حدیث ابن مسعود في الاستنجاء بالحجارة (156) کو مضطرب قرار دیا ہے

أبي بكر الإسماعيلي [ت 371 هـ] نے بخاری کی اس حدیث کو رد کیا ہے جس میں ابراہیم علیہ السلام کے باپ کو جہنم میں ڈالنے کا ذکر ہے

(3350) أخرج البخاري في صحيحه حديث أبي هريرة يلقى إبراهيم أباه آزر يوم القيامة

ابن حجر في الفتح (500/8) میں لکھا

وقد استَشْكَلَ الإسماعيليُّ هذا الحديثَ مِن أصله وطَعَنَ في صحته، فقال بعد أن أخرجه: "هذا خبرٌ في صحته نظرٌ، مِن جهة أن إبراهيم علم أن الله لا يخلف الميعاد. فكيف يَجعل ما صار لأبيه خزياً، مع علمه بذلك

الإسماعيليُّ کو اس حدیث پر اشکال ہے اور اس پر طعن کیا ہے

دارقطنی نے اس پر مکمل کتاب الإلزامات والتتبع لکھی ہے جس میں روایات صحیحین پر بحث کی ہے جن میں دارقطنی کے نزدیک علت ہے

أبي مسعود الدمشقي [ت 401 هـ] نے اس حوالے سےکتاب الأجوبة عمَّا أشكل الشيخ الدارقطني على صحيح مسلم بن الحجاج میں دارقطنی کی تائید کی ہے

حدیث ابن عباس كان المسلمون لا ينظرون إلى أبي سفيان یہ ابن حزم کے نزدیک موضوع ہے

وقال ابن حزم: "هذا الحديث وهمٌ مِن بعض الرواة، لأنه لا خلاف بين الناس أن النبي صلى الله عليه وسلم تزوَّج أم حبيبة قبل الفتح بدهرٍ وهي بأرض الحبشة وأبوها كافرٌ". وفي رواية عن ابن حزمٍ أيضاً أنه قال: "موضوعٌ

أبو علي الغساني الجياني جو قرطبہ کے رئیس المحدِّثین تھے انہوں نے کتاب تقیید المهمل وتمییز المشکل میں صحیح کی بعض روایات پر جرح کی ہے

سنن الترمذی

سنن الترمذی پر ایک دور میں بہت سے اقوال مشہور کیے گئے مثلا کتاب فضائل الکتاب الجامع لأبي عيسى الترمذي از تقي الدين أبو القاسم عُبيد بن محمد بن عباس الإسعردي (المتوفى: 692هـ) میں ہے

نبأ أَبُو سعد ثَابت بن مشرف الْبناء الْبَغْدَادِيّ قَالَ أنبأ عَليّ بن حَمْزَة الموسوي إجَازَة قَالَ أنبأ نجيب بن مَيْمُون الوَاسِطِيّ الأَصْل الأديب الْهَرَوِيّ عَن أبي عَليّ مَنْصُور بن عبد الله بن خَالِد بن احْمَد بن خَالِد بن حَمَّاد الذهلي قَالَ قَالَ أَبُو عِيسَى مُحَمَّد بن عِيسَى الترمذي رَحمَه الله صنفت هَذَا الْكتاب يَعْنِي الْمسند الصَّحِيح فعرضته على عُلَمَاء الْحجاز فرضوا بِهِ وعرضته على عُلَمَاء الْعرَاق فرضوا بِهِ وعرضته على عُلَمَاء خُرَاسَان فرضوا بِهِ وَمن كَانَ فِي بَيته هَذَا الْكتاب فَكَأَنَّمَا فِي بَيته نَبِي يتَكَلَّم

مَنْصُور بن عبد الله بن خَالِد بن احْمَد بن خَالِد بن حَمَّاد الذهلي المتوفى ٤٠١ ھ نے کہا کہ امام ترمذی نے کہا جب میں نے المسند الصحیح کو تصنیف کیا اس کو حجاز کے علماء ، عراق کے علماء اور خراسان کے علماء پر پیش کیا پس سب اس سے راضی ہوئے - جس گھر میں یہ کتاب ہو وہاں ایسا ہو گا جیسے نبی علیہ السلام کلام کر رہے ہوں

یہاں سند میں انقطاع ہے اور منصور بْن عَبْد الله بْن خَالِد پر غیر ثقہ و کذب کی جرح ہے

مستدرک الحاکم

امام حاکم نے مستدرک میں جا بجا غلطیاں کی ہیں اور روایات کو بخاری و مسلم کی شرط پر صحیح کہہ دیا ہے

علامہ بدر الدین عینی حنفی اور امام ذہبی نے اس حقیقت کی نشاندہی ان الفاظ میں کی ہے

لاریب أن في المستدرک أحادیث کثیرة لیست علی شرط الصحة بل فیہ أحادیث موضوعة شان المستدرک بإخراجہا فیہ

بلاشبہ المستدرک میں بکثرت ایسی احادیث موجود ہیں جوصحیح حدیث کی شرط کے مطابق نہیں بلکہ اس میں موضوع احادیث بھی ہیں جن کا تذکرہ مستدرک پر ایک دھبہ ہے۔

ابن حجر کے بقول یہ حاکم کے حافظے میں خلل واقع ہوا

مستدرک کی تصنیف کے وقت ان کے حافظے میں فرق آگیا تھا، اس کی دلیل یہ ہے کہ اُنہوں نے رواۃ کی ایک کثیر تعداد کو اپنی کتاب الضعفاء میں ذکر کیا ہے اور ان سے استدلال کو ممنوع قرار دیا ہے ، لیکن اپنی کتاب مستدرک میں خود اُنہیں سے روایات نقل کی ہیں اور اُنہیں صحیح قرار دیا ہے۔

مستدرک الحاکم کی روایت ہے

حَدَّثَنَا أَبُو الْعَبَّاسِ مُحَمَّدُ بْنُ يَعْقُوبَ، ثَنَا بَحْرُ بْنُ نَصْرٍ، ثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ وَهْبٍ، أَخْبَرَنِي عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عَبَّاسٍ، حَدَّثَنِي عَبْدُ اللَّهِ بْنُ سُلَيْمَانَ، عَنْ دَرَّاجٍ، عَنْ أَبِي الْهَيْثَمِ، عَنْ عِيسَى بْنِ هِلَالٍ الصَّدَفِيِّ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: " إِنَّ الْأَرَضِينَ بَيْنَ كُلِّ أَرْضٍ إِلَى الَّتِي تَلِيهَا مَسِيرَةُ خَمْسُمِائَةِ سَنَةٍ فَالْعُلْيَا مِنْهَا عَلَى ظَهْرِ حُوتٍ قَدِ الْتَقَى طَرَفَاهُمَا فِي سَمَاءٍ، وَالْحُوتُ عَلَى ظَهْرِهِ عَلَى صَخْرَةٍ، وَالصَّخْرَةُ بِيَدِ مَلَكٍ، وَالثَّانِيَةُ مُسَخَّرُ الرِّيحِ، فَلَمَّا أَرَادَ اللَّهُ أَنْ يُهْلِكَ عَادًا أَمَرَ خَازِنَ الرِّيحِ أَنْ يُرْسِلَ عَلَيْهِمْ رِيحًا تُهْلِكُ عَادًا، قَالَ: يَا رَبِّ أُرْسِلُ عَلَيْهِمُ الرِّيحَ قَدْرَ مِنْخَرِ الثَّوْرِ، فَقَالَ لَهُ الْجَبَّارُ تَبَارَكَ وَتَعَالَى: إِذًا تَكْفِي الْأَرْضَ وَمَنْ عَلَيْهَا، وَلَكِنْ أَرْسِلْ عَلَيْهِمْ بِقَدْرِ خَاتَمٍ، وَهِيَ الَّتِي قَالَ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ فِي كِتَابِهِ الْعَزِيزِ: {مَا تَذَرُ مِنْ شَيْءٍ أَتَتْ عَلَيْهِ إِلَّا جَعَلَتْهُ كَالرَّمِيمِ} [الذاريات: 42] ، وَالثَّالِثَةُ فِيهَا حِجَارَةُ جَهَنَّمَ، وَالرَّابِعَةُ فِيهَا كِبْرِيتُ جَهَنَّمَ " قَالُوا: يَا رَسُولَ اللَّهِ أَلِلنَّارِ كِبْرِيتٌ؟ قَالَ: «نَعَمْ

وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ إِنَّ فِيهَا لَأَوْدِيَةً مِنْ كِبْرِيتٍ لَوْ أُرْسِلَ فِيهَا الْجِبَالُ الرُّوَاسِي لَمَاعَتْ، وَالْخَامِسَةُ فِيهَا حَيَّاتٌ جَهَنَّمَ إِنَّ أَفْوَاهَهَا كَالْأَوْدِيَةِ تَلْسَعُ الْكَافِرَ اللَّسْعَةَ فَلَا يَبْقَى مِنْهُ لَحْمٌ عَلَى عَظْمٍ، وَالسَّادِسَةُ فِيهَا عَقَارِبُ جَهَنَّمَ إِنَّ أَدْنَى عَقْرَبَةٍ مِنْهَا كَالْبِغَالِ الْمُؤَكَّفَةِ تَضْرِبُ الْكَافِرَ ضَرْبَةً تُنْسِيهِ ضَرْبَتُهَا حَرَّ جَهَنَّمَ، وَالسَّابِعَةُ سَقَرُ وَفِيهَا إِبْلِيسُ مُصَفَّدٌ بِالْحَدِيدِ يَدٌ أَمَامَهُ وَيَدٌ خَلْفَهُ، فَإِذَا أَرَادَ اللَّهُ أَنْ يُطْلِقَهُ لِمَا يَشَاءُ مِنْ عِبَادِهِ أَطْلَقَهُ» هَذَا حَدِيثٌ تَفَرَّدَ بِهِ أَبُو السَّمْحِ، عَنْ عِيسَى بْنِ هِلَالٍ وَقَدْ ذَكَرْتُ فِيمَا تَقَدَّمَ عَدَالَتَهُ " بِنَصِّ الْإِمَامِ يَحْيَى بْنِ مَعِينٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ وَالْحَدِيثُ صَحِيحٌ وَلَمْ يُخْرِجَاهُ

عبد الله بن عمرو نے کہا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا : زمینیں ایک مچھلی کی پیٹھ پر ہیں

امام حاکم نے اس کو صحیح قرار دیا ہے اور الذھبی نے منکر

سوال ہے کہ ٤٠٠ سے ٨٠٠ ہجری تک جو امام حاکم اور الذھبی کے بیچ کا دور ہے لوگ اس روایت پر کیا کہتے تھے؟

کتاب میزان الاعتدال میں الذھبي نے امام محمد بن عبد الله الضبي النيسابوري الحاكم، أبو عبد الله کا ترجمہ بیان کیا ہے

محمد بن عبد الله الضبي النيسابوري الحاكم، أبو عبد الله الحافظ، صاحب التصانيف. إمام - صدوق، لكنه يصحح في مستدركه أحاديث ساقطة، ويكثر من ذلك، فما أدري هل خفيت عليه فما هو ممن يجهل ذلك، وإن علم فهذه خيانة عظيمة، ثم هو شيعي مشهور بذلك من غير تعرض للشيخين. وقد قال ابن طاهر: سألت أبا إسماعيل عبد الله الأنصاري عن الحاكم أبي عبد الله، فقال: إمام في الحديث رافضي خبيث. قلت: الله يحب الانصاف، ما الرجل برافضي، بل شيعي فقط. ومن شقاشقه قوله: أجمعت الأمة أن الضبي كذاب، وقوله: إن المصطفى صلى الله عليه وسلم ولد مسرورا مختونا قد تواتر هذا. وقوله: إن عليا وصي. فأما صدقه في نفسه ومعرفته بهذا الشأن فأمر .مجمع عليه. مات سنة خمس وأربعمائة

یہ حافظ الحدیث ہیں اور صاحب تصانیف ہیں اور امام اور "صدوق" ہیں تاہم انہوں نے اپني مستدرک میں بہت سي ایسي احادیث کو صحیح قرار دیا ہے جو ساقط الاعتبار ہیں اور ایسي روایات کافي ساري ہیں مجھے نہیں معلوم کہ کیا یہ بات ان سے مخفي رہي تھي کیونکہ کون شخص ہے جو اس سے ناواقف ہو ؟ اور اگر انہیں اس بات کا پتا تھا تو پھر یہ بہت بڑي خیانت ہے پھر یہ شیعہ بھی مشہور ہیں البتہ وہ شیخین سے تعرض نہیں کرتے (یعنی ابو بکر اورعمر کي شان میں گستاخي نہیں کرتے) ابن طاہر کہتے ہیں: میں نے ابو اسماعیل عبداللہ انصاري سے حاکم ابوعبد اللہ کے بارے میں دریافت کیا تو وہ بولے: وہ حدیث میں امام ہے اور رافضي اور خبیث ہے (امام ذہبي فرماتے ہیں:) اللہ تعالي انصاف کو پسند کرتا ہے حاکم رافضي

نہیں تھا صرف شیعہ تھا- اور یہ تو نہایت زیادتي ہے جس نے یہ کہا ہے کہ تمام اُمت کا اس بات پر اتفاق ہے کہ ضبي (امام حاکم) کذاب ہیں- حاکم کا قول ہے کہ نبي صلي الله علیہ وسلم جب پیدا ہوئے تھے تو آپ مسکرا رہے تھے اور آپ کے ختنے ہوئے تھے تو یہ چیز تواتر سے ثابت ہے اور ان کي یہ روایت کہ علي وصی ہیں (یعنی ان کی خلافت کے بارے میں وصیت کي گئي تھي حدیث طیر) - امام حاکم في نفسہ سچے ہیں اور علم حدیث کي معرفت میں اُن پر اتفاق پایا جاتا ہے ان کا انتقال 405 ہجري میں ہوا

حدیث الطیر

امام حاکم مستدرک میں حدیث لکھتے ہیں

حَدَّثَنِي أَبُو عَلِيٍّ الْحَافِظُ، أَنْبَأَ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ مُحَمَّدُ بْنُ أَحْمَدَ بْنِ أَيُّوبَ الصَّفَّارُ وَحُمَيْدُ بْنُ يُونُسَ بْنِ يَعْقُوبَ الزَّيَّاتُ قَالَا: ثنا مُحَمَّدُ بْنُ أَحْمَدَ بْنِ عِيَاضِ بْنِ أَبِي طَيْبَةَ، ثنا أَبِي، ثنا يَحْيَى بْنُ حَسَّانَ، عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ بِلَالٍ، عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: كُنْتُ أَخْدُمُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقُدِّمَ لِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَرْخٌ مَشْوِيٌّ، فَقَالَ: «اللَّهُمَّ ائْتِنِي بِأَحَبِّ خَلْقِكَ إِلَيْكَ يَأْكُلُ مَعِي مِنْ هَذَا الطَّيْرِ» قَالَ: فَقُلْتُ: اللَّهُمَّ اجْعَلْهُ رَجُلًا مِنَ الْأَنْصَارِ فَجَاءَ عَلِيٌّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، فَقُلْتُ: إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى حَاجَةٍ، ثُمَّ جَاءَ، فَقُلْتُ: إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى حَاجَةٍ ثُمَّ جَاءَ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «افْتَحْ» فَدَخَلَ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «مَا حَبَسَكَ عَلَيَّ» فَقَالَ: إِنَّ هَذِهِ آخِرَ ثَلَاثِ كَرَّاتٍ يَرُدُّنِي أَنَسٌ يَزْعُمُ إِنَّكَ عَلَى حَاجَةٍ، فَقَالَ: «مَا حَمَلَكَ عَلَى مَا صَنَعْتَ؟» فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، سَمِعْتُ دُعَاءَكَ، فَأَحْبَبْتُ أَنْ «يَكُونَ رَجُلًا مِنْ قَوْمِي، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ: «إِنَّ الرَّجُلَ قَدْ يُحِبُّ قَوْمَهُ

انس کہتے ہیں میں رسول الله صلی الله علیہ وسلم کی خدمت کرتا تھا پس ان کے پاس ایک بھنا ہوا پرندہ لایا گیا آپ نے دعا کی کہ اے الله اپنی خلقت میں سے سب سے محبوب بندے کو یہاں بھیج جو اس کو میرے ساتھ کھائے .... پس علی آ گئے

الذھبی نے تلخیص مستدرک میں لکھا ابن عیاض لا أعرفه

أَحْمَدَ بْنِ عِيَاضِ بْنِ أَبِي طَيْبَةَ کو نہیں جانتا

الذھبی کو تذکرہ الحفاظ میں کہنا پڑا

قال الحسن بن أحمد السمرقندي الحافظ, سمعت أبا عبد الرحمن الشاذياخي الحاكم يقول: كنا في مجلس السيد أبي الحسن, فسئل أبو عبد الله الحاكم عن حديث الطير فقال: لا يصح، ولو صح لما كان أحد أفضل من علي -رضي الله عنه- بعد النبي, صلى الله عليه وآله وسلم.

قلت: ثم تغير رأي الحاكم وأخرج حديث الطير في مستدركه؛ ولا ريب أن في المستدرك أحاديث كثيرة ليست على شرط الصحة, بل فيه أحاديث موضوعة شان المستدرك بإخراجها فيه. وأما حديث الطير فله طرق كثيرة جدًّا قد أفردتها بمصنف ومجموعها هو يوجب أن يكون الحديث له أصل. وأما حديث: "من كنت مولاه ... " فله طرق جيدة وقد أفردت ذلك أيضًا.

الشاذياخي کہتے ہیں ہم سید ابی الحسن کی مجلس میں تھے پس امام حاکم سے حدیث طیر کے سسلے میں سوال کیا انہوں نے کہا صحیح نہیں ہے اور اگر صحیح ہو تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد علی سے بڑھ کر کوئی افضل نہ ہو گا

الذھبی کہتے ہیں میں کہتا ہوں اس کے بعد امام حاکم کی رائے میں تغیر آیا

اور انہوں نے مستدرک میں حدیث طیر کو لکھا اور اس میں شک نہیں کہ مستدرک میں کتنی ہی حدیثیں ہیں جو صحت کی شرط پر نہیں بلکہ اس میں موضوع ہیں جن سے مستدرک کی شان کم ہوئی اور جہاں تک حدیث طیر کا تعلق ہے تو اس کے طرق بہت ہیں ..... اور اس روایت کی کوئی اصل ہے

امام الذھبی بھی حاکم کو بچانے کے لئے لکھتے ہیں کہ حدیث طیر کا اصل ہے خوب ہے-

السبکی (المتوفى: 771هـ) نے الذھبی کے اس قول کا حوالہ طبقات الشافعية الكبرى میں دیا

وَرِجَال هَذَا السَّنَد كلهم ثقاة معروفون سوى أَحْمد بن عِيَاض فَلم أر من ذكره بتوثيق وَلَا جرح

اس کی سند کے تمام رجال ثقہ ہیں معروف ہیں سوائے أَحْمد بن عِيَاض کے اس پر نہ جرح معلوم ہے نہ تعدیل

لیکن سیر الاعلام النبلاء میں الذھبی نے لکھا

وله طرق كثيرة عن أنس متكلم فيها، وبعضها على شرط السنن، من أجودها حديث قطن بن نسير شيخ مسلم، قال: حدثنا جعفر بن سليمان، قال: حدثنا عبد الله بن المثنى، عن عبد الله بن أنس بن مالك، عن أنس، قال: أهدي إلى رسول الله صلى الله عليه وسلم حجل مشوي، فقال: "اللهم ائتني بأحب خلقك إليك يأكل معي". وذكر الحديث

اس کے بہت سے طرق جو انس کی سند سے ہیں ان پر کلام ہے – بعض ان میں سنن (ابو داود، نسائی، ابن ماجہ، ترمذی) کی شرط پر ہیں جن میں سب سے اچھی سند امام مسلم کے شیخ سے ہے جس میں وہ کہتے ہیں حدثنا جعفر بن سليمان، قال: حدثنا عبد الله بن المثنى، عن عبد الله بن أنس بن مالك، ..انس رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول الله صلى الله عليه وسلم کو کسی نے بھنا ہوا پرندہ بھیجا اپ نے دعا کی یا اللہ اس کو میرے پاس بھیج جو مخلوق میں سب سے زیادہ تجھ سے محبت کرتا ہوں اور حدیث ذکر کی

محدث أبو يعلى الخليلي القزويني (المتوفى: 446هـ) کی تحقیق الذھبی سے الگ ہے الإرشاد في معرفة علماء الحديث میں کہتے ہیں

وَمَا رَوَى فِي حَدِيثِ الطَّيْرِ ثِقَةٌ. رَوَاهُ الضُّعَفَاءُ مِثْلُ: إِسْمَاعِيلَ بْنِ سَلْمَانَ الْأَزْرَقِ وَأَشْبَاهِهِ

حدیث طیر کو کوئی ثقہ روایت نہیں کرتا اس کو تو الضُّعَفَاءُ مثلا إسماعيل بن سلمان الأزرق اور اس کے جیسوں نے روایت کیا ہے

امام حاکم اور تواتر

امام حاکم حالت تغیر میں اپنی طرز کے ایک منفرد شخص تھے – وہ بلا دلیل تواتر کے دعوے کرتے مستدرک میں نظر آتے ہیں مثلا

قَالَ الْحَاكِمُ: «وَهَمُّ مُصْعَبٍ فِي الْحَرْفِ الْأَخِيرِ، فَقَدْ تَوَاتَرَتِ الْأَخْبَارِ أَنَّ فَاطِمَةَ بِنْتَ أَسَدٍ وَلَدَتْ أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ عَلِيَّ بْنَ أَبِي طَالِبٍ كَرَّمَ اللَّهُ وَجْهَهُ فِي جَوْفِ الْكَعْبَةِ»

حاکم نے کہا ... متواتر خبروں سے آیا ہے کہ امیر المومنین علی بن ابی طالب کرم اللہ وجھہ کعبہ کے پیٹ میں پیدا ہوئے[11]

[11] علی کعبہ میں پیدا نہیں ہوئے یہ کہا نووی نے کتاب تهذيب الأسماء واللغات میں : قالوا: ولد حكيم في جوف الكعبة، ولا يُعرف أحد ولد فيها غيره، وأما ما روى أن على بن أبي طالب، رضى الله عنه، ولد فيها، فضعيف عند العلماء.

وَقَدْ تَوَاتَرَتِ الْأَخْبَارُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وُلِدَ مَخْتُونًا مَسْرُورًا

متواتر خبروں سے آیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مختون پیدا ہوئے مسکراتے ہوئے

راقم کہتا ہے تواتر کی تعریف ہے کہ

رواه الجم الغفير عن الجم الغفير

ایک جم غفیر ایک اور جم غفیر سے روایت کرے

ایسا ان باتوں کے لئے معلوم نہیں جو حاکم نے نقل کی ہیں

ایسا کہا ابن جوزی نے : أبو الفرج بن الجوزي في كتابه «مثير العزم الساكن إلى أشرف الأماكن»: وقول من قال: إن علي بن أبي طالب ولد في جوف الكعبة ليس بصحيح، لم يولد فيها غير حكيم.

ایسا کہا علي بن إبراهيم بن أحمد الحلبي، أبو الفرج، نور الدين ابن برهان الدين (المتوفى: 1044هـ) نے السيرة الحلبية میں : : حكيم بن حزام ولد في جوف الكعبة، ولا يعرف ذلك لغيره. وأما ما روي أن عليا ولد فيها فضعيف عند العلماء.

دوسری طرف شاہ ولی اللہ نے (إزالة الخفاء) میں لکھا ہے کہ علی کعبہ میں پیدا ہوئے: تواترت الأخبار إن فاطمة بنت أسد ولدت أمير المؤمنين عليا في جوف الكعبة

اکثر اہل سنت کا کہنا ہے کہ حکیم بن حزام کعبہ میں پیدا ہوئے

کتاب نہج البلاغہ

أبو الحسن، محمد بن الحسين بن موسى، ويلقب بالشريف الرضي نے اس کتاب کو لکھا ہے جن کی وفات ٤٠٦ ہجری میں ہوئی یہ محمود غزنوی، حکومت آل بویہ، شیخ صدوق، حکیم فردوسی، شیخ طوسی اور اپنے بھائی سید شریف مرتضی کے ہم عصر تھے۔ یعنی کتاب چوتھی سے پانچویں صدی میں لکھی گئی ہے یہ علی رضی اللہ عنہ کی تقاریر کا مجموعہ ہے جس میں عربی کے وہ الفاظ استعمال ہوئے ہیں جو علی رضی اللہ عنہ کے دور میں نہیں بولے جاتے تھے شیعہ حضرات اس کی تاویل کرتے ہیں کہ شریف رضی نے بلاغت کو ملحوظ رکھا ہے یعنی الفاظ تبدیل کیے گئے

کتاب کے مضامین میں ابو بکر اور عمر اور عثمان پر تبرا بھیجنا ان کے نقص نکال کر بتانا عام ہے

کہا جاتا ہے کہ یہ کتاب تیسری صدی کی ہے ! جو بندہ پیدا ہی ۳۵۹ ھ میں ہو وہ تیسری صدی کا کیسے ہو گیا ؟

الذهبی سیر الآعلام النبلاء میں کہتے ہیں

قُلْتُ: هُوَ جَامِعُ كِتَابِ (نَهْجِ البلاغَة) ، المنسوبَة أَلفَاظُه إِلَى الإِمَام عَلِيّ - رَضِيَ اللهُ عَنْهُ -، وَلاَ أَسَانِيدَ لِذَلِكَ، وَبَعْضُهَا بَاطِلٌ، وَفِيْهِ حقٌّ، وَلَكِن فِيْهِ مَوْضُوْعَاتٌ حَاشَا الإِمَامَ مِنَ النُّطْقِ بِهَا، وَلَكِنْ أَيْنَ المُنْصِفُ؟! وَقِيْلَ: بَلْ جَمْعُ أَخِيْهِ الشَّرِيْف الرَّضِي

میں کہتا ہوں یہ کتاب نہج البلاغہ کے جامع ہیں جس کے الفاظ منسوب ہیں امام علی رضی اللہ عنہ سے اس کی سندیں نہیں ہیں اور بعض باطل ہے اور اس میں حق بھی ہے لیکن گھڑی ہوئی روایات ہیں جو امام نے کہیں ہوں حاشا للہ لیکن مصنف کہاں ہے ؟ بلکہ کہا جاتا ہے اس کو تالیف ان کے بھائی شریف رضی نے کیا ہے

کتاب تذکرة الحفاظ میں کھلے الفاظ میں الذهبی ، شریف مرتضی کے لئے کہتے ہیں

وعالم الإمامية أبو طالب علي بن الحسين بن موسى الحسيني الشريف المرتضى واضع كتاب نهج البلاغة

امامیہ کے عالم شریف مرتضی کو کتاب نہج البلاغہکا گھڑنے والا کہتے ہیں

کتاب تاریخ الاسلام میں الذهبی لکھتے ہیں

قلتُ: وقد اختلف في كتاب " نهج البلاغة " المكذوب على عليّ عليه السّلام، هل هو وَضْعه، أو وضع أخيه الرَّضِيّ

میں کہتا ہوں اس میں اختلاف ہے کہ کتاب نہج البلاغہ کو مکذوب علی پر ہے اس کو شریف رضی یا اس کے بھائی نے گھڑا

کتاب وفيات الأعيان وأنباء أبناء الزمان از ابن خلکان میں الشريف المرتضى (جو شریف رضی کے بھائی تھے)کے ترجمہ میں لکھا ہے

وقد قيل: إنه ليس من كلام علي، وإنما الذي جمعه ونسبه إليه هو الذي وضعه، والله أعلم

اور کہا جاتا ہے یہ کلام علی کا نہیں ہے اور اس نے اس کو جمع کیا اور منسوب کیا اور اس کو گھڑا اللہ کو پتا ہے

لسان الميزان میں ابن حجر الشريف المرتضى المتكلم الرافضي المعتزلي کے لئے لکھتے ہیں

وهو المهم بوضع كتاب [نهج البلاغة] وله مشاركة قوية في العلوم ومن طالع [نهج البلاغة] جزم بأنه مكذوب على أمير المؤمنين علي رضي الله عنه

اور اس نے کتاب نہج البلاغہ کو گھڑا اور ... جو اس کتاب سے واقف ہے وہ جزم سے کہتا ہے کہ یہ علی امیر المومنین رضی اللہ عنہ پر جھوٹ ہے

البداية والنهاية میں ابن کثیر ، شریف مرتضی کے ترجمہ میں لکھتے ہیں

وَيُقَالُ: إِنَّهُ هُوَ الَّذِي وَضَعَ كِتَابَ نهج البلاغة

اور کہا جاتا ہے یہی ہے ہو جس نے کتاب نہج البلاغہ کو گھڑا ہے

یعنی اہل سنت کے نزدیک یہ کتاب بالکل غیر ثابت

Apocrypha

ہے اور شیعوں کے ہاں بالکل مستند ہے

خواب کے ذریعہ احادیث کی تصحیح

صحیح بخاری میں ابن مسعود سے مروی ہے جس کے مطابق ۱۲۰ دن بعد یعنی ٤ ماہ بعد روح اتی ہے

حَدَّثَنَا الحَسَنُ بْنُ الرَّبِيعِ، حَدَّثَنَا أَبُو الأَحْوَصِ، عَنِ الأَعْمَشِ، عَنْ زَيْدِ بْنِ وَهْبٍ، قَالَ عَبْدُ اللَّهِ: حَدَّثَنَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ الصَّادِقُ المَصْدُوقُ، قَالَ: " إِنَّ أَحَدَكُمْ يُجْمَعُ خَلْقُهُ فِي بَطْنِ أُمِّهِ أَرْبَعِينَ يَوْمًا، ثُمَّ يَكُونُ عَلَقَةً مِثْلَ ذَلِكَ، ثُمَّ يَكُونُ مُضْغَةً مِثْلَ ذَلِكَ، ثُمَّ يَبْعَثُ اللَّهُ مَلَكًا فَيُؤْمَرُ بِأَرْبَعِ كَلِمَاتٍ، وَيُقَالُ لَهُ: اكْتُبْ عَمَلَهُ، وَرِزْقَهُ، وَأَجَلَهُ، وَشَقِيٌّ أَوْ سَعِيدٌ، ثُمَّ يُنْفَخُ فِيهِ الرُّوحُ، فَإِنَّ الرَّجُلَ مِنْكُمْ لَيَعْمَلُ حَتَّى مَا يَكُونُ بَيْنَهُ وَبَيْنَ الجَنَّةِ إِلَّا ذِرَاعٌ، فَيَسْبِقُ عَلَيْهِ كِتَابُهُ، فَيَعْمَلُ بِعَمَلِ أَهْلِ النَّارِ، وَيَعْمَلُ " حَتَّى مَا يَكُونُ بَيْنَهُ وَبَيْنَ النَّارِ إِلَّا ذِرَاعٌ، فَيَسْبِقُ عَلَيْهِ الكِتَابُ، فَيَعْمَلُ بِعَمَلِ أَهْلِ الجَنَّةِ

تم میں سے ہر ایک کی پیدائش اس کی ماں کے پیٹ میں مکمل کی جاتی ہے۔ چالیس دن تک نطفہ رہتاہے پھراتنے ہی وقت تک منجمد خون کا لوتھڑارہتا ہے پھر اتنے ہی روز تک گوشت کا لوتھڑا رہتاہے اس کے بعد اللہ ایک فرشتہ بھیجتا ہے اور اسے چار باتوں کا حکم دیا جاتا ہے کہ اس کا عمل ‘اس کا رزق اوراس کی عمر لکھ دے اوریہ بھی لکھ دے کہ بدبخت ہے یا نیک بخت ،اس کے بعد اس میں روح پھونک دی جاتی ہے ....”(صحیح بخاری باب بدء الخلق ۔صحیح مسلم باب القدر)

اس روایت کو اگرچہ امام بخاری و مسلم نے صحیح کہا ہے لیکن اس کی سند میں زید بن وھب کا تفرد ہے اور امام الفسوی کے مطابق اس کی روایات میں خلل ہے- طحاوی نے مشکل الاثار میں اس روایت پر بحث کی ہے اور پھر کہا

وَقَدْ وَجَدْنَا هَذَا الْحَدِيثَ مِنْ رِوَايَةِ جَرِيرِ بْنِ حَازِمٍ , عَنِ الْأَعْمَشِ , بِمَا يَدُلُّ أَنَّ هَذَا الْكَلَامَ مِنْ كَلَامِ ابْنِ مَسْعُودٍ , لَا مِنْ كَلَامِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

اور ہم کو ملا ہے جَرِيرِ بْنِ حَازِمٍ , عَنِ الْأَعْمَشِ , سے کہ یہ کلام ابن مسعود ہے نہ کہ کلام نبوی

راقم کہتا ہے اس کی جو سند صحیح کہی گئی ہے اس میں زید کا تفرد ہے جو مضبوط نہیں ہے

اس حدیث پر لوگوں کو شک ہوا لہذا کتاب جامع العلوم والحکم في شرح خمسين حديثا من جوامع الكلم از ابن رجب میں ہے

وَقَدْ رُوِيَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ زَيْدٍ الْأَسْفَاطِيِّ، قَالَ: رَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيمَا يَرَى النَّائِمُ، فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، حَدِيثُ ابْنِ مَسْعُودٍ الَّذِي حَدَّثَ عَنْكَ، فَقَالَ: حَدَّثَنِي رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَهُوَ الصَّادِقُ الْمَصْدُوقُ. فَقَالَ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: " وَالَّذِي لَا إِلَهَ غَيْرُهُ حَدَّثْتُهُ بِهِ أَنَا "

يَقُولُهُ ثَلَاثًا، ثُمَّ قَالَ غَفَرَ اللَّهُ لِلْأَعْمَشِ كَمَا حَدَّثَ بِهِ، وَغَفَرَ اللَّهُ
مُحَمَّدِ بْنِ زَيْدٍ الْأَسْفَاطِيِّ نے روایت کیا کہ میں نے خواب میں نبی کو دیکھا کہا اے رسول اللہ حدیث ابن مسعود جو انہوں نے اپ سے روایت کی ہے کہا سچوں کے سچے نے کہا ؟ فرمایا وہ جس کے سوا کوئی الہ نہیں میں نے ہی اس کو ان سے روایت کیا تھا تین بار کہا پھر کہا اللہ نے اعمش کی مغفرت کی کہ اس نے اس کو روایت کیا

یعنی لوگوں نے اس حدیث کو خواب میں رسول اللہ سے ثابت کرایا تاکہ صحیح بخاری و مسلم کی حدیث کو صحیح سمجھا جائے

مسند علي بن الجَعْد بن عبيد الجَوْهَري البغدادي (المتوفى: 230هـ) میں ہے

أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللَّهِ قَالَ: حَدَّثَنِي سُوَيْدُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ: نا عَلِيُّ بْنُ مُسْهِرٍ قَالَ: سَمِعْتُ أَنَا وَحَمْزَةُ الزَّيَّاتُ، مِنْ أَبَانَ بْنِ أَبِي عَيَّاشٍ خَمْسَ مِائَةِ حَدِيثٍ، أَوْ ذَكَرَ أَكْثَرَ، فَأَخْبَرَنِي حَمْزَةُ قَالَ: «رَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْمَنَامِ، فَعَرَضْتُهَا عَلَيْهِ، فَمَا عَرَفَ مِنْهَا إِلَّا الْيَسِيرَ خَمْسَةَ أَوْ سِتَّةَ أَحَادِيثَ، فَتَرَكْتُ «الْحَدِيثَ عَنْهُ
ہم کو عبد اللہ بن محمد بن عبد العزیز البغوي نے خبر دی کہ سوید نے بیان کیا کہ علی نے بیان کیا انہوں نے اور حمزہ نے ابان سے سنیں ہزار احادیث یا کہا اس سے زیادہ پس حمزہ نے خبر دی کہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا ان پر وہ ہزار روایات پیش کیں تو رسول اللہ صرف پانچ یا چھ کو پہچان پائے پس اس پر میں نے ابان بن ابی عیاش کی احادیث ترک کیں

امام مسلم نے صحیح کے مقدمہ میں اس قول کو نقل کیا ہے - ابان بن ابی عیاش کو محدثین منکر الحدیث ، متروک ، کذاب کہتے ہیں اور امام ابو داود سنن میں روایت لیتے ہیں ابان سے متعلق قول کا دارومدار سوید بن سعید الحَدَثاني پر ہے جو امام بخاری کے نزدیک منکر الحدیث ہے اور یحیی بن معین کہتے حلال الدم اس کا خون حلال ہے

یعنی یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا خواب اور اس میں جرح کا قول خود ضعیف ہے جو امام مسلم نے پیش کیا ہے

سوید بن سعید اختلاط کا شکآر ہوئے اور اغلبا یہ روایت بھی اسی وقت کی ہے

لہذا خواب میں سن کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بات بیان کرنا حدیث نہیں اور یہ قول بھی جرح کے لئے نا قابل قبول ہے -لیکن ظاہر ہے محدثین کا ایک گروہ جرح و تعدیل میں خواب سے دلیل لے رہا تھا جبکہ اس کی ضرورت نہ تھی

سنن ابو داود کی روایت ۵۰۷۷ ہے

حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ، حَدَّثَنَا حَمَّادٌ، وَوُهَيْبٌ، نَحْوَهُ عَنْ سُهَيْلٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنِ ابْنِ أَبِي عَائِشٍ، وَقَالَ حَمَّادٌ: عَنْ أَبِي عَيَّاشٍ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: " مَنْ قَالَ إِذَا أَصْبَحَ: لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ، لَا شَرِيكَ لَهُ، لَهُ الْمُلْكُ، وَلَهُ الْحَمْدُ، وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ، كَانَ لَهُ عِدْلَ رَقَبَةٍ مِنْ وَلَدِ إِسْمَاعِيلَ، وَكُتِبَ لَهُ عَشْرُ حَسَنَاتٍ، وَحُطَّ عَنْهُ عَشْرُ سَيِّئَاتٍ، وَرُفِعَ لَهُ عَشْرُ دَرَجَاتٍ، وَكَانَ فِي حِرْزٍ مِنَ الشَّيْطَانِ حَتَّى يُمْسِيَ، وَإِنْ قَالَهَا إِذَا أَمْسَى كَانَ لَهُ مِثْلُ ذَلِكَ حَتَّى يُصْبِحَ " قَالَ فِي حَدِيثِ حَمَّادٍ: فَرَأَى رَجُلٌ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيمَا يَرَى النَّائِمُ، فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، إِنَّ أَبَا عَيَّاشٍ يُحَدِّثُ عَنْكَ "بِكَذَا وَكَذَا، قَالَ: "صَدَقَ أَبُو عَيَّاشٍ

حَمَّادٌ نے أَبِي عَيَّاشٍ سے انہوں نے رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، سے روایت کیا کہ جس نے صبح کے وقت کہا لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ، لَا شَرِيكَ لَهُ، لَهُ الْمُلْكُ، وَلَهُ الْحَمْدُ، وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ تو اس کے لئے ایسا ہو گا کہ اس نے إِسْمَاعِيلَ کی اولاد میں سے ایک گردن کو آزاد کیا اس کے لئے دس نیکیاں لکھی جائیں گی اور دس گناہ مٹ جائیں گے اس کے دس درجات بلند ہوں گے یہ الفاظ شام تک شیطان سے حفاظت کریں گے

حماد بن سلمة نے کہا پھر ایک شخص نے رسول الله کو خواب میں دیکھا کہا یا رسول الله ابی .. عیاش نے ایسا ایسا روایت کیا ہے - اپ نے فرمایا سچ کہا أَبُو عَيَّاشٍ نے

اس روایت کو البانی نے صحیح کہہ دیا ہے جبکہ المنذري (متوفى: 656 هـ) نے مختصر سنن أبي داود میں خبر دی تھی کہ

ذكره أبو أحمد الكرابيسي في كتاب الكنى، وقال: له صحبة من النبي -صلى اللَّه عليه وسلم-، وليس حديثه من وجه صحيح، وذكر له هذا الحديث.

أبو عياش الزُّرقي الأنصاري جس کا نام زید بن الصامت ہے اس کا ذکر الکنی میں أبو أحمد الكرابيسي نے کیا ہے اور کہا ہے کہ اس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا صحابی ہونے کا شرف پایا ہے لیکن یہ حدیث اس طرق سے صحیح نہیں ہے اور خاص اس روایت کا ذکر کیا

وقال أبو محمد ابن حزم في «المحلى»: زيد أبو عياش لا يدري من هو

ابن حزم نے کہا زید ابو عیاش پتا نہی کون ہے

بعض علماء کا کہنا ہے کہ یہ شخص صحابی نہیں بلکہ کوئی مجہول ہے- حماد بن سلمہ نے خبر دی کہ ایک شخص نے دیکھا یہ شخص کون تھا معلوم نہیں - خیال رہے حماد خود مختلط بھی ہو گئے تھے

پانچویں صدی کے حنابلہ کے امام ابن الزغوانی کہتے ہیں کہ ان کے سامنے أبو عمرو بن العلاء البصري المتوفی ١٦٨ ھ کی سند پر قرات ہوئی اور الذہبی لکھتے ہیں

أَملَى عليَّ القَاضِي عَبْدُ الرَّحِيْمِ بن الزَّرِيْرَانِي أَنَّهُ قرَأَ بِخَطِّ أَبِي الحَسَنِ بنِ الزَّاغوني: قرَأَ أَبُو مُحَمَّدٍ الضّرير عليَّ القُرْآن لأَبِي عَمْرٍو، وَرَأَيْتُ فِي المَنَامِ رَسُوْلَ اللهِ - صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ - وَقَرَأْتُ عَلَيْهِ القُرْآن مِنْ أَوَّلِهِ إِلَى آخِرِهِ بِهَذِهِ القِرَاءة، وَهُوَ يَسْمَع، وَلَمَّا بلغت فِي الحَجّ إِلَى قَوْلِهِ: {إِنَّ اللهَ يُدْخِلُ الَّذِيْنَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ} [الحَجّ:14] الآيَة، أَشَارَ بِيَدِهِ، أَي: اسْمَعْ، ثُمَّ قَالَ: هَذِهِ الآيَة مَنْ قرَأَهَا، غُفِرَ لَهُ، ثُمَّ أَشَارَ أَن اقرَأ، فَلَمَّا بلغتُ أَوّل يَس، قَالَ لِي: هَذِهِ السُّورَة مَنْ قرَأَهَا، أَمِنَ مِنَ الفَقْر، .وَذَكَرَ بَقِيَّةَ المَنَام

ابن زغوانی نے کہا کہ ... میں نے خواب میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا اور اپ نے مجھ پر قرآن اول سے آخر تک پڑھا اس قرات پر ... اور اس میں (صلی اللہ علیہ وسلم نے) فرمایا سورہ یس وہ سورہ ہے جو پڑھے اس کو فقر سے امن ہو گا

کہا جاتا ہے خواب محدثین نے بیان تو کیے لیکن علماء نے ان سے دلیل نہیں لی جبکہ الزغوانی نے سورہ یس کی فضیلت نقل کی -

القَولُ البَدِيعُ فِي الصَّلاةِ عَلَى الحَبِيبِ الشَّفِيعِ از السخاوي (المتوفی902ھـ) کے مطابق

وعن سليمان ابن سحيم قال رأيت النبي - صلى الله عليه وسلم - في النوم فقلت يا رسول الله هؤلاء الذين يأتونك فيسلمون عليك اتفقه سلامهم قال نعم وأرد عليهم رواه ابن أبي الدنيا والبيهقي في حياة الأنبياء والشعب كلاهما له ومن طريقه ابن بشكوال وقال إبراهيم بن شيبان حججت فجئت المدينة فتقدمت إلى القبر الشريف فيلمت على رسول الله - صلى الله عليه وسلم - فيمعته من داخل الحجرة يقول وعليك السلام

سلیمان بن سحیم نے کہا میں نے خواب میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا ان سے کہا یا رسول اللہ یہ جو اپ تک اتے ہیں اور سلام کہتے ہیں کیا اپ ن کا سلام پہچانتے ہیں ؟ فرمایا ہاں میں جواب دیتا ہوں

اس کو ابن ابی الدنیا نے اور البیہقی نے روایت کیا ہے حیات الانبیاء میں اور شعب الایمان میں اور ان دونوں نے اس کو ابن بشکوال کے طرق سے روایت کیا ہے اور کہا ابراہیم بن شیبان نے حج کیا اور مدینہ پہنچے تو قبر النبوی پر حاضر ہوئے پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو سلام کہا حجرہ میں داخل ہو کر اور وہاں جواب آیا تم پر بھی سلام ہو

امام السخاوی نے اس کو بیان کیا ہے اور اس طرح رد اللہ علی روحی والی روایت کی تصحیح کی گئی ہے

علامہ سخاویؒ نے اپنی مایہ ناز کتاب: القول البدیع میں روضۂ اقدس پر کئے جانے والے سلام کے تعلق سے کئی واقعات نقل کیے ہیں، چند ملاحظہ فرمائیں:

سلیمان ابن سحیمؒ سے منقول ہے کہ میں نے خواب میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کی، میں نے پوچھا: اے اللہ کے رسول جو لوگ آپ کے روضے پر حاضر ہوتے ہیں اور آپ پر سلام کرتے ہیں، آپ اس کو سمجھتے ہیں؟ سرکار دو عالم ﷺ نے فرمایا: ہاں سمجھتا ہوں، اور ان کے سلام کا جواب بھی دیتا ہوں۔

ابراہیم بن شیبانؒ کہتے ہیں کہ میں نے حج کیا پھر فراغت کے بعد مدینہ آیا، اور روضۂ اقدس

پر حاضر ہو کر سلام کیا، تو میں نے حجرۂ شریف کے اندر سے ''وعلیک السلام'' کی آواز سنی (القول البدیع فی الصلوۃ علی الحبیب الشفیع: ۱/۱۶۵، مکتبہ شاملہ)

ایک راوی سماک بن حرب کا کہنا تھا کہ اس کو خواب میں حکم ملتے ہیں- الکامل از ابن عدی میں ہے

حَدَّثَنَا الحسين بن عفير الأنصاري، حَدَّثَنا سَعِيد بن سلمة، حَدَّثَنا إِبْرَاهِيم بْن عُيَينة أخو سُفيان، عَن شُعْبَة عن سماك بْن حرب، قَال: قِيل لي في المنام إياك والكذب إياك والنميمة إياك ولحوم الناس.

.. سماک نے کہا مجھے نیند میں کہا گیا جھوٹ سے بچو

النسائي نے کہا اس کی منفرد روایت نہیں لی جائے گی لہذا یہ روایت قابل رد ہے

ایک مشہور حدیث ہے کہ

مَثَل المؤمنين في توادهم وتراحمهم وتعاطفهم، كمثل الجسد إذا اشتكى عضوٌ منه، تداعى له سائرُ الجسد بالحُمَّى والسَّهر

مومن ایک جسم کی طرح ہیں اگر کسی ایک عضو کو تکلیف ہو تو تمام جسم کو تکلیف ہوتی ہے

المنيحة بسلسلة الأحاديث الصحيحة از أبو إسحاق الحويني الأثري حجازي محمد شريف کے مطابق

وقال الطبرانيُّ في المكارم: رأيتُ النبي - صلى الله عليه وسلم - في المنام، فسألتُ عن هذا الحديث، قال النبيُّ - صلى الله عليه وسلم - وأشار بيده: "صحيحٌ" ثلاثًا

طبرانی نے المکارم میں کہا میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا ان سے اس حدیث پر سوال کیا اپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اور ہاتھ سے اشارہ تین بار کیا کہ یہ صحیح ہے

إتحاف الخيرة از البوصيري میں ہے

وَقَالَ مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى بْنِ أَبِي عُمَرَ: ثَنَا يُونُسُ الْحَفَّارُ، سَمِعْتُ يَزِيدَ بْنَ أَبِي حَكِيمٍ يَقُولُ: "رَأَيْتُ النَّبِيَّ - صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ - فِي الْمَنَامِ، فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، رَجُلٌ مِنْ أُمَّتِكَ يُقَالُ لَهُ: سُفْيَانُ الثَّوْرِيُّ لَا بَأْسَ بِهِ حَدَّثَنَا عَنْ أَبِي هَارُونَ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ عَنْكَ حَدِيثَ الْمِعْرَاجِ، فَقَالَ: صَدَقَ

یزید بن ابی حکیم نے کہا میں نے خواب میں رسول اللہ کو دیکھا پوچھا یا رسول اللہ آپ کی امت میں ایک شخص ہے جس کو سفیان ثوری کہا جاتا ہے اس میں کوئی برائی نہیں اس نے حدیث معراج ابو ہارون عن ابو سعید کی سند سے بیان کی ہے ؟ فرمایا سچی ہے

یہ اور بات ہے کہ محدثین کا کہنا تھا کہ أَبُو هَارُونَ الْعَبْدِيُّ ضَعِيفٌ ہے

ابن أبي خيثمة کی التاريخ الكبير (50/ ق 14/ أ): قال:

حدثنا أحمد، حدثنا يحيى بن معين، حدثنا عبد الرزاق، عن مَعْمَرٌ عَنْ خُصَيْفٍ قَالَ: (رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ -صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وسلم- فِي المنام، قلت: يا رسول الله إن الناس قد اختلفوا فِي التشهد فقال فلان كذا وكذا، وقال فلان كَذَا، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ -صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ-: "نعمَ السُّنة سُنَّة ابن مسعود" .

وإسناده صحيح.

خُصَيْفٍ نے کہا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا کہا یا رسول اللہ لوگوں کا تشہد میں اختلاف ہو گیا ہے فلاں کہتے ہیں یہ ہے فلاں کہتے ہیں یہ ہے – رسول اللہ نے فرمایا ہاں سنت میں ہے جو سنت ابن مسعود میں ہے

یہ قول ابن عدي في الكامل (3/ 941) میں بھی ہے

عبد الرزاق في المصنف (2/ 205: 3077): قال: عن معمر عن خصيف الجزري قَالَ: رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ - صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وسلم- فِي النوم جاءني فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! اخْتُلِفَ عَلَيْنَا فِي التشهد؛ قال فلان: كذا، وقال فلان: كذا، وقال فلان: كذا، وقال ابن مسعود: كذا، قال: السنة سنة ابن مسعود"

ثابت ہوا کہ محدثین کی ایک جماعت خواب میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے احادیث کی تصحیح و تضعیف کراتی تھی-

اختلاف محققین

البانی صاحب کا حسن روایت کو صحیح کہنا؟

.السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ
کئی دفعہ علامہ البانی رحمہ اللہ ضعیف حدیث کے متن کو متعدد طرق کی بنا پر صحیح کہتے ھیں. انکا منہج کیا ھے؟ کیا انکی ایسی احادیث قابل اعتماد ھیں جن میں انھوں نے ایسا منہج اختیار کیا ھے؟

جواب

ناصر الدین البانی کا منہج ہے کہ ضعیف ضعیف کو تقویت دیتی ہے یہاں تک کہ صحیح ہو جاتی ہے ان کی کتب میں حسن کو بھی صحیح لکھ دیا گیا ہے

مثلا ترمذی کی جامع کی بہت سی روایات جو صرف حسن درجے کی تھیں ان کو صحیح کا درجہ البانی صاحب نے دے دیا ہے اور ۱۱۰۰ سال کا یہ ایک اہم واقعہ ہے کہ جو حدیث متقدمین کی نگاہ میں صحت کے درجے پر نہ تھی وہ اب صحیح ہو چلی ہے

البانی متضاد باتیں بھی کرتے تھے لہذا ان پر کتاب تناقضآت البانی از حسن بن علی سقاف شافعی کے نام سے تین جلدوں میں کتاب موجود ہے

اگر دو محققین حدیث پر اختلاف کریں تو کیا کیا جائے

جواب

مسائل دو طرح کے ہوتے ہیں عقائد میں یا فقہ و عمل میں

عمل میں دو محدثین میں اجتہاد کا اختلاف ہو اور ایک غلط اور ایک صحیح ہو تو حدیث کے مطابق اس میں دونوں کو ثواب ہو گا اور اس طرح کے فقہی معاملات میں صحابہ رضوان اللہ

علیھم اجمین میں بھی اختلاف تھا اور اس کو ختم نہیں کیا گیا کیونکہ دونوں کے پاس سند رسول تھی لیکن فہم میں فرق ہوتا ہے

عقائد میں اختلاف دین کا تفرقہ ہے اور اس پر حدیث میں ہے کہ فرقے جہنم میں جائیں گے لہذا عقائد میں احتیاط ضروری ہے عام آدمی کے لئے قرآن کافی ہے وہ اس سے اپنے عقائد کا فیصلہ کرے اور دیکھے کہ علماء کے کہیں خلاف قرآن عقیدہ تو نہیں دے دیا

اگر محدث روایت یا راوی پر سکوت کرے

تو اس کا کیا مطلب ہوتا ہے مثلا الذھبی

جواب

ذھبی جس پر سکوت کریں وہ ان کے نزدیک ضعیف بھی ہو سکتی ہے اور اس پر ابہام بھی ہو سکتا ہے

تقریبا ۹۳۱ روایات پر الذھبی نے سکوت کیا ہے

کتاب نصب الراية میں الزيلعي (المتوفى: 762هـ) لکھتے ہیں
وَأَخْرَجَهُ الْحَاكِمُ فِي "الْمُسْتَدْرَكِ" 5 - فِي تَفْسِيرِ آلِ عِمْرَانَ"، وَسَكَتَ عَنْهُ، وَلَمْ يَتَعَقَّبْهُ الذَّهَبِيُّ فِي "مُخْتَصَرِهِ" بِالِانْقِطَاعِ
حاکم نے اس روایت کی تخریج مستدرک میں تفسیر سورہ ال عمران میں کی ہے اور اس پر سکوت کیا ہے اور الذھبی نے تعقب نہیں کیا ہے مختصرہ میں اس کے انقطاع کی وجہ سے

وَرَوَاهُ الْحَاكِمُ فِي "الْمُسْتَدْرَكِ"، وَقَالَ: حَدِيثٌ صَحِيحُ الْإِسْنَادِ، وَلَمْ يُخَرِّجَاهُ، وَلَمْ يَتَعَقَّبْهُ الذَّهَبِيُّ فِي "مُخْتَصَرِهِ" وَلَكِنَّهُ فِي "مِيزَانِهِ" أَعَلَّهُ بِمُحَمَّدِ بْنِ عَوْنٍ
حاکم نے مستدرک میں اس کو روایت کر کے کہا ہے حدیث صحیح الاسناد ہے اور انہوں نے تخریج نہیں کی ہے اور امام الذھبی نے اس کا تعقب نہیں کیا ہے مختصرہ میں لیکن میزان میں اس پر علت بیان کی ہے کہ اس میں محمد بن عون ہے

الزيلعي (المتوفى: 762هـ) امام الذھبی کے شاگرد تھے لہذا یہ اقوال قابل غور ہیں
یعنی الذھبی نے جن روایات پر سکوت کیا ہے دیگر کتب میں ان کو ضعیف بھی کہا ہے اور دروس میں شاگردوں کو مطلع کیا

کہا جاتا ہے تلخیص مستدرک الذھبی کی شروع کی کتب میں سے ہے اس وجہ سے ایسا ہوا ہے

کتب الزھد

سن ۲۰۰ ہجری کے اس پاس مسلمانوں میں زہد پر کتب لکھنے کا رواج ہوا – لہذا اس دور میں لکھی گئی کچھ کتب یہ تھیں

الزہد عبد الله بن مبارک ۱۸۱ ھ

الزہد المعافی بن عمران بن نفیل بن جابر الأزدي الموصلي ۱۸۵ ھ

الزہد الوکیع ۱۹۷ ھ

الزہد اسد بن موسی ۲۱۲ ھ

الزہد ابن ابی الدنیا ۲۸۱ ھ

الزہد ابن ابی عاصم ۲۸۷ ھ

الزہد از امام احمد بن حنبل ۲٤۱ ھ

الزہد ہناد بن السری ۲٤۳ھ

الزھد لأبي داود السجستاني ۲۷۵ ہ

الزھد محمد بن إدریس بن المنذر بن داود بن مهران الحنظلي الرازي 277 ھ

الزھد وصفة الزاھدین أبو سعید بن الأعرابي البصري الصوفي 340 ھ

إن کتابوں کو لکھنے کا مقصد صحیح و ضعیف روایات کو ایک جگہ جمع کرنا تھا جو ایک محدث کے پاس ہوتیں لیکن ان کتب میں ہر طرح کا رطب و یابس نقل کر دیا گیا

اس میں احادیث رسول ، تابعین کے اقوال' علماء کی آراء ہر طرح کی چیز لکھ دی گئی اور یہ صنف بہت پسند کی گئی – ان کتب میں ہر وہ چیز جس سے رونا آئے اس کو لکھ دیا گیا مثلا آخرت کا عذاب، قبر کا عذاب، بلا سند انبیاء کے اقوال، خواب وغیرہ – إس صنف میں کوئی اصول تھا ہی نہیں – ہر بات ترغیب و ترہیب کے نام پر لکھ دی گئی، نہ ائمہ حدیث کی جرح و تعدیل تھی نہ ضعف کا حکم اور سب سے افسوس ناک بات کہ یہ کام محدثین نے خود کیا- آج ان کا دفاع کرنے والے کہتے ہیں انہوں نے سند دے دی ہے لہذا اس کو دیکھیں لیکن انھیں خود اس کا خیال کیوں نہیں آیا کہ خود ان محدثین کے دور میں اس فن میں کتنے لوگ طاق تھے

اس کے بعد اس امت میں زہاد محدثین آئے جنہوں نے اور ضعیف احادیث لکھیں جو متقدمین نے چھوڑ دی تھیں مثلا

الزہد البیہقی

الزہد نعیم بن حماد

گرتی دیوار کو ایک آخری دھکا انہی جسے محدثین نے دیا اور آپ ان کی کتب دیکھ سکتے ہیں اس میں کیا کیا لکھ گئے ہیں جن کو بعد میں صوفیا نے اپنے مخصوص عقائد کے لئے استعمال کیا مثلا ایک جھوٹی روایت کہ عمر خطبہ دینے لگے اور کہتے یا ساریہ الجبل - عمر منبر رسول پر تھے اور فارس میں ۲۳ ھ میں ہونے والی جنگ کا منظر منبر رسول سے نظر آ رہا تھا اور وہیں سے ساریۃ بن زنیم بن عمرو الکناني کو ہدایات دی جا رہی تھیں - مسلمانوں کے خلیفہ کا یہ محیر العقول واقعہ محدثین مثلا امام البیہقی نے بیان کیا اور روایت بعد میں بہت سے عقائد برباد کر گئی

اس کے بعد احادیث جمع نہ ہوئیں کیونکہ وہ کسی نہ کسی کتاب میں تھیں اب محدثین زہاد کا دور ختم ہوا اور خالص صوفیاء کا دور شروع ہوا جن میں الغزالی اتے ہیں اور عبد القادر جیلانی وغیرہم

یہ لوگ بھی عجیب قصے مکاشفے بیان کرتے تھے اور سند سے روایت لکھنے کا رواج نہ رہا لہذا زہد کی کتب قصوں کا وعظ کا مجموعہ بن گئیں

امام الزہری کی مرویات

امام زہری حدیث کے امام ہیں اور علم کی بہت سی باتیں ان کی سند سے امت کو ملی ہیں – محدثین نے ان کی منکرات کا بھی ذکر کیا ہے اور وہ ہم کو معلوم ہے کہ کون کون سی ہیں- البتہ منکرین حدیث یا معتزلہ جدید نے ان کی روایات پر جرح کی جن میں تمنا عمادی وغیرہ ہیں

امام زہری پر مورخین بھی اعتراض کرتے رہے ہیں کیونکہ یہ خلیفہ امیر المومنین الولید بن عبد الملک کے خاص مصاحبین میں سے تھے - تاریخ الیعقوبی ج ۲ ص ۳٦۱ اور کے الدولَة الأمويَّة از عَلي محمد محمد الصَّلَّابي مطابق

معظم العالم الإسلامي كان قد بايع عبد الله بن الزبير بالخلافة (64 ـ 73هـ) ما عدا إقليم الأردن (2)، فقد قال في كتابه: ومنع عبد الملك أهل الشام من الحج، وذلك لأن ابن الزبير كان يأخذهم إذا حجوا بالبيعة، فلما رأى عبد الملك ذلك منعهم من الخروج إلى مكة فضج الناس وقالوا: تمنعنا من حج بيت الله الحرام، وهو فرض علينا، فقال: هذا ابن شهاب الزهري يحدثكم أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: لا تشد الرحال إلا إلى ثلاث مساجد: المسجد الحرام، ومسجدي ومسجد بيت المقدس. وهو يقوم لكم مقام المسجد الحرام، وهذه الصخرة التي يروى أن رسول الله صلى الله عليه وسلم وضع قدمه لما صعد إلى السماء

عالم اسلامی کی اکثریت نے عبد الله بن زبیر کی خلافت کی بیعت کی سوائے اردن کے اور اپنی کتاب میں یعقوبی نے لکھا کہ عبد الملک نے شام والوں کو حج پر جانے سے منع کیا اور یہ اس وجہ سے کہ ابن زبیر ان سے زبردستی بیعت لیتے پس جب عبد الملک نے یہ دیکھا ان کے خروج پر پابندی عائد کر دی اور لوگ بگڑ گئے اور کہا ہم حج بیت الله کرنا چاہتے ہیں یہ فرض ہے ہم پر پس عبد الملک نے کہا کہ ابن شہاب الزہری تم سے حدیث بیان کرتے ہیں کہ بے شک رسول الله صلی الله علیہ وسلم نے فرمایا کہ سواری نہ کسی جائے سوائے تین مسجدوں کے لئے مسجد الحرام میری مسجد اور مسجد بیت المقدس اور وہ تو مسجد الحرام ہے اور یہ صخرہ اس کے لئے روایت ہے کہ رسول الله صلی الله علیہ وسلم نے اس پر قدم رکھا جب آسمان کی طرف گئے

تاریخ دمشق 11/ ق66 پر ابن عساکر کہتے ہیں راقم کہتا ہے اس پر اعتراض اتا ہے-

أخبرنا أبو القاسم السمرقندي أنا أبو بكر محمد بن هبة الله أنامحمد بن الحسين أنا عبد الله نا يعقوب نا ابن بكير قال قال الليث: وفي سنة اثنتين وثمانين قدم ابن شهاب على عبد الملك

امام الزہری سن ۸۲ ھ میں عبد الملک کے پاس پہنچے اور ابن زبیر کی شہادت ۷۲ ھ میں ہوئی

وبالإسناد السابق نا يعقوب قال سمعت ابن بكير يقول: مولد ابن شهاب سنة ست وخمسين

امام الزہری سن ٥٦ ھ میں پیدا ہوئے یعنی امام الزہری دس سال کے تھے جب قبہ الصخرہ پر تعمیر کی گئی لہذا یعقوبی کی بات صحیح نہیں ہو سکتی

محدثین کو امام زہری پر یہ اعتراض تھا کہ یہ کئی راویوں سے روایت لے کر اس کو ایک مکمل متن کے تحت کیوں بیان کرتے ہیں کہ معلوم ہی نہیں ہو پاتا کہ کس نے کیا روایت کیا – اس کا واقدی کے حوالے سے ذکر ہوا

إبراهيم بن إسحاق بن إبراهيم بن بشير البغدادي ، الحربي المتوفى ٢٨٥ امام احمد کا قول نقل کرتے ہیں - تاريخ بغداد ج ٤ ص ٢٠ میں ہے

أَخْبَرَنِي إبراهيم بن عمر البرمكي، قَالَ: حَدَّثَنَا عبيد الله بن محمد بن محمد بن حمدان العكبري، قَالَ: حَدَّثَنَا محمد بن أيوب بن المعافى، قَالَ: قَالَ إبراهيم الحربي: سمعت أحمد، وذكر الواقدي، فقال ليس أنكر عليه شيئا، إلا جمعه الأسانيد، ومجيئة بمتن واحد على سياقة واحدة عن جماعة ربما اختلفوا، قَالَ إبراهيم: ولم؟ وقد فعل هذا ابن إسحاق، كان يقول: [ص:25] حَدَّثَنَا عاصم بن عمر وعبد الله بن أبي بكر وفلان وفلان، والزهري أيضا قد فعل هذا قَالَ وسمعت إبراهيم، يقول: قَالَ لي فوران: رآني الواقدي أمشي مع أحمد بن حنبل، قَالَ: ثم لقيني بعد، فقال لي: رأيتك تمشي مع إنسان ربما تكلم في الناس، قيل لإبراهيم: لعله بلغه عنه شيء قَالَ: نعم، بلغني أن أحمد أنكر عليه جمعه الرجال والأسانيد في متن واحد قَالَ إبراهيم: وهذا قد كان يفعله حماد بن سلمة، وابن إسحاق، ومحمد بن شهاب الزهري.

ابراہیم الحربی کہتے ہیں میں نے امام احمد کو سنا انہوں نے واقدی کا ذکر کیا پس کہا میں اس کی کسی چیز کا انکار نہیں کرتا سوائے اس کے کہ یہ اسناد کو جمع کر دیتا ہے اور پھر ایک ہی متن بیان کر دیتا ہے ایک جماعت سے جو کبھی کبھی اختلاف کرتی ہیں. ابراہیم نے کہا اور ایسا کیوں جبکہ ایسا محمد بن اسحاق بھی کرتا ہے؟ ابراہیم نے کہا کہ ہم سے عاصم بن عمر اور عبد اللہ بن ابی بکر اور فلاں فلاں نے روایت کیا کہ امام زہری بھی ایسا ہی کرتے تھے. محمّد بن ایوب کہتے ہیں ابراہیم الحربی کو سنا کہا مجھ سے فوران (عَبْد اللَّه بْن محمد بْن المهاجر، أَبُو محمد البَغْداديُّ المتوفى ٢٦٠ ھ) نے کہا کہ میں نے واقدی کو دیکھا امام احمد بن حنبل کے ساتھ چلتے ہوئے اس کے بعد احمد سے ملا تو کہا میں نے اپ کو ایک ایسے انسان کے ساتھ چلتے دیکھا جس پر کبھی کبھی لوگ کلام کرتے ہیں؟ ابراہیم سے کہا ہو سکتا ہے اس (واقدی) سے کوئی چیز پھنچے! کہا ہاں! مجھ تک پہنچا کہ احمد اس کا انکار رجال اور اسناد ایک متن

کے ساتھ بیان کرنے پر کرتے تھے. ابراہیم کہتے ہیں اور ایسا حماد بن سلمہ اور ابن اسحاق اور امام زہری بھی کرتے تھے

آغاز الوحی کی روایت

صحیح بخاری میں ہے

باب أَوَّلُ مَا بُدِئَ بِهِ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ الوَحْيِ الرُّؤْيَا الصَّالِحَةُ

وَفَتَرَ الوَحْيُ فَتْرَةً حَتَّى حَزِنَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ [ص:30]، فِيمَا بَلَغَنَا، حُزْنًا غَدَا مِنْهُ مِرَارًا كَيْ يَتَرَدَّى مِنْ رُءُوسِ شَوَاهِقِ الجِبَالِ، فَكُلَّمَا أَوْفَى بِذِرْوَةِ جَبَلٍ لِكَيْ يُلْقِيَ مِنْهُ نَفْسَهُ تَبَدَّى لَهُ جِبْرِيلُ، فَقَالَ: يَا مُحَمَّدُ، إِنَّكَ رَسُولُ اللَّهِ حَقًّا،

الوحی رک گئی تو رسول اللہ غم کا شکار ہوئے جیسا ہم تک پہنچا – حزن ہوا پہاڑ کی چوٹی پر جاتے باربار کہ گرا دیں – جب اوپر پہنچتے جبریل ظاہر ہوتے کہتے اپ رسول اللہ ہیں اے محمد

روایت صحیح ہے امام زہری کی سند سے ہے

كتاب الْمُخْتَصَرُ النَّصِيحُ فِي تَهْذِيبِ الْكِتَابِ الْجَامِعِ الْصَّحِيحِ المؤلف: المُهَلَّبُ بنُ أَحْمَدَ بنِ أَبِي صُفْرَةَ أَسِيْدِ بنِ عَبْدِ اللهِ الأَسَدِيُّ الأَنْدَلُسِيُّ، المَرِيُّ (المتوفى: 435هـ) میں ہے کہ یہ اضافہ امام زہری سے معمر نے لیا ہے

زَادَ مَعْمَرٌ: حَتَّى حَزِنَ النَّبِيُّ صَلَّى الله عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيمَا بَلَغَنَا حُزْنًا غَدَا مِنْهُ مِرَارًا كَيْ يَتَرَدَّى مِنْ رُءُوسِ شَوَاهِقِ الْجِبَالِ

شرح الحديث المقتفى في مبعث النبي المصطفى المؤلف: أبو القاسم شهاب الدين عبد الرحمن بن إسماعيل بن إبراهيم المقدسي الدمشقي المعروف بأبي شامة (المتوفى: 665هـ) میں ہے

قَوْله: " وفتر الْوَحْي فَتْرَة حَتَّى حزن النَّبِي – صلى الله عليه وسلم – فِيمَا بلغنَا حزنا غَدا مِنْهُ مرَارًا كي يتردى من رُؤُوس شَوَاهِق الْجبَال هَذَا من كَلَام الزُّهْرِيّ أَو غَيره غير عَائِشَة وَالله أعلم لقَوْله: " فِيمَا بلغنَا "، (وَلم تقل عَائِشَة فِي شَيْء من هَذَا الحَدِيث ذَلِك وَأَن كَانَت لم تدْرك وقته، وحديثها هَذَا من جملَة الْأَحَادِيث الَّتِي يعبر عَنْهَا بمراسيل الصَّحَابَة) .

یہ امام زہری کا کلام ہے یا کسی اور کا عائشہ کا و اللہ اعلم یہ قول ہم تک پہنچا اور ... یہ حدیث مراسیل صحابہ میں سے ہے

یعنی پہلے لوگ کہتے تھے کہ یہ الفاظ عائشہ رضی اللہ عنہا کے بھی ہو سکتے ہیں

شعیب مسند احمد میں کہتے ہیں

إسناده صحيح على شرط الشيخين دون قوله: حتى حزن رسول الله صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فيما بلغنا- .حزناً ... فهو بلاغات الزهري، وهي واهية

اسناد تو امام بخاری و مسلم کی شرط پر ہیں لیکن یہ اس قول کے سوا صحیح ہے کہ یہاں تک کہ رسول اللہ کو غم ہوتا جیسا ہم تک آیا تو یہ امام الزہری کی بلاغات میں سے ہے اور یہ واہی ہے

البانی نے بھی اس روایت کا انکار کیا ہے اپنے عجیب انداز میں کہ صحیح بھی کہہ دیا اور ان الفاظ کو رد بھی کر دیا کتاب التعليقات الحسان على صحيح ابن حبان وتمييز سقيمه من صحيحه، وشاذه من محفوظه میں اس روایت کو پیش کیا اور

الفاظ نقل کیے

وَفَتَرَ الْوَحْيُ فَتْرَةً حَتَّى حَزِنَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ـ فِيمَا بَلَغَنَا ـ حُزْنًا غَدَا مِنْهُ مِرَارًا لِكَيْ يتردى من رؤوس شَوَاهِقِ الْجِبَالِ

اس کے بعد کہا

((تعليق الشيخ الألباني] صحيح دون جملة التردي ـ ((مختصر البخاري

صحیح ہے اس التردي (گرا دیں) کے جملہ کے بغیر

کتاب صحيح موارد الظمآن إلى زوائد ابن حبان میں البانی نے کہا

فهي زيادة منقطعة، فهي لا تصح، كما كنت نبهت على ذلك في تعليقي على كتابي "مختصر صحيح البخاري

یہ اضافہ منقطع ہے صحیح نہیں ہے جیساکہ میں نے اپنی تعلیق میں متنبہ کیا ہے میری کتاب مختصر صحیح البخاری میں

یہ عصر حاضر میں ہی لوگوں نے اس میں یہ علت نکالی ہے جبکہ متقدمین میں سے کسی نے اس روایت کا انکار نہیں کیا ہے - سوال ہے کہ امام بخاری نے اس پر کوئی تبصرہ کیوں نہیں کیا اگر یہ مدرج جملہ تھا؟

میرے نزدیک روایت صحیح ہے البتہ اس میں ہے کہ جبریل اتے اور کہتے اپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں یہ کئی بار نہیں ایک بار ہوا-رسول اللہ نے جبریل کو اصلی صورت دو بار دیکھا ایک بار فترت الوحی کے دور میں اور دوسری بار سدرہ المنتہی پر-لہذا یہ پہاڑ پر چڑھنے والی بات ایک بار کی ہے

انجیل میں ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام بھی ہیکل کی دیوار پر چڑھ گئے اور شیطان نے وہاں سے اپنے اپ گرا دینے کو کہا

Mathew 4:5

Then the devil took Him to the holy city and set Him on the pinnacle of the temple. 6“If You are the Son of God,” he said, “throw Yourself down.

انبیاء بشر تھے لہذا ان کو وقت لگا کہ وہ اس نئی حقیقت کو قبول کر سکیں

رسول الله صلی الله علیہ وسلم پر کہا جاتا ہے دو سال تک الوحی نہیں آئی

صحیح مسلم میں ہے

وَحَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ الْحَنْظَلِيُّ، أَخْبَرَنَا رَوْحٌ، حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ، عَنْ عَمَّارِ بْنِ أَبِي عَمَّارٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: «أَقَامَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمَكَّةَ خَمْسَ عَشْرَةَ سَنَةً، يَسْمَعُ الصَّوْتَ وَيَرَى «الضَّوْءَ سَبْعَ سِنِينَ، وَلَا يَرَى شَيْئًا وَثَمَانَ سِنِينَ يُوحَى إِلَيْهِ، وَأَقَامَ بِالْمَدِينَةِ عَشْرًا

ابن عباس نے کہا رسول الله مکہ میں پندرہ سال رہے وہاں سات سال تک صرف آوازیں سنتے اور روشنی دیکھتے رہے اور کوئی اور چیز (یعنی فرشتہ) نہ دیکھا پھر آٹھویں سال سے الوحی شروع ہوئی اور مدینہ میں دس سال رہے

راقم کہتا ہے یہ روایت صحیح نہیں ہے لیکن اس کو چھپا دیا جاتا ہے جبکہ یہ صحیح مسلم کی ہے-کہاں ہیں وہ جو کہتے ہیں صحیحین کی تمام روایات صحیح ہیں؟عمار کی روایت بے کار ہے

وقال البخاري: أكثر من روى عنه أهل البصرة وفي " الأوسط " من تواريخه، وقال عمار بن أبي عمار عن ابن عباس: " توفي النبي - صلى الله عليه وسلم - وهو ابن خمس وستين " ولا يتابع عليه، وكان شعبة يتكلم في عمار

امام بخاری نے تاریخ الاوسط کہا اس سے اکثر اہل بصرہ نے روایت کیا ہے اور کہا عمار بن ابی عمار نے ابن عباس سے روایت کیا کہ نبی صلی الله علیہ وسلم کی وفات ہوئی تو وہ ٦٥ سال کے تھے - اس کی کوئی متابعت نہیں کرتا اور شعبہ ، عمار پر کلام کرتے تھے

واقعہ افک

سورہ النور میں ہے

إِنَّ الَّذِينَ جَاءُو بِالْإِفْكِ عُصْبَةٌ مِنْكُمْ لَا تَحْسَبُوهُ شَرًّا لَكُمْ بَلْ هُوَ خَيْرٌ لَكُمْ لِكُلِّ امْرِئٍ مِنْهُمْ مَا اكْتَسَبَ مِنَ الْإِثْمِ وَالَّذِي تَوَلَّى كِبْرَهُ مِنْهُمْ لَهُ عَذَابٌ عَظِيمٌ ﴿24:11﴾ لَوْلَا إِذْ سَمِعْتُمُوهُ ظَنَّ الْمُؤْمِنُونَ وَالْمُؤْمِنَاتُ بِأَنْفُسِهِمْ خَيْرًا وَقَالُوا هَذَا إِفْكٌ مُبِينٌ ﴿24:12﴾ لَوْلَا جَاءُو عَلَيْهِ بِأَرْبَعَةِ شُهَدَاءَ فَإِذْ لَمْ يَأْتُوا بِالشُّهَدَاءِ فَأُولَئِكَ عِنْدَ اللَّهِ هُمُ الْكَاذِبُونَ ﴿24:13﴾ وَلَوْلَا فَضْلُ اللَّهِ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَتُهُ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ لَمَسَّكُمْ فِي مَا أَفَضْتُمْ فِيهِ عَذَابٌ عَظِيمٌ ﴿24:14﴾ إِذْ تَلَقَّوْنَهُ بِأَلْسِنَتِكُمْ وَتَقُولُونَ بِأَفْوَاهِكُمْ مَا لَيْسَ لَكُمْ بِهِ عِلْمٌ وَتَحْسَبُونَهُ هَيِّنًا وَهُوَ عِنْدَ اللَّهِ عَظِيمٌ ﴿24:15﴾ وَلَوْلَا إِذْ سَمِعْتُمُوهُ قُلْتُمْ مَا يَكُونُ لَنَا أَنْ نَتَكَلَّمَ بِهَذَا سُبْحَانَكَ هَذَا بُهْتَانٌ عَظِيمٌ ﴿24:16﴾ يَعِظُكُمُ اللَّهُ أَنْ تَعُودُوا لِمِثْلِهِ أَبَدًا إِنْ كُنْتُمْ مُؤْمِنِينَ ﴿24:17﴾ وَيُبَيِّنُ اللَّهُ لَكُمُ الْآيَاتِ وَاللَّهُ عَلِيمٌ حَكِيمٌ ﴿24:18﴾ إِنَّ الَّذِينَ يُحِبُّونَ أَنْ تَشِيعَ الْفَاحِشَةُ فِي الَّذِينَ آمَنُوا لَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ وَاللَّهُ يَعْلَمُ وَأَنْتُمْ لَا تَعْلَمُونَ ﴿24:19﴾ وَلَوْلَا فَضْلُ اللَّهِ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَتُهُ وَأَنَّ اللَّهَ رَءُوفٌ رَحِيمٌ

جو لوگ یہ بہتان گھڑ لائے ہیں 8 وہ تمہارے ہی اندر کا ایک ٹولہ ہیں۔ 9 اس واقعے کو اپنے حق میں شر نہ سمجھو بلکہ یہ بھی تمہارے لیے خیر ہی ہے۔ 10 جس نے اس میں جتنا حصہ لیا اس نے اتنا ہی گناہ سمیٹا، اور جس شخص نے اس کی ذمہ داری کا بڑا حصہ اپنے سر لیا 11 اس کے لیے عذابِ عظیم ہے۔ جس وقت تم لوگوں نے اسے سُنا تھا اُسی وقت کیوں نہ مومن مردوں اور مومن عورتوں نے اپنے آپ سے نیک گمان کیا 12 اور کیوں نہ کہہ دیا کہ یہ صریح بہتان ہے؟ 13 وہ لوگ (اپنے الزام کے ثبوت میں) چار گواہ کیوں نہ لائے؟ اب کہ وہ گواہ نہیں لائے ہیں، اللہ کے نزدیک وہی جھُوٹے ہیں۔ 14 اگر تم لوگوں پر دنیا اور آخرت میں اللہ کا فضل اور رحم و کرم نہ ہوتا تو جن باتوں میں تم پڑ گئے تھے ان کی پاداش میں بڑا عذاب تمہیں آلیتا۔ (ذرا غور تو کرو، اُس وقت تم کیسی سخت غلطی کر رہے تھے) جبکہ تمہاری ایک زبان سے دُوسری زبان اس جھوٹ کو لیتی چلی جا رہی تھی اور تم اپنے منہ سے وہ کچھ کہے جا رہے تھے جس کی متعلق تمہیں کوئی علم نہ تھا۔ تم اسے ایک معمولی بات سمجھ رہے تھے، حالانکہ اللہ کے نزدیک یہ بڑی بات تھی۔ کیوں نہ اُسے سُنتے ہی تم نے کہہ دیا کہ "ہمیں ایسی بات زبان سے نکالنا زیب نہیں دیتا، سُبحان اللہ، یہ تو ایک بہتانِ عظیم ہے۔" اللہ تم کو نصیحت کرتا ہے کہ آئندہ کبھی ایسی حرکت نہ کرنا اگر تم مومن ہو۔ اللہ تمہیں صاف صاف ہدایات دیتا ہے اور وہ علیم و حکیم ہے۔ 15 جو لوگ چاہتے ہیں کہ ایمان لانے والوں کے گروہ میں فحش پھیلے وہ دنیا اور آخرت میں دردناک سزا کے مستحق ہیں، 16 اللہ جانتا ہے اور تم نہیں جانتے۔ 17 اگر اللہ کا فضل اور اس کا رحم و کرم تم پر نہ ہوتا اور یہ بات نہ ہوتی کہ اللہ بڑا شفیق و رحیم ہے، (تو یہ چیز جو ابھی تمہارے اندر پھیلائی گئی تھی بدترین نتائج دکھا دیتی)۔

واقعہ افک اصل میں ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا پر الزام تھا – اس افواہ کو منافقین نے پھیلایا اور کافی دن مدینہ میں اس پر ماحول پس مردہ رہا اور مسلمانوں کی آزمائش ہوئی

رسول اللہ ﷺ کا دستور تھا کہ سفر میں جاتے ہوئے ازواج مطہرات کے درمیان قرعہ اندازی فرماتے تھے جس کا قرعہ نکل آتا اسے ہمراہ لے جاتے۔اس غزوہ میں قرعہ حضرت عائشہ رض

کے نام نکلا اور آپ ﷺ انہیں ساتھ لےگئے غزوے سے واپسی میں ایک جگہ پڑاؤ ڈالا گیا۔حضر ت عائشہ اپنی حاجت کےلئےگئیں اور اپنی بہن کا ہار جسے عاریتاً لےگئی تھیں کھو بیٹھیں،احساس ہوتے ہی فوراً اس جگہ واپس گئیں جہاں ہار غائب ہوا تھا اسی دوران وہ لوگ آئے جو آپ کا ہودج اونٹ پر لادا کرتے تھے، انہوں نے سمجھا کہ آپ ہودج کے اندر تشریف فرماہیں ۔اس لئے اسے اونٹ پر لاد دیا اور ہودج کےہلکے پن پر نہ چونکے۔کیونکہ عائشہ رض ابھی نو عمر تھیں۔بدن موٹااور بوجھل نہ تھا نیز چونکہ کئی آدمیوں نے مل کر ہودج اٹھایا تھااسلئے بھی ہلکے پن پر تعجب نہ ہوا۔اگر صرف ایک آدمی یا دو آدمی اٹھاتے تو انہیں ضرور محسوس ہوجاتا۔بہرحال حضرت عائشہ رض ہار ڈھونڈھ کر قیام گاہ پہنچیں تو پورا لشکرجاچکا تھا،اور میدان بالکل خالی پڑا تھا نہ کوئی پکارنے والا اور نہ جواب دینے والا،وہ اس خیال سے وہیں بیٹھ گئیں کہ اگرلوگ انہیں نہ پائیں گےتو پلٹ کر واپس اسی جگہ تلاش کرنے آئیں گے۔لیکن اللہ اپنے امر پر غالب ہے وہ بالائے عرش سے جو تدبیر چاہتا ہے کرتا ہے۔چنانچہ حضرت عائشہ رض کی آنکھ لگ گئی اور وہ سو گئیں پھر صفوان بن معطل رض کی یہ آواز سن کر بیدار ہوئیں کہ "انا للہ وانا الیہ راجعون" رسول اللہ ﷺ کی بیوی ۔۔۔۔۔؟ وہ پچھلی رات کو چلا آرہا تھا۔صبح کو اس جگہ پہنچا جہاں آپ موجود تھیں۔انہوں نے جب حضرت عائشہ رض کو دیکھا تو پہچان لیا ،کیونکہ وہ پردے کا حکم نازل ہونے پہلے بھی انہیں دیکھ چکےتھے۔انہوں نے انا للہ پڑھی اور اپنی سوار ی بٹھا کر حضرت عائشہ رض کے قریب کر دی۔ حضرت عائشہ رض اس پر سوار ہو گئیں ۔حضرت صفوان نے انا للہ کے سوا زبان سے ایک لفظ نہ نکالا چپ چاپ سواری کی نکیل تھامی اور پیدل چلتے ہوئے لشکر میں آگئے ۔یہ ٹھیک دوپہر کا وقت تھا اور لشکر پڑاؤ ڈال چکاتھا۔انہیں اسی کیفیت میں آتاد دیکھ کر مختلف لوگوں نے اپنے اپنے انداز میں تبصرہ کیا اور اللہ کے دشمن خبیث عبد اللہ بن ابی کو بھڑاس نکالنے کا ایک موقع مل گیا ۔چنانچہ اس کے پہلو میں نفاق اور حسد کی جو چنگاری سلگ رہی تھی اس نے اس کے کرب پنہاں کو عیاں اور نمایاں کیا،یعنی بدکاری کی تہمت تراش کر واقعات کے تانے بانے بننا ،تہمت کے خاک میں رنگ بھرنا ،اور اسے پھیلانابڑھانا ادھیڑنا اور بننا شروع کیا ۔اس کے ساتھی اسی بات کو بنیاد بنا کر اس کا تقرب حاصل کرنے لگے۔اور جب مدینہ آئے تو ان تہمت تراشوں نے خوب جم کرپروپیگنڈہ کیا۔ادھر رسو ل اللہ ﷺ خاموش تھے کچھ بول نہیں رہے تھے،لیکن جب لمبے عرصے تک وحی نہ آئی تو آپ ﷺ نے حضرت عائشہ رض سے علیحدگی کے متعلق اپنے خاص صحابہ سے مشورہ کیا حضرت علی رضی اللہ عنہ نے صراحت کیئے بغیر اشاروں اشاروں میں مشورہ دیا کہ آپ ان سے علیحدگی اختیار کرکے کسی اور سے شادی کر لیں،لیکن حضرت اسامہ وغیرہ نے مشورہ دیا کہ آپ ﷺ انہیں اپنی زوجیت سے میں برقرار رکھیں،اور دشمنوں کی بات پر کان نہ دھریں۔اس کے بعد آپ ﷺ نے منر پر کھڑے ہوکر عبد اللہ بنن ابی کی ایذارسانیوں سے نجات دلانے کی طرف توجہ دلائی،اس پر حضرت سعد بن معاذ اور اسیدبن حضیررضی اللہ عنھما نے اسکے قتل کی اجازت چاہی لیکن حضرت سعد بن عبادہ پر جو عبدا للہ بن ابی کے قبیلہ خزرج کے سردار تھے قبائلی حمیت غالب آگئی،اور دونوں حضرات میں ترش کلامی ہو گئی،جس کے نتیجے میں دونوں قبیلے بھڑک اٹھے ،رسول اللہ ﷺ نے خاصی مشکل سے انہیں خاموش کیا

،پھر خود بھی خاموش ہوگئے۔ادھر حضرت عائشہ رض کا حال یہ تھا کہ وہ غزوے سے واپس آتے ہی بیمارپڑگئی تھیں اور ایک مہینےتک مسلسل بیمار رہیں انہیں اس تہمت کے بارے میں کچھ بھی معلوم نہ تھا ،البتہ انہیں یہ بات کھٹکتی رہتی تھی کہ بیماری کی حالت میں رسول اللہ ﷺ کی طرف سے جو لطف و عنایت ہو ا کرتی تھی اب وہ نظر نہیں آرہی تھی۔بیماری ختم ہوئی تو وہ ایک رات ام مسطح کے ہمراہ قضائے حاجت کےلئے میدان میں گئیں،اتفاق سے ام مسطح اپنی چادر میں پھنس کر پھسل گئیں اور اس پر انہوں نے اپنے بیٹے کو بد دعا دی ۔حضرت عائشہ رض نے اس حرکت پر انہیں ٹوکا تو انہوں نے حضرت عائشہ رض کو یہ بتلانے کےلئے کہ میرا بیٹا بھی پرو پیگنڈے کے جرم میں شریک ہے تہمت کا واقعہ کہہ سنایا۔حضرت عائشہ رض نے واپس آکر اس خبر کا ٹھیک ٹھیک پتہ لگانےکی غرض سے رسول اللہ ﷺسے والدین کے پاس جانے کی اجازت چاہی پھر اجاز ت پا کر والدین کے پاس تشریف لے گئیں اور صورت حال کا یقینی طورپ علم ہو گیا تو بے اختیار رونے لگیں۔اورپھر دو راتیں اور ایک دن روتے روتے گذر گیا۔اس دوران نہ نیند کا سرمہ لگایا نہ آنسوکی جھڑی رکی ۔وہ محسوس کرتی تھیں کہ روتے روتے کلیجہ شق ہو جائے گا۔اسی حالت میں رسول اللہ ﷺ تشریف لائے کلمہ شہادت پر مشتمل خطبہ پڑھااور اما بعد کہہ کر فرمایا: اے عائشہ مجھے تمہارے متعلق ایسی اور ایسی بات کا پتہ چلا ہے ،اگر تم اس سے بری ہو تو اللہ تعالی عنقریب تمہاری برات نازل فرما دیں گے ۔اور اگر خدا نخواستہ تم سے کوئی گناہ سرزد ہو گیا ہے تو تم اللہ سےمغفرت مانگو اور توبہ کر کیونکہ بندہ جب کوئی گناہ کا اقرار کرےکے اللہ کے حضورتوبہ کرتاہے تو اللہ تعالیٰ اس کی توبہ قبول کر لیتے ہیں۔اس وقت حضرت عائشہ رض کے آنسو ایک دم تھم گئے اور اب انہیں آنسو کا ایک قطرہ بھی محسوس نہ ہو رہا تھا۔انہوں نے اپنے والدین سے کہا کہ وہ آپﷺ کو جواب دیں لیکن ان کی سمجھ میں کچھ نہ آیا کہ وہ کیا جواب دیں۔اس کے بعد حضرت عاشہ رض نے خو ہی کہا: "واللہ میں جانتی ہوں کہ یہ بات سنتے سنتے آپ لوگوں کے دلوں میان چھی طرح بیٹھ گئ ہے اور آپ لوگوں نے اسے بالکل سچ مان لیا ہے اسلئے اب اگر میں یہ کہوں کہ میں بری ہوں اور اللہ خوب جانتا ہے کہ میں بری ہوں۔تو اُ لوگ میری بات سچ نہیں سمجھیں گئے اور اگر میں کسی بات کا اعتراف کر لوں ۔۔۔حالانکہ اللہ خوب جانتا کہ میں سے بری ہوں۔۔۔تو آپ لوگ صحیح مان لیں گے۔ایسی صورت میں واللہ میرے لئے اور آپ لوگوں کے لئے وہی مثل ہے جسے حضرت یوسفؑ کے والد نے کہا تھا کہ" :

فصبر جمیل واللہ المستعان علیٰ ما تصفون۔

صبر ہی بہتر ہے اور جو کچھ تم لوگ کہتے ہو اس پر اللہ کی مدد مطلوب ہے۔

اس کے بعد حضرت عائشہ رض دوسری طرف جا کر لیٹ گئیں اور اسی وقت رسول اللہ ﷺ پروحی کا نزول شروع ہو گیا۔جب آپ ﷺ پر نزول وحی کی شدت و کیفیت ختم ہوئی تو آپ مسکرارہےتھےاور آپ ﷺ نے پہلی بات جو فرمائی تھی وہ یہ تھی کہ:اے عائشہ رض اللہ نے تمہیں بری کر دیا۔اس پر (خوشی سے) ان کی ماں بولیں (عائشہ) حضور کی جانب اٹھواشکریہ

ادا کرو) انہوں نے اپنے دامن کی براءت اور رسول اللہ ﷺ کی محبت پر اعتمادووثوق کے سبب قدرے ناز کے انداز سے کہا : "واللہ میں تو ان کی طرف نہ اٹھوں گی اور صرف اللہ حمد کروں گی" اس موقع پر واقعہ افک سے متعلق جو آیات اللہ نے نازل فرمائی وہ سورہ نور کی دس آیات ہیں جو:

ان الذین جاء وک بالا فک عصبۃ منکم" سے شروع ہوتی ہیں۔

یہ واقعہ امام زہری نے بیان کیا- تمنا عمادی کا کہنا ہے کہ یہ واقعہ ایسا نہیں ہوا بلکہ معلوم نہیں یہ کس کے بارے میں آیات ہیں

دوم تمنا عمادی نے اس کو امام الزہری کی گھرنٹ قرار دیا کہ انہوں نے اس کو شامی لوگوں کے ساتھ یا بنی امیہ کے ساتھ مل کر گھڑا اور یہ سب عبد الملک بن مروان کے کہنے پر کیا گیا

اسی قسم کی بے سروپا باتیں امام الزہری پر تحقیق میں تمنا نے لکھیں جس کو بعد میں حبیب الرحمان کاندھلوی گروپ نے چھاپا-

بہر الحال مقدمہ کے پہلو یہ ہیں کہ

اول اس کو صرف امام الزہری نے روایت کیا ہے ان کا تفرد ہے

راقم کہتا ہے یہ دعوی باطل ہے-امام الزہری کا اس واقعہ کو روایت کرنے میں تفرد نہیں ہے

کتاب المعجم الکبیر از طبرانی میں واقعہ تفصیلی موجود ہے- سند الگ ہے یہاں اس کو ابن عمر سے روایت کیا گیا ہے الزہری کا نام و نشان نہیں ہے

حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ خَلَّادٍ الدَّوْرَقِيُّ، ثنا سَعْدَانُ بْنُ زَكَرِيَّا الدَّوْرَقِيُّ، قَالَ: ثنا إِسْمَاعِيلُ بْنُ يَحْيَى بْنِ عَبْدِ اللهِ التَّيْمِيُّ، عَنِ ابْنِ أَبِي ذِئْبٍ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ، قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا أَرَادَ سَفَرًا أَقْرَعَ بَيْنَ نِسَائِهِ أَثْلَاثًا،

صحیح بخاری میں امام زہری کے علاوہ یہ سلیمان ، عن ابي الضحی ، عن مسروق کی سند سے بھی ہے کہ افک کی آیات عائشہ رضی اللہ عنہا سے متعلق ہیں

فواد عبدالباقی حدیث نمبر: 2488

حدثني بشر بن خالد ، اخبرنا محمد يعني ابن جعفر ، عن شعبة ، عن سليمان ، عن ابي الضحى ، عن مسروق ، قال: " دخلت على عائشة وعندها حسان بن ثابت، ينشدها شعرا يشبب بابيات له، فقال: حصان رزان ما تزن بريبة وتصبح غرثى من لحوم الغوافل فقالت له عائشة : لكنك لست كذلك، قال مسروق: فقلت لها: لم تاذنين له يدخل عليك وقد، قال الله: والذي تولى كبره منهم له عذاب عظيم سورة النور آية 11، فقالت: فاي عذاب اشد من العمى؟ إنه كان ينافح او عن رسول الله صلى الله .عليه وسلم

مسروق سے روایت ہے کہ میں ام المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس گیا، ان کے پاس سیدنا حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ بیٹھے تھے، ایک شعر سنا رہے تھے، اپنی غزل میں سے جو چند بیتوں کی انہوں نے کہی تھی: وہ شعر یہ ہے۔ پاک ہیں اور عقل والی ان پہ کچھ تہمت نہیں صبح کو اٹھتی ہیں بھوکی غافلوں کے گوشت سے ، سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے حسان رضی اللہ عنہ سے کہا:تو ایسا نہیں ہے مسروق نے کہا: میں نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہا: آپ حسان کو اپنے پاس کیوں آنے دیتی ہیں حالانکہ اللہ تعالیٰ نے اس کی شان میں فرمایا: «وَالَّذِي تَوَلَّى كِبْرَهُ مِنْهُمْ لَهُ عَذَابٌ عَظِيمٌ» (۲۴-النور:۱۱) یعنی جس شخص نے ان میں سے بیڑا اٹھایا بڑی بات کا (یعنی سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا پر تہمت لگانے کا) اس کے واسطے بڑا عذاب ہے۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا: اس سے زیادہ عذاب کیا ہو گا کہ وہ اندھا ہو گیا اور کہا کہ حسان جواب دیا کرتا تھا یا ہجو کرتا تھا کافروں کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے۔

روایت میں ہے

يَا مَعْشَرَ الْمُسْلِمِينَ مَنْ يَعْذُرُنِي مِنْ رَجُلٍ بَلَغَنِي أَذَاهُ فِي أَهْلِ بَيْتِي

اے مسلمانوں کون ہے جو اس شخص کے حوالے سے عذر دے کہ کہ یہ میرے اہل بیت تک کیسے جا رہا ہے

یعنی امہات المومنین کے حوالے سے آوٹ پٹانگ بک رہا ہے

دوسرا اعتراض تمنا عمادی کا تھا کہ یہ روایت مجموعہ ہے- مسند احمد میں سند ہے

حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، قَالَ: حَدَّثَنَا مَعْمَرٌ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، قَالَ: أَخْبَرَنِي سَعِيدُ بْنُ الْمُسَيِّبِ، وَعُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ، وَعَلْقَمَةُ بْنُ وَقَّاصٍ، وَعُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُتْبَةَ بْنِ مَسْعُودٍ، عَنْ حَدِيثِ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

سند میں امام الزہری نے ایک مکسچر بنا دیا ہے یعنی تمام اقوال جمع کر کے مکمل قصہ کی شکل دی ہے

محدثین کو یہ بات معلوم ہے اور یہ کام ابن اسحاق اور واقدی بھی کرتے ہیں جب تاریخی روایات اتی ہیں - لیکن ہم کو معلوم ہے کہ الزہری کا اس میں تفرد نہیں لہذا یہ اعتراض مضبوط نہیں رہا

واقعہ افک مدینہ میں منافقین کی وجہ سے ہوا اس پر مزید شواہد ہیں

سَعْدِ بْنِ مُعَاذٍ رضی الله عنہ المتوفی ٥ ہجری کا ذکر اتا ہے جن کی وفات غزوہ خندق کے بعد .میں ہوئی

واقعہ افک غزوہ بنی مصطلق یا غزوۂ مُرَیسیع سے واپسی پر پیش آیا جو٥ ہجری میں ہوا اس وقت تک پردے کی آیات نازل ہو چکی تھیں

ابن حجر کا بھی یہی قول ہے کہ یہ دونوں واقعات قریب ہوئے

ایک اشکال

بَرِيْرَةُ مَوْلاَةُ أُمِّ المُؤْمِنِيْنَ عَائِشَةَ کا ذکر اس میں اتا ہے کہ ان سے بھی ام المومنین کے حوالے سے سوالات پوچھے گئے

الذھبی کہتے ہیں یہ عُتْبَةَ بنِ أَبِي لَهَبٍ کی لونڈی تھیں اور پھر عائشہ رضی الله عنہا نے ان کو لیا

فِي حَدِيْثِ القَاسِمِ، عَنْ عَائِشَةَ: كَانَ فِي بَرِيْرَةَ ثَلاَثُ سُنَنٍ

یہ تین سال لونڈی رہیں

الذہبی کہتے ہیں

قُلْتُ: بَرِيْرَةُ لَمَّا أَعْتَقَتْهَا عَائِشَةُ - وَقْتَ بَاعُوْهَا - كَانَ ذَلِكَ وَابْنُ عَبَّاسٍ بِالمَدِيْنَةِ، وَإِنَّمَا قَدِمَهَا بَعْدَ عَامِ الفَتْحِ. فَأَمَّا الجَارِيَةُ الَّتِي فِي حَدِيْثِ الإِفْكِ الَّتِي سُئِلَتْ عَمَّا تَعْلَمُ مِنْ عَائِشَةَ، فَأُخْرَى غَيْرُ بَرِيْرَةَ

میں کہتا ہوں بریرہ کو جب عائشہ نے آزاد کیا ... تو ابن عباس مدینہ میں تھے اور یہ فتح مکہ کے بعد آئے - پس وہ لونڈی جو افک کی حدیث میں ہے وہ بریرہ نہیں کوئی اور ہو گی

اگر یہ غلطی ہے تو یہ نہایت معمولی ہے کیونکہ لونڈی کا نام بھلایا جا سکتا ہے

شعیب الأرناؤوط نے سیر الاعلام کی تعلیق میں کہا ہے

كون الجارية بريرة هنا، وهم من بعض الرواة نبه عليه ابن القيم، في " زاد المعاد " 3 / 268 .مؤسسة الرسالة بتحقيقنا، واخذه عنه الزركشي في " الاجابة " ص 48

الْإِجَابَةُ لِإِيْرَادِ مَا اسْتَدْرَكَتْهُ عَائِشَةُ عَلَى الصَّحَابَةِ المؤلف: أبو عبد الله بدر الدين محمد بن عبد الله بن بهادر الزركشي الشافعي (المتوفى: 794هـ) کے مطابق اس میں

وَالْمَخْلَصُ مِنْ هَذَاالْإِشْكَالِ أَنَّ تَفْسِيْرَالْجَارِيَةِ بِبَرِيْرَةَ مُدْرَجٌ فِي الْحَدِيْثِ مِنْ بَعْضِ الرُّوَاة ظَنًّا مِنْهُ أَنَّهَا هِيَ. وَهَذَا كَثِيْرًا مَّا يَقَعُ فِي الْحَدِيْثِ مِنْ تَفْسِيْرِ بَعْضِ الرُّوَاةِ، فَيُظَنُّ أَنَّهُ مِنَ الْحَدِيْث وَهُوَ نَوْع غَامِضٌ لَا يَنْتَبِهُ لَهُ إِلَّا الْحُذَّاقُ

زرکشی کا قول ہے کہ بریرہ رضی اللہ عنہا کا ذکر راوی کا ادراج ہے

ان تمام تفصیلات سے معلوم ہوا کہ امام زہری نے اس وقعہ میں اپنا کوئی اضافہ نہیں کیا ہے اور یہ صحیح ہے[12]

[12]

روایت میں مِسْطَحُ بنُ أُثَاثَةَ بنِ عَبَّادِ بنِ المُطَّلِبِ المُطَّلِبِيُّ المتوفی ٣٤ کا ذکر اتا ہے

اس واقعہ کی پاداش میں کسی کو کوڑے نہیں مارے گئے کیونکہ کوئی گواہ بن کر کھڑا نہ ہوا تھا

سنن ابو داود میں ہے

حدَّثنا قتيبةُ بنُ سعيدٍ الثقفيُّ ومالكُ بنُ عبدِ الواحد المِسمَعِيُّ -وهذا حديثه- أن ابنَ أبي عدي حدَّثهم، عن محمَّد بنِ إسحاق، عن عبدِ اللهِ بنِ أبي بكرٍ، عن عَمرةَ

عن عائِشَة، قالت: لما نزلَ عُذري قامَ النبيُّ -صلَّى الله عليه وسلم- على المِنبرِ فذَكَر ذلكَ، وتلا -تعني القرآنَ- فلما نزلَ مِن المِنْبرِ أمَرَ بالرَّجُلينِ والمرأةِ فضُرِبُوا حَدَّهم

.أمر بالرجلين والمرأة فضربوا حدهم

رسول اللہ نے حکم کیا کہ دو مردوں اور ایک عورت کو کوڑے مارے جائیں

سنن ابو داود میں ہے

:حدَّثنا النُّفيليُّ، حدَّثنا محمدُ بنُ سَلَمَة، عن محمدِ بنِ إسحاقَ، بهذا الحديثِ، لم يذكُر عائِشةَ، قال

فأَمَرَ برجلين وامرأةٍ ممن تكلمَ بالفاحِشَة: حسانَ بنِ ثابتٍ ومِسْطَح بنِ أُثاثَةَ. قال النُّفيلي: ويقولُونَ: المرأة: حمْنَةُ بنتُ جَحْشٍ

کہ ان تین کو کوڑے لگے

راقم کہتا ہے ابن اسحاق اور عبد الله بن محمَّد بن علي بن نُفَيل الحراني سے اصحاب رسول تک کی سند نہیں ہے

عبد الله بن أبي بكر بن محمد بن عمرو بن حزم بہت ارسال کرتا ہے

ابن اسحاق مدلس بھی ہے اور اس کا تفرد بھی ہے

ابن قتیبہ کے مطابق مسطح بن أثاثة رضی الله عنه

.وهو الّذي قذف «عائشة» – رضى الله عنها

-والّذي قذفت به: صفوان بن المعطّل

مسطح بن أثاثة رضی الله عنه نے الزام لگایا تھا

ابو داود کی روایت کو البانی نے حسن کہا ہے یعنی یہ صحیح کے درجے کی نہیں

راقم کہتا ہے ابن اسحق کو یونہی جھوٹا نہیں کہا گیا اس کی وجوہات بھی ہیں جن میں سے ایک یہ بھی ہے

اہل تشیع نے حادثہ افک کو مارية القبطية کے حوالے سے آیات قرار دیا ہے

تفسیر قمی میں ہے

واما قوله: (ان الذين جاؤا بالافك عصبة منكم لا تحسبوه شرا لكم بل هو خير لكم) فان العامة رووا انها نزلت في عائشة وما رميت به في غزوة بني المصطلق من خزاعة واما الخاصة فانهم رووا انها نزلت في مارية القبطية .وما رمتها به عايشة ء المنافقات

حدثنا محمد بن جعفر قال حدثنا محمد بن عيسى عن الحسن بن علي بن فضال قال حدثنا عبدالله (محمد خ ل) بن بكير عن زرارة قال: سمعت ابا جعفر عليهما السلام يقول: لما مات ابراهيم بن رسول الله صلى الله عليه وآله حزن عليه حزنا شديدا فقالت عايشة ما الذي يحزنك عليه فما هو إلا ابن جريح، فبعث رسول الله صلى الله عليه وآله عليا وامره بقتله فذهب علي عليه السلام اليه ومعه السيف وكان جريح القبطي في حائط وضرب علي عليه السلام باب البستان فأقبل اليه جريح ليفتح له الباب فلما رأى عليا عليه السلام عرف في

وجهه الغضب فأدبر راجعا ولم يفتح الباب فوثب علي عليه السلام على الحائط ونزل إلى البستان واتبعه وولى جريح مدبرا فلما خشي ان يرهقه صعد في نخلة وصعد علي عليه السلام في اثره فلما دنا منه رمى بنفسه من فوق النخلة فبدت عورته فاذا ليس له ما للرجال ولا ما للنساء فانصرف علي عليه السلام إلى النبي صلى الله عليه وآله فقال يا رسول الله إذا بعثتني في الامر اكون فيه كالمسمار المحمى في الوتر ام اثبت؟ قال فقال لا بل اثبت، فقال والذي بعثك بالحق ما له ما للرجال ولا ما للنساء فقال رسول الله صلى الله عليه وآله الحمد لله الذى يصرف عنا السوء اهل البيت

عام یہ ہے کہ یہ عائشہ کے بارے میں ہے .. لیکن خواص روایت کرتے ہیں کہ یہ مارية القبطية کے لئے نازل ہوئیں

زرارة بن أعين نے کہا میں نے ابو جعفر سے سنا کہ جب ابراہیم کی وفات ہوئی تو اپ صلی اللہ علیہ وسلم کو شدید غم ہوا یہاں تک کہ عائشہ نے کہا اپ کو کس نے غم میں مبتلا کر دیا سوائے اس جریج کے بیٹے نے (یعنی ابراہیم کو جریج کا بیٹا قرار دیا) پس یہ سن کر نبی نے علی کو ایک لشکر کے ساتھ بھیجا کہ جریج قبطی کو قتل کر دے اس کے باغ میں اور علی نے باغ کے دروازے پر ضرب لگائی – جریج آیا اور دروازہ کھولا جب علی کو دیکھا تو بھاگا … جریج ننگا ہو گیا دیکھا اس میں مردوں والی چیز نہیں ہے پس واپس آئے اور خبر دی … نبی نے فرمایا اللہ کا شکر جس نے میرے اہل بیت سے برائی کو درو رکھا

راقم کہتا ہے : میزان الاعتدال في نقد الرجال از الذہبی کے مطابق زرارة بن أعين الكوفي ایک نمبر کا جھوٹا ہے

.قال سفيان الثوري: ما رأى أبا جعفر

الثوري کہتے ہیں اس نے ابو جعفر کو نہیں دیکھا

انساب کے ماہر ابن حزم الأندلسي القرطبي (المتوفى: 456هـ) کتاب جمهرة أنساب العرب میں لکھتے ہیں

ومات إبراهيم قبل موت النبي صلى الله عليه وسلم، بأربعة أشهر؛ ودفن بالبقيع

اور ابراہیم کی وفات نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات سے چار ماہ پہلے ہوئی اور بقیع میں دفن ہوئے

یعنی ذیقعد میں ۱۰ ہجری میں وفات ہوئی اور ۱۱ ہجری میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوئی

یہ واقعہ آخری دور نبوی کا ہے اس کے بعد حجه الوداع ہوا اور یہ ممکن نہیں کہ سورہ النور سن ۹ یا ۱۰ میں نازل ہوئی ہو

تفسير التبيان في تفسير القرآن از أبي جعفر محمد بن الحسن الطوسي میں ہے

وكان سبب الافك ان عائشة ضاع عقدها في غزوة بني المصطلق، وكانت تباعدت لقضاء الحاجة، فرجعت تطلبه، وحمل هودجها على بعيرها ظنا منهم بها أنها فيه، فلما صارت إلى الموضع وجدتهم قد رحلوا عنه، وكان

صفوان ابن معطل السلمي الذكواني من وراء الجيش فمر بها، فلما عرفها أناخ بعيره حتى ركبته، وهو يسوقه .حتى أتى الجيش بعد ما نزلوا في قائم الظهيرة. هكذا رواه الزهري عن عائشة

أبي جعفر محمد بن الحسن الطوسي نے سرے سے زرارة کی روایت نقل ہی نہیں کی بلکہ وہی امام الزہری کی روایت بیان کی

تفسیر مجمع البیان از أبي علی الفضل بن الحسن الطبرسي میں بھی امام الزہری کی روایت بیان ہوئی ہے

قرآن میں ہے کہ

لو لا إذ سمعتموه ظن المؤمنون و المؤمنات بأنفسهم خيرا

کیوں نہ مومن مردوں اور عورتوں نے گمان نیک کیا اپنے دلوں جب اس کو سنا

یہ افک لوگوں میں پھیل گیا تھا لیکن ابی جعفر سے منسوب قول میں ابراہیم پسر نبی کو ولد الزنا کا قول لوگوں میں پھیلا نہیں کہا گیا

لہذا شیعہ عالم الطباطبائي نے تفسیر تفسیر المیزان میں عبد الله بن بکیر اور زرارہ کی روایت کو رد کیا ہے

.و هذه الروايات لا تخلو من نظر.....اللهم إلا أن تكون الروايات قاصرة في شرحها للقصة

الطباطبائي نے کہا یہ روایات نظر سے خالی نہیں ... اور ان آیات کی شرح میں قاصر ہیں

واقعہ افک پر خوارج کی آراء

تفسیر الهواري کے مطابق

هذا كان في شأن عائشة

آیات کا شان نزول عائشہ سے متعلق ہے

تفسیر اطفیش کے مطابق

اصحاب امام زہری

بعض روایات امام زہری سے منسوب کی گئی جبکہ راوی کا سماع ان سے ممکن نہیں اور بعض لوگوں نے ان سے روایت کیا جن پر کلام ہے اور محدثین کی ایک جماعت نے اصحاب زہری پر کلام کیا ہے

صحیح بخاری کی حدیث ہے کہ واقعہ افک میں سوال ہوا

رسول اللہ نے (اپنی زوجہ سے) دریافت فرمایا کہ زینب ! تم نے بھی کوئی چیز (عائشہ میں) کبھی دیکھی ہے ؟ انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ ! میرے کان اور میری آنکھ کو خدا سلامت رکھے ، میں نے ان کے اندر خیر کے سوا اور کوئی چیز نہیں دیکھی ۔ عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ ازواج مطہرات میں وہی ایک تھیں جو مجھ سے بھی اوپر رہنا چاہتی تھیں لیکن اللہ تعالیٰ نے ان کی پرہیز گاری کی وجہ سے انہیں تہمت لگانے سے محفوظ رکھا ۔ لیکن ان کی بہن حمنہ ان کے لئے لڑی اور تہمت لگانے والوں کے ساتھ وہ بھی ہلاک ہوگئی ۔

راقم کہتا ہے حمنة بنت جحش رضی الله عنہا، نبی صلی الله علیہ وسلم کی کزن تھیں- یہ رسول الله کی چچی أمیمة بنت عبد المطلب کی بیٹی تھیں – پہلے یہ مصعب بن عُمَیر کی بیوی تھیں جنگ احد میں جب مصعب بن عُمَیر شہید ہوئے تو یہ طلحة بن عُبَید الله کی بیوی بنیں

أفك سے پہلے پردے کی آیات نازل ہو چکی تھیں لہذا اس طرح مومن عورتوں کا منافقوں سے گٹھ جوڑ ممکن نہیں کہ وہ عبد الله بن ابی سے ملتی ہوں اور ام المومنین کے خلاف کسی سازش کا حصہ بن گئی ہوں

صحیحین سے باہر کی کتب میں یہ تک کہا گیا کہ اس میں ان پر حد لگی جبکہ حد قذف کے احکام بعد میں نازل ہوئے ہیں

إنَّ الَّذين جاءوا بالإفك } الكذب العظيم ، وهو قذف عائشة وصفوان بالزنى { عُصبةٌ } جماعة ، وأصله الجماعة المتعصبون

یہ واقعہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے متعلق ہوا

یہ خوارج کی مشہور تفاسیر ہیں

عن عائشة -رضي اللَّه عنها-، قالت: "لما نزل عُذْرِي قام النبيُّ -صلى اللَّه عليه وسلم- عَلَى المنبر، فذكر ذاكَ، وتلا -تعني القرآن- فلما نزلَ من المنبر أمر بالرجلين والمرأة، فضُرِبوا حَدَّهم

منذری نے سنن ابو داود میں کہا ہے کہ

.وقد تقدم الاختلاف في الاحتجاج بحديث محمد بن إسحاق

سند میں ابن اسحق ہے جس سے دلیل لینے پر اختلاف ہے

الْقَاضِي عِيَاضٌ نے کہا

وَعِنْدِي أَنَّهُ إِنَّمَا لَمْ يُحَدَّ؛ لِأَنَّهُ لَمْ يَقْذِفْ

میرے نزدیک عبد اللہ بن ابی پر کوئی حد نہیں لگی کیونکہ اس نے الزام نہیں لگایا تھا

الْمَاوَرْدِيِّ کہتے ہیں

إِنَّهُ – صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ – لَمْ يَجْلِدْ أَحَدًا مِنْ الْقَذَفَةِ، لِعَائِشَةَ

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی کو قذف میں کوڑے عائشہ کے لئے نہیں مارے

حمنة بنت جحش سات سال تک استحاضہ کی بیماری میں مبتلا رہیں یہاں تک کہ نمازوں کا مسئلہ رہا یہ ممکن نہیں کہ ایک بیمار عورت اس طرح مدینہ میں سازش کا حصہ بن جائے

صحیح بخاری میں ابراہیم بن سعد نے امام زہری سے روایت کیا ہے کہ

عروہ نے پہلی سند کے حوالے سے یہ بھی کہا کہ حسان بن ثابت ' مسطح بن اثاثہ اور حمنہ بنت جحش کے سوا تہمت لگانے میں شریک کسی کا بھی نام نہیں لیا کہ مجھے ان کا علم ہوتا ۔ اگرچہ اس میں شریک ہونے والے بہت سے تھے ۔ جیسا کہ اللہ تعالی نے ارشاد فرمایا (کہ جن لوگوں نے تہمت لگائی ہے وہ بہت سے ہیں) لیکن اس معاملہ میں سب سے بڑھ چڑھ کر حصہ لینے والا عبد اللہ بن ابی ابن سلول تھا ۔

سند میں ابراہیم بن سعد ہے اور اس شخص پر جرح ہے

إبراهيم بن سعد بن إبراهيم بن عبد الرحمن بن عوف المتوفى ١٨٤ ھ یا ١٨٥ ھ

امام المحدثین یحیی بن سعید القطان اس راوی کے سخت خلاف ہیں

امام احمد کے بیٹے العلل میں بتاتے ہیں کہ

قال عبد الله بن أحمد: حدثني أبي. قال: ذكرنا عند يحيى بن سعيد حديثا من حديث عقيل. فقال لي يحيى: يا أبا عبد الله، عقيل وإبراهيم بن سعد!! عقيل وإبراهيم بن سعد!! كأنه يضعفهما. قال أبي: . وأي شيء ينفعه من ذا، هؤلاء ثقات، لم يخبرهما يحي. «العلل» (282 و2475 و3422)

میرے باپ نے ذکر کیا کہ یحیی کے سامنے عقیل کی حدیث کا ہم نے ذکر کیا انہوں نے کہا اے ابو عبد الله عقیل اور ابراہیم بن سعد، عقیل اور ابراہیم بن سعد جیسا کہ وہ تضعیف کر رہے ہوں

کتاب سیر الاعلام النبلاء کے مطابق

.كَانَ وَكِيْعٌ كَفَّ عَنِ الرِّوَايَةِ عَنْهُ، ثُمَّ حَدَّثَ عَنْهُ

وَكِيْعٌ اس کی روایت سے رکے رہے پھر روایت کرنا شروع کر دیا

اس کے برعکس امام عقیلی کہتے ہیں بحوالہ إكمال تهذيب الكمال في أسماء الرجال از مغلطاي

ذكره العقيلي في كتاب " الجرح والتعديل " قال: قال عبد الله بن أحمد بن حنبل قال أبي: حدثنا .وكيع مرة عن إبراهيم بن سعد، ثم قال: أجيزوا عليه وتركه بأخرة

عقیلی نے اس کا ذکر کتاب الجرح والتعدیل میں کیا اور کہا کہ عبد الله نے کہا کہ امام احمد نے کہا وکیع نے ایک بار ابراہیم سے روایت کیا پھر کہا اور ... آخر میں بالکل ترک کر دیا

.قَالَ صَالِحُ بنُ مُحَمَّدٍ جَزَرَةُ: سَمَاعُهُ مِنَ الزُّهْرِيِّ لَيْسَ بِذَاكَ، لأَنَّهُ كَانَ صَغِيْراً

صَالِحُ بنُ مُحَمَّدٍ جَزَرَةُ نے کہا اس کا سماع امام الزہری ویسا (اچھا نہیں) ہے کیونکہ یہ چھوٹا تھا

تاریخ الاسلام میں الذھبی نے جزرہ کا قول پیش کیا کہ كَانَ صغيرا حين سمع من الزهري انہوں نے بچپنے میں الزہری سے سنا

کتاب إكمال تهذيب الكمال في أسماء الرجال از مغلطاي کے مطابق أبي عبد الرحمن السلمي نے کہا

قدم إبراهيم العراق سنة أربع وثمانين ومائة، فأكرمه الرشيد وأظهر بره، وتوفي في هذه السنة، وله .خمس وسبعون سنة

ابراہیم عراق سن ١٨٤ ھ میں پہنچے ان کی الرشید نے عزت افزائی کی اور اسی سال انتقال ہوا اور یہ ٧٥ سال کے تھے

اس دور میں عراقیوں نے ان سے روایات لیں جن پر امام یحیی بن سعید القطان اور امام وکیع کو اعتراض تھا اور انہوں نے ان کو ترک کیا لیکن امام احمد امام ابن معین نے ان کی روایات لے لیں اور اسی طرح امام بخاری و مسلم کے شیوخ نے بھی لے لیں[13]

---

[13]

اور دوسری حدیث صحیح مسلم کی ہے

اس کی سند ہے

حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَمُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ قَالَا حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ

سند میں حماد بن اسامہ ہے جس کے لئے محدثین نے کہا تھا

يعقوب بن سفيان بن جوان الفارسي الفسوي، أبو يوسف (المتوفى: 277هـ) کتاب المعرفة والتاريخ میں لکھتے ہیں

.قَالَ عُمَرُ: سَمِعْتُ أَبِي يَقُولُ: كَانَ أَبُو أُسَامَةَ إِذَا رَأَى عَائِشَةَ فِي الْكِتَابِ حَكَّهَا فَلَيْتَهُ لَا يَكُونُ إِفْرَاطٌ فِي الْوَجْهِ الْآخَرِ

سَمِعْتُ مُحَمَّدَ بْنَ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ نُمَيْرٍ يُوهِنُ أَبَا أُسَامَةَ، ثُمَّ قَالَ يُعْجَبُ لِأَبِي بَكْرِ بْنِ أَبِي شَيْبَةَ وَمَعْرِفَتِهِ بِأَبِي أُسَامَةَ ثُمَّ هُوَ يُحَدِّثُ عَنْهُ

عمر بن حفص بن غیاث المتوفی ۲۲۲ ھ کہتے ہیں میں نے اپنے باپ کو کہتے سنا ابو اسامہ جب کتاب میں عائشہ لکھا دیکھتا تو اس کو مسخ کر دیتا یہاں تک کہ اس (روایت) میں پھر کسی دوسری جانب سے اتنا افراط نہیں آ پاتا

یعقوب بن سفیان کہتے ہیں میں نے مُحَمَّدَ بْنَ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ نُمَيْرٍ کو سنا وہ ابو اسامہ کو کمزور قرار دیتے تھے پھر کہا مجھے (مُحَمَّدَ بْنَ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ نُمَيْرٍ کو) ابی بکر بن ابی شیبہ پر تعجب ہوتا ہے کہ وہ اس ابو اسامہ کو جانتے ہیں لیکن پھر بھی اس سے روایت لیتے ہیں

اللہ تعالی کا دیوتا کی صورت اختیار کرنا

صحیح بخاری کی حدیث ہے

ہم سے عبدالعزیز بن عبداللہ اویسی نے بیان کیا، کہا ہم سے ابراہیم بن سعد نے بیان کیا، ان سے ابن شہاب نے، ان سے عطاء بن یزید لیثی نے اور ان سے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ لوگوں نے پوچھا: یا رسول اللہ! کیا ہم قیامت کے دن اپنے رب کو دیکھیں گے؟ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا، کیا چودھویں رات کا چاند دیکھنے میں کوئی دشواری ہوتی ہے؟ لوگوں نے عرض کیا نہیں یا رسول اللہ! پھر آپ نے پوچھا کیا جب بادل نہ ہوں تو تمہیں سورج کو دیکھنے میں کوئی دشواری ہوتی ہے؟ لوگوں نے کہا نہیں یا رسول اللہ! نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ پھر تم اسی طرح اللہ تعالیٰ کو دیکھو گے قیامت کے دن اللہ تعالیٰ لوگوں کو جمع کرے گا اور فرمائے گا کہ تم میں جو کوئی جس چیز کی پوجا پاٹ کیا کرتا تھا وہ اس کے پیچھے لگ جائے۔ چنانچہ جو سورج کی پوجا کرتا تھا وہ سورج کے پیچھے ہو جائے گا، جو چاند کی پوجا کرتا تھا وہ چاند کے پیچھے ہو جائے گا اور جو بتوں کی پوجا کرتا تھا وہ بتوں کے پیچھے لگ جائے گا پھر یہ امت باقی رہ جائے گی اس میں بڑے درجہ کے شفاعت کرنے والے بھی ہوں گے یا منافق بھی ہوں گے ابراہیم کو ان لفظوں میں شک تھا۔ پھر اللہ ان کے پاس آئے گا اور فرمائے گا کہ میں تمہارا رب ہوں، وہ جواب دیں گے کہ ہم یہیں رہیں گے۔ یہاں تک کہ ہمارا رب آ جائے، جب ہمارا رب آ جائے گا تو ہم اسے پہچان لیں گے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ ان کے پاس اس صورت میں آئے گا جسے وہ پہچانتے ہوں گے اور فرمائے گا کہ میں تمہارا رب ہوں، وہ اقرار کریں گے کہ تو ہمارا رب ہے۔ چنانچہ وہ اس کے پیچھے ہو جائیں گے اور دوزخ کی پیٹھ پر پل صراط نصب کر دیا جائے گا اور میں اور میری امت سب سے پہلے اس کو پار کرنے والے ہوں گے اور اس دن صرف انبیاء بات کر سکیں گے اور انبیاء کی زبان پر یہ ہو گا۔ اے اللہ! مجھ کو محفوظ رکھ، مجھ کو محفوظ رکھ۔ اور دوزخ میں درخت سعدان کے کانٹوں کی طرح آنکڑے ہوں گے۔ کیا تم نے سعدان دیکھا ہے؟ لوگوں نے جواب دیا کہ جی ہاں، یا رسول اللہ! تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وہ سعدان کے کانٹوں ہی کی طرح ہوں گے البتہ وہ اتنے بڑے ہوں گے کہ اس کا طول و عرض اللہ کے سوا اور کسی کو معلوم نہ ہو گا۔ وہ لوگوں کو ان کے اعمال کے بدلے میں اچک لیں گے تو ان میں سے کچھ وہ ہوں گے جو تباہ ہونے والے ہوں گے اور اپنے عمل بد کی وجہ سے وہ دوزخ میں گر جائیں گے یا اپنے عمل کے ساتھ بندھے ہوں گے اور ان میں بعض ٹکڑے کر دیئے جائیں گے یا بدلہ دیئے جائیں گے یا اسی جیسے الفاظ بیان کئے۔ پھر اللہ تعالیٰ تجلی فرمائے گا اور جب بندوں کے درمیان فیصلہ کر کے فارغ ہو گا اور دوزخیوں میں سے جسے اپنی رحمت سے باہر نکالنا چاہے گا تو فرشتوں کو حکم دے گا کہ جو اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہیں ٹھہراتے تھے انہیں دوزخ سے باہر نکالیں، یہ وہ لوگ ہوں گے جن پر اللہ تعالیٰ رحم کرنا چاہے گا۔ ان میں سے جنہوں نے کلمہ لا الہٰ الا اللہ کا اقرار کیا تھا۔ چنانچہ فرشتے انہیں سجدوں کے نشان سے دوزخ میں پہچانیں گے۔ دوزخ ابن آدم کا ہر

عضو جلا کر بھسم کر دے گی سوا سجدہ کے نشان کے، کیونکہ اللہ تعالیٰ نے دوزخ پر حرام کیا ہے کہ وہ سجدوں کے نشان کو جلائے (یا اللہ! ہم گنہگاروں کو دوزخ سے محفوظ رکھیو ہم کو تیری رحمت سے یہی امید ہے) چنانچہ یہ لوگ دوزخ سے اس حال میں نکالے جائیں گے کہ یہ جل بھن چکے ہوں گے۔ پھر ان پر آب حیات ڈالا جائے گا اور یہ اس کے نیچے سے اس طرح اگ کر نکلیں گے جس طرح سیلاب کے کوڑے کرکٹ سے سبزہ اگ آتا ہے۔ پھر اللہ تعالیٰ بندوں کے درمیان فیصلہ سے فارغ ہو گا۔ ایک شخص باقی رہ جائے گا جس کا چہرہ دوزخ کی طرف ہو گا، وہ ان دوزخیوں میں سب سے آخری انسان ہو گا جسے جنت میں داخل ہونا ہے۔ وہ کہے گا: اے رب! میرا منہ دوزخ سے پھیر دے کیونکہ مجھے اس کی گرم ہوا نے پریشان کر رکھا ہے اور اس کی تیزی نے جھلسا ڈالا ہے۔ پھر اللہ تعالیٰ سے وہ اس وقت تک دعا کرتا رہے گا جب تک اللہ چاہے گا۔ پھر اللہ تعالیٰ فرمائے گا کیا اگر میں تیرا یہ سوال پورا کر دوں گا تو تو مجھ سے کچھ اور مانگے گا؟ وہ کہے گا نہیں، تیری عزت کی قسم! اس کے سوا اور کوئی چیز نہیں مانگوں گا اور وہ شخص اللہ رب العزت سے بڑے عہد و پیمان کرے گا۔ چنانچہ اللہ اس کا منہ دوزخ کی طرف سے پھیر دے گا۔ پھر جب وہ جنت کی طرف رخ کرے گا اور اسے دیکھے گا تو اتنی دیر خاموش رہے گا جتنی دیر اللہ تعالیٰ اسے خاموش رہنے دینا چاہے گا۔ پھر وہ کہے گا: اے رب! مجھے صرف جنت کے دروازے تک پہنچا دے۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا کیا تو نے وعدہ نہیں کیا تھا کہ جو کچھ میں نے دیا ہے اس کے سوا اور کچھ کبھی تو نہیں مانگے گا؟ افسوس ابن آدم تو کتنا وعدہ خلاف ہے۔ پھر وہ کہے گا: اے رب! اور اللہ سے دعا کرے گا۔ آخر اللہ تعالیٰ پوچھے گا کیا اگر میں نے تیرا یہ سوال پورا کر دیا تو اس کے سوا کچھ اور مانگے گا؟ وہ کہے گا تیری عزت کی قسم! اس کے سوا اور کچھ نہیں مانگوں گا اور جتنے اللہ چاہے گا وہ شخص وعدہ کرے گا۔ چنانچہ اسے جنت کے دروازے تک پہنچا دے گا۔ پھر جب وہ جنت کے دروازے پر کھڑا ہو جائے گا تو جنت اسے سامنے نظر آئے گی اور دیکھے گا کہ اس کے اندر کس قدر خیریت اور مسرت ہے۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ جتنی دیر چاہے گا وہ شخص خاموش رہے گا۔ پھر کہے گا: اے رب! مجھے جنت میں پہنچا دے۔ اللہ تعالیٰ اس پر کہے گا کیا تو نے وعدہ نہیں کیا تھا کہ جو کچھ میں نے تجھے دے دیا ہے اس کے سوا تو اور کچھ نہیں مانگے گا۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا افسوس! ابن آدم تو کتنا وعدہ خلاف ہے۔ وہ کہے گا: اے رب! مجھے اپنی مخلوق میں سب سے بڑھ کر بدبخت نہ بنا۔ چنانچہ وہ مسلسل دعا کرتا رہے گا یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ اس کی دعاؤں پر ہنس دے گا، جب ہنس دے گا تو اس کے متعلق کہے گا کہ اسے جنت میں داخل کر دو۔ جنت میں اسے داخل کر دے گا تو اس سے فرمائے گا کہ اپنی آرزوئیں بیان کر، وہ اپنی تمام آرزوئیں بیان کر دے گا۔ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ اسے یاد دلائے گا۔ وہ کہے گا کہ فلاں چیز، فلاں چیز، یہاں تک کہ اس کی آرزوئیں ختم ہو جائیں گی تو اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ یہ آرزوئیں اور انہی جیسی تمہیں ملیں گی

اس روایت میں الفاظ ایسے ہیں جو رب العالمین کی تجسیم کی طرف مائل ہیں

الله تعالی روز محشر اپنے عرش پر ہوں گے جیسا قرآن میں ہے اور اس کا اس عرش کو چھوڑ کر مجسم ہو کر انسانوں کے پاس آنا کیسے ہو گا ؟ جبکہ تمام انسانیت اس وقت الله کے آگے سر جھکانے کھڑی ہو گی اور کوئی آواز نہ ہو گی سوائے رب العالمین کے کلام کے

یہ روایت دو طرق سے اتی ہے ایک میں
إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعْدٍ کی سند ہے اور دوسری میں أَبُو الْيَمَانِ الْحَكَمُ بْنُ نَافِعٍ ہے

صحیح بخاری :حَدَّثَنَا عَبْدُ العَزِيزِ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ، حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعْدٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَزِيدَ اللَّيْثِيِّ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ:

نوٹ شیخ البخاري ضعفه أبو داود ذكر أسماء من تكلم فيه وهو موثق

یہ روایت ابو داود کے نزدیک ضعیف ہے کیونکہ اس میں امام بخاری کے شیخ عبد العزیز بن عبد الله الأويسي کی انہوں نے تضعیف کی ہے تاریخ الاسلام میں الذهبی نے کہا ہے کہ ابو داود نے ان کو ثقہ کہا ہے لیکن میزان میں اس قول کو پیش کر کے لکھتے ہیں

وثقه أبو داود، وروى عن رجل عنه، ثم وجدت أني أخرجته في المغنى وقلت: قال أبو داود: ضعيف، ثم وجدت في سؤالات أبي عبيد الله الآجرى لأبي داود: عبد العزيز الاويسى ضعيف.

ان کو ابو داود نے ثقہ قرار دیا اور ایک شخص سے ان سے روایت لی پھر میں نے پایا کہ میں نے تو ان کا ذکر المغنی (ضعیف راویوں پر کتاب) میں کیا ہے اور کہا ہے ابو داود نے کہا ضعیف ہے پھر میں نے سوالات ابی عبید میں پایا کہ ابوداود نے عبد العزیز الاویسی کو ضعیف قرار دیا

یعنی الذهبی کے نزدیک ابو داود کی تضعیف والا قول صحیح ہے

صحیح مسلم :حَدَّثَنِي زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ، حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، حَدَّثَنَا أَبِي، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَزِيدَ اللَّيْثِيِّ، أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ

مسند احمد :حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ دَاوُدَ الْهَاشِمِيُّ، أَخْبَرَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعْدٍ، حَدَّثَنَا ابْنُ شِهَابٍ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَزِيدَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، أَبُو كَامِل (مظفر بن مدرك الخراساني)، قَالَ: حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعْدٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، حَدَّثَنَا عَطَاءُ بْنُ يَزِيدَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، الْمَعْنَى

ان تینوں کتابوں میں سند میں ابراہیم بن سعد ہے

أَبُو الْيَمَانِ الْحَكَمُ بْنُ نَافِعٍ کی سند

کتب حدیث میں اس روایت کا دوسرا طرق بھی ہے جس کی سند میں أبو اليمان الحكم بن نافع البهرانی الحمصی جو شُعَيْبِ بنِ أَبِي حَمْزَةَ سے روایت کر رہے ہیں جن کے لئے الذهبی کتاب سیر أعلام النبلاء میں لکھتے ہیں

سَعِيْدُ بنُ عَمْرٍو البَرْذَعِيُّ: عَنْ أَبِي زُرْعَةَ الرَّازِيِّ، قَالَ: لَمْ يَسْمَعْ أَبُو اليَمَانِ مِنْ شُعَيْبٍ إِلاَّ حَدِيْثاً وَاحِداً، وَالبَاقِي إِجَازَةً

سَعِيْدُ بنُ عَمْرٍو البَرْذَعِيُّ نے أَبِي زُرْعَةَ الرَّازِيِّ سے روایت کیا انہوں نے کہا ابو اليَمَانِ نے شُعَيْبٍ سے صرف ایک ہی حدیث روایت کی اور باقی اجازہ ہے

تهذيب الكمال کے مطابق احمد کہتے ہیں

فَكَانَ وَلَدُ شُعَيْبٍ يَقُوْلُ: إِنَّ أَبَا اليَمَانِ جَاءنِي، فَأَخَذَ كُتُبَ شُعَيْبٍ مِنِّي بَعْدُ، وَهُوَ يَقُوْلُ: أَخْبَرَنَا. فَكَأَنَّهُ .اسْتَحَلَّ ذَلِكَ، بِأَنْ سَمِعَ شُعَيْباً يَقُوْلُ لِقَوْمٍ: ارْوُوْهُ عَنِّي

قَالَ إِبْرَاهِيْمُ بنُ دَيْزِيْلَ: سَمِعْتُ أَبَا اليَمَانِ يَقُوْلُ: قَالَ لِي أَحْمَدُ بنُ حَنْبَلٍ: كَيْفَ سَمِعْتَ الكُتُبَ مِنْ شُعَيْبٍ؟ قُلْتُ: قَرَأْتُ عَلَيْهِ بَعْضَهُ، وَبَعْضُهُ قَرَأَهُ عَلَيَّ، وَبَعْضُهُ أَجَازَ لِي، وَبَعْضُهُ مُنَاوَلَةً. قَالَ: فَقَالَ فِي كُلِّهِ: أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ

شُعَيْبٍ کے بیٹے کہتے تھے کہ أَبَا اليَمَانِ میرے پاس آیا اور مجھ سے والد کی کتب لیں اور کہنے لگا اخبرنا! پس اس نے اس کو جائز سمجھا اور میرے والد ایک قوم سے کہتے یہ مجھ سے روایت (کیسے) کرتا ہے

إِبْرَاهِيْمُ بنُ دَيْزِيْلَ نے کہا میں نے أَبَا اليَمَانِ کو کہتے سنا وہ کہتے مجھ سے امام احمد نے کہا تم شُعَيْبٍ سے کتاب کیسے سنتے ہو ؟ میں نے کہا بعض میں اس پر پڑھتا ہوں اور بعض وہ مجھ کو سناتا ہے اور بعض کی اس نے اجازت دی اور بعض کا مناولہ کہا میں نے اس سب پر کہا اخبرنا شُعَيْبٌ

یعنی أَبَا اليَمَانِ الحكم بن نافع اس کا کھلم کھلا اقرار کرتے تھے کہ ہر بات جس پر وہ اخبرنا شُعَيْبٌ کہتے ہیں اس میں سے ہر حدیث ان کی سنی ہوئی نہیں ہے

أَنْبَأَ مُحَمَّدُ بْنُ يَعْقُوبَ بْنِ يُوسُفَ، ثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْحَاقَ أَبُو بَكْرٍ الصَّاغَانِيُّ، ح :الإيمان لابن منده وَأَنْبَأَ أَحْمَدُ بْنُ سُلَيْمَانَ بْنِ أَيُّوبَ بْنِ حَذْلَمٍ، ثَنَا أَبُو زُرْعَةَ عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ عَمْرِو بْنِ صَفْوَانَ، قَالَا: ثَنَا أَبُو الْيَمَانِ الْحَكَمُ بْنُ نَافِعٍ، ثَنَا شُعَيْبُ بْنُ أَبِي حَمْزَةَ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، قَالَ: أَخْبَرَنِي سَعِيدُ بْنُ الْمُسَيِّبِ، وَعَطَاءُ بْنُ يَزِيدَ اللَّيْثِيُّ، أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى، قَالَ: ثَنَا أَبُو الْيَمَانِ، قَالَ: أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ، عَنِ :كتاب التوحيد ا بن خزيمة
الزُّهْرِيِّ، قَالَ: أَخْبَرَنِي سَعِيدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ، وَعَطَاءُ بْنُ يَزِيدَ اللَّيْثِيُّ، أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ، رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ

حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ عِيسَى بْنِ الْمُنْذِرِ، وَأَبُو زُرْعَةَ الدِّمَشْقِيُّ، قَالَا: ثَنَا أَبُو :مسند الشاميين الطبراني
الْيَمَانِ، أَخْبَرَنَا شُعَيْبُ بْنُ أَبِي حَمْزَةَ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، أَخْبَرَنِي سَعِيدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ، وَعَطَاءُ بْنُ يَزِيدَ اللَّيْثِيُّ، أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ،

ان تین کتابوں میں سند میں أَبُو الْيَمَانِ الْحَكَمُ بْنُ نَافِعٍ ہے

اسطرح یہ دونوں طرق ضعیف اور نا قابل دلیل ہیں متن خود ایک معمہ ہے

مدینہ کا ویران ہونا

صحیح بخاری میں ہے

حَدَّثَنَا أَبُو اليَمَانِ، أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، قَالَ: أَخْبَرَنِي سَعِيدُ بْنُ المُسَيَّبِ، أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، يَقُولُ: «يَتْرُكُونَ المَدِينَةَ عَلَى خَيْرِ مَا كَانَتْ، لاَ يَغْشَاهَا إِلَّا العَوَافِ - يُرِيدُ عَوَافِيَ السِّبَاعِ وَالطَّيْرِ - وَآخِرُ مَنْ يُحْشَرُ رَاعِيَانِ مِنْ مُزَيْنَةَ، يُرِيدَانِ المَدِينَةَ، يَنْعِقَانِ بِغَنَمِهِمَا فَيَجِدَانِهَا وَحْشًا، حَتَّى إِذَا بَلَغَا ثَنِيَّةَ الوَدَاعِ، خَرَّا عَلَى وُجُوهِهِمَا» , (خ) 1874

ہم سے ابوالیمان نے بیان کیا، کہا ہمیں شعیب نے خبر دی، ان سے زہری نے بیان کیا، کہا کہ مجھے سعید بن مسیب نے خبر دی، ان سے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم لوگ مدینہ کو بہتر حالت میں چھوڑ جاؤ گے پھر وہ ایسا اجاڑ ہو جائے گا کہ پھر وہاں وحشی جانور، درند اور پرند بسنے لگیں گے اور آخر میں مزینہ کے دو چرواہے مدینہ آئیں گے تاکہ اپنی بکریوں کو ہانک لے جائیں لیکن وہاں انہیں صرف وحشی جانور نظر آئیں گے آخر ثنیۃ الوداع تک جب پہنچیں گے تو اپنے منہ کے بل گر پڑیں گے۔

اس کی سند میں بھی أبو اليمان الحكم بن نافع البهراني الحمصي جو شُعَيْبِ بنِ أَبِي حَمْزَةَ سے روایت کر رہے ہیں جن کے لئے الذهبی کتاب سير أعلام النبلاء میں لکھتے ہیں

سَعِيْدُ بنُ عَمْرٍو البَرْذَعِيُّ: عَنْ أَبِي زُرْعَةَ الرَّازِيِّ، قَالَ: لَمْ يَسْمَعْ أَبُو اليَمَانِ مِنْ شُعَيْبٍ إِلاَّ حَدِيْثاً وَاحِداً، وَالبَاقِي إِجَازَةً

سَعِيْدُ بنُ عَمْرٍو البَرْذَعِيُّ نے أَبِي زُرْعَةَ الرَّازِيِّ سے روایت کیا انہوں نے کہا ابو اليَمَانِ نے شُعَيْبٍ سے صرف ایک ہی حدیث روایت کی اور باقی اجازہ ہے

عقيل بن خالد بن عقيل الأيلي، أبو خالد الأموي

صحیح مسلم کی روایت ہے

و حَدَّثَنِي عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ شُعَيْبِ بْنِ اللَّيْثِ حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ جَدِّي حَدَّثَنِي عُقَيْلُ بْنُ خَالِدٍ عَنْ ابْنِ شِهَابٍ أَنَّهُ قَالَ أَخْبَرَنِي سَعِيدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ يَتْرُكُونَ الْمَدِينَةَ عَلَى خَيْرِ مَا كَانَتْ لَا يَغْشَاهَا إِلَّا الْعَوَافِي يُرِيدُ عَوَافِيَ السِّبَاعِ وَالطَّيْرِ ثُمَّ يَخْرُجُ رَاعِيَانِ مِنْ مُزَيْنَةَ يُرِيدَانِ الْمَدِينَةَ يَنْعِقَانِ بِغَنَمِهِمَا فَيَجِدَانِهَا وَحْشًا حَتَّى إِذَا بَلَغَا ثَنِيَّةَ الْوَدَاعِ خَرَّا عَلَى وُجُوهِهِمَا

ترجمہ : عبدالملک بن شعیب بن لیث، عقیل بن خالد، ابن شہاب، سعید بن مسیب، حضرت ابوہریرہ (رض) فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کو فرماتے ہوئے سنا کہ لوگ مدینہ کو خیر پر ہونے کے باوجود چھوڑ دیں گے اور درندے اور پرندے مدینہ میں رہیں گے پھر قبیلہ مزنیہ کے دو چرواہے مدینہ آنے کے ارادے سے اپنی بکریوں کو ہنکاتے ہوئے لائیں گے تو مدینہ میں وحشی جانوروں کو پائیں گے یہاں تک کہ جب وہ وداع پہاڑی کے پاس پہنچیں گے تو وہ اپنے چہروں کے بل گر پڑیں گے

اس کی سند میں عقیل بن خالد بن عقیل الأيلي، أبو خالد الأموي ہے جس کو امام یحیی بن سعید سختی سے رد کرتے

امام احمد کے بیٹے نقل کرتے ہیں

وقال عبد الله: حدثني أبي. قال: ذكرنا عد يحيى بن سعيد حديثًا من حديث عقيل، فقال لي يحيى: يا أبا عبد الله عقيل، وإبراهيم بن سعد!! عقيل، وإبراهيم بن سعد!! كأنه يضعفهما

میرے باپ نے ذکر کیا کہ یحیی کے سامنے عقیل کی حدیث کا ہم نے ذکر کیا انہوں نے کہا اے ابو عبد اللہ عقیل اور ابراہیم بن سعد، عقیل اور ابراہیم بن سعد جیسا کہ وہ تضعیف کر رہے ہوں

دجال مردے کو زندہ کرے گا

صحیح بخاری میں دو اسناد سے واقعہ ہے کہ دجال ایک مومن کو مار دے گا پھر زندہ کرے گا - اس واقعہ کا کوئی مسلم عینی شاہد نہ ہو گا صرف اہل دجال اس منظر کو دیکھیں گے - یعنی یہ واقعہ ہوا مسلمانوں کو کبھی علم ہی ہو سکے گا

اس کی سند ہے

حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ، حَدَّثَنَا اللَّيْثُ، عَنْ عُقَيْلٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، قَالَ: أَخْبَرَنِي عُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُتْبَةَ، أَنَّ أَبَا سَعِيدٍ الخُدْرِيَّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ

اور

حَدَّثَنَا أَبُو اليَمَانِ، أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، أَخْبَرَنِي عُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُتْبَةَ بْنِ مَسْعُودٍ، أَنَّ أَبَا سَعِيدٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمًا حَدِيثًا طَوِيلًا عَنِ الدَّجَّالِ، فَكَانَ فِيمَا يُحَدِّثُنَا بِهِ أَنَّهُ قَالَ: " يَأْتِي الدَّجَّالُ .....

اس کی اسناد میں عقیل بن خالد بن عقيل الأيلي، أبو خالد الأموي اور شُعَيْبِ بنِ أَبِي حَمْزَةَ ہیں جن پر تبصرے اوپر بیان ہو چکے ہیں

صحیح مسلم کی سند ہے

حَدَّثَنِي عَمْرٌو النَّاقِدُ، وَالْحَسَنُ الْحُلْوَانِيُّ، وَعَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ - وَأَلْفَاظُهُمْ مُتَقَارِبَةٌ، وَالسِّيَاقُ لِعَبْدٍ، قَالَ: حَدَّثَنِي، وقَالَ الْآخَرَانِ: حَدَّثَنَا - يَعْقُوبُ وَهُوَ ابْنُ إِبْرَاهِيمَ بْنِ سَعْدٍ - حَدَّثَنَا أَبِي، عَنْ صَالِحٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، أَخْبَرَنِي عُبَيْدُ اللهِ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُتْبَةَ، أَنَّ أَبَا سَعِيدٍ الْخُدْرِيَّ

اس سند سے ظاہر ہوتا ہے کہ إِبْرَاهِيمَ بْنِ سَعْدٍ کا سماع بھی امام زہری سے نہیں ہے

دیگر کتب میں یہ روایت معمر بن أبي عمرو راشد الأزدي مولاهم، أبو عروة البصري، نزيل اليمن (المتوفى: 153هـ) کی سند سے بھی ہے

معمر کا قول ابن حبان میں ہے کہ یہ شخص خضر ہوں گے

قال معمر: يرون أن أهل الرَّجُلَ الَّذِي يَقْتُلُهُ الدَّجَّالُ ثُمَّ يُحْيِيهِ: الْخَضِرُ

جو لوگ اس کے قائل ہیں کہ خضر کی وفات ہو گئی ہے وہ اس قول کو چھپاتے ہیں

البتہ ۲۰۰ ہجری تک بعض محدثین سمجھتے تھے کہ خضر ابھی تک زندہ ہیں

المعوذات ؟

المعوذات سے مراد الفلق والناس ہے-بعض روایات میں سورہ اخلاص کو بھی ان میں ملا دیا گیا ہے جبکہ سورہ اخلاص میں تعوذ یا اللہ کی پناہ سرے سے ہے ہی نہیں

حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرٍ قَالَ: حَدَّثَنَا يُونُسُ بْنُ مُحَمَّدٍ، وَسَعِيدُ بْنُ شُرَحْبِيلَ قَالَا: أَنْبَأَنَا اللَّيْثُ بْنُ سَعْدٍ، عَنْ - عُقَيْلٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، أَنَّ عُرْوَةَ بْنَ الزُّبَيْرِ، أَخْبَرَهُ عَنْ عَائِشَةَ، "أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا أَخَذَ مَضْجَعَهُ نَفَثَ فِي يَدَيْهِ، وَقَرَأَ بِالْمُعَوِّذَتَيْنِ وَمَسَحَ بِهِمَا جَسَدَهُ" , (جة) 3875 [قال الألباني]: صحيح

حَدَّثَنَا أَبُو عَبْدِ الرَّحْمَنِ، حَدَّثَنَا سَعِيدٌ يَعْنِي ابْنَ أَبِي أَيُّوبَ، حَدَّثَنِي عُقَيْلٌ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ عُرْوَةَ - بْنِ الزُّبَيْرِ، عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: " كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا أَرَادَ النَّوْمَ جَمَعَ يَدَيْهِ، فَيَنْفُثُ فِيهِمَا، ثُمَّ يَقْرَأُ: قُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ وَقُلْ أَعُوذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ وَقُلْ أَعُوذُ بِرَبِّ النَّاسِ، ثُمَّ يَمْسَحُ بِهِمَا وَجْهَهُ وَرَأْسَهُ وَسَائِرَ جَسَدِهِ، قَالَ عُقَيْلٌ: وَرَأَيْتُ ابْنَ شِهَابٍ يَفْعَلُ ذَلِكَ. (حم) 25208

أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ الْأَزْدِيُّ، قَالَ: حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، قَالَ: أَخْبَرَنَا النَّضْرُ بْنُ شُمَيْلٍ، - قَالَ: حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ أَبِي أَيُّوبَ، قَالَ: حَدَّثَنِي عَقِيلٌ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ عُرْوَةَ، عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: "كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا أَرَادَ النَّوْمَ جَمَعَ يَدَيْهِ ثُمَّ نَفَثَ فِيهِمَا، ثُمَّ قَرَأَ قُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ وَقُلْ أَعُوذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ وَقُلْ أَعُوذُ بِرَبِّ النَّاسِ ثُمَّ يَمْسَحُ بِهِمَا وَجْهَهُ وَرَأْسَهُ وَسَائِرَ جَسَدِهِ" قَالَ عَقِيلٌ: وَرَأَيْتُ ابْنَ شِهَابٍ يَفْعَلُ ذَلِكَ (رقم طبعة با وزير: 5518) , (حب) 5543 [قال الألباني]: صحيح -. "الصحيحة" (3104): خ

ان اوپر والی روایات میں سورہ اخلاص پڑھنے کا بھی ذکر ہے- دوسری طرف بعض اوقات انہی راویوں نے صرف مُعَوِّذَتَيْنِ پڑھنے کا بھی ذکر کیا ہے

حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرٍ قَالَ: حَدَّثَنَا يُونُسُ بْنُ مُحَمَّدٍ، وَسَعِيدُ بْنُ شُرَحْبِيلَ قَالَا: أَنْبَأَنَا اللَّيْثُ بْنُ سَعْدٍ، عَنْ عُقَيْلٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، أَنَّ عُرْوَةَ بْنَ الزُّبَيْرِ، أَخْبَرَهُ عَنْ عَائِشَةَ، «أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا «أَخَذَ مَضْجَعَهُ نَفَثَ فِي يَدَيْهِ، وَقَرَأَ بِالْمُعَوِّذَتَيْنِ وَمَسَحَ بِهِمَا جَسَدَهُ
سنن ابن ماجه

حَدَّثَنَا حَسَنُ بْنُ مُوسَى، حَدَّثَنَا لَيْثُ بْنُ سَعْدٍ، عَنْ عُقَيْلِ بْنِ خَالِدٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، أَنَّهُ قَالَ: أَخْبَرَنِي عُرْوَةُ، عَنْ عَائِشَةَ: «أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا أَخَذَ مَضْجَعَهُ نَفَثَ فِي يَدَيْهِ، وَقَرَأَ «فِيهِمَا بِالْمُعَوِّذَتَيْنِ، ثُمَّ مَسَحَ بِهِمَا جَسَدَهُ
مصنف ابن ابی شیبہ

تقابل کرنے سے واضح ہوتا ہے کہ سورہ اخلاص کو شامل کرنے کی غلطی عقیل بن خالد بن عقیل الأیلی أبو خالد الأموی اور يُوْنُسُ بنُ يَزِيْدَ نے کی ہے

احمد کا کہنا ہے

وقال عبد الله: حدثني أبي. قال: ذكرنا عد يحيى بن سعيد حديثًا من حديث عقيل، فقال لي يحيى: يا أبا عبد الله عقيل، وإبراهيم بن سعد!! عقيل، وإبراهيم بن سعد!! كأنه يضعفهما، قال أبي: وأي شيء ينفعه من ذا، هؤلاء ثقات لم يخبرهما يحيى. «العلل» (282 و2475 و3422) .

یحیی بن سعید کے نزدیک عقیل بن خالد بن عقیل ضعیف ہے

وقال المروذي: قال سئل (يعني أبا عبد الله أحمد بن حنبل) عن عقيل، ويونس، فقال: عقيل، وذاك أن يونس ربما رفع الشيء من رأي الزهري، يصيره عن ابن المسيب، وقال: قد روى يونس، عن عقيل. (44) ««سؤلاته

يُوْنُسُ بنُ يَزِيْدَ بعض اوقات امام زہری کی رائے کو ابن مسیب سے بیان کر دیتے تھے

اور

قال الاثرم: ضعف أحمد أمر يونس

احمد : یونس کے امر کو ضعیف کہتے

ابن سعد کا کہنا ہے ابن سعد في قوله: ليس بحجة

یہ ناقابل حجت راوی ہے

وقال الميموني: سئل أحمد: من أثبت الناس في الزهري؟ قال: معمر. قيل فيونس؟ قال: روى أحاديث منكرة.

الميموني نے احمد سے سوال کیا زہری کے لئے کون سب سے ثابت ہے ؟ کہا معمر - پوچھا یونس؟ کہا یونس منکر احادیث بیان کرتا ہے

یعنی باوجود یہ کہ یونس اور عقیل کو محدثین نے ثقہ بھی کہا ہے ان سے احادیث میں غلطی ہوئی ہے اور بعض نے ان کو نا قابل حجت قرار دیا ہے

راقم کے نزدیک قل هو الله احد کو معوذتین سے ملانے میں ان دو کا تفرد ہے اور ان علتوں کی بنا پر میرے نزدیک اس روایت کے متن میں غلطی ہوئی ہے

صحيح البخاري: كِتَابُ المَغَازِي (بَابُ مَرَضِ النَّبِيِّ ﷺ وَوَفَاتِهِ)
4439.
حَدَّثَنِي حِبَّانُ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللَّهِ أَخْبَرَنَا يُونُسُ عَنْ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ أَخْبَرَنِي عُرْوَةُ أَنَّ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا أَخْبَرَتْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا اشْتَكَى نَفَثَ عَلَى نَفْسِهِ بِالْمُعَوِّذَاتِ وَمَسَحَ عَنْهُ بِيَدِهِ فَلَمَّا اشْتَكَى وَجَعَهُ الَّذِي تُوُفِّيَ فِيهِ طَفِقْتُ أَنْفِثُ عَلَى نَفْسِهِ بِالْمُعَوِّذَاتِ الَّتِي كَانَ يَنْفِثُ وَأَمْسَحُ ...بِيَدِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْهُ

صحیح بخاری: کتاب: غزوات کے بیان میں (باب: نبی کریم کی بیماری اور آپ کی وفات)
4439.
مجھ سے حبان بن موسیٰ مروزی نے بیان کیا ، کہاہم کو عبد اللہ بن مبارک نے خبر دی ، انہیں یونس نے خبر دی ، انہیں ابن شہاب نے کہا کہ مجھے عروہ بن زبیر نے خبر دی اور انہیں عائشہ رضی اللہ عنہا نے خبر دی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب بیمار پڑتے تو اپنے اوپر معوذتین (سورۃ فلق اور سورۃ الناس) پڑھ کردم کر لیا کرتے تھے ا وراپنے جسم پراپنے ہاتھ پھیر لیا کرتے تھے ، پھر جب وہ مرض آپ کو لاحق ہوا جس میں آپ کی وفات ہوئی تو میں معو ذتین پڑھ کر آپ پر دم کیا کرتی تھی اور ہاتھ پر دم کر کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے جسم پر پھیرا ...کر تی تھی ۔

معلوم ہوتا ہے امام بخاری سے یہ علت مخفی رہی کہ اس متن میں غلطی ہے

اصحاب زہری پر محدثین کے مختلف اقوال

امام احمد کا قول تھا

قال عبد الله بن أحمد: حدثني أبي. قال: حدثنا عبد الرزاق، قال: سمعت ابن المبارك يقول: ما رأيت أحدًا أروى عن الزهري من معمر، إلا ما كان من يونس، فإن يونس كتب كل شيء. «العلل» (109)

عبد الله بن احمد نے کہا میرے باپ نے کہا کہ عبد الرزاق نے روایت کیا کہا انہوں نے عبد الله بن مبارک سے سنا کہ میں نے کسی کو نہیں دیکھا کہ معمر سے امام زہری کی احادیث کو روایت کرتا ہو (اس سے بہتر وہ ہیں) جو یونس نے زہری سے روایت کی ہوں کیونکہ یونس ہر چیز لکھتے تھے

احمد کا قول ہے

قال عبد الله: قلت له (يعني لأبيه) : أيما أثبت أصحاب الزهري؟ فقال لكل واحد منهم علة إلا أن يونس وعقيلاً يؤديان الألفاظ، وشعيب بن أبي حمزة، وليس هم مثل معمر، معمر يقاربهم في الإسناد، قلت: فمالك؟ قال: مالك أثبت في كل شيء، ولكن هؤلاء الكثرة، كم عند مالك، ثلاثمئة حديث، أو نحو ذا، وابن عيينة نحو من ثلاثمائة حديث، ثم قال: هؤلاء الذي رووا عن الزهري الكثير يونس، وعقيل، ومعمر، قلت له: شعيب؟ قال: شعيب قليل، هؤلاء أكثر حديثًا عن الزهري، قلت: فصالح بن كيسان، روايته عن الزهري؟ قال: صالح أكبر من الزهري، قد رأى صالح بن عمر، قلت: فهؤلاء أصحاب الزهري، قلت: أثبتهم مالك؟ قال: نعم، مالك، مالك أثبتهم، ولكن، هؤلاء الذين قد بقروا علم الزهري يونس، وعقيل، ومعمر، قلت له: فبعد مالك من ترى؟ قال ابن عيينة. «العلل» (2543) .

عبد الله نے کہا میں نے اپنے باپ سے کہا زہری کے اصحاب میں سے کوئی مضبوط ہے ؟ احمد نے کہا ان سب میں علت ہے سوائے یونس اور عقیل کے کہ یہ دو الفاظ کی تائید کرتے ہیں - شعیب بن أبي حمزة کی مثال معمر جیسی نہیں ہے اور معمر اسناد میں ان کے جیسا ہی ہے – میں نے پوچھا اور امام مالک ؟ احمد نے کہا امام مالک ہر چیز میں مضبوط ہیں لیکن مالک کی نسبت ان راویوں نے زہری سے زیادہ روایت کیا ہے – مالک کی تو تین سو یا ذرا اور احادیث ہیں یا سفیان بن عیینة کی ۳۰۰ احادیث ہیں – پھر کہا زہری سے بہت روایت کرنے میں ہیں

یونس، عقیل، معمر- میں نے اور شعیب بن أبي حمزة؟

احمد نے کہا : شعیب بن أبي حمزة کی کم احادیث ہیں – ان لوگوں کی اکثر ہیں

میں نے کہا : صالح بن کیسان کی زہری سے روایت کیسی ہے ؟

احمد نے کہا : صالح بن کیسان تو زہری سے بڑے ہیں- زہری کو صالح بن عمر نے دیکھا ہے

میں نے پوچھا: یہ سب اصحاب زہری ہیں ؟ مالک ان میں سب سے مضبوط ہیں ؟

احمد نے کہا : ہاں، مالک سب سے مضبوط ہیں – لیکن باقی سب نے زہری کا علم لیا ہے ان میں یونس ، معمر اور عقیل ہیں-

میں نے کہا اور امام مالک کے بعد آپ کس کو مضبوط سمجھتے ہیں؟

احمد نے کہا سفیان بن عیینة کو

قال ابن هانىء: قيل له (يعني أبا عبد الله) : فأي أصحاب الزهري أحب إليك؟ قال: مالك أحبهم إلي في قلة روايته، وبعده معمر ... قيل له: يونس، وعقيل؟ قال: هؤلاء يحدثون من كتاب، وكان معمر يحدث حفظًا فيحذف منها، من الأحاديث، وكان أطلبهم للعلم

ابن هانىء نے کہا میں نے احمد سے پوچھا اصحاب زہری میں کون پسند ہے ؟ کہا امام مالک قلت روایت کی بنا پر پسند ہیں اور ان کے بعد معمر ... پوچھا اور یونس اور عقیل ؟ کہا یہ سب کتاب سے روایت کرتے ہیں اور معمر حافظہ سے روایت کرتے تو حذف کرتے تھے

قال ابن هانىء: سألت أبا عبد الله: أيما أثبت عندك في حديث الزهري معمر، أو ابن عيينة، أو مالك، أو يونس، أو إبراهيم بن سعد، أو محمد بن الوليد الزبيدي، أو عقيل؟ قال: معمر أحبهم إلي، وأحسنهم حديثًا وأصح بعد مالك. «سؤالاته» (2273) .

ابن هانىء نے کہا میں نے احمد سے پوچھا کہ زہری سے روایت کرنے میں کون مضبوط ہے معمر یا ابن عیینة یا مالک یا یونس یا ابراہیم بن سعد یا محمد بن الولید الزبیدي یا عقیل ؟ احمد نے کہا معمر پسند ہے اور اس کی حدیث سب سے اچھی ہیں اور مالک کے بعد اصح ہیں

الغرض اس بحث سے معلوم ہوا کہ زہری سے روایت کرنے میں امام مالک سب سے مضبوط ہیں اور باقی سب نے اس میں غلطیاں کی ہیں

واقدی کی مرویات

مغرب میں اسلامی تاریخ پر تحقیق اس وقت شروع ہوئی جب مشرق وسطی کے کتب خانوں تک ان کی رسائی ہوئی آج بہت سی کتب پیرس ، لندن اور برلن میں موجود ہیں اور ان کی تفصیل التراث العربی میں دیکھی جا سکتی ہے

انہی مستشرقین میں ایک جوزف ہوروفٹس (۱) ہیں جن کا نام معرب ہو کر جوزف ہوروفتس ہو گیا ہے اور مسلم دنیا میں اسی نام سے مشہور ہیں

(۱)JOSEPH HOROVITZ

جوزف ہوروفتس نے مغازی پر تحقیق کی اور اس کو مقالہ کی صورت میں شائع کیا جو اسلامک کلچر میں ۱۹۲۵ میں چھپا

The Earliest Biographies of the Prophet and Their Authors", Islamic Culture, vol 1: 1927, vol 2: 1925

دوسری طرف المغازي از محمد بن عمر الواقدي (المتوفى: 207هـ) ۱۹۸۹ میں مارسدن جونس کی تحقیق کے ساتھ دار الأعلمي - بیروت سے شائع ہوئی ہے جو اس کی تیسری طباعت ہے

تاریخ بغداد کے مطابق واقدی نے کافی کتابیں لکھی تھیں

محمد بن أحمد بن يعقوب بن شيبة، قَالَ: سمِعْتُ أبي يَقُولُ: لما انتقل الواقدي من جانب الغربي إلى ههنا يُقَالُ: إنه حَمَلَ كُتُبَهُ على عشرينَ ومائةَ وِقْر.

احمد بن یعقوب کہتے ہیں جب واقدی بغداد کے غربی جانب منتقل ہوا تو کہا جاتا ہے اس کی کتابیں ۱۲۰ سواریوں پر تھیں

ہوروفتس نے یہ دعوی کیا کہ مسند امام احمد اور واقدی کی مغازی ایک مواد رکھتی ہے اس کا رد ابھی تک کسی مسلمان نے نہیں کیا. اس کی وجہ الذھبی بتاتے ہیں

الذھبی سیر الاعلام النبلاء میں لکھتے ہیں

الحَرْبِيُّ: سَمِعْتُ أَبَا عَبْدِ اللهِ يَقُوْلُ: الوَاقِدِيُّ ثِقَةٌ

ابراہیم الحربی کہتے ہیں میں نے ابو عبد اللہ امام احمد سے سنا کہا واقدی ثقہ ہے

جرح و تعدیل کی کتب میں احمد کا واقدی کے لئے یہ قول بھی ملتا ہے جس کو الذہبی سیر الاعلام میں لکھتے ہیں

.الدُّوْلاَبِيُّ: حَدَّثَنَا مُعَاوِيَةُ بنُ صَالِحٍ، قَالَ لِي أَحْمَدُ بنُ حَنْبَلٍ: الوَاقِدِيُّ كَذَّابٌ

امام دولابی (المتوفی ۳۲۰ ھ) کہتے ہیں کہ معاویہ بن صالح (بن أبي عبيد الله المتوفی ۲۶۳ ھ) کہتے ہیں مجھ سے امام احمد نے کہا واقدی کذاب ہے

لیکن ابو بشر دولابی اہل رائے میں سے تھے جن سے امام احمد کو چڑ تھی. کیا ان کی بات، امام احمد کے حوالے سے دلیل بن سکتی ہے ؟ اسی حوالے کو بعد میں لوگوں نے جرح و .تعدیل کی کتابوں میں لکھا ہے

کتاب الکنی و الاسماء از الدولابی میں خود واقدی کے اقوال نقل ہوئے ہیں جس سے لگتا ہے کہ امام دولابی بھی خود واقدی کو مطلقا کذاب نہیں سمجھتے تھے اور احمد کے اس قول کو ثابت نہیں مانتے تھے

ابو داود المتوفی ۲۷۵ ھ کہتے ہیں

وكان أحمد لا يذكر عنه كلمة

احمد، واقدی کی کسی بات کا ذکر نہ کرتے

کسی متنازع شخصیت کا ذکر نہ کرنے سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ وہ خود بھی ان کے نزدیک ثقہ نہیں. سوال ہے کہ کیا

إبراهيم بن إسحاق بن إبراهيم بن بشير البغدادي ، الحربي المتوفی ۲۸۵ جھوٹ بولتے تھے کیونکہ وہ مسلسل واقدی کے بارے میں امام احمد کے حسن خیال والے حوالے دیتے تھے حتی کہ ان کے مطابق امام احمد، واقدی کو ثقہ جانتے تھے

تاریخ بغداد ج ٤ ص ٢٠ میں ہے

أَخْبَرَنِي إبراهيم بن عمر البرمكي، قَالَ: حَدَّثَنَا عبيد الله بن محمد بن محمد بن حمدان العكبري، قَالَ: حَدَّثَنَا محمد بن أيوب بن المعافى، قَالَ: قَالَ إبراهيم الحربي: سمعت أحمد، وذكر الواقدي، فقال ليس أنكر عليه شيئا، إلا جمعه الأسانيد، ومجيئة بمتن واحد على سياقة واحدة عن جماعة ربما اختلفوا، قَالَ إبراهيم: ولم؟ وقد فعل هذا ابن إسحاق، كان يقول: [ص:25] حَدَّثَنَا عاصم بن عمر وعبد الله بن

أبي بكر وفلان وفلان، والزهري أيضا قد فعل هذا قَالَ وسمعت إبراهيم، يقول: قَالَ لي فوران: رآني الواقدي أمشي مع أحمد بن حنبل، قَالَ: ثم لقيني بعد، فقال لي: رأيتك تمشي مع إنسان ربما تكلم في الناس، قيل لإبراهيم: لعله بلغه عنه شيء قَالَ: نعم، بلغني أن أحمد أنكر عليه جمعه الرجال والأسانيد في متن واحد.

قَالَ إبراهيم: وهذا قد كان يفعله حماد بن سلمة، وابن إسحاق، ومحمد بن شهاب الزهري.

ابراہیم الحربی کہتے ہیں میں نے امام احمد کو سنا انہوں نے واقدی کا ذکر کیا پس کہا میں اس کی کسی چیز کا انکار نہیں کرتا سوائے اس کے کہ یہ اسناد کو جمع کر دیتا ہے اور پھر ایک ہی متن بیان کر دیتا ہے ایک جماعت سے جو کبھی کبھی اختلاف کرتی ہیں. ابراہیم نے کہا اور ایسا کیوں جبکہ ایسا محمد بن اسحاق بھی کرتا ہے؟ ابراہیم نے کہا کہ ہم سے عاصم بن عمر اور عبد الله بن ابی بکر اور فلاں فلاں نے روایت کیا کہ امام زہری بھی ایسا ہی کرتے تھے. محمّد بن ایوب کہتے ہیں ابراہیم الحربی کو سنا کہا مجھ سے فوران (عَبْد اللَّه بْن محمد بْن المهاجر، أَبُو محمد البَغْداديُّ المتوفى ٢٦٠ ھ) نے کہا کہ میں نے واقدی کو دیکھا امام احمد بن حنبل کے ساتھ چلتے ہوئے اس کے بعد احمد سے ملا تو کہا میں نے اپ کو ایک ایسے انسان کے ساتھ چلتے دیکھا جس پر کبھی کبھی لوگ کلام کرتے ہیں؟ ابراہیم سے کہا ہو سکتا ہے اس (واقدی) سے کوئی چیز پھنچے! کہا ہاں! مجھ تک پہنچا کہ احمد اس کا انکار رجال اور اسناد ایک متن کے ساتھ بیان کرنے پر کرتے تھے. ابراہیم کہتے ہیں اور ایسا حماد بن سلمہ اور ابن اسحاق اور امام زہری بھی کرتے تھے

امام احمد کو اسناد ایک جگہ جمع کرنے پر اعتراض تھا. واقدی کی کتب ابن سعد کے ہاں پر جمعہ کو جا کر دیکھتے اس کے ساتھ چل قدمی کرتے لہذا اس صحبت کا اثر ان پر ہوا اور شیعیت کے حق میں انہوں نے مسند میں ایک انبار اکھٹا کیا

سیر الاعلام النبلاء ج ١٠ ص ٦٦٥ میں الذھبی لکھتے ہیں

سُلَيْمَانُ بنُ إِسْحَاقَ بنِ الخَلِيْلِ: سَمِعْتُ إِبْرَاهِيْمَ الحَرْبِيَّ يَقُوْلُ:

كَانَ أَحْمَدُ بنُ حَنْبَلٍ يُوَجِّهُ فِي كُلِّ جُمُعَةٍ بِحَنْبَلٍ إِلَى ابْنِ سَعْدٍ يَأْخُذُ مِنْهُ جُزْأَيْنِ مِنْ حَدِيْثِ الوَاقِدِيِّ يَنْظُرُ فِيْهِمَا.

ابراہیم الحربی کہتے ہیں امام احمد بن حنبل ، حنبل بن اسحاق کے ساتھ ہر جمعہ، ابن سعد کی طرف رخ کرتے اور ان سے واقدی کی حدیثوں کی دو جلدیں لے کر دیکھتے

واقدی ۲۰۷ ہجری میں فوت ہوئے اور امام احمد ۲۴۱ ہجری میں فوت ہوئے امام احمد واقدی کی وفات کے بعد ہی ابن سعد کے ہاں جاتے ہوں گے کیونکہ واقدی اور امام احمد دونوں بغداد کے رہائشی تھے. جب تک زندہ رہے واقدی کے ساتھ چل قدمی کرتے وفات کے بعد اس گم گشتہ صحبت کی یاد تازہ کرنے ہر جمعہ کو جاتے. اس سے یہ کہا جا سکتا ہے کہ ڈھلتی عمر کے ساتھ امام احمد کی واقدی کے بارے میں دلچسپی بڑھ رہی تھی

ابراہیم الحربی سن ۱۹۸ ہجری میں پیدا ہوئے لہذا واقدی کے حوالے سے امام احمد کے اقوال، امام احمد سے آخری عمر میں سنے ہوں گے کیونکہ واقدی کی وفات کے وقت ابراہیم الحربی ۱۱ سال کے تھے

الذھبی سیر الاعلام النبلاء ج ۹ ص ٤٥٥ میں لکھتے ہیں

:الأَثْرَمُ: سَمِعْتُ أَحْمَدَ بنَ حَنْبَلٍ يَقُوْلُ

:لَمْ نَزَلْ نُدَافِعُ أَمرَ الوَاقِدِيِّ حَتَّى رَوَى عَنْ: مَعْمَرٍ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ نَبْهَانَ، عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ

عَنِ النَّبِيِّ -صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ- قَالَ: أَفَعَمْيَاوَانِ أَنْتُمَا؟

أَبُو بَكْرٍ أَحْمَدُ بنُ مُحَمَّدِ بنِ هَانِئ الإِسْكَافِيُّ الأَثْرَم المتوفی ٢٦١ ھ کہتے ہیں میں نے امام احمد کو سنا کہتے تھے ہم نے واقدی کے کام کا دفاع کرنا نہیں چھوڑا حتی کہ اس نے مَعْمَرٍ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ نَبْهَانَ، عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ: عَنِ النَّبِيِّ -صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سے روایت کی کہ کیا تم دونوں اندھیاں ہو

امام احمد کو اعتراض کسی مغازی والی روایت پر نہیں بلکہ ایک حدیث پر تھا

تاریخ بغداد ج ٤ ص ۲۰ میں ہے

إبراهيم بن جابر، قَالَ: حَدَّثَنِي عبد الله بن أحمد بن حنبل، قَالَ: كتب أبي عن أبي يوسف، ومحمد، ثلاثة قماطر، فقلت له: كان ينظر فيها؟ قَالَ: كان ربما نظر فيها، وكان أكثر نظره في كتب الواقدي

ابراہیم بن جابر کہتے ہیں مجھ سے عبد اللہ بن احمد بن حنبل نے کہا کہ میرے باپ.... اکثر واقدی کی کتب دیکھتے

معلوم ہوتا ہے واقدی امام احمد کی نگاہ میں باوجود متروک ہونے کے پسندیدہ رہے ہیں

سوال ہے کہ ایک مورخ کی کتب جس کی عدالت پر باقی سب جرح کرتے ہوں امام احمد کو کیا استفادہ دے سکتیں تھیں؟ کسی کذاب کی کتاب میں ایسی کیا چیز تھی جس کی وجہ سے وہ اکثر کتاب دیکھتے اور باقاعدہ ہر جمعہ کو جاتے. واقدی کے کام میں امام احمد کی دلچسپی کی نوعیت یہ سمجھ میں اتی ہے کہ انہوں نے وہ واقعات جو واقدی نقل کرتا ہے ان کو

اپنی سند سے مسند میں بیان کیا کیونکہ مسند میں انہوں نے واقدی سے کچھ روایت نہیں کیا ہے

واضح رہے کہ ھوروفتس نے یہ دعوی نہیں کیا کہ امام احمد نے باوجود واقدی کو کذاب کہنے کے مسند میں اس سے روایت کیا ہے بلکہ یہ کہا ہے واقدی کی بیان کردہ روایات اور مسند احمد میں مماثلت ہے جو غلط بھی نہیں کیونکہ واقدی پر شیعیت کا الزاام ہے اور امام احمد نے شیعیت کے حق میں کافی روایات مسند میں جمع کی ہیں

ھوروفتس تو چلیں ٹہرا مشتشرق اس کی تحقیق تعصب پر منبی ہو سکتی ہے لیکن ابراہیم الحربی کا کیا کیا جائے جو یہ ماننے کے لئے تیار ہی نہیں کہ امام احمد کو واقدی سے شغف نہ تھا بلکہ ان کے نزدیک ثقہ تھا ابراہیم الحربی کے اقوال ھوروفتس کی بات کی تائید کرتے ہیں

سن ۲۰۰٤میں دکتور عبد العزیز بن سلیمان بن ناصر السلومی کی تحقیق بنام الواقدی و کتابہ المغازی منہجہ و مصادرہ شایع ہوئی. جو ان کا ڈاکٹریٹ کا مقالہ تھا اور سعودی عرب کی جامعہ الاسلامیہ با لمدینہ المنورہ میں پیش ہوا. اس میں محقق نے کئی مقامات پر جرمن مشتشرق ھورو فتس کے حوالے اپنی تائید میں دئے ہیں. کیا یہ کام غلط ہے؟ اگر کوئی بات مستشرق کہہ رہا ہے اور وہ صحیح ہے تو اس کو قبول کرنے میں کیا حرج ہے ایک قول ہے

يعتبر الواقدي أحد بحور العلم والرواية، خاصة في فـــن المغـــازي والسير، ولم يكتف – رحمه الله – بسماع العلم وروايته مشافهة بل كان منهجه التقييد والكتابة، ولذلك يقول عقـــب الإســـناد الجمعـــي مـــا نصّه:«..فكتبت كل الذي حدثوني ...»[1].

ولذلك وُصفَ بأنه« كتب مالا يوصف كثرة..»[2]، فأخرج هـــذا العلم في كتب وضعها وحدث بها[3]، ولذلك كان له حلقة في المســـجد النبوي يدرّس فيها علم المغازي، حتى أنّه مرةً جمع لطلاّبه غزوة أحـــد في عشرين جِلداً[4].

وقد كان الإمام أحمد –رحمه الله– يوجه في كل جمعة حنبـــل بـــن إسحاق إلى محمد بن سعد – كاتب الواقدي –، فيأخذ له جزئين جزئين من حديث الواقدي، فينظر فيها ثم يردها، ويأخذ غيرها.

ولذلك قال عبد الله بن أحمد بن حنبل عن أبيه:« وكان أكثر نظره في كتب الواقدي»[1].

وقد بيّنّ الإمام أحمد سبب نظره في كتب الواقدي فقال:«.. أريـــد أن أعرفها وأعتبر بها ..»[2].

اس کتاب میں دکتور عبد العزیز بن سلیمان بن ناصر السلومی لکھتے ہیں

بے شک امام احمد ہر جمعہ کو حنبل بن اسحاق کے ساتھ ابن سعد، کاتب الواقدی کی waqdi طرف رخ کرتے اور واقدی کی دو کتابیں لاتے ان کو دیکھتے پھر لوٹاتے اور دوسری لیتے

اور اسی وجہ سے عبد اللہ بن احمد بن حنبل کہتے ہیں کہ میرے باپ اکثر واقدی کی کتابیں دیکھتے

اور امام احمد نے واقدی کی کتب دیکھنے کا سبب واضح کیا، پس کہا ... تاکہ میں ان (کتابوں) کو جان سکوں اوران پر اعتبار کر سکوں

اعتبار کا مطلب بیان کیا جاتا ہے کہ اس کی روایت کو لکھتے یہاں تک کہ دوسرے طرق سے وہی متن مل جاتا جس کو شاہد کہا جاتا ہے - اس طرح امام احمد اپنے آپ کو واقدی سے روایت کرنے سے تو بچاتے لیکن وہی متن جو واقدی کا ہوتا اس کو کی اور سند سے لاتے

یہ بات احمد کی عمر کے آخری حصے میں ہو گی کیونکہ اس بات کو ابراہیم الحربی بتاتے ہیں جو واقدی کی وفات کے وقت ۱۱ سال کے ہونگے ظاہر ہے کہ ۱۱ سال کی عمر میں ابراہیم علم تاریخ اور جرح و تعدیل پر عبور نہیں رکھ سکتے

اس بحث سے معلوم ہوا کہ امام احمد کا واقدی کے بارے میں نظریہ ارتقاء کا شکار رہا ان کے اس حوالے سے تمام اقوال میں تطبیق اس طرح ممکن ہے کہ ایک وقت تھا جب اس کو کذاب کہا اور اس سے کچھ روایت نہیں کیا امام جوزجانی کے مطابق واقدی کی وفات کے روز کہا مدت ہوئی اس کی کتابوں سے میں نے اپنی کتابوں کی جلدیں بنا لیں لیکن اگلے چند سالوں میں اس میں دلچسپی پیدا ہوئی اور پھر اس کی کتابیں دیکھنا شروع کر دیں اور ان میں قابل اعتبارمواد تلاش کرنا شروع کیا

امام احمد کے شاگرد حنبل بن اسحاق بھی واقدی سے روایت کرتے تھے کتاب مسند القاروق از ابن کثیر کے مطابق

قال حنبل (بن اسحاق) وحدثنی ابی اسحاق حدثنا محمد بن عمر حدثنا ابن ابی سبرة عن عثمان بن عبد الله بن رافع عن ابن المسیب قال اول من کتب التاریخ عمر لسنتین ونصف من خلافته فکتب لست عشرة من الهجرة بمشورة من علی بن ابی طالب قال محمد بن عمر هو الواقدی

امام احمد کے بیٹے عبداللہ بن احمد بھی روایت کرتے تھے طبرانی کی کتاب الدعا میں روایت ہے

حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ أَحْمَدَ بْنِ حَنْبَلٍ، ثنا شَبَابٌ الْعُصْفُرِيُّ، ثنا مُحَمَّدُ بْنُ عُمَرَ الْوَاقِدِيُّ، ثنا هَارُونُ الْأَهْوَازِيُّ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِيرِينَ، عَنْ عُثْمَانَ بْنِ أَبِي الْعَاصِ، رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَقُولُ: «اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنَ الْفَقْرِ وَعَذَابِالْقَبْرِ، وَفِتْنَةِ الْمَحْيَا وَفِتْنَةِ الْمَمَاتِ

اگر واقدی متروک تھا تو حنبل بن اسحاق اور عبد اللہ نے روایت کیوں کی؟ اس کی وجہ کیا تھی ؟ یہ نقطہ نظر میں تبدیلی کب واقعہ ہوئی؟

واقدی شاید وہ واحد راوی ہوں جن کو امام احمد نےکذاب کہا ہو اور پھر اس کی کتابیں بھی کھنگالی ہوں

الغرض مشتشرق کی بات کو اہل علم اپنے حق میں پیش کرتے رہے ہیں لہذا اس کو مطلقا یہودی مشتشرق کہہ کر رد نہیں کر سکتے

امام احمد کی آخری عمر میں واقدی کی کتب میں دلچسپی بڑھ گئی تھی اور وہ جاننے اور اعتبار کرنے کے لئے ان کو پڑھتے تھے

ڈاکٹر عثمانی رحمہ اللہ علیہ نے جوزف ہوروفتس کی بات کو جبل اللہ کی ایک اشاعت میں نقل کیا اور صحیح بخاری اور مسند احمد کا موازنہ پیش کیا . ان کا مقصد صحیح امام بخاری اورمسند امام احمد کا اپس کا اختلاف اجاگر کرنا تھا تاکہ احادیث و تاریخ کے حوالے سے دونوں کے منہج کو سمجھا جا سکے. یہ ایک تحقیقی کام تھا جس پر مسلک پرستوں نے بودے اعتراضات کیے اور یہ ثابت کرنے کی کوشش کی کہ امام بخاری، امام احمد کو استاد مانتے تھے جو سراسر جھوٹ ہے

مشتسرقین کسی ایسی کتاب کی تلاش میں رہے جس سے وہ اسلام کی سنہری تاریخ کو داغدار کر سکیں چناچہ انہوں نے واقدی، ابن سعد اور ابن اسحاق کی کتب کو استعمال کیا اور آخر میں ان کی نگاہ انتخاب مسند امام احمد پر رکی . سید سلیمان الندوی اپنے ایک جواب کے ابتدائیہ میں لکھتے ہیں جو کتاب اسلام اور مستشرقین جلد پنجم میں چھپا

الجواب

از

سید سلیمان ندوی

پروفیسر موصوف کے ان سوالات کو پڑھ کر سب سے پہلے اس بات کی خوشی ہوتی ہے، کہ ہمارے فاضل مستشرقین کی علمی تحقیق کا دائرہ روز بروز وسیع ہوتا جاتا ہے، ایک زمانہ تھا، کہ سیرت نبوی پر لکھنے کے لئے تنہا ابو الفدا ایک ماخذ ان کے سامنے تھا، اس کے بعد واقدی اور پھر ابن سعد اور پھر ابن اسحاق کی باری آئی، یہاں تک کہ پروفیسر مارگیولیوتھ نے اس کا سب سے بڑا ماخذ حدیث کو قرار دیا، اور خصوصاً ابن حنبل کی ضخیم جلدوں کو لیکن

آخر مسند میں مستشرقین کے لئے کیا پر کشش مواد ہے جو ان کو اور کتابوں سے اس کی طرف کھینچ لایا؟ یہ ہمارے عالم سید سلیمان ندوی کہہ رہے ہیں جو معروف شخصیت ہیں

اسرائیلیات اور احادیث

جزیرہ العرب میں موجود بہت سے نصرانی اور یہودی مسلمان ہوئے - یہ لوگ توریت و انجیل و زبور کو پڑھنے والے لوگ تھے اور اس کا قرآن سے تقابل بھی کرتے رہتے تھے

کچھ ان میں اصحاب رسول تھے مثلا سلمان فارسی رضی اللہ عنہ اور عبد اللہ بن سلام سابقہ یہودی تھے - ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سابقہ نصرانی تھے - صہیب رومی رضی اللہ عنہ کو مجوسیوں نے غلام بنا لیا تھا ان کا کہنا تھا کہ وہ رومن ہیں اور عراق میں ہرقل کے علاقے پر مجوسیوں نے حملہ کیا تو ان کو غلام بنایا گیا-

کچھ اہل کتاب دور ابو بکر رضی اللہ عنہ میں یمن سے مدینہ آئے ان میں کعب الاحبار مشہور ہیں - یہ شام منتقل ہوئے اور دور عثمان رضی اللہ عنہ میں وہیں انتقال کر گئے- البتہ ان کے اقوال نو مسلم لوگوں نے لئے جو بعد میں ان کو احادیث رسول کی طرح بیان کرتے رہے- کعب احبار کے بہت سے اقوال دمشق سے متعلق تھے جہاں یہود و نصاری کی ایک کثیر تعداد رہتی تھی

کچھ دور عثمان رضی اللہ عنہ میں یمن سے مدینہ آئے ان میں مشہور عبد اللہ ابن سبا ہے جو یہودی صوفی تھا- اہل تشیع کے حلقوں میں اس کی روایات چل گئیں- اہل تشیع کی کتب میں روایات میں ملتا ہے کہ ائمہ اہل تشیع جب کوئی خاص دعا کرنا چاہتے تو عربی کی بجائے عبرانی میں کرتے تھے - اس قسم کی روایات یمن سے کوفہ منتقل ہونے والے راوی بیان کرتے ہیں -

کچھ معاویہ رضی اللہ عنہ کے دور میں مدینہ آئے ان میں مشہور وھب بن منبہ ہیں جنہوں نے صرف ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے حدیث لینا پسند کیا جبکہ متعدد اصحاب رسول اس وقت حیات تھے - اور پھر انہوں نے اپنی کتب چھپا کر رکھیں اور یمن میں بھی صرف تین رشتہ داروں و دوستوں کو یہ احادیث دیکھائیں- ان کی روایات تین علاقوں یمن حجاز اور سوڈان میں سنی گئیں

کچھ تابعین مثلا مجاہد، السدی، وغیرہ کو بھی اسرئیلایات بیان کرنے کا شوق تھا

تذکرۃ الحفاظ از الذھبی کے مطابق مفسر مجاہد نے تحقیق کی

ذكر محمد بن حميد أخبرنا عبد الله بن عبد القدوس عن الأعمش قال: كان مجاهد لا يسمع بأعجوبة إلا ذهب لينظر إليها. ذهب الى حضرموت ليرى بئر برهوت وذهب الى بابل وعليه وال فقال

له مجاهد: تعرض على هاروت وماروت فدعا رجلا من السحرة فقال: اذهب به فقال اليهودي بشرط ألا تدعو الله عندهما قال فذهب به الى قلعة فقطع منها حجرا ثم قال خذ برجلى فهوى به حتى انتهى الى جوبة فإذا هما معلقين منكسين كالجبلين فلما رأيتهما قلت سبحان الله خالقكما فاضطربا .فكأن الجبال تدكدكت فغشي على وعلى اليهودي ثم أفاق قبلى فقال قد أهلكت نفسك وأهلكتنى

الأعمش نے کہا کہ مجاہد عجوبہ بات نہیں سنتے یہاں تک کہ اس کو دیکھتے وہ حضر الموت گئے تاکہ برھوت کا کنواں دیکھیں اور بابل گئےوہاں افسر تھا اس سے کہا مجھ پر ہاروت و ماروت کو پیش کرو پس جادو گروں کو بلایا گیا ان سے کہا کہ وہاں تک لے چلو ایک یہودی نے کہا اس شرط پر کہ وہاں ہاروت و ماروت کے سامنے اللہ کو نہیں پکارو گے - پس وہ وہاں گئے قلعہ تک اس کا پتھر نکالا گیا پھر یہودی نے پیر سے پکڑا اور لے گیا جہاں دو پہاڑوں کی طرح ہاروت و ماروت معلق تھے پس ان کو دیکھا (تو بے ساختہ مجاہد بولے) سبحان اللہ جس نے ان کو خلق کیا - اس پر وہ (فرشتے) ہل گئے اور مجاہد اور یہودی غش کھا گئے پھرجب افاقہ ہوا تو یہودی بولا: تم نے تو اپنے آپ کو اور مجھے مروا ہی دیا تھا

راقم کہتا ہے اس قول کا کذب ظاہر ہے لیکن قابل غور ہے کہ قرن اول و دوم میں لوگ اس قسم کی روایات بیان کر رہے تھے

کعب کی روایات کا انداز

مستدرک الحاکم میں ہے

أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ الصَّيْدَلَانِيُّ، ثنا إِسْمَاعِيلُ بْنُ قُتَيْبَةَ، ثنا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى، أَنَا جَرِيرٌ، عَنْ عُمَارَةَ، عَنِ الْأَخْنَسِ بْنِ خَلِيفَةَ الضَّبِّيِّ، قَالَ: رَأَى كَعْبُ الْأَحْبَارِ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عَمْرِو يُفْتِي النَّاسَ، فَقَالَ: مَنْ هَذَا؟ قَالُوا: هَذَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ، فَأَرْسَلَ إِلَيْهِ رَجُلًا مِنْ أَصْحَابِهِ قَالَ: قُلْ لَهُ: يَا عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عَمْرٍو، لَا تَفْتَرِ عَلَى اللَّهِ كَذِبًا فَيُسْحِتَكَ بِعَذَابٍ، وَقَدْ خَابَ مَنِ افْتَرَى. قَالَ: فَأَتَاهُ الرَّجُلُ فَقَالَ لَهُ ذَلِكَ. قَالَ ابْنُ عُمَرَ: وَصَدَّقَ كَعْبٌ، قَدْ خَابَ مَنِ افْتَرَى وَلَمْ يَغْضَبْ. قَالَ: فَأَعَادَ عَلَيْهِ كَعْبٌ الرَّجُلَ، فَقَالَ: سَلْهُ عَنِ الْحَشْرِ مَا هُوَ؟ وَعَنْ أَرْوَاحِ الْمُسْلِمِينَ أَيْنَ تَجْتَمِعُ؟ وَأَرْوَاحُ أَهْلِ الشِّرْكِ أَيْنَ تَجْتَمِعُ؟ فَأَتَاهُ فَسَأَلَهُ، فَقَالَ: «أَمَّا أَرْوَاحُ الْمُسْلِمِينَ فَتَجْتَمِعُ بِأَرِيحَاءَ، وَأَمَّا أَرْوَاحُ أَهْلِ الشِّرْكِ فَتَجْتَمِعُ بِصَنْعَاءَ، وَأَمَّا أَوَّلُ الْحَشْرِ، فَإِنَّهَا نَارٌ تَسُوقُ النَّاسَ يَرَوْنَهَا لَيْلًا، وَلَا يَرَوْنَهَا نَهَارًا» ، فَرَجَعَ رَسُولُ كَعْبٍ إِلَيْهِ فَأَخْبَرَهُ بِالَّذِي قَالَ: فَقَالَ: صَدَقَ هَذَا عَالِمٌ فَسَلُوهُ

الْأَخْنَسِ بْنِ خَلِيفَةَ الضَّبِّيِّ کہتا ہے کہ کعب الاحبار نے عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ کو فتوی دیتے دیکھا – پوچھا یہ کون ہے ؟ پس کہا یہ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ ہیں- کعب الاحبار نے اپنے اصحاب میں سے لوگ ان کی طرف بھیجے اور کہا ان سے کہو اے عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ اللہ پر جھوٹ نہ بولو وہ تم کو عذاب دے گا اور برباد ہوا جس نے جھوٹ کہا – کہا پس ایک آدمی گیا اس نے عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ سے یہ کہا – عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ نے کہا سچ کہا کعب الاحبار نے برباد ہوا جس نے جھوٹ گھڑا اور ان کو غصہ نہیں آیا – پس کعب الاحبار نے عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ کی طرف آیا ایک اور شخص کو بھیجا اور کہا ان سے حشر پر سوال کرنا کہ یہ کیا ہے ؟ مسلمانوں کی روحیں کہاں جمع ہیں اور اہل شرک کی کہاں جمع ہیں ؟ پس وہ گیا اور سوال کیا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ نے کہا مومنوں کی روحیں یہ أَرِيحَاءَ میں جمع ہوتی ہیں اور اہل شرک کی روحیں یہ صَنْعَاءَ میں اور حشر تو ایک اگ ہے جو لوگوں کو دن اور رات میں ہانکے گی پس کعب کا سفیر واپس آیا اور خبر کی اس پر کعب بولا سچ کہا یہ عالم ہے اس سے سوال کرو

یہ حال ہے امام حاکم کا – یہ ان کا استدراک ہے ! کہاں ہیں وہ جو کہتے ہیں مومنوں کی روحیں علیین میں آسمان میں ہیں ؟ یہاں تو کہا گیا ہے کہ ارواح آسمان میں نہیں ہیں وہ تو زمین میں ہی ہیں- اس کی سند میں الْأَخْنَسِ بْنِ خَلِيفَةَ الضَّبِّيِّ، مستور ہے جو کہنا چاہتا ہے کہ کعب طے کرے گا کہ اصحاب رسول میں کون سچا ہے ؟ یا للعجب

کعب الاحبار کا طریقہ کار تھا کہ وہ یہود کی کتاب دیکھتے اس کو اسلامایز کر کے پھر پیش کر دیتے مثلا بائبل کی کتاب حزقی ایل میں لکھا ہے کہ حزقی ایل نے آسمان میں ایک شخص کو دیکھا جو ایک اڑن تخت مرکبہ پر ہے - جس کو چار فرشتوں نے اٹھایا ہوا تھا اور ہر فرشتے کے مزید چار چار منہ تھے - ایک کا منہ بیل جیسا ایک انسان جیسا ایک شیر جیسا ایک عقاب جیسا تھا- ان کے دو پر تھے دو سے چہرہ چھپاتے تھے

حزقی ایل کی کتاب کے مطابق، حزقی ایل کا تعلّق پروہت طبقہ سے تھا وہ یہودیوں کے اشرفیہ میں سے تھے جن کو بابلی غلام بنا کر بابل میں لے آئے تھے. دریائے الخابور کے کنارے بابل میں ، تل آبیب میں حزقی ایل نے ایک عجیب مکاشفہ دیکھا. انہوں نے دیکھا کہ ایک بہت عظیم رتھ ہے جس کو چاروں جانب فرشتوں نے گھیرا ہوا ہے (حزقیایل باب ۱: ۲۸). اس رتھ کو حزقی ایل مرکبہ بولتے ہیں اور بتاتے ہیں کہ اس میں نوراور بجلی کی کڑک تھی اور یہ بادلوں میں تھا. وقت کے ساتھ اسی رتھ نے اہمیت اختیار کر لی اور باقاعدہ مرکبہ سرّیت (۱) کے نام سے یہودیوں میں سرّیت و تصوف کا آغاز ہوا جس کو مرکوہ سرّیت بھی کہا گیا. اس سرّیت کی ابتدا کا اندازہ ہے کہ ۱۰۰ ق م سے لے کر ۱۰۰۰ ب م تک ہے. گویا یہ طریقۂ کار عیسیٰ علیہ السلام سے ۱۰۰ سال پہلے شروع ہوا اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے دور میں بھی اس پر عمل ہوتا رہا

(۱)Merkabah Mysticism

حزقی ایل کے مکاشفہ میں مرکبہ پر انسانی شکل میں موجود ایک شخص سارے ملائکہ کو تدبیر عمل دے رہا ہوتا ہے.

حزقی ایل

اللہ کے رتھ کی رویا

1 **1-3** جب مَیں یعنی امام حزقی ایل بن بوزی تیس سال کا تھا تو مَیں یہوداہ کے جلاوطنوں کے ساتھ ملکِ بابل کے دریا کبار کے کنارے ٹھہرا ہوا تھا۔ یہویاکین بادشاہ کو جلاوطن ہوئے پانچ سال ہو گئے تھے۔ چوتھے مہینے کے پانچویں دن* آسمان کھل گیا اور اللہ نے مجھ پر مختلف رویائیں ظاہر کیں۔ اُس وقت رب مجھ سے ہم کلام ہوا، اور اُس کا ہاتھ مجھ پر آ ٹھہرا۔

4 رویا میں مَیں نے زبردست آندھی دیکھی جس نے شمال سے آ کر بڑا بادل میرے پاس پہنچایا۔ بادل میں چمکتی دمکتی آگ نظر آئی، اور وہ تیز روشنی سے گھرا ہوا تھا۔ آگ کا مرکز چمک دار دھات کی طرح تمتما رہا تھا۔

5 آگ میں چار جانداروں جیسے چل رہے تھے جن کی شکل وصورت انسانی تھی۔ **6** لیکن ہر ایک کے چار چہرے اور چار پَر تھے۔ **7** اُن کی ٹانگیں انسانوں جیسی سیدھی تھیں، لیکن پاؤں کے تلوے بچھڑوں کے سے گھر تھے۔ وہ پالش کئے ہوئے پیتل کی طرح جگمگا رہے تھے۔ **8** چاروں کے چہرے اور پَر تھے، اور چاروں پَروں کے نیچے انسانی ہاتھ دکھائی دیئے۔ **9** جاندار اپنے پَروں سے ایک دوسرے کو چھو رہے تھے۔ چلتے وقت مڑنے کی ضرورت نہیں تھی، کیونکہ ہر ایک کے چار چہرے چاروں طرف دیکھتے تھے۔ جب کبھی کسی سمت جانا ہوتا تو اُسی سمت کا چہرہ چل پڑتا۔ **10** چاروں کے چہرے ایک جیسے تھے۔ سامنے کا چہرہ انسان کا، دائیں طرف کا چہرہ شیر ببر کا، بائیں طرف کا چہرہ بَیل کا اور پیچھے کا چہرہ عقاب کا تھا۔ **11** اُن کے پَر اوپر کی طرف پھیلے ہوئے تھے۔ دو پَر بائیں اور دائیں ہاتھ کے جانداروں سے لگتے تھے، اور دو پَر اُن کے جسموں کو ڈھانپے رکھتے تھے۔ **12** جہاں بھی اللہ کا روح جانا چاہتا تھا وہاں یہ جاندار چل پڑتے۔ اُنہیں مڑنے کی ضرورت نہیں تھی، کیونکہ وہ ہمیشہ اپنے چاروں چہروں میں سے ایک کا رخ اختیار کرتے تھے۔

13 جانداروں کے بیچ میں ایسا لگ رہا تھا جیسے کوئلے دہک رہے ہوں، کہ اُن کے درمیان مشعلیں اِدھر اُدھر چل رہی ہوں۔ جھلملاتی آگ میں سے بجلی بھی چمک کر نکلتی تھی۔ **14** جاندار خود اِتنی تیزی سے اِدھر اُدھر گھوم رہے تھے کہ بادل کی بجلی جیسے نظر آ رہے تھے۔

15 جب مَیں نے غور سے اُن پر نظر ڈالی تو دیکھا کہ ہر ایک جاندار کے پاس پہیہ ہے جو زمین کو چھو رہا ہے۔ **16** لگتا تھا کہ چاروں پہیے پکھراج* سے بنے ہوئے ہیں۔ چاروں ایک جیسے تھے۔ ہر پہیے کے اندر ایک اَور پہیہ زاویۂ قائمہ میں گھوم رہا تھا، **17** اِس لئے وہ مڑے بغیر ہر رخ اختیار کر سکتے تھے۔ **18** اُن کے لمبے چکر خوف ناک تھے، اور چکروں کی ہر جگہ پر آنکھیں ہی آنکھیں تھیں۔ **19** جب چار جاندار چلتے تو چاروں پہیے بھی ساتھ چلتے، جب جاندار زمین سے اُڑتے تو پہیے بھی ساتھ اُڑتے تھے۔ **20** جہاں بھی اللہ کا روح جانا وہاں جاندار بھی جاتے تھے۔ پہیے بھی اُڑ کر ساتھ ساتھ چلتے تھے، کیونکہ جانداروں کی روح پہیوں میں تھی۔ **21** جب بھی جاندار چلتے تو یہ بھی چلتے، جب رُک جاتے تو یہ بھی رُک جاتے، جب اُڑتے

==========

تو یہ بھی اُڑتے۔ کیونکہ جانداروں کی روح پہیوں میں تھی۔
22 جانداروں کے سروں کے اوپر گنبد سا پھیلا ہوا تھا جو صاف شفاف بلور جیسی لگ رہا تھا۔ اُسے دیکھ کر انسان گھبرا جاتا تھا۔ **23** چاروں جاندار اِس گنبد کے نیچے تھے، اور ہر ایک اپنے پَروں کو پھیلا کر ایک سے بائیں طرف کے ساتھی اور دوسرے سے دائیں طرف کے ساتھی کو چھو رہا تھا۔ باقی دو پَروں سے وہ اپنے جسم کو ڈھانپے رکھتا تھا۔ **24** چلتے وقت اُن کے پَروں کا شور مجھ تک پہنچا۔ یوں لگ رہا تھا جیسے قریب ہی زبردست آبشار بہہ رہی ہو، کہ قادرِمطلق کوئی بات فرما رہا ہو، یا کہ کوئی لشکر حرکت میں آ گیا ہو۔ رُکتے وقت وہ اپنے پَروں کو نیچے لٹکنے دیتے تھے۔

25 پھر گنبد کے اوپر سے آواز سنائی دی، اور جانداروں نے رُک کر اپنے پروں کو لٹکنے دیا۔ **26** مَیں نے دیکھا کہ اُن کے سروں کے اوپر کے گنبد پر سنگِ لاجورد* کا تخت سا نظر آ رہا ہے جس پر کوئی بیٹھا تھا جس کی شکل وصورت انسان کی مانند ہے۔ **27** لیکن کمر سے لے کر سر تک وہ چمک دار دھات کی طرح تپتا رہا تھا، جبکہ کمر سے لے کر پاؤں تک آگ کی مانند بھڑک رہا تھا۔ تیز روشنی اُس کے اردگرد جھلملا رہی تھی۔ **28** اُسے دیکھ کر قوسِ قزح کی وہ آب وتاب یاد آئی تھی جو بارش ہوتے وقت بادل میں دکھائی دیتی ہے۔ یوں رب کا جلال نظر آیا۔ یہ دیکھتے ہی مَیں اوندھے منہ گر گیا۔ اِسی حالت میں کوئی مجھ سے بات کرنے لگا۔

کرنا چاہتا ہوں۔" **2** جونہی وہ مجھ سے ہم کلام ہوا تو روح نے مجھ میں آ کر مجھے کھڑا کر دیا۔ پھر مَیں نے آواز کو یہ کہتے ہوئے سنا،
3 "اے آدم زاد، مَیں تجھے اسرائیلیوں کے پاس بھیج رہا ہوں، ایک ایسی سرکش قوم کے پاس جس نے مجھ سے بغاوت کی ہے۔ شروع سے لے کر آج تک وہ اپنے باپ دادا سمیت مجھ سے بےوفا رہے ہیں۔ **4** جن لوگوں کے پاس مَیں تجھے بھیج رہا ہوں وہ بےشرم اور ضدی ہیں۔ اُنہیں وہ کچھ سنا دے جو ربِ قادرِمطلق فرماتا ہے۔ **5** خواہ یہ باغی سنیں یا نہ سنیں، وہ ضرور جان لیں گے کہ ہمارے درمیان نبی برپا ہوا ہے۔ **6** اے آدم زاد، اُن سے یا اُن کی باتوں سے مت ڈرنا۔ گو تُو کانٹےدار جھاڑیوں سے گھرا رہے گا اور تجھے بچھوؤں کے درمیان بسنا پڑے گا تو بھی خوف زدہ نہ ہو۔ نہ اُن کی باتوں سے خوف کھانا، نہ اُن کے رویے سے دہشت کھانا۔ کیونکہ یہ قوم سرکش ہے۔ **7** خواہ یہ سنیں یا نہ سنیں لازم ہے کہ تُو میرے پیغامات اُنہیں سنائے۔ کیونکہ وہ باغی ہی ہیں۔ **8** اے آدم زاد، جب مَیں تجھ سے ہم کلام ہوں گا تو دھیان دے اور اِس سرکش قوم کی طرح بغاوت مت کرنا۔ اپنے منہ کو کھول کر وہ کچھ کھا جو مَیں تجھے کھلاتا ہوں۔"
9 تب ایک ہاتھ میری طرف بڑھا ہوا نظر آیا جس میں طومار تھا۔ **10** طومار کو کھولا گیا تو مَیں نے دیکھا کہ اُس میں آگے بھی اور پیچھے بھی ماتم اور آہ و زاری قلم بند ہوئی ہے۔

ترجمہ جیو لنک ریسورس کنسلٹنٹ بار اول ۲۰۱۰

اس پورے مکاشفہ میں اہم بات یہ ہے

حزقی ایل باب ۱: ۲۶ میں لکھتے ہیں

וּמִמַּעַל, לָרָקִיעַ אֲשֶׁר עַל-רֹאשָׁם, כְּמַרְאֵה אֶבֶן-סַפִּיר, דְּמוּת כִּסֵּא; וְעַל, דְּמוּת הַכִּסֵּא, דְּמוּת כְּמַרְאֵה אָדָם עָלָיו, מִלְמָעְלָה

اور آسمان سے اوپر جو ان کے سروں پر تھا ایک عرش تھا جیسا کہ نیلم کا پتھر ہوتا ہے اور اس عرش نما پر ایک انسان نما تخت افروز تھا

یہودیت تصوف میں ان آیات کا مفہوم اللہ کے حوالے سے لیا جاتا ہے اور مرکبہ کو عرش ہی سمجھا جاتا ہے جو بادلوں اوربجلی کی کڑک میں ہے

الله ، مرکبہ پر تھا جس کو چار فرشتے اٹھاتے ہیں اور وہ بادل میں ہے

اس بات کو وھب بن منبہ نے اس طرح بیان کیا - کتاب العظمة از ابو شیخ کی روایت ہے

حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ شُرَيْحٍ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ، حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ عَبْدِ الْكَرِيمِ، عَنْ عَبْدِ الصَّمَدِ، عَنْ وَهْبٍ رَحِمَهُ اللَّهُ تَعَالَى، قَالَ: " حَمَلَةُ الْعَرْشِ الَّذِينَ يَحْمِلُونَ، لِكُلِّ مَلَكٍ مِنْهُمْ أَرْبَعَةُ وُجُوهٍ، وَأَرْبَعَةُ أَجْنِحَةٍ، جَنَاحَانِ عَلَى وَجْهِهِ مِنْ أَنْ يَنْظُرَ إِلَى الْعَرْشِ فَيُصْعَقَ، وَجَنَاحَانِ يَطِيرُ بِهِمَا، أَقْدَامُهُمْ فِي الثَّرَى، وَالْعَرْشُ عَلَى أَكْتَافِهِمْ، لِكُلِّ وَاحِدٍ مِنْهُمْ وَجْهُ ثَوْرٍ، وَوَجْهُ أَسَدٍ، وَوَجْهُ إِنْسَانٍ، وَوَجْهُ نَسْرٍ، لَيْسَ لَهُمْ كَلَامٌ إِلَّا أَنْ يَقُولُوا: قُدُّوسٌ، اللَّهُ الْقَوِيُّ مَلَأَتْ عَظَمَتُهُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ "

وھب نے کہا عرش کو اٹھانے والے فرشتوں میں سے ہر ایک ہے چار چہرے ہیں اور چار پر ہیں – دو پر ان کے چہروں پر ہیں جس سے وہ عرش کو دیکھتے ہیں اور بے ہوش ہو جاتے ہیں اور دو پر سے اڑتے ہیں ... ان چار چہروں میں ایک بیل جیسا، ایک شیر جیسا ایک انسان جیسا ایک عقاب جیسا ہے ان کا کلام صرف یہ ہے قدوس- اللہ قوی ہے اس کی عظمت نے آسمانوں و زمین کو بھر دیا ہے

مرکبہ کو چار فرشتوں نے اٹھایا ہوا تھا جن کے چار چہرے تھے ایک انسان جیسا ایک شیر جیسا ایک بیل جیسا اور ایک عقاب جیسا تھا کچھ اسی طرح کی روایات اہل سنت کی کتب میں بھی در آئی ہیں اور مفسرین نے ان کو صحیح سمجھ کر لکھ دیا ہے

کتاب نقض الإمام أبي سعيد على المريسي العنيد از عثمان بن سعید میں ایک مقطوع حدیث نقل ہوئی ہے جو کتاب حزقی ایل کی آیت ۱۰ کی نقل ہے

حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ ، ثنا حَمَّادٌ ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ ، عَنْ عُرْوَةَ ، قَالَ : " حَمَلَةُ الْعَرْشِ مِنْهُمْ مَنْ صُورَتُهُ عَلَى صُورَةِ الْإِنْسَانِ ، وَمِنْهُمْ مَنْ صُورَتُهُ عَلَى صُورَةِ النَّسْرِ ، وَمِنْهُمْ مَنْ صُورَتُهُ عَلَى صُورَةِ الثَّوْرِ ، وَمِنْهُمْ مَنْ صُورَتُهُ عَلَى صُورَةِ الْأَسَدِ

عروہ کہتے ہیں کہ عرش کو جنہوں نے اٹھایا ہوا ہے ان میں انسانی صورت والے ہیں اور عقاب کی صورت والے اور بیل کی صورت والے اور شیر کی صورت والے

ابن ابی شیبہ کی کتاب العرش کی روایت ہے

حدثنا : علي بن مكتف بن بكر التميمي ، حدثنا : يعقوب بن إبراهيم بن سعد ، عن أبيه ، عن محمد بن إسحاق ، عن عبد الرحمن بن الحارث بن عياش بن أبي ربيعة ، عن عبد الله بن أبي سلمة قال : أرسل إبن عمر (ر) إلى إبن عباس (ر) يسأله : هل رأى محمد ربه ؟ فأرسل إليه إبن عباس : أن

نعم ، قال : فرد عليه إبن عمر رسوله أن كيف رآه ؟ ، قال : رآه في روضة خضراء ، روضة من الفردوس دونه فراش من ذهب ، على سرير من ذهب يحمله أربعة من الملائكة ، ملك في صورة رجل ،. وملك في صورة ثور ، وملك في صورة أسد ، وملك في صورة نسر

عبد اللہ بن أبي سلمة کہتے ہیں کہ ابن عمر نے ابن عباس کے پاس بھیجا کہ کیا نبی نے اللہ کو دیکھا؟ ابن عباس نے کہا ہاں دیکھا. اس پر ابن عمر نے اس کو رد کیا اور کہا کیسے؟ ابن عباس نے کہا اللہ کو سبز باغ میں دیکھا، فردوس کے باغ میں جس میں سونے کا فرش تھا اور ایک تخت تھا سونے کا جس کو چار فرشتوں نے اٹھایا ہوا تھا، ایک کی شکل انسان جیسی، ایک کی بیل جیسی ،ایک کی شیر جیسی ،ایک کی عقاب جیسی تھی

اس سند سے عبداللہ بن احمد بھی کتاب السنہ میں روایت کرتے ہیں، إبن خزيمة – التوحيد – باب ذكر الأخبار المأثورة میں ، البيهقي – الأسماء والصفات – باب ما جاء في العرش والكرسي میں، الآجري – الشريعة میں روایت کرتے ہیں

اس کی سند میں محمد بن إسحاق بن يسار کا تفرد ہے جس کو امام مالک دجالوں میں سے ایک دجال کہتے ہیں

ابن الجوزی اس کو کتاب العلل المتناهية في الأحاديث الواهية میں ذکر کرتے ہیں اور کہتے ہیں

.هَذَا حَدِيثٌ لا يَصِحُّ تَفَرَّدَ بِهِ مُحَمَّدُ بْنُ إِسْحَاقَ وَقَدْ كَذَّبَهُ مَالِكٌ وَهِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ

یہ حدیث صحیح نہیں اس میں محمد بن اسحاق کا تفرد ہے اور اس کو امام مالک اور ہشام بن عروہ جھوٹا کہتے ہیں

ابن کثیر سورہ غافر کی آیات کی تفسیر میں لکھتے ہیں

رَبَّنَا وَأَدْخِلْهُمْ جَنَّاتِ عَدْنٍ الَّتِي وَعَدْتَهُمْ وَمَنْ صَلَحَ مِنْ آبَائِهِمْ وَأَزْوَاجِهِمْ وَذُرِّيَّاتِهِمْ إِنَّكَ أَنْتَ الْعَزِيزُ (9) الْحَكِيمُ (8) وَقِهِمُ السَّيِّئَاتِ وَمَنْ تَقِ السَّيِّئَاتِ يَوْمَئِذٍ فَقَدْ رَحِمْتَهُ وَذَلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيمُ
يخبر تعالى عن الملائكة المقربين من حَمَلة العرش الأربعة، ومن حوله من الكروبيين، بأنهم يسبحون بحمد ربهم

اللہ نے خبر دی ان چار مقربین فرشتوں کے بارے میں جنہوں نے عرش کو اٹھایا ہوا ہے اور اس کے ارد گرد کروبیں کے بارے میں کہ وہ اللہ کی تسبیح کرتے ہیں اس کی تعریف کے ساتھ ہ.....

اس کے بعد ابن کثیر ایک روایت نقل کرتے ہیں جس میں محمد بن اسحاق ہے اور کے کچھ اشعار نقل ہوئے ہیں جن میں آدمی بیل شیر عقاب کا ذکر ہے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کہتے ہیں سچ کہا

وقد قال الإمام أحمد: حدثنا عبد الله بن محمد -هو ابن أبي شيبة -حدثنا عبدة بن سليمان، عن محمد بن إسحاق، عن يعقوب بن عتبة، عن عكرمة عن ابن عباس [رضي الله عنه] أن رسول الله صلى الله عليه وسلم صَدّق أمية في شيء من شعره، فقال:

رَجُلٌ وَثَور تَحْتَ رِجْل يَمينه ... وَالنَّسْرُ للأخْرَى وَلَيْثٌ مُرْصَدُ ...فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم: ""صدق"..

اس کے بعد ابن کثیر کہتے ہیں

وهذا إسناد جيد: وهو يقتضي أن حملة العرش اليوم أربعة، فإذا كان يوم القيامة كانوا ثمانية

اس کی سند جید ہے عرش کو چار فرشتوں نے آج اٹھایا ہوا ہے پس جب قیامت ہو گی تو آٹھ اٹھائے ہوں گے

یہ روایات صحیح نہیں اور اسرائیلیآت میں سے ہیں

کروبیں کا لفظ اصل میں توریت کی کتاب الخروج کے باب ۲۵ کی آیت ۱۸ میں موجود ہے اس کو عبرانی میں כְּרוּבִים لکھا جاتا ہے اور انگریزی میں شروبیم (۲) کہا جاتا ہے

(۲) cherubim

محمّد بن اسحاق اہل کتاب سے مواد لے کر اپنی کتابوں میں پیش کرنے پر بدنام تھے اور ان کو ایسے پروتے تھے کہ سچ کا گمان ہو مثلا انہوں نے بحیرہ راہب کا قصہ پھیلایا جس کے مطابق نسطوری عیسائی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو بچپن سے ہی جانتے تھے اسی طرح یہ روایات بھی عرش کو بیان کرتی ہیں جبکہ یہ مرکبہ کی تفصیل ہے

کتاب بحر الفوائد المشهور بمعاني الأخبار ازالكلاباذي الحنفي (المتوفى: 380هـ) کے مطابق

وَقِيلَ فِي حَمَلَةِ الْعَرْشِ إِنَّهُمْ أَمْلَاكٌ أَحَدُهُمْ عَلَى صُورَةِ الْإِنْسَانِ، يَشْفَعُ إِلَى اللَّهِ فِي أَرْزَاقِهِمْ، وَالثَّانِي عَلَى صُورَةِ النَّسْرِ يَشْفَعُ إِلَى اللَّهِ فِي أَرْزَاقِ الطَّيْرِ، وَالثَّالِثُ عَلَى صُورَةِ الْأَسَدِ يَشْفَعُ إِلَى اللَّهِ تَعَالَى فِي أَرْزَاقِ الْبَهَائِمِ وَدَفْعِ الْأَذَى عَنْهُمْ، وَالرَّابِعُ عَلَى صُورَةِ الثَّوْرِ يَشْفَعُ إِلَى اللَّهِ تَعَالَى فِي أَرْزَاقِ الْبَهَائِمِ، وَدَفْعِ الْأَذَى عَنْهُمْ يُصَدِّقُ ذَلِكَ

کہا جاتا ہے کہ عرش کو اٹھانے والے فرشتوں میں سے ایک انسان کی شکل کا ہے جو اللہ سےانسانوں کے رزق کی سفارش کرتا ہے دوسرا عقاب کی شکل کا ہے جو پرندوں کے رزق کی سفارش کرتا ہے تیسرا شیر کی شکل کا ہے جو درندوں کے رزق کی سفارش کرتا ہے چوتھا بیل کی شکل کا ہے جو چوپایوں کے رزق کی سفارش کرتا ہے

سن ۵۳۷ ع بعد مسیح میں عسائیوں نے قسطنطنیہ میں ایک بہت بڑا چرچ بنایا اس میں گنبد پر عرش بنایا گیا اور اس کے گرد چار فرشتوں کو بنایا گیا

چار سرافیم یا کروبیں کا تصور اسلام سے پہلے سے موجود ہے جو عرش کے گرد رہتے ہیں

یہ فرشتے بابل کے بت

Lamassu

کی شکل پر بنائے گئے ہیں

اور اصل میں یہ چار برجوں برج عقرب ، برج اسد ، برج نسر ، برج ثور کی جمع ہیں

ابن سبا کا یہودی تصوف اور روایات میں ذکر

ابن سبا ایک صوفی قسم کا آدمی تھا[14]-

[14]

عبد الله بن سبأ ایک تاریخی شخصیت ہے اور اس کی روایات سیف بن عمر المتوفی ۲۰۰ ھ کی سند سے ہیں جس کو عمده فی التاریخ کہا جاتا ہے
لیکن ابن سبا کے وجود پر سیف کا تفرد نہیں ہے - دیگر اسناد سے معلوم ہے

ابن سبا سے ظاہر ہے بہت لوگوں کی ملاقات نہیں ہوئی کیونکہ یہ گردش میں رہا اور پھر معلوم نہیں اس کا انجام کیا ہوا
لیکن اس کا فلسفہ اہل تشیع نے قبول کر لیا جو خالص یہودی تصوف ہے
اس کی تفصیل کتاب میں ہے
Ali in Biblical Clouds

ابن حجر نے لسان المیزان میں لکھا
.أخرج من طريق سيف بن عمر التميمي في الفتوح له قصة طويلة لا يصح إسنادها
الفتوح میں سیف بن عمر کی سند سے اس پر ایک طویل قصہ ہے اس کی اسناد صحیح نہیں
پھر ابن حجر نے وہ اسناد دیں جن میں سیف بن عمر نہیں ہے اور ابن سبا کے وجود کی خبر ہے جو مندرجہ ذیل ہیں
ومن طريق ابن أبي خيثمة: حدثنا محمد بن عباد , حَدَّثَنا سُفيان، عَن عمار الدهني سمعت أبا الطفيل يقول: .رأيت المُسَيَّب بن نجبة أتي به بلبيه وعلي على المنبر فقال: ما شأنه؟ فقال: يكذب على الله وعلى رسوله
ابو طفیل نے کہا میں نے المسیب بن نجبة بن ربیعة بن رياح بن عوف بن هلال بن شمخ بن فزارة الفزاری کو دیکھا جو علی کے پاس آیا اور علی منبر پر تھے کہا اس (ابن سبا) کا کیا حال ہے ؟ یہ تو الله اور اس کے رسول پر جھوٹ کہتا ہے

حدثنا عَمْرو بن مروزق حدثنا شُعبة، عَن سلمة بن كهيل عن زيد بن وهب قال: قال علي بن أبي طالب رضي .الله عنه: ما لي ولهذا الخبيث الأسود، يعني عبد الله بن سبأ - كان يقع في أبي بكر وعمر
زید بن وهب نے کہا علی نے کہا میرے اور اس کالے خبیث کے بیچ کیا ہے یعنی عبد الله بن سبا

ومن طريق محمد بن عثمان بن أبي شيبة: حَدَّثَنا محمد بن العلاء , حَدَّثَنا أبو بكر بن عَيَّاش، عَن مجالد عن .الشعبي قال: أول من كذب عبد الله بن سبأ
الشعبي (المتوفی ۱۰۰ ھ) نے کہا سب سے پہلا جھوٹا عبد الله بن سبا ہے

وقال أبو يَعلَى الموصلي في مسنده: حَدَّثَنا أبو كريب , حَدَّثَنا محمد بن الحسن الأسدي , حَدَّثَنا هارون بن صالح عن الحارث بن عبد الرحمن، عَن أبي الجلاس سمعت عَلِيًّا يقول لعبد الله بن سبأ: والله ما أفضى إلي بشيء .كتمه أحدا من الناس ولقد سمعته يقول: إن بين يدي الساعة ثلاثين كذابا وإنك لأحدهم

أبي الجلاس نے کہا علی کو سنا انہوں نے عبد الله بن سبا کا ذکر کیا کہا الله کی قسم مجھے کون سی چیز اس طرف لے گئی کہ میں لوگوں سے کچھ چھپاؤں؟ اور میں نے سنا کہ قیامت سے قبل تیس جھوٹے ہیں جن میں سے وہ ایک ہے

وقال أبو إسحاق الفزاري: عن شُعبة، عَن سلمة بن كهيل، عَن أبي الزعراء [ص:485] أو عن زيد بن وهب أن سويد بن غفلة دخل على علي في إمارته فقال: إني مررت بنفر يذكرون أبا بكر وعمر يرون أنك تضمر لهما مثل ذلك منهم عبد الله بن سبأ - وكان عبد الله أول من أظهر ذلك - فقال علي: ما لي ولهذا الخبيث الأسود. ثم قال: معاذ الله أن أضمر لهما إلا الحسن الجميل.
سوید بن غفلة ، علی کے پاس آئے ان کی خلافت میں کہا میں ایک گروہ پر گذرا جو ابو بکر اور عمر کا ذکر کرتے ہیں کہتے ہیں اپ ان دونوں سے (حق) چھپاتے تھے ہیں ایسا ہی کہا جیسا ابن سبا کہتا تھا - علی نے کہا مجھے اس کالے خبیث سے کیا سروکار - اللہ کی پناہ کی میں دونوں سے کچھ چھپاؤں سوائے وہ جو جسن وجمال (والی ازواج) ہوں

ان روایات کو ابن حجر نے صحیح اسناد سے نقل کیا ہے جن میں سیف بن عمر نہیں ہے اور عبد الله بن سبا کا ترجمہ قائم کیا ہے- اس طرح اس کے وجود کا اثبات کیا ہے

قال ابن حبان: كان سبئيا من أصحاب عبد الله بن سبأ، كان يقول: إن عليا يرجع إلى الدنيا
ابن حبان نے کہا سبئیا وہ ہیں جو اصحاب ابن سبا ہیں اور کہا کرتے کہ علی دنیا میں پلٹیں گے

تفسیر عبد الرزاق میں ہے
قَالَ مَعْمَرٌ: وَكَانَ قَتَادَةُ إِذَا قَرَأَ هَذِهِ الْآيَةَ: {فَأَمَّا الَّذِينَ فِي قُلُوبِهِمْ زَيْغٌ} [آل عمران: 7] قَالَ: إِنْ لَمْ تَكُنِ الْحَرُورِيَّةُ أَوِ السَّبَئِيَّةُ , فَلَا أَدْرِي مَنْ هُمْ
معمر نے کہا قتادہ (المتوفی ١١٨ ھ) تلاوت کرتے وہ {فَأَمَّا الَّذِينَ فِي قُلُوبِهِمْ زَيْغٌ} [آل عمران: 7] (جن کے دل ٹیڑھے ہیں ال عمران) - کہتے اگر یہ خوارج اور سبائی نہیں تو معلوم نہیں اور کون ہیں

تفسیر طبری میں بھی قتادہ کا قول ہے
حدثنا الحسن بن يحيى قال، أخبرنا عبد الرزاق قال، أخبرنا معمر، عن قتادة في قوله:"فأما الذين في قُلوبهم زَيغٌ فيتبعون ما تشابه منه ابتغاءَ الفتنة"، وكان قتادة إذا قرأ هذه الآية:"فأما الذين في قلوبهم زيغ" قال: إن لم يكونوا الحرُوريّة والسبائية

تفسیر ابن المنذر میں ہے
وتتأول السبئية إذ يقولون فِيهِ بغير الحق إِنَّمَا يقولون قول الله عَزَّ وَجَلَّ: وَأَقْسَمُوا بِاللهِ جَهْدَ أَيْمَانِهِمْ لا يَبْعَثُ اللهُ مَنْ يَمُوتُ، فيجعلونها فيمن يخاصمهم من أمة محمد صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي بعث الموتى قبل يَوْمِ الْقِيَامَةِ
السبئية نے بلا حق اس آیت کی تاویل کی کہ الله کا قول ہے وَأَقْسَمُوا بِاللهِ جَهْدَ أَيْمَانِهِمْ لا يَبْعَثُ اللهُ مَنْ يَمُوتُ، پس اس سے انہوں نے امت محمد کو لڑوایا کہ قیامت سے قبل مردوں کو زندہ کیا جائے گا

طبری تفسیر میں کہتے ہیں
وَاللَّهِ إِنَّ الْيَهُودَ لَبِدْعَةٌ، وَإِنَّ النَّصْرَانِيَّةَ لَبِدْعَةٌ، وَإِنَّ الْحَرُورِيَّةَ لَبِدْعَةٌ، وَإِنَّ السَّبَئِيَّةَ لَبِدْعَةٌ،
یہود (دین حق میں) بدعت ہیں نصرانی بدعت ہیں خوارج بدعت ہیں اور السَّبَئِيَّةَ بدعت ہیں

امام بخاری تاریخ الکبیر 5 / 187 کہتے ہیں
قَالَ البُخَارِيُّ ، قَالَ عَلِيٌّ: حَدَّثَنَا ابْنُ عُيَيْنَةَ، حَدَّثَنَا الزُهْرِيُّ، قَالَ: كَانَ الحَسَنُ أَوْثَقَهُمَا، وَكَانَ عَبْدُ اللهِ يَتْبَعِ السَّبَائِيَّةَ
امام زہری نے کہا ... عَبْدُ اللهِ بنُ مُحَمَّدِ ابْنِ الحَنَفِيَّةِ الهَاشِمِيُّ السَّبَائِيَّةَ کے پیچھے چلتا تھا

الکامل از ابن عدی میں ہے
حَدَّثَنَا السَّاجِيُّ، حَدَّثَنَا ابْنُ الْمُثَنَّى، حَدَّثَنَا أَبُو معاوية، قَالَ: قَال الأَعْمَش اتق هذه السبئية فإني أدركت الناس وإنما يسمونهم الكذابين
أَبُو معاوية نے کہا الأَعْمَش نے کہا السبئية سے بچو کیونکہ میں لوگوں سے ملا وہ ان کو کذاب نام دیتے ہیں

اسی کتاب میں ابن عباس رضی اللہ عنہ کا قول ہے
حَدَّثَنَا السَّاجِيُّ، حَدَّثَنَا ابْنُ الْمُثَنَّى، حَدَّثَنَا عثمان بن الهيثم، حَدَّثَنَا عَبد الْوَهَّابِ بْنُ مُجَاهِدٍ، عَنْ أَبِيهِ، عنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: إذا كثرت القدرية بالبصرة استكفت أهلها، وَإذا كثرت السبئية بالكوفة استكفت أهلها.
کوفہ میں السبئية کی کثرت ہوئی یہاں تک کہ انہوں نے وہاں کے رہنے والوں کو گھیر لیا

تاریخ ابن ابی خیثمہ میں ہے
حَدَّثَنَا هَارُون بْنُ مَعْرُوف، قَالَ: حَدَّثَنا سُفْيَانُ، قَالَ: حَدَّثَنا الزُّهْرِيُّ، قَالَ: حَدَّثَنِي حَسَنٌ وعَبْدُ اللَّهِ ابْنَا مُحَمَّدٍ وكانَ حَسَنٌ أَرْضَاهُمَا وَكَانَ عَبْدُ اللَّهِ يَتَّبِعُ حَدِيثَ السَّبَئِيَّةِ.
امام زہری نے کہا ... عَبْدُ اللهِ بنُ مُحَمَّدِ ابْنِ الحَنَفِيَّةِ الهَاشِمِيُّ السَّبَائِيَّةَ کے پیچھے چلتا تھا

تہذیب الکمال از المزی میں عبد اللہ بن محمد بن عقیل کے ترجمہ میں اسی قول میں ہے
قال: وكَانَ عَبد اللَّهِ يتبع – وفِي رواية: يجمع – أحاديث السبئية وهم صنف من الروافض.
یہ (عَبْدُ اللهِ بنُ مُحَمَّدِ ابْنِ الحَنَفِيَّةِ) السبئية کی احادیث جمع کرتا جو روافض میں سے ایک صنف ہے

امام احمد نے ابن سبا کا ذکر کیا
وقال صالح بن أحمد: حدثني أبي. قال: حدثنا معاذ، قال: حدثنا ابن عون، قال: ذكرت لإبراهيم رجلين من (325) «السبئية، يعني المغيرة بن سعيد، وأبا عبد الرحيم، قد عرفهما، قال: إحذروهما، فإنهما كذأبان. «سؤالاته ابن عون، نے کہا میں نے ابراہیم سے السبئية میں سے دو کا ذکر کیا یعنی المغيرة بن سعيد، وأبا عبد الرحيم ... پس کہا یہ کذاب ہیں

یہ حوالے ثابت کرتے ہیں سیف بن عمر سے پہلے سے لوگ ابن سبا کا ذکر کر رہے تھے یہاں کہ ائمہ محدثین نے بھی ابن سبا اور اس کے فرقے کے وجود کا اقرار کیا ہے مثلا قتادہ، الشعبي ، امام زہری، اعمش وغیرہ جو سیف بن عمر سے پہلے کے ہیں
یہ تو صرف اہل سنت کی کتب ہیں اہل تشیع کی کتابوں میں بھی اس کے حوالے بھرے پڑے ہیں

اس کے نزدیک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں اور موسی علیہ السلام میں بہت مماثلت تھی اور اس یہ بائبل کے انبیاء کو من و عن قبول کرتا تھا اور ان کے اقوال کی روشنی میں رسول اللہ کو بھی دیکھتا تھا- اس کے نزدیک علی کے کئی روپ تھے –

اوپر آپ نے دیکھا کہ ایک انسان نما شخص مرکبہ پر یا کعب الاحبار کے بقول عرش پر تھا- اس انسان کو یہودی صوفی رب الارض یا بار انعش کہتے ہیں – بار انعش کا مطلب ہے ابن آدم لیکن یہ ابن آدم کوئی عام انسان نہیں اس کا ذکر کتاب دانیال میں ہے کہ یہ زمین کی سیر کرتا ہے اور واپس جا کر رب تعالی کو خبر کرتا ہے

ابن سبا نے اس بار انعش کو علی رضی اللہ عنہ سے ملا دیا – اس طرح علی آسمان میں بادل میں اڑنے لگے – ان کو کہا گیا کہ ایک بادل ملا ہے جس پر وہ سوار ہوتے ہیں جس کو شیعہ الصعب کہتے ہیں

صحیح مسلم میں ہے کہ بادل اللہ کے پاس سے اتا ہے

وحدثنا يحيى بن يحيى ، اخبرنا جعفر بن سليمان ، عن ثابت البناني ، عن انس، قال: قال انس : " اصابنا ونحن مع رسول الله صلى الله عليه وسلم مطر، قال: فحسر رسول الله صلى الله عليه وسلم " ثوبه حتى اصابه من المطر، فقلنا: يا رسول الله لم صنعت هذا؟ قال: " لانه حديث عهد بربه تعالى

انس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ہم پر برسات ہوئی اور ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے سو کھول دیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا کپڑا یہاں تک کہ پہنچا آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر مینہ اور ہم نے کہا: اے اللہ کے رسول! آپ نے ایسا کیوں کیا؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم "نے فرمایا: "اس لئے کہ یہ ابھی اپنے پروردگار کے پاس سے آیا ہے۔

راقم کہتا ہے یہ روایت کوئی شیعہ ہی روایت کر سکتا ہے جو سبائی ہو - اس میں جعفر بن سليمان الضبعي ہے جو ثابت سے روایت کرتا ہے اور شیعہ ہے اس کو امام یحیی القطان نے نے ضعیف قرار دیا ہے

کتاب بصائر الدرجات از محمد بن الحسن الصفار،تصحیح وتعلیق وتقدیم: الحاج میرزا حسن کوچه باغي، مطبعة الأحمدي – طهران منشورات الأعلمي – طهران کے مطابق

أبو جعفر محمد بن الحسن بن فروخ الصفار المتوفى سنة ٢٩٠ جو الإمام الحسن العسكري کے اصحاب میں سے تھے باب في ركوب أمير المؤمنين ع السحاب وترقيه في الأسباب والأفلاك (باب امیر (المومنین علی علیہ السلام کا بادل کی سواری کرنااور اس میں اسباب و افلاک پر بلند ہونا میں روایت کرتے ہیں

حدثنا أحمد بن محمد عن الحسين بن سعيد عن عثمان بن عيسى عن سماعة بن مهران عن أبي بصير عن أبي جعفر عليه السلام أنه قال إن عليا عليه السلام ملك ما في الأرض و ما في تحتها فعرضت له السحابان الصعب والذلول فاختار الصعب وكان في الصعب ملك ما تحت الأرض وفي الذلول ملك ما فوق الأرض واختار الصعب على الذلول فدارت به سبع أرضين فوجد ثلث خراب وأربع عوامر

(٢) **حدّثنا** أحمد بن محمد عن الحسين بن سعيد عن عثمان بن عيسى عن سماعة بن مهران عن أبي بصير عن أبي جعفر عليه السلام أنه قال: **إن علياً عليه السلام ملك ما فوق الأرض وما تحتها فعرضت له السحابان الصعب والذلول فاختار الصعب وكان في الصعب ملك ما تحت الأرض وفي الذلول ملك ما فوق الأرض واختار الصعب على الذلول فدارت به سبع ارضين فوجد ثلاثاً خربة وأربعاً عوامر.**

ابی بصیر، أبي جعفر علیه السلام سے روایت کرتے ہیں کہ بے شک علی کی تمکنت میں ہے جو کچھ زمین میں اور تحت الثری میں ہے پس ان پر دو بادل پیش کیے گئے الصعب (مشکل) اورالذلول (آسانی). انہوں نے الصعب کو الذلول پر منتخب کیا پس الصعب پر انہوں نے سات زمینوں کی سیر کی اور اس میں سے ایک تہائی کو ویران و برباد پایا اور باقی کو آباد

ابی جعفر ایک اور روایت میں الصعب کی تفصیل بتاتے ہیں

(١) **حدّثنا** أحمد بن محمد عن علي بن سنان عن عبد الرحيم أنه قال: ابتدأني أبو جعفر عليه السلام فقال: **أما إنّ ذا القرنين قد خيّر السحابين فاختار الذلول وذخر لصاحبكم الصعب**، قلت: وما الصعب؟ قال: **ما كان من سحاب فيه رعد وبرق وصاعقة فصاحبكم يركبه أما إنه سيركب السحاب ويرقى في الأسباب أسباب السموات السبع خمس عوامر واثنتان خراب.**

احمد بن محمّد کہتے ہیں ابو جعفر علیہ السلام نے بات شروع کی اور کہا کہ ذوالقرنین نے دو بادلوں میں سے الذلول کو لیا اور تمہارے صاحب نے الصعب کو لیا میں نے پوچھا یہ الصعب کیا ہے؟ کہا وہ بادل جس میں بجلی، اس کی کوند اور کڑک ہے پس تمہارے صاحب (علی) اس کی سواری کرتے ہیں اور اسباب میں سے بلند ہوتے سات آسمان کی سیر کرتے ہیں ...ہ

صحیح مسلم میں ہے

وحدثني أبو أيوب سليمان بن عبيد الله الغيلاني، حدثنا أبو عامر يعني العقدي، حدثنا رباح، عن قيس بن سعد، عن مجاهد، قال: جاء بشير العدوي إلى ابن عباس، فجعل يحدث، ويقول: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم، قال رسول الله صلى الله عليه وسلم، فجعل ابن عباس لا يأذن لحديثه، ولا

ينظر إليه، فقال: يا ابن عباس، مالي لا أراك تسمع لحديثي، أحدثك عن رسول الله صلى الله عليه وسلم، ولا تسمع، فقال ابن عباس: " إنا كنا مرة إذا سمعنا رجلا يقول: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم، ابتدرته أبصارنا، وأصغينا إليه بآذاننا، فلما ركب الناس الصعب، والذلول، لم نأخذ من الناس إلا ما نعرف

بشیر العدوی، ابن عباس کے پاس آیا اور روایت کرنے لگا اور بولا رسول اللہ نے کہا ،رسول اللہ نے کہا ،پس ابن عباس نے اس کی حدیث کی اجازت نہیں دی اور نہ اس کی طرف دیکھا. اس پر وہ ابن عبّاس سے مخاطب ہوا کیا وجہ ہے کہ اپ میری حدیث نہیں سنتے جبکہ میں رسول اللہ کی حدیث سنا رہاہوں؟ پس ابن عباس نے کہا ایک وقت تھا جب ہم سنتے کسی نے کہا قال رسول اللہ ہم نگاہ رکھتے اور اپنے کان اس (حدیث) پر لگاتے . لیکن جب سے لوگوں نے الصعب اور الذلول کی سواری کی تو ہم روایات نہیں لیتے مگر صرف اس سے جس کو جانتے ہوں

الصعب اور الذلول کی اہل سنت میں کوئی حتمی رائے نہیں لیکن شیعہ کتب سے واضح ہے کہ یہ ابن سبا کا عقیدہ تھا اور ابن عباس اس پر جرح کر رہے ہیں

علی کسی بادل پر رہتے تھے اہل سنت نے بھی روایت کیا ہے

الحافظ المقدسي کی الأحاديث المختارة میں ہے

أخبرنا عبد المعز بن محمد الهروي قراءة عليه بها قلت له: أخبركم محمد بن إسماعيل بن الفضيل – قراءة عليه وأنت تسمع – أنا محلم بن إسماعيل الضبي، أنا الخليل بن أحمد السجزي، أنا محمد بن إسحاق بن إبراهيم السراج، ثنا قتيبة بن سعيد، ثنا أبو عوانة عن سماك عن حبيب بن حماز، قال: كنت عند علي بن أبي طالب وسأله رجل عن ذي القرنين كيف بلغ المشرق والمغرب؟ قال: سبحان الله، سُخِّرَ له السحابُ ومُدَّتْ لَهُ الأسبابُ وبُسِطَ لهُ النُّورُ فقال: أزيدك؟ قال: فسكت الرجل وسكت علي

حبیب بن حماز نے کہا ہم علی کے پاس تھے ان سے ایک شخص نے ذي القرنين پر سوال کیا کہ یہ مشرق و مغرب کیسے پہنچے ؟ علی نے کہا سبحان اللہ ! ان کے لئے بادل کو مسخر کیا گیا اور اسباب کو مقرر کیا گیا اور نور کو پھیلا دیا گیا- حبیب بن حماز نے کہا اپ کو (بھی بادل پر) بلند کیا گیا ؟ پس حبیب بن حماز نے کہا : یہ شخص اور علی دونوں چپ رہے

سند میں سماك بن حرب ہے جس کو شعبہ ، سفيان الثَّوْريّ، صالح جزرة اور ابن مبارک نے ضعیف قرار دیا ہے البتہ دیگر نے صدوق کہا ہے

قال أحمد: سماك مضطرب الحديث

جریر کہتے اس کا دماغ چل گیا تھا

سماک کہا کرتا کہ اس کو خواب میں حکم ملتے ہیں الکامل از ابن عدی میں ہے

حَدَّثَنَا الحسين بن عفير الأنصاري، حَدَّثَنا سَعِيد بن سلمة، حَدَّثَنا إِبْرَاهِيم بْن عُيَينة أخو سُفيان، عَن شُعْبَة عن سماك بْن حرب، قَال: قِيل لي في المنام إياك والكذب إياك والنميمة إياك ولحوم الناس.

.. سماک نے کہا مجھے نیند میں کہا گیا جھوٹ سے بچو

النسائي نے کہا اس کی منفرد روایت نہیں لی جائے گ لہذا یہ روایت قابل رد ہے

یہ راوی اختلاط کا شکار ہوا – ممکن ہے اس کا اثر ہو

البتہ امام علی کے لئے بادل تھا جس سے انہوں نے سیاروں کی سیر کی اہل تشیع کا قول قرن اول میں معروف تھا

اس بادل کو الصعب کہا جاتا ہے

ابن سبا جو اصلا ایک یہودی تھا، اس نے یہ عقیدہ کہاں سے لیا ؟ ہماری تحقیق کے مطابق یہ عقیدہ یہودی تصوف سے آیا ہے جو عیسی علیہ السلام سے بھی پہلے مروج ہو چکا تھا اور اس پر علماء یہود کا عمل نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں بھی تھا

اہل تشیع کی کتب میں علی کو الیاس سے اصف بن برخیاہ سے ذو القرنین سے اسی وجہ سے ملایا گیا ہے کہ ان سب شخصیات کو یہودی آج تک زندہ سمجھتے ہیں اور رافضیوں کے نزدیک علی مرے نہیں آسمان میں چلے گئے وہاں بادل سے امت کو دیکھ رہے ہیں – وقت انے پر امام مہدی کا اعلان کریں گے

کتب جرح و تعدیل میں بعض راویوں کے لئے ملتا ہے کہ وہ یہ عقیدہ رکھتے تھے کہ علی بادلوں میں ہیں. اس عقیدے کو ابن سبا کی طرف منسوب کیا جاتا ہے

البیان از جاحظ کے مطابق ان لوگوں کے لئے المعتمر شعر پڑھا کرتے تھے

ومن قوم إذا ذكروا عليا ... يردون السلام على السحاب

اور ایک قوم ہے کہ جب علی کا ذکر ہوا انہوں نے بادل کو سلام کیا

کتاب سیر أعلام النبلاء از الذہبی کے مطابق إِسْحَاقُ بنُ سُنَيْنٍ روایت کرتے ہیں کہ ابْنِ الْمُبَارَكِ کہتے تھے

ولا أقول علي في السحاب لقد ... أقول فيه إذا جورا وعدوانا

اور نہیں کہتا کہ علی بادل میں ہیں گر کہہ دوں تو یہ ظلم و زیادتی ہے

امام مسلم صحیح مسلم کے مقدمے میں لکھتے ہیں

وحَدَّثَنِي سَلَمَةُ بْنُ شَبِيبٍ، حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، قَالَ: سَمِعْتُ رَجُلًا سَأَلَ جَابِرًا عَنْ قَوْلِهِ عَزَّ وَجَلَّ [ص:21]: {فَلَنْ أَبْرَحَ الْأَرْضَ حَتَّى يَأْذَنَ لِي أَبِي أَوْ يَحْكُمَ اللهُ لِي وَهُوَ خَيْرُ الْحَاكِمِينَ} [يوسف: 80]، فَقَالَ جَابِرٌ: «لَمْ يَجِئْ تَأْوِيلُ هَذِهِ»، قَالَ سُفْيَانُ: وَكَذَبَ، فَقُلْنَا لِسُفْيَانَ: وَمَا أَرَادَ بِهَذَا؟ فَقَالَ: إِنَّ الرَّافِضَةَ تَقُولُ: إِنَّ عَلِيًّا فِي السَّحَابِ، فَلَا نَخْرُجُ مَعَ مَنْ خَرَجَ مِنْ وَلَدِهِ حَتَّى يُنَادِيَ مُنَادٍ مِنَ السَّمَاءِ يُرِيدُ عَلِيًّا أَنَّهُ يُنَادِي اخْرُجُوا مَعَ فُلَانٍ، يَقُولُ جَابِرٌ: «فَذَا تَأْوِيلُ هَذِهِ الْآيَةِ، وَكَذَبَ، كَانَتْ فِي إِخْوَةِ «يُوسُفَ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

روافض سورہ یوسف کی آیت فَلَنْ أَبْرَحَ الْأَرْضَ حَتَّى يَأْذَنَ لِي أَبِي أَوْ يَحْكُمَ اللهُ لِي وَهُوَ خَيْرُ الْحَاكِمِينَ کی تشریح اس سے کرتے کہ علی بادلوں میں ہیں اور وہ ان سے نہیں نکلیں گے یہاں تک کہ ان کی اولاد میں سے ایک شخص آئے جس کے لئے آسمان سے علی منادی کریں گے کہ فلاں کے ساتھ خروج کرو اور یہ تاویل جابر الجعفی کیا کرتا تھا

کتاب تهذيب التهذيب از ابن حجر میں سنن ابن ماجہ کے راوی عمرو بن جابر الحضرمي جو امام مہدی کی روایت کے راوی ہیں ،ان کے لئے بتاتے ہیں

عمرو بن جابر الحضرمي کے لئے أبو زرعة المصري کہتے تھے

قال بن أبي مريم قلت لابن لهيعة من عمرو بن جابر هذا قال شيخ منا أحمق كان يقول أن عليا في السحاب

ابن ابی مریم کہتے ہیں میں نے ابن لہیعة سے پوچھا کہ عمرو بن جابر کون ہے بولے ایک بوڑھا احمق کہتا تھا علی بادلوں میں ہیں

ابن ماجہ کی روایت جو یہ بیان کیا کرتا تھا وہ یہ ہے

حَدَّثَنَا حَرْمَلَةُ بْنُ يَحْيَى الْمِصْرِيُّ وَإِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعِيدٍ الْجَوْهَرِيُّ قَالاَ حَدَّثَنَا أَبُو صَالِحٍ عَبْدُ الْغَفَّارِ بْنُ دَاوُدَ الْحَرَّانِيُّ حَدَّثَنَا ابْنُ لَهِيعَةَ عَنْ أَبِي زُرْعَةَ عَمْرِو بْنِ جَابِرٍ الْحَضْرَمِيِّ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الْحَارِثِ بْنِ جَزْءٍ الزُّبَيْدِيِّ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ -صلى الله عليه وسلم- « يَخْرُجُ نَاسٌ مِنَ الْمَشْرِقِ فَيُوَطِّئُونَ لِلْمَهْدِيِّ ».يَعْنِى سُلْطَانَهُ

عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الْحَارِثِ بْنِ جَزْءٍ الزُّبَيْدِيِّ کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مشرق سے لوگ نکلیں گے جو المہدی کے لئے راہ ہموار کریں گے یعنی ان کی حکومت

کتاب لسان المیزان از ابن حجر میں مسند ابی یعلی کے راوی فرات بن الأحنف کے لئے ابن نمیر کہتے ہیں

قال ابن نمير: كان من أولئك الذين يقولون: علي في السحاب

ابن نمیر کہتے ہیں یہ ان میں سے ہیں جو کہتے ہیں علی بادل میں ہیں

کتاب لسان المیزان از ابن حجر میں راوی مسعدة بن اليسع الباهلي کے لئے کہتے ہیں

قال جعفر: قال أبي: فحرفها هؤلاء وقالوا: علي في السحاب

جعفر کہتے ہیں میرے باپ نے کہا ان لوگوں نے (دین میں) تحریف کی اور کہا علی بادل میں ہیں

آپ دیکھ سکتے ہیں کہ سنن ابن ماجہ کے راوی بھی سبائی عقائد کے پرچارک ہیں

علی کے حوالے سے مزید غلو

سبائیوں کو قرآن سے آیت ملی

و رفعناه مكانا عليا

اور ہم نے اس کو ایک بلند مقام پر اٹھایا

اس آیت میں علیا کا لفظ ہے یعنی الیاس کو اب بلند کر کے علی کر دیا گیا ہے

اپ سوچ رہے ہوں گے یہ کیا عجیب بات ہے- تو حیران نہ ہوں یہ کتب شیعہ میں موجود ہے

مختصر بصائر الدرجات از الحسن بن سليمان الحلي المتوفى ٨٠٦ ھ روایت پیش کرتے ہیں

حدثنا الحسين بن أحمد قال حدثنا الحسين بن عيسى حدثنا يونس ابن عبد الرحمن عن سماعة بن مهران عن الفضل بن الزبير عن الاصبغ ابن نباتة قال: قال لي معاوية يا معشر الشيعة تزعمون ان عليا دابة الارض فقلت نحن نقول اليهود تقوله فارسل إلى رأس الجالوت فقال ويحك تجدون دابة الارض عندكم فقال نعم فقال ما هي فقال رجل فقال اتدري ما اسمه قال نعم اسمه اليا قال فالتفت الي فقال ويحك يا اصبغ ما اقرب اليا من عليا.

الاصبغ ابن نباتة کہتے ہیں کہ معاویہ نے کہا اے گروہ شیعہ تم گمان کرتے ہو علی دابة الارض ہے پس میں الاصبغ ابن نباتة نے معاویہ کو جواب دیا ہم وہی کہتے ہیں جو یہود کہتے ہیں پس معاویہ نے یہود کے سردار جالوت کو بلوایا اور کہا تیری بربادی ہو کیا تم اپنے پاس دابة الارض کا ذکر پاتے ہو؟ جالوت نے کہا ہاں - معاویہ نے پوچھا کیا ہے اس میں ؟ جالوت نے کہا ایک شخص ہے - معاویہ نے پوچھا اس کا نام کیا ہے ؟ جالوت نے کہا اس کا نام الیا (الیاس) ہے - اس پر معاویہ میری طرف پلٹ کر بولا بربادی اے الاصبغ یہ الیا ، علیا کے کتنا قریب ہے

الاصبغ ابن نباتة کا تعلق یمن سے تھا یہ علی کا محافظ تھا - یعنی الیاس اب علی ہیں

اسی کتاب میں دوسری روایت ہے

حدثنا الحسين بن احمد قال حدثنا محمد بن عيسى حدثنا يونس عن بعض اصحابه عن ابي بصير قال: قال أبو جعفر (ع) اي شئ يقول الناس في هذه الآية (وإذا وقع القول عليهم اخرجنا لهم دابة من الارض تكلمهم) فقال هو أمير المؤمنين

ابی بصیر یحیی بن القاسم الاسدی ، امام جعفر سے روایت کرتے ہیں کہ لوگ اس آیت (وإذا وقع القول عليهم اخرجنا لهم دابة من الارض تكلمهم) پر کیا چیز بول رہے ہیں پس امام نے کہا یہ تو امیر المومنین ہیں

ابی بصیر یحیی بن القاسم الاسدی کے لئے الطوسي کہتے ہیں إنه واقفي یہ واقفی تھے اور الکشی کہتے ہیں مختلط تھے

بحواله سماء المقال في علم الرجال – ابو الهدى الكلباسي

کلیات في علم الرجال از جعفر السبحاني کے مطابق الواقفة سے مراد وہ لوگ ہیں

وهم الذين ساقوا الامامة إلى جعفر بن محمد، ثم زعموا أن الامام بعد جعفر كان ابنه موسى بن جعفر عليهما السلام، وزعموا أن موسى بن جعفر حي لم يمت، وأنه المهدي المنتظر، وقالوا إنه دخل دار الرشيد ولم يخرج منها وقد علمنا إمامته وشككنا في موته فلا نحكم في موته إلا بتعيين

جو کہتے ہیں امامت امام جعفر پر ختم ہوئی پھر انہوں نے دعوی کیا کہ ان کے بیٹے موسی امام ہیں اور دعوی کیا کہ موسی مرے نہیں زندہ ہیں اور وہی امام المہدی ہیں اور کہا کہ وہ دار الرشید میں داخل ہوئے اور اس سے نہ نکلے اور ہم ان کو امام جانتے ہیں اور ان کی موت پر شک کرتے ہیں پس ہم ان کی موت کا حکم تعین کے ساتھ نہیں لگا سکتے

علی رضی اللہ عنہ ہی الیاس تھے- جو اب بادلوں میں ہیں – علی کی قبر قرن اول میں کسی کو پتا نہیں تھی – سبائیوں کے نزدیک یہ نشانی تھی کہ وہ مرے نہیں ہیں – البتہ قرن اول اور بعد کے شیعہ یہ عقیدہ آج تک رکھتے ہیں کہ علی مدت حیات میں بادل الصعب کی سواری کرتے تھے اور علی اب دابتہ الارض ہیں جس کا ذکر قرآن میں ہے- اسی بنا پر روایات میں ہے کہ اس جانور کی داڑھی بھی ہو گی – یعنی یہ انسان ہے- عام اہل سنت کو مغالطہ ہے کہ یہ کوئی جانور ہے

مسند امام الرضا کے مطابق امام الرضا اور یہود کے سردار جالوت میں مکالمہ ہوا

قال لرأس الجالوت: فاسمع الان السفر الفلاني من زبور داود عليه السلام. قال: هات بارك الله فيك وعليك وعلى من ولدك فتلى الرضا عليه السلام السفر الاول من الزبور، حتى انتهى إلى ذكر محمد وعلي وفاطمة والحسن والحسين فقال سألتك يا رأس الجالوت بحق الله أهذا في زبور داود عليه السلام ولك من الامان والذمة والعهد ما قد أعطيته الجاثليق فقال راس الجالوت نعم هذا بعينه في الزبور باسمائهم. فقال الرضا عليه السلام: فبحق العشر الآيات التي أنزلها الله تعالى على موسى بن عمران في التورية هل تجد صفة محمد وعلي وفاطمة والحسن والحسين في التورية منسوبين إلى العدل والفضل، قال نعم ومن جحد هذا فهو كافر بربه وأنبيائه. فقال له الرضا عليه السلام: فخذ على في سفر كذا من التورية فاقبل الرضا عليه السلام يتلو التورية وأقبل رأس الجالوت يتعجب من تلاوته وبيانه وفصاحته ولسانه، حتى إذا بلغ ذكر محمد قال رأس الجالوت: نعم، هذا أحماد وبنت

أحماد وإيليا وشبر و شبير تفسيره بالعربية محمد وعلي وفاطمة والحسن والحسين. فتلى الرضا عليه السلام إلى آخره

یہود کے سردار جالوت نے کہا میں نے زبور میں(اہل بیت کے بارے میں) پڑھا ہے امام رضا نے شروع سے آخر تک زبور کو پڑھا یہاں تک کہ محمد اور علی اور فاطمہ اور حسن اور حسین کا ذکر آیا پس کہا اے سردار جالوت اللہ کا واسطہ کیا یہ داود کی زبور ہے ؟ جالوت نے کہا جی ہاں ... امام رضا نے کہا اللہ نے دس آیات موسی پر توریت میں نازل کی تھیں جس میں محمد ، علی ، فاطمہ ، حسن ، حسین کی صفت ہیں جو عدل و فضل سے منسوب ہیں جالوت بولا جی ہیں ان پر حجت نہیں کرتا مگر وہ جو کافر ہو

حدیث منزلت کی سبائی شرح

یہود کے مطابق اگرچہ موسی کو کتاب اللہ ملی لیکن موسی لوگوں پر امام نہیں تھے – امام ہارون تھے لہذا دشت میں خیمہ ربانی

Tabernacle

میں صرف بنی ہارون کو داخل ہونے کا حکم تھا

"Then bring near to you Aaron your brother, and his sons with him, from among the people of Israel, to serve me as priests—Aaron and Aaron's sons, Nadab and Abihu, Eleazar and Ithamar."

Exodus. 28:1

تم بنی اسرائیل کے ہاں سے صرف ہارون اور اس کے بیٹے میرے قریب آئیں کیونکہ یہ امام بنیں گے – ہارون اور اس کے بیٹے ندب اور ابیہو، علیضر اور اثمار

اسی بنا پر جب یہ حدیث پیش کی جاتی ہے جو حدیث منزلت کے نام سے مشہور ہے جس کے مطابق نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے علی سے کہا کہ تم کو وہی منزلت حاصل ہے جو موسی کو ہارون سے تھی تو اس کا مفہوم سبائیوں اور اہل تشیع کے نزدیک وہ نہیں جو اہل سنت کے ہاں مروج ہے بلکہ جس طرح ہارون کو امام اللہ تعالی نے مقرر کیا اسی طرح علی کا امام مقرر ہونا بھی من جانب اللہ ہونا چاہیے

علی صحابی سے ہارون بنے پھر خلیفہ پھر امام پھر الیاس اور پھر دابتہ الارض

جس طرح موسی کے بعد ان کے بھائی ہارون اور ان کے بیٹے امام ہوئے اسی طرح محمد کے بعد ان کے چچا زاد بھائی اور ان کے بیٹے امام ہوں گے یعنی ابن سبا توریت کو ہو بہو منطبق کر رہا تھا

حسن اور حسین رضی اللہ عنہما کے دو نام شبر اور شبیر بھی بتائے جاتے ہیں – ان ناموں کا عربی میں کوئی مفہوم نہیں ہے نہ یہ عربی میں قرن اول سے پہلے بولے جاتے تھے – آج لوگ اپنے بچوں کا نام شبیر اور شبر بھی رکھ رہے ہیں – یہ نام کہاں سے آئے ہیں ؟ ان پر غور کرتے ہیں

ان ناموں کی اصل سمجھنے کے لئے اپ کو سبائی فلسفہ سمجھنا ہو گا تاکہ اپ ان ناموں کی روح تک پہنچ سکیں

امام حاکم مستدرک میں روایت کرتے ہیں

أَخْبَرَنَا أَبُو الْعَبَّاسِ مُحَمَّدُ بْنُ أَحْمَدَ الْمَحْبُوبِيُّ بِمَرْوَ، ثنا سَعِيدُ بْنُ مَسْعُودٍ، ثنا عُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ مُوسَى، أَنَا إِسْرَائِيلُ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنْ هَانِئِ بْنِ هَانِئٍ، عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: لَمَّا وَلَدَتْ فَاطِمَةُ الْحَسَنَ جَاءَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ: «أَرُونِي ابْنِي مَا سَمَّيْتُمُوهُ؟» قَالَ: قُلْتُ: سَمَّيْتُهُ حَرْبًا، قَالَ: «بَلْ هُوَ حَسَنٌ» فَلَمَّا وَلَدَتِ الْحُسَيْنَ جَاءَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: «أَرُونِي ابْنِي مَا سَمَّيْتُمُوهُ؟» قَالَ: قُلْتُ: سَمَّيْتُهُ حَرْبًا، فَقَالَ: «بَلْ هُوَ حُسَيْنٌ» ثُمَّ لَمَّا وَلَدَتِ الثَّالِثَ جَاءَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: «أَرُونِي ابْنِي مَا سَمَّيْتُمُوهُ؟» قُلْتُ: سَمَّيْتُهُ حَرْبًا، قَالَ: «بَلْ هُوَ مُحْسِنٌ» " ثُمَّ قَالَ: «إِنَّمَا سَمَّيْتُهُمْ بِاسْمِ وَلَدِ هَارُونَ شَبَرٌ وَشُبَيْرٌ وَمُشْبِرٌ» هَذَا حَدِيثٌ صَحِيحُ الْإِسْنَادِ وَلَمْ يُخَرِّجَاهُ

هَانِئِ بْنِ هَانِئٍ، علی رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ جب فاطمہ نے حسن کو جنا تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم آئے – نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھے میرا بیٹا دکھاؤ اس کو کیا نام دیا ؟ علی نے کہا میں نے اس کو حرب (جنگ) نام دیا ہے – اپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بلکہ یہ تو حسن ہے – پھر جب فاطمہ نے حسین کو جنا تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھے میرا بیٹا دکھاؤ اس کو کیا نام دیا ؟ علی نے کہا میں نے اس کو حرب (جنگ) نام دیا ہے – اپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بلکہ یہ تو حسین ہے – پھر تیسری دفعہ فاطمہ نے بیٹا جنا تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھے میرا بیٹا دکھاؤ اس کو کیا نام دیا ؟ علی نے کہا میں نے اس کو حرب (جنگ) نام دیا ہے – اپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بلکہ یہ محسن ہے – پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم نے ان کو ہارون کے بیٹوں کے نام دیے ہیں شبر ، شبیر اور مبشر

امام حاکم اور الذھبی اس روایت کو صحیح کہتے ہیں

سند میں هانئ بن هانئ الهمداني الكوفي ہے یعنی یمن کے قبیلہ ہمدان کے تھے پھر کوفہ منتقل ہوئے امام بخاری تاریخ الکبیر میں لکھتے ہیں علی سے سنا ہے

الذھبی میزان میں لکھتے ہیں

.هانئ بن هانئ [د، ت، ق] .عن علي رضي الله عنه

.قال ابن المديني: مجهول. وقال النسائي: ليس به بأس

ابن المدینی کہتے ہیں یہ مجھول ہے اور نسائی کہتے ہیں اس میں برائی نہیں ہے

الذھبی نے نسائی کی رائے کو ترجیح دی ہے

ابن سعد طبقات میں کہتے ہیں وَكَانَ يَتَشَيَّعُ , وَكَانَ مُنْكَرَ الْحَدِيثِ یہ شیعہ تھے منکر الحدیث ہیں

دیوان الضعفاء والمتروکین وخلق من المجھولین وثقات فیھم لین میں الذھبی نے اس کا شمار مجہولین میں کیا ہے یعنی الذھبی مختلف کتابوں میں رائے بدلتے رہے

محدث ابن حبان جو امام الرضا کی قبر سے فیض حاصل کرتے ہیں وہ اس روایت کو صحیح ابن حبان میں نقل کرتے ہیں

أمالي الصدوق: 116 / 3. (3 – 4) البحار: 43 / 239 / 4 وص 263 / 8. (5 – 6) كنز العمال: 37682، 37693. کی روایت ہے

الإمام زين العابدين (عليه السلام): لما ولدت فاطمة الحسن (عليهما السلام) قالت لعلي (عليه السلام): سمه فقال: ما كنت لأسبق باسمه رسول الله، فجاء رسول الله (صلى الله عليه وآله)... ثم قال لعلي (عليه السلام): هل سميته ؟ فقال: ما كنت لأسبقك باسمه، فقال (صلى الله عليه وآله): وما كنت لأسبق باسمه ربي عزوجل. فأوحى الله تبارك وتعالى إلى جبرئيل أنه قد ولد لمحمد ابن فاهبط فأقرئه السلام وهنئه وقل له: إن عليا منك بمنزلة هارون من موسى فسمه باسم ابن هارون. فهبط جبرئيل (عليه السلام) فهنأه من الله عزوجل ثم قال: إن الله تبارك وتعالى يأمرك أن تسميه باسم ابن هارون. قال: وما كان اسمه ؟ قال: شبر، قال: لسان عربي، قال: سمه الحسن، فسماه الحسن. فلما ولد الحسين (عليه السلام)... هبط جبرئيل (عليه السلام) فهنأه من الله تبارك وتعالى ثم قال: إن عليا منك بمنزلة هارون من موسى فسمه باسم ابن هارون، قال: وما اسمه ؟ قال: شبير، قال: لساني عربي، قال: سمه الحسين، فسماه الحسين

الإمام زين العابدين (عليه السلام) کہتے ہیں کہ جب فاطمہ نے حسن کو جنا تو علی نے کہا اس کا نام رکھو انہوں نے کہا میں رسول اللہ سے پہلے نام نہ رکھو گی پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آئے اور علی سے پوچھا نام رکھا ؟ علی نے کہا نام رکھنے میں اپ پر سبقت نہیں کر سکتا پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمآیا میں نام رکھنے میں اپنے رب پر سبقت نہیں کر سکتا پس اللہ تعالی نے الوحی کی اور جبریل کو زمین کی طرف بھیجا کہ محمد کے ہاں بیٹا ہوا ہے پس ہبوط کرو ان کو سلام کہو اور تہنیت اور ان سے کہو کہ علی کی منزلت ایسی ہے جیسی ہارون کو موسی سے تھی پس اس کا نام ہارون کے بیٹے کے نام پر رکھو پس جبریل آئے .... اور کہا اس کا نام شبر رکھو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا عربی زبان میں کیا ہے؟ کہا: اس کا نام الحسن ہے پس حسن رکھو پھر جب حسین پیدا ہوئے تو جبریل آئے (یہی حکم دہرایا گیا اور من جانب اللہ نام رکھا گیا) شبیر- رسول اللہ نے پوچھا عربی میں کیا ہے ؟ حکم ہوا حسین پس حسین رکھا گیا

تفسیر قرطبی سورہ الاعراف کی آیت ۱۵۵ میں کی تفسیر میں قرطبی المتوفي ٦٧١ ھ روایت پیش کرتے ہیں

أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ الْقَطَّانُ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ عَنْ عُمَارَةَ بْنِ عَبْدٍ عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: انْطَلَقَ مُوسَى وَهَارُونُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِمَا وَانْطَلَقَ شَبَّرُ وَشَبِّيرُ- هُمَا ابْنَا هَارُونَ- فَانْتَهَوْا إِلَى جَبَلٍ فِيهِ سَرِيرٌ، فَقَامَ عَلَيْهِ هَارُونُ فَقُبِضَ رُوحُهُ. فَرَجَعَ مُوسَى إِلَى قَوْمِهِ، فَقَالُوا: أَنْتَ قَتَلْتَهُ، حَسَدْتَنَا عَلَى لِينِهِ وَعَلَى خُلُقِهِ، أَوْ كَلِمَةٍ نَحْوَهَا، الشَّكُّ مِنْ سُفْيَانَ، فَقَالَ: كَيْفَ أَقْتُلُهُ وَمَعِيَ ابْنَاهُ! قَالَ: فَاخْتَارُوا مَنْ شِئْتُمْ، فَاخْتَارُوا مِنْ كُلِّ سِبْطٍ عَشَرَةً. قَالَ: فَذَلِكَ قَوْلُهُ:" وَاخْتارَ مُوسى قَوْمَهُ سَبْعِينَ رَجُلًا لِمِيقاتِنا" فَانْتَهَوْا إِلَيْهِ، فَقَالُوا: مَنْ قتلك يا هارون؟ قال: ما قتلني حَدٌ وَلَكِنَّ اللَّهَ تَوَفَّانِي. قَالُوا: يَا مُوسَى، مَا تُعْصَى

عُمَارَةَ بْنِ عَبْدٍ، علی رضی الله عنہ سے روایت کرتا ہے کہ موسی اور ہارون چلے اور ان کے ساتھ شبر و شبیر چلے پس ایک پہاڑ پر پہنچے جس پر تخت تھا اس پر ہارون کھڑے ہوئے کہ ان کی جان قبض ہوئی پس موسی قوم کے پاس واپس لوٹے – قوم نے کہا تو نے اس کو قتل کر دیا ! تو حسد کرتا تھا ... موسی نے کہا میں نے اس کو کیسے قتل کیا جبکہ اس کے بیٹے شبیر اور شبر میرے ساتھ تھے پس تم جس کو چاہو چنو اور ہر سبط میں سے دس چنو کہا اسی پر قول ہے وَاخْتارَ مُوسى قَوْمَهُ سَبْعِينَ رَجُلًا لِمِيقاتِنا پس وہ سب ہارون کی لاش تک آئے اور ان سے پوچھا : کس نے تم کو قتل کیا ہارون؟ ہارون نے کہا مجھے کسی نے قتل نہیں کیا بلکہ الله نے وفات دی

یعنی قرطبی نے تفسیر میں اس قول کو قبول کیا کہ شبر و شبیر ہارون علیہ السلام کے بیٹوں کے نام تھے

روایت میں عُمارة بْن عَبد، الكُوفيُّ ہے العلل میں احمد کہتے ہیں

قال عبد الله بن أحمد: سألته (يعني أَباه) : عن عمارة بن عبد السلولي، قال: روى عنه أبو إسحاق. . (4464) ««العلل

یہ کوفہ کے ہیں – لا يروي عنه غير أبي إسحاق. «الجرح والتعديل صرف أبي إسحاق روایت کرتا ہے

امام بخاری کہتے ہیں اس نے علی سے سنا ہے جبکہ امام ابی حاتم کہتے ہیں مجهول لا يحتج به، قاله أبو حاتم. یہ مجہول ہے دلیل مت لو

اس قصہ کا ذکر اسی آیت کی تفسیر میں شیعہ تفسیر مجمع البيان از أبي على الفضل بن الحسن الطبرسي المتوفى ٥٤٨ ھ میں بھی ہے

و رووا عن علي بن أبي طالب (عليه السلام) أنه قال إنما أخذتهم الرجفة من أجل دعواهم على موسى قتل أخيه هارون و ذلك أن موسى و هارون و شبر و شبير ابني هارون انطلقوا إلى سفح جبل فنام هارون على سرير فتوفاه الله فلما مات دفنه موسى (عليه السلام) فلما رجع إلى بني إسرائيل قالوا له أين هارون قال توفاه الله فقالوا لا بل أنت قتلته حسدتنا على خلقه و لينه قال فاختاروا من شئتم فاختاروا منهم سبعين رجلا و ذهب بهم فلما انتهوا إلى القبر قال موسى يا هارون أ قتلت أم مت فقال هارون ما قتلني أحد و لكن توفاني الله

شیعہ عالم الموفق بن احمد بن محمد المكي الخوارزمي المتوفی سنة 568 کتاب المناقب میں ہے کہ ایک دن نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فاطمہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا کہ

الحسن والحسين ابناه سيدا شباب أهل الجنة من الاولين والآخرين وسماهما الله تعالى في التورأة على لسان موسى عليه السلام " شبر " و "شبير " لكرامتها على الله عزوجل

علی کے بیٹے حسن و حسین اہل جنت کے پچھلوں اور بعد والوں کے جوانوں کے سردار ہیں اور اللہ نے ان کو توریت میں نام دیا ہے شبر و شبیر- یہ اللہ کا علی پر کرم ہے

ابن شہر آشوب کتاب مناقب علی میں اسی قسم کی ایک روایت پیش کرتے ہیں – توریت میں شبر و شبیر کا کوئی ذکر نہیں ہے

صحیح ابن حبان کی تعلیق میں شعیب الأرنؤوط کہتے ہیں

قلت: وقد جاء في التسمية سبب آخر، فقد روى أحمد 159/1، وأبو يعلى "498"، والطبراني "2780"، والبزار "1996" من طريقين عن عبد الله بن محمد بن عقيل، عن محمد بن علي وهو ابن الحنفية، عن أبيه علي بن أبي طالب أنه سمى ابنه الأكبر حمزة، وسمى حسينا بعمه جعفر، قال: فدعا رسول الله صلى الله عليه وسلم عليا، فلما أتى قال: "غيرت اسم ابني هذي"، قلت: الله ورسوله أعلم، فسمى حسنا وحسينا. قال الهيثمي في "المجمع" 52/8 بعد أن نسبه غليهم جميعا: وفيه عبد الله بن .محمد بن عقيل، حديثه حسن، وباقي رجاله رجال الصحيح

میں کہتا ہوں اور ایک روایت میں ایک دوسری وجہ بیان ہوئی ہے پس کو احمد اور ابو یعلی نے طبرانی نے اور البزار نے دو طرق سے عبد اللہ بن محمد سے انہوں نے ابن حنفیہ سے انہوں نے اپنے باپ علی سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے بڑے بیٹے کا نام حمزہ رکھا تھا اور حسین کا جعفر پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے علی کو طلب کیا اور کہا ان کے نام بدل کر حسن و حسین کر دو

اہل سنت کی تفسیر روح البیان أز أبو الفداء (المتوفی: 1127ھ) کے مطابق

وكان القربان والسرج في ابني هارون شبر وشبير فامرا ان لا يسرجا بنار الدنيا فاستعجلا يوما فاسرجا بنار الدنيا فوقعت النار فاكلت ابني هارون

اور قربانی اور دیا جلانا بنی ہارون میں شبر اور شبیر کے لئے تھا پس حکم تھا کہ کوئی دنیا کی اگ سے اس کو نہ جلائے لیکن ایک روز ان دونوں نے علجت کی اور اس کو دنیا کی اگ سے جلایا جس پر اگ ان دونوں کو کھا گئی

شیعہ عالم الحسين بن حمدان الخصيبي المتوفی ۳۵۸ ھ کتاب الهداية الكبرى میں بتاتے ہیں ایسا کیوں ہوا

وان شبر وشبير ابني هارون (عليه السلام) قربا قربانا ثم سقياه الخمر وشراباها ووقفا يقربان، فنزلت النار عليهما وأحرقتهما لأن الخمر في بطونهما فقتلا بذلك.

اور شبر اور شبیر بنی ہارون میں سے انہوں نے قربانی دی پھر شراب پی لی اور قربانی کو وقف کیا پس اگ آسمان سے نازل ہوئی اور اگ نے ان دونوں کو جلا ڈالا کیونکہ شراب ان کے پیٹوں میں تھی اس بنا پر یہ قتل ہوئے

اور توریت کے مطابق

Book of Leviticus, chapter 10:

Aarons sons Nadab and Abihu took their censers, put fire in them and added incense; and they offered unauthorized fire before the Lord, contrary to his command. So fire came out from the presence of the Lord and consumed them, and they died before the Lord. Moses then said to Aaron, This is what the Lord spoke of when he said: Among those who approach me I will be proved holy; in the sight of all the people I will be honoured. Aaron remained silent.

ہارون کے بیٹے ندب اور ابیہو نے اپنے اپنے دیے لئے اس میں اگ جلائی اور اس ممنوعہ اگ کو رب پر پیش کیا اس کے حکم کے بر خلاف - لہذا اگ رب کے پاس سے نکلی اور ان کو کھا گئی اور وہ دونوں رب کے سامنے مر گئے - موسی نے ہارون سے کہا یہ وہ بات ہے جس کا ذکر اللہ نے کیا تھا کہ تمہارے درمیان جو میرے پاس آئے میری پاکی بیان کرے - لوگوں کی نگاہ میں میں محترم ہوں - ہارون اس پر چپ رہے

واضح رہے کہ توریت کی کتاب لاوی کے مطابق ہارون کے بیٹوں کی یہ المناک وفات ہارون کی زندگی ہی میں ہوئی اور ان کا نام ندب اور ابہو ہے نہ کہ شبر و شبیر

یہود کے ایک مشہور حبر راشی

Rashi

کے بقول ندب اور ابیہو کا یہ بھیانک انجام شراب پینے کی بنا پر ہوا

AND THERE WENT OUT FIRE — Rabbi Eleizer said: the sons of Aaron died only because they gave decisions on religious matters in the presence of their teacher, Moses (Sifra; Eruvin 63a). Rabbi Ishmael said: they died because they entered the Sanctuary intoxicated by wine. You may know that this is so, because after their death he admonished those who survived that they should not enter when intoxicated by wine (vv. 8—9). A parable! It may be compared to a king who had a bosom friend, etc., as is to be found in Leviticus Rabbah (ch. 12; cf. Biur).

http://www.sefaria.org/Rashi_on_Leviticus.10.3?lang=en

اس طرح شیعہ کتب اور بعض قدیم یہودی احبار کا اجماع ہے کہ شبر اور شبیر کا اگ سے خاتمہ ہوا

دور نبوی میں توریت ایک طومار کی صورت میں صرف علماء اہل کتاب کے پاس تھی -عام مسلمان تک اس کی رسائی نہیں تھی -دوم اس کی زبان بھی غیر عرب تھی اس لئے عرب مسلمان تو صرف یہ جانتے تھے کہ یہ ہارون علیہ السلام کے بیٹوں کے نام ہیں لیکن ان کے بھیانک انجام سے بے خبر تھے - شبر و شبیر کے نام حسن و حسین کو دینا جو عذاب الہی سے قتل ہوئے کی اور کیا وجہ ہوئی؟ شبر و شبیر ابن سبا کے ایجاد کردہ نام ہیں جس کو سبانیوں نے حسن و حسین سے منسوب کر دیا

اس سے یہ واضح ہے کہ سبائیوں کا ایجنڈا تھا کہ کسی نہ کسی موقعہ پر حسن و حسین کو شبر و شبیر بنا ہی دیا جائے گا یعنی قتل کیا جائے گا

یہ سب فلسفہ اہل سنت کی تفسیروں میں کتب احادیث میں موجود ہے - لیکن اس کی تہہ تک صرف جرح و تعدیل دیکھ کر نہیں پہنچ سکتے

گرہن اور خروج مہدی

نعیم بن حماد نے کتاب الفتن میں بھی نقل کی ہے

الوليد قال بلغني عن كعب أنه قال يطلع نجم من المشرق قبل خروج المهدي

الولید کہتا ہے مجھ تک کعب الاحبار سے یہ بات پہنچی کہ ستارہ مشرق سے طلوع ہو گا مہدی کے خروج سے پہلے

کعب الاحبار ایک سابقہ یہودی تھے اور ان کی یہ بات بائبل کی انبیاء کی یوائل کی کتاب میں ہے

Joel 2:31

The sun shall be turned to darkness, and the moon to blood before the great and awesome day of the LORD comes.

سورج تاریک ہو جائے گا اور چاند سرخ اللہ کے اس عظیم اور ہیبت ناک دن سے پہلے

Joel 2:10 The earth quakes before them; the heavens tremble.

The sun and the moon are darkened, and the stars withdraw their shining.

زمین لرزے گی اور آسمان ڈگمگائے گا

سورج اور چاند تاریک ہو جائے گا

ستارے بے نور ہو جائیں گے

یہودی ان آیات سے اپنے مسیح کے خروج پر استنباط کرتے ہیں کہ سورج و چاند کو گرہن لگے گا

جس کو دلچسپی جو وہ راقم کی اردو میں کتب روایات ظہور مہدی اور روایات المسیح میں ان کی تفصیل دیکھ سکتا ہے اور انگریزی میں کتاب

Ali in Biblical Clouds

میں دیکھ سکتا ہے

اسرائیلیات کا دفاع

اسرائیلیات کی دین میں اجازت ہے لیکن قابل غور ہے کہ ابن عباس کو ان صنف سے خاص چڑ تھی اور یہ نہیں کہا جا سکتا کہ ان کو قول النبی نہیں پہنچا ہو گا جو بعض صحابہ نے بیان کیا

ابو ہریرہ ، عبد الله، أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ رضی الله عنہما کی حدیث سنن ابو داود، صحیح بخاری میں ہے	ابن عباس رضی الله عنہ کا قول صحیح بخاری
حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُسْهِرٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرٍو، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ""حَدِّثُوا عَنْ بَنِي إِسْرَائِيلَ وَلَا حَرَجَ". ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "بنی اسرائیل سے روایت کرو، اس میں کوئی مضائقہ نہیں"۔ حَدَّثَنَا أَبُو عَاصِمٍ الضَّحَّاكُ بْنُ مَخْلَدٍ، أَخْبَرَنَا الأَوْزَاعِيُّ، حَدَّثَنَا حَسَّانُ بْنُ عَطِيَّةَ، عَنْ أَبِي كَبْشَةَ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: «بَلِّغُوا عَنِّي وَلَوْ آيَةً، وَحَدِّثُوا عَنْ بَنِي إِسْرَائِيلَ وَلاَ حَرَجَ عبد الله بن عمرو نے کہا رسول الله صلی الله علیہ وسلم نے فرمایا بنی اسرائیل سے روایت کرو اس میں حرج نہیں ہے	حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ ، حَدَّثَنَا اللَّيْثُ ، عَنْ يُونُسَ ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ ، عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُتْبَةَ ، عَنْعَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا، قَالَ: يَا مَعْشَرَ الْمُسْلِمِينَ، كَيْفَ تَسْأَلُونَ أَهْلَ الْكِتَابِ، وَكِتَابُكُمُ الَّذِي أُنْزِلَ عَلَى نَبِيِّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَحْدَثُ الْأَخْبَارِ بِاللَّهِ تَقْرَءُونَهُ لَمْ يُشَبْ، وَقَدْ حَدَّثَكُمُ اللَّهُ أَنَّ أَهْلَ الْكِتَابِ بَدَّلُوا مَا كَتَبَ اللَّهُ، وَغَيَّرُوا بِأَيْدِيهِمُ الْكِتَابَ، فَقَالُوا: هُوَ مِنْ عِنْدِ اللَّهِ، لِيَشْتَرُوا بِهِ ثَمَنًا قَلِيلًا، أَفَلَا يَنْهَاكُمْ مَا جَاءَكُمْ مِنَ الْعِلْمِ عَنْ مُسَاءَلَتِهِمْ، وَلَا وَاللَّهِ مَا رَأَيْنَا مِنْهُمْ رَجُلًا قَطُّ يَسْأَلُكُمْ عَنِ الَّذِي أُنْزِلَ عَلَيْكُمْ". ہم سے یحییٰ بن بکیر نے بیان کیا، کہا ہم سے لیث نے بیان کیا، یونس سے، ان سے ابن شہاب نے، ان سے عبیداللہ بن عبداللہ بن عتبہ نے کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا، اے مسلمانو! اہل کتاب سے کیوں سوالات کرتے ہو۔ حالانکہ تمہاری کتاب جو تمہارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوئی ہے، اللہ تعالیٰ کی طرف سے سب سے بعد میں نازل ہوئی ہے۔ تم اسے پڑھتے ہو اور اس میں کسی قسم کی آمیزش بھی نہیں ہوئی ہے۔ اللہ تعالیٰ تو تمہیں پہلے ہی بتا چکا ہے کہ اہل کتاب نے اس کتاب کو بدل دیا، جو اللہ تعالیٰ نے انہیں دی تھی اور خود ہی اس میں تغیر کر دیا اور پھر کہنے لگے یہ کتاب اللہ کی طرف سے ہے۔ ان کا مقصد اس سے صرف یہ تھا کہ اس طرح تھوڑی پونجی (دنیا کی) حاصل کر سکیں پس کیا جو علم (قرآن) تمہارے پاس آیا ہے وہ تم کو ان (اہل کتاب سے پوچھنے کو نہیں روکتا۔ اللہ کی قسم! ہم نے ان کے کسی آدمی کو کبھی نہیں دیکھا کہ وہ

	ان آیات کے متعلق تم سے پوچھتا ہو جو تم پر (تمہارے نبی کے ذریعہ) نازل کی گئی ہیں۔

کتاب السنة از أبو بكر بن أبي عاصم وهو أحمد بن عمرو بن الضحاك بن مخلد الشيباني (المتوفى: 287هـ) کے مطابق

ثنا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الأَعْلَى ثنا ابْنُ ثَوْرٍ عَنْ مَعْمَرٍ عن ابن طاووس عَنْ أَبِيهِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: حَدَّثَ رَجُلٌ بِحَدِيثِ أَبِي هُرَيْرَةَ فَانْتَفَضَ: قال ابن عباس ما بال هؤلاء يجدّون (يحيدون) عند محكمه ويهلكون عند متشابهه.

البانی کے مطابق اغلبا الفاظ یحیدون ہیں اور یجدّون غیر محفوظ ہیں

ابن عباس رضی الله عنہ نے فرمایا یحیدون جھٹک دو (رد کرو) جب کوئی شخص ابو ہریرہ رضی الله عنہ کی حدیث روایت کرے – ابن عباس نے کہا ان جیسوں کو کیا ہوا ہے کہ محکمات سے ہٹ گئے اور متشابہات سے ہلاک ہوئے

ابن عباس رضی اللہ عنہ دیکھ رہے تھے کہ النبی صلی اللہ علیہ وسلم کی دی گئی اجازت کا لوگ صحیح استعمال نہیں کر رہے بلکہ متشابہات بھی بیان کر رہے ہیں جن کی تصدیق قرآن و حدیث سے ممکن نہیں ہے - اسرائیلیات کو خطبوں میں بھی بیان کیا جا رہا تھا

صحیح بخاری میں ہے

مجھ سے قتیبہ بن سعید نے بیان کیا، کہا کہ مجھ سے سفیان بن عیینہ نے بیان کیا، کہا ان سے عمرو بن دینار نے اور ان سے سعید بن جبیر نے بیان کیا کہ میں نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے عرض کیا۔ نوف بکالی کہتے ہیں کہ موسیٰ علیہ السلام جو اللہ کے نبی تھے وہ نہیں ہیں جنہوں نے خضر علیہ السلام سے ملاقات کی تھی۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا، دشمن خدا نے غلط بات کہی ہے

نوف بکالی اصل میں کعب الاحبار کا بیٹا ہے [15]

[15]

شیعہ شہر بن حوشب کو نوف سے کوفت تھی جس کی وجہ معلوم نہیں البتہ اس نے بیان کیا کہ نوف سے عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ کے بھی جھگڑے ہوتے- مسند احمد میں ہے

حَدَّثَنَا أَبُو دَاوُدَ، وَعَبْدُ الصَّمَدِ، الْمَعْنَى، قَالَا: حَدَّثَنَا هِشَامٌ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ شَهْرٍ ، قَالَ: أَتَى عَبْدُ اللهِ بْنُ عَمْرٍو عَلَى نَوْفٍ الْبِكَالِيِّ وَهُوَ يُحَدِّثُ، فَقَالَ: حَدِّثْ، فَإِنَّا قَدْ نُهِينَا عَنِ الْحَدِيثِ، قَالَ: مَا كُنْتُ لِأُحَدِّثُ وَعِنْدِي رَجُلٌ مِنْ أَصْحَابِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، ثُمَّ مِنْ قُرَيْشٍ، فَقَالَ عَبْدُ اللهِ بْنُ عَمْرٍو: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ

کتاب الفتن از نعیم میں ہے

حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ الْيَمَانِ، عَنْ سُفْيَانَ الثَّوْرِيِّ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنْ نَوْفٍ الْبِكَالِيِّ، قَالَ: " فِي رَايَةِ الْمَهْدِيِّ مَكْتُوبٌ: الْبَيْعَةُ لِلَّهِ

نوف البکالی نے کہا مہدی کے جھنڈے پر لکھا ہو گا بیعت اللہ کے لئے

جبر بن نوف الهمداني، البكالي، أبو الوداك- اسی کذاب کے بیٹے ہیں – ابن حزم نے اس کو ضعیف قرار دیا ہے – البتہ مسلم، أَبُو داود، التِّرْمِذِيّ، ابن مَاجَهْ میں اس کی روایات ہیں

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: " سَتَكُونُ هِجْرَةٌ بَعْدَ هِجْرَةٍ، فَخِيَارُ (1) الْأَرْضِ - قَالَ عَبْدُ الصَّمَدِ: لَخِيَارُ الْأَرْضِ - إِلَى مُهَاجَرِ إِبْرَاهِيمَ، فَيَبْقَى فِي الْأَرْضِ شِرَارُ أَهْلِهَا، تَلْفِظُهُمُ الْأَرْضُ (2) ، وَتَقْذَرُهُمْ نَفْسُ اللهِ عَزَّ وَجَلَّ، وَتَحْشُرُهُمُ النَّارُ مَعَ الْقِرَدَةِ وَالْخَنَازِيرِ ثُمَّ قَالَ: حَدِّثْ، فَإِنَّا قَدْ نُهِينَا عَنِ الْحَدِيثِ، فَقَالَ: مَا كُنْتُ لِأُحَدِّثَ، وَعِنْدِي رَجُلٌ مِنْ أَصْحَابِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، ثُمَّ مِنْ قُرَيْشٍ، فَقَالَ عَبْدُ اللهِ بْنُ عَمْرٍو، سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ يَقُولُ: " يَخْرُجُ قَوْمٌ مِنْ قِبَلِ الْمَشْرِقِ، يَقْرَءُونَ الْقُرْآنَ لَا يُجَاوِزُ تَرَاقِيَهُمْ، كُلَّمَا قُطِعَ قَرْنٌ نَشَأَ قَرْنٌ (3) ، حَتَّى يَخْرُجَ فِي بَقِيَّتِهِمُ الدَّجَّالُ

عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ نوف بکالی کو پاس پہنچے وہ روایت بیان کر رہا تھا- عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ نے اس سے کہا روایات بیان کرتا ہے جبکہ ہم نے تجھ کو حدیث بیان کرنے سے منع کیا تھا ! نوف بولا میں کیوں نہ بیان کروں جب میرےپاس اصحاب رسول بھی ہوں قریش بھی ہوں - عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ نے کہا .... ہم نے تجھ کو حدیث سے منع کیا ...

راقم کہتا ہے اس روایت کو شعیب نے شہر بن حوشب کی بنا پر ضعیف کہا ہے لیکن میرے نزدیک یہ فرضی قصہ ہے جو شہر نے نوف کو کم کرنے کے لئے گھڑا ہے

شہر بن حوشب خود بھی ضعیف و منکر روایات بیان کرنے کا شوق رکھتے تھے ممکن ہے ان کی اہمیت کم ہو رہی ہو تو یہ قصہ بیان کر دیا

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی اسرائیلیات

تاریخ دمشق اور تاریخ ابو زرعہ میں ہے

سعيد بن عبد العزيز عن إسماعيل بن عبيد الله عن السائب بن يزيد قال سمعت عمر بن الخطاب يقول لأبي هريرة لتتركن الحديث عن رسول الله (صلى الله عليه وسلم) أو لألحقنك بأرض دوس وانقطع من كتاب أبي بكر كلمة معناها دوس وقال لكعب لتتركن الحديث أو لألحقنك بأرض القردة

سعید بن عبد العزیز روایت کرتے ہیں اسمعیل سے وہ السائب بن یزید رضی اللہ عنہ سے کہ انہوں نے عمر رضی اللہ عنہ کو ابو بریرہ رضی اللہ عنہ سے کہتے سنا کہ رسول اللہ سے حدیث روایت کرنا چھوڑو ورنہ تم کو ارض دوس اور کعب الاحبار کو کہا کہ تم کو بندروں کی زمین میں بدر کروں گا

شعیب الأرناؤوط نے اس کو سیر أعلام النبلاء پر تعلیق میں صحیح قرار دیا ہے- الذھبی نے خود تبصرہ کیا

قُلْتُ: هَكَذَا هُوَ كَانَ عُمَرُ -رَضِيَ اللهُ عَنْهُ- يَقُوْلُ: أَقِلُّوا الحَدِيْثَ عَنْ رَسُوْلِ اللهِ -صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ- وَزَجَرَ غَيْرَ وَاحِدٍ مِنَ الصَّحَابَةِ عَنْ بَثِّ الحَدِيْثِ، وَهَذَا مَذْهَبٌ لِعُمَرَ وَلِغَيْرِهِ .

عمر ایسے ہی تھے کہ کہتے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کم روایت کرو اور بہت سے اصحاب رسول کو ڈانٹا اور یہ مذھب ہے عمر کا اور دیگر اصحاب رسول کا

مصنف عبد الرزاق میں ایک اثر ہے کہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا

أخبرنا عبد الرزاق، عن معمر، عن الزهري قال: قال أبو هريرة لما ولي عمر، قال: أقلوا الرواية عن رسول الله صلى الله عليه وسلم إلا فيما يعمل به، قال: ثم يقول أبو هريرة: أفإن كنت محدثكم بهذه الأحاديث وعمر حي؟ أما والله إذا لالفيت المخففة ستباشر ظهري.

اگر میں جو کچھ بھی اب روایت کرتا ہوں اگر عمر زندہ ہوتے اور میں روایت کرتا تو وہ میری پیٹھ پر مارتے

ابن کثیر البدایہ و النہایہ میں روایت پیش کرتے ہیں

يَحْيَى بنُ أَيُّوْبَ: عَنِ ابْنِ عَجْلاَنَ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ كَانَ يَقُوْلُ: إِنِّي لأُحَدِّثُ أَحَادِيْثَ، لَوْ تَكَلَّمْتُ بِهَا فِي زَمَنِ عُمَرَ، لَشَجَّ رَأْسِي

ابو ہریرہ کہتے کہ میں جو حدیثیں روایت کرتا ہوں اگر عمر کے زمانے میں کرتا تو وہ سر مونڈھ دیتے

لیکن یہ روایت منقطع ہے

ابن عجلان لم يسمع من أبي هريرة

ابن عجلان کا سماع ابو ہریرہ سے نہیں

راقم کہتا ہے عمر رضی اللہ عنہ احادیث رسول سنانے سے منع نہیں کرتے تھے وہ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کو تنبیہ کرتے تھے کہ اسرائیلیات مت نقل کیا کرو- اس کی ایک وجہ یہ تھی کہ ابو ہریرہ واضح انداز میں حدیث بیان نہیں کرتے تھے کہ قول النبی کیا ہے اور کیا ان کا اپنا یا کعب الاحبار کا قول ہے

کتاب المعرفة والتاريخ از يعقوب بن سفيان بن جوان الفارسي الفسوي، أبو يوسف (المتوفى: 277هـ) میں ہے

حَدَّثَنَا أَبُو صَالِحٍ وَابْنُ بُكَيْرٍ ومُحَمَّدُ بْنُ خَلَّادٍ عَنِ اللَّيْثِ حَدَّثَنِي ابْنُ شِهَابٍ أَنَّ حَنْظَلَةَ بْنَ عَلِيٍّ الْأَسْلَمِيَّ أَخْبَرَهُ: أَنَّهُ سَمِعَ أبا هريرة يقول: قال رسول الله صلى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: وَالَّذِي نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهِ ليسهلنّ ابن مريم بِفَجِّ [1] الرَّوْحَاءِ حَاجًّا أَوْ مُعْتَمِرًا أَوْ لَيُثَنِّيهِمَا

حَنْظَلَةَ بْنَ عَلِيٍّ الْأَسْلَمِيَّ نے خبر دی کہ ابو ہریرہ سے سنا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہ جس کے ہاتھ میں میرا نفس ہے ابن مریم فَجِّ الرَّوْحَاءِ سے حج و عمرہ کریں گے

یہ صحیح مسلم میں بھی ہے یہ اور بات ہے کہ راوی خود کہتا ہے اس کو معلوم نہیں یہ کلام حدیث نبوی ہے یا ابو ہریرہ کا اپنا کلام ہے – تاریخ دمشق اور مسند احمد میں ہے

فزعم حنظلة أن أبا هريرة قال يؤمن به قبل موت عيسى فلا أدري هذا كله في حديث النبي (صلى الله عليه وسلم) أو شئ قاله أبو هريرة

حَنْظَلَةَ بْنَ عَلِيٍّ الْأَسْلَمِيَّ نے دعوی کیا کہ ابو ہریرہ نے کہا یہ سب عیسیٰ کی موت سے قبل ایمان لائیں گے پس مجھے معلوم نہیں یہ سب حدیث النبی صلی اللہ علیہ وسلم تھی یا ابو ہریرہ نے خود کوئی چیز کہی

کتاب التمییز(ص /175) کے مطابق امام مسلم نے بسر بن سعید کا قول بیان کیا

حَدثنَا عبد الله بن عبد الرَّحْمَن الدَّارمِيّ ثَنَا مَرْوَان الدِّمَشْقِي عَن اللَّيْث بن سعد حَدثنِي بكير بن الاشج قَالَ قَالَ لنا بسر بن سعيد اتَّقوا الله وتحفظوا من الحَدِيث فوَاللَّه لقد رَأَيْتنَا نجالس أَبَا هُرَيْرَة فَيحدث عَن رَسُول الله صلى الله عَلَيْهِ وَسلم عَن كَعْب وَحَدِيث كَعْب عَن رَسُول الله صلى الله عَلَيْهِ وَسلم

بکیر بن الاشج نے کہا ہم سے بسر بن سعید نے کہا : اللہ سے ڈرو اور حدیث میں حفاظت کرو – اللہ کی قسم ! ہم دیکھتے ابو ہریرہ کی مجالس میں کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے اور وہ (باتیں) کعب (کی ہوتیں) اور ہم سے کعب الاحبار (کے اقوال) کو روایت کرتے جو حدیثیں رسول اللہ سے ہوتیں

احمد العلل میں کہتے ہیں

وقال عبد الله: حدثني أبي. قال: حدثنا أبو أسامة، عن الأعمش. قال: كان إبراهيم صيرفيا في الحديث، أجيئه بالحديث. قال: فكتب مما أخذته عن أبي صالح، عن أبي هريرة. قال: كانوا يتركون أشياء من . (946) «أحاديث أبي هريرة. «العلل

احمد نے کہا ابو اسامہ نے کہا اعمش نے کہا کہ ابراهيم النخعي حدیث کے بدلے حدیث لیتے – وہ حدیث لاتے – اعمش نے کہا : پس انہوں نے لکھا جو میں نے ابو صالح عن ابو ہریرہ سے روایت کیا – اعمش نے کہا : ابراهيم النخعي، ابوہریرہ کی احادیث میں چیزوں کو ترک کر دیتے

ابن عساکر نے تاریخ الدمشق میں روایت دی کہ

الثوري، عن منصور، عن إبراهيم، قال: ما كانوا يأخذون من حديث أبي هريرة إلا ما كان حديث جنة أو نار

ابراهيم النخعي نے کہا ہم ابو ہریرہ کی احادیث کو نہیں لیتے سوائے اس کے جس میں جنت جہنم کا ذکر ہو

ابن قتیبہ المعارف میں ذکر کرتے ہیں

.وَأَمَّا قَوْلُهُ: قَالَ خَلِيلِي، وَسَمِعْتُ خَلِيلِي". يَعْنِي النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

وَأَنَّ عَلِيًّا رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ لَهُ: "مَتَى كَانَ خَلِيلَكَ"؟ ". .... وَقَوْلُ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "لَوْ كُنْتُ مُتَّخِذًا مِنْ هَذِهِ الْأُمَّةِ خَلِيلًا لَاتَّخَذْتُ أَبَا بَكْرٍ خَلِيلًا

ابو ہریرہ کا قول میرے دوست نے کہا یا میں نے اپنے دوست سے سنا یعنی نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے – تو بے شک علی رضی اللہ عنہ نے ابو ہریرہ سے کہا تم کب سے رسول اللہ کے دوست بن گئے؟

صحیح حدیث میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا قول ہے کہ میں کسی کو اس امت میں خلیل کرتا تو ابو بکر رضی اللہ عنہ کو کرتا

بہر حال سابقوں اولون کو ابو ہریرہ کا بہت روایت کرنا پسند نہ تھا- صحیح بخاری میں ہے

حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ، قَالَ: حَدَّثَنِي أَخِي، عَنِ ابْنِ أَبِي ذِئْبٍ، عَنْ سَعِيدٍ المَقْبُرِيِّ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: حَفِظْتُ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وِعَاءَيْنِ: فَأَمَّا أَحَدُهُمَا فَبَثَثْتُهُ، وَأَمَّا الآخَرُ فَلَوْ بَثَثْتُهُ قُطِعَ هَذَا البُلْعُومُ

ہم سے اسماعیل نے بیان کیا، ان سے ان کے بھائی عبدالحمید) نے ابن ابی ذئب سے نقل کیا۔ وہ سعید المقبری سے روایت کرتے ہیں، وہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے، وہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے (علم کے) دو برتن یاد کر لیے ہیں، ایک کو میں نے پھیلا دیا ہے اور دوسرا برتن اگر میں پھیلاؤں تو میرا یہ نرخرا کاٹ دیا جائے

یہ روایت ایک ہی سند سے اتی ہے

عَنْ ابْنِ أَبِي ذِئْبٍ، عَنْ الْمَقْبُرِيِّ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: حَفِظْتُ مِنْ رَسُولِ الله صَلَّى الله عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وِعَاءَيْنِ, فَأَمَّا أَحَدُهُمَا فَبَثَثْتُهُ، وَأَمَّا الْآخَرُ فَلَوْ بَثَثْتُهُ قُطِعَ هَذَا الْبُلْعُومُ.

اول اس میں ابْنِ أَبِي ذِئْبٍ، ہے جو مدلس ہے اس کا عنعنہ ہے – اس روایت کی تمام اسناد میں

دوم سعید المقبری ہے جو آخری عمر میں مختلط تھا اور اس دور میں اس کی محدثین کہتے ہیں وہی روایت صحیح ہے جو لیث کے طرق سے ہوں

یہ متن مشکوک ہے کہ ابو ہریرہ نے کہا ہو- ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کو تو روایات سنانے کا اتنا شوق تھا کہ ایک حدیث میں ہے کہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ گویا لسٹ بنا دی روایات -کی

اور پھر امام مسلم کہتے ہیں کعب الاحبار کے اقوال ملا دیے

تو جس شخص کو روایت سنانے کا شوق اس قدر ہو وہ کچھ چھپا ہی نہیں سکتا – ہاں حدیث رسول میں ابو ہریرہ کا دوسروں کا یا اپنا قول ملا دینے کا ذکر خود محدثین و محققین نے کیا ہے

ہاروت و ماروت کی خبریں

قرآن میں سورہ البقرہ میں ہے کہ بابل میں یہود سحر کا علم حاصل کرتے تھے جو ان کی آزمائش تھا آیات ہیں

واتبعوا ما تتلو الشياطين على ملك سليمان وما كفر سليمان ولكن الشياطين كفروا يعلمون الناس السحر وما أنزل على الملكين ببابل هاروت وماروت وما يعلمان من أحد حتى يقولا إنما نحن فتنة فلا تكفر فيتعلمون منهما ما يفرقون به بين المرء وزوجه وما هم بضارين به من أحد إلا بإذن الله ويتعلمون ما يضرهم ولا ينفعهم ولقد علموا لمن اشتراه ما له في الآخرة من خلاق ولبئس ما شروابه أنفسهم لو كانوا يعلمون

اور (یہود) لگے اس (علم) کے پیچھے جو شیطان مملکت سلیمان کے حوالے سے پڑھتے تھے اور سلیمان نے تو کفر نہیں کیا، بلکہ شیاطین نے کفر کیا جو لوگوں کو سحر سکھاتے تھے اور جو بابل میں فرشتوں ہاروت وماروت پر نازل ہوا تھا تو (وہ بھی) اس میں سے کسی کو نہ سکھاتے تھے حتی کہ کہتے ہم فتنہ ہیں، کفر مت کر! لیکن وہ (یہودی) پھر بھی سیکھتے، تاکہ مرد و عورت میں علیحدگی کرائیں اور وہ کوئی نقصان نہیں کر سکتے تھے الا یہ کہ اللہ کا اذن ہو- اور وہ ان سے (سحر) سیکھتے جو نہ فائدہ دے سکتا تھا نہ نقصان- اوروہ جانتے تھے کہ وہ کیا خرید رہے ہیں، آخرت میں ان کا کوئی حصہ نہ ہو گا اور بہت برا سودا کیا اگر ان کو پتا ہوتا

سحر کا علم ان کو فرشتوں ہاروت وماروت سے ملا تھا لیکن ان کو پتا تھا کہ یہ فتنہ ہے لیکن اپنی سابقہ حرکتوں کو توجیہ دینے کے لئے انہوں نے تمام علوم کا مخزن چاہے (شرک و سحر ہی کیوں نہ ہو) سانپ کو قراردیا - یہود کے مطابق یہ سب اس شجر علم میں چھپا تھا جو جنت عدن کے بیچوں بیچ تھا - واضح رہے کہ موجودہ توریت کی کتاب پیدائش میں سانپ سے مراد شیطان نہیں ہے بلکہ انسانوں کا ہمدرد ایک مخلوق ہے جو چھپ کر انسان کو علم دیتا ہے - جبکہ اللہ تعالی کا ارادہ انسان کو کم علم رکھنے کا تھا

سحر کا علم دنیا میں ہاروت و ماروت سے پہلے مصریوں کے پاس بھی تھا جس کا ذکر موسی علیہ السلام کے حوالے سے قرآن میں موجود ہے کہ جادو گروں نے موسی علیہ السلام اور حاضرین کا تخیل تبدیل کر دیا اور ایک عظیم سحر کے ساتھ ائے جس میں لاٹھیاں اور رسیاں چلتی ہوئی محسوس ہوئیں

یہاں سورہ البقرہ میں بتایا گیا کہ بابل میں یہود کا ذوق شادی شدہ عورتوں کو حاصل کرنے کی طرف ہوا جس میں ان کو طلاق دلانے کے لئے سحر و جادو کیا جاتا – اگر سحر صرف نظر بندی ہوتا تو یہ ممکن نہ تھا لہذا اس کو ایک شیطانی عمل کہا جاتا ہے جس میں شریعت کی پابندی کو رد کیا جاتا ہے اور حسد انسان کو سحر کی طرف لے جاتا ہے-اس میں گرہ لگا کر پھونکا جاتا ہے سورہ الفلق

تیسری صدی میں جب معتزلہ کا زور تھا انہوں نے مجوسیوں کی طرح اللہ کی طرف شر کو منسوب کرنے سے انکار کیا اور سوال اٹھایا کہ کیا حسن کی طرح قبیح و سحر و شر کی نسبت اللہ کی طرف درست ہے ؟ کیا اللہ خالق سحر و شر ہے ؟

علماء نے اس کا جواب دیا کہ قرآن سے ثابت ہے کہ اللہ ہی شیطان کا خالق ہے اور تمام گناہ اس نے لکھ دیے ہیں لہذا وہی شر کا خالق ہے – کسی بھی علم کا اثر انگیز ہونا بھی اسی حکم کے تحت ہے لہذا اگرچہ سحر شرک و ناپسندیدہ ہے اس کی تاثیر من جانب اللہ ہے

ہاروت و ماروت اللہ کے دو فرشتے تھے جو سحر کا علم لے کر بابل میں اترے اور یہود کی آزمائش بنے- اگر ہاروت و ماروت نے جادو نہیں سکھایا تو وہ یہ کیوں کہتے تھے کہ ہم فتنہ ہیں کفر مت کرو

دوسری صدی ہجری

سابقہ یمنی یہودی کعب الاحبار ایک قصہ سناتے

تفسیر عبد الرزاق المتوفي ٢١١ هجري کی روایت ہے

عَبْدُ الرَّزَّاقِ قَال – نا الثَّوْرِيُّ , عَنْ مُوسَى بْنِ عُقْبَةَ , عَنْ سَالِمٍ , عَنِ ابْنِ عُمَرَ , عَنْ كَعْبٍ , قَالَ: «ذَكَرَتِ الْمَلَائِكَةُ أَعْمَالَ بَنِي آدَمَ , وَمَا يَأْتُونَ مِنَ الذُّنُوبِ» فَقِيلَ لَهُمْ: «اخْتَارُوا مَلَكَيْنِ , فَاخْتَارُوا هَارُوتَ وَمَارُوتَ» قَالَ: فَقَالَ لَهُمَا: «إِنِّي أُرْسِلُ رُسُلِي إِلَى النَّاسِ , وَلَيْسَ بَيْنِي وَبَيْنَكُمَا رَسُولٌ , انْزِلَا وَلَا تُشْرِكَا بِي شَيْئًا , وَلَا تَزْنِيَا , وَلَا تَسْرِقَا» قَالَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عُمَرَ: قَالَ كَعْبٌ: «فَمَا اسْتَكْمَلَا يَوْمَهُمَا الَّذِي أُنْزِلَا فِيهِ حَتَّى عَمِلَا مَا حَرَّمَ اللَّهُ عَلَيْهِمَا

کعب نے کہا : ذکر کیا فرشتوں کا ان کا جو نبی آدم پر نگہبان تھے اور جو ان کے گناہوں کے بارے میں ہے پس ان فرشتوں سے کہا گیا کہ چن لو فرشتوں کو انہوں نے ہاروت و ماروت کو چنا اور ہاروت و ماروت سے کہا میں اپنے سفیر بنی آدم کی طرف بھیج رہا ہوں اور میرے اور تمہارے درمیان کوئی اور نہیں ہو گا بنی آدم پر نازل ہو اور شرک نہ کرنا نہ زنا اور نہ چوری – ابن عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ کعب نے کہا انہوں نے وہ کام نہ کیا جس پر نازل کیا گیا تھا یہاں تک کہ حرام کام کیا

اسنادی حیثیت سے قطع نظر ان روایات میں یہود کی کتاب

Book of Enoch

Book of Jubilees

کا قصہ نقل کیا گیا ہے ہبوط شدہ فرشتے

Fallen Angels

یا

Watchers

اپنے ہی ہبوط شدہ فرشتوں میں سے دو کو انسانوں کو سحر سکھانے بھیجتے ہیں

یہود کے مطابق انوخ اصلا ادریس علیہ السلام کا نام ہے

ایک روایت قتادہ بصری سے منسوب ہے

عَبْدُ الرَّزَّاقِ قَالَ نا مَعْمَرٌ , عَنْ قَتَادَةَ قَالَ: «كَتَبَتِ الشَّيَاطِينُ كُتُبًا فِيهَا كُفْرٌ وَشِرْكٌ , ثُمَّ دَفَنَتْ تِلْكَ الْكُتُبَ تَحْتَ كُرْسِيِّ سُلَيْمَانَ , فَلَمَّا مَاتَ سُلَيْمَانُ اسْتَخْرَجَ النَّاسُ تِلْكَ الْكُتُبَ» فَقَالُوا: هَذَا عِلْمٌ كَتَمَنَاهُ سُلَيْمَانُ فَقَالَ اللَّهُ: {وَاتَّبَعُوا مَا تَتْلُوا الشَّيَاطِينُ عَلَى مُلْكِ سُلَيْمَانَ وَمَا كَفَرَ سُلَيْمَانُ وَلَكِنَّ الشَّيَاطِينَ كَفَرُوا يُعَلِّمُونَ النَّاسَ السِّحْرَ وَمَا أُنْزِلَ عَلَى الْمَلَكَيْنِ بِبَابِلَ هَارُوتَ وَمَارُوتَ} [البقرة: 102]

شیاطین نے کتابیں لکھیں جس میں کفر و شرک تھا پھر ان کو سلیمان کے تخت کے نیچے چھپا دیا پھر جب سلیمان کی وفات ہوئی تو لوگوں نے ان کو نکالا اور کہا یہ وہ علم ہے جو سلیمان نے ہم سے چھپایا پس اللہ نے کہا{وَاتَّبَعُوا مَا تَتْلُوا الشَّيَاطِينُ عَلَى مُلْكِ سُلَيْمَانَ وَمَا كَفَرَ سُلَيْمَانُ وَلَكِنَّ الشَّيَاطِينَ كَفَرُوا يُعَلِّمُونَ النَّاسَ السِّحْرَ وَمَا أُنْزِلَ عَلَى الْمَلَكَيْنِ بِبَابِلَ هَارُوتَ وَمَارُوتَ} [البقرة:

تذکرۃ الحفاظ از الذھبی کے مطابق مفسر مجاہد نے تحقیق کی

ذكر محمد بن حميد أخبرنا عبد الله بن عبد القدوس عن الأعمش قال: كان مجاهد لا يسمع بأعجوبة إلا ذهب لينظر إليها. ذهب الى حضرموت ليرى بئر برهوت وذهب الى بابل وعليه وال فقال له مجاهد: تعرض على هاروت وماروت فدعا رجلا من السحرة فقال: اذهب به فقال اليهودي بشرط ألا تدعو الله عندهما قال فذهب به الى قلعة فقطع منها حجرا ثم قال خذ برجلى فهوى به حتى انتهى الى جوبة فإذا هما معلقين منكسين كالجبلين فلما رأيتهما قلت سبحان الله خالقكما فاضطربا .فكأن الجبال تدكدكت فغشي على وعلى اليهودي ثم أفاق قبلى فقال قد أهلكت نفسك وأهلكتنى

الأعمش نے کہا کہ مجاہد عجوبہ بات نہیں سنتے یہاں تک کہ اس کو دیکھتے وہ حضر الموت گئے تاکہ برھوت کا کنواں دیکھیں اور بابل گئےوہاں افسر تھا اس سے کہا مجھ پر ہاروت و ماروت کو پیش کرو پس جادو گروں کو بلایا گیا ان سے کہا کہ وہاں تک لے چلو ایک یہودی نے کہا اس شرط پر کہ وہاں ہاروت و ماروت کے سامنے اللہ کو نہیں پکارو گے - پس وہ وہاں گئے قلعہ تک اس کا پتھر نکالا گیا پھر یہودی نے پیر سے پکڑا اور لے گیا جہاں دو پہاڑوں کی طرح ہاروت و ماروت معلق تھے پس ان کو دیکھا (تو بے ساختہ مجاہد بولے) سبحان اللہ جس نے ان کو خلق کیا - اس پر وہ (فرشتے) ہل گئے اور مجاہد اور یہودی غش کھا گئے پھرجب افاقہ ہوا تو یہودی بولا: تم نے تو اپنے آپ کو اور مجھے مروا ہی دیا تھا

تیسری صدی ہجری

امام احمد اس قصے کو منکر کہتے تھے - الكتاب: أَنِيسُ السَّاري في تخريج وَتحقيق الأحاديث التي ذكرها الحَافظ ابن حَجر العسقلاني في فَتح البَاري از آبو حذيفة، نبيل بن منصور بن يعقوب بن سلطان البصارة الكويتي

وقال أحمد بن حنبل: هذا منكر، إنما يروى عن كعب" المنتخب لابن قدامة ص 296 ه

امام احمد نے کہا یہ منکر ہے اس کو کعب نے روایت کیا ہے

چوتھی صدی ہجری

تفسیر ابن ابی حاتم کی روایت ہے

حَدَّثَنَا أَبِي ثنا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ جَعْفَرٍ الرَّقِّيُّ ثنا عُبَيْدُ اللَّهِ- يَعْنِي ابْنَ عُمَرَ- عَنْ زَيْدِ بْنِ أَبِي أُنَيْسَةَ عَنِ الْمِنْهَالِ بْنِ عَمْرٍو وَيُونُسَ بْنِ خَبَّابٍ عَنْ مُجَاهِدٍ. قَالَ: كُنْتُ نَازِلا عَلَى عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ فِي سَفَرٍ فَلَمَّا كَانَ ذَاتَ لَيْلَةٍ قَالَ لِغُلامِهِ. انْظُرْ طَلَعَتِ الْحَمْرَاءُ لَا مَرْحَبًا بِهَا وَلا أَهْلا وَلا حَيَّاهَا اللَّهُ هِيَ صَاحِبَةُ الْمَلَكَيْنِ- قَالَتِ الْمَلائِكَةُ: رَبِّ كَيْفَ تَدَعُ عُصَاةَ بَنِي آدَمَ وَهُمْ يَسْفِكُونَ الدَّمَ الْحَرَامَ، وَيَنْتَهِكُونَ مَحَارِمَكَ، وَيُفْسِدُونَ فِي الأَرْضِ؟ قَالَ: إِنِّي قَدِ ابْتَلَيْتُهُمْ فَلَعَلِّي إِنِ ابْتَلَيْتُكُمْ بِمِثْلِ الَّذِي ابْتَلَيْتُهُمْ بِهِ فَعَلْتُمْ كَالذي يَفْعَلُونَ قَالُوا: لَا. قَالَ: فَاخْتَارُوا مِنْ خِيَارِكُمُ اثْنَيْنِ، فَاخْتَارُوا هَارُوتَ وَمَارُوتَ فَقَالَ لَهُمَا إِنِّي مُهْبِطُكُمَا إِلَى الأَرْضِ وَعَاهِدٌ إِلَيْكُمَا أَنْ لَا تُشْرِكَا وَلا تَزْنِيَا، وَلا تَخُونَا. فَأُهْبِطَا إِلَى الأَرْضِ، وَأُلْقِيَ عَلَيْهِمَا الشَّبَقَ وَأُهْبِطَتْ لَهُمَا الزُّهْرَةُ فِي أَحْسَنِ صُورَةِ امْرَأَةٍ فَتَعَرَّضَتْ

مجاہد کہتے ہیں ہم سفر میں آبن عمر رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھے پس جب رات ہوئی انہوں نے لڑکے سے کہا دیکھو الْحَمْرَاءُ کا طلوع ہوا اس میں خوش آمدید نہیں ہے نہ اس کے اہل کے

لئے ... یہ ان فرشتوں کی ساتھی ہے - فرشتوں نے کہا اے رب ہم انسانوں کے گناہوں کو کیسے دور کریں وہ خون بہا رہے ہیں اور زمین پر فساد برپا کر رہے ہیں؟ کہا : بے شک میں ان کی آزمائش کروں گا جس طرح میں نے تم کو آزمائش میں ڈالا اور دیکھوں گا کیسا عمل کرتے ہیں ؟ ... پس اپنے فرشتوں میں سے چنوں دو کو - انہوں نے ہاروت و ماروت کو چنا ان سے کہا زمین پر ہبوط کرو اور تم پر عہد ہے نہ شرک کرنا نہ زنا اور نہ خیانت پس وہ زمین پر اترے اور ان پر شہوانیت القی کی گئی اور الزہرا کو بھی اترا یا ایک حسین عورت کی شکل میں اور ان کا دیکھنا ہوا

سیارہ الزهراء یا

Venus

کو الْحَمْرَاءُ کہا گیا ہے یعنی سرخی مائل اور اس کو ایک عورت کہا گیا ہے جو مجسم ہوئی اور فرشتوں ہاروت و ماروت کی آزمائش بنی خبر دی گئی کہ فرشتے انسانوں سے جلتے تھے اس تاک میں رہتے کہ اللہ تعالی کے سامنے ثابت کر سکیں کہ ہم نے جو پہلے کہا تھا کہ یہ انسان فسادی ہے اس کو صحیح ثابت کر سکیں - اس پر اللہ نے کہا کہ تم فرشتوں سے خود دو کو چنوں اور پھر وہ فرشتے کیا آزمائش بنتے وہ خود الزہرا پر عاشق ہو گئے

کتاب العلل از ابن ابی حاتم میں ابن ابی حاتم نے اپنے باپ سے اس روایت پر سوال کیا

وسألتُ أَبِي عَنْ حديثٍ رَوَاهُ معاذ بن خالد العَسْقلاني عَنْ زُهَير (1) بْنِ مُحَمَّدٍ، عَنْ مُوسَى بْنِ جُبَير (2) ، عَنْ نَافِعٍ، عن عبد الله بْنِ عُمَرَ: أَنَّه سَمِعَ النبيَّ (ص) يقول: إِنَّ آدَمَ [لَمَّا] (3) أَهْبَطَهُ (4) اللهُ إِلَى الأَرْضِ، قَالَتِ المَلاَئِكَةُ: أَيْ رَبِّ! {أَتَجْعَلُ فِيهَا مَنْ يُفْسِدُ فِيهَا وَيَسْفِكُ الدِّمَاءَ وَنَحْنُ نُسَبِّحُ بِحَمْدِكَ وَنُقَدِّسُ لَكَ قَالَ إِنِّي أَعْلَمُ مَا لاَ تَعْلَمُونَ} (5) ، قَالُوا: رَبَّنَا، نَحْنُ أَطْوَعُ لَكَ مِنْ بَنِي آدَمَ ... وذكَرَ الحديثَ: قِصَّةَ (6) هاروتَ وماروتَ؟

قَالَ أَبِي: هذا حديثٌ مُنكَرٌ

میرے باپ نے کہا یہ منکر ہے

ابن ابی حاتم اپنی تفسیر کے ج 10، ص 3241-3242 پر ایک واقعہ نقل کرتے ہیں

قَوْلُهُ تَعَالَى: وَلَقَدْ فَتَنَّا سُلَيْمَانَ وَأَلْقَيْنَا عَلَى كُرْسِيِّهِ جَسَدًا ثُمَّ أَنَابَ

18355 – وَبِسَنَدٍ قَوِيٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ: أَرَادَ سُلَيْمَانُ عَلَيْهِ السَّلامُ أَنْ يَدْخُلَ الْخَلاءَ فَأَعْطَى الْجَرَادَةَ خَاتَمَهُ وَكَانَتِ امْرَأَتُهُ، وَكَانَتْ أَحَبَّ نِسَائِهِ إِلَيْهِ فَجَاءَ الشَّيْطَانُ فِي صُورَةِ سُلَيْمَانَ فَقَالَ لَهَا: هَاتِي خَاتَمِي فَأَعْطَتْهُ فَلَمَّا لَبِسَهُ دَانَتْ لَهُ الْجِنُّ وَالْإِنْسُ وَالشَّيَاطِينُ، فَلَمَّا خَرَجَ سُلَيْمَانُ عَلَيْهِ السَّلَامُ مِنَ الْخَلَاءِ قال لها: هَاتِي خَاتَمِي فَقَالَتْ: قَدْ أَعْطَيْتُهُ سُلَيْمَانَ قَالَ: أَنَا سُلَيْمَانُ قَالَتْ: كَذَبْتَ لَسْتَ سُلَيْمَانَ فَجَعَلَ لَا يَأْتِي أَحَدًا يَقُولُ: أَنَا سُلَيْمَانُ إِلا كَذَّبَهُ حَتَّى جَعَلَ الصِّبْيَانُ يَرْمُونَهُ بِالْحِجَارَةِ، فَلَمَّا رَأَى ذَلِكَ عَرَفَ أَنَّهُ مِنْ أَمْرِ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ وَقَامَ الشَّيْطَانُ يَحْكُمُ بَيْنَ النَّاسِ.

فَلَمَّا أَرَادَ اللَّهُ تَعَالَى أَنْ يَرُدَّ عَلَى سليمان عليه السلام سلطانه أَلْقَى فِي قُلُوبِ النَّاسِ إِنْكَارَ ذَلِكَ الشَّيْطَانِ فَأَرْسَلُوا إِلَى نِسَاءِ «1» سُلَيْمَانَ عَلَيْهِ السَّلامُ فَقَالُوا لهن أيكون من سليمان شيء؟ قلنا: نَعَمْ إِنَّهُ يَأْتِينَا وَنَحْنُ حُيَّضٌ، وَمَا كَانَ يَأْتِينَا قَبْلَ ذَلِكَ

قوی سند کے ساتھ ابن عباس سے نقل کیا گیا ہے کہ جب سلیمان علیہ السلام بیت الخلاء میں جاتے، اپنی انگوٹھی جرادہ کو دیتے، جو کہ ان کی بیوی تھی، اور سب سے عزیز تھی۔ شیطان حضرت سلیمان کی صورت میں اس کے پاس آیا، اور کہا کہ مجھے میری انگوٹھی دو۔ تو اس نے دے دی۔ جب اس نے پہن لی، تو سب جن و انس و شیطان اس کے قابو میں آ گئے۔ جب سلیمان علیہ السلام نکلے، تو اس سے کہا کہ مجھے انگوٹھی دو۔ اس نے کہا کہ وہ تو میں سلیمان کو دے چکی ہوں۔ آپ نے کہا کہ میں سلیمان ہوں۔ اس نے کہا کہ تم جھوٹ بولتے ہو، تم سلیمان نہیں۔ پس اس کے بعد ایسا کوئی نہیں تھا کہ جس سے انہوں نے کہا ہو کہ میں سلیمان ہوں، اور ان کی تکذیب نہ کی گئی ہو۔ یہاں تک کہ بچوں نے انہیں پتھروں سے مارا۔ جب انہوں نے یہ دیکھا تو سمجھ گئے کہ یہ اللہ کا امر ہے۔ شیطان لوگوں میں حکومت کرنے لگا- جب اللہ نے اس بات کا ارادہ کیا کہ حضرت سلیمان کو ان کی سلطنت واپس کی جائے تو انہوں نے لوگوں کے دلوں میں القا کیا کہ اس شیطان کا انکار کریں۔ پس وہ ان کی بیویوں کے پاس گئے اور ان سے پوچھا کہ آپ کو سلیمان میں کوئی چیز نظر آئی؟ انہوں نے کہا کہ ہاں! اب وہ ہمارے پاس حیض کے دونوں میں بھی آتے ہیں، جب کہ پہلے ایسا نہیں تھا۔

یہاں اس پر قوی سند لکھا ہوا ہے راقم کہتا ہے

تفسیر ابن حاتم ۹۰۰ صفحات کی کتاب ہے اس میں کسی بھی روایت پر سند قوی یا ضعیف یا صحیح نہیں ملتا

یہ واحد روایت 18355 ہے جس پر وَبِسَنَدٍ قَوِيٍ سند قوی ملتا ہے لیکن حیرت ہے کہ اس کی سند ابن ابی حاتم نے نہیں دی

لگتا ہے اس میں تصرف و تحریف ہوئی ہے جب سند ہے ہی نہیں تو قوی کیسے ہوئی؟

اس کی سند ہے

ومن أنكرها أيضًا ما قال ابن أبي حاتم: حدثنا علي بن حسين، قال: حدثنا محمد بن العلاء وعثمان بن أبي شيبة وعلي بن محمد، قال: حدثنا أبو معاوية، قال: أخبرنا الأعمش، عن المنهال بن عمرو، عن سعيد بن جبير، عن ابن عباس -رضي الله عنهما- في قوله – تعال ى-: {وَلَقَدْ فَتَنَّا سُلَيْمَانَ وَأَلْقَيْنَا عَلَى كُرْسِيِّهِ جَسَدًا ثُمَّ أَنَابَ}، قال: أراد سليمان -عليه الصلاة والسلام- أن يدخل الخلاء وكذا وكذا؛ ذكر الرواية التي سبق ذكرها

اس کی سند میں المنهال بن عمرو ہے جو ضعیف ہے

چوتھی صدی کے ہی ابن حبان اس روایت کو صحیح ابن حبان المتوفی ٣٥٤ ھ میں نقل کرتے ہیں

أَخْبَرَنَا الْحَسَنُ بْنُ سُفْيَانَ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ أَبِي بُكير عَنْ زُهَيْرِ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ مُوسَى بْنِ جُبَيْرٍ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ: أَنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: (إِنَّ آدَمَ ـ لَمَّا أُهْبِطَ إِلَى الْأَرْضِ ـ قَالَتِ الْمَلَائِكَةُ: أَيْ رَبِّ! {أَتَجْعَلُ فِيهَا مَنْ يُفسد فِيهَا وَيَسْفِكُ الدِّمَاءَ وَنَحْنُ نُسَبِّحُ بِحَمْدِكَ ونُقَدِّسُ لَكَ قَالَ إِنِّي أَعْلَمُ مَا لَا تَعْلَمُونَ} [البقرة: 30] قَالُوا: رَبَّنَا نَحْنُ أَطْوَعُ لَكَ مِنْ بَنِي آدَمَ قَالَ اللَّهُ لِمَلَائِكَتِهِ: هَلُمُّوا مَلَكَيْنِ مِنَ الْمَلَائِكَةِ فَنَنْظُرَ كَيْفَ يَعْمَلَانِ قَالُوا: رَبَّنَا هَارُوتُ وَمَارُوتُ قَالَ: فَاهْبِطَا إِلَى الْأَرْضِ قَالَ: فَمُثِّلَتْ لَهُمُ الزُّهْرةُ امْرَأَةً مِنْ أَحْسَنِ الْبَشَرِ فَجَاءَاهَا فَسَأَلَاهَا نَفْسَهَا فَقَالَتْ: لَا وَاللَّهِ حَتَّى تكَلِّمَا بِهَذِهِ الْكَلِمَةِ مِنَ الْإِشْرَاكِ قَالَا: وَاللَّهِ لَا نُشْرِكُ بِاللَّهِ أَبَدًا فَذَهَبَتْ عَنْهُمَا ثُمَّ رَجَعَتْ بصبيٍّ تَحْمِلُه فَسَأَلَاهَا نَفْسَهَا فَقَالَتْ: لَا وَاللَّهِ حَتَّى تَقْتُلَا هَذَا الصَّبِيَّ فَقَالَا: لَا وَاللَّهِ لَا نَقْتُلُهُ أَبَدًا فَذَهَبَتْ ثُمَّ رَجَعَتْ بِقَدَحِ مِنْ خَمْرٍ تَحْمِلُه فَسَأَلَاهَا نَفْسَهَا فَقَالَتْ: لَا وَاللَّهِ حَتَّى تَشْرَبَا هَذَا الْخَمْرَ فَشَرِبَا فَسَكِرَا فَوَقَعَا عَلَيْهَا وَقَتَلَا الصَّبِيَّ فَلَمَّا أَفَاقَا قَالَتِ الْمَرْأَةُ: وَاللَّهِ مَا تركتُما مِنْ شَيْءٍ أَتِيمًا إِلَّا فَعَلْتُمَاهُ حِينَ سَكِرْتُمَا فخُيِّرا ـ عِنْدَ ذَلِكَ ـ بَيْنَ عَذَابِ الدُّنْيَا وَعَذَابِ الآخرة فاختارا عذاب الدنيا)

قَالَ أَبُو حَاتِمٍ: الزُّهرة ـ هَذِهِ ـ: امْرَأَةٌ كَانَتْ فِي ذَلِكَ الزَّمَانِ، لَا أَنَّهَا الزُّهرة الَّتِي هِيَ فِي السَّمَاءِ، الَّتِي هِيَ مِنَ الخُنَّسِ.

ابن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا فرمایا: جب آدم کا زمین کی طرف ہبوط ہوا فرشتوں نے کہا اے رب کیا اس کو خلیفہ کیا ہے کہ اس میں فساد کرے اور خون بہائے اور ہم آپ کی تعریف کرتے ہیں اور تقدس کرتے ہیں ؟ فرمایا : میں جانتا ہوں جو تم نہیں جانتے – فرشتوں نے کہا ہمارے رب ہم انسانوں سے بڑھ کر آپ کے اطاعت گزار ہیں اللہ تعالی نے فرشتوں سے کہا : فرشتوں کو لو پس دیکھیں یہ کیا عمل کرتے ہیں- فرشتوں نے کہا : آے رب ہاروت و ماروت ہیں- حکم الہی ہوا : زمین کی طرف ہبوط کرو – وہاں الزہرا انسانوں میں سے ایک حسن عورت ان کو ورغلائے گی پس وہ ان فرشتوں کے پاس گئی اور نفس کے بارے میں سوال کیا (یعنی زنا کی ہاروت و ماروت نے ترغیب دی) اور بولی : نہیں اللہ کی قسم میں نہیں کروں گی یہاں تک کہ تم شرکیہ کلمات ادا کرو – ہاروت و ماروت نے کہا

و الله ہم یہ کلمات نہیں بولیں گے پس وہ لوٹ گئی ایک لڑکے کے ساتھ اور واپس انہوں نے نفس کا سوال کیا وہ بولی میں اس لڑکے کو مار ڈالوں گی فرشتوں نے کہا نہیں مارو وہ لوٹ گئی پھر آئی ایک قدح لے کر شراب کا اس پر سوال کیا فرشتوں نے کہا ہم نہیں پییں گے یہاں تک کہ وہ پی گئے پس وہ واقعہ ہوا (زنا) اور لڑکے کو قتل کیا – جب افاقہ ہوا عورت بولی اللہ کی قسم میں نے تم کو کہیں کا نہ چھوڑا گناہ میں کوئی چیز نہیں جو تم نہ کر بیٹھے ہو اور تم نے نہیں کیا جب تک شراب نہ پی لی ... تم نے دنیا و آخرت میں سے دنیا کا عذاب چنا

ابو حاتم ابن حبان نے کہا الزہرہ یہ اس دور میں عورت تھی وہ وہ نہیں جو آسمان میں ہے جو الخنس ہے

ابن حبان نے اس روایت کو صحیح میں لکھا اس میں اختلاف صرف یہ کیا کہ الزہرہ کو ایک مسجم عورت کی بجائے ایک حقیقی عورت کہا

البدء والتاريخ از المطهر بن طاهر المقدسي (المتوفى: نحو 355هـ) قصة هاروت وماروت، اختلفوا المسلمون [1] فيه اختلافا كثيرا

القدسی نے تاریخ میں لکھا کہ مسلمانوں کا اس پر اختلاف ہے

یعنی ابن ابی حاتم اس کو منکر کہتے ہیں اور ابن حبان صحیح

العلل دارقطنی از امام دارقطنی المتوفی ۳۸۵ ھ میں ہے

وَسُئِلَ عَنْ حَدِيثِ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى الله عليه وسلم: أن آدم لما أهبطه الله إلى الأرض قالت الملائكة: أي رب: {أتجعل فيها من يفسد فيها ويسفك الدماء} ، قالوا: ربنا، نحن أطوع لك من بني آدم، قال الله للملائكة: هلموا ملكين ... فذكر قصة هاروت وماروت.

:فقال: اختلف فيه على نافع

.فرواه موسى بن جبير، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

وَخَالَفَهُ مُوسَى بْنُ عقبة، فرواه عن نافع، عن ابن عمر، عن كعب الأحبار، من رواية الثوري، عن موسى بن عقبة.

.وقال إبراهيم بن طهمان: عن موسى بن عقبة، عن سالم، عن أبيه، عن كعب

دارقطنی نے العلل میں اس کی اسناد نقل کیں لیکن رد نہیں کیا

پانچویں صدی ہجری

امام حاکم المتوفی ٤٠٥ ھ مستدرک میں اس قصہ کو صحیح کہتے ہیں

آٹھویں صدی ہجری

الذھبی سیر میں لکھتے ہیں

قُلْتُ: وَلِمُجَاهِدٍ أَقْوَالٌ وَغَرَائِبُ فِي العِلْمِ وَالتَّفْسِيْرِ تُسْتَنْكَرُ، وَبَلَغَنَا: أَنَّهُ ذَهَبَ إِلَى بَابِلَ، وَطَلَبَ مِنْ .مُتَوَلِّيْهَا أَنْ يُوْقِفَهُ عَلَى هَارُوْتَ وَمَارُوْتَ

میں کہتا ہوں : مجاہد کے اقوال اور علم و تفسیر میں غریب باتیں ہیں جن کا انکار کیا جاتا ہے اور ہم تک پہنچا ہے کہ یہ بابل گئے اور وہاں کے متولی سے کہا کہ ہاروت و ماروت سے ملاو

لیکن الذھبی مستدرک حاکم کی تلخیص میں ہاروت و ماروت کے اس قصہ کو صحیح کہتے ہیں

أَخْبَرَنَا أَبُو زَكَرِيَّا الْعَنْبَرِيُّ، ثنا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ السَّلَامِ، أَنْبَأَ إِسْحَاقُ، أَنْبَأَ حَكَّامُ بْنُ سَلْمٍ الرَّازِيُّ وَكَانَ ثِقَةً، ثنا أَبُو جَعْفَرٍ الرَّازِيُّ، عَنِ الرَّبِيعِ بْنِ أَنَسٍ، عَنْ قَيْسِ بْنِ عَبَّادٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا، فِي قَوْلِهِ عَزَّ وَجَلَّ: {وَمَا أُنْزِلَ عَلَى الْمَلَكَيْنِ بِبَابِلَ هَارُوتَ وَمَارُوتَ} [البقرة: 102] الْآيَةُ. قَالَ: " إِنَّ النَّاسَ بَعْدَ آدَمَ وَقَعُوا فِي الشِّرْكِ اتَّخَذُوا هَذِهِ الْأَصْنَامَ، وَعَبَدُوا غَيْرَ اللَّهِ، قَالَ: فَجَعَلَتِ الْمَلَائِكَةُ يَدْعُونَ عَلَيْهِمْ وَيَقُولُونَ: رَبَّنَا خَلَقْتَ عِبَادَكَ فَأَحْسَنْتَ خَلْقَهُمْ، وَرَزَقْتَهُمْ فَأَحْسَنْتَ رِزْقَهُمْ، فَعَصَوْكَ وَعَبَدُوا غَيْرَكَ اللَّهُمَّ اللَّهُمَّ يَدْعُونَ عَلَيْهِمْ، فَقَالَ لَهُمُ الرَّبُّ عَزَّ وَجَلَّ: إِنَّهُمْ فِي غَيْبٍ فَجَعَلُوا لَا يَعْذُرُونَهُمْ " فَقَالَ: اخْتَارُوا مِنْكُمُ اثْنَيْنِ أُهْبِطُهُمَا إِلَى الْأَرْضِ، فَآمُرُهُمَا وَأَنْهَاهُمَا " فَاخْتَارُوا هَارُوتَ وَمَارُوتَ – قَالَ: وَذَكَرَ الْحَدِيثَ بِطُولِهِ فِيهِمَا – وَقَالَ فِيهِ: فَلَمَّا شَرِبَا الْخَمْرَ وَانْتَشَيَا وَقَعَا بِالْمَرْأَةِ وَقَتَلَا النَّفْسَ، فَكَثُرَ اللَّغَطُ فِيمَا بَيْنَهُمَا وَبَيْنَ الْمَلَائِكَةِ فَنَظَرُوا إِلَيْهِمَا وَمَا يَعْمَلَانِ فَفِي ذَلِكَ أُنْزِلَتْ {وَالْمَلَائِكَةُ يُسَبِّحُونَ بِحَمْدِ رَبِّهِمْ، وَيَسْتَغْفِرُونَ لِمَنْ فِي الْأَرْضِ} [الشورى: 5] الْآيَةُ. قَالَ: فَجَعَلَ بَعْدَ ذَلِكَ الْمَلَائِكَةُ يَعْذُرُونَ أَهْلَ «الْأَرْضِ وَيَدْعُونَ لَهُمْ «هَذَا حَدِيثٌ صَحِيحُ الْإِسْنَادِ وَلَمْ يُخَرِّجَاهُ

[التعليق – من تلخيص الذهبي] 3655 – صحيح

نویں صدی ہجری

ہیثمی المتوفی ۸۰۷ ہجری کتاب مجمع الزوائد میں لکھتے ہیں

وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ – رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا – قَالَ: اسْمُ الْمَلَكَيْنِ اللَّذَيْنِ يَأْتِيَانِ فِي الْقَبْرِ مُنْكَرٌ وَنَكِيرٌ، وَكَانَ اسْمُ هَارُوتَ وَمَارُوتَ – وَهُمَا فِي السَّمَاءِ – عَزَرًا وَعَزِيزًا .. رَوَاهُ الطَّبَرَانِيُّ فِي الْأَوْسَطِ، وَإِسْنَادُهُ حَسَنٌ.

اس کی اسناد حسن ہیں

ابن حجر المتوفي ۸۵۲ هجري فتح الباری میں کہتے ہیں

قال الحافظ: وقصة هاروت وماروت جاءت بسند حسن من حديث ابن عمر في مسند أحمد

اور ہاروت و ماروت کا قصہ حسن سند سے مسند احمد میں ہے ابن عمر کی سند سے

دسویں صدی ہجری

التخريج الصغير والتحبير الكبير ابن المِبْرَد الحنبلي (المتوفى: 909 هـ)

حديث: "هَارُوتَ وَمَارُوتَ" الإمام أحمد، وابن حبان، بسند صحيح.

ابن المِبْرَد کے مطابق مسند احمد اور صحیح ابن حبان میں اس کی سند صحیح ہے

الدرر المنتثرة في الأحاديث المشتهرة از عبد الرحمن بن أبي بكر، جلال الدين السيوطي (المتوفى: 911هـ)

قصة هاروت وماروت. وفي مسند أحمد، وصحح ابن حبان من حديث ابن عمر بسند صحيح.

قلت: لها طرق عديدة استوعبتها في التفسير المسند، وفي تخريج أحاديث الشفاء، انتهى.

قصہ ہاروت و ماروت کا یہ مسند احمد صحیح ابن حبان میں ہے صحیح سند سے ابن عمر رضی اللہ عنہ کی

میں السیوطي کہتا ہوں اس کے بہت سے طرق مسند احمد کی تفسیر میں ہے اور احادیث کتاب الشفاء کی تخریج میں

کتاب تنزيه الشريعة المرفوعة عن الأخبار الشنيعة الموضوعة المؤلف: نور الدين، علي بن محمد بن علي بن عبد الرحمن ابن عراق الكناني (المتوفى: 963هـ)

" وَمن طَرِيقه (خطٌ) من حَدِيث ابْن عمر، وَفِيه قصَّة لنافع مَعَ ابْن عمر وَلَا يَصح، فِيهِ الْفرج بن فضَالة، وسنيد ضعفه أَبُو دَاوُد وَالنَّسَائِيّ (تعقبه) الْحَافِظ ابْن حجر فِي القَوْل المسدد فَقَالَ: أخرجه أَحْمد فِي مُسْنده وَابْن حبَان فِي صَحِيحه من وَجه آخر، وَله طرق كَثِيرَة جمعتها فِي جُزْء مُفْرد يكَاد الْوَاقِف عَلَيْهَا لكثرتها وَقُوَّة مخارج أَكْثَرهَا يقطع بِوُقُوع هَذِه الْقِصَّة، انْتهى قَالَ السُّيُوطِيّ: وجمعت أَنا طرقها فِي التَّفْسِير الْمسند وَفِي التَّفْسِير الْمَأْثُور فَجَاءَت نيفا وَعشْرين طَرِيقا مَا بَين مَرْفُوع وَمَوْقُوف، وَلِحَدِيث ابْن عمر بِخُصُوصِهِ طرق مُتَعَدِّدَة.

اور جو طرق حدیث ابن عمر کا ہے اور اس میں نافع کا ابن عمر کے ساتھ کا قصہ ہے صحیح نہیں ہے اس میں فرج بن فضالہ ہے اور سنید ہے جس کی تضعیف کی ہے ابو داود نے اور نسائی نے اس کا تعقب کیا ہے ابن حجر نے کتاب القول لمسدد میں اور کہا ہے اس کی تخریج کی ہے احمد نے مسند میں ابن حبان نے صحیح میں دوسرے طرق سے اور اس کے کثیر طرق ہیں جو سب مل کر ایک جز بن جاتے ہیں اور واقف جان جاتا ہے اس کثرت پر اور مخارج کی قوت پر ... السُّيُوطِيّ نے کہا اور میں نے جمع کر دیا ہے اس کے طرق تفسیر میں اور ... خاص کر ابن عمر کی حدیث کے تو بہت طرق ہیں

تذكرة الموضوعات میں محمد طاهر بن علي الصديقي الهندي الفَتَّنِي (المتوفى: 986هـ) لکھتے ہیں

قِصَّةُ هَارُوتَ وَمَارُوتَ مَعَ الزَّهْرَةِ وَهُبُوطِهِ إِلَى الأَرْضِ امْرَأَةً حَسَنَةً حِينَ طَعَنَتِ الْمَلائِكَةُ وَشُرْبِهِمَا الْخَمْرَ وقتلهما النَّفس وزناهما» عَن ابْن عمر رَفعه وَفِيه مُوسَى ابْن جُبَير مُخْتَلف فِيهِ وَلَكِن قد توبع، وَلأبي نعيم عَن عَليّ قَالَ «لَعَنَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الزَّهْرَةَ وَقَالَ إِنَّهَا فتنت الْملكَيْنِ» وَقيل الصَّحِيح وَقفه على كَعْب وَكَذَا قَالَ الْبَيْهَقِيّ، وَفِي الْوَجِيز قصتهما فِي الْفرج بن فضَالة: ضَعِيف قلت قَالَ ابْن حجر لَهَا طرق كَثِيرَة يقطع بوقوعها لقُوَّة مخارجها.

قصہ ہاروت و ماروت کا الزہرا کے ساتھ اور ان کا زمین پر ہبوط کرنا ایک حسین عورت کے ساتھ اور فرشتوں کا بغاوت کرنا اور شراب پینا اور قتل نفس کرنا اور زنا کرنا جو ابن عمر سے مروی ہے ان تک جاتا ہے اور اس میں موسی بن جبیر ہے مختلف فیہ ہے لیکن اس کی متابعت کی ہے ابو نعیم نے علی کی روایت سے کہ اللہ کی لعنت ہو الزہرا پر اور کہا اس نے فرشتوں کو آزمائش میں ڈالا اور کہا ہے صحیح ہے کعب پر موقوف ہے اور اسی طرح کہا ہے البیہقی نے اور فرج کےقصہ پر کہا ضعیف ہے میں کہتا ہوں ابن حجر نے کہا ہے کہ اس کے طرق بہت سے ہیں

ابن کثیر نے تفسیر میں لکھا

ابن کثیر نے بھی اپنی تفسیر، ج 7، ص 59-60 میں درج کیا ہے۔ سند کے بارے میں انہوں نے بھی یہی کہا ہے کہ

إسناده إلى ابن عباس رضي الله عنهما قَوِيٌّ، وَلَكِنَّ الظَّاهِرَ أَنَّهُ إِنَّمَا تَلَقَّاهُ ابْنُ عباس رضي الله عنهما إِنْ صَحَّ عَنْهُ مِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ وَفِيهِمْ طائفة لا يعتقدون نبوة سليمان عليه الصلاة والسلام فَالظَّاهِرُ أَنَّهُمْ يَكْذِبُونَ عَلَيْهِ، وَلِهَذَا كَانَ فِي هذا السِّيَاقِ مُنْكَرَاتٌ مِنْ أَشَدِّهَا ذِكْرُ النِّسَاءِ فَإِنَّ المشهور عن مجاهد وغير واحد من أئمة السلف أَنَّ ذَلِكَ الْجِنِّيَّ لَمْ يُسَلَّطْ عَلَى نِسَاءِ سليمان بل عصمهن الله عز وجل منه تشريفا وتكريما لنبيه عليه السلام. وَقَدْ رُوِيَتْ هَذِهِ الْقِصَّةُ مُطَوَّلَةً عَنْ جَمَاعَةٍ من السلف رضي الله عنهم كَسَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ وَزَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ وَجَمَاعَةٍ آخَرِينَ وَكُلُّهَا مُتَلَقَّاةٌ مِنْ قَصَصِ أَهْلِ الْكِتَابِ، والله سبحانه وتعالى أعلم بالصواب.

اس کی سند ابن عباس تک قوی ہے۔ لیکن بظاہر یہ ان کو اہل کتاب سے ملی جسے انہوں نے صحیح مانا۔ جب کہ ان میں ایک گروہ تھا جو کہ حضرت سلیمان کی نبوت کا منکر تھا۔ اور بظاہر ان کی تکذیب کرتا تھا۔ اور اس میں شدید منکر باتیں ہیں خاص کر بیویوں والی۔ اور مجاھد اور دیگر ائمہ سے مشہور ہے کہ جن ان کی بیویوں پر مسلط نہیں ہوا تھا۔ بلکہ اللہ نے ان کی عصمت رکھی اور شرف و تکریم بخشا۔ اور یہ واقعہ سلف میں ایک جماعت نے نقل کیا جیسا کہ سعید بن مسیت، زید بن اسلم، اور بعد کی ایک جماعت نے بھی جن کو یہ اہل کتاب کے قصوں سے ملا

راقم کہتا ہے ابن کثیر کا قول باطل ہے یہ کام ابن عباس رضی اللہ عنہ کا نہیں کہ اہل کتاب سے روایت کریں بلکہ اس میں جرح منہال بن عمرو پر ہے

چودھویں صدی ہجری

کتاب التحریر والتنویر از محمد الطاهر بن محمد بن محمد الطاهر بن عاشور التونسي (المتوفى : 1393هـ) کے مطابق

وَلِأَهْلِ الْقِصَصِ هُنَا قِصَّةٌ خُرَافِيَّةٌ مِنْ مَوْضُوعَاتِ الْيَهُودِ فِي خُرَافَاتِهِمُ الْحَدِيثَةِ اعْتَادَ بَعْضُ الْمُفَسِّرِينَ ذِكْرَهَا مِنْهُمُ ابْنُ عَطِيَّةَ وَالْبَيْضَاوِيُّ وَأَشَارَ الْمُحَقِّقُونَ مِثْلُ الْبَيْضَاوِيِّ وَالْفَخْرِ وَابْنِ كَثِيرٍ وَالْقُرْطُبِيِّ وَابْنِ عَرَفَةَ إِلَى كَذِبِهَا وَأَنَّهَا مِنْ مَرْوِيَّاتِ كَعْبِ الْأَحْبَارِ وَقَدْ وَهِمَ فِيهَا بَعْضُ الْمُتَسَاهِلِينَ فِي الْحَدِيثِ فَنَسَبُوا رِوَايَتَهَا عَنِ النَّبِيءِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَوْ عَنْ بَعْضِ الصَّحَابَةِ بِأَسَانِيدَ وَاهِيَةٍ وَالْعَجَبُ لِلْإِمَامِ أَحْمَدَ بْنِ حَنْبَلٍ رَحِمَهُ اللَّهُ تَعَالَى كَيْفَ أَخْرَجَهَا مُسْنَدَةً لِلنَّبِيءِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَعَلَّهَا مَدْسُوسَةٌ عَلَى الْإِمَامِ أَحْمَدَ أَوْ أَنَّهُ غَرَّهُ فِيهَا ظَاهِرُ حَالِ رُوَاتِهَا مَعَ أَنَّ فِيهِمْ مُوسَى بْنَ جُبَيْرٍ وَهُوَ مُتَكَلَّمٌ فِيهِ

اور اہل قصص کے لئے اس میں بہت سے یہودیوں کے گھڑے ہوئے قصے ہیں جس سے مفسرین دھوکہ کھا گئے ان میں ابن عطیہ اور بیضاوی ہیں اور محققین مثلا بیضاوی اور فخر الرازی اورابن کثیر اور قرطبی اور ابن عرفہ نے ان کے کذب کی طرف اشارہ کیا ہے جو بے شک کعب الاحبار کی مرویات ہیں اور اس میں وہم ہے بعض متساھلین کا حدیث کے لئے تو انہوں نے ان قصوں کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف منسوب کر دیا ہے یا بعض اصحاب رسول کی طرف واہیات اسناد کے ساتھ اور عجیب بات ہے کہ امام احمد بن حنبل اللہ رحم کرے نے ان کو کیسے مسند میں لکھا اور ہو سکتا ہے وہ بہک گئے ہوں اس کے ظاہر حال پر اس میں موسی بن جبیر ہے اور متکلم فیہ ہے

یہ بھی لکھتے ہیں

وَ (هَارُوتَ وَمَارُوتَ) بَدَلٌ مِنَ (الْمَلَكَيْنِ) وَهُمَا اسْمَانِ كَلْدَانِيَّانِ دَخَلَهُمَا تَغْيِيرُ التَّعْرِيفِ لِإِجْرَائِهِمَا عَلَى خِفَّةِ الْأَوْزَانِ الْعَرَبِيَّةِ، وَالظَّاهِرُ أَنَّ هَارُوتَ مُعَرَّبُ (هَارُوكَا) وَهُوَ اسْمُ الْقَمَرِ عِنْدَ الْكَلْدَانِيِّينَ وَأَنَّ مَارُوتَ مُعَرَّبُ (مَا رُودَاخَ) وَهُوَ اسْمُ الْمُشْتَرِي عِنْدَهُمْ وَكَانُوا يَعُدُّونَ الْكَوَاكِبَ السَّيَّارَةَ مِنَ الْمَعْبُودَاتِ الْمُقَدَّسَةِ الَّتِي هِيَ دُونَ الْآلِهَةِ لَا سِيَّمَا الْقَمَرِ فَإِنَّهُ أَشَدُّ الْكَوَاكِبِ تَأْثِيرًا عِنْدَهُمْ فِي هَذَا الْعَالَمِ وَهُوَ رَمْزُ الْأُنْثَى، وَكَذَلِكَ الْمُشْتَرِي فَهُوَ أَشْرَفُ الْكَوَاكِبِ السَّبْعَةِ عِنْدَهُمْ وَلَعَلَّهُ كَانَ رَمْزَ الذَّكَرِ عِنْدَهُمْ كَمَا كَانَ بَعْلٌ عِنْدَ الْكَنْعَانِيِّينَ الْفِنِيقِيِّينَ.

اور ہاروت و ماروت فرشتوں کا بدل ہیں اور یہ نام کلدانی کے ہیں ان کو شامل کیا گیا ہے تبدیل کر کے عربیوزن پر اور ظاہر ہے ہاروت معرب ہے ہاروکا کا جو چاند کا نام ہے کلدانیوں کے نزدیک

اور ماروت معرب ہے مارودا خ کا جو مشتری کا نام ہے ان کے ہاں – اور یہ کواکب کو مقدس معبودات میں شمار کرتے تھے خاص طور پر چاند کو کیونکہ یہ کواکب میں سب سے بڑھ کر تاثیر رکھتا ہے ان کے نزدیک تمام عالم میں اور یہ رمز ہے مونث پر اور اسی طرح مشتری سات کواکب میں سب سے با عزت ہے جو اشارہ ہے مذکر پر ان کے نزدیک جیسا کہ بعل تھا فونشیوں اور کنعآنیوں کے نزدیک

صحیح ابن حبان کی تعلیق میں شعیب الأرنؤوط لکھتے ہیں

قلت: وقول الحافظ ابن حجر في "القول المسدد" 40-41 بأن: للحديث طرقاً كثيرة جمعتها في جزء مفرد يكاد الواقف عليه أن يقطع بوقوع هذه القصة لكثرة الطرق الواردة فيها وقوَّة مخارج أكثرها، خطأ مبين منه -رحمه الله- ردَّه عليه العلامة أحمد شاكر -رحمه الله- في تعليقه على "المسند" (6178) فقال: أمَّا هذا الذي جزم به الحافظ بصحة وقوع هذه القصة صحة قريبة من القطع لكثرة طرقها وقوة مخارج أكثرها، فلا، فإنها كلها طرق معلولة أو واهية إلى مخالفتها الواضحة للعقل، لا من جهة عصمة الملائكة القطعية فقط، بل من ناحية أن الكوكب الذي نراه صغيراً في عين الناظر قد يكون حجمه أضعاف حجم الكرة الأرضية بالآلاف المؤلفة من الأضعاف، فأنَّى يكون جسم المرأة الصغير إلى هذه الأجرام الفلكية الهائلة!

شعیب الأرنؤوط نے ابن حجر کی تصحیح کو ایک غلطی قرار دیا اور احمد شاکر نے بھی ابن حجر کی رائے کو رد کیا

اس تمام بحث سے معلوم ہوا کہ روایت کو قبول کیا گیا رد کیا گیا پھر قبول کیا گیا

رائے اور محدثین کا اختلاف رائے

رائے کو پسند کرنے والے محدثین

محدثین کے دو گروہ تھے ایک وہ تھے جو اگر کسی مسئلہ میں حدیث نہ ہو تو رائے کو پسند کرتا تھا اور ایک دوسرا گروہ تھا جو مسئلہ میں ضعیف روایت کو لینے کا قائل تھا مثلا امام احمد اور ابتداء میں امام بخاری

پہلے گروہ میں جلیل القدر امام المحدیثین یَحْیی بْن سَعِید القطان ہیں یہ اہل رائے میں سے تھے

ابن عدی کتاب الکامل في ضعفاء الرجال میں لکھتے ہیں

سمعتُ ابْن حماد، حَدَّثَنا أَحْمَد بْن مَنْصُور الرمادي سَمِعت يَحْيى بن مَعِين يقول: سَمعتُ يَحْيى بْن سَعِيد القطان لا نكذب اللَّه ربما سمعنا الشيء من رأي أبي حنيفة فاستحسناه فأخذنا بِهِ.

میں نے ابن حماد کو سنا ... یحیی بن معین کو سنا انہوں نے یحیی بن سعید کو سنا ہم اللہ پر جھوٹ نہیں بولتے بعض اوقات ہم ابو حنیفہ کی کوئی رائے سنتے ہیں پس اس کو پسند کرتے ہیں اور اپنا لیتے ہیں

قال يَحْيى بْن مَعِين وكان يَحْيى بْن سَعِيد يذهب في الفتوى إِلَى مذهب الكوفيين.

یحیی بن معین کہتے ہیں کہ یحیی بن سعید کوفہ کے مذہب (اہل رائے) پر فتوی دیتے تھے

امام شعبہ بن حجاج جن کو امیر المومنین فی الحدیث کہا جاتا ہے بھی امام ابو حنیفہ کے مدح تھے. ابن عدی لکھتے ہیں

حَدَّثَنَا ابن حماد قَالَ وحدثني أَبُو بَكْر الأعين، حَدَّثني يَعْقُوب بْن شيبة عن الحسن الحلواني سَمِعْتُ شَبَابَةَ يَقُولُ كَانَ شُعْبَة حسن الرأي فِي أَبِي حنيفة فكان يستنشد فِي هَذِهِ الأبيات

شعبہ امام ابو حنیفہ کے لئے حسن رائے رکھتے تھے اور ان کی تعریف میں اشعار بھی کہتے تھے

امام ابو حنیفہ مطلقا قیاس کے حامی نہیں تھے ابن عدی لکھتے ہیں

سمعت أَبَا عَرُوبة يَقُول: سَمعتُ سُفْيَان بْن وكيع يَقُولُ: سَمعتُ أَبِي يَقُولُ: سَمعتُ أَبَا حنيفة يَقُول البول فِي المسجد أحسن من بعض القياس.

ابو عَرُوبة کہتے ہیں انہوں نے سُفْيَان بْن وكيع کو سنا انہوں نے اپنے باپ وکیع کو کہ ابو حنیفہ کو سنا انہوں نے کہا کہ بعض قیاس سے بہتر ہے کہ مسجد میں پشاب کرے

امام احمد، سُفْيَان بْن وكيع کے لئے کہتے ہیں ما أعلم إلا خيراً میں ان میں سوائے خیر کے کچھ نہیں جانتا

عبداللہ بن احمد کتاب السنہ میں اپنے باپ احمد سے نقل کرتے ہیں

سَمِعْتُ أَبِيَ يَقُولُ: عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ مَهْدِيٍّ، أَنَّهُ قَالَ: «مِنْ حُسْنِ عِلْمِ الرَّجُلِ أَنْ يَنْظُرَ فِي رَأْيِ أَبِي حَنِيفَةَ

میں نے اپنے باپ احمد سے سنا کہ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ مَهْدِيٍّ نے کہا کہ آدمی کے علم کا حسن یہ ہے کہ وہ ابو حنیفہ کی رائے جانتا ہو

امام ابو حنیفہ کی رائے مذموم ہوتی تو اس کو اہل علم ، علم کا حسن کیوں کہتے

نسائی رائے کے حق میں تھے - سنن نسائی میں ہے

باب: اہل علم کے اتفاق و اجماع کے مطابق فیصلہ کرنے کا بیان۔

حدیث نمبر: 5399

أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ، عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ عُمَارَةَ هُوَ ابْنُ عُمَيْرٍ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ يَزِيدَ، قَالَ: أَكْثَرُوا عَلَى عَبْدِ اللَّهِ ذَاتَ يَوْمٍ، فَقَالَ عَبْدُ اللَّهِ: "إِنَّهُ قَدْ أَتَى عَلَيْنَا زَمَانٌ وَلَسْنَا نَقْضِي، وَلَسْنَا هُنَالِكَ، ثُمَّ إِنَّ اللَّهَ عَزَّ وَجَلَّ قَدَّرَ عَلَيْنَا أَنْ بَلَغْنَا مَا تَرَوْنَ، فَمَنْ عَرَضَ لَهُ مِنْكُمْ قَضَاءٌ بَعْدَ الْيَوْمِ فَلْيَقْضِ بِمَا فِي كِتَابِ اللَّهِ، فَإِنْ جَاءَ أَمْرٌ لَيْسَ فِي كِتَابِ اللَّهِ، فَلْيَقْضِ بِمَا قَضَى بِهِ نَبِيُّهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَإِنْ جَاءَ أَمْرٌ لَيْسَ فِي كِتَابِ اللَّهِ وَلَا قَضَى بِهِ نَبِيُّهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَلْيَقْضِ بِمَا قَضَى بِهِ الصَّالِحُونَ، فَإِنْ جَاءَ أَمْرٌ لَيْسَ فِي كِتَابِ اللَّهِ، وَلَا قَضَى بِهِ نَبِيُّهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَا قَضَى بِهِ الصَّالِحُونَ فَلْيَجْتَهِدْ رَأْيَهُ وَلَا يَقُولُ إِنِّي أَخَافُ، وَإِنِّي أَخَافُ فَإِنَّ الْحَلَالَ بَيِّنٌ، وَالْحَرَامَ بَيِّنٌ، وَبَيْنَ ذَلِكَ أُمُورٌ مُشْتَبِهَاتٌ فَدَعْ مَا يَرِيبُكَ إِلَى مَا لَا يَرِيبُكَ". قَالَ أَبُو عَبْد الرَّحْمَنِ: هَذَا الْحَدِيثُ جَيِّدٌ.

عبدالرحمٰن بن یزید کہتے ہیں کہ لوگوں نے ایک دن عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے بہت سارے موضوعات پر بات چیت کی، عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا: ہم پر ایک زمانہ ایسا بھی گزر چکا ہے کہ ہم نہ تو کوئی فیصلہ کرتے تھے اور نہ ہی فیصلہ کرنے کے قابل تھے، پھر اللہ تعالیٰ نے ہمارے لیے مقدر کر رکھا تھا کہ ہم اس مقام کو پہنچے جو تم دیکھ رہے ہو، لہٰذا آج کے بعد سے جس کسی کو فیصلہ کرنے کی ضرورت آ پڑے تو چاہیئے کہ وہ اس کے مطابق فیصلہ کرے جو اللہ کی کتاب(قرآن) میں ہے، پھر اگر ایسا کوئی معاملہ اسے درپیش آئے جو کتاب اللہ (قرآن) میں نہ ہو تو اس کے مطابق فیصلہ کرے جو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا تھا، اور اگر کوئی ایسا معاملہ ہو جو نہ کتاب اللہ (قرآن) میں ہو اور نہ اس سلسلے میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا کوئی فیصلہ ہو تو اس کے مطابق فیصلہ کرے جو نیک لوگوں نے کیا ہو ۱؎، اور اگر کوئی ایسا معاملہ آئے جو نہ کتاب اللہ (قرآن) میں ہو، نہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا اس سلسلے میں کوئی فیصلہ ہو اور نہ ہی نیک لوگوں کا) تو اسے چاہیئے کہ اپنی عقل سے اجتہاد کرے اور یہ نہ کہے کہ مجھے ڈر ہے، مجھے ڈر ہے، کیونکہ حلال واضح ہے اور حرام واضح ہے اور ان کے درمیان کچھ مشتبہ چیزیں ہیں تو تم ان باتوں کو چھوڑ دو جو

تمہیں شک میں ڈالیں اور وہ کرو جو شک سے بالاتر ہوں۔ ابوعبدالرحمٰن (نسائی) کہتے ہیں: یہ حدیث بہت اچھی ہے۔

تخريج دارالدعوه: تفرد به النسائي (تحفة الأشراف: ٩٣٩٩) (صحيح الإسناد)

دوسری روایت ہے

أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو عَامِرٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنْ الشَّيْبَانِيِّ، عَنْ الشَّعْبِيِّ، عَنْ شُرَيْحٍ، أَنَّهُ كَتَبَ إِلَى عُمَرَ يَسْأَلُهُ، فَكَتَبَ إِلَيْهِ، «أَنْ اقْضِ بِمَا فِي كِتَابِ اللَّهِ، فَإِنْ لَمْ يَكُنْ فِي كِتَابِ اللَّهِ فَبِسُنَّةِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَإِنْ لَمْ يَكُنْ فِي كِتَابِ اللَّهِ، وَلَا فِي سُنَّةِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَاقْضِ بِمَا قَضَى بِهِ الصَّالِحُونَ، فَإِنْ لَمْ يَكُنْ فِي كِتَابِ اللَّهِ، وَلَا فِي سُنَّةِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَلَمْ يَقْضِ بِهِ الصَّالِحُونَ، فَإِنْ شِئْتَ فَتَقَدَّمْ، وَإِنْ شِئْتَ فَتَأَخَّرْ، وَلَا أَرَى التَّأَخُّرَ إِلَّا خَيْرًا لَكَ، «وَالسَّلَامُ عَلَيْكُمْ

شریح سے روایت ہے کہ انہوں نے عمر رضی اللہ عنہ سے ایک مسئلہ پوچھنے کے لیے انہیں ایک خط لکھا تو انہوں نے لکھا: فیصلہ کرو اس کے مطابق جو کتاب اللہ(قرآن) میں ہے، اور اگر وہ کتاب اللہ (قرآن) میں نہ ہو تو سنت رسول (حدیث) کے مطابق، اور اگر وہ نہ کتاب اللہ (قرآن) میں ہو اور نہ سنت رسول (حدیث)میں تو اس کے مطابق فیصلہ کرو جو نیک لوگوں نے کیا تھا، اور اگر وہ نہ کتاب اللہ (قرآن) میں ہو اور نہ سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں اور نہ ہی نیک لوگوں کا کوئی فیصلہ ہو تو اگر تم چاہو تو آگے بڑھو (اور اپنی عقل سے کام لے کر فیصلہ کرو) اور اگر چاہو تو پیچھے رہو (فیصلہ نہ کرو) اور میں پیچھے رہنے ہی کو تمہارے حق میں بہتر سمجھتا ہوں۔ والسلام علیکم۔

الألباني: صحيح الإسناد موقوف

اگر نسائی رائے مخالف ہوتے تو ان روایات کو نہیں لاتے

امام الشافعي بھی رائے اور قیاس لینے کے قائل تھے – کتاب الأم میں امام الشافعي (المتوفى: 204هـ) لکھتے ہیں

وَالْعِلْمُ مِنْ وَجْهَيْنِ اتِّبَاعٌ، أَوْ اسْتِنْبَاطٌ وَالِاتِّبَاعُ اتِّبَاعُ كِتَابٍ فَإِنْ لَمْ يَكُنْ فَسُنَّةٍ فَإِنْ لَمْ تَكُنْ فَقَوْلِ عَامَّةٍ مِنْ سَلَفِنَا لَا نَعْلَمُ لَهُ مُخَالِفًا، فَإِنْ لَمْ يَكُنْ فَقِيَاسٍ عَلَى كِتَابِ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ، فَإِنْ لَمْ يَكُنْ فَقِيَاسٍ عَلَى سُنَّةِ رَسُولِ اللَّهِ – صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ – فَإِنْ لَمْ يَكُنْ فَقِيَاسٍ عَلَى قَوْلِ عَامَّةٍ مِنْ سَلَفٍ لَا مُخَالِفَ لَهُ

وَلَا يَجُوزُ الْقَوْلُ إلَّا بِالْقِيَاسِ وَإِذَا قَاسَ مَنْ لَهُ الْقِيَاسُ فَاخْتَلَفُوا وَسِعَ كُلًّا أَنْ يَقُولَ بِمَبْلَغِ اجْتِهَادِهِ وَلَمْ يَسَعْهُ اتِّبَاعُ غَيْرِهِ فِيمَا أَدَّى إلَيْهِ اجْتِهَادُهُ بِخِلَافِهِ، وَاَللَّهُ أَعْلَمُ

اور علم کے دو رخ ہیں اتباع ہے یا استنباط ہے- اتباع ، کتاب اللہ کی اتباع ہے اور اگر اس میں نہ ہو تو پھر سنت اور اگر اس میں نہ ہو تو ہم وہ کہیں گے جو ہم سے پہلے گزرنے والوں نے کہا اس میں ہم انکی مخالفت نہیں جانتے، پس اگر اس میں بھی نہ تو ہم پھر کتاب اللہ پر قیاس کریں گے ، اگر کتاب اللہ پر نہیں تو سنت رسول صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ پر قیاس کریں گے - اوراگر سنت رسول پر نہیں تو بیشتر سلف نے جو کہا ہو اس پر قیاس کریں گے اس میں انکی مخالفت نہیں کریں گے اور قول جائز نہیں ہے سوائے اس کے کہ قیاس ہو اور جب قیاس ہو تو (اپس میں مسلمان) اختلاف بھی کریں گے اس سب میں وسعت ہے کہ ہم ان کے اجتہاد کی پہنچ اور اتباع کی کوشش پر بات کریں کہ یہ پیروی نہ کر سکے جو لے جاتا ہے اس کے خلاف اجتہاد پر واللہ اعلم

امام الشافعی قیاس اور اجتہاد کو ایک ہی سمجھتے ہیں - اسی طرح کتاب الام میں لکھتے ہیں

إنَّ مَنْ حَكَمَ أَوْ أَفْتَى بِخَيْرٍ لَازِمٍ أَوْ قِيَاسٍ عَلَيْهِ فَقَدْ أَدَّى مَا عَلَيْهِ وَحَكَمَ وَأَفْتَى مِنْ حَيْثُ أُمِرَ فَكَانَ فِي النَّصِّ مُؤَدِّيًا مَا أُمِرَ بِهِ نَصًّا وَفِي الْقِيَاسِ مُؤَدِّيًا مَا أُمِرَ بِهِ اجْتِهَادًا وَكَانَ مُطِيعًا لِلَّهِ فِي الْأَمْرَيْنِ. ثُمَّ لِرَسُولِهِ فَإِنَّ رَسُولَ اللَّهِ - صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ - أَمَرَهُمْ بِطَاعَةِ اللَّهِ ثُمَّ رَسُولِهِ ، ثُمَّ الِاجْتِهَادِ فَيُرْوَى «أَنَّهُ قَالَ لِمُعَاذٍ بِمَ تَقْضِي؟ قَالَ بِكِتَابِ اللَّهِ قَالَ، فَإِنْ لَمْ يَكُنْ فِي كِتَابِ اللَّهِ قَالَ بِسُنَّةِ رَسُولِ اللَّهِ - صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ - قَالَ، فَإِنْ لَمْ يَكُنْ قَالَ أَجْتَهِدُ قَالَ الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي وَفَّقَ رَسُولَ رَسُولِ اللَّهِ - صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ -» وَقَالَ: «إذَا حَكَمَ الْحَاكِمُ فَاجْتَهَدَ فَأَصَابَ فَلَهُ أَجْرَانِ - وَإِنْ أَخْطَأَ فَلَهُ أَجْرٌ» فَأَعْلَمَ أَنَّ لِلْحَاكِمِ الِاجْتِهَادَ وَالْمَقِيسَ فِي مَوْضِعِ الْحُكْمِ

امام الشافعی کہتے ہیں جو فیصلہ کرے یا فتوی دے خیر کو لازم کرے، یا اس پر قیاس کرے تو اس معاملہ میں بھی خیر کو لازم کرے۔اس طرح اس نے اس کو وہ پورا کیا جو اس پر لازم تھا کہ فیصلہ اور قیاس کرتا ہے جیسا کہ حکم ہے تو وہ نص جس پر قیاس کیا گیا ہے وہ نص مودیا ہے۔یا جس پر اجتہاد کیا ہے تو وہ قیاس مودیا ہے یہ ان معاملات میں اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت ہے۔کیونکہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ کی اطاعت اور پھر اسکے رسول کی اطاعت اور اس کے بعد اس پر اجتہاد کا حکم دیا ہے۔جیسا کہ مروی ہے کہ آپ نے معاذ بن جبل سے فرمایا کس پر فیصلہ کرو گے تو انہوں نے جواب دیا اللہ کی کتاب پر۔آپ نے فرمایا اگر وہ اللہ کی کتاب میں نہ ہو تو ؟ معاذ نے جواب دیا کہ اللہ کے رسول کی سنت کے مطابق۔اس پر آپ نے فرمایا کہ اگر اس میں بھی نہ ملے تو کیا کرو گے۔انہوں نے جواب دیا اجتہاد کروں گا۔اس پر اللہ کے نبی نے کہا الحمد للہ ۔اور معاذ کی اس بات کی اللہ کے نبی نے موافقت فرمائی۔اور کہا جب کوئی حاکم اجتہاد سے فیصلہ کرے اور وہ فیصلہ صحیح ہو تو اس کو

دوھرا اجر ہے اور اگر اس میں غلطی ہوجائے تو بھی اس کے لیے ایک اجر تو ہے ہی۔ جان لو کہ حاکم کے اجتہاد اور قیاس کا درجہ حکم کا ہے۔

امام الشافعی تو باقاعدہ وہی معاذ بن جبل والی روایت سے دلیل لے رہے ہیں جس کو منکر کہتے اہل حدیث نہیں تھکتے اور طرفہ تماشہ ہے کہ اپنے اپ کو سلف کا متبع کہتے ہیں امام الشافعی نے سنت رسول سے دلیل لی اور اس میں اہل رائے کی موافقت کی ہے

غیر مقلدین کے شمارہ ۱۹۴ محدث سن ۱۹۹۳ میں مضمون امام بخاری اور الجامع الصحیح چھپا اس میں محقق محمد عبدہ الفلاح لکھتے ہیں

امام بخاری نے استخراج مسائل اور استنباط کے ذریعہ قوانین نقلیہ کو قواعد عقلیہ کے مطابق ڈھالنے کی کوشش کی ہے اور دوسرے الفاظ میں ان کو معیار عقل پر پرکھا ہے جسے درایت سے تعبیر کرسکتے ہیں۔

عصر حاضر کے محقق بشارعواد معروف کتاب سیر الاعلام النبلاء کے مقدمہ میں لکھتے ہیں

وقد وجدنا الذهبي بعد ذلك لا يقتصر على أسلوب واحد في النقد، بل يتوسل بكل ممكن يوصله إلى الحقيقة، فنقد السند والمتن، واستعمل عقله في رد كثير من الروايات.

اور ہم نے پایا ہے کہ الذہبی نے اس کے بعد تنقید میں ایک اسلوب ہی نہیں لیا بلکہ اس تنقید کو حقیقت سے ملایا ہے پس سند و متن پر تنقید کی ہے اور عقل کا استعمال کیا ہے کثیر روایات کے رد کے لئے

معلوم ہوا عقل سے احادیث کو پرکھنا بھی محدثین کا اصول ہے جس کا انکاری یہ غیر مقلدین کا ٹولہ ہے

رائے مخالف محدثین

بعض محدثین عمل میں ضعیف حدیث کو لینے کے قائل تھے اور اسی طرح رائے کے مقابلہ میں حدیث ضعیف کو ترجیح دیتے تھے امام بخاری کا شروع میں یہی منہج تھا جیسا کہ کتاب ادب المفرد اور کتاب الفاتحہ خلف الامام سے ہوتا ہے لیکن صحیح میں انہوں نے اس کو چھوڑ دیا

عبد اللہ بن احمد اپنے باپ احمد سے کتاب السنہ میں نقل کرتے ہیں

سَأَلْتُ أَبِي رَحِمَهُ الله عَنِ الرَّجُلِ، يُرِيدُ أَنْ يَسْأَلَ، عَنِ الشَّيْءِ، مِنْ أَمْرِ دِينِهِ مَا يُبْتَلَى بِهِ مِنَ الْأَيْمَانِ فِي الطَّلَاقِ وَغَيْرِهِ فِي حَضْرَةِ قَوْمٍ مِنْ أَصْحَابِ الرَّأْيِ وَمِنْ أَصْحَابِ الْحَدِيثِ لَا يَحْفَظُونَ وَلَا يَعْرِفُونَ الْحَدِيثَ الضَّعِيفَ الْإِسْنَادِ وَالْقَوِيَّ الْإِسْنَادِ فَلِمَنْ يَسْأَلُ، أَصْحَابَ الرَّأْيِ أَوْ أَصْحَابَ الْحَدِيثِ عَلَى مَا كَانَ مِنْ قِلَّةِ مَعْرِفَتِهِمْ؟ [ص:181] قَالَ: يَسْأَلُ أَصْحَابَ الْحَدِيثِ وَلَا يَسْأَلُ أَصْحَابَ الرَّأْيِ، الضَّعِيفُ الْحَدِيثِ خَيْرٌ مِنْ رَأْيِ أَبِي حَنِيفَةَ

میں نے اپنے باپ سے اس آدمی کے بارے میں پوچھا جو دین کے کسی کام پر جس سے ایمان برباد نہ ہو جسے طلاق یا دیگر پر اصحاب رائے کے پاس جائے یا ان اصحاب حدیث کے پاس جائے جو حدیث کو صحیح طرح یاد نہیں رکھتے اور قوی الاسناد کو ضعیف الاسناد سے جدا نہیں کر پاتے تو ان دونوں میں سے کس سے سوال کرے اصحاب رائے سے یا قلت معرفت والے اصحاب حدیث سے امام احمد نے کہا اصحاب حدیث سے سوال کرے اور اصحاب رائے سے نہیں ایک ضعیف حدیث ابو حنیفہ کی رائے سے بہتر ہے

رائے کا لفظ احادیث میں

علی رضی اللہ کا ایک قول پیش کیا جاتا ہے

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ، حَدَّثَنَا حَفْصٌ يَعْنِي ابْنَ غِيَاثٍ، عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنْ عَبْدِ خَيْرٍ، عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: لَوْ كَانَ الدِّينُ بِالرَّأْيِ لَكَانَ أَسْفَلُ الْخُفِّ أَوْلَى بِالْمَسْحِ مِنْ أَعْلَاهُ، وَقَدْ «رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَمْسَحُ عَلَى ظَاهِرِ خُفَّيْهِ

علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ دین کا دارومدار رائے (اور عقل) پر ہوتا تو موزوں کے نیچے مسح کرنا بہتر ہوتا اوپر مسح کرنے سے اور بلاشبہ میں نے دیکھا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم موزوں کے اوپر مسح کیا کرتے تھے۔

(رواه ابو دائود‘والدارمی معناه ‘ مشکوٰۃ)

العلل دارقطنی میں اس روایت کی اسناد و متن پر بحث ہے جس میں کہا گیا ہے کہ رائے کا لفظ الاعمش کی سند میں ہے

وَاخْتَلَفُوا فِي لَفْظِ الْحَدِيثِ فَقَالَ حَفْصُ بْنُ غِيَاثٍ، عَنِ الْأَعْمَشِ فِيهِ لَوْ كَانَ الدِّينُ بِالرَّأْيِ لَكَانَ أَسْفَلُ الْخُفِّ أَوْلَى بِالْمَسْحِ.

وَقَالَ عِيسَى بْنُ يُونُسَ، وَوَكِيعٌ، عَنِ الْأَعْمَشِ فِيهِ كُنْتُ أَرَى أَنَّ بَاطِنَ الْقَدَمَيْنِ أَحَقُّ بِالْمَسْحِ مِنْ أَعْلَاهُمَا

وَتَابَعَهُمَا يُونُسُ بْنُ أَبِي إِسْحَاقَ وَإِسْرَائِيلُ عَنِ الثَّوْرِيِّ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ.

وَالصَّحِيحُ مِنْ ذَلِكَ قَوْلُ مَنْ قَالَ: كُنْتُ أَرَى أَنَّ بَاطِنَ الْخُفَّيْنِ أَحَقُّ بِالْمَسْحِ مِنْ أَعْلَاهُمَا.

لہذا رائے (یا غیر مقلدین کے بقول عقل) کا لفظ جو اس روایت میں بیان ہوا ہے وہ دارقطنی کے بقولصحیح روایت نہیں ہے بلکہ صحیح وہ ہے جس میں رائے کا لفظ نہیں ہے

کتاب الجرح و التعدیل از ابن ابی حاتم کے مطابق

قال علي إنما ذكره يحيى على أن الأعمش كان مضطربا في حديث أبي إسحاق.

علی المدینی نے ذکر کیا کہ یحیی القطان کے حوالے سے کہ اعمش مضطرب ہے ابو اسحاق سے روایت کرنے میں

ایک اور روایت پیش کی جاتی ہے

حَدَّثَنَا سُوَيْدُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي الرِّجَالِ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَمْرٍو الْأَوْزَاعِيِّ، عَنْ عَبْدَةَ بْنِ أَبِي لُبَابَةَ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: «لَمْ يَزَلْ أَمْرُ بَنِي إِسْرَائِيلَ مُعْتَدِلًا حَتَّى نَشَأَ فِيهِمُ الْمُوَلَّدُونَ، وَأَبْنَاءُ سَبَايَا الْأُمَمِ، فَقَالُوا بِالرَّأْيِ، فَضَلُّوا وَأَضَلُّوا»

عبد اللہ بن عمرو بن العآص رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کہتے سنا بنی اسرائیل کا امر معتدل رہا یہاں تک کہ ان میں الْمُوَلَّدُونَ پیدا کرنے والے بڑھے اور فاحشہ کی اولادیں پس انہوں نے رائے سے کلام کیا گمراہ ہوئے اور گمراہ کیا

ابن ماجه كي اس روايت كو شعيب الأرنؤوط ، محمد فؤاد عبد الباقي اور البانی ضعيف كہتے ہيں

يہ روايت مسند البزار ميں بھی ايک دوسری سند سے ہے

وَأَخْبَرَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ زِيَادٍ، قَالَ: أَخْبَرَنَا يَحْيَى بْنُ آدَمَ، قَالَ: أَخْبَرَنَا قَيْسُ بْنُ الرَّبِيعِ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «لَمْ يَزَلْ أَمْرُ بَنِي إِسْرَائِيلَ مُعْتَدِلًا حَتَّى بَدَا فِيهِمْ أَبْنَاءُ سَبَايَا الْأُمَمِ، فَأَفْتَوْا بِالرَّأْيِ فَضَلُّوا وَأَضَلُّوا» . وَهَذَا الْحَدِيثُ لَا نَعْلَمُ أَحَدًا قَالَ: عَنْ هِشَامٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو، إِلَّا قَيْسٌ، وَرَوَاهُ غَيْرُ قَيْسٍ مُرْسَلًا

اس ميں قيس بن الربيع ہے جس پر محدثين كی جرح ہے يہ ايک جاہل تھا اور ائمہ اہل رائے كی شان ميں سب و شتم كرتا تھا وكيع اس كی تضعيف كرتے تھے اور جب اس كا ذكر ہوتا كہتے الله المستعان- امام احمد كہتے ہيں منكرات بيان كرتا تھا

مسند دارمی ميں هِشَامِ بْنُ عُرْوَةَ كی سند سے اسكو ابن زبير رضی الله عنہ كا قول كہا گيا ہے

أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُيَيْنَةَ، حَدَّثَنَا عَلِيٌّ - هُوَ ابْنُ مُسْهِرٍ-، عَنْ هِشَامٍ- هُوَ ابْنُ عُرْوَةَ-، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ نَوْفَلٍ، عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ قَالَ: مَا زَالَ أَمْرُ بَنِي إِسْرَائِيلَ مُعْتَدِلاً لَيْسَ فِيهِ شَيْءٌ حَتَّى نَشَأَ فِيهِمُ الْمُوَلَّدُونَ أَبْنَاءُ سَبَايَا الأُمَمِ, أَبْنَاءُ النِّسَاءِ الَّتِي سَبَتْ بَنُو إِسْرَائِيلَ مِنْ غَيْرِهِمْ، فَقَالُوا فِيهِمْ بِالرَّأْيِ فَأَضَلُّوهُمْ

مصنف ابن ابی شيبہ ميں هِشَامِ بْنُ عُرْوَةَ كی سند سے اس كو عبد الله بن عمرو بن العآص كا قول كہا گيا ہے

وَكِيعٌ عَنْ هِشَامٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو، قَالَ: «لَمْ يَزَلْ أَمْرُ بَنِي إِسْرَائِيلَ مُعْتَدِلًا حَتَّى نَشَأَ «فِيهِمْ أَبْنَاءُ سَبَايَا الْأُمَمِ , فَقَالُوا فِيهِمْ بِالرَّأْيِ فَضَلُّوا وَأَضَلُّوا

ان دونوں ميں ہشام بن عروہ كا تفرد ہے اور يہ روايات انہوں نے كوفہ ميں بيان كی ہيں اور كبھی اسكو ابن زبير كا قول كہا ہے كبھی اسكو عبد الله كا قول - محدثين نے اس كی طرف اشارہ كيا تھا كہ آخری عمر ميں ان كا حافظہ اچھا نہيں رہا تھا - رائے كا لفظ بولنے ميں بھی ان كا تفرد ہے

كتاب السنن المأثورة للشافعي از إسماعيل بن يحيى بن إسماعيل، أبو إبراهيم المزني (المتوفى: 264هـ) میں اس کو عمر بن عبد العزیز کا قول کہا گیا ہے

وَسَمِعْتُ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ مُؤَمَّلٍ الْمَخْزُومِيَّ، يُحَدِّثُ عَنْ عُمَرَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ مُحَيْصِنٍ، عَنْ عُمَرَ بْنِ عَبْدِ الْعَزِيزِ، أَنَّهُ قَالَ: " لَمْ يَزَلْ أَمْرُ بَنِي إِسْرَائِيلَ مُسْتَقِيمًا حَتَّى حَدَّثَ فِيهِمُ الْمُوَلَّدُونَ أَبْنَاءُ سَبَايَا الْأُمَمِ فَقَالُوا فِيهِمْ بِالرَّأْيِ فَضَلُّوا وَأَضَلُّوا

اسکی سند میں عَبْدَ اللَّهِ بْنَ مُؤَمَّلٍ الْمَخْزُومِيَّ خود ایک مجہول ہے

مسند ابی یعلی کی روایت ہے

حَدَّثَنَا الْهُذَيْلُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ الْحِمَّانِيُّ، حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ الزُّهْرِيُّ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيِّبِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «تَعْمَلُ هَذِهِ الْأُمَّةُ بُرْهَةً بِكِتَابِ «اللَّهِ، ثُمَّ تَعْمَلُ بُرْهَةً بِسُنَّةِ رَسُولِ اللَّهِ، ثُمَّ تَعْمَلُ بِالرَّأْيِ، فَإِذَا عَمِلُوا بِالرَّأْيِ فَقَدْ ضَلُّوا وَأَضَلُّوا

أَبِي هُرَيْرَةَ کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ امت ایک دور تک کتاب اللہ پر عمل کرے گی پھر ایک دور سنت رسول پر پھر جب یہ رائے پر عمل کرے گی تو گمراہ ہو گی اور کرے گی

اس کی سند میں عثْمَانُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ الزُّهْرِيُّ ہے جو کذاب اور متروک ہے

كتاب أمالي ابن بشران – الجزء الثاني از أبو القاسم عبد الملك البغدادي (المتوفى: 430هـ) کی روایت ہے

وَابْنُ فُضَيْلٍ، عَنِ الأَعْمَشِ، عَنْ عَدِيِّ بْنِ ثَابِتٍ، عَنْ زِرِّ بْنِ حُبَيْشٍ، قَالَ: قَالَ عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ: " ثَلاثَةٌ لا يُقْبَلُ مَعَهُنَّ عَمَلٌ: الشِّرْكُ , وَالْكُفْرُ , وَالرَّأْيُ ". قَالُوا: يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ وَمَا الرَّأْيُ؟ قَالَ: «تَدَعُ كِتَابَ اللَّهِ وَسُنَّةَ رَسُولِهِ وَتَعْمَلُ بِالرَّأْيِ

الأَعْمَشِ نے عَدِيِّ بْنِ ثَابِتٍ سے روایت کیا اس نے زر سے اس نے علی رضی اللہ عنہ سے کہ تین کے ساتھ عمل قبول نہیں ہوتا شرک اور کفر اور رائے ہم نے کہا اے امیر المومنین یہ رائے کیا ہے کہا تم کو کتاب اللہ اور سنت کی طرف بلایا جائے اور تم رائے پر عمل کرو

روایت کے الفاظ کہ لوگوں نے پوچھا یہ رائے کیا ہے ظاہر کرتا ہے کہ اس دور میں یہ لفظ مستعمل نہ تھا اور یہ ہی بات اس روایت کے رد کے لئے کافی ہے - اسنادی حیثیت میں اس میں الأَعْمَشِ کا عنعنہ ہے اور عَدِيِّ بْنِ ثَابِتٍ خود مفرط شیعہ ہے

سنن دارقطنی کی روایت ہے

نا الْحُسَيْنُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ , نا أَحْمَدُ بْنُ عُثْمَانَ بْنِ حَكِيمٍ , نا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ شَرِيكٍ , نا أَبِي , عَنْ مُجَالِدٍ , عَنِ الشَّعْبِيِّ , عَنْ عَمْرِو بْنِ حُرَيْثٍ , عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ , قَالَ: «إِيَّاكُمْ وَأَصْحَابَ الرَّأْيِ فَإِنَّهُمْ «أَعْدَاءُ السُّنَنِ أَعْيَتْهُمُ الْأَحَادِيثُ أَنْ يَحْفَظُوهَا فَقَالُوا بِالرَّأْيِ فَضَلُّوا وَأَضَلُّوا

مُجَالِدٍ بن سعید، الشَّعْبِيِّ سے ، وہ عَمْرِو بْنِ حُرَيْثٍ سے وہ عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ اصحاب رائے سے بچو کیونکہ یہ سنت کے دشمن ہیں - احادیث میں ملوث ہیں کہ انکو یاد کریں پھر رائے سے بولیں گمراہ ہوں اور کریں

اسکی سند میں مُجَالِدُ بنُ سَعِيْدِ بنِ عُمَيْرِ بنِ بِسْطَامَ الهَمْدَانِيُّ المتوفی ١٤٤ ھ ہے

أَبُو حَاتِمٍ کہتے ہیں لاَ يُحْتَجُّ بِهِ اس سے دلیل نہ لی جائے

ابْنُ عَدِيٍّ کہتے ہیں اس کی حدیث: لَهُ عَنِ الشَّعْبِيِّ، عَنْ جَابِرٍ أَحَادِيْثُ صَالِحَةٌ صالح ہیں

أَبُو سَعِيْدٍ الأَشَجُّ اس کو شِيْعِيٌّ یعنی شیعہ کہتے ہیں

المیموني کہتے ہیں ابو عبداللہ کہتے ہیں

قال أبو عبد الله: مجالد عن الشعبي وغيره، ضعيف الحديث. «سؤالاته» احمد کہتے ہیں مجالد کی الشعبي سے روایت ضعیف ہے

ابن سعد کہتے ہیں كان ضعيفا في الحديث، حدیث میں ضعیف ہے

المجروحین میں ابن حبان کہتے ہیں كان رديء الحفظ يقلب الأسانيد ويرفع، ردی حافظہ اور اسناد تبدیل کرنا اور انکو اونچا کرنا کام تھا

ابن حبان نے صحیح میں اس سے کوئی روایت نہیں لی

ابن حبان المجروحین میں لکھتے ہیں کہ امام الشافعی نے کہا وَالْحَدِيثُ عَنْ مُجَالِدٍ يُجَالِدُ الْحَدِيثَ

اور مجالد يُجَالِدُ الْحَدِيثَ ہے یعنی اس سے روایت کرنا حدیث کو کوڑے مارنے کے مترادف ہے

صحیح بخاری کی روایت ہے

حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ أَبِي أُوَيْسٍ، قَالَ : حَدَّثَنِي مَالِكٌ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ العَاصِ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: «إِنَّ اللَّهَ لاَ يَقْبِضُ العِلْمَ انْتِزَاعًا يَنْتَزِعُهُ مِنَ العِبَادِ، وَلَكِنْ يَقْبِضُ العِلْمَ بِقَبْضِ العُلَمَاءِ، حَتَّى إِذَا لَمْ يُبْقِ عَالِمًا اتَّخَذَ النَّاسُ رُءُوسًا جُهَّالًا، فَسُئِلُوا فَأَفْتَوْا بِغَيْرِ عِلْمٍ، فَضَلُّوا وَأَضَلُّوا

امام مالک ، هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، سے وہ اپنے باپ سے وہ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ العَاصِ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بے شک اللہ اس علم کو قبض یکایک نہیں کرے گا ... بلکہ علماء کو قبض کرے گا یہاں تک کہ کوئی عالم نہ رہے گا لہذا لوگ جہلاء کو سردار بنا لیں گے ان سے سوال کریں گے وہ فتوی دیں گے بغیر علم کے، پس گمراہ ہوں گے اور کریں گے

یہ روایت ہشام بن عروہ نے مدینہ میں بیان کی ہے - صحیح ابن حبان اور مسند احمد کے مطابق بصرہ اور کوفہ میں اس میں اضافہ کیا مثلا حماد بن زید اور وَكِيعٌ بنُ الجَرَّاحِ بنِ مَلِيْحٍ :کہتے ہیں ہشام نے کہا

وَلَكِنْ يَقْبِضُ الْعُلَمَاءَ بِعِلْمِهِمْ، حَتَّى إِذَا لَمْ يَبْقَ عَالِمٌ

لیکن اللہ علماء کو انکے علم کے ساتھ قبض کرے گا یہاں تک کہ ایک بھی عالم باقی نہ رہے گا

مسند احمد کے مطابق کوفہ میں یحیی کہتے ہیں اور طبرانی کے مطابق ابن عیینة کہتے ہیں ہشام نے کہا حَتَّى إِذَا لَمْ يَتْرُكْ عَالِمًا یہاں تک کہ کوئی عالم نہیں رہے گا

صحیح مسلم میں جرير بن عبد الحميد الضبي كوفی عن هِشَامِ بْنُ عُرْوَةَ کی سند سے عَبْدَ اللهِ بْنَ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ کی یہی روایت ہے

حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ، حَدَّثَنَا جَرِيرٌ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ، سَمِعْتُ عَبْدَ اللهِ بْنَ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ، يَقُولُ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، يَقُولُ: «إِنَّ اللهَ لَا يَقْبِضُ الْعِلْمَ انْتِزَاعًا يَنْتَزِعُهُ مِنَ النَّاسِ، وَلَكِنْ يَقْبِضُ الْعِلْمَ بِقَبْضِ الْعُلَمَاءِ، حَتَّى إِذَا لَمْ يَتْرُكْ عَالِمًا، اتَّخَذَ النَّاسُ رُءُوسًا جُهَّالًا، «فَسُئِلُوا فَأَفْتَوْا بِغَيْرِ عِلْمٍ، فَضَلُّوا وَأَضَلُّوا

ہشام بْنِ عُرْوَةَ نے یہ روایت کوفہ میں بیان کی ہے یہاں پر رائے کا لفظ نہیں ہے بلکہ یہ ہے کہ وہ بغیر علم فتوی دیں گے

صحیح بخاری میں بھز بن أسد العمی أبو الأسود البصری کی روایت میں ہے کہ ہشام نے بصرہ میں بغیر علم کی بجائے کہا فَيُفْتُونَ بِرَأْيِهِمْ وہ اپنی رائے سے فتوی دیں گے

محدثین کے مطابق ہشام بْنِ عُرْوَةَ نے عراق میں روایات آخری عمر میں بیان کیں جب ان کا حافظہ اتنا اچھا نہیں تھا اسی وجہ امام مالک ان کی عراق میں بیان کردہ روایات سے راضی نہیں تھے الذھبی میزان میں لکھتے ہیں

عبد الرحمن بن خراش: كان مالك لا يرضاه، نقم عليه حديثه لاهل العراق

بحر کیف رائے بغیر علم صحیح نہیں ہے جو ظاہر ہے نہایت منطقی بات ہے- جو اس کا ارتکاب کرے جاہل ہے لیکن رائے اگر منبی بر علم ہو تو اس میں کوئی برائی نہیں ہے لہذا اس روایت کو مطلقا اہل رائے کے خلاف پیش کرنا نری جہالت ہے

امام ابو حنیفہ اہل رائے اور اہل حدیث

امام ابو حنیفہ قلیل حدیث ہیں یعنی انہوں نے بہت کم حدیثیں بیان کی ہیں لیکن یہ کوئی عیب نہیں کیونکہ بعض محدثین حدیث یاد رکھتے تھے لیکن اس کا مفہوم نہیں سمجھتے تھے مثلا محمّد بن اسحاق یہ تاریخ و حدیث کے امام ہیں ان کو امیر المومنین فی الحدیث کہا جاتا

ہے لیکن یہ روایت کرتے ہیں کہ عائشہ رضی اللہ عنہا کہتیں تھیں کہ قرآن کی کچھ آیات ایسی بھی ہیں جو مصحف میں نہیں اور ان کو بکری کھا گئی. ظاہر ہے کہ حدیث یاد رکھنے کے علاوہ دین کا علم بھی ضروری ہے

افسوس کہ ضعیف راوی کو امام ابو حنیفہ سے بھی بلند کر دیا گیا اور اسی تعصب کی وجہ سے محدثین میں تفریق پیدا ہوئی- تعصب کی وجہ سے امام ابو حنیفہ کی تنقیص کرنا عبادت تصور ہونے لگا اور جھوٹ کا ایک انبار ان کے حوالے سے بیان کیا گیا مثلا جرح و تعدیل کے امام احمد کتاب السنہ از عبداللہ میں کہتے ہیں

حَدَّثَنِي مَحْمُودُ بْنُ غَيْلَانَ، ثنا مُحَمَّدُ بْنُ سَعِيدِ بْنِ سَلْمٍ، عَنْ أَبِيهِ، قَالَ سَأَلْتُ أَبَا يُوسُفَ وَهُوَ بِجُرْجَانَ «عَنْ أَبِي حَنِيفَةَ، فَقَالَ: «وَمَا تَصْنَعُ بِهِ مَاتَ جَهْمِيًّا

محمّد بن سعید بن سلم اپنے باپ سے نقل کرتا ہے کہ انہوں نے ابو یوسف سے جرجان میں ابو حنیفہ کے بارے میں پوچھا انہوں نے کہا میں اس سے کچھ نہیں لیتا جہمی مرا

مُحَمَّدُ بْنُ سَعِيدِ بْنِ سَلْمٍ مجھول ہے لیکن پھر بھی اسکی بات کو صحیح مانتے ہوئے کتاب میں نقل کرتے ہیں

تاریخ الجرجان از أبو القاسم حمزة بن يوسف بن إبراهيم السهمي القرشي الجرجاني (المتوفى: 427هـ) میں اس راوی کی تعریف لکھی ہے رجل من ولد قتيبة ایک آدمی جو قتیبة میں پیدا ہوا اس کے علاوہ اس کا احوال نہیں ملتا

امام بخاری کا اصحاب رائے سے فاتحہ خلف الامام پر اختلاف تھا اسی وجہ سے انہوں نے امام ابو حنیفہ کی کوئی رائے صحیح میں نقل نہیں کی اور تاریخ الکبیر میں کہا ہے کہ میں نے ان کی رائے پر خاموشی اختیار کی ہے

لیکن انہوں نے امام احمد کی طرح امام ابو حنیفہ کو جہمی نہیں کہا بلکہ مرجیہ کہا ہے اور دونوں میں زمین آسمان کا فرق ہے جہمی ہونا کفر ہے اور مرجیہ ہونا کوئی برائی نہیں

الجہمیہ کا مذھب

جھم بن صفوان کے لئے کتاب العَلو للعلي الغفار از اِمام شمس الدين الذہبی میں ہے کہ

فرقہ جھمیہ والے یہ کہتے ہیں کہ اللہ ہر جگہ موجود ہے اور اللہ تعالیٰ اُن کے اِس باطل قول سے پاک ہے بلکہ اُس کا عِلم ہر وقت ہمارے ساتھ ہے

الذھبی مزید بتاتے ہیں کہ أبو معاذ خالد بن سلیمان کہتے ہیں

جھم (بن صفوان) ترمذ کی گزر گاہ پر تھا اور فصیح تھا لیکن صاحبِ عِلم نہ تھا اور نہ ہی عِلم والوں کے ساتھ اُسکا اُٹھنا بیٹھنا تھا ، لہذا وہ لوگوں کے ساتھ باتیں کیا کرتا ، لوگوں نے اُسے کہا جِس اللہ کی تم عِبادت کرتے ہو ہمیں اُسکی صفات بتاو تو وہ (جھم بن صفوان) اپنے گھر میں داخل ہوا اور کئی دِن کے بعد باہر نکلا اور لوگوں کو جواب دِیا کہ وہ جیسے کہ یہ ہوا ہر چیز کے ساتھ ہے ، اور ہر چیز میں ہے اور کوئی چیز اُس سے خالی نہیں تو أبو معاذ نے کہا اللہ کا دشمن جھوٹ بولتا ہے ، اللہ تو اپنے عرش پر ہے جیسا کہ خود اللہ نے اپنے بارے میں بتایا ہے

امام ابو حنیفہ کا اس سے کیا تعلق ؟

ابن قُطْلُوْبَغَا کتاب الثقات ممن لم یقع في الکتب الستة میں لکھتے ہیں

قلت: التجهم: الكلام في الصفات، وهي مسألة معروفة لا تقتضي عدم الثقة، وإن صدق القائل عنه أنه قال: القرآن مخلوق؛ فإنما عني الصوت به شَبَه المكتوب، فقد ثبت عنهم أن الصفة قديمة، ومن يوصف بما تقدم من العلم لا يُقَوَّل بما يتوهم من هذا

میں کہتا ہوں جھمیہ ہونا صفات اللہ میں کلام ہے اور یہ ایک معروف مسئلہ ہے اس سے عدم ثقاہت نہیں ہوتی ... اور اس پر وہم نہیں ہونا چاہیے

عبد اللہ بن احمد کتاب السنہ میں روایت کرتے ہیں

حَدَّثَنِي أَحْمَدُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، ثنا خَالِدُ بْنُ خِدَاشٍ، عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ قَرِيبٍ الْأَصْمَعِيِّ، عَنْ حَازِمٍ الطُّفَاوِيِّ قَالَ وَكَانَ مِنْ أَصْحَابِ الْحَدِيثِ: «أَبُو حَنِيفَةَ إِنَّمَا كَانَ يَعْمَلُ بِكُتُبٍ جَهْمٍ تَأْتِيهِ مِنْ خُرَاسَانَ

عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ قَرِيبٍ الْأَصْمَعِيِّ روایت کرتے ہیں کہ .... ابو حنیفہ جھم کی کتابوں پر عمل کرتے تھے جو خراسان سے آئی تھیں

اسکی سند میں عبد الملك بن قريب الأصمعي ہیں. الذہبی میزان الاعتدال میں ان کو ابو داود صدوق کہتے ہیں .الأزدي ، ضعيف الحديث کہتے ہیں اور أبو زيد الأنصاري کذاب کہتے ہیں

عبد اللہ کتاب السنہ میں روایت کرتے ہیں جس میں ابو حنیفہ کو کافر کہا گیا ہے سند ہے

حَدَّثَنِي عَبْدُ الله بْنُ عَوْنِ بْنِ الْخَرَّازِ أَبُو مُحَمَّدٍ، وَكَانَ، ثِقَةً، ثنا شَيْخٌ، مِنْ أَهْلِ الْكُوفَةِ: قِيلَ لِعَبْدِ الله بْنِ عَوْنٍ: هُو أَبُو الْجَهْمِ فَكَأَنَّهُ أَقَرَّ أَنَّهُ قَالَ: سَمِعْتُ سُفْيَانَ الثَّوْرِيَّ يَقُولُ: قَالَ لِي حَمَّادُ بْنُ أَبِي سُلَيْمَانَ " " اذْهَبْ إِلَى الْكَافِرِ يَعْنِي أَبَا حَنِيفَةَ فَقُلْ لَهُ: إِنْ كُنْتَ تَقُولُ: إِنَّ الْقُرْآنَ مَخْلُوقٌ فَلَا تَقْرَبْنَا

اس کی سند میں شیخ اہل کوفہ مجہول ہے لیکن کتاب کا حجم بڑھانے کے لئے اس مجہول شخص کی بات نقل کر ڈالی

عبد اللہ کتاب السنہ میں روایت لکھتے ہیں

حَدَّثَنِي إِسْحَاقُ بْنُ أَبِي يَعْقُوبَ الطُّوسِيُّ، حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ يُونُسَ، عَنْ سُلَيْمٍ الْمُقْرِئِ، عَنْ سُفْيَانَ الثَّوْرِيِّ، قَالَ: سَمِعْتُ حَمَّادًا، يَقُولُ: " أَلَا تَعْجَبُ مِنْ أَبِي حَنِيفَةَ يَقُولُ: الْقُرْآنُ مَخْلُوقٌ، قُلْ لَهُ يَا كَافِرُ يَا زِنْدِيقُ

سفیان کہتے ہیں میں نے حماد کو سنا کہ تم کو ابو حنیفہ کے قول پر تعجب نہیں ہوتا کہتا ہے قرآن مخلوق ہے میں نے اس کو کہا اے کافر اے زندیق

اس کی سند میں إِسْحَاقُ بْنُ أَبِي يَعْقُوبَ الطُّوسِيُّ ہے جس کا حال کتابوں میں موجود نہیں دوسرا راوی سلیم المقرئ ہے جس کی توثیق نہیں ملی

اگر یہ سلیم بن عیسی المقرئ ہے امام عقیلی کتاب الضعفاء الکبیر میں کہتے ہیں

سُلَيْمُ بْنُ عِيسَى مَجْهُولٌ فِي النَّقْلِ، حَدِيثُهُ مُنْكَرٌ غَيْرُ مَحْفُوظٍ

عبدللہ کتاب السنہ میں یہ بھی نقل کرتے ہیں

حَدَّثَنِي إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ ابْنُ عَمِّ، أَحْمَدَ بْنِ مَنِيعٍ أَخْبَرَنِي غَيْرُ، وَاحِدٍ: مِنْهُمْ أَبُو عُثْمَانَ سَعِيدُ بْنُ صُبَيْحٍ أَخْبَرَنِي أَبُو عَمْرٍو الشَّيْبَانِيُّ، قَالَ: " لَمَّا وَلِيَ إِسْمَاعِيلُ بْنُ حَمَّادِ بْنِ أَبِي حَنِيفَةَ الْقَضَاءَ قَالَ: مَضَيْتُ حَتَّى دَخَلْتُ عَلَيْهِ فَقُلْتُ: بَلَغَنِي أَنَّكَ تَقُولُ: الْقُرْآنُ كَلَامُ الله وَهُوَ مَخْلُوقٌ، فَقَالَ: هَذَا دِينِي وَدِينُ آبَائِي، فَقِيلَ لَهُ: مَتَى تَكَلَّمَ بِهَذَا قَبْلَ أَنْ يَخْلُقَهُ أَوْ بَعْدَمَا خَلَقَهُ أَوْ حِينَ خَلَقَهُ، قَالَ: فَمَا رَدَّ عَلَيَّ حَرْفًا، فَقُلْتُ: يَا هَذَا اتَّقِ الله وَانْظُرْ مَا تَقُولُ وَرَكِبْتُ حِمَارِي وَرَجَعْتُ

إِسْمَاعِيلُ بْنُ حَمَّادِ بْنِ أَبِي حَنِيفَةَ کہتے ہیں کہ قرآن مخلوق ہے اور یہی میرے باپ اور دادا کا مذہب ہے

سند میں سَعِيدُ بْنُ صُبَيْحٍ ہے جو مجہول ہے

عبد الله کتاب السنہ میں روایت لکھتے ہیں

حَدَّثَنِي إِسْحَاقُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، عَنْ حَسَنِ بْنِ أَبِي مَالِكٍ، عَنْ أَبِي يُوسُفَ، قَالَ " أَوَّلُ مَنْ قَالَ: الْقُرْآنُ مَخْلُوقٌ أَبُو حَنِيفَةَ

اسحٰق بن عبد الرحمان کہتے ہیں حسن بن ابی مالک سی وہ ابو یوسف سے جس نے سب سے پہلے کہا قرآن مخلوق ہے وہ ابو حنیفہ ہے

اس کی سند میں اسحاق بن عبد الرحمان مجہول ہے

المرجئۃ الفقہاء

ابن تیمیہ کی رائے کتاب مجموعة الرسائل والمسائل میں ہے

دخل في ((إرجاء الفقهاء)) جماعة هم عند الأمة أهل علم ودين، ولهذا لم يكفر أحد من السلف أحداً من ((مرجئة الفقهاء)) ، بل جعلوا هذا من بدع الأقوال والأفعال لا من بدع العقائد؛ فإن كثيراً من النزاع فيها لفظي، لكن اللفظ المطابق للكتاب والسنة هو الصواب؛ فليس لأحد أن يقول بخلاف قول الله ورسوله

إرجاء کی رائے فقہاء کی ایک جماعت میں آئی اور ائمہ دین کے نزدیک وہ اہل دین ہیں اور اہل علم ہیں اور سلف نے اس پر تکفیر نہیں کی بلکہ یہ اقوال و افعال کی بدعت ہے نہ کہ عقائد کی اور اس میں بیشتر لفظی نزاع ہے لیکن یہ سب کتاب اللہ اور سنت کے موافق ہے اور اس میں کچھ بھی اللہ اور اس کے رسول کے قول کے خلاف نہیں ہے

معلوم ہوا کہ وہ اہل علم جو مرجئہ فقہاء میں سے ہیں ان کے نزدیک ایمان دل کی تصدیق اور زبان کے اقرار کو کہتے ہیں۔ انہی مرجئہ فقہاء میں سے ایک گروہ کوفہ کے فقہاءِ اور عابد لوگوں میں سے سے تھا جن میں امام ابو حنیفہ شامل ہیں ان کا قول جہم بن صفوان کے قول کی طرح نہ تھا،وہ جانتے تھے کہ اگر قدرت رکھنے کے باوجودانسان زبان سے ایمان کا اقرارنہیں کرتا۔تو وہ مومن نہیں ہوسکتا اور وہ یہ بھی جانتے تھے کہ ابلیس اور فرعون دل سے تصدیق کرنے باوجود کافرتھے . ان فقہاء کے نزدیک ایمان کا بڑھنا شریعت کے مکمل ہونے سے پہلے تھا اس کا مطلب (ان کے ہاں) یہ تھا کہ اللہ نے جب بھی کوئی آیت نازل کی اس کی تصدیق واجب ہو گئی تویہ تصدیق اس تصدیق میں ضم ہوگئی،جو پہلے سے تھی

ابن تیمیہ اپنے فتوی، مجموع الفتاوی ج ۷ ص ۵۴۷ میں کے الْمُرْجِئَةِ کے دس گروہ بتاتے ہیں ان میں سے ایک کے لئے کہتے ہیں

مِنْ الْمُرْجِئَةِ الْمُنْتَسِبِينَ إلَى أَبِي حَنِيفَةَ وَأَصْحَابِهِ يَزْعُمُونَ أَنَّ الْإِيمَانَ الْمَعْرِفَةُ بِاَللَّهِ وَبِالرَّسُولِ وَالْإِقْرَارُ بِمَا جَاءَ مِنْ عِنْدِ اللَّهِ فِي الْجُمْلَةِ

اور وہ الْمُرْجِئَةِ جو امام ابو حنیفہ اور ان کے اصحاب کی طرف منسوب ہیں ان کا دعوی ہے کہ ایمان اللہ کی معرفت اور رسول کا اقرار ہے جو اللہ کی طرف سے ہے

ابن تیمیہ فتوی میں کہتے ہیں

إِذْ كَانَ الْفُقَهَاءُ الَّذِينَ يُضَافُ إِلَيْهِمْ هَذَا الْقَوْلُ مِثْلَ حَمَّادِ بْنِ أَبِي سُلَيْمَانَ وَأَبِي حَنِيفَةَ وَغَيْرِهِمَا هُمْ مَعَ سَائِرِ أَهْلِ السُّنَّةِ مُتَّفِقِينَ عَلَى أَنَّ الله يُعَذِّبُ مَنْ يُعَذِّبُهُ مِنْ أَهْلِ الْكَبَائِرِ بِالنَّارِ ثُمَّ يُخْرِجُهُمْ بِالشَّفَاعَةِ كَمَا جَاءَتْ الْأَحَادِيثُ الصَّحِيحَةُ

جب الْمُرْجِئَةِ کا لفظ فقہاء کی طرف مضاف کیا جاتا ہے مثلا حَمَّادِ بْنِ أَبِي سُلَيْمَانَ یا ابو حنیفہ کے قول کی طرف اور دوسروں کی طرف تو وہ سب اہل سنت کے ساتھ متفق ہیں کہ اللہ گناہ گاروں کو عذاب دے گا پھر شفاعت پر اگ سے نکالے گا جیسا کہ صحیح احادیث میں آیا ہے

معلوم ہوا مرجئہ فقہاء کوئی برائی نہیں تھی

امام ابو حنیفہ کو بعض محدثین نا پسند کرتے تھے لہذا ہم یہ نہیں کہہ سکتے کہ ان پر جرح نہیں کی گئی لیکن وہ بیشتر جرح تعصب یا عدم تحقیق پر مبنی ہے مثلا

کتاب الجرح والتعدیل از ابن ابی حاتم کے مطابق

نا عبد الرحمن أنا إبراهيم بن يعقوب الجوزجاني فيما كتب إلى [قال] حدثنى اسحاق بن راهويه قال سمعت جريرا يقول قال محمد بن جابر اليمامى: سرق ابو حنيفة كتب حماد منى

اسحاق بن راھویہ کہتے ہیں میں نے جریر کو سنا کہ محمد بن جابر الیمامی نے کہا کہ ابو حنیفہ نے مجھ سے حماد کی کتابیں چوری کیں

الذھبی کتاب میں مُحَمَّدُ بنُ جَابِرِ بنِ سَيَّارٍ السُّحَيْمِيُّ اليَمَامِيُّ پر لکھتے ہیں. ضَعَّفَهُ: يَحْيَى، وَالنَّسَائِيُّ. اس کی تضعیف یحیی اور نسائی نے کی ہے وَقَالَ البُخَارِيُّ: لَيْسَ بِالقَوِيِّ. بخاری نے کہا ہے قوی نہیں وَقَالَ أَبُو حَاتِمٍ: سَاءَ حِفْظُهُ، وَذَهَبَتْ كُتُبُهُ ابو حاتم کہتے ہیں اس کا برا حافظہ تھا قُلْتُ: مَا هُوَ بِحُجَّةٍ، وَلَهُ مَنَاكِيْرُ عِدَّةٌ كَابْنِ لَهِيْعَةَ

میں الذھبی کہتا ہوں یہ حجت نہیں اس کی منکر روایات ہیں جیسا ابْنِ لَهِيْعَةَ ہے

عبد اللہ بن احمد کتاب السنہ میں اسی راوی کی ایک اور روایت لکھتے ہیں

حَدَّثَنِي أَبُو الْفَضْلِ الْخُرَاسَانِيُّ، ثنا عَلِيُّ بْنُ مِهْرَانَ الرَّازِيُّ، ثنا جَرِيرٌ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ جَابِرٍ، قَالَ: «سَمِعْتُ حَمَّادَ بْنَ أَبِي سُلَيْمَانَ، يَشْتِمُ أَبَا حَنِيفَةَ

حَمَّادَ بْنَ أَبِي سُلَيْمَانَ امام ابو حنیفہ کو گالیاں دیتا تھا

بعض مخالفین نے اسی طرح کے اقوال امام ابو حنیفہ کے خلاف پیش کے ہیں لیکن ان کی مدح میں جو باتیں اتی ہیں ان گول کر جائے ہیں

ہت سے ثقہ راوی اور حدیث کے امام ، امام ابو حنیفہ کے مسلک پر تھے

تاریخ بغداد از الخطيب البغدادي (المتوفى: 463هـ) ج ١٥ ص ٦٤٧ کے مطابق

يحيى بن معين، قال: ما رأيت أفضل من وكيع بن الجراح، قيل له: ولا ابن المبارك؟ قال: قد كان لابن المبارك فضل، ولكن ما رأيت أفضل من وكيع، كان يستقبل القبلة، ويحفظ حديثه، ويقوم الليل، ويسرد الصوم، ويفتي بقول أبي حنيفة، وكان قد سمع منه شيئا كثيرا، قال يحيى بن معين: وكان يحيى بن سعيد القطان يفتي بقوله أيضا.

یحیی بن معین کہتے ہیں میں نے وکیع بن الجراح سے افضل کسی کو نہیں پایا ان سے پوچھا گیا اور ابن مبارک کہا ابن مبارک افضل ہیں لیکن وکیع بن الجراح جیسا میں نے نہیں دیکھا حدیث کو یاد رکھتے .. اور ابو حنیفہ کے قول پر فتوی دیتے ان سے بہت کچھ سنا اور یحیی بن معین کہتے ہیں کہ یحیی بن سعید القطان بھی ابو حنیفہ کے قول پر فتوی دیتے

اگر اتنے بڑے امام الحدثین، امام ابو حنیفہ کو پسند کرتے تھے تو اس کا مطلب ہے ان کی رائے بھی پسند کی جاتی تھی اورضعیف حدیث کے مقابلے میں وہ قابل قدر تھی

الذھبی کتاب تذکرہ الحفاظ ج ١ ص ٢٢٤ میں لکھتے ہیں

مَا فِيهِ إِلَّا شُرْبُهُ لِنَبِيذِ الْكُوفِيِّينَ وَمُلَازَمَتُهُ لَهُ جَاءَ ذَلِكَ مِنْ غَيْرِ وَجْهٍ عَنْهُ انتھی

یعنی امام وکیع نے ابو حنیفہ کے صرف ایک قول پر فتوی دیا اور وہ ہے کوفییوں کی نبیذ پینے کے جواز میں---

وکیع مجتہد تھے اور ان کی رائے امام ابو حنیفہ کی رائے سے منطبق ہوتی تھی جس کی گواہی امام ابن معین دے رہے ہیں

امام ابن معین کی بات سے لگتا ہے صرف ایک حکم ہی نہیں بلکہ اور ابھی موقعہ پر وکیع نے امام ابو حنیفہ کی رائے پسند کی ہو گی اگر ہم تک اس کی تفصیل نہیں پہنچی تو اس کو اس بنیاد پر رد نہیں کیا جا سکتا

تاریخ بغداد میں ہے کہ امام وکیع نے کہا

وجدنا أبا حنيفة خالف مائتي حديث

لیکن یہ قول مشکوک ہے کیونکہ ایک طرف تو کہا جاتا ہے کہ ابو حنیفہ حدیث کی روایات میں یتیم تھے قلیل الحدیث تھے اور دوسری طرف کہا جا رہا کہ وہ سو سو روایات میں مخالفت کرتے تھے

الجرح والتعدیل لابن ابی حاتم کے مطابق وکیع نے کہا

نا أبو حنيفة أنه سمع عطاء إن كان سمعه

ابو حنیفہ نے ہم سے روایت کیا، انہوں نے عطاء سے سنا، اگر انہوں نے سنا ہے

لیکن یہ بھی جرح نہیں بلکہ صرف غیر جزم سے بیان کردہ بات ہے اگر وکیع کو یقین ہوتا تو اس کو سرے سے ہی بیان کرتے اور بلا جھجک کہتے کہ ابو حنیفہ نے نہیں سنا

الذھبی کتاب سیر الاعلام میں لکھتے ہیں

:قَالَ مُحَمَّدُ بنُ سَعْدٍ العَوْفِيُّ: سَمِعْتُ يَحْيَى بنَ مَعِيْنٍ يَقُوْلُ

.كَانَ أَبُو حَنِيْفَةَ ثِقَةً، لاَ يُحَدِّثُ بِالحَدِيْثِ إِلاَّ بِمَا يَحْفَظُه، وَلاَ يُحَدِّثُ بِمَا لاَ يَحْفَظُ

وَقَالَ صَالِحُ بنُ مُحَمَّدٍ: سَمِعْتُ يَحْيَى بنَ مَعِيْنٍ يَقُوْلُ: كَانَ أَبُو حَنِيْفَةَ ثِقَةً فِي الحَدِيْثِ

.یحیی بن معین کہتے ہیں ابو حنیفہ ثقہ تھے

ایک مفرط اہل حدیث زبیر علی زئی نے اعتراض کیا ہے کہ اس کی سند ثابت نہیں لیکن اگر اس طرح جرح و تعدیل کی چھان بین کی جائے تو شاید ہی کوئی مجروح رہے اور کوئی ثقہ. دوسرے اس طریقہ کار کو صرف چند شخصیات تک محدود کرنا صریح تعصب ہے

عبد اللہ کتاب السنہ میں لکھتے ہیں

حَدَّثَنِي أَبُو الْفَضْلِ ثنا يَحْيَى بْنُ مَعِينٍ، قَالَ «كَانَ أَبُو حَنِيفَةَ مُرْجِئًا وَكَانَ مِنَ الدُّعَاةِ وَلَمْ يَكُنْ فِي الْحَدِيثِ بِشَيْءٍ وَصَاحِبُهُ أَبُو يُوسُفَ لَيْسَ بِهِ بَأْسٌ

ابن معین کہتے ہیں کہ ابو حنیفہ ، مُرْجِئًہ تھے اور اس کی دعوت دیتے تھے اور ان کی حدیث میں کوئی چیز نہیں ہے اور ان کے صاحب ابو یوسف میں کوئی برائی نہیں

واضح رہے کہ ابن معین نے ابو حنیفہ کو لیس بشی نہیں کہا(جو جرح کے الفاظ ہیں) بلکہ کہا ہے ان کی حدیث میں کوئی(قابل اعتراض) چیز نہیں یعنی کوئی برائی نہیں

تاریخ بغداد میں بھی یہ روایات نقل ہوئی ہے

أَخْبَرَنَا العتيقي، قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْد الرَّحْمَن بن عُمَر بن نصر بن مُحَمَّد الدمشقي بها، قَالَ: حَدَّثَنِي أَبِي، قَالَ: حَدَّثَنَا أَحْمَد بن علي بن سعيد الْقَاضِي، قال: سمعت يحيى بن معين، يقول: سمعت يحيى بن سعيد القطان، يقول: لا نكذب الله، ما سمعنا أحسن من رأي أبي حنيفة، وقد أخذنا بأكثر أقواله. قال يحيى بن معين: وكان يحيى بن سعيد يذهب في الفتوى إلى قول الكوفيين، ويختار قوله من أقوالهم

خطیب بغدادی کہتے ہیں کہ عتیقی نے ہمیں خبر دی کہا عبد الرحمن بن عمر بن نصر بن محمد الدمشقی نے ہمیں بیان کیا کہا کہ میں میرے والد (عمر بن نصر الدمشقی) نے بیان کیا، کہا احمد بن علی بن سعید القاضی نے ہمیں بیان کیا کہ میں نے یحیی بن معین کو کہتے سنا کہ میں نے یحیی بن سعید القطان کو کہتے سنا: "ہم اللہ کی تکذیب نہیں کرتے، ہم نے ابو حنیفہ کی رائے سے اچھی کوئی چیز نہیں سنی اور ہم ان کے اکثر اقوال لیتے ہیں۔" یحیی بن معین نے فرمایا: یحیی بن سعید کوفیوں کے قول پر فتوی دیتے تھے اور اپنے قول کو ان کے اقوال سے اختیار کرتے تھے۔

(تاریخ بغداد ج 15 ص 473)

یہ روایت ضعیف ہے اگرچہ اس طرح کی دوسری روایات ابن معین سے ثابت ہیں مثلا یہ اقوال

کتاب سؤالات ابن الجنيد لأبي زكريا يحيى بن معين میں جنید کہتے ہیں

قلت ليحيى بن معين: ترى أن ينظر الرجل في شيء من الرأي؟ فقال: «أي رأي؟» ، قلت: رأي الشافعي وأبي حنيفة، فقال: «ما أرى لمسلم أن ينظر في رأي الشافعي، ينظر في رأي أبي حنيفة أحب إلي من أن ينظر في رأي الشافعي

میں نے ابن معین سے کہا اپ کیا کہتے ہیں اس شخص کے بارے میں جو رائے کے کو دیکھے؟ انہوں نے پوچھا کس کی رائے؟ کہا شافعی یا ابو حنیفہ! ابن معین نے کہا میرے مطابق مسلمان کے لئے شافعی کی رائے میں کچھ (برائی) نہیں اور ابو حنیفہ کی رائے جاننا میرے لئے شافعی کی رائے سے زیادہ محبوب ہے

اسی کتاب میں ابن معین یحیی بن سعید کی بات نقل کرتے ہیں

وسمعت يحيى يقول: «سمعت يحيى بن سعيد يقول: (أنا لا أكذب الله، ربما بلغنا الشيء من قول أبي حنيفة، فنستحسنه فنأخذ به

یحیی کہتے ہیں بے شک میں جھوٹ نہیں کہتا بعض اوقات ہم کو ابو حنیفہ کی بات ملتی ہے اس کو پسند کرتے ہیں اور لیتے ہیں

معلوم ہوا کہ ابو حنیفہ کے حوالے سے بعض محدثین ان کی رائے کو ناپسند کرتے جن کی مخالفت ابن معین اور یحیی بن سعید القطان کرتے تھے اور امام احمد اور ان کے بیٹے قبول کرتے تھے

امام عقیلی کتاب الضعفآ میں روایت لکھتے ہیں امام علی المدینی نے یحیی بن سعید سے سوال کیا : كيف كان حديثه ؟ قال : لم يكن بصاحب الحديث.

علی المدینی کہتے ہیں میں نے یحیی سے پوچھا ان (ابو حنیفہ) کی حدیث کیسی ہے ؟ کہا وہ صاحب حدیث نہیں

لیکن یہ جرح ہے ہی نہیں یہ بات صحیح ہے ابو حنیفہ نے بہت کم حدیثیں روایت کی ہیں امام یحیی بن سعید ایک مجتہد تھے اور بسا اوقات ان کو امام ابو حنیفہ کی رائے پسند آ جاتی تھی ایک صاحب حدیث تھے اور ایک صاحب رائے! بعض محدثین اعتدال کا نقطۂ نظر رکھتے تھے جبکہ بعض محدثین مطلقا امام ابو حنیفہ کی رائے کے خلاف تھے

امام عقیلی اپنی کتاب ضعفا میں امام ابو حنیفہ کی راوی پر جرح بھی نقل کرتے ہیں اگر ان کے نزدیک امام صاحب خود ضعیف ہوتے تو ان کی جرح نقل کرنے کی کیا ضرورت تھی دیکھئے جابر الجعفی ، نَصْرُ بْنُ بَابٍ کا ترجمہ

امام ابو حنیفہ تابعی ہیں

امام ابو حنیفہ تابعی ہیں یا نہیں اس میں اختلاف ہے

کتاب العلل المتناهية في الأحاديث الواهية از ابن الجوزی کے مطابق

قال الدارقطني: وَأَبُو حَنِيفَةَ لَمْ يَسْمَعْ مِنْ أَحَدٍ مِنَ الصَّحَابَةِ إِنَّمَا رَأَى أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ بِعَيْنِهِ

دارقطنی کہتے ہیں ابو حنیفہ نے کسی صحابی سے نہیں سنا انہوں نے انس بن مالک رضی الله عنہ کو آنکھ سے دیکھا

سوالات حمزہ میں دارقطنی کہتے ہیں

ولم يلحق أبو حنيفة أحدا من الصحابة

ابو حنیفہ کی کسی صحابی سے ملاقات نہیں ہوئی

السلمی سوالات میں کہتے ہیں کہ دارقطنی کہتے ہیں کہ ابو حنیفہ

ولا تصحُّ له رؤيةُ أنسٍ ولا رؤيةُ أحدٍ من الصحابةِ

ان کا انس کو دیکھنا صحیح نہیں اور انہوں نے کسی صحابی کو نہیں دیکھا

جبکہ أبو بكر الخطيب کہتے ہیں رأى أنس بن مالك

أبو بكر الخطيب کہتے ہیں انہوں نے أنس بن مالك کو دیکھا

كتاب أخبار أبي حنيفة وأصحابه از الحسين بن علي بن محمد بن جعفر، أبو عبد الله الصَّيْمَري الحنفي (المتوفى: ٤٣٦ هـ) کے مطابق

امام ابو حنیفہ نے انس کو عبد الله بن أبي أوفى کو اور أَبَا الطُّفَيْل عَامر بن وثلة کو دیکھا

كتاب الوافي بالوفيات از الصفدی کے مطابق

وَرَأى أنس بن مَالك غير مرّة بِالْكُوفَةِ قَالَه بن سعد

ابو حنیفہ نے کوفہ میں کئی مرتبہ انس بن مالک رضی الله عنہ کو دیکھا ایسا ابن سعد نے کہا

لیکن الطبقات ابن سعد میں یہ قول نہیں ملا

اہل قبلہ پر تلوار دراز کرنا

كتاب جزء فيه مسائل أبي جعفر محمد بن عثمان بن أبي شيبة عن شيوخه في مسائل في الجرح والتعدي از محمّد بن عثمان بن ابی شبہ کے مطابق عثمان بن ابی شیبہ کہتے ہیں امام ابو حنیفہ اہل قبلہ پر تلوار دراز کرنے کا کہتے تھے پھر کہا کہ

ابو نعيم حدثني عمار بن رزيق قال كان ابو حنيفة يكتب الى ابراهيم بن عبد الله بالبصرة يساله القدوم الى الكوفة ويوعده نصره

ابو نعیم کہتے ہیں نے کہا کہ ابو حنیفہ نے ابراہیم بن عبدللہ کو بصرہ سے کوفہ انے کے لئے لکھا اور اس سے مدد کا وعدہ کیا

لیکن ہمارے نزدیک یہ صحیح نہیں کیونکہ محمّد اور ابراہیم کا یہ خروج عباسی خلیفہ المہدی کے دور میں ہوا جبکہ امام ابو حنیفہ اس فتنہ سے دور رہے اگر وہ اس طرح کا کوئی اقدام کرتے تو بچ نہیں پاتے

ممکن نے ابو حنیفہ محمّد بن عبد اللہ اور ابراہیم کے اس خروج کے خلاف ہوں اور ان کے خلاف فتوی دیا ہو

عبد اللہ کتاب السنہ میں لکھتے ہیں

حَدَّثَنِي أَبُو الْفَضْلِ الْخُرَاسَانِيُّ، ثنا الْحَسَنُ بْنُ مُوسَى الْأَشْيَبُ، قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا يُوسُفَ، يَقُولُ: «كَانَ أَبُو حَنِيفَةَ يَرَى السَّيْفَ» قُلْتُ: فَأَنْتَ؟ قَالَ: «مَعَاذَ الله

الْحَسَنُ بْنُ مُوسَى الْأَشْيَبُ نے ابو یوسف کو سنا کہ ابو حنیفہ تلوار دراز کرنے کا کہتے تھے میں نے پوچھا اور اپ انہوں نے کہا اللہ کی پناہ

الذھبی کتاب سیر الاعلام میں لکھتے کہ الْحَسَنُ بْنُ مُوسَى الْأَشْيَبُ کو حمص کا قاضی مقرر کیا گیا پھر طبرستان اور موصل کا ہیں

.وَلِيَ قَضَاءَ حِمْصَ، وَقَضَاءَ طَبَرِسْتَانَ، ثُمَّ وَلِيَ قَضَاءَ المَوْصِلِ، وَكَانَ مِنْ أَوْعِيَةِ العِلْمِ، لاَ يُقَلِّدُ أَحَداً

قَالَ مُحَمَّدُ بنُ عَبْدِ اللهِ بنِ عَمَّارٍ الحَافِظُ: كَانَ بِالمَوْصِلِ بَيْعَةٌ قَدْ خَرِبَتْ، فَاجْتَمَعَ النَّصَارَى إِلَى الحَسَنِ الأَشْيَبِ، وَجَمَعُوا مائَةَ أَلْفِ دِرْهَمٍ، عَلَى أَنْ يَحْكُمَ لَهُم بِهَا حَتَّى تُبْنَى، فَقَالَ: ادْفَعُوا المَالَ إِلَى بَعْضِ .الشُّهُودِ

.فَلَمَّا حَضَرُوا بِالجَامِعِ، قَالَ: اشْهَدُوا عَلَيَّ بِأَنِّي قَدْ حَكَمْتُ بِأَنْ لاَ تُبْنَى

فَنَفَرَ النَّصَارَى، وَرَدَّ عَلَيْهِمُ المَالَ

حسن الْأَشْيَبُ پر موصل کے نصاری جمع ہوئے اور ان کو نصاری نے ایک لاکھ درہم دے لیکن انہوں نے وہ مال واپس کر دیا

یہ جرح یا مدح واضح نہیں

حسن الاشیب امام ابو حنیفہ کی رائے نقل کر رہے ہیں بعض اوقات امت میں فتنہ پرداز لوگ فساد مچاتے تھے لہذا ان کے خلاف خلفاء تلوار دراز کرتے ہی رہے ہیں

ابو حنیفہ مخالف مزید روایات

سمعت محمود بن غيلان قال سمعت المقري يقول سمعت أبا حنيفة يقول : عامة ما أحدثكم خطاء

امام ترمذی رحمہ فرماتے ہیں کہ میں نے محمود بن غیلان کو سنا وہ کہہ رہے تھے کہ میں نے ابو عبد الرحمن عبد اللہ بن یزید المقری کو سنا انہوں نے فرمایا کہ میں نے ابو حنیفہ کو یہ " کہتے سنا کہ " اکثر وہ باتیں جو میں تمہیں بیان کرتا ہوں غلط ہوتی ہیں

علل الترمذي الكبير ص 388

المقری = عبد الله بن يزيد المقري المتوفی ۲۱۳ھ ہیں یہ مکہ میں رہے اور یہ امام ابو حنیفہ سے بہت چھوٹے ہیں

سیر از الذھبی کے مطابق مَوْلِدُهُ: فِي حُدُوْدِ سَنَةِ عِشْرِيْنَ وَمائَةٍ یہ سن ہجری۱۲۰ کی حدود میں پیدا ہوئے

کتاب طبقات علماء إفريقية، وكتاب طبقات علماء تونس کے مطابق

حَدَّثَنِي بَكْرُ بْنُ حَمَّادٍ، قَالَ: سَمِعْتُ أَنَّ أَبَا عَبْدِ الرَّحْمَنِ الْمُقْرِي، قَالَ: قَدِمْتُ إِفْرِيقِيَّةَ سَنَةَ سِتٍّ وَخَمْسِينَ وَمِائَةٍ

المقری سن ہجری ۱۵٦ میں افریقہ منتقل ہو گئے تھے

امام ابو حنیفہ پیدائش ۸۰ ہجری اور المتوفی ۱۵۰ ہجری ہیں جو عراق میں رہے یعنی المقری ۳۰ سال کے اس پاس ہوں گے جب ابو حنیفہ کی وفات ہوئی ہو گی

اب یہ قول واقعی تعصب عصری ہے یا اس میں کیا پس منظر ہے کچھ واضح نہیں ہے

اس قسم کے مبہم جملوں سے کچھ بھی ثابت نہیں ہوتا جب تک پورا مقدمہ پیش نہ کیا جائے کہ کس بات پر کہا گیا

بعض اوقات از راہ تفنن بھی آدمی کسی سے کچھ کہہ دیتا ہے جس کا کوئی تیسرا شخص مطلب مذاق کے بجائے سنجیدہ انداز میں لے لیتا ہے

امام ابو حنیفہ کی موت کے بعد المقری کو ان سے کچھ بھی روایت نہیں کرنا چاہیے لیکن ہم کو روایات ملتی ہیں

کتاب ترتيب الأمالي الخميسية للشجري کی روایت ہے

أَخْبَرَنَا أَبُو مَنْصُورٍ مُحَمَّدُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ السَّوَّاقِ، بِقِرَاءَتِي عَلَيْهِ، قَالَ: أَخْبَرَنَا أَبُو بَكْرٍ أَحْمَدُ بْنُ جَعْفَرِ بْنِ حَمْدَانَ بْنِ مَالِكٍ الْقَطِيعِيُّ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو عَلِيٍّ بِشْرُ بْنُ مُوسَى، قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يَزِيدَ الْمُقْرِيُّ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو حَنِيفَةَ، عَنْ حَمَّادٍ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ، فِي قَوْلِهِ عَزَّ وَجَلَّ: {وَاذْكُرُوا اللَّهَ فِي أَيَّامٍ مَعْدُودَاتٍ} [البقرة: 203] .

.قَالَ: الْمَعْدُودَاتُ: أَيَّامُ الْعَشْرِ، وَالْمَعْلُومَاتُ: أَيَّامُ النَّحْرِ

سنن الکبری بیہقی کی روایت ہے

وَأَخْبَرَنَا أَبُو طَاهِرٍ الْفَقِيهُ، ثنا أَبُو الْعَبَّاسِ أَحْمَدُ بْنُ هَارُونَ الْفَقِيهُ , ثنا بِشْرُ بْنُ مُوسَى، ثنا الْمُقْرِيُّ، ثنا أَبُو حَنِيفَةَ، عَنِ الْهَيْثَمِ وَكَانَ صَيْرَفِيًّا بِالْكُوفَةِ , عَنْ أَنَسِ بْنِ سِيرِينَ أَخِي مُحَمَّدِ بْنِ سِيرِينَ قَالَ: جَعَلَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ عَلَى صَدَقَةِ الْبَصْرَةِ، فَقَالَ لِي أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ: أَبْعَثُكَ عَلَى مَا بَعَثَنِي عَلَيْهِ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ. فَقُلْتُ: لَا أَعْمَلُ ذَلِكَ حَتَّى تَكْتُبَ لِي عَهْدَ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ الَّذِي عَهِدَ إِلَيْكَ , فَكَتَبَ لِي أَنْ خُذْ مِنْ أَمْوَالِ الْمُسْلِمِينَ رُبْعَ الْعُشْرِ , وَمِنْ أَمْوَالِ أَهْلِ الذِّمَّةِ إِذَا اخْتَلَفُوا [ص:354] لِلتِّجَارَةِ نِصْفَ الْعُشْرِ , وَمِنْ أَمْوَالِ أَهْلِ الْحَرْبِ الْعُشْرَ

ان روایات میں المقری ، ابو حنیفہ سے روایت کر رہے ہیں

ایسا کیوں ہے اگر ابو حنیفہ سب غلط سلط کہتے تھے ؟

ابو حنیفہ کو دو بار توبہ کرائی گئی؟

کتاب السنہ از عبد اللہ بن امام احمد میں اس طرح کے اقوال ہیں کہ دوبار توبہ کرائی گئی لیکن کس بات پر یہ ایک روایت میں بیان کیا گیا ہے

یہ قول امام احمد کے بیٹے نے السنہ میں لکھا ہے

اسْتُتِيبَ أَبُو حَنِيفَةَ مِنْ كُفْرِهِ مَرَّتَيْنِ مِنْ كَلَامِ جَهْمٍ وَمِنَ الْإِرْجَاءِ

ابو حنیفہ سے جھمی کلام اور الْإِرْجَاءِ پر دو بار توبہ کرائی گئی

یہ قول قابل رد ہے کیونکہ میزان الاعتدال میں الذھبی کہتے ہیں کہ امام ابو حنیفہ نے کہا

قال أبو حنيفة: أفرط جهم في نفى التشبيه، حتى قال: إنه تعالى ليس بشئ. وأفرط مقاتل - يعنى في الاثبات - حتى جعله مثل خلقه

جھم نے افراط کیا تشبیہ کی نفی میں یہاں تک کہ کہا اللہ تعالی کوئی چیز نہیں اور مقاتل نے اثبات میں افراط کیا یہاں تک کہ اس کو مخلوق کے مثل کر دیا

امام ابو حنیفہ تو جھم کے سخت خلاف تھے اور جہاں تک الْإِرْجَاءِ کا تعلق ہے تو اس پر توبہ کی کوئی ضرورت نہیں

یہ تو بہت سے سلف کا رجحان تھا ان کا کہنا تھا کہ ایمان صرف بڑھتا ہے کم نہیں ہوتا اور ابو حنیفہ کا قول مشہور ہے ایمان نہ بڑھتا ہے نہ کم ہوتا ہے - بہرحال اس کنفیوژن کا شکار بہت سے محدثین ہوئے جو امام ابو حنیفہ پر بلا وجہ جرح کرتے تھے

بہت سے محدثین ہیں جن کو الْإِرْجَاءِ کی رائے والے یا الْمُرْجِئَةِ کہا جاتا ہے إِسْمَاعِيلَ بْنِ سَعِيدٍ، قَالَ: سَأَلْتُ أَحْمَدَ عَنْ مَنْ قَالَ: الْإِيمَانُ يَزِيدُ وَيَنْقُصُ؟ قَالَ: هَذَا بَرِيءٌ مِنَ الْإِرْجَاءِ

امام احمد سے سوال ہوا اس کے بارے میں جو کہے کہ ایمان بڑھتا ہے، کم ہوتا ہے - انہوں نے کہا یہ الْإِرْجَاءِ سے بَرِيءٌ (پاک) ہیں

بہت سے مشہور محدثین مرجی تھے یعنی ان کے نزدیک ایمان کم نہیں ہوتا صرف بڑھتا ہے مثلا امام احمد نے الْمُرْجِئَةِ میں قیس بن مُسلم المتوفی ۱۲۰ ھ ،علقمة بن مرْثَد الکوفی المتوفی ۱۲۰ ھ

،عَمْرو بن مرّة المتوفى 116 ھ اور مسعربن کدام الکوفی ۱۵۵ ھ کو شمار کیا – عراق میں اہل حران میں سے عبد الکریم الجزري، خصیف بن عبد الرحمن الجزري المتوفى ١٤٠ ھ ، سالم بن عجلان الأفطس المتوفى 132 ھ ، علي بن بذيمة المتوفى ١٣٦ ھ (ان میں شیعیت تھی) کو امام احمد نے الْمُرْجِئَةِ میں شمار کیا – اس کے علاوہ کوفہ کے محمد بن أبان الجعفي المتوفى ۱۷۰ ھ کو ان میں شمار کیا – الْمَدَائِنِ کے محدث شَبَابَةُ بنُ سَوَّارٍ کو الْمُرْجِئَةُ میں شمار کیا – امام ابو حنیفہ کے لئے بھی کی رائے کو بیان کیا جاتا ہے – ابو بکر الخلال کے مطابق امام احمد الْمُرْجِئَةُ کی رائے -کو قَوْلٌ خَبِيثٌ کہتے تھے

ظاہر ہے یہ کوئی گناہ نہیں جس پر توبہ کا حکم لگے

جوتی کی عبادت کا حکم

خبرنا محمد بن الحسين بن الفضل القطان , قال أخبرنا عبد الله بن جعفر بن درستويه , قال حدثنا يعقوب بن سفيان , قال حدثني علي بن عثمان بن نفيل , قال حدثنا أبو مسهر , قال حدثنا يحيى بن حمزة , وسعيد يسمع , أن أبا حنيفة قال : لو أن رجلا عبد هذه النعل يتقرب بها إلى الله , لم أر بذلك بأسا , فقال سعيد : هذا الكفر صراحا

ترجمہ: یحیی بن حمزہ نے سعید کے سامنے یہ بات بیان کي کہ أبو حنیفہ نے کہاہے: اگر کوئي شخص اس جوتے کي عبادت کرے اللہ کا تقرب حاصل کرنے کي نیت سے تو میں اس میں کوئي حرج نہیں سمجھتا ۔تو سعید (بن عبد العزیز التنوخي) نے (یہ سن کر) کہا : یہ تو صریح کفر ہے-

(المعرفة والتاريخ للفسوى ص 368، وتاريخ بغداد جلد 13 صفحہ 372 وغیرہ)

راقم کہتا ہے : سُبْحَانَكَ هَذَا بُهْتَانٌ عَظِيمٌ

تاریخ بغداد میں سند ہے

أَخْبَرَنَا مُحَمَّد بن الحسين بن الفضل القطان، أخبرنا عبد الله بن جعفر بن درستويه ، حدّثنا يعقوب بن سفيان، حدثني علي بن عثمان بن نفيل، حدّثنا أبو مسهر، حَدَّثَنَا يَحْيَى بن حمزة- وَسَعِيد يسمع- أَنَّ أَبَا حنيفة قَالَ: لو أَنَّ رجلا عَبْد هذه النعل يتقرب بها إلى الله، لم أر بذلك بأسا. فَقَالَ سَعِيد: هَذَا الكفر صراحا

سند میں عبد اللہ بن جعفر بن درستویہ ہے جو ضعیف ہے

خطیب بغدادی نے البرقاني کے حوالے سے اس کی تضعیف نقل کی ہے

الفسوي «المعرفة والتاريخ» (ج2ص784): میں کہتے ہیں

حدثنا علي بن عثمان بن نفيل قال حدثنا أبو مسهر قال حدثنا يحيى بن حمزة وسعيد يسمع أن أبا حنيفة قال: لو أن رجلاً عبد هذه النعل يتقرب بها إلى لم أر بذلك بأساً.

فقال سعيد: هذا الكفر صراحاً.

یحیی بن حمزة اور سعید بن عبد العزیز کا سماع امام ابو حنیفہ سے نہیں ہے

خبرنا الثقفى قال : حدثنا أحمد بن الوليد الكرخي قال : حدثنا الحسن بن الصباح قال : حدثنا محفوظ بن أبي ثوبة قال : حدثنى ابن أبي مسهر قال : حدثنا يحيى ابن حمزة وسعيد بن عبد العزيز قالا : سمعنا أبا حنيفة يقول : لو أن رجلا عبد هذا البغل تقربا بذلك إلى الله جل وعلا لم أر بذلك بأسا

كتاب المجروحين - ابن حبان ج 3 ص 73

اس کی سند میں محفوظ بن أبي ثوبة ضعیف ہے

یہ پروپگنڈا دو افراد یحیی بن حمزة بن واقد الحضرمي الأصل الدمشقي اور سعید بن عبد العزیز بن أبي یحیی التنوخی الدمشقی کا ہے

یحیی بن حمزة بن واقد الحضرمي الأصل الدمشقي سن ۱۰۸ ہجری میں پیدا ہوئے عباسی خلیفہ المَنْصُوْرُ کے دور میں سن ۱۵۳ ہجری میں دمشق کے قاضی بھی رہے سن ۱۸۳ ہجری میں فوت ہوئے المنصور ان کو جوان کہتے

سیر الاعلام النبلاء ج ۸ س ۳۵۵ پر

سعید بن عبد العزیز بن أبي یحیی سن ۱٦۷ ہجری میں فوت ہوئے سن ۹۰ میں پیدا ہوئے مشہور مدلس ہیں آخری عمر میں اختلاط کا شکار ہوئے

إمام أبو حنیفہ ۸۰ میں پیدا ہوئے اور ۱۵۰ میں فوت ہوئے

یعنی یہ دونوں حمزہ اور سعید دمشقی دونوں امام صاحب کے ہم عصر تو تھے لیکن ان دونوں کو اکتساب علم کے لئے ابو حنیفہ کے منہ لگنے کی کوئی ضرورت نہیں تھی اہل دمشق کی یہ منفرد روایت منکر ہے جو ان سے زیادہ معتبر ابو حنیفہ پر تعصب عصری کی مثال ہے

اہل دمشق میں سے ان دو کا سماع امام صاحب سے کب کیسے ہوا کہاں ملاقات ہوئی امام ابو حنیفہ کا دمشق جانا کسی نے بیان نہیں کیا

مخالفین نے اس قسم کے بے سروپا اقوال کو قبول کیا ہے لیکن جو اہل انصاف و عدل ہیں ان کے نزدیک یہ دونوں جھوٹ بول رہے ہیں یا کسی وہم کا شکار ہیں

روایات کا اضطراب

عبد اللہ کتاب السنہ میں روایت لکھتے ہیں

حَدَّثَنِي عَبْدَةُ بْنُ عَبْدِ الرَّحِيمِ، مِنْ أَهْلِ مَرْوَ قَالَ دَخَلْنَا عَلَى عَبْدِ الْعَزِيزِ بْنِ أَبِي رِزْمَةَ نَعُودُهُ أَنَا وَأَحْمَدُ بْنُ شَبُّوَيْهِ وَعَلِيُّ بْنُ يُونُسَ فَقَالَ لِي عَبْدُ الْعَزِيزِ: يَا أَبَا سَعِيدٍ، عِنْدِي سِرٌّ كُنْتُ أَطْوِيهِ عَنْكُمْ فَأُخْبِرُكُمْ، وَأَخْرَجَ بِيَدِهِ عَنْ فِرَاشِهِ فَقَالَ سَمِعْتُ ابْنَ الْمُبَارَكِ يَقُولُ: سَمِعْتُ الْأَوْزَاعِيَّ يَقُولُ: «احْتَمَلْنَا عَنْ أَبِي حَنِيفَةَ كَذَا وَعَقَدَ بِأُصْبُعِهِ، وَاحْتَمَلْنَا عَنْهُ كَذَا وَعَقَدَ بِأُصْبُعِهِ الثَّانِيَةِ، وَاحْتَمَلْنَا عَنْهُ كَذَا وَعَقَدَ بِأُصْبُعِهِ الثَّالِثَةِ الْعُيُوبَ حَتَّى جَاءَ السَّيْفُ عَلَى أُمَّةِ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمَّا جَاءَ السَّيْفُ عَلَى أُمَّةِ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمْ نَقْدِرْ أَنْ نَحْتَمِلَهُ

ابن مبارک کہتے ہیں کہا أَوْزَاعِيَّ کہتے ہیں کہ ہم ابو حنیفہ سے بات لیتے تھے یہاں تک کہ امت محمّد پر تلوار کی بات آئی سو ہم نے ان سے لینا چھوڑ دیا

اس کی سند میں عَبْدَةُ بْنُ عَبْدِ الرَّحِيمِ ہیں جن کے لئے الذھبی میزان میں کہتے ہیں کہ ابو داود کہتے ہیں

قال أبو داود: لا أحدث عنه اس سے روایت نہ کرو

الذھبی اس راوی کا ذکر کتاب دیوان الضعفاء میں بھی کرتے ہیں

ایسے ضعیف راویوں کی بات کی تصدیق کون کر سکتا ہے جبکہ مسلکی تعصب کی فضا ہو اگر یہ بات صحیح ہے تو معلوم ہوا کہ ابو حنیفہ کی رائے سے کسی کو کوئی مسئلہ نہیں تھا حتی کہ ان کا قتل کا ایک فتوی آیا وہ کیا تھا یہ بھی نقل نہیں ہوا

یہی راوی روایت کرتا ہے عبد اللہ بن احمد کی کتاب السنہ میں ہے

حَدَّثَنِي عَبْدَةُ بْنُ عَبْدِ الرَّحِيمِ، قَالَ: سَمِعْتُ مُعَاذَ بْنَ خَالِدِ بْنِ شَقِيقِ ابْنَ عَمِّ، عَلِيِّ بْنِ الْحَسَنِ بْنِ شَقِيقٍ يَقُولُ: قَدِمْتُ مِنَ الْحَجِّ فَأَدْرَكْتُ ابْنَ الْمُبَارَكِ بِالْعِرَاقِ فَسَأَلْتُهُ فَقُلْتُ: يَا أَبَا عَبْدِ الرَّحْمَنِ فَضَلَ مَعِي مِنْ نَفَقَةِ الْحَجِّ شَيْءٌ تَرَى إِلَى أَنْ أَكْتُبَ بِرَأْيِ أَبِي حَنِيفَةَ؟ فَقَالَ: «لَا»، فَقُلْتُ: لِمَ؟ قَالَ: «لِأَنَّهُ عَقْلُ «رَجُلٍ لَيْسَ بِذَاكَ

عَلِيٌّ بْنِ الْحَسَنِ بْنِ شَقِيقٍ کہتے ہیں میں حج پر گیا اور عراق کے ابن مبارک سے ملا ان سے ابو حنیفہ کی رائے پوچھی تو ابن مبارک نے انکار کیا اور کہا کہ یہ آدمی ایسا (مناسب) نہیں

عبد اللہ کتاب السنہ میں یہ بھی نقل کرتے ہیں کہ ابن مبارک اور ابو حنیفہ نے ساتھ نماز پڑھی ابو حنیفہ نے ابن مبارک سے کہا

ترفع یدیک فی کل تکبیرۃ کانک ترید ان تطیر

تم نماز کی ہر تکبیر میں رفع الیدین کرتے ہو جیسے کہ اڑنا اور پرواز کرنا چاہتے ہو

ابن المبارک نے ابوحنیفہ کی بات پر کہا

ان کنت انت تطیر فی الاولیٰ فانی اطیر فیما سواھا

اگر آپ تکبیر تحریمہ کے وقت رفع الیدین کرتے ہوئے ارادہ پرواز و اڑان رکھتے ہوں تو میں آپ ہی کی طرح باقی مواقع میں نماز میں پرواز کرنا چاہتا ہوں

دونوں بزرگوں نے ایک دوسرے کا گریبان نہیں پکڑا بلکہ اس کوبزرگوں کا تفنن سمجھنا چاہئے. دونوں نے اپنے مسلک کا مسئلہ ہی سمجھا اس واقعہ سے سلف کا منہج سمجھا جا سکتا ہے دونوں کو پتا ہے کہ ایک رفع الیدین کرتا ہے ایک نہیں لیکن ساتھ نمازبھی پڑھتے ہیں اہل حدیث کو اس سے سبق لینا چاہیے

عبد اللہ کی کتاب السنۃ میں روایت ہے

حَدَّثَنِي عَبْدَةُ بْنُ عَبْدِ الرَّحِيمِ، سَمِعْتُ أَبَا الْوَزِيرِ مُحَمَّدُ بْنُ أَعْيَنَ رَضِيَ الله عَنْهُ وَصِيَّ ابْنِ الْمُبَارَكِ قَالَ: دَخَلَ رَجُلٌ مِنْ أَصْحَابِ عَبْدِ الْكَرِيمِ عَلَى ابْنِ الْمُبَارَكِ وَالدَّارُ غَاصَّةٌ بِأَصْحَابِ الْحَدِيثِ، فَقَالَ: يَا أَبَا عَبْدِ الرَّحْمَنِ مَسْأَلَةٌ كَذَا وَكَذَا، قَالَ: فَرَوَى ابْنُ الْمُبَارَكِ فِيهِ أَحَادِيثَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَصْحَابِهِ فَقَالَ الرَّجُلُ: يَا أَبَا عَبْدِ الرَّحْمَنِ قَالَ أَبُو حَنِيفَةَ خِلَافَ هَذَا فَغَضِبَ ابْنُ الْمُبَارَكِ وَقَالَ: أَرْوِي لَكَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَصْحَابِهِ تَأْتِينِي بِرَجُلٍ كَانَ يَرَى السَّيْفَ عَلَى أُمَّةِ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

اس میں ہے کہ ابن مبارک ایک شخص پر ناراض ہوئے اس کو انہوں نے حدیث نبی صلی اللہ علیہ وسلم سنائی اور اس نےابو حنیفہ کی رائے بیان کی

اس کی سند میں بھی عَبْدَةُ بْنُ عَبْدِ الرَّحِيمِ ہے

عبداللہ کتاب السنہ میں روایت کرتے ہیں

حَدَّثَنِي أَبُو الْفَضْلِ الْخُرَاسَانِيُّ، ثنا إِبْرَاهِيمُ بْنُ شَمَّاسٍ السَّمَرْقَنْدِيُّ، ثنا عَبْدُ الله بْنُ الْمُبَارَكِ، بِالثَّغْرِ عَنْ أَبِي حَنِيفَةَ، قَالَ: فَقَامَ إِلَيْهِ رَجُلٌ يُكْنَى أَبَا خِدَاشٍ، فَقَالَ: يَا أَبَا عَبْدِ الرَّحْمَنِ لَا تَرْوِ لَنَا عَنْ أَبِي حَنِيفَةَ، فَإِنَّهُ كَانَ مُرْجِئًا فَلَمْ يُنْكِرْ ذَلِكَ عَلَيْهِ ابْنُ الْمُبَارَكِ، وَكَانَ بَعْدُ إِذَا جَاءَ الْحَدِيثُ عَنْ أَبِي حَنِيفَةَ وَرَأْيِهِ ضَرَبَ عَلَيْهِ ابْنُ الْمُبَارَكِ مِنْ كُتُبِهِ وَتَرَكَ الرِّوَايَةَ عَنْهُ، وَذَلِكَ آخِرُ مَا قَرَأَ عَلَى النَّاسِ بِالثَّغْرِ، ثُمَّ انْصَرَفَ وَمَاتَ

إِبْرَاهِيمُ بْنُ شَمَّاسٍ السَّمَرْقَنْدِيُّ کہتے ہیں ہم سے الثَّغْرِ میں ابن مبارک نے ابو حنیفہ کے بارے بیان کیا پس ایک شخص کھڑا ہوا جسکی کنیت ابو خداش تھی اور بولا اے ابا عبد الرحمان ہم سے ابو حنیفہ کی روایت نہ کریں کیونکہ وہ مرجئہ تھے ابن مبارک نے اسکا انکار نہیں کیا پس اس کے بعد جب ابو حنیفہ کی روایت اوررائے اتی تو ابن مبارک نے اس کو ترک کیا اور یہ الثَّغْرِ میں آخر میں ہوا اس کے بعد ابن مبارک چلے گئے اور مر گئے

یہ واقعہ بھی مسلکی تعصب پر مبنی ہے ابن مبارک آخری وقت تک ابو حنیفہ کی روایت کرتے رہے الثَّغْرِ کے ایک مجھول شخص کے کہنے پر شرمندہ ہوئے اور ابو حنیفہ کی رائے چھوڑ دی، بہت عجیب بات ہے

اگر ابن مبارک ابو حنیفہ کو نا پسند کرتے تھے تو ساتھ نماز کیوں پڑھتے تھے پھر آخری عمر تک ان کی حدیث اور رائے بیان کرتے رہے اس قسم کے متضاد قصے بیان کر کے عبداللہ بن احمد پتا نہیں کس کا قد بڑھاتے رہے

عبد اللہ کتاب السنہ میں روایت کرتے ہیں

حَدَّثَنِي الْحَسَنُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ الْجَرَوِيُّ، ثنا أَبُو حَفْصٍ التِّنِّيسِيُّ، عَنِ الْأَوْزَاعِيِّ، قَالَ: «مَا وُلِدَ فِي الْإِسْلَامِ مَوْلُودٌ أَشَرُّ مِنْ أَبِي حَنِيفَةَ وَأَبِي مُسْلِمٍ وَمَا أُحِبُّ أَنَّهُ وَقَعَ فِي نَفْسِي أَنِّي خَيْرٌ مِنْ أَحَدٍ مِنْهُمَا وَأَنَّ لِيَ الدُّنْيَا وَمَا فِيهَا

الاوزَاعِيِّ کہتے ہیں اسلام میں ابو حنیفہ سے برا شخص پیدا نہیں ہوا

اس کی سند میں عمرو بن أبي سلمة التنيسی ، أبو حفص الدمشقی ہیں ان کو میزان اعتدال از الذھبی کے مطابق ابن معین اور الساجی ضعیف کہتے ہیں ابن حاتم کہتے ہیں نا قابل احتجاج ہیں

عبد اللہ کتاب السنہ میں لکھتے ہیں

حَدَّثَنِي أَبُو الْفَضْلِ الْخُرَاسَانِيُّ، حَدَّثَنَا سُنَيْدُ بْنُ دَاوُدَ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ كَثِيرٍ الْمِصِّيصِيُّ، قَالَ ذَكَرَ الْأَوْزَاعِيُّ أَبَا حَنِيفَةَ فَقَالَ: " هُوَ يَنْقُضُ عُرَى الْإِسْلَامِ عُرْوَةً عُرْوَةً

اس کی سند میں مُحَمَّدِ بْنِ كَثِيرٍ الْمِصِّيصِيُّ ہے

الذھبی سیر أعلام النبلاء میں کہتے ہیں ان کو آخری عمر میں اختلاط ہو گیا تھا

النَّسَائِيُّ ان کو لَيْسَ بِالقَوِيِّ ، قوی نہیں کہتے ہیں. عبداللہ کو امام احمد کی بات سنا چاہیے تھی کتاب العلل میں وہ کہتے ہیں قال عبد الله بن أحمد: ذكر أبي محمد بن كثير المصيصي فضعفه جدًا . بہت ضعیف ہے

عبد اللہ کتاب السنہ میں لکھتے ہیں

حَدَّثَنِي أَبُو الْفَضْلِ الْخُرَاسَانِيُّ، نا مُحَمَّدُ بْنُ أَبِي عُمَرَ، قَالَ: سَمِعْتُ سُفْيَانَ بْنَ عُيَيْنَةَ، يَقُولُ: «مَا وُلِدَ فِي الْإِسْلَامِ مَوْلُودٌ أَضَرُّ عَلَى الْإِسْلَامِ مِنْ أَبِي حَنِيفَةَ

سُفْيَانَ بْنَ عُيَيْنَةَ کہتے ہیں ابو حنیفہ سے زیادہ مضررساں اسلام میں پیدا نہیں ہوا

اس کی سند میں مُحَمَّدُ بْنُ أَبِي عُمَرَ ہے جو مجھول ہے

عبد اللہ امام مالک کی بات نقل کرتے ہیں

حَدَّثَنِي الْحَسَنُ بْنُ الصَّبَّاحِ الْبَزَّارُ، حَدَّثَنِي الْحُنَيْنِيُّ، عَنْ مَالِكِ بْنِ أَنَسٍ، قَالَ: «مَا وُلِدَ فِي الْإِسْلَامِ مَوْلُودٌ أَضَرَّ عَلَى أَهْلِ الْإِسْلَامِ مِنْ أَبِي حَنِيفَةَ»، وَكَانَ يَعِيبُ الرَّأْيَ

اس کی سند میں إسحاق بن إبراهيم الحنينی ہے جس پر شدید جرح ہے اور سخت ضعیف ہے. ابن أبي حاتم عن أبي زرعة: صالح، يعني في دينه لا في حديثه یہ دین میں صالح ہے لیکن اپنی روایت میں نہیں

عبد اللہ کی کتاب السنہ میں ہے

حَدَّثَنِي عَبْدَةُ بْنُ عَبْدِ الرَّحِيمِ، سَمِعْتُ مُعَرِّفًا، يَقُولُ: دَخَلَ أَبُو حَنِيفَةَ عَلَى الْأَعْمَشِ يَعُودُهُ فَقَالَ: يَا أَبَا مُحَمَّدٍ لَوْلَا أَنْ يَثْقُلَ، عَلَيْكَ مَجِيئِي لَعُدْتُكَ فِي كُلِّ يَوْمٍ، فَقَالَ الْأَعْمَشُ: مَنْ هَذَا؟ قَالُوا: أَبُو حَنِيفَةَ، فَقَالَ: «يَا ابْنَ النُّعْمَانِ أَنْتَ وَاللَّهِ ثُقِيلٌ فِي مَنْزِلِكَ فَكَيْفَ إِذَا جِئْتَنِي»[السنة لعبد الله بن أحمد 1/ 190

یعنی اعمش کے شاگرد معرف بن واصل کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ ابوحنیفہ ،اعمش کی عیادت کرنے کے لئے آئے اور کہا : ”اے اعمش ! اگر میرا آپ کے پاس آنا آپ کو بوجھ نہ لگتا تو میں تو روزآنہ آپ کی عیادت کرتا “ ۔ اعمش نے کہا: یہ کون آگیا ؟ لوگوں نے کہا یہ ابوحنیفہ صاحب ہیں ۔ یہ سن کر اعمش نے کہا: اے نعمان کے بیٹے! اللہ کی قسم تو تو اپنے گھر میں بھی بوجھ بنا ہواہے پھر میرے پاس آئے گا تو بوجھ کیوں نہیں بنے گا۔

سند میں عَبْدَةُ بْنُ عَبْدِ الرَّحِيمِ ہیں جن کے لئے الذھبی میزان میں کہتے ہیں کہ ابو داود کہتے ہیں

قال أبو داود: لا أحدث عنه اس سے روایت نہ کرو

الذھبی اس راوی کا ذکر کتاب دیوان الضعفاء میں بھی کرتے ہیں

دوسری طرف الکامل فی ضعفاء الرجال میں سند صحیح سے مروی ہے۔ دیکھئے۔

حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مُحَمد بن عبيدة، حَدَّثَنا المزني إسماعيل بن يَحْيى، حَدَّثَنا علي بْن معبد عن عُبَيد اللَّه بْن عَمْرو الجزري، قَال: قَال الأَعْمَش يَا نعمان يعني أَبَا حنيفة ما تقول فِي كذا قَالَ كذا قَال: مَا تقول فِي كذا قَالَ كذا قَالَ من أين قلت قَالَ أنت حدثتني عن فلان عَنْهُ فَقَالَ الأَعْمَش يَا مَعْشَر الفقهاء أنتم الأطباء ونحن الصيادلة.

الکامل فی ضعفاء الرجال238/8

عبیداللہ بن عمرو کہتے ہیں کہ اعمش نے کہااے نعمان (ابوحنیفہ)آپ فلاں فلاں مسئلہ میں کیاکہتے ہیں یعنی اپ کی رائے کیا ہے توانہوں نے جواب دیا۔ اس پر اعمش نے سوال کیا آپ کی ان باتوں کی دلیل کیا ہے توفرمایا وہی حدیث جو آپ نے فلاں کی سند سے بیان کی تھی اس پر اعمش نے کہا۔اے گروہ فقہاء تم طبیب ہو اورہم پنساری ہیں۔

عبد اللہ کتاب السنہ میں روایت کرتے ہیں

حَدَّثَنِي مَحْمُودُ بْنُ غَيْلَانَ، ثنا مُؤَمَّلٌ، قَالَ: ثَنَا عَمْرُو بْنُ قَيْسٍ، شَرِيكُ الرَّبِيعِ بْنِ صُبَيْحٍ قَالَ: سَمِعْتُ ابْنَ عَوْنٍ، يَقُولُ: «مَا وُلِدَ فِي الْإِسْلَامِ مَوْلُودٌ أَشْأَمَ عَلَى أَهْلِ الْإِسْلَامِ مِنْ أَبِي حَنِيفَةَ

ابن عون کہتے ہیں کہ اسلام میں ابو حنیفہ سے زیادہ منحوس پیدا نہیں ہوا

اس کی سند میں الرَّبِيعِ بْنِ صُبَيْحٍ ہے . الذھبی کی میزان الاعتدال میں ہے کہ ابن معین اور النَّسَائِيُّ کےمطابق یہ راوی خود ضعیف ہے

عجیب بات ہے کہ امام ابو حنیفہ کے حوالے سے یہ الفاظ بھی ہیں اور ریکارڈ میں یہ بھی ہے کہ یہ لوگ ابو حنیفہ کے مسلک کے مطابق عمل کرتے تھے

البغوي الشافعي (المتوفى: 516هـ) شرح السنہ میں لکھتے ہیں

وَذَهَبَ قَوْمٌ إِلَى أَنَّهُ لَا يَرْفَعُ يَدَيْهِ إِلا عِنْدَ الافْتِتَاحِ، يُرْوَى ذَلِكَ عَنِ الشَّعْبِيِّ، وَالنَّخَعِيِّ، وَبِهِ قَالَ ابْنُ أَبِي لَيْلَى، وَسُفْيَانُ الثَّوْرِيُّ، وَأَصْحَابُ الرَّأْيِ، وَاحْتَجُّوا بِمَا رُوِيَ عَنْ عَبْدِ الله بْنِ مَسْعُودٍ، قَالَ: «أَلا أُصَلِّي بِكُمْ صَلاةَ رَسُولِ الله صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَصَلَّى، وَلَمْ يَرْفَعْ يَدَيْهِ إِلا أَوَّلَ مَرَّةٍ».

اور ایک قوم نے اس مذھب کو اختیار کیا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز شروع کرنے پر ہی ہاتھ اٹھائے اس کی روایت کی ہے شَّعْبِيِّ اور ابراہیم نَّخَعِيِّ نے اور یہ قول ہے ابن ابی لیلی کا سفیان ثوری کا اصحاب رائے کا اور انہوں نے دلیل لی ہے جو عبداللہ ابن مسعود نے روایت کیا ہے کہ میں تم کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز کا طریقہ نہ بتاؤں پس اپ نے نماز پڑھی اور سوائے پہلی بار کے ہاتھ نہیں اٹھائے

فقہ مالکی کی کتاب المدونة میں ہے

قَالَ مَالِكٌ: لَا أَعْرِفُ رَفْعَ الْيَدَيْنِ فِي شَيْءٍ مِنْ تَكْبِيرِ الصَّلَاةِ لَا فِي خَفْضٍ وَلَا فِي رَفْعٍ إلَّا فِي افْتِتَاحِ

امام مالک کہتے ہیں میں نہیں جانتا کہ رفع یدین ہو نماز میں کسی چیز پر نہ جھکنے پر نہ اٹھنے پر سوائے نماز شروع کرنے کے

عقیقہ کے لئے امام مالک الموطا میں کہتے ہیں

قَالَ مَالِكٌ: الْأَمْرُ عِنْدَنَا فِي الْعَقِيقَةِ، أَنَّ مَنْ عَقَّ، فَإِنَّمَا يَعُقُّ عَنْ وَلَدِهِ بِشَاةٍ شَاةٍ. الذُّكُورِ، وَالْإِنَاثِ. وَلَيْسَتِ الْعَقِيقَةُ بِوَاجِبَةٍ. وَلَكِنَّهَا يُسْتَحَبُّ الْعَمَلُ بِها

مالک کہتے ہیں عقیقہ واجب نہیں اس پر عمل مستحب ہے

کچھ ایسی ہی بات امام محمّد امام ابو حنیفہ سے نقل کرتے ہیں

الغرض امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ تعالی علیہ پر جرح کی گئی اور ان کی مدح بھی خوب ہوئی اگرچہ وہ روایت کے امام نہیں تھے لیکن فقہ حدیث میں بہت علم رکھتے تھے بہت سے مسائل میں امام مالک اور امام ابو حنیفہ یک خیال ہیں مثلا عقیقہ کا غیر واجب ہونا ، نماز میں پہلی تکبیر کے بعد رفع الیدین نہ کرنا . امام مالک تو شوال کے چھ روزوں کو بدعت کہتے تھے لہذا چند فروعات میں اختلاف کا مطلب یہ نہیں کہ دوسرا شخص جاہل تھا یا حدیث کا مخالف تھا

کتاب السنہ از عبد اللہ بن امام احمد کی سند ہے

حدثنی ابراھیم ثنا ابو صالح محبوب بن موسیٰ الفرا عن یوسف بن اسباط حدثنی محمد بن ھارون نا ابو صالح سمعت یوسف یقول کان ابو حنیفۃ یقول لو ادرکنی النبی اوادرکتہ لاخذ بکثیر منی ومن قولی وھل الدین الا الرای؟ (الحسن) (اسنادہ حسن) (کتاب السنۃ ج اول ص 206،226)
اخرجہ ابن عدی الکامل فی ضعفاء الرجال جلد 7ص 7524) وخطیب فی تاریخ بغداد جلد 13 ص 407)

ترجمہ: امام صالح سے کہ میں نے امام یوسف سے سنا انہوں نے کہا ابو حنیفہ کہتا ہے اگر مجھے رسول اللہ پا لیتے یا میں آپ کو پا لیتا تو آپ میرے بہت سے اقوال کو لے لیتے۔ اور دین تو صرف اچھی رائے کا نام ہے۔

حَدَّثَنِي إِبْرَاهِيمُ، ثنا أَبُو صَالِحٍ مَحْبُوبُ بْنُ مُوسَى الْفَرَّاءُ، عَنْ يُوسُفَ بْنِ أَسْبَاطٍ، قَالَ: " قَالَ أَبُو حَنِيفَةَ: " لَوْ أَدْرَكَنِي رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَأَخَذَ بِكَثِيرٍ مِنْ قَوْلِي

اور

في (تاريخ بغداد) ج 13 ص386 « ... محبوب بن موسى قال سمعت يوسف بن أسباط يقول: قال أبو حنيفة لو أدركني رَسُولُ الله صَلَّى الله عَلَيْهِ وآلِهِ وَسَلَّمَ أو أدركته لأخذ بكثير من قولي

يُوسُفَ بْنِ أَسْبَاطٍ المتوفى ١٩٥ ھ ایک شامی زاہد ہے اس نے اپنی کتابیں دفن کر دی تھیں اس پر جرح کرنے والے کہتے ہیں یہ ظاہر کرتا ہے کہ اس کا سماع میں مسائل تھے اور اس کا دفاع کرنے والے کہتے ہیں کہ یہ بہت محتاط تھے

خطیب کہتے ہیں يغلط في الحديث كثيراً یہ حدیث میں بہت غلطیاں کرتا تھا

خود یہ موصوف أنطاكية کے ہیں ان کا سماع امام ابو حنیفہ سے کب ہوا کہاں ہوا؟

.قَالَ أَبُو حَاتِمٍ: لاَ يُحْتَجُّ بِهِ

ابو حاتم کہتے ہیں اس سے دلیل نہ لی جائے

امام بخاری کہتے ہیں

كان قد دفن كتبه فكان لا يجيء بحديثه كما ينبغي

اس نے کتابیں دفن کیں پس یہ اپنی روایات ایسے نہیں لایا جیسا آنا چاہیے تھا

عبد الرحمن بن يحي المعلمي اليماني نے کتاب النكت الجياد المنتخبة من كلام شيخ النقاد ذهبي یا التنکیل میں اس پر لیپا پوتی کی ہے لیکن ان کا جواب حماقت کے سوا کچھ نہیں کہتے ہیں

أما دفن كتبه فصحيح، وكذلك فعل آخرون من أهل الورع

اس کا کتابوں کو دفن کرنا صحیح ہے اور ایسا دوسروں نے بھی کیا ہے جو اہل خوف ہیں

المعلمی کہتے ہیں

ثم لم يتصد يوسف للرواية بعد أن دفن كتبه

دفن کے بعد یوسف نے روایت نہیں کیا

جبکہ الکامل میں ابن عدی کہتے ہیں

إلا أنه لما عدم كتبه كان يحمل على حفظه فيغلط ويشبه عليه

بلاشبہ جب کتب معدوم ہوئیں تو انہوں نے حافظہ سے روایت کیا اس میں غلطیاں کیں اور اس میں اشتباہ ہوا

دوسرے صاحب محبوب بن موسى الانطاكي، أبو صالح الفراء المتوفى ۲۳۰ ھ ہیں یہ بھی شامی ہیں

دارقطنی کہتے ہیں ولیس بالقوی قوی نہیں ہیں

اس کو ثقہ بھی کہا گیا ہے

لہذا امام ابو حنیفہ پر جرح کرنے والے ثابت کرنے کی کوشش کرتے ہیں کہ یہ لوگ ثقہ تھے اور جو اس جرح کو قبول نہیں کرتے وہ ان دونوں کو اس قدر مظبوط نہیں پاتے کہ ان کے منفرد قول کو قبول کیا جائے

ابو حنیفہ سے منسوب قول مشہور ہے

كتاب التخريج عند الفقهاء والأصوليين از يعقوب بن عبد الوهاب بن يوسف الباحسين التميمي کے مطابق

إذا صح الحديث فهو مذهبي. وقد حكى ذلك ابن عبد البر عن أبي حنيفة وغيره من الأئمة

جب صحیح حدیث ہو تو وہی میرا مذہب ہے

ائمہ کا اختلاف اس میں تھا کہ اگر حدیث صحیح ہے تو کیا وہ منسوخ ہے یا اس میں فقہ کا کوئی اور نکتہ پوشیدہ ہے یہ بات مجتہد کی رائے کی ہے لہذا ابو حنیفہ کا قول بعض احادیث پر اجتہاد ہے جو باقی ائمہ بھی کرتے ہیں

اصحاب امام

كتاب سؤالات البرقاني للدارقطني رواية الكرجي عنه میں دارقطنی کہتے ہیں

سألته عن محمد بن الحسن صاحب أبي حنيفة رحمه الله, فقال: قال يحي بن معين كذاب, وقال فيه أحمد يعني بن حنبل نحو هذا, قال أبو الحسن: وعندي لا يستحق الترك

دارقطنی کہتے ہیں ہمارے نزدیک محمّد بن الحسن اس کے مستحق نہیں کہ انکو ترک کیا جائے

اسی کتاب میں دارقطنی کہتے ہیں

سألته عن أبي يوسف صاحب أبي حنيفة فقال: هو أقوى من محمد بن الحسن

ابو یوسف، محمّد بن الحسن سے قوی ہیں

کتاب سؤالات البرقاني للدارقطني رواية الكرجي عنه میں دارقطنی کہتے ہیں

وعن زفر بن الهذيل صاحب أبي حنيفة, فقال ثقة

زفر بن الهذيل صاحب أبي حنيفة ثقة ہیں

کتاب الجرح والتعدیل از ابن ابی حاتم کے مطابق

یحیی بن معین کہتے ہیں كان أبو يوسف القاضي يميل إلى اصحاب الحديث كثيرا وكتبنا عنه

امام ابو یوسف قاضی کا میلان اصحاب حدیث کی طرف تھا اور ان سے لکھتے تھے

امام ابو حنیفہ کے اصحاب رائے تھے لیکن محدثین میں سے ہیں

ائمہ اربعہ سے منسوب کتب

کیا کتاب الحیل کی نسبت امام ابو حنیفہ کی طرف درست ہے؟

جواب

خطیب بغدادی نے کتاب الحیل کا تاریخ بغداد میں ذکر کیا ہے

محمد بن بشر أبو عبد الله الرقى حدث عن خلف بن بيان كتاب الحيل في الفقه لأبي حنيفة، رواه عنه أبو الطيب محمد بن الحسين بن حميد بن الربيع الكوفي، وذكر أنه سمعه منه في سنة ثمان وخمسين ومائتين، بسر من رأى.

محمّد بن بشر ابو عبد الله الرقی نے خلف بن بیان سے کتاب الحیل کو امام ابو حنیفہ کی فقہ کے لئے روایت کیا ہے

معلوم ہوا یہ کتاب خلف بن بیان کی سند سے ہے - خلف بن بیان خود ایک مجھول شخص ہے جس کا ترجمہ خطیب نے خود بھی پیش نہیں کیا

کتاب الحیل کے لئے خطیب بغدادی نے لکھا ہے

أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُبَيْدِ اللّٰهِ الحَنَّائِيُّ، قَالَ : أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الله الشَّافِعِيُّ، قَالَ : حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ السُّلَمِيُّ، قَالَ : حَدَّثَنَا أَبُو تَوْبة الرَّبِيعُ بْنُ نَافِعٍ، قَالَ : حَدَّثَنَا عَبْدُ الله بْنُ الْمُبَارَكِ، قَالَ : مَنْ نَّظَرَ فِي كِتَابِ الْحِيَلِ لِأَبِي حَنِيفَة أَحَلَّ مَا حَرَّمَ الله، وَحَرَّمَ مَا أَحَلَّ الله

(تاریخ بغداد : 426/13)

ہمیں محمد بن عبیداللہ حنائی نے خبر دی ، وہ کہتے ہیں : ہمیں محمد بن عبد اللہ شافعی " نے خبر دی، انہوں نے کہا : ہمیں محمدبن اسماعیل سلمی نے بیان کیا ، وہ بیان کرتے ہیں : ہمیں ابوتوبہ ربیع بن نافع نے خبر دی ، وہ کہتے ہیں : ہمیں امام عبد اللہ بن مبارک رحمہ اللہ نے یہ بات بتائی کہ: جو شخص امام ابوحنیفہ کی

کتاب الحیل کا مطالعہ کرے گا ، وہ اللہ تعالیٰ کی حرام کردہ چیزوں کوحلال کہنے لگے گا اور اللہ تعالیٰ کی حلال کردہ

چیزوں کو حرام ٹھہرانے لگے گا۔

اس قول کی نسبت عبد اللہ ابن مبارک کی طرف ہے جن کے لئے یہ بھی کہا جاتا ہے کہ عمر کے آخری وقت تک فقہ حنفی کی تبلیغ کرتے تھے مخالفین امام ابو حنیفہ یعنی عبد اللہ بن احمد کتاب السنہ میں لکھتے ہیں

عبداللہ کتاب السنہ میں روایت کرتے ہیں

حَدَّثَنِي أَبُو الْفَضْلِ الْخُرَاسَانِيُّ، ثنا إِبْرَاهِيمُ بْنُ شَمَّاسٍ السَّمَرْقَنْدِيُّ، ثنا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ الْمُبَارَكِ، بِالثَّغْرِ عَنْ أَبِي حَنِيفَةَ، قَالَ: فَقَامَ إِلَيْهِ رَجُلٌ يُكْنَى أَبَا خِدَاشٍ، فَقَالَ: يَا أَبَا عَبْدِ الرَّحْمَنِ لَا تَرْوِ لَنَا عَنْ أَبِي حَنِيفَةَ، فَإِنَّهُ كَانَ مُرْجِئًا فَلَمْ يُنْكِرْ ذَلِكَ عَلَيْهِ ابْنُ الْمُبَارَكِ، وَكَانَ بَعْدُ إِذَا جَاءَ الْحَدِيثُ عَنْ أَبِي حَنِيفَةَ وَرَأْيِهِ ضَرَبَ عَلَيْهِ ابْنُ الْمُبَارَكِ مِنْ كُتُبِهِ وَتَرَكَ الرِّوَايَةَ عَنْهُ، وَذَلِكَ آخِرُ مَا قَرَأَ عَلَى النَّاسِ بِالثَّغْرِ، ثُمَّ انْصَرَفَ وَمَاتَ

إِبْرَاهِيمُ بْنُ شَمَّاسٍ السَّمَرْقَنْدِيُّ کہتے ہیں ہم سے الثَّغْرِ میں ابن مبارک نے ابو حنیفہ کے بارے بیان کیا پس ایک شخص کھڑا ہوا جسکی کنیت ابو خداش تھی اور بولا اے ابا عبد الرحمان ہم سے ابو حنیفہ کی روایت نہ کریں کیونکہ وہ مرجئہ تھے ابن مبارک نے اسکا انکار نہیں کیا پس اس کے بعد جب ابو حنیفہ کی روایت اوررائے اتی تو ابن مبارک نے اس کو ترک کیا اور یہ الثَّغْرِ میں آخر میں ہوا اس کے بعد ابن مبارک چلے گئے اور مر گئے

یہ واقعہ بھی مسلکی تعصب پر مبنی ہے ابن مبارک آخری وقت تک ابو حنیفہ کی روایت کرتے رہے الثَّغْرِ کے ایک مجھول شخص کے کہنے پر شرمندہ ہوئے اور ابو حنیفہ کی رائے چھوڑ دی، بہت عجیب بات ہے

اگر ابن مبارک ابو حنیفہ کو نا پسند کرتے تھے تو ساتھ نماز کیوں پڑھتے تھے پھر آخری عمر تک ان کی فقہ کی تروتج کیوں کرتے رہے

یہ متضاد قصے لوگوں نے مخالفت میں تو گھڑ لئے لیکن اس کو بیان کرنے والے علماء کو دیکھنا چاہیے کہ کیا نقل کرتے پھر رہے ہیں

آدمی کے جھوٹا ہونے کے لئے یہی کافی ہے کہ ہر سنی سنائی بات نقل کرے

کتاب الحیل کے الذھبی تاریخ الاسلام میں امام محمد کے ترجمہ میں لکھتے ہیں

قال أحمد بن أبي عِمران: إنّما وضعه إسماعيل بن حمّاد بن أبي حنيفة

احمد بن ابی عمران کہتے ہیں اس کو اسمٰعیل بن حماد بن ابن حنیفہ نے گھڑا تھا

الذھبی امام محمد کا قول بھی پیش کرتے ہیں کہ یہ ہماری کتاب نہیں ہم پر ڈالی گئی یا منسوب کی گئی ہے

کہا جاتا ہے کہ کتاب الحیل میں ایک مسئلہ پر ابو حنیفہ کی رائے پر امام بخاری نے جرح کی ہے

امام بخاری صحیح میں بَابٌ فِي الهِبَةِ وَالشُّفْعَةِ میں لکھتے ہیں کہ بعض لوگوں نے کہا

وَقَالَ بَعْضُ النَّاسِ: " إِنْ وَهَبَ هِبَةً، أَلْفَ دِرْهَمٍ أَوْ أَكْثَرَ، حَتَّى مَكَثَ عِنْدَهُ سِنِينَ، وَاحْتَالَ فِي ذَلِكَ، ثُمَّ رَجَعَ الوَاهِبُ فِيهَا فَلاَ زَكَاةَ عَلَى وَاحِدٍ مِنْهُمَا. فَخَالَفَ الرَّسُولَ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الهِبَةِ، وَأَسْقَطَ الزَّكَاةَ

العینی اس کو رد کرتے کہ اس سے مراد احناف ہیں مصطفی البغا کہتے ہیں

ورد عليه العيني بأن هذا الاحتيال لم يقل به أبو حنيفة ولا أصحابه رحمهم الله تعالى وإن كانوا يقولون بجواز الرجوع بالهبة فلذلك قيود وشروط وأدلة يعتمد عليها تحمي هذا الإمام وأصحابه رحمهم الله تعالى من مخالفة رسول الله صلى الله عليه وسلم أو الاحتيال للفرار من فريضة من فرائض الإسلام

بخاري نے تیس دفعہ بعض الناس کے الفاظ صحیح میں استعمال کیے ہیں اور ان سے ہر دفعہ احناف مراد نہیں ہوتے

کیا کتاب فقہ الاکبر کی نسبت امام ابو حنیفہ کی طرف درست ہے ؟

جواب

امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ تعالی علیہ کی قدر و منزلت فقہ میں سب سے زیادہ ہے. لیکن ان کے ہاتھ کی لکھی کوئی کتاب دنیا میں نہیں . امام ابو حنیفہ سے منسوب ایک کتاب کتاب الفقہ الاکبر ہے

ارشد کمال کتاب المسند فی عذاب القبر میں ص ۷۸ پرلکھتے ہیں

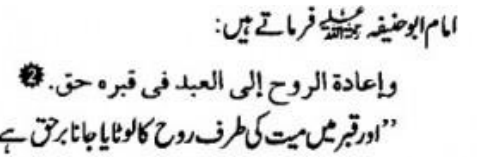
امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں:
وإعادة الروح إلى العبد في قبره حق. ❷
''اور قبر میں میت کی طرف روح کا لوٹایا جانا برحق ہے۔''

ارشد کمال صاحب نے اس عبارت کا حوالہ حواشی میں فقہ الاکبر بتایا ہے

امام الذھبی کتاب **تاريخ الإسلام ووفيات المشاهير والأعلام** میں ص ۱۳ ج ۸۷ پر لکھتے ہیں
أبو مطيع البلْخيّ، هُوَ الحَكَم بْن عبد الله الفقيه صاحب كتاب الفقه الأكبر
الفقہ الأکبر ہیں أبو مطيع البلْخيّ، وہ الحَكَم بْن عبد الله الفقيه ہیں صاحب کتاب
معلوم ہوا کا یہ کتاب امام ابو حنیفہ کی ہے ہی نہیں

خير الدين بن محمود بن محمد بن علي بن فارس، الزركلي الدمشقي (المتوفى: ١٣٩٦ ھ) کتاب الاعلام میں امام ابو حنیفہ کے لئے لکھتے ہیں ۔

وتنسب إليه رسالة " الفقه الأكبر " ولم تصح النسبة
اور ان سے ایک تحریر الفقه الاکبر منسوب هے اور اس کی نسبت ان سے صحیح نہیں

اس سے واضح ہے کہ اس کتاب اور اس میں بیان کردہ عقائد کی نسبت امام ابو حنیفہ رحمہ الله علیہ سے درست نہیں

الرد على الجهمية کیا امام احمد کی کتاب تھی؟

جواب

إس نام کی امام احمد کی ایک کتاب تھی

پانچویں صدی تک لوگ اس کو مانتے تھے لیکن آٹھویں صدی میں لوگوں نے اس کا انکار کیا مثلا سیر الاعلام النبلا میں امام الذھبی نے اس کو موضوع قرار دیا ہے اس پر محقق الشیخ شعیب الأرناؤوط کہتے ہیں

.يرى الذهبي المؤلف أن كتاب " الرد على الجهمية " موضوع على الامام أحمد

وقد شكك أيضا في نسبة هذا الكتاب إلى الامام أحمد بعض المعاصرين في تعليقه على " الاختلاف في .اللفظ، والرد على الجهمية " لابن قتيبة

ومستنده أن في السند إليه مجهولا، فقد رواه أبو بكر

غلام الخلال، عن الخلال، عن الخضر بن المثنى، عن عبد الله بن أحمد، عن أبيه ... والحضر بن .المثنى هذا مجهول، والرواية عن مجهول مقدوح فيها، مطعون في سندها

وفيه ما يخالف ماكان عليه السلف من معتقد، ولا يتسق مع ما جاء عن الامام في غيره مما صح عنه وهذا هو الذي دعا الذهبي هنا إلى نفي نسبته إلى الامام أحمد ومع ذلك فإن غير واحد من العلماء قد صححوا نسبة هذا الكتاب إليه، ونقلوا عنه، وأفادوا منه، منهم القاضي أبو يعلى، وأبو الوفاء بن عقيل، والامام البيهقي، وابن تيمية، وتلميذه ابن القيم، وتوجد من الكتاب نسخة خطية في ظاهرية دمشق، ضمن مجموع رقم (116) ، وهي تشتمل على نص " الرد على الجهمية " فقط، وهو نصف .الكتاب، وعن هذا الأصل نشر الكتاب في الشام، بتحقيق الأستاذ محمد فهر الشقفة

لب لباب یہ ہے کہ الشیخ شعیب الأرناؤوط نے کہا

اس کو موضوع اس لئے کہا گیا کہ اس کتاب کی سند میں ایک مجھول الحضر بن المثنی ہے .... لیکن القاضي أبو يعلى، وأبو الوفاء بن عقيل، والامام البيهقي، وابن تيمية، وتلميذه ابن القيم، وغیرہ نے اس کو امام احمد کی کتاب مانا ہے

یعنی شعیب کی رائے میں یہ امام احمد کی ہی کتاب ہے الذھبی کی رائے سے انہوں نے موافقت نہیں کی

کیا کتاب الصلوۃ امام احمد کی نہیں ہے ؟

جواب

امام الذھبی سیر میں ج ۱۱ ص ۳۳۰ پر لکھتے ہیں

قَالَ ابْنُ الجَوْزِيِّ: وَلَهُ -يَعْنِي: أَبَا عَبْدِ اللهِ- مِنَ المُصَنَّفَاتِ: كِتَابُ (نَفْيِ التَّشْبِيهِ) مُجَلَّدَةٌ، وَكِتَابُ (الإِمَامَةِ) مُجَلَّدَةٌ صَغِيْرَةٌ، وَكِتَابُ (الرَّدِّ عَلَى الزَّنَادِقَةِ) ثَلاَثَةُ أَجْزَاءٍ، وَكِتَابُ (الزُّهْدِ) مُجَلَّدٌ كَبِيْرٌ، وَكِتَابُ (الرِّسَالَةِ فِي الصَّلاَةِ) -

ابن جوزی نے کہا کہ ابو عبد اللہ (امام احمد) کی مصنفات میں سے ہیں کتاب (نَفْيِ التَّشْبِيهِ) مجلد ہے، وَكِتَابُ (الإِمَامَةِ) چھوٹی مجلد ہے ، وَكِتَابُ (الرَّدِّ عَلَى الزَّنَادِقَةِ) تین أَجْزَاءٍ، وَكِتَابُ (الزُّهْدِ) - مُجَلَّدٌ ، وَكِتَابُ (الرِّسَالَةِ فِي الصَّلاَةِ)

اس کے بعد امام الذھبی اپنی رائے پیش کرتے ہیں

قُلْتُ: هُوَ مَوْضُوْعٌ عَلَى الإِمَامِ

میں کہتا ہوں یہ امام احمد پر گھڑی گئی ہے

راقم کی رائے میں ابن جوزی اور ان کے معاصرین حنابلہ ابویعلی اور غیرھم نے اس کو امام احمد کی کتاب مانا ہے اگرچہ متاخرین مثلا امام الذھبی نے اس کا انکار کیا ہے

اس کے بارے میں طبقات حنابلہ میں امام احمد کے شاگرد مھنا بْن يَحْيَى الشامي کہتے ہیں

.كتبه أَبُو عَبْدِ اللَّهِ أَحْمَد بن محمد بْنِ حنبل إلى قوم صلّى معهم بعض الصلوات

اس کتاب کو امام احمد نے ایک قوم کے لئے لکھا جو ان کے ساتھ نماز پڑھتے تھے

کتاب امام احمد سے ثابت ہے کیونکہ اس میں جو الفاظ ہیں وہی حنبلیوں نے اپنی کتابوں میں امام احمد سے منسوب کیے ہیں

اس پر محقق أَبُو عَبْدِ اللهِ، إِبْرَاهِيمُ بنُ رَجَا الشمّريّ نے ثابت کیا ہے کہ یہ کتاب امام احمد کی ہی ہے

https://www.dropbox.com/s/cj60qg4vi0m9t5h/رسالة%20الصلاة.doc?dl=0

اس کتاب کے صفحہ ٤٨ سے وہ اقوال شروع ہوتے ہیں جو حنابلہ کے نزدیک امام احمد کے اقوال ہیں نماز کے سلسلے میں ہیں

المدونہ کیا امام مالک کی کتاب ہے ؟

جواب

المدونہ امام مالک کے اقوال کا مجموعہ ہے جس کو امام سَحْنُوْنٌ أَبُو سَعِيْدٍ عَبْدُ السَّلاَمِ بنُ حَبِيْبٍ التَّنُوْخِيُّ نے روایت کیا ہے یہ کتاب مالکیہ میں مستند ہے اور سَحْنُوْنٌ أَبُو سَعِيْدٍ عَبْدُ السَّلاَمِ بنُ حَبِيْبٍ التَّنُوْخِيُّ کے ترجمہ میں الذھبی سیر میں لکھتے ہیں قَاضِي القَيْرَوَانِ، وَصَاحِبُ المُدَوَّنَةِ

سیر ہی میں امام مالک کے ترجمہ میں الذھبی کہتے ہیں

.فَأَمَّا مَا نَقَلَ عَنْهُ كِبَارُ أَصْحَابِهِ مِنَ المَسَائِلِ، وَالفَتَاوَى، وَالفَوَائِدِ، فَشَيْءٌ كَثِيْرٌ

.وَمِنْ كُتُوْبِ ذَلِكَ: (المُدَوَّنَةُ) ، وَ (الوَاضِحَةُ) ، وَأَشْيَاءُ

پس ان سے مسائل و فتوی اور فوائد امن اصحاب نے بہت سی چیزوں کو نقل کیا ہے ان خزانوں میں سے ہیں المدونہ اور الوَاضِحَةُ اور چیزیں

سَحْنُوْنُ کے ترجمہ میں الذھبی کہتے ہیں

.وَأَصْلُ (المُدَوَّنَةِ) أَسْئِلَةٌ، سَأَلَهَا أَسَدُ بنُ الفُرَاتِ لِابْنِ القَاسِمِ

.فَلَمَّا ارْتَحَلَ سَحْنُوْنُ بِهَا، عَرَضَهَا عَلَى ابْنِ القَاسِمِ، فَأَصْلَحَ فِيْهَا كَثِيْراً، وَأَسْقَطَ، ثُمَّ رَتَّبَهَا سَحْنُوْنُ، وَبَوَّبَهَا

.وَاحْتَجَّ لِكَثِيْرٍ مِنْ مَسَائِلِهَا بِالآثَارِ مِنْ مَرْوِيَّاتِهِ، مَعَ أَنَّ فِيْهَا أَشْيَاءَ لاَ يَنْهَضُ دَلِيْلُهَا، بَلْ رَأْيٌ مَحْضٌ

مدونہ کی اصل سوالات ہیں جن کو اسد بن الفرات نے ابن القاسم سے کیا پھر جب سَحْنُوْنُ نے اس کے لئے سفر کیا اس کو ابن قاسم پر پیش کیا انہوں نے اصلاح کی جس میں دلیل نہیں صرف رائے تھی

ابن خلکان لکھتے ہیں

وكان أول من شرع في تصنيف " المدونة " أسد بن الفرات الفقيه المالكي بعد رجوعه من العراق وأصلها أسئلة سأل عنها ابن القاسم فأجابه عنها، وجاء بها أسد إلى القيروان وكتبها عنه سحنون، وكانت تسمى " الأسدية " ثم رحل بها سحنون إلى ابن القاسم في سنة ثمان وثمانين ومائة فعرضها عليه وأصلح فيها مسائل ورجع بها إلى القيروان في سنة إحدى وتسعين ومائة، وهي في التأليف على ما جمعه أسد ابن الفرات أولاً غير مرتبة المسائل ولا مرسمة التراجم، فرتب سحنون أكثرها وبوبه على ترتيب التصانيف واحتج لبعض مسائلها بالآثار من روايته من موطإ ابن وهب وغيره،

وفیات الاعیان جلد3صفحہ۱۸۱ پر

اور اسد بن الفرات وہ پہلے ہیں مالکی فقیہہ جنہوں نے مدونہ تصنیف کی عراق جانے کے بعد اور اس کا اصل وہ سوالات ہیں جو ابن القاسم سے کیے اور انہوں نے جواب دیا اس کو لے کے قیروان آئے اور سحنون کو اس پر لکھا اس کو الاسدیہ کا نام دیا پھر سحنون اس کو لے گئے ابن القاسم کے پاس سن ۱۸۰ ہجری میں اس کو ان پر پیش کیا اس کی اصلاح کی اور واپس قیروان لائے سن ۱۹۱ ہجری میں اور یہ تالیف وہ تھی جو اولا اسد بن الفرات نے جو مسائل جمع کیے تھے ان مسائل پر مشتمل تھی اس میں مسائل کا مرتبہ اور تراجم کی رسم نہیں تھی پس سحنون نے اس کو مرتب کیا اور اس پر ابواب قائم کیے اور اس میں مسائل پر دلیل لی موطا ابن وھب کی روایت پر اور دیگر پر

البرذعي کی سؤالاته (٥٣٣|٢) کے مطابق : وذكرت لأبي زرعة (الرازي) مسائل عبد الرحمن بن القاسم عن مالك، فقال: «عنده ثلاث مئة جلدة أو نحوه عن مالك مسائل أسدية». قلت: «وما الأسدية»؟ فقال: «كان رجل من أهل المغرب يقال له أسد، رحل إلى محمد بن الحسن (صاحب أبي حنيفة) فسأله عن هذه المسائل. ثم قدم مصر، فأتى عبد الله بن وهب فسأله أن يسأله عن تلك المسائل: مما كان عنده فيها عن مالك أجابه، وما لم يكن عنده عن مالك قاس على قول مالك. فأتى «عبد الرحمن بن القاسم، فتوسع له، فأجابه على هذا. فالناس يتكلمون في هذه المسائل

البرذعي کہتے ہیں میں نے ابو زرعة سے مسائل ابن القاسم جو وہ مالک سے روایت کرتے ہیں ان کا ذکر کیا اس پر انہوں نے کہا اس کی ٣٠٠ جلدیں ہیں مسائل اسدیہ جو مالک سے ہیں- میں (البرذعي) نے کہا یہ الاسدیہ کیا ہے ابو زرعة نے کہا اہل مغرب کا ایک شخص تھا جس کو اسد (بن الفرات) کہا جاتا تھا اس نے محمد بن الحسن کی طرف سفر کیا ان سے مسائل پر سوال کیا- پھر مصر گیا اورعبد اللہ ابن وھب کے پاس آیا اور ان مسائل پر سوال کیا جو مالک کے تھے ان کے مطابق جواب دیا- جس پر مالک کا جواب نہیں تھا اس میں مالک کے قول پر قیاس کیا- پھر یہ (اسد) وہاں سے ابن القاسم کے پاس آیا جس سے اس (کتاب) میں اضافہ ہوا اور ابن القاسم نے جوابات دیے- پھر لوگوں نے ان مسائل میں کلام کیا

یعنی الاسدیہ از اسد بن الفرات کی نئی شکل المدونہ از سحنون ہے

الغرض کتاب المدونہ ثابت ہے یہ امام مالک کی نہیں بلکہ سَحْنُوْنُ کی ہے